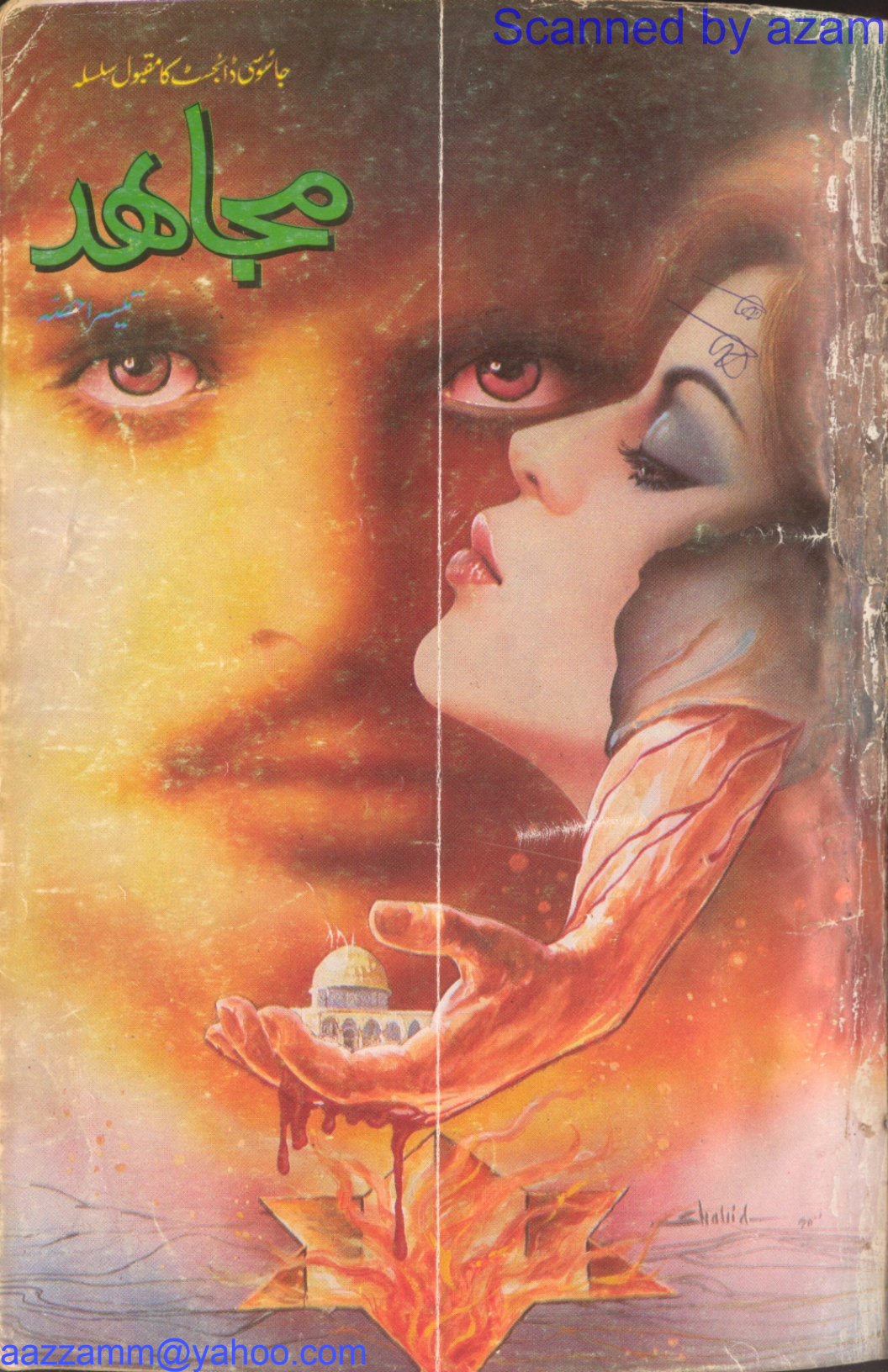


جائزہ کا مقبول سلسلہ

مجاہد

میں سے



Scanned By:

Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com



Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com

جانوی ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ

آزمائش کی کڑی دھوپ میں ایک پاکستانی تاجانہ کا سفر



علی یار خان

PR
798

ایک راندہ درگاہ قوم کی عیاریوں کا طلسم خانہ
ایک ٹھکرائے ہوئے قبیلے کی وحشتوں کا غول رنگ فساد

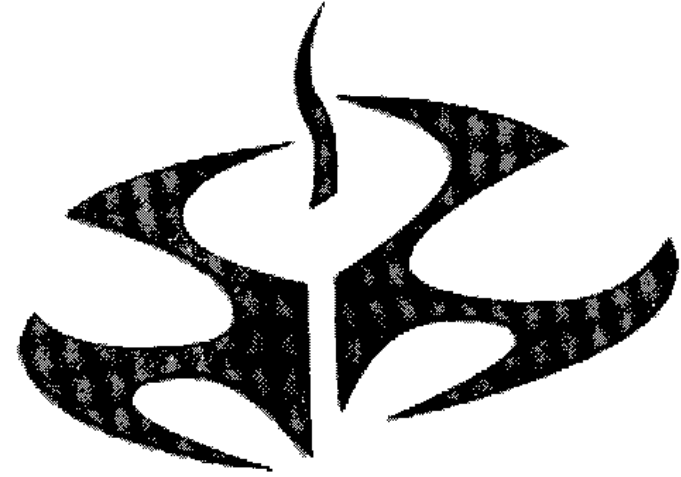


Scanned By:

Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com

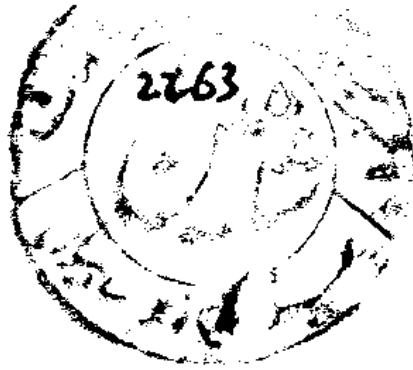


Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com

انسانی زندگی واقعات کا ایک عجائب خانہ
 ہے جس طرح ایک چنگاری کبھی کبھی خرم
 کو جلا کر خاک تر کر دیتی ہے اسی طرح کوئی
 معمولی سا واقعہ بھی کسی کی زندگی کا نقشہ
 تبدیل کر دیتا ہے، سوچ کے زاویے بدل دیتا ہے۔
 یہ ایک ایسا آشفٹہ مزاج، شوریلہ سر
 نوجوان کی سرگزشت ہے جس کی رگوں
 میں دوڑتا ہوا لہو دھکتا ہوا لاوا بہن
 گیا تھا اس کے ہر مسام جان سے
 شراب چھوٹنے لگے تھے۔ ایک بظاہر
 چھوٹے سے واقعہ نے اس کے کاروبار
 حیات کی راہیں بدل دی تھیں
 اس کی حقانی نگاہوں میں کچھ
 اور بھی منظر لیں آتی تھیں۔ ہر
 جگہ، ہر کونچہ دھرمین
 فتنہ پھودے سے بھر پیکر
 رہنا ہی اس کا مقصد
 حیات نہیں سہرا۔



سجاد

اس نے۔ روئے دھونے سے ایک عجیب سا ذہنی سکون ملا تھا۔
 میں نے انہی سے اس کے بارے میں حریف تفصیلات پوچھیں
 شکیلا کمپ کے مغربی حصے میں اس کا خاندان آباد تھا۔ اس خاندان
 کی کہانی وہ سن ہی چکی تھی۔

میں نے اپنے بارے میں کافی سوچا تھا۔ بڑی گہری
 چوٹ تھی سینے پر عجیب عجیب خیالات دل میں ابھرتے تھے۔
 لعنت ہے یا اس سوچ ہی کیوں تھا کہ ان جذلوں کو کوئی نام
 ملے۔ کیا ضرورت تھی بیروت آسنے کی جذبات کا جن تو یہاں
 سے دور رہ کر بھی جاری رہ سکتا تھا۔ وہ بھی انسان تھے بھلا
 گئے ہوں گے۔ علی یاد نہ رہا تھیں۔ دشمنوں کی چال کار کر بونگی
 ہاں بے قصور تو وہ بھی تھے اپنے گھروں کو ترسے ہوئے لوگ۔
 موت کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا تھا انھوں نے۔ گھر یا موت۔
 ایک ہی تصور تھا ان کے ذہنوں میں سارٹش کیسے برداشت
 کر سکتے تھے۔ بس ایک غلطی کی تھی انھوں نے۔ پہلے عمل تحقیقات
 کرتے تحقیقت کھل جاتا اتنا مشکل نہ ہوتا۔ یہ نہیں کیا تھا انھوں
 نے میرے لیے اتنی سی شکایت تھی ان سے۔

انہی سے اس کے بعد میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھا
 تھا۔ پہلے کچھ اور تھی وہ اب انٹرم کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا اس کے

اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ پہلے وہ حیرت
 سے مجھے سختی رہی پھر ان کی آنکھوں کے بند سوتے کھل گئے ان
 سے آنسوؤں کی دھاریں چوٹ نکلیں وہ بک بک کر رونے لگی۔
 ہاتھوں چلے گئے تھے بھائی کہاں تھے اب کسکا پہلے کیوں
 نہ آگئے۔ میں نے تو بڑا انتظار کیا تھا تمہارا بہت سوچا میں نے
 کہ کوئی میری آرزوؤں کو پامال نہ ہونے دے کوئی مجھے بھال لے
 میں گرنا نہیں چاہتی تھی بھائی تم کیا کرتی پاؤں بے جان تھے۔
 وہ در دو تک پہلے آب و گیارہ صبح چلے ہوئے تھے۔ ماں بھائی
 بھوک سے لمب گور تھے۔ تب میں نے خود کو دفن کیا۔ سب کو بھول
 گئی سب کچھ بھول گئی بہت دیر سے کسے بھائی بہت دیر
 سے آئے۔

میری آنکھیں بھی کھلنے لگیں۔ انہی سے میرے سینے سے
 آنسو تھی۔ پاکستان یاد آ رہا تھا اس لمس میں تپائی زندہ تھی میں نے
 گلو گریں تھیں میں کہا شرم نہ ہوں بہن معاف کر دو۔
 رفتہ رفتہ انہی کے دل کا عمارت کل گیا۔ میری آنکھیں بھی
 کھل گئی تھیں۔ آنسو دلبر کرتا بڑا بوجھ ہوتے ہیں۔ اس کا یہاں
 شاید زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔

وہ سنبھل گئی۔ بڑی لہذا نیت بڑا ہمارا نظر آ رہا تھا اس نے
 آنکھوں میں وہ پرسکون ہو گئی تھی پھر اس موضوع پر کچھ نہیں کہا

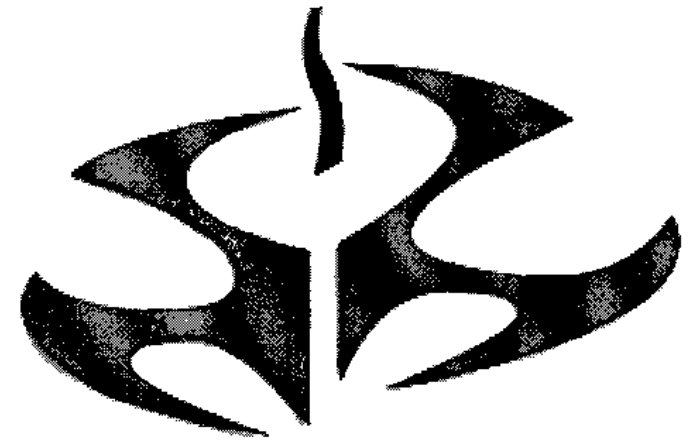


Scanned By:

Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com



Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com

”مجھے جان دینے والوں سے بھی کوئی لکھی نہیں ہے۔“
”مجھ سے بھی نہیں؟“ صدف نے عجیب سے لہجے میں سوال کیا اور میں اچھے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

”نہیں صدف، تمہارے خطوط، تمہاری عبت، تمہارے بیمار کا بے حد شکر ہے لیکن تم سوچو کہ جس شخص نے اپنا مستقبل ایک مقصد کے لیے قربان کر دیا اور اس مقصد کے لیے اس نے اپنی زندگی کی بازی لگا کر بہت کچھ کیا، اسے وہی لوگ معونہ دار دے دیں جن کے لیے وہ دل میں پیار رکھتا ہے، تڑپ، اکتا ہے تو پھر اس کے سینے میں گہرائی کمال سے ہوگی۔ سو صدف! تمہاری زندگی کا ایک مقصد ہے، میں تم سے آج بھی کہتا ہوں کہ تنظیم آزادی فلسطین نے مجھے خدا قرار دے کر اپنے آپ سے الگ کر دیا ہے لیکن میرا دل تمہارے مقصد تمہارے مشن سے الگ نہیں ہو سکا۔ میں تمہارے لیے نہیں، ان لاکھوں بے گھر لوگوں کے لیے اپنے دل میں وہی جذبات باتا ہوں جو پہلے دن میرے سینے میں حدائے تھے۔ میں انہیں نہیں جھوٹوں کا صدف، زندگی کے جس موڑ پر جس مرحلے پر مجھے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا، میں اس سے باز نہیں رہ سکوں گا لیکن اب میرا تم لوگوں کے درمیان رہنا ناممکن ہے۔“

صدف میرے ساتھ بہت دیر تک رہی اور مجھے توازن پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ پھر میں نے ہی مناسب سمجھا کہ وہاں سے اٹھ جاؤں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد مشکل تمام میں نے صدف العیش کو ایک جگہ چھوڑا تھا۔ وہ مجھ سے میرا معلوم کر رہی تھی لیکن میں نے اسے اپنے ہوش کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ میرا لقب کرتی رہی ہے تو یقیناً اسے علم ہوگا کہ میں کہاں رہتا ہوں۔ اس پر اس نے کہا کہ اس نے مجھے وہاں سے آتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جہاں میں رہتا ہوں، پس راستے میں ہی مجھ پر نگاہ پڑ گئی تھی، چنانچہ وہ میرا لقب کرتے ہوئے یہاں تک آئی تھی۔

”آئندہ ایسا نہ کرنا صدف، ورنہ تم سے بھی مجھے شکارت ہو جائے گی۔“ میں نے اس سے کہا اور وہ رخصت ہو گئی۔ میں دل ہی دل میں حالات پر بہت ہوا واپس اپنے ہوٹل کی جانب چل پڑا۔

صدف العیش صرف دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میرے لیے یہ بھاگ دوڑ کرتی پھر رہی تھی۔ پتا نہیں کون کون لوگ اس میں شامل ہوں گے۔ خواد کے لیے میرے دل میں برائی نہیں تھی میں جانتا تھا کہ وہ ایک مخلص انسان ہے لیکن جو کچھ ہو گیا تھا اب اس کی تلافی میرے نزدیک تقریباً ناممکن تھی۔

”کیا مطلب؟“

”ہاں، میں ان لوگوں کے نام نہیں بتاؤں گی تمہیں مجھے کما گیا ہے کہ ابھی اس بارے میں خاموش رہوں لیکن میں خود بھی ان میں شامل ہوں۔“

”اوہ صدف... نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ اگر تم لوگ اپنے طور پر کوئی فیصلہ کر لیتے ہو یا تنظیم آزادی فلسطین مجھے بے گناہ قرار دیتی ہے، تب بھی... تم کیا بھتی ہو؟ کیا اب میرے دل میں اتنی گہرائی ہے تمہارے لیے کہ میں پھر تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں؟ میں جو ایک ساری ملکی ہوں، مسلم ضرور ہوں لیکن ہر مسلم کے سینے میں تمہارے لیے وہ تڑپ، وہ جذبہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ سب کچھ اسی لیے کیا تھا کہ خضر دراز سے دولت کماؤں، سو میں نے اس کی ابتدا کر دی ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ وقت سے پہلے خضر دراز پر آگیا۔ یہ تو میری تقدیر ہے صدف، یہ تو میری تقدیر ہے۔“

”تمہیں ماننا ہوگا علی، تمہیں یہ بات ماننا ہوگی“ صدف نے پُر زور لہجے میں کہا اور میں ہنس دیا۔
”چھوڑو ان باتوں کو صدف۔ یہ بتاؤ تمہارے لیے کیا سنگاؤں؟“
”اگر میری بات مانلو تو پھر ہر...“
”نہیں صدف العیش، یہ میں کسی کے لیے نہیں کر سکتا۔“
”تو پھر تمہیں میری بات مان لینی چاہیے۔“

”صدف، جو کچھ تم کہہ رہی ہو، وہ سبے وزن ہے۔ اس میں کوئی جان نہیں ہے، مگر نہیں، میں کسی سے کچھ نہیں کہنا چاہتا، لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں، ہرگز کہہ رہے ہیں۔ ہر حال ان لوگوں سے کو جو میری حیات پر کڑے ہیں کہ میں اب خود اپنی حیات نہیں چاہتا اور پھر تنظیم نے مجھے کوئی مزا تو نہیں دی ہے۔ کتنا بڑا احسان کیا ہے انھوں نے میرے اوپر، میرے پاکستانی ہونے نے مجھے کتنا فائدہ پہنچایا۔ اگر فلسطینی ہوتا تو یقیناً اب تک میری گردن ایک فٹ لمبی ہو گئی ہوتی، مجھے پھانسی پر بٹھا دیا جاتا، یہی مزا ہوتی چاہیے تھی جاتی یا ایک ٹوک چڑ پر بٹھا دیا جاتا، یہی مزا ہوتی چاہیے تھی لیکن واہ رے میرے وطن تو نے مجھے بچا لیا۔ ایک غیر ملکی ہونا بھی کس قدر سوجھ بوجھ میرے لیے۔“

درز نے میرے سامنے سے کھانے کے برتن ہٹا لیے میں نے صدف کے لیے کافی طلب کر لی تھی، وہ ڈیڑھائی انھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی ہی چند لمحات کے بعد اس نے کہا: ”ہم لوگ کوئی خوش حال دلدلی کرنے کے بعد یہی تمہیں آگاہ کریں گے اور تمہیں اس وقت تک کے لیے ہم سے تعاون کرنا ہوگا۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر یہ سوچ لو کہ ہمیں سے بہت سے اپنی جان دے دیں گے۔“

کے ماحول کو دیکھا۔ یہاں سب اپنی اپنی دنیا میں گم تھے کسی کی توجہ ہماری طرف نہیں تھی۔ تاہم میں نے اس سے کہا: ”خود کو بیکھا صدف، یہ ایک بیک وقت مقام ہے، لوگ خواہ مخواہ ہماری طرف توجہ ہوجائیں گے۔“ علی! میں تم سے ان کے لیے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔“
”جانتی نہیں جو شاید میرے بارے میں لوگے واقعات نہیں سنے۔“ میں نے طنز آمیز انداز میں سکراتے ہوئے کہا۔

”سز چکی ہوں، سب کچھ سہل چکی ہوں، کچھ لوگوں کی نگاہوں پر پرفے پڑ گئے ہیں۔ یہ لوگ جذباتی اور حسرتی ہیں۔ پس ماضی میں نہیں جھانکتے۔“

”میں بھی اب ماضی میں نہیں جھانکنا چاہتا صدف العیش، براہ کرم مجھے میری تنہائیوں کے ساتھ زندہ رہنے دو۔“

”نہیں... نہیں علی، ہم میں سے کچھ لوگ باقاعدہ اس سلسلے میں ایک پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔“

”میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا چاہتا۔ تم یہ بتاؤ کہ یہاں کیسے پہنچیں؟“

”تمہارا لقب کب کرتے ہوئے؟“
”کیا مطلب؟“

”ہاں، تم کیسے سمجھتے ہو؟ ہم لوگوں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ صدف العیش نے کہا۔“

”چھوڑو تو بہتر ہے صدف، اب تمہیں اس اجڑی ہوئی بستی میں کچھ نہیں ملے گا۔“

”علی! ان کی ذہنی کیفیت پر بھی غور کرو، وہ اپنا سب کچھ کھوئے بیٹھے ہیں، جھجکا، میں ان کے سینوں میں جاگزیں ہیں، وہ اپنی منزل پا سنے کے لیے مرگزاں ہیں۔ اپنے راستے میں غمروں کی رکاوٹیں تو برواشت کی چاسکتی ہیں لیکن انہوں کے بارے میں یہ تصور بھی بڑا اذیت ناک ہوتا ہے کہ وہ ماضی صدف ہو جائیں گے۔“

”ٹھیک کہتی ہو صدف لیکن کیا کیا جائے انسان کو دولت کی ضرورت ہوتی ہے اور دولت حاصل کرنا ہر شخص کا تو فیض ہے۔ میں نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا۔“

”نہیں علی! میں جانتی ہوں، تم نے ایسا نہیں کیا۔“
”کسی باتیں کرتی ہو صدف العیش! میرے اکاؤنٹ میں بیس لاکھ ڈالر جمع ہیں، میں ایک دولت مند آدمی ہوں، بیروت کی زندگی میں بکھری ہوئی لکھنویوں میں سے اپنا حصہ وصول کر سکتا ہوں، بیس لاکھ ڈالر کا لاک۔ مجھ سے دوسری باتوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی۔“
”کچھ بھی کہتے رہو علی! میں یہ بات کبھی نہیں مان سکتی، تمہیں نہ جاننے والوں نے یہ فیصلہ کیا ہے لیکن جو کچھ جانتے ہیں، وہ تمہارے لیے جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔“

مجاہد تھا جو جذبہ جہاد کے شوق سے مرثا رہا۔ ہرگز زندگی کے ان راستوں پر نکل پڑا تھا جن میں کہیں برائی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ جس میں صرف جملہ خوشی تھی، سرخرو تھی، جیواں کی ایک کائنات آباد تھی۔ میں اس کائنات کو اس انداز میں ردی کرنا کائنات میں نہیں ڈونتا چاہتا تھا لیکن مستقبل ایک بیک وقت مستقبل، بہت کچھ دینے کو تھا ان دنوں! اپنے آپ کو بھلا نا چاہتا تھا میں۔

اس رات میں ہوٹل سے باہر نکل آیا، بیروت کے نشہ لکھوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا لیکن کیا زندگی اس طرح سہل سکتی ہے ایک بار پھر جی چاہا کہ شراب پیوں، پہلے بار شراب پی ہی تو زیرو تھی۔ گواں کا ملنا ایک دلکش اور نیکو بخش تجربہ ثابت ہوا تھا لیکن اب کسی اذیت کے لیے میرے پاس کچھ نہیں رہا تھا۔

ہر طور سڑکوں پر مارا اور پھر تار اور پھر ایک لوہاں اثر بیٹورنٹ میں جا بیٹھا۔ یہاں بیٹھ کر کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں طلب کیا اور اس سی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ چوکوں اور شادمان لوگ اپنی اپنی مزدوں پر زندگی کی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ بیروت کے اسی خوشنما ماحول میں میرے ساتھ صرف میری تنہائیاں تھیں۔ کھانا سنانے لگ گیا لیکن دلی نہیں چاہ رہا تھا، حلق سے ایک آغز آ رہا ہے۔ ذہنی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی۔ دفعتاً میرے نزدیک کوئی اکھڑا ہوا اور میری نگاہیں بلا اختیار اس کی جانب اٹھ گئیں۔ اسے دیکھ کر چوکن فطری امر تھا میری طرف سے تھیں۔ وہ دلی جس نے زندگی میں کچھ شہو را بہت متاثر کیا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میرے جیسے ہر شخص پر تھکا سکاٹ پھیل گیا لیکن پھر خیال آیا کہ یہ بھی تنظیم آزادی فلسطین کی نمائندہ ہے۔

”بیٹھے کو بھی نہ کہو گے علی!“
”نہیں صدف! ایسی بات نہیں ہے، بیٹھو، میں نے کہا۔“
اور وہ کرسی گھسیٹ کر میرے سامنے بیٹھ گئی۔ ”تمہارے لیے کیا سنگاؤں؟“

”کچھ نہیں۔“ وہ اس لہجے میں بولی۔

”تم کچھ اور اس ہو صدف؟“ میں نے سوال کیا۔
”حم کھا نا کھاؤ۔ اس کے بعد بات چیت ہوگی۔“
”نہیں! پس احساس ہوا تھا کہ جھوک گئی ہے سو یہ کھانا منگو الیا لیکن کھانے کو بھی نہیں چاہتا۔“

صدف کی آنکھوں میں آنسو آمد آئے۔ ”جو کچھ ہوا ہے علی، یہ نہ سوچنا کہ میں بھی اس سے متفق ہوں۔“

”اچھا! تعجب کی بات ہے، خواد بھی یہی کہہ رہا تھا لیکن صدف یقین نہیں آتا، اب تم لوگوں پر، صدف رو پڑی، اس کی ہلکی ہلکی سسکیاں ابھرے گئیں تو میں نے چونک کر اطراف

ہوں واپس آنے کے بعد میں بہت پریشان رہا۔ ہفت روزہ کے لئے ایک مہینہ گزارا۔ میں جیسا سوچتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بہترین تھا کہ بیروت چھوڑ دوں لیکن بیروت چھوڑ کر کہاں جاؤں گا؟ کون سی جگہ کو اپناؤں اور اس انداز میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کروں؟

اس وقت رات کے ساڑھے بار بجے تھے جب ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور اندر بیڑے مجھے نئی فون کال ریلیو کرنے کے لیے کہا۔ میں نے ریلیو نہ کیا۔ دوسری طرف سے وہی ہماری آواز سنائی دی جو مجھے سب سے پہلے سنائی دی تھی۔

”جو کچھ تم کہتے ہو میرے ہر عمل وہ تھا جسے میرے لیے شدید نقصان دہ ہے۔ کچھ بے وقوف لوگ اگر یہاں سے ہمدرد ہیں تو ان سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آخری بار صاف آخری بار تمہیں اطلاع دی جا رہی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے بیروت چھوڑ دو۔ اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ تمہاری اپنی ذمہ داری ہوگی۔ ٹیلی فون بند کر دیا گیا۔

میرے دل و دماغ میں شدید غصے اور بے چارہ کا طوفان برپا ہو گیا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ بیروت چھوڑ کر بیروت چھوڑ دوں گا لیکن تم لوگوں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر نہیں جو کچھ تم میرے خلاف کرنا چاہتے ہو وہ کرو اس کے بعد میں بیروت چھوڑنے پر بھی غور کروں گا۔

رات کو تین چار بجے تک جاگتا رہا اندھا خدا کے نیند آئی اور پھر دوسری صبح بار بجے تک بیڑے دروازہ نہ تھا۔ جاگنے کے بعد بھی بیڑے اٹھنے کو ہی نہیں چاہا رہا تھا۔ ٹیلی فون پر سنائی دینے والی آواز پھر کانوں میں پیچھے لگی تھی۔ میں نے رات کو بھی یہی سوچا تھا کہ بیروت میں اب میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے یہاں رہا اور ان لوگوں کا یہی رویہ دیکھا اور دل میں کوئی منتظرانہ جذبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے، کوئی غلط قدم بھی اٹھ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہونا چاہیے لیکن فوراً ہی چلا جانا بھی مناسب نہیں ہے یہ تو بڑی ہی ہوگی۔

شدید ترین ذہنی بحران کا شکار تھا، دماغ کی کیفیت ایسی تھی کہ بس کچھ کہا نہیں جاسکتا تھا کہ کس وقت کیا ہو جائے۔ بیروت کی ٹرکیوں اور گلیاں میرے لیے اجنبی نہیں تھیں۔ چنانچہ پیر دن میرے لیے آوارہ گردی کا دن تھا۔ میں خواہ مخواہ مڑکوں پر مارا مارا پھرتا رہا۔ یہاں بے شمار شتا ساموجود تھیں لیکن وہ بونظیم سے تعلق نہیں رکھتے تھے، کبھی کبھی مجھ سے دور ہو چکے تھے اور جن کا تعلق نظیم سے تھا وہ اب میرے لیے اجنبی ہو گئے تھے۔ ان کے پاس جلتے سے کوئی فائدہ نہیں تھا، سوائے اس کے کہ وہ لوگ بھی مجھیں کہ میں اپنے بارے میں کوئی سفارش چاہتا ہوں۔ تمام کے تمام لوگ جو میرے دست و بازو تھے اور میں جن کے لیے ایک انتہائی قابل

احرام اور قابل محبت شخصیت تھا، اب بھی ہو کر رہ گئے تھے۔ کیا ابھی کبھی کبھی ہی کسی کے ساتھ ہوتا ہے اور جن کے ساتھ ہوتا ہے ان کی ذہنی کیفیت مجھ سے مختلف نہیں ہوتی ہوگی۔

بھٹپٹا ہوا تو وہاں اپنے ہوٹل کا رخ کیا، اس کے علاوہ کبھی کیا سکتا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی دھمکی کو ابھی تک تو عملی جامہ نہیں پہنایا تھا۔ صدف، ایلیش کی شکل بھی کہیں نظر نہیں آتی تھی۔ میں جانتا تھا کہ وہ بے وقوف لڑکی خفیم کے فیصلوں کو بدلنے کی کوشش میں مصروف ہے لیکن اب میں نہیں چاہتا تھا کہ نظیم اپنا فیصلہ بدلے کچھ بھی کرتے ہوئے میرے دل میں یہ احساس ضرور ہٹا کہ انہوں نے صرف اپنی ذات کے لیے سوچا اور میری شخصیت کو نظر انداز کر دیا۔

ہوٹل کے کمرے کے دروازے کو کھولا تو دفعتاً جیسی جیسی نے احساس دلایا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ ایک لمحے کے لیے جو تک کہ سنبھلا تو ذہن پوری طرح تیار ہو گیا تھا، چنانچہ میں نے بجلی ہوٹل سے لیا اور نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے لمحے اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی میرے پاس کان کسی کے راسوں کی آواز سن رہے تھے۔ یقیناً میرے علاوہ بھی کمرے میں کوئی موجود تھا۔ میں نے دیوار پر سوچ بوجھ کر دنگ لڑنے کے روشنی کر دی اور اس روشنی میں... میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک قوی البدن شخص کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور شخص بھی موجود تھا جس کے ہاتھ میں اسٹائر وپاٹھ کا ریلو اور لٹرا تھا۔ میری اپنی انگلی بھی ٹرڈنگ پر تھی اور میں کسی بھی لمحے فائر کرنے کی پوزیشن میں تھا۔

میرے سامنے کھڑے ہوئے قوی البدن شخص نے کسی قدر سنجیدگی سے کہا، ”یقیناً یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ہم یہاں ہنگامہ نہ کریں۔“ میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے دیکھتا رہا۔ قوی البدن شخص نے پاؤں کی ہلکی سی ٹھوکر سے دروازہ بند کر دیا اور میری طرف سے رخ بدلے بغیر دروازے کو لاک بھی کر دیا۔ دوسرا آدمی اب میرے بائیں سامنے تھا جس کے ہاتھ میں ریلو اور تھا۔ دیکھتے دیکھتے اس کا شخص میرے لیے اجنبی تھا لیکن اس کے چلنے اور اس کی شخصیت سے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی کہ وہ نظیم کا ہی آدمی تھا اور قدامت شری بھی۔

”کیا چاہتے ہو تم لوگ؟“ میں نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”تم سے جو کچھ کہا گیا تھا، تمہارے اس پر تو نہیں دیں۔ میں اس لیے یہاں آیا ہوں کہ تمہیں بتا دوں کہ تمہیں سب سے پہلے کہنا افسوس ہے، تمہارے سب سے پہلے کہنے میں نے کہا اور ان دونوں نے ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔

دفعتاً، میں اپنی جگہ سے ہٹا اور میں نے ہٹ کر ایک جبریل لٹ

ماتا رہا تھا کہ اس حالت میں بھی وہ میرے لیے کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس نے فلائنگ کلب لگا کر چابی لین میں بروقت اچھل کر اپنے آپ کو بچا لیا۔ دوسرے لمحے میں اس نے کے منبر پر ایک ہاتھ رسید کر دیا جس سے وہ بے اختیار رکراہ اٹھا۔ مجھے اعتراض کرنا پڑا کہ اس جیسا پتھر تو ابھی آج تک میری نگاہوں سے نہیں گزرا تھا، کیونکہ ہاتھ لگانے کے باوجود اس نے دوسرے لمحے ہی اچھل کر ایک ایسی زوردار ٹھوکر میرے منہ پر رسید کی کہ مجھے اپنے جڑے کی ہڈی چھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں لڑکھڑاکر رہ گیا اور میرے سنبھلنے سے پہلے ہی اس نے دروازے کی طرف پھلانگ دی۔ وہ اگر چاہتا تو اس عورت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے ختم کر سکتا تھا لیکن اس وقت شاید اس نے فراری میں بہتر بھی تھی صرف ایک سیکنڈ کے وقفے سے جب میں باہر پہنچا تو ریلواری سنان پڑی تھی مکمل متاثر تھی کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی میں اندازہ نہیں لگا سکا کہ اس نے کون سا رخ اختیار کیا ہے۔ بہر طور میں اسے تلاش کرنے کے لیے ادھر ادھر دوڑنے لگا لیکن وہ غائب ہو چکا تھا۔ مجھے سخت حیرت تھی، میں چند لمحے ابھی ہوئی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا مجھے پتہ تھا کہ وہ کہیں دور نہیں گیا ہے بلکہ اس نے آس پاس ہی کہیں چھپنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کہاں چھپ گیا۔

میں اپنے کمرے میں واپس آکر اس لاش کو دیکھنے لگا جس کی پیشانی ادھر تھی۔ فائرنگ چوگر سائینس گئے ہوئے ریلواریوں سے ہوئی تھی، اس لیے باہر کے حالات پر سکون تھے ورنہ اس بھرے ہوئے ہوٹل میں فائرنگ سے زبردست ہنگامہ مچ جانا چاہیے تھا۔ میں نے سب سے پہلے اس لاش کو دیکھنے لگانے کے باوجود میں سوچا۔ کیونکہ میرے دماغ پر آسانی تھی اس حوالے سے جیسا کہ تھے۔ حالانکہ نظیم کی طرف سے مجھے ایسی کسی کارروائی کی امید نہیں تھی، کیونکہ وہ بہر طور اپنے اندر انتہائی نہیں ظاہر کر سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ ریلواری اسی طرح سنان پڑی تھی۔ میں پھرتی سے لاش کو اٹھا کر ریلواری کی عقبی سمت کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد میں اس لاش کو ہوٹل کے ایک ایسے حصے میں پہنچانے میں کامیاب ہو گیا جہاں فالتو چیزیں ڈالی جاتی تھیں۔ اس کے بعد واپس آکر میں تمام نشانات کو مٹانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا جو اس ہنگامے کے نتیجے میں پیدا ہوئے تھے۔ میں جانتا تھا کہ لاش کی موجودگی پھر بھی نہیں روکے گی اور کل صبح بائیس کسی کسی وقت لوگوں کو اس کے بارے میں معلومات ہو جائے گی۔ پھر واپس آئے گی اور تفتیش ہوگی۔ پتا نہیں کوئی میری طرف متوجہ ہو گا یا نہیں۔ کیا کرنا چاہیے کیا یہاں سے فرار ہو کر کوئی

اپنے پیچھے کھڑے ہوئے قوی البدن شخص کے ماری کیونکہ میرا رخ سامنے کی طرف تھا اور قوی البدن شخص کو یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ میں سامنے حملہ کرنے کے بجائے ریلواری سے گولی چلانے کے بجائے پیچھے کی طرف حملہ کروں گا، چنانچہ میری ہر جھڑپ اس کے پیٹ کے نیچے جتنے ہر پڑی اور اس کے صحنے کے ایک طرف جرح ہو گئی لیکن اسی وقت سامنے کھڑے ہوئے شخص نے میرا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ میں بڑی پھرتی سے پیچھے جھٹک گیا تھا گولی نے قوی البدن شخص کی پیشانی کے جیتھرے اڑا دیے لیکن اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں بھی اپنے بچاؤ کے لیے اس شخص پر فائر کر دوں۔ میں نے پستول سیدھا کہا ہی تھا کہ دوسری گولی میرے بازو کو چھتی ہوئی گزری، وہ میرے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گولی نے میرے قریب ڈرنگ ٹیل کا شیشہ بھی چکانا چھو کر دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ جو شخص دو فائر کر سکتا ہے، اسے عمداً فائر کرنے میں بھی کوئی عار نہ ہوگا لیکن میں اب بھی اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا کہ ان کے نظیم کے کسی آدمی کو میں اپنے ہاتھ سے نہیں مارتا چاہتا تھا۔ البتہ اسے سنبھالنے کے لیے میں نے ریلواری سیدھا کیا اور اس کے سر سے تقریباً دو اونچا فائر کر دیا۔ گولی عقبی دیوار میں پیوست ہو گئی تھی۔ اس نے پھرتی سے ایک سوونے کی آتش پھلانگ لگا دی اور دروازے کی جانب سرکے لگا۔

میں کوشش کر رہا تھا کہ اس پر دوسرا فائر کرنے کی نوبت نہ آئے لیکن وہ شخص اپنے بچاؤ کے لیے ہر طرح کی کارروائی کرنا چاہتا تھا، چنانچہ اس نے رک کر ایک بار پھر فائر کر دیا اور اس بار اس کی یہ کوشش کامیاب رہی تھی۔ گولی میرے ریلواری کو چھتی تھی ریلواری میرے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا۔

اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ اب میں منتہا ہو چکا ہوں چنانچہ وہ صوفے کی آڑ سے نکل آیا۔ ریلواری کی نال بدستور میرے پیچھے کی طرف آگئی ہوئی تھی۔ وہ چند قدم آگے بڑھا اور اس نے میرے گرد بان کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی لیکن یہ اس کی زبردست حماقت تھی، اس طرح وہ پتا نہیں کیا جاتا تھا۔ میں نے نہایت پھرتی سے بائیں ہاتھ اس کی ریلواری والی کلائی پر چھایا اور پوری قوت سے ریلواری کی نال چھری کی طرف گھمادی۔ وہ اس اچانک اقدام کے لیے تیار نہیں تھا۔ ریلواری اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر گیا۔ میں نے پوری قوت سے اسے دھکا دے کر نیچے گرا دیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے اٹھ کر میرے پیٹ پر اس زور سے ٹھوکر بھائی کہ مجھے جیسی جگہ کا دودھ یاد آ گیا۔ اگر میں فوراً ہی نہ سنبھل جاتا تو دوسری ٹھوکر میرے منہ پر لگتی۔ وار خالی جانے سے وہ جھکا کر رہ گیا۔ وہ بھی اگرچہ منتہا ہو چکا تھا لیکن اس کی پھرتی اور لڑنے کا انداز

مجھے جھوٹا ہٹ میں جتلا کرنے کی تھی اس نے بڑے جتنی انداز میں مجھ سے کار میں آنے کو کہا اور میں آگے بڑھ کر اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔

صدف ایضاً نے کار کے بڑھادی چند لمحے مکمل خاموش رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا: "کچھ بھی ہو جائے علی! میں تمہیں اپنے دل سے نہیں نکال سکتی۔"

"ہاں کیسے آگئیں؟"

"بس یوں بھو دل و دماغ کا بیجاں مجھے بے عمل کیسے ہوئے ہے۔ شاید میں اس واقعے سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والوں میں سے ہوں۔"

"صدف! حافقت کر رہی ہو۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لیے خود کو مصیبت میں نہ ڈالو۔"

"افسوس! میں اپنے دل سے مجبور ہوں۔ پھر پوچھا: کسی خاص جگہ جا رہے تھے؟"

"نہیں! بس کچھ فیصلے کر رہا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"آؤ پھر کہیں بیٹھ کر ایک بہانہ پیش کریں۔ میں تم سے آخری بار استعفا کروں گی کہ خود کو عموماً دیکھ کے ہیں کام کرنے کا موقع دو۔"

میرے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ چھل گئی۔ میں اسے بتانا چاہتا تھا کہ دوسرے لوگوں نے بھی کام شروع کر دیا ہے لیکن پھر میں خاموش رہی۔ اس طرح اس کو پریشان کرنے سے کیا فائدہ۔

ایک چھوٹے سے ریستوران کے سامنے اس نے کار روکی اور نیچے اتر آئی۔ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی آگے بڑھنے لگا تھا۔

دفعتاً اس کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکل اور وہ لوکھڑا کر آگے کو جھکنے لگی۔ اگر میں اسے فوراً ہی تمام نہ لیتا تو وہ یقیناً گر جاتی۔ میں نے ہیرت زدہ انداز میں نیچے دیکھا کہ اسے کس چیز سے ٹکرا رہی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں نے اس کے شانے کے پاس ایک گول سا سوراخ دیکھا۔ جسے دیکھ کر میں بری طرح چونک پڑا۔ اس سوراخ سے خون اُبل رہا تھا۔

"فاخر! میرے ذہن نے آواز لگا لی۔ یقیناً سائینس کے ہونے والوں یا پستول سے فائر کیا گیا تھا۔ صدف نے میرے بازو کو پکڑ لیا اور آہستہ سے کچھ کنا چا لیا لیکن جملہ مکمل کیسے لیرہے ہوئی ہو گئی۔

میں ہلکوں کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً میں نے اسے نیچے لٹا دیا اور سامنے والی عمارت کی چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

دھوپ میں دھات کی کوئی چیز چمکی اور دوسرے لمحے ایک گولی سنسنائی ہوئی میرے سر کے اوپر سے گزر گئی۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چاہے گا کہ نہیں تھا کہ میں اس کی بات نہ کہیں جس نے مجھ پر فائر کر کے بے چاری صدف کو ہلاکت میں ڈال دیا تھا۔

دوسری جگہ کمال کروں؟ میرے لیے بہتر تھا چنانچہ میں نے پھرتی سے اپنا سامان وغیرہ میٹا، ایک لمحے کے لیے خیال آیا تھا کہ کہیں اس طرح فرار ہونے میں شبہ بری طرف ہی منتقل نہ ہو جائے لیکن قتل کے نشانات صاف کرنے میں میں نے جو عورت کی تھی اس سے مجھے کوئی شک اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ کوئی بھی یہ شبہ نہیں کرے گا کہ قتل اس کیسے میں ہوا ہے۔ میں نے کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا۔ چند لمحات تک قریب کا شکار باکرہ کو فوری طور پر چھوڑ دوں یا نہیں؟ اگر نہیں کو کوئی شبہ ہو گیا تو پھر بری بیروت میں موجود خطرناک پوچھنے لگے اور نہ جانے کون کون سی مصیبتوں کا شکار ہو جاؤں گا۔ ایک لمحے تک صورت حالات پر غور کرتا رہا اور آخری فیصلہ کر کے ابھی یہاں سے نکلیں اور چلے جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ ہمت کی بات تھی کہ ان واقعات سے گزرنے کے بعد بھی میں اسی کمرے میں مقیم رہتا مگر اس طرح ان لوگوں کو یہ اندازہ تو ہو سکتا تھا کہ میرے جو فیصلے قدر بند ہیں اور میں ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ چنانچہ فوری طور پر اپنا فیصلہ ملتوی کر کے میں نے سامان واپس رکھ دیا اور ایک بد پرست رشتہ میں گہری نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔

کوئی چیز میرے ترتیب نہیں تھی۔ دروازے کے ہینڈلوں وغیرہ سے میں نے تمام نشانات صاف کیے اور اس کے بعد اپنے بستر پر پہنچ گیا۔

دوسری صبح کوئی خاص رد عمل ظاہر نہ ہو سکا۔ میں ناشتے وغیرہ سے فارغ ہوا اس کے بعد بھی میں تقریباً دس بجے تک انتظار کرتا رہا لیکن کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔ لاش ابھی تک دریافت نہیں ہوئی تھی، اب میرے لیے کوئی خدشہ نہیں تھا کہ قتل کے سلسلے میں شبہ مجھ پر کیا جائے گا۔ چنانچہ میں خود کو چمکوں رکھتے ہوئے لباس وغیرہ تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔ رات کے واقعات نے اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ ظہیر اب میرے خلاف انتہائی نفرت کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ مجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں۔ تحقیر کے خلاف میں اب بھی اپنے دل میں بہت زیادہ برائی نہیں پاتا تھا۔ فرشتہ نہیں تھا لیکن چند ہی لوگ تو تھے جو مجھ سے برگشتہ تھے اور وہ بھی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر ان کے خلاف اگر کچھ کروں تو پوری تحقیر متاثر ہوگی۔

باہر نکل کر انی درجہ تک فٹ پاتھ پر چلا رہا تھا ایک موٹر گھوم کر ایک ایسے علاقے کی طرف جا نکلا جہاں سڑکوں کے کنارے چھوٹے چھوٹے ریستوران بنے ہوئے تھے کہ دفعتاً ایک کار میرے نزدیک آ کر رک گئی۔ میں نے چونک کر ادھر دیکھا تو صدف ایضاً کا بیمار چہرہ نظر آیا۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ یہ لڑکی اب

بھاگنے لگا۔ اب متقی گل میں خدشہ کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اب اس بات کا حریف اب اس کی عیب تھا کہ حملہ آور حالت کے اندر کسی جگہ موجود ہے۔ چند لمحوں کے بعد دھڑکنے کے قریب پہنچ کر میں نے دھڑکنے کو کھول کر دیکھا اور پھر پتا چلا کہ انداز میں نیچے اترنے لگا۔ راستے میں جگہ جگہ خون کے دھبے بری رہ جاتی کر رہے تھے۔ ایک جگہ کافی مقدار میں خون پڑا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ حملہ آور کچھ دیر یہاں تک رہا ہے جس انداز سے اس کا خون بہہ رہا تھا اس سے یہ اندازہ لگانا بھی دشوار نہیں تھا کہ ایسی حالت میں وہ زیادہ دیر نہیں جاسکتا۔

تھوڑے فاصلے پر ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ میں اس دروازے کو کھول کر آگے بڑھا تھا کہ کمرے میں مجھے ایک بوڑھی عورت نظر آئی جس نے موٹے ٹیشوں والی عینک لگا رکھی تھی مجھے دیکھتے ہی وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر گھٹکیاں ہونے لگیں میں بولی: "خدا کے لیے! خدا کے لیے مجھے نہ مارنا۔۔۔ خدا کے لیے مجھے نہ مارنا۔"

میں خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی شکل دیکھنے لگا، پھر میں نے اس سے پوچھا: "کیا یہاں... کیا یہاں آپ کوئی نظر آیا تھا؟"

"وہ... وہ اس طرف... اس طرف... اس نے کہا اور میں اس کے اشارے کی سمت دوڑ گیا لیکن اسے بد قسمتی ہی کا جاسکتا تھا کہ جس طرف اس نے اشارہ کیا تھا وہاں ایک کھلا ہوا دروازہ میرا منہ چڑھا رہا تھا اور خون کے دھبے اس دروازے سے گرنے لگے تھے۔

حملہ آور نکل گیا تھا، میں بھی مزید اس عمارت میں رکنے کے قصد نہ کر رہا تھا۔

صدف ایضاً رشتی ہو کر گری تھی لیکن اب وہ وہاں موجود نہیں تھی اور چند افراد مختار انداز میں ایک دوسرے سے اس بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ معلوم نہیں ان لوگوں میں سے کسی نے مجھے پہچان تھا یا نہیں، ہر طرف صدف کے بارے میں جانا تو ضرور چاہتا تھا۔

صدف ایضاً کی کار اسی جگہ کھڑی تھی جہاں اس نے اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی۔ پتا چلا کہ چند افراد رشتی ہو کر لے کر ہسپتال روانہ ہو گئے ہیں۔ کون سے ہسپتال؟ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

نزدیک کھڑے ہوئے ایک شخص سے میں نے پوچھا: "جو لوگ اس لڑکی کو اٹھا کر لے گئے ہیں، کیا ان کا تعلق پائیس سے تھا؟"

"نہیں، ایک گزرتی ہوئی کار میں کچھ شریف لوگ جا رہے تھے انہوں نے اس رشتی لڑکی کو کار میں ڈال دیا اور ہسپتال لے گئے۔"

اس پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ اس سے مجھے یہ پتا چلا کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں۔ چنانچہ اب اسے چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پستول میں نے ہاتھ میں لے لیا تھا پھر بھاگتے ہوئے اس کا نشانہ لیا اور دوسرے لمحے فائر جھونک دیا۔ فائر کی آواز کے ساتھ فضا میں ایک بیج بھری اور میرے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ مسکراہٹ چھل گئی۔ گولی اس شخص کے گلے گئی تھی اس نے پھر ایک بھائی فائر کیا لیکن میں محفوظ رہا۔ پتا نہیں گولی اس کے بدن کے کون سے حصے میں گئی تھی، وہ نیچے گرنے کے بعد پھراٹھا اور دوڑنے لگا لیکن میں نے بھی اس پر مزید دو فائر اور کر دیے تھے۔

اب وہ ایک اور مکان کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ جب میں اس چھت کے کنارے پہنچا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ ان دونوں چھتوں کے درمیان تقریباً آٹھ فٹ کا فاصلہ تھا۔ چند قدم پیچھے ہٹ کر میں نے دوڑتے ہوئے پھلانگ لگادی۔ یہ اپنی زندگی داؤ پر لگانے والی بات تھی لیکن اپنی جان کی قیمت پر بھی میں اسے فرار ہونے کا موقع نہیں دے سکتا تھا۔ میں زوردار دھماکے کے ساتھ دوسری چھت پر گرنا اور پھر فوراً ہی ہنھل کر مرنے کے بنے ہوئے اس دروازے کی طرف دوڑا جس کے پیچھے حملہ آفر غائب ہوا تھا۔

حملہ آور بھی بے وقوف نہیں تھا، چنانچہ اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ میں چھت کے کنارے آکر نیچے جھانکنے لگا۔

بوڑھی گہری نظروں میں تھی اور سنسنائی تھی۔ حملہ آور کا کہیں کوئی نشان نہیں تھا۔ میں چھت کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر نیچے

نہاں ہو کر ایک طرف دیکھنے لگا۔

صدف ایضاً کی کار اسی جگہ کھڑی تھی جہاں اس نے اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی۔ پتا چلا کہ چند افراد رشتی ہو کر لے کر ہسپتال روانہ ہو گئے ہیں۔ کون سے ہسپتال؟ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

نزدیک کھڑے ہوئے ایک شخص سے میں نے پوچھا: "جو لوگ اس لڑکی کو اٹھا کر لے گئے ہیں، کیا ان کا تعلق پائیس سے تھا؟"

"نہیں، ایک گزرتی ہوئی کار میں کچھ شریف لوگ جا رہے تھے انہوں نے اس رشتی لڑکی کو کار میں ڈال دیا اور ہسپتال لے گئے۔"

اس پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ اس سے مجھے یہ پتا چلا کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں۔ چنانچہ اب اسے چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پستول میں نے ہاتھ میں لے لیا تھا پھر بھاگتے ہوئے اس کا نشانہ لیا اور دوسرے لمحے فائر جھونک دیا۔ فائر کی آواز کے ساتھ فضا میں ایک بیج بھری اور میرے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ مسکراہٹ چھل گئی۔ گولی اس شخص کے گلے گئی تھی اس نے پھر ایک بھائی فائر کیا لیکن میں محفوظ رہا۔ پتا نہیں گولی اس کے بدن کے کون سے حصے میں گئی تھی، وہ نیچے گرنے کے بعد پھراٹھا اور دوڑنے لگا لیکن میں نے بھی اس پر مزید دو فائر اور کر دیے تھے۔

اب وہ ایک اور مکان کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ جب میں اس چھت کے کنارے پہنچا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ ان دونوں چھتوں کے درمیان تقریباً آٹھ فٹ کا فاصلہ تھا۔ چند قدم پیچھے ہٹ کر میں نے دوڑتے ہوئے پھلانگ لگادی۔ یہ اپنی زندگی داؤ پر لگانے والی بات تھی لیکن اپنی جان کی قیمت پر بھی میں اسے فرار ہونے کا موقع نہیں دے سکتا تھا۔ میں زوردار دھماکے کے ساتھ دوسری چھت پر گرنا اور پھر فوراً ہی ہنھل کر مرنے کے بنے ہوئے اس دروازے کی طرف دوڑا جس کے پیچھے حملہ آفر غائب ہوا تھا۔

حملہ آور بھی بے وقوف نہیں تھا، چنانچہ اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ میں چھت کے کنارے آکر نیچے جھانکنے لگا۔

بوڑھی گہری نظروں میں تھی اور سنسنائی تھی۔ حملہ آور کا کہیں کوئی نشان نہیں تھا۔ میں چھت کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر نیچے

”کسی نے اس کا رکارڈ نہ دیکھا؟“
”کیوں بھی کسی نے دیکھا؟ لوگ ایک دوسرے سے سوالات کرنے لگے۔“

”نہیں۔ جہاں اس کا خیال کسے تھا؟ ایک شخص نے کہا۔“
”لیکن وہ شریف لوگ معلوم ہوتے تھے۔ ایک اور آواز بھری۔“
”کار کا رنگ کیسا تھا اور کون سی تھی؟ میں نے کہا۔“
”نیلے رنگ کی اسپر۔“ ایک شخص نے جواب دیا۔

”خفتے اور نفرت کا طوفان میرے رگ و پے میں موجزن تھا۔“
”صدف ایضاً میری وجہ سے اس حادثے کا شکار ہوئی تھی، ان لوگوں نے اس بے گناہ کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ یہ کون سا گروپ تھا جو اس طرح تشدد پر اتر آیا تھا۔ یہ کام تو کچھ ایسے لوگوں ہی کا ہو سکتا تھا جو بذات خود بھی مجھ سے نفرت کرتے ہوں اور اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں۔ انسانوں کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ سوچنے کا انداز کبھی کبھی ایسے غلط رخ بھی اختیار کر لیتا ہے۔ ممکن ہے کچھ لوگوں کو یا کسی گروپ کو تنظیم میں مسیحی ہو اور بڑی ناگوار گزرتی ہو اور انھوں نے اس موقع کو فضا کا دھڑلے کی جھڑپ سمجھا لی ہو لیکن یہ سب کچھ... یہ بہتر تو نہیں ہے۔“
میرے ہمدرد میرے لیے راستہ ہموار کرنے میں کوشاں ہیں اور میرے دشمن انھیں بھی نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کر رہے۔ ان حالات میں میری انتہا پسندی دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانے کا باعث بن رہی تھی۔

”آخر فیصلہ کیا کہ خود میں ہی تہہ پہلی پیدا کروں۔ ان لوگوں کے لیے عذاب بننے سے کیا فائدہ۔ صدف ایضاً ہمارے ذہن میں بچھ رہی تھی۔ گولی اس کے شانے میں گئی تھی۔ نہ جانے وہ لوگ اسے کون سے اسپتال لے گئے تھے؟ کس طرح معلوم کیا جائے؟ میں پریشانی کے عالم میں وہاں بہت دیر تک رکا لوگوں کا جائزہ لیتا رہا پھر واپسی کے باسے میں سوچ رہا تھا کہ دو پولیس والے وہاں پہنچ گئے اور میں نے انھیں صدف کی کار کے قریب جاتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے کار کا دروازہ کھولا تو میں ایک کراس کار میں بیٹھی لڑکی کو کوئی حادثہ پیش کیا ہے۔“

”کیا یہ سچ ہے کہ اس کار میں بیٹھی لڑکی کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے؟ میں نے سوال کیا اور پولیس والے چونک کر مجھے دیکھنے لگے۔“

”کیا آپ اس کے شناسا ہیں؟ ان میں سے ایک نے پوچھا۔“
”ہاں۔ اس کی کار کو دیکھ کر میں گک گیا تھا۔ لوگ بتا رہے ہیں کہ اسے کوئی حادثہ...“

”یہ حقیقت ہے مشر۔“

”علی... علی بارخاں؟ میں نے کہا۔“
”ہاں اس پر کسی نے گولی چلائی ہے۔“
”گولی؟ میں نے چونک پڑنے کی اداسی کی۔“
”براہ کرم، آپ ہمارے ساتھ آئیے۔“
”وہ کہاں ہے؟“
”نیشنل اسپتال میں۔“
”چلیے پلیز۔ وہ میری دوست ہے۔“ میں نے کہا۔“
”کیا آپ کار ڈرائیو کر سکتے ہیں؟“
”جی ہاں کیوں نہیں؟“

”یہ چالی بنھالے، ہم آپ کے ساتھ آرہے ہیں۔“ ایک پولیس من نے کہا اور کار کی چابی مجھے دے دی۔ لیٹنا یہ چابی اسے صدف کے پاس سے لی ہوگی۔

ایک پولیس من نے نوٹس سٹیک سنبھالی، دوسری نے فیصلے کے تحت میرے پاس آ بیٹھا تھا۔ میں نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

”آپ کے مل جلنے سے کام آسان ہو گئے ہیں۔“ پولیس من نے راستے میں کہا۔

”گولی کہاں لگی ہے؟“
”اس کے شانے کی بڑی ٹوٹ گئی ہے۔“
”اوہ کیا وہ خطرے میں ہے؟“

”نہیں۔ مینڈیج کر دی گئی ہے۔ گولی اندر نہیں تھی اس لیے آپریشن نہیں کیا جائے گا۔“

”آپ لوگ...؟“
”ہماری ڈیوٹی اسپتال پر تھی۔ ان لوگوں کو روک لیا گیا ہے جو اسے لے کر آئے تھے۔ انھوں نے ہی اس جگہ کی نشاندہی کی ہے۔“

نیشنل اسپتال پہنچا تو صدف ہوش میں آگئی تھی۔ اس سے ملاقات میں کچھ وقت لگا پولیس اس کا بیان لے رہی تھی۔ اس نے پولیس کو بتایا کہ گولی اس کے پیٹ میں گئی تھی لیکن وہ پیٹ میں آگئی۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ تنہا تھی۔ صدف میری ذہین لڑکی ایسا ہی بیان دے سکتی تھی جیسے اس کے پاس پہنچ گیا۔

”تم محفوظ ہو علی؟“
”ہاں صدف۔“
”حملہ آور کون تھے؟“

”پتا نہیں صدف! خدا بہتر جانتا ہے۔“
”گولی تم پر چلائی گئی تھی علی؟“
”شاید۔ میں نے آہستہ سے کہا۔“
”مجھ سے چھپا رہے ہو علی۔ وہ کون تھے، پلیز مجھے بتاؤ۔“

”صدف! اس سے پہلے بھی مجھ پر حملہ ہو چکا ہے۔ فون پر دھکیلا مل رہی ہیں مجھے تنظیم کی طرف سے کہ میں بیروت چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم صدف! لایا کبھی نہ کرتا میں لیکن میرے دوستوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے تو مجھے گوارہ نہ ہوگا۔“
صدف خاموش ہو گئی تھی۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے ضبط کیا تھا۔ صدف خطرے سے باہر تھی۔ اس نے کہا کہ اس کے اہل خاندان کو اس حادثے کی خبر دے دی جائے۔

اس کے عزیزوں کے کہنے سے قبل ہی میں اس سے رخصت ہو کر صفا آیا۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ بیروت چھوڑ دوں گا۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا تھا۔ اسپتال سے ٹیکس کر کے میں ہوٹل آیا۔ یہاں حالات معمول پر تھے۔ پتا ہی نہ چلتا تھا کہ یہاں کوئی لاش وغیرہ ملے ہے، تجسس نے چین نہ لینے دیا۔ خود اس جگہ جا کر لاش دیکھی جہاں میں نے اسے ڈال دیا تھا لیکن وہاں لاش موجود نہ تھی اور صورت حال میری سمجھ میں آگئی کسی اور کے دیکھنے سے قبل ہی لاش وہاں سے ہٹا دی گئی تھی بہت چالاک سے کام لیا گیا تھا۔

واپس کوسے میں آیا تو ایک اور چیز دیکھی۔ سینٹر میں پر کچھ کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ حیرت زدہ انداز میں میں نے کاغذات اٹھا کر دیکھے تو ان میں میرا تازہ بنا ہوا پاسپورٹ اور ایک فلائٹ سے بیرس کا ٹکٹ تھا۔ یہ فلائٹ اسی روز رات آٹھ بجے جا رہی تھی۔ ابھی اس پر بیرس ان ہی ہو رہا تھا کہ فون کی کھنٹی بجی اور میرے دانت بچھنے لگے۔ بہر حال میں نے ریسپونڈ کر لیا تھا۔

”مشر علی بارخاں! اس سے زیادہ کچھ اور چاہتے ہو تو وہ بھی سمی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ رات کو آٹھ بجے یہاں سے بیرس چلے جاؤ اور اس کے بعد دل چاہے جہاں۔ تمہاری ایک ایک بندش قدم ہمارے نگاہ میں ہے۔“

میں نے کچھ کہہ بغیر فون بند کر دیا۔ اس کے سوا چارہ نہیں تھا۔ بہر صورت میں خود کو قابو میں رکھنا چاہتا تھا۔

اسی رات میں فوری تیاریوں کے ساتھ ایئر پورٹ پہنچ گیا۔ ایئر لائن کی کاروائیوں میں کوئی وقت نہ ہوئی میرے لیے قیام کا انتخاب انھوں نے خود ہی کر دیا تھا ابھی اچھا ہوا۔ طیارہ وقت مقررہ پر وفتا میں بلند ہو گیا۔ میں گم سم بیٹھا ہوا تھا، دل و دماغ میں طوفان برپا تھا۔ تاریک مستقبل منہ کھولے کھڑا تھا۔ کوئی راستہ سامنے نہ تھا۔

”آپ بہت خاموش ہیں جناب؟“ برابر سے ایک نسوانی آواز ابھری اور میں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی میری ہمسفر تھی۔ اس کا چہرہ اتنا حسین تھا کہ نگاہ نہ بچنے

میں اسے دیکھتا رہ گیا، ایسے چہرے پر مشرقیت اور مغربیت کا امتزاج بے حد حسین لگ رہا تھا۔ وہ مسکرائی اور بولی: ”سوری۔ نہ جانے کن خیالات میں ڈوبے ہوں گے آپ؟“
”کوئی بات نہیں ہے ص۔“
”ہمسفر محلوں کے ساتھی ہوتے ہیں لیکن اگر وہ یوں تو یہ لمحے بھی بہت نازش کو اتار چھوڑ جاتے ہیں۔“
”ہاں۔ میں نے مختصر آگیا۔“

”آپ پریشان ہیں؟“
”نہیں۔“
”مزاج ہی ایسا ہے؟“ وہ ہنس پڑی۔

”یہ بات بھی نہیں ہے۔“
”تو پھر باتیں کیجیے۔“
”میں خاموش تو نہیں ہوں۔“

”میرا نام تہذیب ہے۔ تہذیب اینڈ میڈیو ماکم ایکس اس انوکھے نام پر میں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔“
”تہذیب تو کچھ لڑکی طرف کا نام ہے لیکن یہ بینڈ میں لکھیں۔“

”میری ماں ہندوستانی تھی اور باپ فرانسیسی۔“
”آپ مشرق و مغرب کا امتزاج ہیں۔“
”اور صاف کہیے گا آپ بھی عرب باشندے نہیں لگتے۔“

”ایسی ہی بات ہے۔“ میں نے جواب دیا۔
”بیرس جا رہے ہیں آپ؟“
”ہاں۔“

”میرا خیال درست ہے، آپ مقامی باشندے نہیں ہیں؟“
”جی ہاں۔ آپ کا خیال درست ہے۔“
”کہاں سے تعلق ہے آپ کا؟“

”پاکستان سے۔“ میں نے جواب دیا۔
”اوہ مائی گاڈ! مسلمان ہیں نا آپ؟“
”جی ہاں۔“

”نام نہیں بتائیں گے؟“
”علی کہہ سکتی ہیں آپ مجھے۔“
”سیاح ہیں؟ میرا مطلب ہے بیروت...“

”یہی سمجھ لیں۔“
”لڑکی کافی باتونی معلوم ہوتی تھی۔ اس کا انداز گفت گو بھی بے حد دلکش تھا لیکن میری ذہنی حالت تباہ تھی۔ اس لیے اس کی زیادہ پزیرائی نہ کر سکا۔ وہ دیر تک مجھے شٹنگ کرتی رہی اور پھر میری طرف سے زیادہ توجہ نہ پا کر نادامی ہو جانے کے بعد انداز میں خاموش ہو گئی۔ بہت دیر تک میں الجھا رہا پھر میں نے ذہن

ایکھ انداز کو محسوس کر رہا تھا اگرچہ یہ طے درمیان میں نہ آیا ہوتا اور اگر ہمارے میں موجود لوگوں میں سے کسی کی شناخت ہو جاتی اور شہر تہذیب پر نہ رہتا تو شاید میں اسے بڑے قلموں سے اذکار کہتا اور ممکن ہے یہ کوشش بھی کرتا کہ اس کا چپا معلوم کر دے تاکہ بیس کی زندگی میں اس کا حق بھی شامل ہو جائے۔

بڑے ہونے علی بارخان کو اب بہت سی چیزوں کی ضرورت تھی، کوئی بہتر منصوبہ تو تخریب نہیں دے سکتا تھا کہیں آنے والا وقت میرے لیے ایک جنگ کی زندگی کا آغاز کرنے والا تھا۔ وہ زندگی جس میں ادیب اور دانشور کو انوکھ جہاز ہے جہاں ایسے مختلف انداز اختیار کیے جاتے ہیں کہ وہ سوچ بھی نہ سکے اور اس کے لیے کوئی بہترین منصوبہ بندی کر لینا مشکل کام نہیں تھا۔

کشمیر ہاؤس میں سامان کی جانچ پڑتال کی جا رہی تھی کہ دفعتاً کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا، لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔ میں کشمیر کے ایک بہت بڑے ہال کے دوسرے کونے میں تھا، تہذیب نظر نہیں آتی تھی، دفعتاً چند فائر ہوئے اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگ ادھر ادھر میزوں اور کرسیوں کی آڑ لینے کے لیے دوڑ پڑے۔ کشمیر کے حکام بھی مستعدی سے اپنے فرائض کی انجام دہی چھوڑ کر اس ہنگامہ سے جھٹکنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ کیا ہوا۔ ہال کے دروازے بند کر دیے گئے تھے لیکن باہر کچھ گڑبڑ اب بھی ہو رہی تھی۔ فائرنگ کی آوازیں باہر بھی گونجی تھیں۔ یہ طور یہ ہنگامہ دو منٹ سے

تیار ہوتے رہیں گے جنہیں تسلیم کے ارکان فزیر اپنے پاس رکھتے ہیں۔ علی بارخان ایک بار زندہ ہو جاؤ۔ دماغ میں عجیب سی سفاقت ہو رہی تھی۔ وجود میں ایک نیا انسان ابھر رہا تھا۔ اگر یہ نہ ہو سکے، اس میں ناکام ہو جاؤ تو پھر تعین حق نہیں ہے کہ یہ کچھ کہو۔ اس سے بہتر ہوگا کہ کسی گناہ کو گننے کو اپنا کارنامہ منوش بیٹھ جاؤ۔ محسوس ہی ہو رہا تھا کہ ایک سنے علی بارخان نے جہم

لیا ہے۔ بشرطیکہ یہ کیفیت برقرار رہے۔ تہذیب ایڈیٹر روم مالک جاگ گئی۔ سرخ آنکھیں اتنی خوب صورت لگ رہی تھیں کہیں دیکھتا رہ گیا۔

"ہیلو علی!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یور ہوئے ہو؟ میں تو واقعی سوچ رہی تھی۔" وہ منہ پر ہنسی لگائی۔

"ہاں۔ خاموشی تو تھی۔" میں نے کہا۔

پیرس ایئر پورٹ پر پیارہ اترتا تو گھر سے بادل چھانے ہوئے تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ کشمیر ہاؤس تک پہنچانے کے لیے خصوصی بندوبست کیا گیا تھا۔ تہذیب سے ساتھ چل رہی تھی۔ وہ اب کچھ سنجیدہ سی ہو گئی تھی۔ کشمیر ہاؤس کے ماحول میں کوئی خاص بات نہیں تھی، سامنے کام محلوں کے مطابق ہوئے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہوئے تہذیب مجھ سے علیحدہ ہو گئی۔ کوئی رسمی اداری الفاظ بھی ادائیگی کے گئے تھے۔ میں اس کے ایسے

بارے میں پوچھ سکتا تھا۔ سب باور رکھی چال تھی۔ وہ مجھے غم سے بھڑکانا چاہتا تھا اس کی جگہ پر گری نگاہ تھی۔ وہ ایک ایک لمحے کا حساب رکھ رہا تھا۔ یقیناً وہ چاہتا ہوگا کہ میں تنظیم کے خلاف اٹھ کھڑا ہوں اور وہ ہمارا ٹارگٹ دیکھے۔ میں اس کی چال میں آ گیا تھا لیکن خدا کا شکر ہے، میں نے یہ نہیں کیا تھا۔ وہ دن بھی تنظیم کی طرف سے نہیں تھے اور میری پرس دعا میں ان کا کوئی اثر نہیں تھا۔ بکلیب باور ڈنے دیکھا کہ میں بدخورد خندہ چل رہا ہوں تو اس نے مجھے پیرس بھیجے کا انتظام کر دیا۔

باور ڈاؤن آتے ہوئے مجھ کو سنا ہے، وہ میں ہونے لگا۔ یہی ایک ہی جان تو ہے کسی بھی وقت جان آخری کے سپرد کر دینا کا اپنی ذات کو بھی اپنے وطن کا دکھ نہ بننے دوں گا۔

میلے کا خدخافے میں رکھ لیا۔ دیر تک سوچتا رہا پھر مجھے خیال آیا کہ یہ خدخافہ کیا کام ہے؟ کہ نہ میری گواہی چھینا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ اس خطبے میں باور ڈاؤن اس کا کوئی کارکن بھی سہر کر رہا ہے۔ کون ہے؟ کہاں ہے؟ ایک لمحے کے لیے نگاہ اپنے نزدیک سوئی ہوئی ریکی پر لگی۔ یہ ریکی کسی بھی باور ڈاؤن کی نہ ہو، میں آنکھیں بند کر کے ان محلات پر غور کرنے لگا۔ جب خدخافہ میری گواہی اگر خدخافہ ریکی کسی بھی ایجنٹ سے آئے جیٹنگی، وہ اس طرح نہیں آ سکتا تھا۔ خدخافہ جھٹکنے والا کوئی اور ہی تھا لیکن جہاز کے اتنے سارے مسافروں میں میرے لیے اسے تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔ میری یہ کوشش تماشے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی لیکن سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا۔

باور ڈاؤن مجھے فرانس لارہا تھا۔ یہاں بھی وہ مجھ پر حاوی ہے گا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنا شیطانی عمل بھی کرے گا۔ کیا میں اس کا آکر رہوں؟ اب یہ صورت حال علم میں آگئی تھی تو کم از کم ایسا تو نہیں ہونا چاہیے۔

میں سوچتا رہا اور میرا خون کھولتا رہا۔ علی بارخان، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تک تم ایک ناکارہ شخص ثابت ہوئے ہو، ہر ایک کے ابتدائی دنوں میں پوشش و غصب کے عالم میں جو کچھ کیا تھا اس کے بعد سے اب تک کوئی قابل فخر کارنامہ انجام نہیں دے سکے۔ بلکہ ایک طرح سے باور ڈاؤن تم پر حاوی رہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم تنظیم کی انگلی پکڑ کر چلتے رہے۔ تنظیم سے وفاداری اس کے مقابلے میں دلیلی

ایک انگ پتھر ہے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ تم اس سے مل کر ہی کام کر سکو۔ دنیا کے کسی بھی ملک کسی بھی گوشے میں تنظیم کے حق میں کوئی بھی کارنامہ انجام دیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے لیے خود پر بھروسہ ضروری ہے۔ ہاں آج سے کھیل رہا ہوگا آج سے کھیل بدل جائے گا۔ آگے

صاف کیا۔ تہذیب کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کیے گھر سے گھر سے سانس لے رہی تھی۔ خطبے کے تمام مسافری بینک کے غلبے کا شکار نظر رہے تھے۔ میں نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ کوئی چیز میرے چہرے سے ٹکرانے لگی ہوئی میری گود میں آگئی اور میں چونک پڑا۔ میں نے گود میں پڑی شے کو دیکھا۔ ایک بند لاف تھا۔ میں نے غیرت انداز میں اسے اٹھایا۔ اندر ایک پرچہ موجود تھا۔ گرجسٹ انداز میں میں نے پرچہ اٹھانے سے نکال لیا۔ منظر میں ایک خیر گھنٹی ہوئی تھی لیکن میں نے لفظ پر نظر پڑتے ہی میرے حواس جاگ گئے۔

"باور ڈاؤن کی طرف سے سلام۔"

علی بارخان اپنے دیرینہ دوست کو نہ بھولے ہوں گے۔ بھولنے کی چیز نہ تھا۔ میں نے اسے یاد کیا۔ ہمارے درمیان یہ مکمل مجھے یقین ہے کہ وہ عین عرصے جاری رہے گا۔ ایک دن میں دشمن بھی بہت بڑا خطیر خدخافہ ہو جاتا ہے۔ اس بار میرا پرچہ بھاری ہے۔ تم نے تنظیم آزاد کی غلطیوں کے لیے بیش بہا کارنامے انجام دیے لیکن آج تنظیم تمہاری دشمن ہے۔ میں نے تمہارے لیے انہیں نفرت کا خطبہ دیا ہے اور علی بارخان نے یہ لایا کہ کارنامہ تمہیں یقیناً پسند آتا ہوگا کیا خیال ہے؟

تو ڈیر علی! اب پیرس میں تم سے ملاقات ہوگی، نگہداشت کرو، تمہیں قتل کرنے کا کوئی منصوبہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ تم تو میری دنیا کی سب سے قیمتی شے ہو۔ سنو علی! میں تمہیں پاکستان کے خلاف استعمال کروں گا یہ میرا وعدہ ہے۔ فی الحال تمہیں میں نے بیروت سے نکال دیا ہے، کچھ عرصے پیرس کی سیر کرو، میں پھر تمہیں موقع دوں گا کہ تم اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکو۔

تمہارا خالص ادیب باور ڈاؤن۔
ذہن تاریک ہو گیا۔ شدت جوش سے متعین پہنچ گئی۔
باور ڈاؤن... یہودی... تو یہ اس کی چال تھی! گویا... اوہ! واقعی بہت عمدہ کھیل تھا اس کا۔ پڑا شاندار منصوبہ بنایا تھا اس نے میرے لیے۔ وہ دن کا... وہ جتنے غم نے مجھ پر نہیں کرنا تھے بلکہ یہ سب باور ڈاؤن کی چال تھی۔ وہ مسلسل میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔

ایک لمحے میں دل کو ایک گھر سے سکون کا احساس ہوا تنظیم کے لیے جو دھواں میرے دل میں بھر رہا تھا وہ جھٹکنے لگا۔ غصے ہو گئی۔ اگر عقل سے کام لیتا تو کسی سے رابطہ کر کے ان حالات کے

مشہور ترین چورنگ ویب سائٹ

جو بے قیمت چیزیں سکران قدر

معاوضہ پر حیات

ذہانت، فطانت، چالاک اور ہمارے کی مثال کمیناں

بک ویلوت چوریاں

بک ویلوت کی چوریاں اور بھی محدود تعداد میں دستیاب ہے

قیمت ۲۵ روپے

پیشگی رقم

کتابیات پہلی کیشنز ۵ ہارٹ بکس ۲۳ کراچی ۱

نہادہ جاری نہیں رہا۔ میگافون پر اندر موجود مسافروں کو پراسکون رہنے کی ہدایت دی جا رہی تھی۔

میری نگاہیں تہذیب کی تلاش میں جھٹکتے گئیں لیکن وہ مجھے نظر نہیں آئی۔ پوچھنے والے میں اس کا کہیں پتا نہیں تھا۔ ایک لمحے کے لیے میرا ذہن اس میں گھوکر رہ گیا۔ تہذیب کہاں ملی گئی؟ ابھی تو مسافر گھنٹوں کے ابتدائی مراحل سے خارج ہی نہیں ہوئے تھے۔ میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس ہنگامے سے کے باہر میں معلومات حاصل کرنے لگا اور جوتہ تعلیمات معلوم ہوئیں انھیں سن کر دنگ رہ گیا۔

تہذیب کو اٹھا کر لیا گیا مخلد لوگوں کے بیانات کی مطابقت وہ چار آدمی تھے جو کسٹمر ہال کے باہر موجود تھے وہ فضا وہ اندر داخل ہوئے ادا انھوں نے ایک خوب صورت لڑکی کو پکڑ لیا جو اس طیارے میں سفر کر کے یہاں تک پہنچی تھی۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ وہ تو آپ کی ہی ہم سفر تھی۔ اور اس کے بعد کوئی شبہ نہ رہا کہ وہ تہذیب ہی تھی۔ ایک کسٹم آفیسر اور دو پولیس آفیسر لوگوں کی نشاندہی پر میسر باس پہنچ گئے اور انھوں نے مجھ سے پوچھا۔

”مستر، براہ کرم کیا آپ اپنے ہالے میں بتانا پسند کریں گے؟“

”جی ہاں، ضرور۔ میرا نام ملی بارخان ہے۔“

”آپ کے کاغذات؟“ پولیس آفیسر نے مجھ سے کہا۔ اور میں نے اپنے کاغذات نکال کر ان کے سامنے کر دیے۔ میسر اور گرو ایک ہجوم جمع ہو گیا تھا۔ معاف کیجئے گا آپ کے کاغذات درست ہیں، ہم اس لڑکی کے ہالے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

”وہ میری ہم سفر تھی، اس سے زیادہ کچھ نہیں مجھے تو اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ یہ واقعہ اس کے ساتھ پیش آیا ہے۔ کسٹم باؤس میں داخل ہونے کے بعد ہم لوگ علیحدہ ہو گئے تھے۔“

”وہ کون تھی؟ کیا آپ اس کے ہالے میں تفصیل بتا سکتے ہیں؟“

”جی ہاں سپر سس پی کی باشندہ تھی، نام تہذیب تھا۔ کسی ایذا کی حالت سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کی تفصیل اس نے مجھے نہیں بتائی۔ کسٹم آفیسر اور پولیس کے ارکان نے بڑی نرمی اور برائے خلق انداز میں مجھ سے معلومات حاصل کیں۔ میسر سامان کی مختصر تلاشی لی گئی اور اس کے بعد معذرت کے ساتھ مجھے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

تہذیب کے اس طرح اٹھا کر ذہن ابھرا گیا تھا۔ میسر دوسرے انداز میں بھی سوچا جاسکتا تھا۔ پراسرار لڑکی، ممکن ہے اپنی مرضی سے یہاں سے گئی ہو اور اس طرح اسے کسٹمر کی

چیکنگ کے بجائے کے انتظامات کیے گئے ہوں۔ اب یہ معلومات حاصل کرنا تو مشکل تھا کہ وہ اپنا سامان لے جانے میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں یا پھر اس کے اٹھا کر لے گا ان اس کا انتظار کر رہے تھے یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ اسے میری نگاہوں سے بچانے کے لیے اس طرح اٹھا کر لیا گیا ہو۔ تجھ نے ذہن میں یہ خیال بہتہ ہونے لگا کہ وہ ہار تو کی ساتھی ہی تھی اور ہار تو یہ جانا تھا کہ میں اس پر شبہ ضرور کروں گا۔

میں باہر نکل آیا اور ایئر پورٹ کے اس حصے میں کھڑا ہو گیا جہاں سے باہر کا نفاذ لیا جاسکتا تھا۔ سڑکیں بارش میں مل چکی تھیں لیکن ٹریفک کے رش میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہاں کے لوگ اس کے عادی ہوں گے اندر کئی ہفتوں کے کاؤنٹر پر بیٹے ہوئے تھے اور ان کے نمائندے سے ان کے نزدیک موجود تھے یہاں سے نکلنے اور ابتدائی قیام کے لیے یہ ضروری تھا کہ میں کسی ہوٹل سے رابطہ قائم کروں۔

چنانچہ جونہی میں ایک کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوا خوبصورت لباس میں جلوں ایک نوجوان آدمی میسر باس پہنچ گیا۔

”میرا نام رتن روترا ہے اور میں ہوٹل کیٹریں کا نمائندہ ہوں۔ کیٹریں میں آپ کو بہتر سولتیں مہیا ہو سکیں گی۔ اگر آپ پیرس میں انجینیئر ہیں تو ایک باکریٹر میں کو خدمت کا موقع ضرور دیجیے۔ میں نے گردن ہلائی اور اپنی آگاہی کا اظہار کر دیا۔ اس نے فوراً ہی میرا سوٹ کیس میسر باس سے لے لیا تھا۔ سوٹ کیس جونہی اس کے ہاتھ میں پہنچا کاؤنٹر کے پیچھے سے ایک اور آدمی باہر نکل آیا اور اس نے اس شخص کے ہاتھ سے سوٹ کیس لے کر مجھے اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی۔ ایک شاندار ٹیکسی جس پر ہوٹل کا مونو گرام بنا ہوا تھا بائکل نزدیک آگئی اور میں اس میں بیٹھ گیا۔ اپنے اطراف سے میں پوری طرح باخبر تھا وہ شخص جس نے ہوٹل کے نمائندے کی حیثیت سے مجھے خوش آمدید کہا تھا، ڈرائیور کے نزدیک ہی بیٹھ گیا اور کار چل پڑی۔

ہوٹل کیٹریں میں ایک کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جو میسر باس نے تشویش انگ یا قابل ذکر ہوتا۔ کچھ ہی دور کے بعد میں اس خوب صورت ہوٹل کی ٹیکسی منزل کے ایک کمرے میں منتقل ہو گیا۔

بہت ہی خوب صورت اور کشادہ کمرہ تھا، باہر بارش جوں کی توں جاری تھی بلکہ پہلے سے بھی کچھ تیز ہو گئی تھی۔ میں ناقدانہ نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس بات کو میں نے مد نظر رکھا کہ ممکن ہے یہاں تک ایک قدم اولیو ہارڈ کی

مرضی سے اٹھ رہا ہو۔ مجھے ایک ایک طرح کی طرف تھک رہا تھا۔ اس لیے ساتھ لایا تھا وہ نمایاں حیثیت کا حامل نہیں تھا صرف بدھ ہی چیزیں تھیں جو قابل توجہ تھیں۔ میسر کا کاغذات، ٹویٹر چیک بک وغیرہ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا تحفظ تیرے لیے اہم ہوتا۔

لباس آڈر دوسرے پاس پہننے کا خیال دل میں آیا اور ایو ہارڈ کی طرف سے فی الحال کوئی عرصہ نہیں تھا۔ میری خواہش کے مطابق مل چکا تھا اور وہ میری طرف سے کسی بڑی تشویش کا شکار نہیں تھا۔ البتہ ایک خیل بار بار میسر کے ذہن میں آتا تھا کہ اگر اولیو ہارڈ وہ خدا سے اعتقاد انظار میں میسر باس نہ پہنچا تو کیا ہرگز تھا۔ میں کچھ اور وقت اس سے واپس رہتا اور پیرس میں اپنی مصروفیات کو ختم کر لینا۔ اگر ان سے سہولت تو اولیو ہارڈ پر مجھ پر ہر جہاں اس نے وقت سے پہلے ظاہر ہو کر انسانی فطرت کا ثبوت دیا تھا جو عام لوگوں میں ہوتی ہے۔ اپنی برتری کا اظہار کرنا۔ یہ معلوم ہوتے ہی کہ اب میں تنظیم سے کٹ کر مل چکا ہوں اس نے اپنی شاندار کارکردگی کا اظہار مجھ پر کر دیا تھا۔ میسر خیال میں یہ اس کی حماقت ہی تھی اس میں دانشمندی کا کوئی پتہ نظر نہیں آتا تھا۔

لباس میں موجود تمام چیزیں نکال کر میں نے میز پر ڈال دیں۔ ان کی گرہ کھولی لیکن میز پر پڑی چیزوں پر جب نگاہ پڑی تو دو فحاشیوں جو کتب پڑا۔

یہ رہنمائی کے کا فڈ میں لپٹا ہوا ایک عجیب سا پیکٹ تھا جو میں انہیں تھا۔ چیر میسر لباس میں کہاں سے آیا؟ میں نے بے اختیار تجھک کر پیکٹ اٹھا لیا۔ سفید کا فڈ میں بہت عمدگی سے پیک کی ہوئی کوئی چیز تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے تاش کی کوئی گڈی ہو لیکن بہت ہی الٹا اس کی جسامت اور ٹوٹنے سے جو احساس ہوتا تھا وہ تاش کی گڈی ہی کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

میں نے یہ سیر بجا ڈال دی میری آنکھیں یہ دیکھ کر دلچسپی سے لگے رہیں کہ وہ تاش کی گڈی ہی تھی لیکن عام تاش سے بالکل مختلف ہے حد تک۔ میں نے اختیار سے کھول کر دیکھنے لگا۔ اندر بہت ہی نفیس قسم کے کسی مخصوص چیز سے بنائے ہوئے کارڈز موجود تھے جن کی تعداد کا صحیح اندازہ تو نہیں ہو سکتا تھا۔ ہاؤن میں ہو سکتے تھے اس سے کم یا زیادہ بھی لیکن ان تاشوں پر عجیب عجیب نشانات بنے ہوئے تھے۔ ان میں الفاظ بھی لکھے ہوئے تھے۔

میں نے اسے بھی تاش کی گڈی جیسا کہ میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا۔

تو میری آنکھیں کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی اس کے علاوہ

اور کچھ نہیں سمجھ سکا کہ یہ گڈی میری جیب میں ڈالی گئی ہے مگر یہ ہے کیا چیز؟ تھوڑی دیر تک میں اسے دیکھتا رہا پھر دروازے کی طرف بڑھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا اور تاش کی گڈی کو ایک ایسی جگہ چھپا دیا جہاں سے اگر کوئی اسے تلاش کرنے کی کوشش کرے تو اسے نہ مل سکے۔ اس کے بعد باقاعدہ روم میں داخل ہو گیا لیکن ذہن اسی میں الجھا ہوا تھا۔

فصل کر کے باہر آیا تو کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ میں نے ایک با پھر کمرے کا بخور جائزہ لیا۔ ایک ایک چیز کو بخور انٹ پٹ کر دیکھا۔ اس تصور کے ساتھ کہ کوئی ڈکن ٹون یا ڈسٹرکٹو کارڈز تو یہاں موجود نہیں ہے یا پھر کوئی ایسا کیمرو جس کی آنکھ مجھے دیکھ رہی ہو۔

ظاہر تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی چنانچہ کسی حد تک اطمینان کے بعد میں نے ایک بار پھر وہ گڈی نکالی اور کارڈز کو میز پر پھینک دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک سفر خوری کرتا رہا لیکن کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کارڈز اچھی طرح انٹ پٹ کر دیکھ لیے تھے کوئی صحیح اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ یہ میسر باس کہاں سے آئے؟ اس کا کوئی تجزیہ نہیں کر سکا۔ ایک بار پھر ذہن میں تہذیب آئی تھی۔ کیا یہ اسی کی حرکت ہے؟ صرف اسی کو اسے مواقع پیش ہوئے تھے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر سکتی ہو گڈی بالکل ملی تھی اس لیے جیب میں اس کے ذہن کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔ یہ معاملہ مجھے الجھانے کے لیے کافی تھا لیکن بہتر یہی تھا کہ ذہن کو ان جھنوں سے پاک رکھوں البتہ ان کارڈز کی حفاظت بھی ضروری تھی۔

کیٹریں ہوٹل کے ہالے میں کوئی صحیح اندازہ قائم کرنے کے بعد ہی میں اس مسئلے میں فیصلہ کر سکتا تھا کہ کیا ایک میری رسائی بھی ہارڈ ہی کے توسط سے ہوئی ہے یا پھر اس میں ہارڈ کا ہاتھ نہیں ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے روم سروس کو ٹیلیفون کر کے اپنے لیے کافی طلب کی اور اس کے ساتھ ہی کچھ اسٹیکس بھی۔ اس کے بعد دروازہ کھول کر آرام سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

بادور دی وینٹر نے فوراً ہی میری منگوائی ہوئی چیزیں سروس کر دی تھیں میں کافی سے شغل کرتے ہوئے یہ معاملات پر غور کرتا رہا۔ کارڈز کے مسئلے میں مجھے الجھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں اس بات کو حقائق کرتا رہا تھا مگر اب اس موقع میں نہیں تھا۔ اگر اس مسئلے میں کوئی خاص صورت سامنے آتی ہے تو وہ میری بات سے دور ہونا چاہیے۔

پیرس میں کیٹریں ہوٹل میں یہ قیام زیادہ عرصے تک

مناسب نہیں تھا۔ مجھے کوئی ایسی جگہ اپنی تھی جہاں میں اپنے طور پر رہ سکوں اور اولیو باورڈ کو چھلانگ دے دوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے اسلحے وغیرہ کی بھی ضرورت تھی۔ پیرس کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ ہونا کچھ مشکل کام نہیں تھا۔ نفعی اور اس شہر کے بارے میں لٹریچر آنی سے مل سکتا تھا۔ اس کے علاوہ سیاحوں کے لیے جگہ جگہ کر دیے گئے تھے لیکن اس شدید بارش میں باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ بارش تھی تو اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کر سکوں گا۔ اس سے قبل اگر اولیو باورڈ کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی ہوئی تو میں لیے موقع پر ایک تھکے ہوئے انسان کی طرح اپنی آناٹا کی کاٹھارہ کر دوں گا گاگا لیاؤ اور کو مکمل یقین ہو جائے کہ میں اب اس کا مد مقابل نہیں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ مسگردہ فن میں اور بھی بہت سے منصوبے تھے اور اس شہر کی داستانیں میری سماعت کے لیے اجنبی نہیں تھیں۔ جہاں یہ شہر شہر کے شہر تھا امداد کی کوئی قابل دید تھی۔ وہیں بیلوں کی زندگی میں ایسے عناصر بھی پائے جاتے تھے جو جرم گناہ سے دلچسپی رکھتے تھے اور جن کی دنیا بہت وسیع تھی۔ اگر ان لوگوں میں شامل ہو کر میں اپنا علم ہی بدل لوں تو اولیو باورڈ ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔ اس کے لیے مجھے کچھ سالانہ درکار تھا جس میں خاص چیزیں ایک آپ کا سامان تھا۔ اس خیال کے ساتھ ہی دل میں ایک ہوک سی اٹھی، کافی شن یاد آیا جس نے مجھے ایک عجیب و غریب محلول دیا تھا۔ اس محلول کو دنیا کا سب سے شاندار ایک آپ کو شن قرار دیا جاسکتا تھا۔ کاش ان لوگوں سے کسی طرح ایک بار پھر میری ملاقات ہو جائے اور میں پھر آنا ہی با اختیار ہو جاؤں۔

میں بہت دیر تک سوچتا رہا۔ اس طرح کمرے میں بند ہو کر بیٹھے رہنے سے کچھ حاصل نہیں تھا۔ ناشن کی اس گڑبڑ کے بارے میں بھی سوچا تھا جو اس وقت دھوا ایک ایسی جگہ پوشیدہ کر دی تھی جہاں کوئی بہت ہی باریک بین نگاہ ہی پہنچ سکتی تھی۔ درنہ عام لوگوں کی رسائی وہاں تک ناممکن تھی۔

نجانے کتنی دیر اسی طرح گزری۔ اس کے بعد کمرے سے باہر نکل کر ناٹنگ ہاؤس چلی رہا میری رائے سے گزرتی رہا۔ یہ سچ گید نہایت سبک دھوا سبک رفتار لٹھ تھی جس نے مجھے پہلی منزل تک پہنچا دیا۔ یہ پورا طور پر ریڈنگ ہال پر مشتمل تھا اور اس وقت بارش سے لطف اندوز ہونے والوں کی تعداد یہاں بہت زیادہ تھی۔ ہال میں خاص طرح کی جھلیاں لگی ہوئی تھیں جن سے بارش کے ٹپے ٹپے لطف اندوز ہوا جاسکتا تھا۔ ذرا سا جین دہلیے تو بارش کی چواریں اندر بھی آ جاتی تھیں لیکن

اس وقت جھلیاں بند ہی رکھی تھیں بس چند ہی خوش ذوق تھے جو باہر کا نظارہ کر رہے تھے۔

میں نے بھی ایک ایسی ہی میز منتخب کی جہاں سے میں سڑکوں کو دیکھ سکتا تھا۔ بھیجی سڑکوں پر زندگی رعاں دواں تھی۔ بارش پیرس کے مولات میں سے تھی، اس لیے وہاں کے لوگ زیادہ متاثر نظر نہیں آتے تھے سولے اس کے کہ بارش سے بچاؤ کا بندوبست کر لیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ عقب سے ایک آواز ابھری۔

"تمنا ہی بھی زندگی کا سب سے بڑا عذاب ہے۔"

میں نے چونک کر دیکھا تو ایک دروازہ قہر بھری صورت لڑکی میرے شانے کے بالکل نزدیک کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا، دوسرے لمحے میرے ذہن میں دی تصور جاگ اٹھا، زندگی کے مولات تبدیل کیے بغیر گزارا نہیں ہے۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: آپ نے درست کہا اور پھر یہ موسم بھی تمہارے کانٹوں میں ہے۔ میرا آنا کتنا ہی کافی تھا۔ لڑکی کرسی گھسیٹ کر میرے نزدیک بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں سے دلچسپی کا تاثر بھانک رہا تھا۔

"میرا نام جینی ہے۔"

"اور میں علی بارغاں ہوں۔"

"ایلیائی؟" لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"میں فرانس ہی کی باشندہ ہوں۔ دریاے سین کے پانی میں نہ کرنا جو ان ہوئی ہوں۔"

"دریاے سین کا پانی واقعی سن بخش ہے۔ میں نے جاپا۔"

"شکریہ۔" وہ سکڑائی اور پھر آہستہ سے بولی شمیمین۔

میں نے دیر کو اشارہ کیا اور پھر لڑکی کے لیے شمیمین طلب کی۔

"میں نے چونک کر مجھے دیکھا۔" اور تم...؟

"میں اگر مل سکا تو دریاے سین کا پانی پوں گا، تاکہ اپنے آپ کو تمہارے قابل بناؤں۔"

"اوہ!" وہ ہنس پڑی پھر آہستہ سے بولی: ایلیا حسین ہے، حسین اور پیرس۔"

"شاید۔" میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس پوئل میں رہتے ہو؟"

"نہیں، آسمان کے درمیان بڑی وسعت ہے، بس یوں سمجھو میں کہیں رہتا ہوں۔"

"سمجھ نہیں! وہ استعجابیہ لمحے میں بولی۔

ہر بات سمجھنے کے لیے نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

اور وہ قہر سے میری شکل دیکھنے لگی۔

"تھوڑی باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ میری آمد سے ناخوش تو نہیں ہو؟"

"نہیں۔ اگر ناخوش ہوتا تو اپنے پاس جگہ کیوں دیتا۔"

"شکریہ۔" اس نے سکراتے ہوئے کہا۔ ویر نے اس دوران شمیمین ممر وکری تھی۔ میں نے اپنے لیے کچھ طلب نہ کیا۔ چونکہ تھوڑی دیر قبل ہی کافی پیکا تھا اور اس وقت کچھ بھی بچنے کا مواد نہیں تھا۔ لڑکی نے اپنے لیے گلاس بنایا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"تم کچھ نہیں پی رہے؟ مجھے تعجب ہے۔"

"ہر بات پر تعجب کا انداز نہیں کیا جاتا۔" میں نے جواب دیا۔

"مشرقیوں کے بارے میں میں نے بہت سی کہانیاں سنی ہیں۔"

"ہاں ہر شخص کے بارے میں کوئی نہ کوئی کہانی گھڑی لی جاتی ہے۔"

وہ ایک لمحے کے لیے ہنسنے لگی۔

بولی: لوگوں کے مزاج کو سمجھنا بھی مشکل کام ہے۔

"تم کون ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"کہا، جینی ہوں میں اور تمہاری ساتھی بننے آئی ہوں۔"

"شکریہ جینی، احسان ہے مجھ پر۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شمیمین کی چمکیاں لیتی رہی۔

پیرس کب آئے؟" چند لمحے توقف کے بعد وہ بولی۔

"تھیں دیکھ کر آیا ہے کہیں پیرس میں ہوں۔"

"کسی بھی بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔" وہ کچھ جھنجھلا کر بولی۔

"ہاں، ذرا آنا آوی ہوں۔"

"لیکن خوب صورت ہو۔"

"کسی لڑکی کی زبانی یہ الفاظ سن کر اہل فرانس کیا کرتے ہیں مجھے نہیں معلوم۔"

"کچھ بھی نہیں کرتے۔" وہ ہنس پڑی۔

میں نے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ اس لڑکی پر بھی شک کا جاسکتا تھا۔ اب میں مزید حقائق نہیں کرنا چاہتا تھا، سمجھ رہا تھا کہ دشمنوں کا قیام میں ہوں۔ ہاں، یہ قید تھی ذرا مختلف قسم کی۔

ایسا سوار لگا ہوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا جو ایک ایک لمحے میری نگاہیں میں جاتا تھا کہ میری کوئی حرکت ان سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

جینی نے شمیمین کی پوری بوتل خالی کر دی۔ آنکھوں کا رنگ

منور بدل گیا تھا لیکن وہ نشے میں نہیں تھی اور عجیب گنگناہٹ کی تھی۔ رات ہوئی، بارش کے پیرس رہی تھی لیکن تعیشات کے رسیا بارش کو خاطر میں نہیں لاتے۔ پوئل کی تفریحات جاری تھیں موسیقی شروع ہوئی۔ اور پھر رقص کا پیراؤ شروع ہوا۔

"آؤ۔" جینی نے کہا اور میں اس کے ساتھ اٹھ گیا۔ پوئل فرش پر میں نے رقص کے نین راؤنڈز میں حصہ لیا۔ جینی اب نڈھال سی ہونے لگی تھی۔

"آؤ اب چلیں۔" اس نے کہا۔

"کہاں جینی؟"

"جہاں دل چاہے۔" وہ جواب دیا۔

"آؤ... آؤ۔" میں نے کہا اور اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پانی کی تیر دھار جینی پر پڑی تو وہ چونک گئی۔ "آہ، میں تو بھیگ جاؤں گی۔"

"کوئی بات نہیں ڈرنا علی آؤ۔" میں نے کہا اور اسے لے کر پارکنگ لائٹ پر لگایا۔ پھر میں کدوں میں جھانکتا رہا۔ ایک کار کے دروازے لاک نہیں تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا اور پھر اس طرح عقب سے گھوما ایسے دوسری طرف آنا چاہتا ہوں لیکن پھر کدوں کے عقب میں ہوتا ہوا پھرتی رہا۔ واپس آگیا۔ اس سے زیادہ دوستی ممکن نہیں تھی۔

کمرے میں اگر وہ بارہ لباس تبدیل کیا۔ دروازہ پلے ہی بند کر دیا تھا۔ ناشن کی گڑبڑ لکڑی لکڑی گنگنا کر ایک پہلو کے لے دروازہ ہو گیا۔ ناشن سامنے بیٹھنے اور ان کا نور جائزہ لینے لگا۔ پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ چل گئی۔ میں بڑبڑا ناخوب کھٹونا دیا ہے جینی۔"

"دوسرے دن صبح کو بارش کا نشان بھی نہیں تھا۔ آسمان دھل کر صاف ہو گیا تھا اور بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ پوئل چھوڑ دیا اور مل پڑا۔ میکیاں بدل کر میں پیرس کی مختلف جگہوں کی سرگردا رہا اور یہ اندازہ بھی کرنا تھا کہ کوئی مسکرت لب میں ہے یا نہیں لیکن پوئل سے نکلنے کے بعد سے ان وقت تک ایسا کوئی احساس نہیں ہوا تھا تعجب کی بات تھی۔

پھر عرصہ کے بعد ایک طور پر اس واقعہ کو جگہ۔

جہاں سے ایک آپ۔ ماہانہ میں سکتا تھا۔ میں نے اس طور کا خوب اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ایک آپ کے سامنے کی ایسی چند چیزیں خریدی تھیں جنہیں ضرورت کے وقت فوری طور پر

استعمال کر کے شکل بدل جاسکتی تھی۔ مخصوص قسم کے اسپرنگ، آنکھوں کے ٹپ پن، موچکھیں وغیرہ۔ یہ چیزیں جیبوں میں ٹھوس کر کے باہر نکل آتا۔ اب مجھے کئی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں شکل تبدیل کر سکوں۔

مارک سیل کے علاقے میں مجھے جنوبیوں کا سامن نظر آیا۔ یہاں ہر قسم کے باغ و بھڑ کا انتظام تھا۔ میرے لیے اس سے عمدہ جگہ نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ میں اندر داخل ہو گیا۔ کچلے ہاتھ، اسٹیم باغ و بھڑ کے رسا کافی تعداد میں موجود تھے۔ انڈینز لڑکیاں میرا استقبال کیا اور مجھے تفصیل بتانے لگی۔ بہت کچھ تھا یہاں لیکن مجھے اس میں سے کچھ درکار تھا اور اس کچھ کے حصول کے بعد میں انڈینز لڑکیاں رہنمائی میں مقام کی اس تعداد کی جانب بڑھ گیا جس کی طرف میری رہنمائی کی گئی تھی۔ میری نگاہیں لڑکوں کے روم کے خانوں میں ٹپکنے ہوئے ان لباسوں پر تھیں جن پر مقام کے نمبر کی ٹیٹھی لگی ہوئی تھیں۔

انڈینز مجھے چھوڑ کر گئی تھیں اور میں لباس اتارنے لگا لیکن نہایت ہی خجانت اور بھرتی سے میں نے ان خانوں پر نگاہ ڈال کر ایک ایسے لباس کا انتخاب کر لیا تھا جو میرے بدن پر بالکل فٹ آسکتا تھا۔ نگاہ بچا کر میں نے اپنا لباس اس کی جگہ لٹنگ دیا اور وہ لباس اٹھا کر ہاتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اپنے لباس سے میں نے وہ قسم چیزیں نکال لی تھیں جن میں سے بازار سے خریدنا تھا اور اس کے علاوہ بھی جو کچھ موجود تھا وہ بھی میں نے نکال لیا۔ ہال آگن نے لباس میں جو چیزیں موجود تھیں، وہ میں نے دیکھ کر بڑے لاش میں منتقل کر دیں۔ مقام میں ہمارے مل کرنے کے بجائے میں نے اپنے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے چہرے پر باریک سی خوب صورت اسٹائل کی موچکھیں پہنا لیں۔ ایک مسٹا کھڑی پر لگایا، پٹکوں کے پوٹوں پر جھیلیاں پہنکائے سے آنکھوں کی بناوٹ ہی تبدیل ہو گئی اور میں اس خوب صورت میک اپ کی داد دے پھر رہا تھا۔ پھر فٹس ہاتھوں میں لیا اور کوٹ بازو پر شکائے، باغ و بھڑ سے باہر نکل آیا۔ اس دوران شاید انڈینز وہاں آئی ہی نہیں تھی۔ میں باہر نکلا تو کسی نے میری طرف توجہ نہیں دی، چونکہ یہاں ادا کیگی وغیرہ پیسے ہی کر دی جاتی تھی اور لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد ایک دو سکر راستے سے باہر نکل جاتے تھے۔ ان راستوں کی رہنمائی چھوٹے چھوٹے بوڑھے کر رہے تھے۔

میں ایمان سے باہر نکل آیا۔ تبدیل شدہ لباس کا انتخاب بلاشبہ بہترین تھا، کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ میرا لباس نہیں ہے، البتہ ایک بات کا خیال ضرور تھا اور وہ یہ کہ یہاں میرے لباس سے کہیں زیادہ قیمتی تھا اور لباس کے مالک کو

تھوڑا سا خسارہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ لیکن میں اپنی اسسٹیٹیٹ سے بالکل مطمئن تھا اگر یہاں تک مجھ پر نگاہ رکھی بھی گئی ہے تو مجھ پر نگاہ رکھنے والے اب اتنے ذہین بھی نہیں ہو سکتے کہ میری چال وغیرہ سے مجھے پتہ چلے۔

کافی دوڑ تک پیدل چلتا رہا تقریباً ایک میں تک کا فاصلہ پیدل طے کیا، اس تصور کے تحت کہ اگر قتب کا شہر ہو تو محتاط ہو جاؤں سبکین ابھی تک قتب کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا، چنانچہ میں ایک بک اسٹال پر دیکھ گیا یہاں سے پیرس کے لباس میں تفصیلات کی کتاب خریدی، ہونٹوں وغیرہ کے نام اور پتے بھی موجود تھے اس میں، اس کے بعد ایک چھوٹے سے بک کی جانب جانکا۔ پب میں بیٹھ کر میں نے اپنے لیے ایک شوب طلب کیا اور کتاب کی حد تک روانہ کرنے لگا۔ اس کے بعد میں نے ایک ہوٹل کا انتخاب کر لیا تھا۔

ایک ٹیکسی کر کے میں اس ہوٹل تک پہنچ گیا اور وہاں کیرون بل کے نام سے ایک کمرہ حاصل کرنے کے بعد اس میں فروغ ہو گیا۔ یہ کمرہ بھی خاصا عمدہ تھا پیرس کے ہوٹل اپنا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ نئے ہوٹل میں مستقل ہونے کے بعد مجھے ہر اس کون محسوس ہوا تھا، اب یہاں میں وہی شخصیت اختیار کر گیا تھا۔ اگر تھوڑی سی ذہانت سے کام لیتا تو بلاشبہ ادنیٰ و باریک نگاہوں سے اوچل ہو سکتا تھا۔ فی الوقت اپنے پرانے ہوٹل میں جانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہاں کوئی بھی چیز ایسی باقی نہیں تھی جو میرے لیے باعث ضرورت ہو، وہ ناش تک میں اپنے ساتھ لے آیا تھا، جن میں پیرس مار طور پر میری جیب میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ اگر ہوٹل کی تلاش بھی لی جاتی تو وہاں ان لوگوں کو کچھ دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے نہایت ذہانت سے یہ سب کچھ کیا تھا یہاں میں علی بابا خان کی حیثیت سے تو محفوظ تھا لیکن دوسری حیثیت سے مقامی کا فزات میرے پاس موجود نہیں تھے چنانچہ اس سلسلے میں ذرا محتاط رہنا تھا میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی کئی شکلیں اختیار کروں گا اور بہت سے ہوٹلوں میں اپنے لیے کمرے بک کر دوں گا۔

بہر طور ابھی مجھے رقم وغیرہ کے سلسلے میں بھی کوئی پریشانی نہیں تھی اور اگر کوئی بھی تو ملی یا رفاق تو ابھی جون بدل ہی چکے۔ رقم کے حصول کے لیے وہی چرمانہ کار دروازاں کھلیں گی جو مونچھل کے مطابق ہوں گی۔

نئے ہوٹل میں، میں نے کافی وقت گھورا، کھانا وغیرہ کھایا اور پھر آرام کرنے لیت گیا۔ ذہن منصوبہ بندی میں مشغول تھا اس کے ساتھ ساتھ پیرس سے متعلق وہ کتاب بھی زیر مطالعہ رہی تھی

جس میں تقریباً تمام جگہوں کی نشاندہی کر دی گئی تھی اور ساتوں کے لیے یہ کتاب ایک اہم حیثیت رکھتی تھی۔ یہاں سے میں نے پیرس کے زیر زمین جرائم پیشہ آدمیوں کے بارے میں بھی تھوڑی بہت معلومات حاصل کیں۔ علاوہ مفضل انداز میں ان کی نشاندہی نہیں کی گئی تھی، لیکن ساتوں کی سوسائٹس کے خیال کے لیے فزا دلچسپ انداز میں منشیات کے ان تھکانوں کی نشاندہی کی گئی تھی، جہاں ہر چیز مل سکتی تھی۔ انداز یوں تھا کہ سیر اس طرف ہمارے جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں پریشان نہ ہوں میں اس دلچسپ تحریر پر موقوفے بغیر نہ رہ سکتا تھا، بہر طور اس نے میری رہنمائی کی تھی۔

شام ہوئی تو میں باہر نکل آیا اور اب مجھے آوارہ گردی کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔ دریا سے سین کے کنارے دنگ بیاں مٹانے والے ویش میں لوگ اپنی اپنی تفویضات میں مصروف تھے میں وہاں سے ہوتا ہوا ناش کھلونے کے علاقے میں پہنچ گیا۔ جگہ نامک جاگ رہی تھی لیکن اس زندگی میں مجھے کوئی حقدہ نہ تھا۔ مقصود نہیں تھا اس سوچ رہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اپنے لیے یہاں کوئی جگہ نکال لی جوں گا۔

شاؤنس فلور ڈانسی کلب کے سامنے رک کر میں نے وہ دلچسپ تحریریں پڑھیں۔ انسان معصوم ہے شیطان، وہود کائنات کی تشبیہ کے لیے ضروری تھا۔

”چھوٹا ٹولہ مانع ہے کسی بھولے کو سلف زندگی۔“ اور پھر بہت سی احقائد اور سب سے سرفراہ تحریریں کھڑکھڑانے کے تجسس کو اٹھا کر لیا تھا میں اندر داخل ہو گیا۔ نشست و برخاست میں کوئی وقت نہ ہوا کیونکہ وہاں میں تقریباً ایک ہزار ممالور و گھنٹا نش تھی۔ اندر موجود سپروائز نے حکمت کی بات دیکھ کر میری جیت کی انتہا رہنمائی کر دی۔ ذمہ داری میں نے اپنے ہاتھ لے لی تھی۔ شخص کو دیکھا اس وقت سال سے دیر کی عمر کا ایک نوجوان اور سنجیدہ شکل و صورت کا تھا۔ خوب صورت لباس میں میونس۔ ہر طرح کے لوگ موجود تھے۔ ہاں میں کچھ اور تاریکی چیل کی آرکسٹرا کی دھنیں بولنے لگی تھیں۔

تذکرہ پیرس کے منظر پیش کیے گئے اور پھر آہستہ آہستہ چلا گیا۔ ہونے لگیں۔ تیرہ و جدید فرق، یورپ کا گھناؤنا غلط، شرناک سازش شکل میں پیش کیا جاتے لگا۔ یہ بدلت تھی۔ گناہ کو گناہ ثابت کرنے کے بجائے اسے انسانی فطرت قرار دیا جا رہا تھا۔ بزرگ نے جھک کر کہا کیا یہ حقیقت ہے؟ میں نے پوچھا کہ انھیں دیکھا اور جرحہ کیا۔ ”آپ کا تجربہ کیا کہتا ہے؟“

”نکلے ہوئے ذہن خود کو دھماکے سے بے بس، سب خود کو بھلانے میں مصروف ہیں۔ یہ سے گریز کر رہے ہیں۔“ اور آپ؟ میں نے پوچھا۔

”میں اس دور کے انسان کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ بڑے میاں نے ملنے دیکھی ہوئی بوٹی سے بیک بھریا۔“ ”تھیں لیکن تیری ضرورت ہے۔“ خوشبو میں بیٹی ہوئی ایک دوشیزہ دکھلاتے ہوئے قدوں سے میری طرف بڑھی۔

”نہیں۔ یہ صاحب نہیں سمجھنا چاہتے ہیں۔“ میں نے کہا اور اسی کو بڑے میاں کی طرف بڑھا دیا۔ ”آؤ آؤ“ میں تھیں جاتا ہوں میرے نزدیک بیٹھو دکھ کی کہانیاں سب کی سمجھ میں نہیں آئیں۔ بزرگ نے کہا اور اپنی بوٹی کے برابر اسی کو اپنے قریب بلوڑے دی۔ پھر وہ اس کے ڈکھ کی کہانیاں سمجھنے لگے اور اسے اپنا دکھ بھجھاتے رہے۔ نئی بوٹی آگئی اور اس نے ان دونوں کا دکھ خود میں سمیٹ لیا۔ میں سے چین ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

کلب کے باہر روشنیاں بند کر دی گئی تھیں۔ اس کا پیٹھ لگایا تھا اور اب اندر مزید لوگوں کی گھنٹا نش نہیں تھی۔ اس کی اس میں جھگڑے لگا۔ قرب و جوار میں بے شمار کاروں کھڑی تھیں لیکن کوئی ٹیکسی نہیں نظر آتی تھی، میں نے سوچا کچھ آگے بڑھ جاؤں۔ چنانچہ پیدل چل پڑا۔

دن کو آسمان صاف رہا تھا لیکن سرشار سپر ہاؤل اٹار آئے تھے اور اس وقت آسمان کی جھٹ باکل سیاہ تھی کافی خامسے پر ایک جیسی کر کی اور میں اس کے قریب پہنچ گیا جیسی سے تھوڑے فاصلے پر ایک لڑکی اندھیرے میں کھڑی تھی۔ وہ بھی جیسی کی طرف بڑھی لیکن اس سے قبل میں جیسی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ بوٹی میں نے جیسی کا دروازہ کھولا، لڑکی میرے پاس آگئی۔

”تینیرا مجھے بھی جیسی کی ضرورت ہے۔“ اس کی آواز میں رکھ کر اٹھ بیٹھی تھی۔ لیکن یہ آواز میرے کمرے ذہن میں سسٹی پیدا کیے بغیر نہیں رہی تھی۔ میں نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

وہ تہذیب ہی تھی لیکن بہت بڑے حال میں شاید اس نے ضرورت سے زیادہ چڑھا رکھی تھی۔

”کوئی بات نہیں۔ ہم دونوں اپنی ضرورت پوری کیے بیٹھے ہیں۔“ میں نے کہا اور اسے جیسی میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ ”اوہ ہم اس سے خلیہ تہ۔ خوب ہے۔ آؤ اندر آنا۔“ تہذیب نے کہا اور میں اندر بیٹھ گیا۔ وہ نشستے میں معصوم ہوئی۔

ڈرائیور نے ٹیکسی اشارت کر کے آگے بڑھا دی۔

"کمان بولوں؟" اس نے پوچھا۔

"سان ترسے" تندیب جلدی سے بولی پڑی۔ میں خاموش رہا تھا۔

ٹیکسی برق رفتاری سے روشن اور تاریک سڑکیں طے کرتی رہی۔ اندر تاریکی تھی اس لیے تندیب کی شکل نمایاں نہ ہوئی لیکن ایک بار جب ٹیکسی تیز رفتاری سے درمیان سے گزری تو میں اس کی شکل دیکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اب میں اُچھل پڑا تھا۔ تندیب زخمی تھی، اس کی ناک سوجی ہوئی تھی، درخشاں پریشان تھے، بال... بھی سینچے ہوئے تھے۔ لباس بھی کچھ جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ وہ نشے کے عالم میں نہیں تھی بلکہ زخمی تھی۔ ڈرائیور کی موجودگی میں کوئی سوال یا حرکت مناسب نہیں تھی، اس لیے میں خاموش رہا۔ لیکن اب اس پر اسرار زدگی کے باوجود میں ذہن میں شدید تجسس جاگ اٹھا تھا۔

بقیہ سفر خاموشی سے طے ہوا۔ ڈرائیور سان ترسے کے علاقے میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے کہا "میں طرف مڑ رہا ہوں۔"

"وہ سامنے کی سڑکی پر جان کے سامنے روک دو" تندیب بولی اور ڈرائیور نے ٹیکسی مطلوبہ جگہ روک دی۔ آؤ جم! تندیب بولی اور میں نے سچے آخر کر لیا اور دیا۔ ٹیکسی سب آگے بڑھ گئی تو تندیب کی آواز ابھری۔

"شریف آدمی کیا تم میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

"موجود ضرور، کمو؟"

"مجھے سامنے والی بڑنگ کے پاس پہنچا دو۔ بیل پاؤں زخمی ہے ورنہ میں تمہیں تکلیف نہ دیتی۔"

"کوئی بات نہیں" میں نے کہا۔ وہ انگڑا کر چل رہی تھی۔ میں اسے سہارا دے کر آگے بڑھا رہا تھا۔ میں نے کہا: "ٹیکسی اتنی دُور روانے کی ضرورت تھی۔"

"اے... وہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ یہ ٹیکسی ڈرائیور بڑے کمپن ہوئے ہیں۔ اگر میں زخمی نہ ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی لیکن اس شکل میں ڈرائیور مجھے لوٹ بھی سکتا تھا۔"

"اسی لیے تمہیں مجھ کے نام سے پکارا تھا؟"

"ہاں سوری۔ میں چاہتی تھی وہ مجھے تنہا نہ سمجھے۔ تندیب نے جواب دیا۔ میں اسے سنبھالے ہوئے سامنے والی بڑنگ کے پاس پہنچ گیا۔ جلد رہائشی فلیٹ تھے۔ ہال میں پہنچ کر اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ "اب میں چلی جاؤں گی۔"

"کوئی منزل پر جاؤ گی، میں جیوڑ دوں؟"

"نہیں بس شکریہ" میں نے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ

گئی۔ میں نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر برق رفتاری سے سیڑھیاں چھلانگتا ہوا اوپر جانے لگا۔

لفٹ تیسری منزل پر رُک گئی تھی۔ میں جس وقت اوپر پہنچا وہ اسی طرح گنگناہٹے ہوئے راہداری میں آگے بڑھ رہی تھی۔ سخت تکلیف میں محسوس ہوتی تھی۔ میں استونز کی آڑے کر آگے بڑھتا رہا۔ چہرہ ایک فلیٹ کے دروازے کے سامنے لگی اور لباس سے چائی نکال کر تالا کھولنے لگی۔ تنہا ہے! میں نے گہری سانس لے کر سوچا اور برق رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔ چہرہ جوں جوں وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی میں بھی ایک پرکھ کر اندر گھر گیا تھا۔

وہ بُری طرح گھبرا گئی تھی۔ چہرہ اس نے جیت سے کہا: "تم!"

"ہاں ڈیر اٹھیں اس طرح چھوڑنے کوئی نہیں چاہا۔" میں نے سکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اندر داخل ہوئے ہی روشنی کر دی تھی۔ اور اب میں اس کی شکل دیکھ سکتا تھا۔ ایک لمحے میں، میں نے اس کی آنکھوں میں کئی رنگ دیکھے چہرہ مسکرا دی۔

"دروازہ بند کرو۔"

"اوکے" میں نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ سامنے ڈرائنگ روم ہے۔ مجھے سہارا دو" وہ بولی۔

میں اسے لیے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا۔ اس کی سانسیں بوجھل ہو رہی تھیں۔

"مدد کرنے آئے ہو تو کچھ تکلیفیں بھی اٹھانا پڑیں گی۔"

"حاضر ہوں کمو؟"

"میرا علیہ دیکھ لے رہی ہوں۔ سخت زخمی ہوں۔ اس دروازے کے برابر والے دروازے کو کھول کر اندر جاؤ۔ سامنے بارہا آئیں۔" میں نے بڑبڑائی۔ اپنے لیے جو دل چاہے لے آؤ اور ہاں... بلڈن رنگ کی الماری میں فرسٹ ایڈ باکس ہے، وہ بھی لے آؤ۔ پتیر۔ اس کا لہجہ التجا آمیز تھا۔

میں نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا تھا اور پھر میں ڈرائنگ روم سے نکلی کر دوسرے کمرے میں آیا اور مطلوبہ چیزیں لے کر واپس پہنچ گیا۔ بڑبڑائی کی بولت سے میں نے اس کے لیے بڑبڑائی۔

انڈیائی اور گلاس سے پیش کر دیا۔

"اپنے لیے کچھ نہیں لائے؟"

"کچھ نہیں... اپنے زخم دکھاؤ۔"

"یوں تو سارا جو کچھ ہی بچھا ہوا ہے مسکین پاؤں... میل خیال ہے بڑی ٹوٹ گئی ہے۔" اس نے بائیں پاؤں آگے بڑھا دیا اور میں فرسٹ ایڈ باکس کا پاؤں دیکھنے لگا۔

"بڑی نہیں توئی اٹھنا اکھڑ گیا ہے۔ تھوڑی سی بہت کر دے گی؟"

"کیا مطلب؟"

"میں اسے ٹھیک کر دوں گا۔"

"کر دو؟" اس نے سکراتے ہوئے کہا اور میں نے اس کے پاؤں کا انگوٹھا اور بڑی پکڑائی پھر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ تڑپ اٹھے گی لیکن اس نے آواز بھی نہیں نکالی تھی۔ البتہ بڑبڑائی کا پورا گلاس وہ خالی کر گئی تھی۔

"پاؤں زمین پر رکھ کر اس پر وزن ڈالو۔" میں نے کہا اور سہارے کے لیے اپنا کندھا پیش کر دیا۔

وہ میرے کندھے کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر حیرت زدہ انداز میں مسکرا کر بولی: "حیرت انگیز!"

"کیا کیفیت ہے؟"

"تکلیف منور ہے لیکن... لیکن حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہو گئی ہوں" اس نے جواب دیا۔

"وہ یاد قدم بولو" میں نے کہا اور وہ فرش پر آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئی۔

"کمال ہے! اس کا ہوتم میسر لے۔" اس نے واپس آکر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں اس کے پاس سر کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال دیکھے کیے اور میں اس کے چہرے پر رنگے ہونے زخم دیکھنے لگا۔ چہرہ میں فرسٹ ایڈ باکس میں سے شیشیوں نکال نکال کر دیکھنا شروع کیں۔ ایک پلاستر بھی نظر آیا جو درد کھینچنے کے لیے تھا۔ میں نے پلاستر کی ایک چوڑی پٹی پیلا کر اس کے پاؤں پر لگائی اور پھر اس کا چہرہ صاف کرنے لگا۔ ایک دو جگہ ٹیپ چپکائی اور ایک دو جگہ مرٹ لوشن لگایا۔ وہ خاموشی سے میری کارکردگیاں دیکھ رہی تھی۔

جب میں اپنا کام ختم کر کے شیشیاں وغیرہ میٹ چکا تو وہ مسکراتے ہوئے مجھے دیکھنے لگی، پھر بولی: "دیکھو مو؟"

"اس وقت بت گیا ہوں۔"

"نہیں! تمہاری معلومات اس مسئلے میں بہت وسیع ہیں۔ وہی چیزیں استعمال کی ہیں تم نے میرے سران زخموں پر عین کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ اب یہ بتاؤ، میں تمہاری کیا خدمت کر دوں؟" اس نے بوجھا اور میں ایک صوفے پر بیٹھ کر گہری نگاہوں سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"تم خوب جھگتی ہو رہی۔"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو کر میری شکل دیکھنے لگی۔ پھر آہستہ سے بولی: "منو! میں تمہیں دھوکا دے سکتی تھی لیکن کسی انسان کرنے والے کو تو انداز نہیں کیا جاسکتا۔ میں زخمی تھی اؤ مجھے ٹیکسی کی شدید ضرورت تھی۔ میں چند قدم بھی نہیں چل سکتی تھی۔"

تمہیں مجھ پر احسان کیا ہے اور اس احسان کے صلے... لیکن پہلے ایک بات بتا دوں تمہیں اپنے بارے میں... کہ میں غلط لڑکی نہیں ہوں۔ کسی غلط بات کی توقع مت کرنا۔"

"اور پھر... پھر میری اتنی محنت کا مجھے کیا بدلہ ملے گا؟"

"میں نے کہا تھا، اگر تم بولتی ہی چاہتے ہو تو پھل اسی کی کیا کمی ہے۔ میں ایک ایسے خاندان کی شریف لڑکی ہوں اس لیے ایسی کوئی حرکت مت کرنا جو تمہارے لیے نقصان دہ ہو۔ وہ بولی۔

"میرے لیے کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لیے کہ پھر تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکو گے؟"

"اے اے اے! اچھی تو تم مجھے اپنا مسکا کر رہی تھیں اور اب یہ سکر لیے عزرائیل بن رہی ہو۔"

"سنجیدہ ہو جاؤ، پتیر، سنچیدہ ہو جاؤ پتیر یہ ہے کاب واپس ملے جاؤ۔ اگر کچھ درد دیکھنا چاہتے ہو تو اچھے انسانوں کی طرح بیچہ کر بات چیت کرو۔ میں نہیں جانتی کہ تم کمن ہو اور اس جگہ کیا کر رہے تھے۔ یقینی طور پر رات کے شکاری ہو گئے اور مجھے کوئی غلط لڑکی سمجھ کر میری مدد پر آکر آکر ہو گئے ہو گے۔ حالانکہ عام طور پر اس شہر میں یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ تم نے میرے ساتھ جو دوستانہ سلوک کیا ہے اسے اپنے دل میں لیے ہوئے واپس چلے جاؤ اور سوچنا کہ کوئی اچھا کام کیا۔ مجھ پر ہے ہو نامیری بات؟"

میں خاموشی سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا: "مگ... مگر میں تو ہی سمجھا تھا کہ..."

"ہاں، تمہارا سمجھنا ٹھیک تھا، میں اس وقت ایسی ہی حالت میں تھی مسکین ایسی بات تھی نہیں۔"

"اچھا پوٹیک ہے، یہ خیال ذہن سے نکال دو لیکن کچھ دیر تم سے گفتگو تو کر سکتا ہوں" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ساری رات رہ سکتے ہو یہاں، تمہیں میرے اوپر مہمانی احسان نہیں کیا ہے۔" اس نے کہا اور پھر صوفے کے چپے سے ہاتھ لے جا کر کے لائی تو اس کے ہاتھ میں پتھر دیا ہوا تھا۔

"اس پتھر میں کچھ گولیاں ہیں، ڈرائنگ روم ہی موجود تھا میں نے اسے تمہارے لیے حاصل کیا ہے۔ تاکہ تمہیں رات راست پر لانے میں کوئی دقت نہ ہو لیکن خدا کا شکر ہے کہ مجھے اس کا استعمال نہیں کرنا پڑا ہے۔"

میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ زیادہ ہی عجیب معلوم ہوتی تھی پھر میں نے گہری جھٹک کر سر ہلاتے ہوئے کہا: "لیکن اس کے بارے میں تم نے مجھے بتا کر اچھا نہیں کیا۔ اب میں تم سے محتاط ہو جاؤں گا۔"

اپنے اندر مقناطیسی قوت پیدا کریں اور دوسروں کو اپنے طالع کریں

مقناطیسیت

کامطالعہ کریں

قیمت: ۲۰ روپے

ڈاکسج: ۱۰ روپے

کتاب کے چند عنوانات

- مقناطیسیت کیا ہے؟
- بنے اثر شخصیت کے اسباب۔
- قوت کے خزانے ○ مخفی مقناطیسیت
- توانائیاں ○ انسانی مقناطیسیت
- زندگی مقناطیسیت ○ بنیادی خواہشات
- تصنع اور بناوٹ ○ حسن و طبع۔
- ذہنی توسیع ○ ذہنی توسیع کا نظام۔
- مقناطیسی تفصیلات ○ جسمانی اور ذہنی
- توانائیاں اور ان کی حفاظت ○ آپ بھی
- اپنے اندر مقناطیسیت پیدا کر سکتے ہیں۔

ہر شخص میں ایک مقناطیسی قوت ہوتی ہے جو کہ ناواقفیت کی بنا پر ضائع ہوتی رہتی ہے۔
اس قوت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کسی قسم کی مشق یا ریاضت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

صرف چند اصول اپنا لیجیے اور ان کے مطابق زندگی بسر کیجیے
پھر آپ کے لیے کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں
اور دوسرے بھی آپ کے عمل کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اس کتاب کا مطالعہ کیجیے اور اپنے آپ کو بہترین شخصیت بنائیے

مکتبہ نفسیات پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴ کراچی ۱

”نہیں۔ اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔“
”کیا نام ہے تمہارا؟“
”بے کار ہے تمہارے لیے، تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔“ وہ بولی۔
”ممكن ہے میں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اچھا خیر چھوڑو ایہ بتاؤ یہ سب ہو گیا، یہ رقم کیسے گئے؟ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کچھ لوگوں نے تمہارے ساتھ نرا ہونے کی ہوج؟“
”ہاں ایسی ہی بات تھی۔“
”کون لوگ تھے وہ؟“
”کچھ جرائم پیشہ افراد جو مجھے دولت مند سمجھ کر لوٹا پاتے تھے۔“
”مجھے ان کے بارے میں بتاؤ، سب کو ٹھیک کر دوں گا۔“
”میں خود انہیں ٹھیک کر لوں گی، تم شرب تو نہ اپنے لیے کچھ نہیں لاسے۔“
”جو کچھ میں پیتا ہوں، وہ اس وقت تم پر نہیں سکتی۔“
”وہ کیا؟“ وہ چونک کر بولی۔
”کافی۔“ میں نے آہستہ سے کہا۔
”یقین کرنا اب میں اٹھ سکتی ہوں، تمہیں کافی ضرورت پڑاؤں گی؟ اس نے کہا اور میں نے بے اختیار ہل اٹھا۔
”پلے تدریب یقین کرنا اس کی ضرورت نہیں ہے، میں تو غلام کیا تھا۔“
”میں نے اس کا نام لے کر اسے لپکا رکھا، مگر اس کا نام میرے ذہن میں تھا لیکن وہ سکتے ہیں وہ کئی تھی۔ اب وہ چھٹی چھٹی آنکھوں سے مجھے گھور رہی تھی، پھر اس نے آہستہ سے کہا۔
”بتایا تھا، میں نے سنا کرتے ہوئے کہا۔“
”نہیں تم جھوٹ بولی ہے ہو۔ میں اتنی غائب دماغ نہیں ہوں۔ ایک بار پھر اس نے گور میں رکھا پتو ل اٹھا لیا تھا۔ اب اس کی آنکھوں کی کیفیت بدل گئی تھی۔ میں نے اس طرح چہروں کے رنگ بدلتے نہیں دیکھے تھے۔ اگر گٹ کے ہاتھ میں سنا تھا لیکن اس میں بھی اس قدر جلد اتنی تبدیلی پیدا نہ ہوتی ہوگی جتنی اس لڑکی میں پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے حین پر سے پرستیا کی دور گئی تھی۔ پھر اس نے پتو ل سیدھا کرتے ہوئے کہا: ”اپنے ہاتھ بدن سے دھو رکھو، میرے پر لگانے دو تاؤ۔ یہ ساؤنڈ پروف ہے۔“
”اور میں بکشت پروف ہوں؟ میں نے بدستور مکرراتے ہوئے کہا۔
”کون ہو تم؟“
”نام پوچھ رہی ہو یا۔۔۔“

”میرا نام کیسے جانتے ہو؟ کیا تم میرا تعاقب کر رہے تھے؟ کیا تمہارا تعلق؟“ سے ہے؟“
”نہیں۔ غلام زید“ سے تعلق لکھا ہے جس کے بعد کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے اسے اور پریشان کرنا سب نہیں سمجھا اور چست سے ایک آپ اتار دیا۔ وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ جب میری اصلی شکل نمایاں ہوئی تو وہ دھاندلہ وار کھڑی ہو گئی۔ پاؤں وغیرہ کی تکلیف وہ ایک دم فراموش کر بیٹھی تھی۔
”تم۔۔۔ علی! میرے خدا تم! سچ یہ ایک آپ۔۔۔ اور۔۔۔ علی یہ تم ہی ہو؟“
”اتنی حیرت ہوئی ہے مجھے دیکھ کر؟“
”دماغ جھنجھٹا کر رہ گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے علی کو تم ہی کوئی خاص چیز ہو۔ اب تو تمہارے بارے میں کچھ اور بھی سوچنا پڑے گا۔ یقین کر دو تمہیں دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کر سکتی؟“
”عجیب و غریب لڑکی ہو کہ تم ہال میں داخل ہوتے وقت تو تم مجھے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے۔۔۔“
”علی۔۔۔ مسلمان ہوں، خدا کی قسم یہ کہہ رہی ہوں کسی طرح تمہارے لیے نقصان وہ نہیں ہوں۔ لوہہ پتو ل بیٹھا۔ کوئی نقطہ بات کروں تو گولی مار دینا۔ بس میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔ اس نے ارغول کہا۔
”ہوں۔۔۔ بولو۔“
”تمہارا سامان کہاں ہے؟ اور پڑنا لباس؟“ اس نے کہا۔
”میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر تاش کی گڈی نکال لی۔ پھر اس کے سامنے اچھالتے ہوئے کہا: ”میرے سامان میں تمہیں اس کے علاوہ کسی اور چیز سے دلچسپی نہیں ہو سکتی۔“
”اس نے جھپٹ کر گڈی مجھ سے لی۔ اسے مخصوص انداز میں پھیلا کر دیکھا اور گہری گہری سانس لیتے ہوئے بولی: ”تم نے میرے زخموں کا علاج ہی نہیں کیا مگر نئی زندگی بھی دی ہے مجھے۔“ میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔
”یہ گڈی تم نے میرے لباس میں رکھی تھی؟“ میں نے پوچھا۔
”ہاں۔“ وہ سر کو جنبش دیتے ہوئے بولی۔
”کیا ہے یہ؟“ میں نے سوال کیا۔
”ایک بہت بڑے آدمی کی امانت۔ اتنی بڑی چیز کہ۔۔۔ اس کے لیے درجنوں فون کیسے جا سکتے ہیں؟“
”ایسی کیا بات ہے اس میں؟“

”تم کون ہو ملی! مجھے اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ؟ وہ بکثرت
نے میرے سر اور آٹا بنا انسان کیا ہے کہ میرا کون سا تہا
شکر گزار ہے۔ میں تمہیں اس احسان کا بدلہ دوں گی ملی! یقین کرو،
پورے غلوں سے یہ سب کچھ رہی ہوں۔“ اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔
”غالباً تاش نما کا درویشی یہ لکھی تم کسٹر کے حکام سے چھپانا
چاہتی تھیں؟“

”نہیں! ان لوگوں سے بھولنے بڑی دیدہ دلیری سے
مجھے ایڑ پورٹ سے اعزا کر لیا تھا اور اس کے بعد انھوں نے
میری یہ قدرت بتائی صرف اسی لکھی کے حصول کے لیے لیکن
... جو کچھ لکھی کی محنت، میں نے ان چاروں کو کتے کی موت مار دیا۔“
”قتل کرو یا تم نے انھیں!“ میں نے حسرت سے کہا۔

”ہاں، مجھ پر تھی۔“ وہ بے پروائی سے بولی۔ میں انھیں
قتل کر کے ہی فراہم ہوتی تھی یہ غم انھوں نے ہی لکھی ہیں اوتیں
میں نے نہیں تھے مجھے اور پاؤں کی یہ پھوٹ، بلندی سے کودنے کی وجہ
سے تھی۔“

”آپ کی صورت اتنی خطرناک!“
”تم میرا آپ کے کیوں پھر رہے تھے؟“
”بعض اوقات تہذیب... انسان نہ جانتے ہوئے بھی
وہ کرتا ہے جو اس کے لیے شدید نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ آپ یہ سیکھ
ایک سوال کا جواب دو۔“
”ہوں ضرور! کہو۔“
”ادب اور ڈی کا نمائندہ ہو؟“
”کون باور ڈو؟“

”تمہارے غلوں کی مدد ماننا چاہتا ہوں تہذیب، پرچہ دوست
تمہارے لیے خطرناک ہے تو تمہاری مرضی میں تمہیں مجبور نہیں
کروں گا۔“

”کون ادب اور ڈو؟“ اس نے پھر اپنا جملہ دہرایا۔
”اس میں سی آئی کے ایک یہودی افسر... میں نے اُسے
گھورتے ہوئے کہا اور تہذیب چونک پڑی۔ وہ چند لمحے خاموشی
سے مجھے دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔
”اس نے تمہارا کیا تعلق ہے؟“

”یہ سی سوال میں نے تم سے کیا ہے تہذیب۔“
”تمہارا خیال ہے کہ میں سی آئی کے لی کے رہن ہوں؟“
”بیز خیال ہے کہ تم ادب اور ڈی کا نمائندہ ہو اور اسی کی طرف
سے مجھ پر تہذیب کی لکھی ہو۔“
”سی آئی کے یا ادب اور ڈو سے تمہارا کوئی پیکر مل رہا ہے؟
کیا وہ لوگ تمہارے پیچھے ہیں؟“ وہ پھر وہ پہلے ایک بات سن لو ملی!

”تو میں سی آئی کے نمائندہ ہوں اور نہ ادب اور ڈو سے میرا کوئی
تعلق ہے۔ ہاں، میں اس شیطان یہودی سے واقف ضرور ہوں
بلکہ ٹانگا ٹیکائی میں ایک بار جہاز اس سے ساتھ پر چکا ہے اور اس
کی وجہ سے میں نے دوست نقصان پہنچا ہے۔ میں ذاتی طور پر
اس کی دشمن ہوں۔ عدلی قسم علی! مذہب کے رشتے سے میں تم سے
جھوٹ نہیں بول رہی اور تم میرے دشمن بھی ہو۔ یوں سمجھ لو کہ اگر
باور ڈو سے تمہاری کوئی دشمنی ہے تو میں اس کے خلاف تمہاری
بھرپور مدد کروں گی۔ تمہیں یقین کر لینا چاہیے میری بات پر۔“
”تب تم کون ہو؟“

”میں کس اس سوال پر تہذیب کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس
نے کہا: ایک بین الاقوامی تنظیم کی رکن ہوں جو ساری دنیا میں کام
کرتی ہے۔ تم نے گرین پول کا نام نہ سنا ہے؟“
”اتفاق سے نہیں۔“

”اینٹی مافیا تنظیم ہے۔ ہم لوگ مافیا کے راستے کاٹتے ہیں۔
اعلیٰ سطح پر کام کرتے ہیں۔ جہاں مافیا کے قدم ہوتے ہیں وہیں
ہم پہنچ جاتے ہیں۔ یہ چکر بھی ایسا ہی ہے۔ میں نے تمہیں اپنی جو
کافی سنا لی تھی، وہ جہجی علی۔ میں سیکرٹری مافیا کا شمار کرتی
تھی۔ گرین پول نے میری پوزیشن کی اور مجھے تربیت دی۔ اب میں کسی
کے لیے کام کرتی ہوں۔ موجودہ معاملہ بھی گرین پول کا ہی ہے۔ کارڈز
کی یہ لکھی ایک بہت بڑے آدمی سے تعلق رکھتی ہے اور میرے
پے سے بھرپور تھی۔ مجھے اطلاع مل چکی تھی کہ میں ایڑ پورٹ پر
ہمارے مخالف لوگ مجھ سے ملاش گئے کسٹر کے حکم کو دھوکا
دینا کوئی شکل کام تھا۔ اصل مسئلہ تو ان لوگوں کا تھا۔ شاید تم
اس بات پر یقین نہ کرو کہ گرین پول چاہتی تو وہ مجھ کا خاتمہ کرنے میں
کامیاب نہیں ہو سکتے تھے مگر میں نے صرف ان کا شبہ خود پر
سے بٹانے کے لیے انھیں کامیاب ہونے کا موقع دیا لیکن ایک
چوک ہو گئی تھی، میں یہ نہیں پوچھ سکتی تھی کہ میں کس میں تھا۔
قیام کماں ہو گا۔ مجھ کو بھی پتہ نہیں تھا چنانچہ ان لوگوں کی تحریک میں جا
کر مجھے اپنی شدید غلطی کا احساس ہوا اور میں اسی خوف سے
لڑتی رہی کہ اگر تم کہیں غائب ہو گئے اور مجھ سے نہ ملے تو کیا ہو گا۔
یہی وجہ تھی کہ میں ان سے رابطہ رکھی۔ ان کم بختوں کو میرے بارے
میں جو اطلاعات ملی تھیں وہ بھی انہی پرچے ہوئے تھے، چنانچہ
انھوں نے کارڈز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے
مجھ پر شدید دباؤ ڈالا اور جب صورت حال ناقابل برداشت ہو
گئی تو میں نے انھیں قتل کر دیے۔“

”میں خیر انداز میں تہذیب کی یہ گفتگو سن رہا تھا، یہ
حسین لڑکی اس قدر خطرناک ہوگی، اس کا تصور بھی نہیں کیا

جاسکتا تھا۔ یہ بھی سچ تھا کہ میں نے گرین پول کا نام اس سے پہلے نہیں
سنا تھا۔ اگر وہ سچ کہہ رہی ہے تو یہ تو سیکرٹری اتھارٹی پول خوش کن
بات تھی جو تصور اور خیالات میں سیکرٹری میں موجود تھے۔ یہ
لڑکی ان کے مسئلے میں میری بہترین معاون بن سکتی تھی۔ باقی ہمارے
ادب اور ڈو کا تو اس نے خود کو بھر سے پوشیدہ نہیں رکھا تھا بلکہ اس
خط کے ذریعے ان تمام باتوں کا اعتراف کر لیا تھا کہ تنظیم کو برکات
کرنے میں اس کا ہاتھ تھا اور اب وہ مجھے یہ سن لاکر اپنی مرضی کے
مطابق کام لینا چاہتا تھا۔ اگر مجھے یہ نہی موقع مل جاتا تو دوسری
طرف گرین پول سے میرا تعلق قائم ہو جائے تو میں سمجھتا تھا کہ یہ بیخبر
خوش قسمتی کی انتہا ہوگی۔ چنانچہ لڑکی کو اپنے بارے میں جسے میں
میں نے عار محسوس نہ کی۔ میرے ہاتھوں پر مگر اس وقت میں ہی تھی
”تہذیب! میں تمہاری شخصیت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔“
مجھے مسرت ہے کہ میں اتنا قیہ طور پر دوبارہ تم سے مل گیا اور
تمہارے کام آیا۔“ میں نے آہستہ سے کہا۔

”مگر علی! میرا سوال تشدد کیا۔ ادب اور ڈو سے تمہاری
پہچان مل رہا ہے؟ دیکھو میں نے تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ
بتا دیا، یہ میرے کا اعتماد کی نشانی ہے، تم بھی اپنے آپ کو مجھ سے
دست چھڑاؤ اور اطمینان رکھو تمہیں میری ذات سے کوئی نقصان
نہیں پہنچے گا۔“

”نہیں تہذیب! میں خود کو تم سے چھپانا نہیں چاہتا۔ میری
کمانی بلکہ میری مختصر کمانی لیں سمجھ لو کہ میں سان فرانسسکو میں رہا
یہ یورپی میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ تالون کا طالب علم تھا۔ ایک
موتیے پر ایمرین ہاں نامی جگہ پر جانکا۔ جہاں یہودی آباد پر لاف و
گوائے میں صرف تھے مافیا کے عروں کے خلاف تھی اور اسی
میں انھوں نے مذہب کو بھی شامل کر لیا تھا جیسا کہ تمہیں پتہ
چلتا ہو، پاکستانی باشندہ ہوں، برائوں کی دلدل میں چھپنا ہوا
ایک گنگر شخص، لیکن مذہب کے بارے میں اچھی سیدھی باتیں
برداشت نہ کر سکا اور وہیں کھڑے ہو کر حقارتی رہی ایک تقریر
کر ڈال جسے سن کر یہودی لابی میں جھلجھلی مچ گئی اور بے شمار افراد میرے
دشمن بن گئے۔ نتیجہ تعلیم ادھوری چھوڑنا پڑی اور قتل و غارتگری کی
دنیا میں ان ترائی۔ یہ شخص ادب اور ڈو یہودی ہونے کے ناطے خصوصاً
میں سے کچھ لگا اور میں اسے جوتے کر رہا ہوں سے نکل آیا۔“

”اور اس کے بعد تم تنظیم آزادی فلسطین میں شامل ہو گئے؟“
”ہاں۔“ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہمو کی۔
”علی بارغان! تم دی ہونا جس نے ملان ڈانس کو کے
بڑے ایک نقشہ ترتیب دیا تھا اور اس میں دکھایا گیا تھا کہ
فلسطین آزاد ہے اور اسرائیل خون میں ڈوبا ہوا ہے؟“ تہذیب

نے کہا اور میں مسکرائے لگا۔
”ہاں تہذیب، میں وہی علی بارغان ہوں۔“
”تم کیا سمجھتے ہو تمہارا یہ کارنامہ دنیا کی لگا ہوں سے پوشیدہ
ہے؟ ہاں ملی بارغان، نام سے میں تمہیں بے شک جانتی تھی
بلکہ جس علاقے سے اس وقت میرا واسطہ ہے، وہ تمہارے اس
کارنامے سے بے حد متاثر نظر آتا تھا اور کسی نے یہ تجویز بھی پیش
کی تھی کہ تمہیں تلاش کر کے تمہاری مدد کی جائے۔ یقین کرو ملی بار
غان، اس وقت میں تمہارے بارے میں جان کر رہے تھے کہ مسرور
ہوئی ہوں تم تنظیم آزادی فلسطین کے رکن ہو لیکن ہم تمہیں اس
سے پہلے سے جانتے ہیں، ہم تمہارے بارے میں بہت کچھ سمجھ گچھ
کرتے ہیں۔“

تہذیب کے اس انکشاف سے مجھے بعد خوشی ہوئی تھی،
پھر تہذیب نے پوچھا۔

”لیکن ادب اور ڈو اسی وقت سے تمہارے پیچھے ہے تو
تنظیم اس مسئلے میں تمہارے ساتھ کیوں نہیں۔ میرا مقصد ہے کہ
تم ان کے ساتھ مل کر کام کروں نہیں کر رہے؟“
”بسی کافی ہے تہذیب۔ یوں سمجھ لو ادب اور ڈو میری زندگی
کو اپنے وقار کا سوال بنا چکا ہے۔ میرے تفصیلی حالات تمہارے
علم میں نہیں ہیں۔ گریوائی کا نام تمہاں ہو گا تم نے؟“

”ہاں کیوں نہیں سامین کا وہ وقت تک قید خانہ میں
میں ساری دنیا کے مجرم رکھے جاتے ہیں۔“ تہذیب نے جواب دیا۔
”ہاں! سی کی بات کر رہا تھا میں۔ میں نے ایک معلوم عرصہ
باور ڈو کی وجہ سے اسی قید خانے میں گزارا ہے پھر میں وہاں سے
فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔“

”علی! میں تمہیں کافی پلنگی گی۔ یقین کرو اب میں خود کو
کافی بہتر محسوس کر رہی ہوں۔ عدلی قسم علی! بی خوش ہو گیا ہے۔
کیا شاندار آدمی ملا ہے۔ میں میں ابھی آئی۔“ تہذیب نے ما۔ اور
میں سے کہنے کے باوجود وہ حکمرانے ہوئے باہر نکل گئی۔
خوشی مجھے بھی تھی لیکن دل میں ایک دوسرہ بھی تھا۔
اگر یہ بھی باور ڈو کی کا کوئی حسین دھوکا ہوا تو۔۔۔

”وہ کافی بنا لائی اور بڑے احترام سے مجھے پیش کر کے خود
بھی ایک پیالی لے کر بیٹھ گئی۔“ تم گروانو کے معذور ہو گیا۔
بات ہے! اچھا پھر کیا ہوا؟“ اس نے کہا اور اس نے
بعد میں نے اُسے بغیر کمانی بھی سنا دی۔ سب کچھ بتا دیا۔
اس خط کے بارے میں بھی مجھے طے ہے میں سفر کے...
ظاہر تھا۔
”وہ میرے خدا! واقعی اس وقت سو گئی تھی۔“

نہ سوئی ہوئی تو شاید اس شخص کو دیکھ سکتی تھی۔
 "میں بھی کوئی اندازہ نہیں لگا سکا مجھے اس کی امید نہیں تھی۔
 "تم مجھے باور ڈالو کہ تمہارے ہاتھ پر ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔
 "ہاں" میرے ذہن میں یہ خیال تھا۔ "میں نے صاف دل سے اعتراف کیا۔"
 "اب بھی ہے علی؟"
 "کسی حد تک۔"

نگال دو ذہن سے یہ خیال۔ باور ڈالنے تھیں پیرس۔
 دیا ہے یہاں وہ تھیں کسی حال میں پھنسانا چاہت ہے لیکن علی! اطمینان رکھو، وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ میں تھیں گرین پول میں شمولیت کی پیش کش کرتی ہوں۔ حالانکہ علی... گرین پول میں شامل ہونے کے لیے میں شرط پوری کرنا ہوتی ہیں، میں مراحل سے گزرتا ہوتا ہوں لیکن میں تھیں براہ راست اس ادارے کی رکنیت دلا سکتی ہوں۔ لیکن ایک قدم میں شامل ہونا پسند کرو گے؟
 وہ کم از کم اتنی جلدی تو فیصلہ نہ کرو تمہاری، ایک آدھ مہینے میں تو آزاد ہو۔"

"آزاد ملے گی۔ تم پہلے یہ بتاؤ ہمارے ساتھ شامل ہونا پسند کرو گے؟"

"تمہاری اس وقت میں ایک کچی پٹنگ کی مانند ہوں۔ جب تک زندگی ہے، باور ڈالنے کا شکر ہوں گا۔ تنظیم کی پوزیشن میری نگاہوں میں صاف ہوگئی ہے لیکن اب اس میں واپس میرے سسر بے ممکن نہیں۔ ہاں، یہ میرا عہد ہے کہ میں اس کے مفادات کے لیے چل رہی ہوں۔ لا ضرر کام کروں گا۔"

"تمہاری اس کوشش میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی بلکہ تھیں گرین پول کی طرف سے مدد بھی ملے گی۔ گرین پول میں مجھے تھری کی حیثیت حاصل ہے۔ گرین پول میں کوئی اکائی نہیں ہے۔ یعنی کوئی "ون" یا سربراہ نہیں ہے۔ بس حالات کو سنبھالنے والے "ٹو" ہوتے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں رہتے ہیں۔ یہ ٹوٹرین ہوتے ہیں اور تھری عمل پیرا دنیا میں ایک لاکھ بارہ ہزار تھری ہیں۔ ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ یہیں کام کے لوگوں کو خود میں شامل کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور عوامی تمام امور معاملات ہم ہی طویل کرتے ہیں۔ اس کیس میں مجھے اولیت حاصل ہے۔ اس سلسلے میں میں تھیں ایک مشورہ دے سکتی ہوں۔"

"کیا؟"
 "پیرس میں باور ڈالو تھیں خود لایا ہے تو اس نے تم پر نگاہ بھی رکھی ہوگی۔"

"امکانات تو ایسی بات کے ہیں۔"
 "کیا بیان تک تمہارا تقاب کی کیا ہوگا؟"
 "نہیں۔ میں نے ایک آپ کر کے انہیں جکڑ دیا ہے۔"
 "میسر ہنٹن پر اپنا جاک مسکا ہٹ پھیل گئی۔"
 "بالہ بشریکہ میں باور ڈال کی نمائندہ نہ ہوں۔ تمہاری نے ایک نظریہ مسکا ہٹ سے کیا۔"
 "مجھے صاف کر دینا تمہاری۔ میں نے کیا۔"

"نہیں۔ یہ تمہارے حقائق ہونے کی دلیل ہے۔ تمام اہل علم ایک لمحے میں متاثر نہیں ہوتے۔ ایسا ہونا چاہیے۔ ہر نئی وقت اس کی تصدیق یا تردید کرے گا۔ میں سمجھتی ہوں اگر تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤ تو باور ڈال کو اس مقابلے میں مراد آئے گا۔ وہ میری ساری خود اعتمادی بھول جائے گا۔ ایسا حق لوگ اسی طرح مار کھاتے ہیں۔ اس نے تھیں اس لیے آزاد چھوڑ دیا ہے کہ اب تم تنہا ہو جاؤ۔ اس کا خیال ہے کہ وہ تھیں کہیں سے برآمد کرنے کا۔ اس کی یہ خود اعتمادی اس کے منہ پر جو تان بن جائے گی۔ تم ایک نئی شکل اختیار کر جاؤ گے۔"

"میں خود بھی یہی چاہتا تھا تمہاری۔ اگر تقدیر واقعی مجھ پر مہربان ہے تو تمہاری ہے۔ میں تم پر اعتبار کرتا ہوں۔"
 "گویا میری بات تھیں منظور ہے؟" وہ مسرور ہو کر بولی۔
 "اب غلوں میں سے۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔
 "کوئی ہوگی میں تم سے تمہارا۔"
 "دو ہفتوں میں نکلے ہیں۔"

"لطف بھیجو سب پر۔ ہر چیز تمہارا ہو جائے گی۔ اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ڈپٹ ہونے میں دو تین دن لگیں گے۔ میرے پاس ایک ہفتے کا وقت ہے۔ اس کے بعد ہم کام شروع کریں گے۔"

"ایک ہفتے کا وقت کس سلسلے میں ہے؟"
 "ایک بہت بڑی شخصیت نے گرین پول سے سودا کیا ہے۔ ہمیں اس کے لیے کام کرنا ہے۔ ایک ہفتے کے بعد وہ شخصیت یہاں پیرس میں مجھ سے ملاقات کرے گی اور ہمیں ہمارا کام سونپ دیا جائے گا۔"

"یہ کارڈز... تمہیں نے سوال کیا۔"
 "یہ اسی کے لیے حاصل کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک منصوبہ چھپا ہوا ہے جو اس شخصیت کے خلاف بنایا گیا ہے۔ میں اسی سازش کے خلاف کام کرنا ہے۔"
 "میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں۔ تمہاری۔"
 "اور میں تم پر علی۔ علی اسے میں وہ بڑے سسر کہتے تھے۔"

اور کسی کو معلوم نہیں تھا۔ تمہاری ہنس بڑی۔
 "بڑی تم ہو تمہاری۔ میں تو اس وقت ایک بے حیثیت انسان ہوں۔ میں نے کیا۔"
 "ہاں اسی بے حیثیت انسان نے اس وقت گرین پول کی تھری کی عزت بچائی ہے۔ اگر یہ کارڈز مجھے نہ ملنے اور تم ذہانت سے کام لے کر انہیں محفوظ رکھتے تو یقین کر دو علی مجھے منہ چھپا کر یہاں سے جانا پڑتا اور گرین پول کی کارکردگی پر ایک بدنامی داغ لگ جاتا۔ اور پھر تم نے واقعی طور پر بھی مجھ پر احسان کیا ہے۔"
 "یہ فیٹ...؟" میں نے سوال کیا۔

"میرا ہی ہے۔"
 "کیا پیرس میں تمہاری مستقل رہائش ہے؟"
 "ہاں۔ عمر کا بیشتر حصہ یہاں گزارا ہے لیکن اب بھی بہت سے ملکوں کی شہریت ہے۔ میرے پاس۔"
 "گوا۔" میں نے تھیں آئینہ انداز میں کہا۔
 "کیا خیال ہے آرام کیا جائے؟"
 "ہاں۔ میں تھیں زیادہ تکلیف نہیں دے سکتا۔ پاؤں کی تکلیف لگایا گیا ہے؟"

"تمہاری بہتر ہو چکی ہے۔ میرے ایک آدھ دن ضرور لگ جائے گا۔ تمہارا بیڈروم دوسری طرف ہے۔ دروازہ بند کرنا اور لباس باغیچہ میں لٹا کر رکھ دینا۔ وہاں چادر مل جائے گی تھیں۔ سمجھ گئے نا۔"

"ہاں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہم دونوں باہر نکل آئے۔ میں نے تمہاری کو ایک بیڈروم میں چھوڑا اور خود دوسرے کمرے میں آگیا۔ خوب صورت اور آرام دہ بیڈروم تھا۔ جوتے اتارے اور بستر پر لیٹ کر سو گیا۔ فوری طور پر غنڈے آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ واقعات اتنے تیز آمد قتل کو چلا گئے تھے کہ دماغ ان سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ تمہاری کو کیا بھولوں؟ کیا اس نے جو مجھ کو کہا ہے وہ حقیقی پر مبنی ہے؟ کیا واقعی وہ باور ڈال کی نمائندہ نہیں ہے؟ اگر وہ حقیقی ہے تو یہ میری تقدیر کی ایک سنہری کوٹ ہے۔ لطف آجائے گا اور اگر دروازہ نہ ملے تو کوئی لمبا جھل بھلایا ہے تو۔"

"تین بجے تک جاگتا رہا اور پھر نیند آگئی۔ صبح کو نو بجے جاگا تھا۔ فوج مسلحانہ میں جا کر غسل کیا اور باہر نکلا۔ تمہاری پر نگاہ پڑی۔ حضور! ناشتا تیار ہے۔"
 "تم نے کیوں تکلیف کی تمہاری؟"
 "کیا مطلب؟" وہ آنکھیں پٹ پٹا کر بولی۔
 "ضرورت پڑنے پر میں یہ کام بھی کر لیتا ہوں۔"

"اُدھ تو پھر شریف مردوں کی طرح دوپہر کا کھانا بیکار کیا۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔ میں عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ "آؤ بیٹھی، میں تم کو کچھ دیکھانے نہیں کر سکتی، چلو ناشتا کریں۔" میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ دفعتاً میں نے چومک کر کہا۔ "اسے تمہاری! میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا تمہاری کیسے آنکھیں؟"
 "میں یہ بدتمیزی ہوئی لیکن یہ جاننے کے بعد کہ تم باہر دروازہ بند کر رہے ہو۔"

"مطلب یہ... مطلب یہ...؟"
 "حضور! دروازے کھول لیں کھول تو اپنا شیشہ اور پھر اس غلیظ کا تو سامہ لی۔ ذرا مختلف ہے۔ دروازے پر پڑے ہو کر گویا کھل جاسم۔ تم تو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس نے فگننگ سے کہا۔ اس کی ہنسی نے واقعی مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ اتنی دلکش ہنسی تھی کہ انسان گم ہو کر رہ جاتے۔ ہنسی کی اس دلکشی سے شاید وہ خود بھی واقف تھی، درجہ احتیاط سے اسے خرید کر تھی، ہر حال میں وہ دنوں کا رنگ روک کی طرف چل پڑے۔"

ناشتے کی میز پر ابھی خاصی چیزیں موجود تھیں۔ میں نے شکایتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ تم از کم اس وقت تو تھیں یہ تکلف نہیں کرنا چاہیے تھا۔
 "اس وقت سے آپ کی کیا مزہ ہے؟" وہ حیرت منی ہو کر بولی۔

"بھئی تمہارے پاؤں کی تکلیف کا کیا حال ہے؟"
 "بھول گئی ہوں۔ ابچو نا میں رہا اور میری میری عادت ہے۔"
 "ظاہر ہے، معمولی شخصیت تو نہیں ہے تمہاری۔"
 "لیکن تمہاری آنکھیں یہ بتا رہی ہیں کہ ہم ابھی تک اعتماد نہیں حاصل کر سکے۔ تمہاری نے کہا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"
 "جانتے رہے ہو رات کو دیر تک یقیناً سوچتے رہے ہو گے۔ اور اس سوچ میں یہ سوچ بھی ضرور شامل رہی ہوگی کہ کہیں اٹیو باور ڈال نے میری شکل میں کوئی بلا تو کھائے اور پر مسلط نہیں کر دی اور میں تھیں دھوکا تو نہیں دے رہی۔"

کلی کیال

مکتبہ نفسیات

پوسٹ نمبر ۵۵۴ کراچی

"تہذیب! اس موضوع کو نہ چھیڑو۔"
"چلیے صاحب، نہیں چھیڑتے، جانے کی کوشش نہ کریں
ہمارے پاس سے۔ اگر حالات بہت ہی زیادہ خراب ہو جائیں۔۔۔
تو ایک آدھ گولی وغیرہ چلا دیں، پھر ختم ہو جائے گا۔" اس نے کہا
اور گردن جھکا کر نشہ میں مصروف ہو گیا۔ پھر کچھ اس نے مجھے اپنے
باسے میں بتایا تھا وہ اگر بھیجے تھا تو اس کی شخصیت معمولی نہیں
تھی لیکن ایک اہم ترین شخصیت کی مالک اس کی اتنی معمولی سی

گتھی تھی کہ اس پر خواہ مخواہ شہ ماہوں سے لگتا تھا۔
نشہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔
"اب یہ دو تین دن تو کھیلنا مارتے ہوئے ہی گزریں گے۔"
انس نے کہا۔

"ایک بات بتاؤ تہذیب؟"
"ہاں بوجھو۔"
"گرین پول کے دوسرے رکن یہاں پیرس میں موجود نہیں ہیں۔"
"ان کی تعداد سو سے اوپر ہی ہوگی۔ کیوں؟" تہذیب نے
سوال کیا۔

"میرا مطلب ہے کہ تم نے ان سے رابطہ کیوں قائم نہیں کیا؟"
"ابھی اس کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اگر کوئی ضرورت ہوئی
تو انہیں طلب کیا جاسکتا ہے۔"
"ان لوگوں کو تحاری آمد کی اطلاع نہیں تھی۔ مطلب یہ کہ
تم ان پورٹ برائن کی مدد حاصل کر سکتی تھیں۔"

"نہیں علی! اہم انہیں صرف اہم ضرورتوں پر استعقل کہتے ہیں
اور پھر تقریاً منظم آ رہے ہیں خود کو ان پر نظر نہیں کر سکتی۔"
"اگر یہاں کسی کو طلب کرنا ہو تو؟"
"اس کے لیے چند لوگ مخصوص ہیں جو یہاں اس جگہ تک
آ سکتے ہیں۔"

"بڑا پیچیدہ نظام ہے۔"
"ہاں ہے تو! اس نے سکواتے ہوئے کہا۔ پھر بولی: "ابھی
یہاں ایک لڑکی آئے گی، بازار کھل جانے کے بعد۔ میں نے تمہارے
لیے کچھ چیزیں منگوائی ہیں۔"
"اوہ۔۔۔ وہ کیا؟"
"نیاس وغیرہ۔"
"میرا سائز۔۔۔؟" میں نے کہا۔

"جاری نگاہ میں تھا۔" تہذیب بولی۔ اور میں نے صوفے سے
ٹپک کر انہیں بند کر دیں۔
سارے بارہ بجے دن کو فیڈ کی بیل بجی اور میں نے جا کر

دروازہ کھول دیا۔ دھیلے بدن کی ایک خشک سی شکل والی لڑکی
نے چند پیکٹس میرے راتھ میں تھما دیں اور کچھ کسے بغیر واپس مر گئی۔
میں بھی دروازہ بند کر کے واپس آ گیا۔ غور کرنے پر بہت سی باتیں
ذہن میں اچھا آ رہی تھیں لیکن ان کا حل ابھی منہ خشک تھا۔
کچھ وقت گزرنے کے بعد ہی موٹریں صبح میں آ سکتی تھیں۔

میں نے وہ پیکٹس تہذیب کے سامنے لا کر رکھ دیے۔
"میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے جناب! اسب آپ کے لیے ہے۔"
"یہاں پیرس میں اتنی عمدہ آدھوں کر قحب ہوتا ہے۔"
"میں دنیا کی تیرہ زبانیں جانتی ہوں۔ اس کے علاوہ ایک
بیلٹ تھوڑا ڈان ہوں۔ ان چار خطرناک آدمیوں کو میں نے صرف
ہاتھوں سے ختم کیا تھا۔"

"حسین خانہ! اردو زبان کی شاعری تم پر سوغندی صادق
آتی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ہم دونوں گنگو کرتے رہے۔ وہ جو
سے گروائز کے باسے میں تفصیلات معلوم کرتی رہی تھی۔ اور پھر
اس نے اپنی مہمت کے باسے میں تفصیلات بتائیں۔ بڑا عمدہ
وقت گزر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس پر میرا اعتماد قائم ہوتا جا رہا تھا۔
یہ پانچواں دن تھا۔ اس کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو گیا تھا
اور اب وہ مسلسل ورزش کر کے خود کو فٹ کر رہی تھی۔ عام حالات
میں بالکل عام لڑکی تھی اس کے باسے میں جتنا خوراک اتنی
ہی جتنے بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی میں محسوس کر
رہا تھا کہ یہ لڑکی میرے ذہن میں ایک مقام حاصل کرتی جا رہی ہے۔
دوپہر کو دو بجے کے قریب بیل بجی اور وہ چونک پڑی پھر
اس نے خود جا کر دروازہ کھولا۔ اور چند منٹ کے بعد واپس آ گئی۔
وہ اب سنجیدہ تھی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ
بولی: "علی! کام کا وقت آ گیا ہے۔ وہ شخصیت یہاں پہنچ گئی ہے
جس کا مجھے انتظار تھا۔ تم تیار ہو؟"

"سوغندی۔" میں نے مستندی سے کہا۔
"آج رات کو ہم اس سے ملاقات کوہے ہیں؟" وہ بولی۔ میں
نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔
"تم میرے ساتھ ہو گے علی۔ دو چیزیں کسی کو مرعوب کرنے کے
لیے ضروری ہوتی ہیں۔ کھلی آنکھیں اور کھلا ہاتھ۔ مجھے تم پر اعتماد ہے
آؤ میں اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے دوں۔"

پہلی بار میں نے وہ ٹرانسٹو دیکھی۔ اس پر تہذیب ایذا دیوں
کو ہدایات دے رہی تھی۔ یہ ہدایات فرخ تہاں میں تھیں جسے میں گھٹا
تھا۔ اس نے کچھ مخصوص علاقوں پر ان لوگوں کو قیادت کیا تھا اور
ہدایت کی تھی کہ وہاں سے گزرنے والی چیونٹی پر بھی نگاہ رکھی جائے

بات گول مول تھی۔ پوری تفصیل مجھے نہیں معلوم تھی لیکن میں
نے تہذیب کو اس کیلئے مجبور نہیں کیا تھا اور اتنا دیکھا کہ اگر وہ غلط
ہی سمجھتا ہے تو تھیک ہے لیکن نہ جانے کیوں تہذیب نے بھی
یہ جرات نہیں لی تھی۔

بہت زیادہ احتیاط یعنی اوقات بہت بڑی محنت بن
جاتی ہے۔ ہم چند کمزور بن کر گلیوں میں یہ اس سے جو بڑھتا کہ ممکن
ہے تہذیب بھی باور ڈال کر چلی ہو لیکن فی الحال اس کی کوئی
کسوٹی نہیں تھی۔ یہ بات یقینی تھی کہ تہذیب میری ہی ہم مذہب تھی
اور کم از کم اس نے اس مسئلے میں جھوٹ نہیں بولا تھا۔ گرین پول
کے باسے میں اس سے قبل کچھ نہیں سننا تھا لیکن میں ان حالات
میں بہت زیادہ معلومات بھی تو نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ بہتر یہی
تھا کہ خود کو حالات کے دھانچے پر چھوڑ دیا جائے۔ تنظیم۔ کھیلے
دل میں جو خندا تھا، دور ہو چکا تھا۔ کم از کم بعد میں جو کچھ ہوا اور
جس نے دل کو بہت دکھ دینا یا اس کے باسے میں بات صاف
ہوئی کہ وہ تنظیم کی طرف سے نہیں تھا۔ اس سے قبل کے خطرات کا حال
بھی یاد رکھ کر وہ تھے اور تنظیم کے افراد بھی ذرا نہیں تو نہیں
تھے کہ ان کھلے معاملات کے باوجود میری طرف سے بدظن نہ ہو سکتا
اور پھر اتنی بڑی رقم میرے مسکراؤ و شٹ میں موجود تھی جس کے حصول
کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ان حالات کی روشنی میں کوئی بھی عدالت
مجھے مجرم قرار دیتی۔ بس دل کو ایک احساس اب بھی تھا، وہ

یہ کہ انہیں مزید تحقیقات کرنا چاہیے تھی۔ میں نے اپنا مستقبل ایک
کیا تھا اس مقصد کے لیے جو کہ یہ تھا اس کا کوئی معاوضہ نہیں چاہا
تھا۔ اس طرح میرا تھا کہ مجھے فوری مجرم قرار نہ دیا جائے۔ آخر
بعد میں بھی ان لوگوں نے میری ہنگامی کے باسے میں سوچا تھا۔
تنظیم میں دوبارہ نشان ہونے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مرنوی
بھی میں تھا۔ جو فیصلہ کیا تھا اس پر اہل تھا۔ یعنی تنظیم کے معاملات
کے لیے جو کچھ بھی سامنے آئے کر ڈالا جائے۔ کچھ سوچے سمجھے بغیر

تہذیب ضروری کارروائیوں میں مصروف رہی تھی۔ اور
میں نے اسے تنہا چھوڑ دیا تھا۔ زیادہ گویہ رہنا بھی مناسب
نہیں تھا۔ لیکن بے تحاشہ لگ جائے۔ لیکن ہے اویو اور ڈو کی یہ
بال عام بنانے کے مسئلے میں گرین پول معاون ثابت ہو۔ کم
از کم یہ کام تو ہو جائے گا۔ بشرطیکہ تہذیب باور ڈال نہ سکے نہ ہو۔
وہ خود ہی مجھے تلاش کر رہی تھی آئی تھی۔ علی! یہاں
مجھے کیا کہہ رہے ہو؟

"کچھ نہیں تہذیب۔"
"کچھ سوچ رہے ہو؟"
"انکار نہیں کروں گا۔ ہر تھا آدمی کچھ نہ کچھ ضرور سوچتا ہے۔"

"کیا سوچ رہے تھے محترم؟" وہ میرے سامنے بیٹھ کر بولی۔
"اعتقاد باتیں۔"
"شو؟"

"محافض دو سروں کو تباہی تو نہیں جاتیں۔ اور پھر ایسی شکل
میں جب انسان خود ہی انہیں محافض تسلیم کرتا ہو۔"
"کبھی لوجہ ہے۔ بغیر کوئی خاص بات ہے۔"
"تم نارنج ہو گئیں آج کے پروگرام کے اختتام سے؟"
"ہاں تقریباً۔"
"کس وقت جانا ہوگا؟"

"گیارہ بجے۔ پوسٹے گیارہ بجے گھر سے نکلیں گے۔ فائن پروگرام
دس بجے ملے گا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پوچھا اور تہذیب مسکرا دی۔
"بتاؤ کیا سوچ رہے تھے؟" اس نے بدستور مسکراتے
ہوئے کہا اور میں سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے
آنکھیں بند کیں اور اسی طرح مسکراتے ہوئے بولی: "دو باتیں۔ نمبر
ایک۔ یہ خیال ضرور تھا اسے ذہن میں ہو گا کہ میں نے صرف اپنے
طور پر تھیں گرین پول میں شامل کر لیا اور ملتے اہم مشن میں اطمینان
سے تھیں شریک کر لیا۔ اس کی وجہ یہ کیوں علی! سچ بتانا یہ خیال
ہے تھا اسے ذہن میں؟"

"ہاں ہے۔"
"بیٹے روبرو دوسری بات۔ یہ بھی سوچ رہے ہو گے کوئی
نے تھیں صرف ایک نمبر سے کی حیثیت دی ہے ورنہ تھیں اس
شخصیت کے باسے میں ضرورتاً ہی جس سے ہماری ملاقات
ہو رہی ہے۔"

"ہاں۔ اس باسے میں بھی سوچا ہے میں نے؟" میں نے
جواب دیا۔
تہذیب کے ہنٹوں پر بدستور مسکراہٹ کھل رہی تھی۔ اس کی
آنکھوں میں ایک حسین چمک تھی اور یہ محسوس نہیں ہو جاتا تھا
کہ وہ میرے مسئلے میں کسی الجھن کا شکار ہے میں مسلسل اس کی
آنکھوں میں دیکھ جا رہا تھا اور یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ وہ کس
حد تک مجھ سے قریب کر رہی ہے لیکن ایسا کوئی احساس مجھے
نہیں ہوسکا۔

وہ چند لمحات سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔
"تمہارے دونوں سوال بلاشبہ فخری ہیں کوئی بھی شخص یہ
باتیں سوچ سکتا ہے خاص طور سے میں نے ایک بہت بڑی
تنظیم کا ذکر کیا ہے ایسی تنظیموں میں لوگوں کو سالہا سال بکنے کے
بعد شامل کیا جاتا ہے اور اس بات کا یقین کر لیا جاتا ہے کہ

کوئی شخص اتنی بڑی تنظیم جس شہریت کے قابل ہے بھی یا نہیں۔ لیکن ڈیرہ تھا جسے دونوں سوالوں کا جواب دینا پڑا فرض ہے۔ علی بارخان میں نے تھیں اس نقشے کا حوالہ دیا تھا جو تم نے سان فرانسسکو میں ترتیب دیا تھا اور اس کے بعد امریکی پورس کی لگا ہوں سے بچ کر امریکا سے باہر نکل آئے تھے۔ فاقی طود پر اگر کسی بھی وقت تنظیم نے تھا جسے سلسلے میں جواب طلب کیا تو میں بڑے اعتقاد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتی ہوں کہ میں نے جس شخص کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے وہ مکمل طور پر قابل اعتماد ہے اور اس پر پورا پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے اور پھر جیسا کہ میں نے تھیں بتایا کہ اس تنظیم کی تفصیل علم قسم کی تنظیموں سے مراد ہے کہ وہی ہے اس میں کوئی بھی ہون، "نہیں ہے" تو ہے "تھری" ہے اور اس کے بعد دوسرا اضافہ ہے۔ تھری کو یہ حقوق حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر اپنے مددگاروں کا انتخاب کرے عارضی یا مستقل۔ سو میں نے اپنا یہ حق استعمال کیا ہے اور رکھا ہے سلسلے میں غالب محل طور پر میں ہی جواب وہ ہوں۔ کیا تھیں اس بات سے کوئی اطمینان ہوا؟

"ہاں، تمہارے میں نے اس بات کو اسے گھر سے انداز میں نہیں سوچا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"ابہ رہی دوسری بات یعنی اس شخصیت کے بارے میں تو یہ بات بھی تنظیم کے قریب اصولوں میں شامل ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنا اپنا کام کرتا ہے مثلاً رابطہ ڈیپارٹمنٹ نے اس کام کو وصول کر کے سب ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیا۔ سب ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں گرین پول کی طرف سے کاروباری گفتگو کی اور اس کے بعد یہ کیس پریکٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں پہنچ گیا جیسا کہ میں تھیں بتا چکی ہوں کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے لیے تو اور تھری موجود ہیں۔ پریکٹیکل ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کی اور اس کے بعد یہ کیس ایکشن ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ میں ایکشن ڈیپارٹمنٹ کی تھری ہوں۔ ایکشن ڈیپارٹمنٹ نے یہ کام میرے سپرد کر دیا لیکن مجھے یہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہم وقت سے پہلے پوری تفصیل جان لیں۔

تاش کی یہ کہ تھی مجھے اسی پر مبنی شخصیت کے حوالے کرنی ہے اس میں قابل وہ منصوبہ موجود ہے جو اس کام کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ اس شخصیت کو پیش کر کے اس سے منظور کر لیا جائے گا اور اگر وہ اس کی منظوری دے دے گی تو ہم اس پر عمل کریں گے جو شخصیت ہی ہیں یہ بتائے گی کہ اس نے یہ منصوبہ منظور کیا یا نہیں اور اس کے بعد وہ ہیں اپنے کام کی تفصیلات بتائے گی کہ چھپ بات یہ ہے ڈیرہ علی کہ مجھے اس شخصیت کے

ہائے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔ ایک جگہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس جگہ پر پہنچنے کے بعد مکمل حالات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ شاید تم اس تمام یہ کام کی افادیت پر غور کر سکتے ہو۔ اگر میں کسی کے ہاتھ پر مافی یا فرض کرو تاش کی گڈی تم کہہ نہیں پہنچتی اور کسی اور کو مل جاتی تو نہ تو میں اس کے ہائے میں جاتی تھی نہ کوئی اور۔ وہ لوگ بھی اس سے کوئی بڑا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے تھے یہ دوسری بات ہے کہ تھری بہت کوشش کرنے کے بعد وہ ماہرین سے تاش کی گڈی کا منصوبہ حاصل کر لیتے ہیں کہ ہاں کی ہاں کی ہاں ہی کاٹ دی جاتی تو بھی میں اس منصوبہ سے ان لوگوں کو آگاہ نہیں کر سکتی تھی گویا منصوبہ محفوظ تھا۔

"گڈ۔ وری گڈ۔ میری تسلی تو ہوئی لیکن ایک آدھ سوال اور ذہن میں آگیا ہے۔"

"ہاں، پوچھو، اسی وقت ہے مجھے پاس۔"

"وہ شخصیت تاش کے اس پیغام کو کیسے چھڑے گی۔"

"اسے اس سلسلے میں مزید تاش دیا گیا ہے تمہارے جواب دیا اور میں مسکرا اٹھا۔

"واقعی۔ یہ دونوں باتیں ہی میرے ذہن میں پیچھے رہی تھیں تمہارے۔ اب تم مطلقاً ہر کوئی تمہاری طرف سے ہر طرح کا بھروسہ کر چکا ہوں اور اس سلسلے میں مزید کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔"

"گڈ۔ وری گڈ۔ علی ہم دونوں مل کر کام کریں گے اس کیس سے ہمیں بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ اب تم سب سے بڑھ کر مجھ پر یقین کرو۔ نقصان نہیں پہنچاؤں گی تھیں کی بھی قیمت پر۔ کوئی اور ثبوت نہیں ہے میرے پاس اپنی سچائی کا اس جو کچھ کہہ رہی ہوں اس پر یقین کرو۔"

"تمہارے۔ یقین کرو آج کے بعد سے میں مکمل طور پر تم پر بھروسہ کر رہا ہوں۔" یہ بات میں نے سنے دل اور غصے کے ساتھ کہی تھی اور تمہارے کہ بھی میری اس بات کا یقین آگیا تھا۔ وقت مقررہ پر تمہارے مکمل تیار ہوں کے بعد ایک کار میں بیٹھ کر چل پڑی۔ پھر دو تین سڑکیوں سے گزرتے ہوئے ہم کینے فرانوہا کے پاس پہنچ گئے۔ فرانوہا ایک خوب صورت اوپن ایر ڈیپارٹمنٹ تھا جو ایک چھوٹی سی عین کے کمانڈر بنایا گیا تھا اور اپنے منصوبہ پر کارروائی کے لیے یہ منصوبہ تھا۔ اس وقت بھی اس کے طویل دوسرے بلان پر تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ درمیان میں پہنچتے تھے نما سینگ پر نیچے درکار ایک طاقتور ڈیف رقص تھا۔ اگر کڑا حسین موسیقی بھج رہا تھا۔

جن لوگوں کو نشستوں پر جگہ نہیں مل سکی تھی۔

نڈی رنگاں کے لیے ایک نامہ گویہ کی خوں رنگ سرگشت

بامبر زماں خاں کی آپ بیٹی، جگ بیٹی

اُس جوان رعنا سے زندگی کا روئے مختلف تھا

اُن کے لیے جن کے سینے دھواں دیتے ہیں

آئسوؤں، آہوں، امنگوں اور حوصلوں کی داستان

حیرت اٹھ حیرت انگیز و ناقابل فراموش

بازی گری

دل نگاروں کے لیے

سب رنگ کا قبول سدا

قیمت فی حصہ ۲۵ روپے ۵۰۰ خرچ ۱۰ روپے

کتبیات پبلی کیشنز

کاروں میں بیٹھے مشروبات اور فراوانی کی خصوصی ڈشز سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کچھ ایسے تھے جنہوں نے کار کے بونٹ پر ڈیرہ بس رکھا تھا۔ کوئی ترتیب نہیں تھی غالباً ان پروگراموں کو بہت دلچسپی سے دیکھا جاتا تھا اور اسی وجہ سے یہ زبردست بھیڑ بھاڑ تھی۔

تندیب نے اپنی کار عام کاروں سے ذرا بہت کرکڑی کی تھی۔ پیسے رنگ کی ایک عظیم نشان بنوڑیں جس کی چھت کنوڑی مل تھی، ایک اور جگہ سے اشارت ہو کر دیورس ہوئی اور پھر ماری کال کے قریب آکھڑی ہوئی۔

اس سے سفید چھت بتوں اور سرخ جرسی میں بیوس ایک پتلون نما نیگرو عجیبے اگر اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا مجھے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایک چھوٹا سا سفید کارڈ تندیب کی طرف بڑھایا جس پر کوئی تحریر نہیں تھی بالکل سادہ کارڈ تھا اور اس پر صرف چند رنگین کیری بنی ہوئی تھیں۔ میں نے بھی اس کارڈ کو بغور دیکھا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ البتہ تندیب انگلیش سے چائی نکال کر نیچے اترا آئی اس نے مجھے بھی نیچے اترنے کا اشارہ کیا تھا۔

اس کارڈ میں کیا بات تھی اس کا مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا لیکن یہ محسوس ہو رہا تھا کہ تندیب اس کے بارے میں کوئی بات چاہتی ہے۔

نیگرو نے ہمیں یونوزن میں بیٹھنے کی پیش کش کی اور خود ڈرائیونگ سیٹ میں چال لی۔ تنوڑی دیر کے بعد یونوزن ایک شاندار عمارت میں داخل ہوئی تھی جس علاقے میں فراوانی تھا وہ پیرکس کس کفایا علاقہ سمجھا جاتا تھا اور یہ پھیل اسی علاقے میں تھی جہاں سے وہ سیدھی سڑک جاتی تھی جس سے ہمیں اس عمارت تک پہنچنا تھا۔ ہاں تک کاراستہ پر مسکون تھا سیکن نیگرو کو ہم نے محتاط دیکھا تھا عمارت کے صدر گیٹ پر دو قوی ہیکل سفید ناموں نے مارا استقبال کیا اور گردن خم کر کے ہمیں اندر چلنے کی پیش کش کی۔ وہ ہمیں ساتھ لے ہوئے عمارت کی تین راہداریوں سے گزرتے اور پھر ایک بڑے دروازے کے سامنے رک گئے۔

ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا اور ہمیں اندر جانے کا اشارہ کیا۔ ہم اندر پہنچ گئے، خاصا بڑا اور وسیع کمرہ تھا جسے بڑے اہتمام سے آرائش کیا گیا تھا۔ فرش پر قیمتی تالین، بڑے بڑے مونسے، دیواروں کے تین کونوں پر بڑے بڑے مصوروں کی تصویریں آویزاں تھیں۔ ماحول بعد حسین اور خوبانگ تھا۔

ایک لمحے کے لیے یہ ماحول ذہن پر اثر انداز ہوتا تھا۔ بہت بڑے سیاہ رنگ کے ایک مونسے پر ایک طویل القامت سیاہ نام خوب صورت سبک کے گاؤں میں بیوس بیٹھا ہوا تھا مونسے

کے عقب میں تین خدمت گزار لوگ کھانے موجود تھے۔ سامنے ہی شراب کے برتن میز پر سجے ہوئے تھے۔ بائیں سرے ایک تیزند شخص بیٹھا ہوا تھا جس کے گالوں پر بڑے بڑے گل چھکے تھے۔ شکل و صورت سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کون سے ملک سے تعلق رکھتا ہے لیکن مضبوط اور گھٹے ہوئے بدن کا آدمی تھا۔ اس سے تنوڑے فاصلے پر ایک جوان العمر عورت موجود تھی۔ لیکن یہ بھی نیگرو تھی۔ بال رست خوب صورت انداز میں بندھے ہوئے تھے۔ شکل و صورت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

جونی ہما ندر داخل ہوئے گھٹے ہوئے بدن والے شخص نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ہمیں ایک مونسے کی سمت اشارہ کرتے لگائیں اور تندیب اس طرف بڑھ گئے تھے لیکن اچانک ہی میری نگاہ اس شخص کی ایک حرکت کی طرف اٹھی۔ وہ خوب صورت لباس میں بیوس تھا گھٹے میں ٹانگی ہوئی تھی اور ٹانگیں میں ایک خوبصورت پن کٹی ہوئی تھی جس کا اوپری حصہ مخصوص ساخت کا تھا۔ میں نے اس اتفاق کی طور پر بات دیکھی تھی کہ میں اس مونسے کی طرف اشارہ کرتے وقت اس شخص نے ٹانگیں پر لگے ہوئے ایک خوب صورت پھول کو ایک سمت ہٹایا تھا اور اس کے بعد وہ پھول خود بخود اپنی جگہ آگیا تھا۔

جب تندیب مونسے پر بیٹھ گئی تو وہ سیدھا ہوا اور ایک بار پھر اس کا ہاتھ اس انداز میں پن کی طرف بڑھا جیسے وہ اسے منہال رہا ہو لیکن میں نے پھول کو اپنی جگہ سے سرکے اور واپس اسی جگہ پر بیٹھنے دیکھا تھا۔ یہ بات میرے ذہن میں بیٹھ کر رہ گئی اور تو کچھ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا سولے اس کے کہ یہ کسی قسم کا کیمرو تھا جو ہماری تصویریں لے رہا تھا۔

میں نے یہ بھی سوچا کہ ممکن ہے، یہ کارروائی اس شخصیت کی طرف سے ہو جائے سامنے موجود تھی۔ البتہ میں ایک خاص احساس کے تحت مونسے پر نہیں بیٹھا تھا۔ تندیب کے بائیں سمت اس طرح کھڑا ہو گیا تھا جیسے میں تندیب کے ماتحت کی حیثیت رکھتا ہوں۔

تندیب نے نہایت ذہانت سے کام لیتے ہوئے اس بات پر کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔ تب اس شخص نے ہماری طرف دیکھ کر ہاتھیں پرکڑا ہوا گلاس میز پر رکھ دیا اور پھر ایک دم بھیسی مسکراہٹ کے ساتھ فرلا۔

”گرین پول تھری“ کیا میں آپ کے نام سے واقف ہو سکتا ہوں؟“ تندیب نامہ ایکس ”تندیب نے جواب دیا اور پھر فوراً بولی ”میسرے ساتھی مسٹر بارو“، تندیب نے خود ہی ہیر نام تجویز کر لیا تھا۔

”ہم تھیں خوش آمدید کہتے ہیں۔“ طویل القامت شخص نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھایا لیکن یہ مصافحہ صرف تندیب کے کیا تھا۔ اس نے سیدہ منظم ”فم“ کرتے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کی محنتوں ہوں۔“ پھر سیاہ خام عورت نے بھی تندیب سے ہاتھ لایا اور اس کے بعد چند لمحات کے لیے خاموشی جاری ہو گئی۔

بڑے بڑے گل پھولوں والا مضبوط ہاتھ پاؤں کا آدمی مجھ سے تنوڑے فاصلے پر ایک جگہ کھڑا ہو گیا تب تندیب نے اپنے لباس سے تاش کی وہ گڑی نکالی اور اسے بڑے احترام سے اٹھ کر اس سیاہ خام شخص کے سپرد کر دیا۔ تاش کی گڑی دیکھ کر اس کے ہاتھوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

”ہمیں آپ کی شانت خست یہی بتائی گئی تھی مس تندیب“ اس نے تاش کی گڑی کھلی اور اپنے عقب میں کھڑی ہوئی ایک لڑکی کو پیچھے بجا کر اشارہ کیا لڑکی نے پھر تاش سے آگے بڑھ کر شراب کا گلاس اور دو مہل سامان سامنے رکھی ہوئی میز سے ہٹا دیا تھا۔ سیاہ خام نے تاش کی گڑی کو میز پر پھیلانا شروع کر دیا۔ وہ انہیں سامنے کی سمت سے میز پر پھیل کر ترتیب سے رہا تھا۔ یہی پشت کا حصہ اس کے نیچے ہی رکھا تھا۔ میری تیز نگاہیں اس قوی سیکل آدمی کا جائزہ لے رہی تھیں جو مضبوط انداز میں مسل اپنے ٹانگی کے مٹن کو پکڑے ہوئے تھا اور اس کا پھول ادھر سے ادھر ہو رہا تھا۔

اب اس بات میں کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ وہ اس گڑی کے مجھے ہوئے تاشوں کی تصاویر سے رہا تھا۔ سیاہ خام قوی مسل ان تاشوں کی ترتیب کر رہا تھا ان کی جگہیں تبدیل کر رہا تھا انہیں خور سے دیکھ رہا تھا۔

اس دوران کسی نے کچھ نہیں کہا تھا سیاہ خام عورت کبھی مجھے کبھی تندیب کو اور کبھی اس شخص کو دیکھنے لگتی تھی جو اب سب کچھ بھولی کر تاشوں کی اس گڑی میں کھو گیا تھا۔ کافی دیر کے بعد وہ اپنے اس کام سے فارغ ہوا اور اس نے لڑکی کو ہی اشارہ کیا جس نے تمام تاش سمیٹ کر کچی کر دیے تھے۔ سیاہ خام شخص کے ہاتھوں پر بڑی عجیب سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا بائیں ہاتھ اٹھایا اور کچھ کھڑی ہوئی لوگوں میں سے ایک لڑکی جلدی سے آگے بڑھا آئی اس نے سیاہ خام شخص کو شراب کا گلاس بھر کر دیا اور سیاہ خام خاموشی سے شراب کے پھوٹے پھوٹے گونٹ لیتا رہا اس کی آنکھیں کی گری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

تنوڑی دیر کے بعد اس نے سر اٹھایا اور مسکرا کر تندیب کی جانب دیکھنے لگا۔

”گرین پول نے جو مخمور پیش کیا ہے، بلاشبہ وہ قابل توجہ ہے اور ہم اس جیسی کسی آرگنائزیشن سیاسی کی توقع رکھتے تھے لڑکی امیدیں والہ کر رہی تھیں ہم نے یہ شک یہ ایک جامع اور موثر منصوبہ ہے اور اس تندیب ہم اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں۔ ہمیں یہ ہدایت بھی دے دی گئی ہے کہ تھیں اس سلسلے میں مکمل طور پر قابل اعتبار سمجھا جائے اور تم سے ہر طرح کی گفتگو کر لی جائے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے مجھے کہ تمہارے علم میں ابھی کچھ نہیں ہے اور تھیں اس لیے اس سے لاعلم رکھا گیا ہے کہ اگر کسی طرف سے کوئی خطرناک کارروائی ہو جائے تو اس منصوبے کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ اب یہ ہماری فتنے جاری ہے مس تندیب کہ ہم آپ کو اس تمام تفصیل سے آگاہ کریں۔“

اس دوران میں نے مسلسل اس شخص پر نگاہ رکھی تھی جس کا کوئی تعارف و فیو بھی نہیں کروایا گیا تھا لیکن غالباً تندیب بھی اسی انداز میں سوچ رہی تھی جس انداز میں میں۔ میں نے ایک اور بات بھی محسوس کی تھی کہ اس شخص کے ہاتھ پر جو کھڑکی بن چکی ہوئی تھی وہ اس کی چابی کو ہر تیس سیکنڈ کے بعد کھانے لگا تھا۔ اس کی تمام کیفیات اضطراری تھیں۔

نہ جانے کیوں مجھے شبہ ہو گیا کہ یہ شخص اس سیاہ خام کے مخالفین میں سے ہے اور اس وقت اس کی ہاں موجودگی انتہائی خوفناک ہے۔ جو کچھ وہ کر چکا ہے وہ یقینی طور پر نقصان دہ ہے۔ تندیب نے سیاہ خام شخص کی طرف دیکھا اور پھر اس شخص کی طرف۔ پھر اس کی نگاہ ان ٹینڈل لوگوں کی طرف اٹھی گی اور غالباً اس سیاہ خام شخص نے اس کا مقوم سمجھ لیا۔

”اب مجھے اپنا تعارف کراتے ہوئے کوئی وقت نہیں محسوس ہوگی مس تندیب۔“ پہلے میں اپنے بارے میں آپسے سوال کر دیا کیا آپ مجھے جانتی ہیں؟“

”آپ کو جو اطلاعات دی گئی ہیں اس کے تحت آپ یقیناً جانتے ہوں گے کہ مجھے آپ کے قطعی لاعلم رکھا گیا ہے۔ مجھے صرف اس کیس کے بارے میں اتنا بتایا گیا ہے کہ یہ گرین پول کے ہم ملاقات ہیں سے ایک ہے اور ایک اہم شخصیت مجھ سے اس مونسے پر بات کرے گی۔“

”یقیناً... یقیناً... میں بھی اس حقیقت سے واقف ہوں۔ تو ڈیڑ تندیب ہیر نام والو مونسے ہے اور اس نام کو سننے کے بعد تم نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ میرا تعلق کس نام سے ہے؟“

”اوہ۔“ تندیب کے ساتھ ساتھ میں بھی ہنسنے لگا تھا۔ والٹر بوب ایک افغانی ریاست کا کھجراں تھا۔ ایک عظیم قومی جس کے کارنامے ساری دنیا میں مشہور تھے اتنی بڑی شخصیت اس طرح کسی سلسلے میں

ہم سے رابطہ قائم کرے گی اس کے بارے میں تو شاید تعذیب نے بھی نہیں سوچا تھا۔ ایک لمحے کے لیے وہ بھی ششدر ہو گئی، اسی وقت والٹوموبائل نے کہا۔

"اور میری بہن کتنی موبائل ہے اور یہ میرا سیکرٹری والٹر جو ان سے یہ معلوماتیں میری قابل اعتماد دوست ہیں۔ گویا یہاں کے ماحول میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قابل ترمود ہو۔"

"آپ کا خیال ٹھیک ہے مگر موبائل لیکن میری خواہش ہے کہ ہم لوگ تنہائی میں گفتگو کریں، تمہاری رائے کیا ہے؟"

"میں نے کہا تھا تو ڈیر تعذیب میری فحشہ داری پر آپ اس جگہ کو قطعی محفوظ سمجھیں۔"

"نہیں مگر موبائل، گرین پل کے نمائندے کھلی آنکھوں اور کھلے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں۔ یہی ہمارا اصول ہے۔ اس بار میں نے گفتگو میں دخل دیا میں اپنے لیے ایک دائرہ کار منتخب کر چکا تھا اور جو فیصلہ میں نے کیا تھا وہ جلد بازی کا ضرور تھا لیکن میں اس سے مطمئن تھا۔"

تعذیب نے چونک کر میری طرف دیکھا لیکن اسی وقت میں نے صوفے کی عقب سے چھلانگ لگا لی اور اس شخص کو روک کر ہوائیچے زمین پر آکر باجو گھٹے ہوئے بدن کا آدمی تھا اور جس پر مجھے مسلسل شبہ رہا تھا، وہ مجھ سے اس اقدام کی توقع نہیں رکھتا تھا۔ سب جیت سے اس اچانک رونما ہونے والے واقعے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

وہ شخص بھی ایک لمحے کے لیے میری اس حرکت کو سمجھ نہیں پایا تھا لیکن میں نے بڑی بھرتی سے اس کا سر بالوں سے پکڑا اور اسے زمین پر سے مارا۔ ایک کبریاں جرح کے ساتھ وہ زمین پر الٹ گیا۔ فرش پر گر کر میرے قاتلین نے پچھا ہوتا تو یہ حکمرانی زوردار تھی کہ اس کا بھیجی ہی باہر نکل چاہوتا لیکن میں نے اسے اتنی قوت سے اس لیے مارا تھا کہ معمولی ضرب اس قاتلین پر بے اثر تھی، البتہ اس کے بعد جو کچھ سوائے میری قوت کے بھی بالکل خلاف تھا۔ اس نے وقتاً فوقتاً ہاتھ سیدھا کیا ایک انگلی اٹھائی اور ایک حیرت انگیز حرکت کے ساتھ اس کی انگلی کا اگلا حصہ ایک خول کی شکل میں تھا اور اس خول کے سوراخ میں سے لگا تار تین گولیاں نکلیں، اگرچہ ایک لمحے میں اپنی جگہ نہ چھوڑ دیتا تو یہ گولیاں میری پیشانی پر گرنے اور سینے میں پورے ہو جتی لیکن یہ قدرتی سے ان کا نشانہ نہ وہ خوب صورت لڑکی بن گئی جو والٹوموبائل کے شراب خانہ میں تھی۔ تین سوراخ اس کے بدن میں ہوئے تھے اور وہ ایک لمحے کے ساتھ والٹوموبائل کے اوپر آگئی تھی لیکن میں اب جوشور سے اس سے گفتگو کے لیے تیار تھا اور چونکہ میں اور وہ گھم گھم

تھے اس لیے میں نے فوراً ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھٹنے کے نیچے دبایا۔ یہ سب کیا تھا اس کے بدلے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا اور یہ بات اگر مجھے ایک لمحے کے لیے بھی حیرت میں مبتلا کر دیتی تو یقیناً وہ گولیاں میرے بدن میں پورے ہو سکتی تھیں جو اس نے مسلسل چلائی تھیں۔

قوی پیکل آدمی اپنے آپ کو میری گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا اور ایک حد تک اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ تعذیب اچھل کر صوفے پر کھڑی ہو گئی تھی اور میں اس جدوجہد میں مصروف تھا کہ اسے مزید گولیاں نہ چلانے دوں۔ یہاں تک کہ ایک بار میں نے اسے ہاتھ پکڑنے کا ارادہ کر لیا تھا اور پوری قوت سے زمین پر سے مارا اور اس کے فوراً بعد میں نے اس کی بائیں ٹانگ پکڑ کر اس کی طرف تلپازی کھائی کہ میرا پورا بدن اس کے کاندھے پر پڑے ہوئے بدن پر آگیا۔ کئی گولیاں پھر اس کے ہاتھ سے نکلیں لیکن ان کا نشانہ دلوار نہ تھی۔

یہ اٹھ کھڑا ہوا تعذیب میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز واقعہ تھا۔ میری مسلسل کوششیں بھی تھی کہ اس کا رخ کسی اور جانب نہ ہونے پائے۔ اسی وقت تعذیب اپنی جگہ سے اٹھی اور میرے نزدیک پہنچ گئی اور پھر اس نے اطمینان سے بیٹول لگا لیا اور اس کی نال اس شخص کی گردن پر رکھی اور تھیں تھیں کسی کی تین آوازوں کے ساتھ اس شخص کی تمام جدوجہد سر ہو گئی۔

والٹوموبائل نے مڑ کر لڑکی کا بدن اپنی گود سے دھکیل کر میز کے سامنے نیچے گر دیا اور لہجے پر پڑے ہوئے خون کو پچھلیوں سے لہا کر پکڑ کر چھٹکنے لگا۔ سیاہ خام لڑکی اپنی جگہ کھڑی ہو گئی تھی لیکن دونوں لڑکیاں خوف سے تھر تھر کاہت رہی تھیں۔

جدوجہد کا خاتمہ ہو چکا تھا تعذیب نے جو کچھ کیا تھا افسوساً انمازیں کیا تھا لیکن شاید اس کے لیے یہ بات کافی تھی کہ اس شخص نے ایک عجیب و غریب انداز میں گولیاں چلائی تھیں اب وہ کچھ تھا چنانچہ چند لمحات کے بعد ماحول میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ تعذیب گھر سے گھر سے سامنے لے رہی تھی پھر اس نے والٹوموبائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ واقعہ آپ کے لیے قویٰ خیر ہے یا نہ؟"

"نا قابل یقین ہے۔ یہ شخص۔ یہ شخص مجھے قویٰ ہے۔ یہ میرا سیکرٹری تھا۔ موبائل بولا۔ تعذیب نے میری طرف رخ کر کے کہا۔ "آپ کو اس شخص پر شبہ کیسے ہوا مگر ہاں؟"

"میدم، میں آپ کا خصوصی ماتحت ہوں۔ میں نے اس شخص کے ہاتھ کو سیدھا کر کے اس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ کلائی کے بعد اس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا بقیہ ہاتھ مصنوعی تھا اور یہ

ہاتھ فلوڈ کا بنا ہوا تھا چند چوڑیاں کھولنے کے بعد وہ میسر ہوا تھا میں آگیا اور میں نے اس کی ساخت کا جائزہ لے کر اسے احترام سے تعذیب کے سامنے پیش کر دیا۔

"یہ آؤ میڈیک پیتول ہے بلکہ میگزین کے لحاظ سے آپ اسے مشین گن کہہ سکتی ہیں غالباً یہ سوراخ ڈنڈہ چلا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میڈیک اس کے گھٹنے میں پھنسی ہوئی ہے اس میں موجود گولی بن ایک چھوٹا سا مائیکرو فلر بننے والا کیمرو ہے۔ جس سے یہ مسلسل اس دوران کی تمام کارروائیوں کی تصاویر لیتا رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نے یہ ناش پوری طرح فہم بند کر لیے ہیں اس کے ساتھ اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کوئی سیب ریکارڈر نظام ہوتی ہے اور اس میں ہماری تمام آوازیں ریکارڈ ہوں گی۔ میں ابھی آپ کے سامنے اس کی حقیقت پیش کرتا ہوں۔" میں نے کہا۔

تعذیب کا چہرہ ایک لمحے کے لیے سرخ ہو گیا تھا۔ میں نے بہت بڑا دعویٰ کیا تھا۔ میں نے کلائی کی گھڑی آڈیو اس کا دھکے کھولا اندر جو تھیری گئی ہوئی تھی اس میں باریک باریک اسپول تھے اوپری تھے پر تھے تھے سوراخ صاف دیکھے جاسکتے تھے اور اس سے میرے سر کیل کی تصدیق ہوتی تھی۔ چند لمحات کے اندر میں نے اس سیب ریکارڈر کا پورا نظام سمجھ لیا اور اسے ریکارڈ کر کے پکڑ لیا اور پھر والٹوموبائل کے سامنے رکھ دیا۔ گھڑی نمائش پر ریکارڈ کر کے تھیں سے اسپیکر سے باریک باریک آوازیں ابھر رہی تھیں، صاف اور واضح تھیں باآسانی سنا اور سمجھا جاسکتا تھا۔

میرے چہرے پر فحاشی سے مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اس کے بعد میں نے کیمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر وہ بھی سی باریک مائیکرو فلر نکال کر سیاہ خام کے سامنے رکھ دی۔ کتنی موبائل بھی ہماری طرف جھک آئی تھی باقی دونوں لڑکیاں اپنی جگہ کھڑی ہوئی تھیں۔

سیاہ خام کھلاں تھیں انمازیں آنکھیں پھاڑے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی آنکھوں میں تھیں کے جذبات ابھرتے۔ اس نے تعذیب کی طرف رخ کر کے کہا۔

"سوری... سوری میں تعذیب، آپ کو وقت سے پہلے اپنے مشن کی انجام دہی کے لیے مصروف ہونا پڑا یہ جاننے بغیر کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص جو ہمارے اتنے قریب موجود تھا، ہمارے بالکل قریب ہمارا دشمن تھا، میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارے بہت سے ارکان موت ہو سکتے ہیں۔ ہمارا مقصد خاص جزلی ٹیرس اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے۔ ہم نے تو یہ سوچا تھا کہ جو لوگ ہمارے اطراف میں

خوفنا!

ایک ایسا مسئلہ جس سے ہر شخص دوچار ہے۔
خوف سے آدمی پریشان ہوتا ہے۔
خوف سے آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔
خوف سے زندگی ناکام ہو جاتی ہے۔
خوف سے ازدواجی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔
خوف سے آدمی خودکشی کر لیتا ہے۔
خوف دیکھ کی طرح زندگی کو چاٹتا رہتا ہے۔
شرم بھی خوف ہی کا ایک پہلو ہے اور تاہم



خوف و شرم

اور اس کا سد باب
صاحب مطالعہ کیجیے
اور ان کمزوریوں سے نجات حاصل کر کے
کامیاب اور خوش خرم زندگی گزار لیں

قیمت ۱۰ روپے
مکتبہ نفسیات پوسٹ بکس ۹۴۳ کراچی ۷

”تم دونوں دوسرے کے لیے ملو۔“ دونوں روکیاں خاموشی سے وہاں سے نکل گئی تھیں۔ ”والٹو موبائے ان کے ہاتھ کے بند بولا۔“ اس حادثے کے بعد ایک ہی یقینی کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ میں نہیں جانتا اور کہتے لوگ ایسے موجود ہیں۔“

”اس شخص کی لاش کے چکر پر ایک آپ تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے اسے تبدیل کر دیا گیا ہو۔“

”تیس اس کا جائزہ لے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے کیسی کیوں نہ ہم پورے اسٹاف کو تبدیل کر لیں۔“

”آپ کو یاد ہے مسٹر موبائے کو اس شخص کو آپ کے سیکرٹری کی حیثیت سے کس نے آپ کے پاس پہنچایا تھا۔“ کیسی نے کہا۔

”ہاں۔“ ٹرنس پہلے نے اذہ یہ امر بھی۔ مگر اس میں ان کا مفاد بھی وابستہ ہے یہ کیسی ممکن ہے۔ تیس کو تمام صورت حال سے آگاہ کرنا ضروری ہے وہ منہ سب ان مقامات کرے گا۔ ہمیں کسی پر مکمل بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔“ طویل اقامت موبائے نے ناہنجی سی نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھا جیسے اس کی ذہنی رو پھٹ گئی ہو لیکن پھر وہ ایک دم سنبھل گیا۔

”مس تمہیں کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ صورت حال منجھال سکتی ہیں بات مہولی نہیں ہے۔ پلان بہت برا ہے۔ شاید آپ یہ بات نہ جانتی ہوں کہ آپ کا ٹھکانہ مانیسا ہے جو گا۔ آپ کو اس کے رکن خاص کے“ اسے عقاب کرنا چوگا۔

”جنرل تیس کہاں ہے؟ تمہیں پتہ چھو۔

”کیوں؟“ اچانک والٹو موبائے چونک پڑا۔

”میں جانتا جا رہی ہوں گرین پول سے اس سلسلے میں کس نے رابطہ قائم کیا تھا؟

”میں نے... بذات خود۔“

”بہتر سی یہ ہے کہ میں ابھی تک صورت حال سے ناواقف ہوں۔“

”میرا خیال ہے مس تمہیں اس واقعے نے تیس کے بھائی کے ذہن پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ اور وہ چند لمحات کے لیے پریشان ہو گئے ہیں۔ میں آپ کو صورت حال بتاتی ہوں۔ ریاست گھسے ہل میں پچھلے سو سال سے فریضی حالات میں وہاں کے مقام میں بیرونی پھیلائی گئی ہے۔ مسٹر موبائے اس وقت سے کچھ لوگوں کی نفرت کا شکار ہو گئے ہیں جب ایک طبائے کے اغوا کا واقعہ ہوا تھا۔ ایک دہشت پسند تنظیم کے معاملات اس عمل سے مجروح ہوئے تھے اس کے بعد سے وہ تنظیم مسٹر موبائے کی دشمن ہو گئی۔ بذات خود تو وہ گھسے ہل میں کوئی بڑی کارروائی نہیں کر سکتی تھی لیکن اس نے سازشیں شروع کر دیں اور ہماری فوجوں میں بے چینی پھیلادی۔ ایک بڑا طبقہ مسٹر موبائے کے خلاف ہو گیا اور درپردہ

بکھرے ہوئے ہیں وہ ہاتھ سے مضبوط ترین حصار بنا چکے ہیں لیکن ہمیں جیت ہے! ہمیں جیت ہے! ان تمام لوگوں پر جوڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود اتنا اندازہ نہ لگا سکے کہ ایک دشمن ہاتھ سے اتنے قریب موجود ہے اور ہماری کارروائیوں پر لگا رہا ہے۔ میں واقعی جیت ہے! اپنے ان دوستوں پر جو ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں اور ہر کم قریب محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہم گرین پول کو اس سلسلے میں ذاتی طور پر ملوث نہ کرتے تو شاید ہمارے دوسرے وادان بڑے بڑے محلوں کے تنخواہ دار جو دنیا کی تقدیر بدلنے کا دعویٰ رکھتے ہیں، ہمارے ہر گرام کے لیے کارآمد ثابت نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ شخص ہیں، باسانی ہلاک کر سکتا تھا۔“ یہاں ان اہولت میں خاص طور پر یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ ہتھیار بند لوگ ہمارے قریب نہ پہنچنے پائیں لیکن جو کچھ ہوا، ہم اس سلسلے میں بات کریں گے۔“ سیاہ خام لڑکی کی طرف رخ کرکے بولی۔ مسٹر یاکو! میں آپ کو داد دیتی ہوں لیکن آپ کو اتنی مختصر مدت میں اس شخص پر شبہ کیسے ہوا؟

”میڈم! اس کا جواب میری چیف تمذیب ماکلوکس دیں گی! تمذیب کی نگاہوں میں ایک لمحے کے لیے غنویت کے جذبات ابھرے تھے۔ میں جانتا تھا کہ وہ میری اس کارروائی سے کس قدر خوش ہے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا: ”گرین پول کے سربراہ کا کہنا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص انہیں اور ہاتھ کھلے رکھے۔ مگر یہ سنا سنا ہی ہے جو کچھ کیا وہ ہمارا اختیار ہے۔“

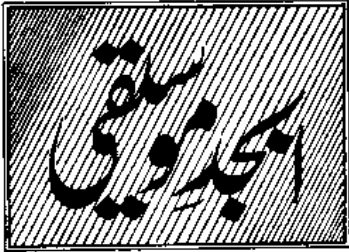
”لیکن مجھے جیت ہے! اگر آپ کے ساتھی نے ان باتوں کو جاننے کے بعد یہ عمل کیا ہے تو یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ شخص ہمارے ہی ایما پر یہ سب کچھ کر رہا ہوتا؟“

”میڈم! میں نے اس کا خیال رکھا تھا۔ مجھے اس شخص پر شبہ ہوا، ہماری تصاویر کی جاسکتی تھیں لیکن ہماری آوازیں ریکارڈ کرنے کا کیا جواز تھا اور پھر آپ یوں سمجھ لیں کہ ہماری نگاہیں، دوست اور دشمن میں تمیز کرنا جانتی ہیں۔“

”ہیں... ہیں میں اس موضوع پر زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا۔ صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں میں کہ گرین پول پر مکمل اعتماد کیا جا سکتا ہے اور اس کا ایک ایک فرد صورت حال سے واقفیت رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد تمام باتیں ختم ہو جاتی ہیں۔“ موبائے نے کہا۔

”میں اس اعتماد پر بے حد مطمئن ہوں۔“ تمذیب نے ان دونوں روکیوں کی طرف دیکھا۔ اور والٹو موبائے نے کہا۔

موسیقی کے شائقین کے لیے
اپنے طرز کی اچھوتی کتاب



سازوں کی سنگت میں گانا ایک شکل فن ہے

اس کتاب کے مطالعے سے آپ کو نہ صرف
گانا بلکہ موسیقی کا انداز بھی آجائے گا اور طے
کے بارے میں بھی واقفیت ہو جائے گی

سورے، گیت، راگ، ٹھاند اور
موسیقی کے دیگر امور و رموز
آشنا کر سکتے والی سید کا رام کتاب

برصغیر کے نامور گانا اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

”میں نے دیکھنے والوں کے لیے شکل راہ ہے

مہدی حسن کا تفصیلی تبصروہ
مع ان کی رنگین تصاویر کے
اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں

یہ کتاب موسیقی کے استاد کی جگہ لیتی کرتی ہے

قیمت: ۲۰ روپے ۵۰ خرقہ ۱۰ روپے
پیشگی رقم بذریعہ پی آر آر دیکھنے پر ڈاک خرچ صاف

کتابیات پبلی کیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۱۳۳ سید نبی بخش ٹیوٹا سٹریٹ آئی جی چیمبر روڈ لاہور

حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں شروع کر دی گئیں۔ فوجوں میں جھگڑا
وفا داروں کی تعداد کم نہیں ہے اس کے باوجود ہم آج تک حکومت
کے دشمنوں کا پتا نہیں چلا سکے۔ لہذا تعداد لوگ مارے جا چکے ہیں،
مسٹر موبائے پر چارہ قافلوں سے بھرنے لگے ہیں۔ یہ میرے بھائی کی خوش
خبری ہے کہ وہ چم گئے لیکن وہ اپنے دشمنوں سے پریشان ہیں، وہ
انہیں منظر عام پر لانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں امریکی ایف لی آئی
کے چیف ٹرنس پہلے ہمارے معاون کار ہیں۔ اور وہ بذات خود ہمارے
معاہدات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ لیکن... ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا۔
ہمارے دشمنوں کا مافیائے گمرات ہے۔ اور مافیائے ہمارے خلاف
سرگرم کار ہے۔ اس لیے گرین پول سے رابطہ قائم کیا گیا ہے کیونکہ
مافیائے کے مقابلے میں گرین پول ہی ایک ایسی تنظیم ہے جس پر بھروسہ
کیا جا سکتا ہے۔“

”میں نے اس کام کے لیے گرین پول کو ایک بڑے معاون
کی پیشکش کی ہے اور میں اس رقم کو بڑھانے کے لیے تیار ہوں۔
جو منصوبہ گرین پول نے مجھے پیش کیا ہے وہ مجھے بہت پسند آیا
ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ایک موثر تدبیر ہوگی۔ لیکن اس پر عمل
کے لیے میں پریشان ہوں۔“ والٹو موبائے بولی پڑا۔

”اگر منصوبہ گرین پول نے پیش کیا ہے تو اس کے ہر پہلو پر
غور کر لیا گیا ہوگا اور گرین پول اس کی تمام فہم داریاں بنا سکتے
کی پابند ہوگی۔ ہم لوگ ہمیشہ خود پر بھروسہ کرتے ہیں۔“ تمذیب
نے کہا۔

”گویا... گویا مجھے صرف گرین پول پر تکیہ کرنا ہوگا۔“ موبائے
نے کہا۔

”یہ آپ پر منحصر ہے۔“ تمذیب نے کہا۔

”اس کے لیے مجھے وقت درکار ہے۔ میں ابھی اس بارے
میں سوچنا چاہتا ہوں۔“ والٹو موبائے نے کہا۔ کیسی موبائے نے
منظر بانڈ انداز میں والٹو موبائے کی شکل دیکھی اور بولی۔

”اتنا زیادہ اقرینا من سب نہیں ہے مسٹر موبائے۔ گرین
پول ہمارے لیے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ جتنا وقت ضائع ہوگا ہمارے
تحتیں نہیں ہوگا۔“

”اس کے باوجود مسٹر موبائے کے لیے سوچ لینا ضروری ہے۔“
میں نے درمیان میں مداخلت کی۔ اور والٹو موبائے مجھے گھورنے لگا۔
”میں بزدل نہیں ہوں۔ دراصل میں جنرل تیس کے بارے
میں سوچ رہا ہوں اگر اس سے کوتاہیاں ہونے لگیں تو پھر ہم کس
پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ تیس اس واقعے کے بعد میرے لیے
مشکوٰۃ ہو گا ہے۔ ڈسپسے کا معاملہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ
لوگ اس معاملے میں کس حد تک دلچسپی لیں گے۔“

"ان لوگوں کی سیاسی نوعیت کی ہے آپ ہانتے ہیں مولائے کردہ آپسے سوچنے بازی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنی بالک ڈور ان کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں تو ان لوگوں پر مکمل بیروسا کریں۔ ہماری پالیسی کچھ بھی ہوئی اعمال یہ محلات ذاتی نوعیت کے ہیں۔ کیتھی نے کہا۔

"ہاں میں سمجھتا ہوں۔ بس تہذیب اگر میں گرین پول سے آخری بات کر لیں تو آپ لوگ میسرے سلسلے میں فوری کارروائی کریں گے؟" آپ کے سارے معاملات ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔ او اس کے بعد آپ ہمارے مشوروں پر عمل کریں گے۔

"خواہ میں ان سے اتفاق نہ کروں؟"

"نہیں مشر موبائے۔ ہر چیز پر تبادلاً خیال کیا جائے گا۔"

"تو پھر منو۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ میسرے دشمن میرا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ پوری بڑی اور بڑی فوج کے سربراہ میرے ساتھی ہیں لیکن کچھ لوگ جو کسی خفیہ ذریعے سے قوت حاصل کر چکے ہیں ان لوگوں پر بھی فوجیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور کسی بھی وقت وہ یہ حملہ اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔ مانیا اس خفیہ کردہ کی معاونت کر رہی ہے۔ اور بہت گہرے انداز میں کام کر رہی ہے۔ گرین پول کا منصوبہ ہے کہ میں اپنے دشمنوں کو موقع دوں کہ وہ میرا تختہ الٹ دیں۔ اور خواہ یہ اعلان ہی کیوں نہ ہو جائے کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم جدید فوری طور پر تیاریاں کر لیں اور فوراً جہاز کی کارروائی کر لی جائے گی ہمارے دشمن ختم ہو سکتے ہیں۔ میرا مطلب سمجھ رہی ہو کیتھی گرین پول کا منصوبہ بہت شاندار ہے۔ طویل عرصے سے ہم ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ ہمارے دشمن مشرق عام پر آجائیں۔ اس کوشش میں لائق اور زندگیاں ضائع ہو چکی ہیں لیکن ہم ان کی گرد بھی نہیں پاسکتے ہیں۔ ہر کوشش ناکام رہی ہے۔ ہمارے خصوصی وفاداروں نے اور میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ ایف بی آئی نے انتہائی ذہانت سے اب ننگ بچھے میسرے دشمنوں کی زد سے محفوظ رکھا ہے ورنہ یہ کام ہو چکا ہوتا۔ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے دشمن اپنی مرکز دیوں پر قابو پانے جا رہے ہیں اور اس کی مثال اس فساد کی تشکیل میں موجود ہے۔ یہ ان کا آدمی تھا۔ مجھ سے اتنا قریب۔ ایسا کیوں ہوا؟ کاش ہم اس سے محسوس کر سکتے۔ کاش تھوڑی دیر کے لیے یہ زندہ بچ جاتا۔ ہاں کیتھی میں گرین پول کے منصوبے کی بات کر رہا تھا۔ بڑا موثر منصوبہ ہے لیکن بہت پیچیدہ۔ اس کی تکمیل کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا ہوگا۔ میں اس اسی الجھن میں ہوں۔ کیا یہ صوبہ کچھ اس آسانی سے ہو سکتا ہے؟

"گرین پول جو منصوبہ پیش کرتی ہے اس کے برعکس ہر غور

کر لیتی ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ تہذیب کسی قدر آگاہی رکھتی ہے۔

"اسی لیے صرف اسی لیے مجھے کچھ وقت دیکر انتظار مجھے امید ہے کہ میری بیوی پر غور کر دوں گی۔" وائٹ موبائے نے کہا۔

میں جو اس شخص کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی کیفیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اس کی بین کیتھی بھی میری نگاہوں میں تھی۔

تہذیب نے ایک ایک موبوبہ ہو کر کہا۔ "یقیناً جناب یہ سب کچھ آپ کی منظوری کے بعد شروع ہوتا ہے۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔ یہ منصوبہ آپ کو سنبھالنا میسرہ کام تھا، اس کے بعد فیصلہ آپ پر منحصر ہے۔"

"ٹھیک ہے میں تہذیب۔ لیکن میں اس کے لیے صرف بیس گھنٹے دیکر ہوں گے۔ اس موقع میں آپ کو فیصلے سے آگاہ کر دیا جائے گا۔" کیتھی نے کہا اور تہذیب اجازت سے کرنا کچھ دیر ہو گئی تھی۔ میں بائیں طرف چھوڑنے آئی تھی۔ مارنگل پر سبج کر اس نے کہا۔ دشمن ہم میں اس حد تک اندر گھسے ہوئے ہیں۔ پہلے مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا لیکن مافیا کے لیے ہاتھوں سے آپ لوگ بھی واقف ہیں۔ اپنی حفاظت ضرور کیجیے گا۔ رہی بات فیصلے کی تو اس کے لیے لیں سمجھ لیجیے کہ وہ ہو چکا ہے۔ ہمیں اس وقت ہندوؤں کی ضرورت ہے۔ اور میں گرین پول پر مکمل اعتماد رکھتی ہوں۔"

"مجھے علم ہے میں ہزاروں آپ مشر موبائے کے معاملات میں مکمل طور پر داخل رکھتی ہیں۔ اس لیے گرین پول آپ کے الفاظ کو پوری اہمیت دیتی ہے۔ میں یہ الفاظ اس کے بڑھا دوں گی۔ تہذیب نے کہا۔

"آخری بات مشر موبائے ایک شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ورنہ وہ خود گرین پول سے فوری رابطے کے لیے بھیجے ہو گئے تھے۔ سیکورٹی کی فزائی نے انھیں ضرور مست ذہنی مدد سے دوچار کیا ہے۔ یہ کشمکش صرف بیجا کیفیت رکھتی ہے۔ آپ اس وقت کو میسرے گھسے جی نہ قصور کریں میں صرف چند گھنٹوں کے اندر آپ سے دوبارہ رابطہ قائم کروں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ تہذیب نے کہا۔ اور ہم باہر نکل آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ کیتھی نے فطری طور پر کشمکش کی تھی لیکن ہم اس کو ہٹاتے تھے اور کوئی خاص واقعہ نہ پیش آیا تھا۔ البتہ اس دوران ہم نے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔

فیصلے میں اندر داخل ہو کر تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا مولائے نے ہماری کوئی مداخلت بھی نہیں کی۔ میرا خیال ہے اس کی کسر میں پوری کردوں؟"

"کافی۔" میں نے کہا۔ اور تہذیب مجھے ڈانٹا۔ روم میں بچا کر کچن میں لائی۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا مجھے سروا سا لگا تھا مجھے لیکن میں اس وقت کو یاد رکھتا تھا۔ کسی بھی جگہ مجھے یاد رکھنے کی بات نہیں تھی۔ یہاں لاگروہ مجھے لگا ہوا تھا اور اسے بھی میں لیکن میں اس کی نگاہوں سے ادھل چکا تھا اور اسے بھی میں بڑی کامیابی تھی کہ تھا۔ گرین پول کے سہارے اگر اتنا سا کام بھی ہو جائے تو قیامت ہے۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

تہذیب کافی نے آئی۔ اس دوران اس نے ہاں میں تبدیلی کر لیا تھا۔ اور اس وقت ایک خوب صورت لباس میں وہ پہلے سے زیادہ حسین اور شگفتہ نظر آ رہی تھی۔

"سرا کافی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اور اپنا آپ کے کمرے کے بالکل سامنے بیٹھ گئی۔

"شکریہ چیف۔" میں نے بھی سر کے جواب میں اسے چیف کو کچھ کھانا طلب کیا اور وہ ہنس پڑی۔

"وہاں کی حد تک۔ ورنہ میں یہ جزا نہیں کر سکتی۔ سمجھ میں نہیں آتا آپ نے جذبات کا اظہار کیسے کر دیا؟"

"غور کرو۔" میں نے کافی کے گھونٹے سے کہا۔

"خو رکھا تھا شرم لگتی۔" تہذیب نے کہا اور میں ہنس کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک نظر آ رہی تھی۔ اور اس چمک کا مفہوم واضح تھا۔ میں کچھ سوچنے لگا۔ اس مفہوم کا جواب سوچے سمجھے نہیں دیا جاسکتا تھا۔ تہذیب کو وہ مقام دیا جاسکتا تھا جس کی طلب اس کی آنکھوں میں تھی۔ دل کے صفے پر ایک نام لکھا جاسکتا تھا لیکن اس نام کی نقشہ داریاں بھلنے کے لیے غور کرنا تھا۔ مغرب کی پروردہ یہ لڑکی نہیں جانتی تھی کہ پاکستان کی سرزمین کے سینے والے کسی کو دل کی گہرائیوں میں جگہ سے کرے کیا دیکھنا چاہتے ہیں یہ لڑکی ایک نہیں دو گروہ کی رکن جو کیسے ہی حالات میں بھانجی ہو اس مقام کی اہل نہیں تھی۔ اور میں دھوکے کا کھیل نہیں کھیل سکتا تھا۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ وہ مجھے پسند تھی۔

"وہ بات تین پر شرم آجائے۔ اسے دل کی گہرائیوں میں چھپا رہنا چاہیے۔" میں نے کہا۔

"مشق بول رہا ہے۔"

"پاکستان بولی رہا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں شاید۔" اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ پھر جلدی سے بولنے لگی۔ "میں بار خاں خفا میں سے ساتھ۔ وہ جس نے امریکا میں بیوروہوں کی عزت کو بھلا دیا تھا۔"

"اب ایسا خاص کارنامہ بھی نہیں تھا وہ۔"

"گرین پول کی ناک اونچی کر دی ہے تم نے۔"

"شکریہ محترم اب آگے بھی تو بڑھیں۔"

"کیا واقعی؟" اس نے کافی کی بیانی رکھ کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت ناز رہی تھی میں سکھائی لگا ہوں سے اسے دیکھتا ہوا پھر ہم سیدھے ہو گئے۔ "خوب نگاہ دیکھی تم نے اس پر۔ واقعی یہ صرف اس وقت ہی نہیں بلکہ آئندہ ہمارے پروگرام میں بھی خطرناک بات ہوتی۔ ویسے کیا اندازہ ہے ان تمام محاورات کے بارے میں؟"

"بہت غور طلب ہیں۔"

"میں تم سے اس بارے میں تبادلہ خیالات کرنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور کرو۔"

"گوشت کے بارے میں کچھ معلومات میں تمہیں؟"

"قطعی نہیں۔"

"میں بھی نہیں جانتی۔"

"جبکہ ہمارا جانا ضروری ہے۔"

"اس کی فکریہ کردہ گرین پول کا ریکارڈ پیش نہیں اسس بارے میں مکمل معلومات فراہم کرے گا۔ وائٹ موبائے کے بارے میں کیا رائے ہے؟"

"اچھا آدمی ہے لیکن حالات سے پریشان ہے۔"

"اس کی بین کیتھی براؤن؟"

"اپنے بھائی سے زیادہ جلاک معلوم ہوتی ہے۔"

"میں تم سے متفق ہوں۔ معاملہ ایک حکومت کا ہے۔ خاصے دلچسپ حالات ہوں گے تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ گرین پول کی خدا حاصل کریں گے یا ذرا حاصل کریں گے؟"

"نہیں۔ اب فراہم کیا پیشکش ہے لیکن مجھے ان لوگوں سے زیادہ گرین پول کا اندازہ کر دینی پڑا۔ اسرار لگ رہا ہے۔"

"کیوں؟"

"بس اس کا طریق کار۔"

"میں سمجھ لو علی کہ یہ گروہ کسی ایک شخص کی تشکیل نہیں ہے۔ بہت سے جوانان اور تعلیم یافتہ لوگوں نے مل کر یہ گروہ بنایا ہے۔ میں تمہیں کچھ مزید تفصیل بتاؤں اس کے بارے میں۔ سنا کیلئے آگے واپس نامی ایک شخص نے اس گروہ کی بنیاد ڈالی تھی۔ یہ شخص جیکو سلواکیہ کا باشندہ تھا اور مافیا کے ہاتھوں سے زبردست نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ ابتدا میں یہ گروہ صرف مافیا کے خلاف کام کرتا تھا۔ اور اس کے زیادہ تر اقدامات اسی کے خلاف ہوتے تھے کہ لوگوں نے مافیا کے بہت سے مفادات کو نقصان پہنچایا اور اس طرح گروہ کچھ دوسری نگاہوں میں بھی آگیا۔ اس کے ممبروں کی تعداد بڑھتی

بڑی مددگی سے چلتی جاتی رہی ہے اور وہ اپنے بے شمار دشمنوں کو فخر کر چکا ہے، لیکن اس بار چونکہ مافیہ اس کے دشمنوں کے پس پشت ہے اس لیے ذرا سی الجھنیں پیش آرہی ہیں۔ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ اس سلسلے میں ابھی تک کوئی مزید منصوبہ بندی نہیں کر سکا ہے کیا تم اس کی خواہش مند ہو کہ انھیں اپنے آئندہ اقدامات کے لیے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے نیا منصوبہ دیا جائے۔

”نہیں جناب، میں تو ابھی اس قدیم منصوبے سے ہی آگاہ نہیں ہوں۔“

”وہ اصول کے مطابق مع ساتھ آٹھ بجے تمہارے پاس پہنچ جائے گا“ اس سے قبل اگر تم چاہو تو میں اس کا بندوبست کر سکتا ہوں۔“

”نہیں، میرا خیال ہے ابھی فوری طور پر اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ان حالات کے تحت ممکن ہے میں بھی کچھ کر سکوں، تاہم مشر والٹوموبائل نے مختصر کچھ گریں پول کے اس نئے منصوبے کے بارے میں بتایا ہے اور غالباً وہ یہی ہے کہ گوٹے میں مل والٹوموبائل کے غلات انقلاب برپا ہونے دیا جائے اور اس کے بعد والٹوموبائل اس سلسلے میں جوابی کارروائی کرے۔ میں اس کے دشمن منظر عام پر آجائیں گے اور وہ انھیں صحیح طور پر گرفتار کر کے گا۔“

”ہاں یہی منصوبہ اسے پیش کیا گیا ہے۔“ دوسری طرف سے جواب ملا۔

”میرا خیال ہے جناب، میں اس سلسلے میں خود بھی پلاننگ کر سکتی ہوں۔“

”گریں پول تمہیں اس کا اہل سمجھتا ہے، تہذیب نامک ایکس۔ اگر تم چاہو تو پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے اس سلسلے میں مزید ارادے کیے جاسکتے ہیں۔“

”ہماری تنظیم کے تمام افراد یہاں موجود ہیں جناب۔“

”ہاں۔ آخری آدمی کو بھی بھیج دیا گیا ہے تم اپنے پاس موجود ہتھیاروں پر ان سب کو ٹرانی کر سکتے ہو۔“

”میرے خیال میں کافی مناسب اقدامات ہیں، میں اپنے منصوبے کا آغاز کر رہی ہوں۔“

”ہماری نگاہیں تم پر مرکوز ہیں، گریں پول اگر اپنے اس منصوبے میں کامیاب ہوگی، تو میں سمجھ لو کہ آخری قریبی ریاستوں کے سامنے کھیل جاوے گا۔“

”تو بہت شہرت ملے گی، بگڈیٹیم مالی منافع بھی حاصل ہوگا۔“

”اوکے مشر تو، اجازت چاہتی ہوں۔“ تہذیب نامک نے ڈائریکٹر کے کچھ مٹن آف کیے اور آہستہ آہستہ روشنیوں سے دور ہوئی

مجھے اس وقت اپنے ساتھ اس کمرے میں نہ بھی لاقی، جہاں وہ ایک مخصوص راز کے ڈائریکٹر پر گریں پول کے کسی شخص سے رابطہ قائم کرنا چاہتی تھی، تو شاید میں اس پر اعتراض نہ کرتا، میرا قوت اب بھی یہی خیال تھا کہ تہذیب نامک اس طرح مجھ پر اعتماد کر کے بہت زیادہ ذہن ہونے کا ثبوت نہیں دیا، میری شکل میں کوئی اور شخص بھی ہو سکتا تھا۔ جس سے اگر وہ اتنی متاثر ہو جاتی، تو ممکن ہے اسے نقصان پہنچ جاتا۔ مافیہ کے بارے میں میری معلومات بہت زیادہ تو نہیں تھیں، لیکن دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس دہشت گرد تنظیم کے جال سے میں واقف تھا اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گریں پول اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہ ہو۔

ڈائریکٹر پر ہونے والی گفتگو نے مجھے اپنی جانب متوجہ کیا۔ روشنیوں اس چھوٹی سی مشین میں تڑپ رہی تھیں۔ بہت ہی جدید قسم کا ڈائریکٹر تھا یہ، اسپیکرز سے آوازیں ابھر رہی تھیں۔

چنانچہ میری تمام توجہ اس کی جانب متوجہ ہو گئی۔

تہذیب نامک گریں پول کے کوڈز دوہرا رہی تھی، ابھر چند لمحات کے بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

”ایکشن ڈیپارٹمنٹ تو۔“

”تہذیب نامک ایکس، سلام پیش کرتی ہے جناب۔“

”میں بے چینی سے تمہاری طرف سے ہونے والی کارروائی کا منتظر تھا۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”اس انتظار کی وجہ پاری کی طرف سے ہونے والی دیر تھی جناب۔ تاہم میں اس سے ملاقات کر چکی ہوں۔ مشر والٹوموبائل آفٹ گوٹے میں۔“

”ہاں بالکل ٹھیک، کیا کارڈز ان تک پہنچا دیے گئے؟“

”ہاں۔ اور انھوں نے گریں پول کے منصوبے پر عمل درآمد کا اظہار کیا۔“ تہذیب نامک اور پھر شروع سے آخر تک اس ملاقات کی کمائی منادی۔ دوسری طرف اس دوران بالکل خاموشی طاری رہی تھی پھر تہذیب نامک۔

”اور اب سے چند لمحات قبل والٹوموبائل کی بہن کیتھی براؤن نے مجھے اطلاع دی تھی کہ مشر والٹوموبائل گریں پول کے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ کل گیارہ بجے یہ سیکر اور ان کے درمیان ملاقات طے پائی ہے۔“

”گڈ۔ لیکن تہذیب نامک جو کچھ تم نے منایا ہے وہ قابل تشویش ہے۔ اگر وہ لوگ اس حد تک والٹوموبائل میں گھسے ہوئے ہیں، تو پھر والٹوموبائل کے سلسلے میں کوئی بہت ہی اہم اقدام رانا ہوگا۔“

”ورنہ ہماری ایجنٹ کام بھی ہو سکتی ہے۔“ اسی ریاست کا یہ فوجی حکمران ہے، ہر چند کہ اب تک گوٹے کی حکومت

گئی یہاں تک کہ ہم ایک بڑے ملک کی نگاہ میں آگئے۔ اس نے ہم سے چند کام لیے جنہیں بخوبی انجام دیا گیا یوں گریں پول کی شہرت ہو گئی۔ میں تھیں گریں پول کے اصولوں کی تفصیل بتا رہی ہوں اس کے تحت جدید ترین ہتھیاروں پر کام کیا جاتا ہے۔ ہر ہتھیار اپنا پسند کے لوگوں سے کام لے سکتا ہے۔ تو اسے معلومات دیتا ہے لیکن تو کی کسی غلط بات پر ہتھیار اسے ٹوک سکتا ہے۔ جو کام ایکشن ڈیپارٹمنٹ کے ہتھیار کے سپرد کیا جاتا ہے وہ اس پر مکمل طور پر مادی ہوتا ہے اور اسے اپنے اقدامات کی آزادی ہوتی ہے۔ ہاں اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو پھر وہ ٹوکوا اطلاع دیتا ہے اور تو اس غلطی کو سنبھالتا ہے یہاں سب کچھ باہمی اعتماد پر چلتا ہے۔

”گوٹے میں اب سے میں انھیں معلوم نہیں تھا۔“

”قطع نہیں۔“

”بھراپ کیا کرو گی؟“

”والٹوموبائل کی طرف سے“ اس نے کا انتظار۔ اس کے بعد ایکشن ڈیپارٹمنٹ سے مشورہ ہوگا اور پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ساری تفصیل پیش کرے گا۔“

”دلچسپ معلومات ہیں۔“

”واقعی دلچسپ ہیں۔“ تہذیب نامک۔

”کیتھی براؤن نے جو کچھ کہا تھا درست کہا تھا۔ دو گھنٹے کے بعد ہی اس کا فرق موصول ہوا۔“

”سرمایہ سے بات کرو۔“ اس کی آواز ابھری۔ اور پھر دوسری آواز سنائی دی۔

”تم جانتی ہو میں کون ہوں؟“

”یقیناً جناب۔“ تہذیب نامک۔

”میں نے ایگریمنٹ سائن کر لیا ہے۔ کام شروع کرو۔“

”کل صبح گیارہ بجے میں آپ سے ملاقات کر رہی ہوں۔“

”سارے صبح میں کچھ نہیں جگرتا رہی جاؤ گے۔“ جواب ملا۔

”اوکے۔“ تہذیب نامک اور فون بند کر دیا۔

یہ تمام گفتگو میری موجودگی میں ہی ہوئی تھی اور میں اس وقت تہذیب نامک کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا کہ دوسری طرف کی آوازیں بھی مجھے صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ٹیلی فون بند کرنے کے بعد تہذیب نامک نے ہتھیار چھوڑ دیے۔ چند لمحات تک پر خیال انداز میں گردن جھکائے بیٹھی رہی اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”آؤ علی میرا خیال ہے میں پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کر لینا چاہیے، تاکہ ان لوگوں سے ملاقات سے قبل تفصیل گفتگو کی جاسکے۔“

میں نے اس معاملے میں کوئی دخل نہیں دیا۔ اگر تہذیب

زندگی کے نشیب و فراز
گستاخ و ثواب

اندھیر میں اور اجالوں

وقت اور حالات کے ہمنویں جنم لینے والی ایک
بصیرت افزا روزگاری۔

غلام حسین

میان شاہ علی کی داستان حیات سب رنگ و طرح میں شائع ہونے والی سلسلہ وار کہانی جو سب سے زیادہ عام پڑائی ہے ایک مجبور اور بے بس شخص کی الم انگریز کہانی۔ اس نے جرم و گناہ کے راستوں کو اپنے سے نکال دیا تو مجرم بنا کر اسے جیل کی آہنی سلاخوں کے چھبے پھینک دیا گیا۔ قسمت نے اسے گھرا دار اور والدین کے ملنے سے محروم کر دیا۔!!

وہ جیل سے رہا ہو کر آیا تو اس کا سینہ دکھ تھا۔ انتقام کے شعلے اس کے دھڑکے دل میں جل رہے تھے۔ لیکن ایک دوست نے اس کی رہنمائی ایک مرد کامل کے آستانے تک کر دی۔!!

وہ عینی حقیقت میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں نہ مٹ کر دیکھیں۔ لیکن ایک ایک جگہ حقائق نے اس کی آنکھوں کو پرکھ کر پھر کر دیا تو اس نے تڑپ کر آنکھیں کھول لیں۔!!

تاکید راجوں کی گھنٹوں سے ابھرنے والی ایک نوجوان اور عبث تر انگیز داستان۔

قیمت ۱۵ روپے

نئے کا پتہ

کتابیات پبلیکیشنز ریسرچ سنٹر راجی

زندگی سنوانے اور دکھانے والی
کتبوں کے سلسلے کی ایک کڑی

مشہور ترین نفسیات کی آرا پر مشتمل کتاب

احساس و ضمیر

اسباب - تدارک - علاج

اسی کتاب

کا شمار ادب کو

بتائے گا کہ

احساس کتری سے کس طرح نجات

مہل کی جاسکتی ہے۔

کامیاب زندگی گزارنے کے اصول کیا ہیں

کیا آپ واقعی احساس کتری کے شکار

ہیں یا صرف یہ آپ کا خیال ہے۔

ہوسکتا ہے کہ صرف اس کتاب کے مطالعہ

سے ہی آپ کا یہ احساس ختم ہو جائے۔

احساس کتری کی آرا پر مشتمل کتاب

کے بارے میں

مفت ۱۰ روپے

ڈاک فریق

مکتبہ نفسیات

پوسٹ بکس ۹۳۲

کراچی

حد تک وقیف ہے، ایک شخص جو والٹو موبائے کاسیکٹری تھا اس کے بہت قریب تھا اور اگر وہ ان تاشوں کی تصاویر لینے کی کوشش نہ کرتا اور صرف ہماری آواز میں ہی ریکارڈ کر لیتا، تو شاید منظر عام پر نہ آسکتا ایک حماقت ہوتی تھی اس سے اور میں نے فوری طور پر جو سوچا وہ کر ڈالا۔ حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس وقت یہ تمھارے حق میں ہو گا یا نہیں۔ تو ڈر پر تمھیں، جب حکومتوں کے خلاف سازش ہوتی ہے تو اتنے ہی اعلیٰ جانے کے لوگ یہ سازشیں کرتے ہیں جو سطحی انداز میں نہ سوچ سکیں، جن کی نگاہوں میں رشتے وغیرہ بے معنی ہو جاتیں، ہم کیتھی براؤن کو بھی شے سے بالاتر قرار نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ تمھیں لگا دے کہ تمھیں دیکھنے پر ایک دم سنسنی سی پھیل گئی وہ تجھ سے لگا ہوں سے مجھے دیکھنے لگی اور پھر آہستہ سے بولی۔

"تو تمھارا مطلب ہے... تمھارا مطلب ہے۔"

"ہاں تمھیں یہ بھی بتاؤں کہ تمھیں لگا دے کہ تمھیں دیکھنے لگا دے۔"

"اگر یہ بات ہے تو... تو اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ تاش میں پوشیدہ منصوبہ دشمن کے علم میں بھی آ گیا؟"

"جلد بازی نہیں کریں گے لیکن جب گرین پول اس سلسلے میں کام شروع کر چکی ہے تو پھر میں وہ تمام اقدامات کرنے ہوں گے جو اس سلسلے میں موزوں ہو سکتے ہیں۔"

"شو... شو... تم نے تو میرے دماغ کی چوڑیاں ہلا کر رکھ دیں ارجح کہتے ہو تم، ہم اسے بھی تو نظر انداز نہیں کر سکتے... یہ... یہ تو بڑی بھیاں بات ہوگی کہ ہمارا منصوبہ بیسے سے دشمنوں کی نگاہ میں آجائے، کیا اس کے بعد آسانی سے یہ سب کچھ ہو جائے گا۔"

"نہیں ہو سکتا، بلکہ ایک طرح سے اسے ناممکن تصور کرو پھر انچیز میں سب سے پہلی تجویز پیش کروں گا کہ کیتھی براؤن کو اغوا کر لیا جائے اور جس مکان کے باہر سے میں تم نے مجھے تفصیل بتائی ہے، اس کے قریب سے میں پہنچا دیا جائے، ہم وہاں پر دو ستر طریقوں سے بھی اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"میں نے ان الفاظ پر تمھیں کاپرہ سرخ ہو گیا تھا وہ پتکدار آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔"

"اچھا منصوبہ ہے اور والٹو موبائے کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے۔"

"والٹو موبائے کو بھی روپوش ہو جانا چاہیے اور اس کی نگاہ اس کا ایک جھٹکل تمام معاملات کو منترحول کرے گا اور اگر تمھیں منظر عام پر ہر کارروائیاں کرنے کے سلسلے میں کوئی جبری ہو تو میں نہیں کہہ سکتا، لیکن میرا خیال ہے تمھاری جسامت کیتھی براؤن

"گڈ... گڈ... میں بھی یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

تمھیں میری صورت دیکھ رہی تھی، پھر اس نے کہا۔

"صورت حال کافی حد تک تمھارے علم میں آچکی ہے علی یار خاں، کیا اس بارے میں تم مجھے کوئی مشورہ نہیں دو گے؟"

"دل تو چاہتا ہے تمھیں لیکن کرتا ہوں کہ مذاق مذاقاً کہے جاؤ گے ایسی باتیں۔ میں نے بلا ویرہ تو تمھیں اپنے ساتھ شامل نہیں کیا، مجھے بھی اپنی عزت برقرار رکھنی ہے۔"

تمھیں شکایتی انداز میں بولی اور میں ہنسنے لگا۔

"بچی بات تو یہی ہے تمھیں کہ میں ابھی تک تمھیں ہی نہیں سمجھ سکا بھلا میں ہماری مختصر سی ملاقات ہوئی اور اس کے بعد آئیڈیل پر تمھارے افواہی واردات ہوئی۔ تم دو بارہ بھی مجھے بالکل ہی اتفاقی انداز میں ملیں، اب یہ دوسری بات ہے کہ تاش کے باہر میں، میں نے ذرا مختلف انداز میں سوچ لیا۔ فرض کرو کہ ہماری دوسری ملاقات نہ ہوتی تو؟ اس کے باوجود میں یہ بات مان لیتا ہوں کہ جلد تمھیں تلاش کر لیتا لیکن کیا ضروری تھا کہ تم مجھ پر اس حد تک اعتماد بھی کر لیتے۔ یہ تمام چیزیں مجھے ابھی تک حیران کیے ہوئے ہیں اور اب تم مجھے ایک اتنی بڑی تنظیم کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کے تمام معاملات سے آگاہ کر رہی ہو۔ تمھیں میں تمھیں اپنے بارے میں بھی طریقہ پر یہ اطمینان دلا سکتا ہوں کہ میری ذات تمھارے لیے کسی طرح نقصان دہ نہیں ہوگی لیکن میری جگہ اگر کوئی اور چالاک آدمی تم تکسب پہنچتا تو کیا اس طرح تم دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں۔"

میں سکران الفاظ پر تمھیں مسکرائے، پھر اس نے کہا۔

"میں اپنے آپ کو بہت ذہین تو نہیں سمجھتی ملی یار خاں لیکن کہ اگر تم آنا تو تسلیم کرو کہ گرین پول نے مجھے تقری کی حیثیت بلا ویرہ ہی نہیں دی، کوئی تو ایسی بات ہوگی کہ اس کا مجھے اہل سمجھا گیا، اس میں کس اس جواب میں تمھارے تمام سوالات کی تفصیل پوشیدہ ہے۔"

"ہاں میں تمھاری نیرک بینی کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بہر حال اگر تمھاری خواہش ہے تو میں بھی اپنے احقانہ خیالات تمھارے سامنے پیش کیے دیتا ہوں، زیادہ سے زیادہ ہنس لینا ان پر مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔"

"تو پھر ہلدی ہنسناؤ، تمھیں یہ بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔"

"نمبر ایک تمھیں کیتھی براؤن، والٹو موبائے کی بہن ہے۔ ایک غیر شادی شدہ بہن جو اس کے معاملات میں کافی

چلی گئیں۔ میں گری نگاہوں سے تمھیں کا جائزہ لے رہا تھا، یہ سب کچھ مجھے بہت دلچسپ لگ رہا تھا اور اب جب کہ میں ذہنی طور پر آزاد تھا، اور کوئی ایسی مہم مجھے ورپیش نہیں تھی جو تنظیم کی طرف سے میرے سپرد کی گئی ہو، تو میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ گرین پول کے اس دلچسپ کھیل میں مکمل طور پر حصہ لوں۔ تنظیم کے سلسلے میں اب دل میں کوئی کہ نہیں رہی تھی اس لیے دماغ بھی تروتازہ تھا، اور میں اپنی قوتوں سے کام لے سکتا تھا۔

تمھیں میری جانب متوجہ ہوئی اور پھر اس نے پھر خیالی انداز میں گردن ہلائی۔

"کیا خیال ہے علی یار خاں، میں نے جو گفتگو کی وہ غلط تو نہیں تھی۔"

"مجھے شرمندہ کرتی ہو تمھیں، بھلا اسنے ذہین لوگوں میں میری کیا گنجائش ہے، جو تم مجھ سے مشورہ لے رہی ہو۔"

"ملی یار خاں یہ بات کہتا ہے تو مجھے ہنسی آتی ہے۔ میں میں اس نام سے بے حد متاثر ہوں، اس لیے اسے اہمیت دیتی ہوں، آؤ ابھی نیند تو نہیں آ رہی۔ مزید کچھ دیر گنگو کریں گے۔"

ہم دونوں پھر اپنی نشست کے کمرے میں آ گئے۔ میں نے تمھیں ماکم ایکس سے پوچھا۔

"وہاں تمھارے گروہ کے کتنے افراد ہیں؟"

"جو لوگ میسر علم میں ہیں، ان کی تعداد ساٹھ کے قریب پہنچتی ہے۔ ان میں ایسے افراد ایسے ہیں جو یہاں بہترین پوزیشن کے حامل ہوں گے، یعنی اگر کوئی ایسا مشورہ دینا چاہے جس کا تعلق براہ راست پولیس یا حکومت سے ہو تو وہ اپنے اپنے طور پر ان معاملات کو منبھال سکتے ہیں۔ تقریباً چالیس آدمی ایسے ہیں جو صرف عمل کرتے ہیں، ان میں جرائم پیشہ لوگ بھی ہیں اور عام زندگی گزارنے والے بھی۔ لیکن عام زندگی گزارنے والے وہ لوگ ہیں، جو گرین پول کے مستقل ممبر ہیں۔ جن جرائم پیشہ لوگوں کو ہم نے اپنے لیے مخصوص کیا ہے وہ یہاں کی زیر زمین تنظیموں کے رکن ہیں، میٹر مطلب ہے ایسے جرائم پیشہ افراد جو رقم کے عوض ہر طرح کا کام کر لیتے ہیں۔ درجوں کے مطابق انھیں ان کے کاموں کے لیے مخصوص رکھا گیا ہے۔"

"گڈ ایسی کچھ گلیں ضرور تمھارے پاس ہوں گی تمھیں؟"

جہاں اگر ہم کچھ خفیہ کارروائیاں کرنا چاہیں تو کر سکیں۔"

"کیوں نہیں، کل پارک میں ایک ایسی عمارت ہمارے پاس ہے، جس کا اوپر ہی حصہ کسی اہمیت کا حامل نہیں، اور وہاں ایک سادہ اور محصور ہی ٹیلی فون ہے، لیکن اس کے زیر زمین تہ خانے ہماری خفیہ سرگرمیوں کا مرکز ہیں۔"

سے مختلف نہیں ہے۔ میں بے شک والٹومباٹے کے مقابلے میں ہکا ہوں لیکن اس کے باوجود میں والٹومباٹے کی شخصیت قبول کرنے کو تیار ہوں۔

"خدا کی پناہ! تہذیب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر کچل لیا۔ وہ بے پناہ بیجان کا شکار ہو گئی تھی۔"

کافی دیر تک وہ اسی طرح سر کچلے بیٹھی رہی۔ اس دوران اس کے چہرے پر کئی رنگ تبدیل ہوتے تھے۔ میں اس کی کیفیات کا تجزیہ کر رہا تھا۔ غالباً میری تجویز سے وہ بہت متاثر ہو گئی تھی۔ چند لمحات کے بعد اس نے گردن اٹھا لی اور کہنے لگی۔ "علی یار خاں! بہترین تجویز ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس طرح ہم اپنے منصوبے کو زیادہ بہترین انداز میں عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ والٹومباٹے کو قتل و قتل دیں لینا ہوگا۔۔۔ لیکن کیتھی براؤن...؟"

"میں سمجھتا ہوں اس طرح ہم خطرات کم سے کم کر لیں گے۔ اگر کیتھی براؤن ہم لوگوں کے خیال کے مطابق ان لوگوں کی حامی نہ نکلی، تب بھی میرا خیال ہے تم اس کی حیثیت سے زیادہ موثر طور پر اپنا کام انجام دے سکتی ہو۔ اس کے لیے تھوڑی سی محنت تو کرنا ہوگی، لیکن یوں سمجھ لو کہ ہم دشمنوں کے بالکل نزدیک پہنچ جائیں گے۔"

"مگر کیتھی براؤن کا اعلا بھی تو آسان کام نہیں ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ اس نے ہمیں دشمنوں سے ہوشیار رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ تو کیا اس نے اپنے لیے محفوظ انتظامات نہیں کر رکھے ہوں گے؟"

"میرا خیال ہے میں انتہائی ڈرامائی انداز میں یہ کام انجام دینا ہوگا۔ اگر تم چاہو تو میں گرین پول کے اس نئے کیس کے سلسلے میں مکمل طور پر منصوبہ بندی کر کے اپنا پروگرام تعین پیش کر دوں۔"

"علی یار خاں! اب تم گرین پول سے الگ نہیں ہو، ہم مکمل طور پر تم پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ تمہاری شہرت بھی اس قدر زیادہ ہے کہ اگر میں لوگوں کو بچا دوں تو بذات خود تمہاری طرف متوجہ ہو جائے گا۔"

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی ڈیر تہذیب! وہ یہ کہ ایف۔ بی۔ آئی اس سلسلے میں کیوں اس قدر چھپی سنے رہی ہے؟"

"ایف۔ بی۔ آئی ہی جی بات ہے کہ اپنے ملک کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہوگی۔ ذاتی طور پر تو والٹومباٹے کا کوئی مسئلہ اس سے متعلق نظر نہیں آتا۔ میں معلومات حاصل

کرنا ہوں گی۔"

"ہوں، بس میں یہی سوچ رہا تھا لیکن میں ہر فرد سے محتاط رہنا ہوگا۔"

"ایک بات ذہن میں آ رہی ہے علی یار خاں۔"

"وہ کیا؟"

"اگر تم والٹومباٹے کی حیثیت اختیار کر لیتے ہو تو تمہاری اپنی حیثیت ختم ہو کر رہ جائے گی اور تم ایک دائرے میں محدود ہو کر رہ جاؤ گے کیونکہ تم بے شمار نگاہوں کا نشانہ ہو گے اس کے برعکس اگر تم کسی اور شخصیت میں والٹومباٹے کے نزدیک رہتے ہو تو زیادہ موزوں رہے گا۔ جہاں تک والٹومباٹے کے پیش کی بات ہے، ہم اس کے مسئلے سے جو توجہ پیش کریں گے اور کسی اور کو اس کا ذیلی کیٹ بنا دیں گے۔"

تہذیب کی بات کافی حد تک وزن دار تھی۔ میں نے پُر خیال انداز میں گردن ہلا کر کہا۔ "ہاں، میں اس تجویز پر تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ اچھا تہذیب! اب سب سے بڑا مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے کب رابطہ قائم کرو گی؟"

"اوہ! اس کے لیے ایک منٹ کا وقفہ بھی درکار نہیں ہوگا۔ میں فوری طور پر ان سے رابطہ قائم کیے لیتی ہوں۔"

"تہذیب، میں آتے ہوئے تم نے ان لوگوں کو اپنی حفاظت پر مامور کیوں نہیں کیا؟" میں نے سوال کیا اور تہذیب مسکوانے لگی۔

"اس لیے کہ یہ ہمارے طریقہ کار اور ہمارے اصولوں کے خلاف ہے۔ یہاں کے باسے میں مجھے خود اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں مجھے مافیا کے گروہ سے واسطہ پڑے گا۔ ذاتی طور پر بے تعلق رہ کر ہی میں اس گروہ کی مشکوک نگاہوں سے بچ سکتی تھی۔ بیسے رادیو بھی اگر اس کی نگاہوں میں آجاتے تو پھر ان کی ہوشیار خراب ہو جاتی اور یہ بات تو تم جانتے ہی ہو علی کہ ہر شخص برداشت اور صبر فیصلے کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔"

"ہوں، تو پھر تحقیق ہے، ان سے کہو کہ وہ تیار یا لیں۔"

میں انھیں کچھ خصوصی ہدایات جاری کرنا چاہتا ہوں۔" او گئے۔ تہذیب نے کہا اور اس کے بعد ایک مخصوص دائرہ عمل کے طرائق پر جو اس طرائق سے مختلف تھا، جس پر اس نے گرین پول کے "ٹو" سے بات چیت کی تھی، تہذیب نے اپنے آدمیوں کو مخاطب کیا۔ کافی دیر تک وہ ان سے گفتگو کرتی رہی اور اس کے بعد میں نے انھیں مکمل ہدایات جاری کیں جس کے نتیجے میں دوسری صبح ساڑھے سات بجے چند افراد ہمارے اس فیلڈ ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ وہ اپنے ساتھ میرا طلب کردہ

سامان لائے تھے۔ اس میں میک آپ کا سامان بھی تھا اور ایسے دوسرے جدید ترین اور چھوٹے ہتھیار بھی جنھیں استعمال کر کے ہم آسانی سے اپنا بھار کر سکتے تھے۔ دراصل سیکورٹری مجھے یاد تھا جس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی جگہ مصنوعی فولادی شین لگا کر ایک ایسا بندوبست کیا تھا جو قابلِ جیت راور قابلِ رشک تھا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک نہتہ آدمی ایسے خاصے گروہ کو ختم کر سکتا ہے۔ کسی کو بھی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کے پاس کوئی آتشیں اسلحہ موجود ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ مافیا کے تعاون سے والٹومباٹے کے دشمنوں نے خاصی مضبوط حیثیت اختیار کر لی تھی اور اب ان کے درمیان گھس کر ان کے منصوبے کو ناکام بنانا تھا۔ ہر چند کے مجھے اس سلسلے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی لیکن ذہن بنانے کے لیے اور اوریو اور ڈی کی منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے لیے گرین پول کے ساتھ شرکت ضروری تھی۔ علاوہ اس بات کے امکانات بھی تھے کہ ایف۔ بی۔ آئی کے ذریعے اوریو اور ڈی کو میسر ہائے میں معلومات حاصل ہو جائیں، لیکن فی الحال یہ ممکن نہیں تھا۔ میں ان لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے لیے بھی انتظامات کر چکا تھا۔ بعد کے دو گھنٹے صرف میک آپ میں گزارے اور تقریباً پونے دس بجے ہم سب تیار ہو گئے۔ ناشتا اس کے بعد کیا گیا تھا۔ میں نے فنی تعارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تہذیب ماکم ایچی کو کیتھی براؤن بنا دیا تھا۔ وہ لوگ جو ہمارے آئے تھے اور جو تہذیب کے خیال کے مطابق گرین پول کے انتہائی قابلِ اعتماد لوگوں میں شمار ہوتے تھے، میری تعارت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔

تہذیب ماکم ایچی نے آئیٹھ میں اپنا چہرہ دیکھ کر کہا۔ علی یار خاں! تعجب کی بات ہے۔ تمہارے باسے میں، میں نے صرف ہی سنا تھا کہ تم برکے یونیورسٹی سان فرانسیسکو کے ایک ذہین طالب علم تھے وہاں قانون کی تعلیم حاصل کی ہے اور یہ کہ تم صرف بنیادی ڈیپ دوں پر مبنی توڑے کے خلاف میدان عمل میں آئے تھے۔ فنی و تعارت گری بھی کرنا پڑی تھی لیکن اب... اب تو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے کسی جدید ترین ملک کا زبردست میکرٹ ایجنٹ میسر سامنے موجود ہو۔ میک آپ کٹھن میں تمہاری ملوث بھی قابلِ داد ہے۔ تمہارا بینک جیل کا انداز بھی نظر ہے۔ اور محاذ آہن... اس کے باسے میں تو علی یار... اس قدر تعریف کروں کہ ہے، کتنی بھر ہی اور برق رفتار ہی سے تم عمل کرتے ہو کوئی سوچ بھی

نہیں سکتا کہ دوسرے طرے تمہارا قدم کیا ہوگا۔" جن لوگوں کو تہذیب ماکم ایچی نے مدعو کیا تھا، ان میں سے ایک کا نام ڈریڈ وٹا تھا۔ وہ سلاہار کا ایک مسک تھا اور تیسرا میں گارگو۔

ایں گارگو، تہذیب ماکم ایچی کے منہ سے میرا نام سن کر دنگ رہ گیا۔ اس نے مختصر انداز میں کھڑے ہو کر کہا۔ "کیا یہ... یہ وہی علی یار خاں ہیں... میرا مطلب ہے... وہ... وہ... جھٹوں نے وہ نقشہ ترتیب دیا تھا؟"

"ہاں، وہی میں یہ۔"

"اوہ! بہت بڑی شخصیت ہیں یہ میڈم۔ تعجب کی بات ہے کہ یہ آپ کے ساتھ نظر نہیں آ رہی، آپ نے کیا سمجھا ہے انھیں؟"

"ہاں ہاں، بہت کچھ سمجھا ہے میں نے انھیں۔۔۔ اد اب یہ ہمارے ساتھی ہیں۔"

"نب تو پھر یہ کتنا چاہیے کہ... کہ...۔" ایں گارگو فائوش ہو گیا۔

میں نے چند لمحات کے بعد کہا۔ ڈریڈ وٹا زامبرامینو آپ لوگوں کے علم میں آچکا ہے۔ کیتھی براؤن کو بہت ہوشیاری سے اغوا کر کے اس جگہ لے جانا ہے جہاں اسے تہ خانے میں رکھا جائے گا۔ آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ ہی روانہ ہونا ہے۔ ہمارے ساتھیوں کی حیثیت سے آپ لوگ وہاں کے مختلف عملدہاں پر تعینات ہو جائیں گے۔ کیتھی براؤن کے مسئلے میں ہم نے جو منصوبہ بندی کی ہے اس پر عمل درآمد میں آپ کی بہترین کارکردگی ہی ہماری معاون ثابت ہو سکتی ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں جناب! ہم لوگ بھرپور کوشش کریں گے۔ ان سب نے بیک وقت کہا۔"

وقت مقررہ پر ٹیلی فون موصول ہوا اور میں بتا گیا کہ میں ٹامٹی ٹوٹ نامی ملائے میں پہنچا ہے۔ جہاں ہنگامہ ایک سوسائٹ ہماری ملاقات کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ ٹامٹی ٹوٹ مضامین میں واقعی ایک تعریف جگہ تھی۔ وہاں بہت سے مکانات بنے ہوئے تھے۔ ایک خوب صورت اور وسیع جھیل وہاں موجود تھی جس کے اطراف کو اس علاقے کا حسین ترین خطہ کھا جاتا تھا اور وہاں کی تفریحات کی گمانیاں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ایں گارگو نے مسکراتے ہوئے کہا کہ وہ علاقہ اس کے کام کے لیے انتہائی موزوں ہے گا۔

ہم سب تیار ہو کر ٹامٹی ٹوٹ کے علاقے کی جانب چل پڑے۔ شہر سے تقریباً بیس میل دور مضامین میں یہ علاقہ تھا

کامیابی کا انحصار ہے۔
 "اعلیٰ ان رکھو علیٰ اینہ سب کچھ میرے لیے یا نہیں ہے۔"
 اس نے جواب دیا تھا پھر ہم نے زیادہ گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

طالع موبائے کافی دیر میں آیا۔ وہ تنہا نہیں تھا، دو اجنبی حسین لڑکیاں اس کے ساتھ تھیں۔ چند اور افراد بھی تھے مگر ڈرائنگ روم میں وہ تنہا ہی آیا تھا، خوشگوار موزوں میں تھا ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر اس نے چاروں طرف دیکھا۔

"مس مالکم ایس کماں ہے؟"
 "وہ واپس چلی گئی۔" تہذیب نے جواب دیا۔
 "اودہ کیوں؟"

"اس کا جانا ضروری تھا۔ میں نے اس سے گفتگو کی تھی۔
 و تب پھر ضروری گفتگو؟..."

"مسٹر پارکاس کے دست راست ہیں۔ اس نے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔"

"میں خود بھی اس شخص سے بہت مطمئن ہوں، بیٹھو...
 پیرنگ کو بلاؤ۔" موبائے نے کہا اور تہذیب نے دیوار میں لگا ہوا ایک سوچ دیا۔ اس نے تعریفی نگاہ سے اسے دیکھا تھا۔
 اس دوران اس نے گہری نگاہ سے ایک ایک چیز کا جائزہ لے لیا تھا۔ ملازمہ نہرا آئی۔

"پیرنگ کو بھیجو۔" تہذیب نے کیتھی کے لیے کی بہترین نقل اتارے ہوئے کہا اور ملازمہ باہر نکل گئی۔

چند لمحات کے بعد ایک سیاہ فام اندھا گیا۔ اس کے پاس چوڑے کا ایک بلیٹ کیس موجود تھا جسے اس نے ایک میز پر رکھ دیا۔

"مکمل طور پر قابل اعتماد ہے، پیرنگ، لیکن سے میرے پاس ہے۔ میں نے ان تمام لوگوں کو اپنے نزدیک سے ہٹا دیا ہے جو میرے پرانے شناسا نہیں ہیں۔" موبائے نے کہا۔

"تحقیق ہے، موبائے۔ ہماری اطلاع کے مطابق آپ گرین پول کے پرنسپل ہیں۔" موبائے نے کہا۔

"یونٹک ایجنسی نے اس منصوبہ پر یقین غور کیا ہے، اتنا ہی میں اس سے متاثر ہوا ہوں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے علاوہ اپنے دشمنوں کو سامنے لانے کی اور کوئی ترکیب ہی نہیں ہے۔"

"تب مسٹر موبائے، ہمارے آپ کے درمیان آخری بات چیت ہو جانا چاہیے۔"

"میری بہن بھی اس بات سے پوری طرح متفق ہے چنانچہ

پھر یہ مرحلہ بھی پورا ہو گیا۔ اور تہذیب نے مجھے آواز دی۔ "اوسے علی، دیکھو کیا خیال ہے؟" میں نے ہیٹ کر دیکھا۔ تہذیب کیتھی کے لباس میں کھڑی تھی اور کیتھی کے بدن پر تہذیب کا لباس تھا۔

"وہی گئی۔" اب جلدی سے ایجن کو اطلاع دو۔ یہ آخری کام بھی اگر اسی اعلیٰ ان سے انجام پام جائے تو کھٹ آجائے۔ میں نے کہا۔

تہذیب نے واپس ڈرائنگ روم میں آکر اطلاع دی، چونکہ وہ منصوبے کے مطابق قریب ہی موجود تھا، اس لیے تھوڑی دیر کے اندر وہ پہنچ گیا۔ دروازے پر تعینات دونوں محافظوں میں سے ایک اس کے ساتھ آیا تھا۔ تہذیب نے کیتھی کی حیثیت سے اسے حکم دیا۔ "تحقیق ہے، تہذیب نے کیتھی اور سب گروپ فکر کے واپس چلا گیا۔ اس کے بعد نعمات برقی رفتاری سے کیتھی برائون کو کارگو کی کار میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ کار بھی خاص طور سے تیار کی گئی تھی۔ اس لیے پچھلی سیٹوں کا منظر باہر سے نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ تاہم احتیاطاً اب وہ نقاب بھی کیتھی کے چہرے پر آگیا تھا جس کی وجہ سے اس کی شکل نہیں دیکھی جاسکتی تھی۔ اس افواہی منصوبہ بندی سے مدد شاد تھی۔

اگر اس عمارت میں پچاس افراد بھی موجود ہوتے تو کیتھی کو اغوا ہونے سے نہیں روک سکتے تھے۔ بہت سے اس کام کے لیے پارچ منصوبے بنائے تھے جو ہمارے حالات کے مطابق تھے۔ ایک نہیں تو دوسرے منصوبے کے تحت اور دوسرے نہیں تو تیسرے کے ذریعہ کیتھی کو لائبریری سے قہقہے میں آنا ہی تھا۔

لیکن سب سے آسان ترکیب کارگر ہوتی تھی۔ اس کی وجہ موبائے کی ہم موجودگی اور یہاں آدمیوں کی کیتھی تمام پہلو سامنے رکھے گئے تھے، اگر موبائے موجود ہوتا اور کیتھی کے اغوا کا موقع نہ ملتا تو آخری شکل یہ تھی کہ تہذیب، کیتھی کی شکل میں موبائے کے سامنے آجاتی اور اسے اس مسئلے میں ایک کمائی منداںی ہاتی ہیں کے تحت کیتھی کو ساتھ لیا جاتا اور پھر تہذیب اسی کی حیثیت سے واپس پہنچ جاتی۔ یہ آخری منصوبہ تھا جو حرف موبائے کے علم میں بحالیت مجبوری لایا جاتا لیکن اصل وجہ اسے بھی نہ بتائی جاتی۔

اب جو کام ہوا تھا، وہ اس مسئلے میں سب سے موثر تھا۔ اس طرح موبائے کو بھی حقیقت کا علم نہیں ہوا تھا اور تہذیب نے اس کی کیتھی کی جگہ پہنچ گئی تھی۔

ایجن کارگر ملا گیا تو میں اور تہذیب اندر ڈرائنگ روم میں آگئے۔ اسے رخصت کرتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ اب صرف تمہارا کام رہ گیا ہے دیرت جو بہت کچھ ہو گا اور اسی پر ہماری

ہم نیچے اتر آئے۔ ملازمہ میں سے ہونے... ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی۔ یہاں کیتھی براؤن موجود تھی۔
 "بیلو مسٹر پارکاس، بیوس مالکم ایس کیسے حال ہیں تمہارے؟"
 "بالکل ٹھیک میڈم۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ اتفاق ہے کہ آپ سے تمہاری میں ملاقات ہو گئی۔ ہم آپ سے تمہاری میں ملنا چاہتے تھے۔" میں نے کہا۔
 "مزدور۔ تم جاؤ، معافوں کی تو میں اسی وقت ہو گئی جب مسٹر موبائے آجائیں گے۔ کیتھی نے ملازمہ سے کہا۔ اور ملازمہ ادب سے گردن جھکا کر باہر نکل گئی۔

"مسٹر موبائے کہاں ہیں؟"
 "کچھ خاص مصروفیات ہیں، ابھی تھوڑی دیر میں واپس آجائیں گے۔ میں تمہارے استقبال کے لیے موجود ہوں۔" کیتھی نے عجیب سی نگاہوں سے تہذیب کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے ابھی تک نقاب نہیں اتاری تھی اور شاید یہ بات کیتھی براؤن کو سمجھن میں نہ آ رہی تھی۔ اس سے نہ نہر گیا تو وہ بولی۔
 "اعلیٰ ان سے بیٹھو مس مالکم ایس۔ یہ نقاب کیوں ڈال رکھی ہے تم نے اپنے چہرے پر؟"
 "بہنیں اس کی وجہ سے تمہاری درکار تھی میڈم۔" تہذیب نے کہا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے غیر محسوس انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ چنانچہ تہذیب آگے بڑھ گئی۔ اس نے کیتھی براؤن کے قریب جا کر چہرے سے نقاب ہٹا دی۔ اور کیتھی براؤن برقی طرح چونک پڑی۔

"اوسے... یہ کیا؟"
 "کیا خیال ہے میڈم ایکس ایکس ایکس آپ ہے؟" تہذیب نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
 "لیکن اس کی ضرورت...؟" کیتھی تعجب سے بولی۔
 "آپ اس سے مطمئن ہیں میڈم؟" میں نے پوچھا۔
 "ہاں۔ لیکن اس کی وجہ؟"
 "وہ میں آپ کو بتانا ہوں۔" میں نے کہا اور کیتھی کے نزدیک پہنچ کر میں نے جیسے ایک بکس نکالا اور اسے کھول کر کیتھی کے سامنے عین اس کے چہرے کے قریب کر دیا۔ کبھی میں کو رو فام میں ڈوبا ہوا رومال رکھا ہوا تھا۔ تیز نوکری سے میں پھیل گئی کیتھی نے تیزی سے گردن پیچھے کی لیکن اس وقت تک تہذیب اس کے عقب میں پہنچ چکی تھی۔
 چند لمحات کے بعد کیتھی سے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کے بعد میں دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ ملازمہ اگر اندر کا رخ کرے تو اسے سنبھال لاسکے اور تہذیب مزید کارروائی مکمل کر لے

لیکن اسے شری آبادی سے دور نہیں کہا جاسکتا تھا کیونکہ عمارت اور باغات کا سلسلہ یہاں سے وہاں تک اس طرح جڑا ہوا تھا کہ کہیں بھی کوئی رخ نہ نظر نہیں آتا تھا۔

یہاں سے میرا اپنا کام شروع ہوتا تھا۔ جب ہم جنگا نمبر ایک سوسات پر پہنچے تو حائلے میں ہیں دو گاڑیاں نظر آئیں۔ ٹیکسٹ پر سادہ لباس میں بیوس دو افراد موجود تھے جو چہروں ہی سے چست و چالاک نظر آتے تھے۔ لیکن ان کا تعلق کسی اور مقامی ریاست سے نہیں تھا۔

بروزگار کے مطابق صرف میں اور تہذیب ایک گاڑی میں اس جنگل کے سامنے پہنچے تھے۔ ہمارے ساتھی ہمارے پیچھے پیچھے آئے تھے لیکن ایسے انداز میں کہ کوئی ان پر شبہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ ہمارے ساتھی ہو سکتے ہیں۔ تہذیب کو میں نے خاص طور سے اس انداز میں پوشیدہ کر دیا تھا کہ اس کی شکل نہ دیکھی جاسکے۔ فیشن ایل قسم کا ایک خوب صورت نقاب اس کے چہرے پر لپٹا ہوا تھا جس میں اس اصل شکل چھپی ہوئی تھی۔ گیٹ پر موجود لوگوں کو ہمارے بارے میں بتایا گیا تھا، اس لیے انھوں نے بڑے احترام سے ہمارا استقبال کیا اور بھرمان میں سے ایک سے متحسب نگاہوں سے مجھے اور نقاب میں چھپی ہوئی تہذیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟"
 "ابھی نہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آئے گا۔ اپنا نام ایجن کارگو تانے گا۔ اسے اند ہمارے پاس بیٹھ دینا۔ اس عمارت کی حفاظت کا کیا بندوبست کیا گیا ہے؟"
 "یہ کاریں ایک مقامی کمپنی کی ہیں اور یہ عمارت بھی اسی کمپنی کی ہے۔ ہم لوگ اتنی اتنی خفیہ طور پر یہاں آئے ہیں۔ زیادہ بھیڑ اسی لیے نہیں رکھی گئی کہ کوئی اس بات متوجہ نہ ہو سکے۔"
 "گویا تم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے؟"
 "صرف ایک خادمہ ہے جو اندر موجود ہے۔"
 "ہمارے لیے کیا ہدایات دی گئی ہیں۔" میں نے پوچھا۔
 "کہا گیا ہے کہ آپ کو احترام سے اندر پہنچا دیا جائے اور کیتھی آچکی ہیں۔"

"اور مسٹر موبائے؟"
 "ان کے بارے میں مادام کیتھی آپ کو اطلاع دیں گی۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ اسی وقت اندر کی جانب سے ملازمہ آتی ہوئی نظر آئی۔ یہ ایک جوان العمر سیاہ فام لڑکی تھی۔
 "میڈم آپ لوگوں کو طلب کرتی ہیں۔" اس نے کہا۔ میں نے کارا گئے سے جا کر پورچ میں روک دی اور اس کے بعد

لیکن اسے شری آبادی سے دور نہیں کہا جاسکتا تھا کیونکہ عمارت اور باغات کا سلسلہ یہاں سے وہاں تک اس طرح جڑا ہوا تھا کہ کہیں بھی کوئی رخ نہ نظر نہیں آتا تھا۔

یہاں سے میرا اپنا کام شروع ہوتا تھا۔ جب ہم جنگا نمبر ایک سوسات پر پہنچے تو حائلے میں ہیں دو گاڑیاں نظر آئیں۔ ٹیکسٹ پر سادہ لباس میں بیوس دو افراد موجود تھے جو چہروں ہی سے چست و چالاک نظر آتے تھے۔ لیکن ان کا تعلق کسی اور مقامی ریاست سے نہیں تھا۔

بروزگار کے مطابق صرف میں اور تہذیب ایک گاڑی میں اس جنگل کے سامنے پہنچے تھے۔ ہمارے ساتھی ہمارے پیچھے پیچھے آئے تھے لیکن ایسے انداز میں کہ کوئی ان پر شبہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ ہمارے ساتھی ہو سکتے ہیں۔ تہذیب کو میں نے خاص طور سے اس انداز میں پوشیدہ کر دیا تھا کہ اس کی شکل نہ دیکھی جاسکے۔ فیشن ایل قسم کا ایک خوب صورت نقاب اس کے چہرے پر لپٹا ہوا تھا جس میں اس اصل شکل چھپی ہوئی تھی۔ گیٹ پر موجود لوگوں کو ہمارے بارے میں بتایا گیا تھا، اس لیے انھوں نے بڑے احترام سے ہمارا استقبال کیا اور بھرمان میں سے ایک سے متحسب نگاہوں سے مجھے اور نقاب میں چھپی ہوئی تہذیب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟"
 "ابھی نہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آئے گا۔ اپنا نام ایجن کارگو تانے گا۔ اسے اند ہمارے پاس بیٹھ دینا۔ اس عمارت کی حفاظت کا کیا بندوبست کیا گیا ہے؟"
 "یہ کاریں ایک مقامی کمپنی کی ہیں اور یہ عمارت بھی اسی کمپنی کی ہے۔ ہم لوگ اتنی اتنی خفیہ طور پر یہاں آئے ہیں۔ زیادہ بھیڑ اسی لیے نہیں رکھی گئی کہ کوئی اس بات متوجہ نہ ہو سکے۔"
 "گویا تم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے؟"
 "صرف ایک خادمہ ہے جو اندر موجود ہے۔"
 "ہمارے لیے کیا ہدایات دی گئی ہیں۔" میں نے پوچھا۔
 "کہا گیا ہے کہ آپ کو احترام سے اندر پہنچا دیا جائے اور کیتھی آچکی ہیں۔"

"اور مسٹر موبائے؟"
 "ان کے بارے میں مادام کیتھی آپ کو اطلاع دیں گی۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ اسی وقت اندر کی جانب سے ملازمہ آتی ہوئی نظر آئی۔ یہ ایک جوان العمر سیاہ فام لڑکی تھی۔
 "میڈم آپ لوگوں کو طلب کرتی ہیں۔" اس نے کہا۔ میں نے کارا گئے سے جا کر پورچ میں روک دی اور اس کے بعد

تم اس سلسلے میں جو کرنا چاہتے ہو کرو؟

”ایک ریسٹ سائن ہو جائے تو ہم اپنے کام کا آغاز کریں۔“
میں نے کہا اور کاغذات نکال کر موبائل کے سامنے رکھ دیے۔
تہذیب نے کیتھی بلڈن کی حیثیت سے وہ کاغذات پڑھے۔
اور موبائل کے سامنے رکھ دیے۔

”کیا خیال ہے کیتھی؟“

”ہر طرح سے عورتوں، ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ کیتھی نے کہا پھر بولی ”لیکن اس کے باوجود آپ ایک نگاہ انھیں دیکھ لیں۔“

”تم نے دیکھ لیا کافی ہے۔ خاص خاص باتیں مجھے بتا دو۔“
”گرین پول کو طے شدہ معاوضے کی آدھی رقم پیشگی ادا کرنا ہوگی۔“

”ہم پوری رقم ادا کر دیں گے اور؟“

”جو تک گرین پول اس منصوبے کو آپریٹ کرے گی اس لیے طے شدہ اموالوں کے تحت آپ کو ان کی ہر چیز سے اتفاق کرنا پڑے گا۔ پروگراموں کے بارے میں کسی سے مشورہ کرنا خطرناک تصور کیا جائے گا۔ کیونکہ گرین پول کسی پر بیرونی دباؤ نہیں کرے گی۔“
”یہ خشک مرقع ہے۔“ موبائل نے کہا۔

”نہیں موبائل، میں اس سے متفق ہوں۔ زیادہ سے زیادہ میں تمھاری مشیر رہ سکتی ہوں۔“ تہذیب نے کہا۔

”اس پر تو گرین پول کو اعتراض نہیں ہوگا؟“

”نہیں مشر موبائل۔ اس لیے کہ میڈم کیتھی کو آپ ہی کی شخصیت کا ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔
”جرنل ٹیرس میرا ہم آدمی ہے۔ وہ یہ سب کام ترین حالات کا راز دار ہے، اس کے ذریعے میں جو ابی انقلاب برپا کروں گا۔
کیا یہ سب کچھ اس سے بھی پوشیدہ رکھا جائے گا؟“

”ہاں مشر موبائل۔ اس وقت تک جب تک گرین پول اس کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائے۔“

”بعد میں وہ اس بات کو محسوس کرے گا۔“

”اگر وہ آپ کی بہتری کا حوالا ہے تو اسے محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ غلطی اس سے بھی ہوئی ہے، میرا اشارہ اس سیکریٹری کی طرف ہے۔“ میں نے کہا اور موبائل سوچ میں ڈوب گیا۔
”تھیک ہے۔“ میں اتفاق کرتا ہوں۔ ”ایک لمحے کے تامل کے بعد وہ بولا۔

”اب کچھ سوالات ہیں کرنا چاہتا ہوں مشر موبائل۔“
میں نے کہا۔ اور موبائل سوایڈ انڈاز میں مجھے دیکھنے لگا۔ ”کیا فون میں آپ ایسے لوگوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جو آپ کے ہمدرد

ہوں۔ اور ان کی بھی تحفیں آپ دشمن تصور کرتے ہوں؟“

”ان لوگوں سے تمھیں آگاہ رکھنا ضروری تھا۔ اس لیے۔۔۔“
وائٹ موبائل نے چیک کی طرف دیکھا اور چیک نے بریف کیس کھول کر سامنے رکھ دیا۔ پھر اس نے بریف کیس سے سرخ رنگ کے قیمتی خالص کوڑکا لے اور انھیں موبائل کے سامنے رکھ دیا۔
”گوشتے ملی کی فوجوں کے تمام برٹسے برٹینڈر ادرہم ہمد سداؤں کے حالات زندگی اور ان کی شخصیت مع میرے ریمارکس کے ان فائلوں میں موجود ہیں تم انھیں دیکھ سکتے ہو۔“
”یہ میرے لیے کارآمد ہوں گے۔“ میں نے خالص سمیٹ کر بریف کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔

”اور کچھ؟“

”جی ہاں۔ سب سے اہم۔۔۔ آپ کو خود اپنا ایک ڈیجیٹل فراہم کرنا ہوگا جو آپ کی جگہ کام کرے۔ خود آپ کا تحفظ گرین پول کرے گی اور آپ کو صورت حال سے آگاہ رکھا جائے گا۔“
”ہرگز نہیں۔ میں ان حالات میں غلطی نہیں رہ سکتا۔“
”یہ میرے لیے ناممکن ہے۔“

”لیکن گرین پول آپ کو خطرات میں بھی نہیں رہنے دے گی مشر موبائل۔ ہم بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ آپ اپنا ڈیجیٹل منظر عام پر لے لیں اور خود ان لوگوں سے دور رہیں۔“
”تم نہیں سمجھتے ڈیڑھ پارکو! اس طرح میری زندگی محال ہوگی۔ میں تو یہ سوچ کر ہی پاگل ہو جاؤں گا کہ نہ جانے اس سلسلے میں اب کیا ہو رہا ہے۔ آہ! یہ قطعی ناممکن ہے۔ میں ان لوگوں سے اپنا تحفظ کر سکتا ہوں۔ میں اپنے تحفظ کو فتنے داری خود قبول کرتا ہوں۔ خرابی آدمی ہوں، اتنی آسانی سے دشمنوں کا شکار نہیں ہوں گا۔ اس سلسلے میں گرین پول پر کوئی فتنہ داری نہیں ہوگی۔“

”شکریہ، مشر چیک! کیا آپ باہر تشریف لے جانا پسند کریں گے؟“ اس بار میں نے براہ راست اس شخص سے کہا جو بریف کیس لے کر یہاں آیا تھا اور اس وقت سے وہیں موجود تھا۔

”حضور جناب! اس نے گردن خم کر کے کہا۔ موبائل نے منہ کھول کر ہکا بکا تھا۔

”چیک چیک کے باہر جانے کے بعد میں نے کہا: ”آپ کو یہ عادت بھی ترک کرنا ہوگی مشر موبائل۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس دوران صرف وہ لوگ حقیقت حال سے باخبر رہیں گے جن پر گرین پول اعتماد کرے گی۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کے ساتھ ساتھ۔۔۔“

”لیکن چیک! میں نے یہ سب سمجھا ہے۔“

”سیکریٹری پر بھی آپ کو اعتماد رکھنا۔“

”اوہ۔ تو کیا میں۔۔۔ میں۔۔۔“

”مشر پارکو! ٹھیک کہتے ہیں موبائل! اور پھر اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ آپ گرین پول کی شرائط قبول کر چکے ہیں۔“
تہذیب نے کہا۔

”سب کچھ مانا جاسکتا ہے لیکن میں خود کو ان حالات سے دور نہیں رکھ سکتا۔“ موبائل نے کہا۔

”مشر موبائل! بیشک ہم آپ کا احترام کرتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہمارے کام کرنے کا یہی انداز ہے، یہ سب کچھ اس پروگرام سے منسلک ہے جو آپ کو پیش کیا گیا تھا۔“

”اوہ! موبائل نے سب سے سب سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔“ موبائل میں صرف ایک محفل شخص کی حیثیت سے زندگی گزاروں گا۔ اپنے حقائق میں خود کچھ نہیں کر سکیں گا۔“
”زندگی نہیں، صرف وقت۔ اور آپ! اعلیٰ انسان رکھیں مشر موبائل، میں کوئی ایسی ترکیب نکالوں گا جس سے آپ کو اس طرح محفل بھی نہ رہنا پڑے۔ مثلاً اس آپریٹنگ کے سلسلے میں اب میں بھی آپ کے ڈیجیٹل کیٹ سے زیادہ دور نہیں رہ سکتا۔ مجھے کسی نہ کسی حیثیت سے اس جگہ رہنا ہوگا۔ حالات پر نگاہ رکھوں۔ اگر ایسا ممکن ہو سکا کہ ایسی کوئی حیثیت سے آپ کے لیے بھی جگہ نکل آئے تو پھر آپ اپنے معاملات سے زیادہ دور بھی نہیں رہ سکیں گے۔“

”ہاں۔ میں اس کے لیے تیار ہوں بلکہ یہ بے حد دلچسپ ہوگا۔“

”نہیں موبائل نے کہا۔
اس شخص کے بارے میں، میں نے اندازہ لگایا تھا کہ یہ کسی حد تک حق ہے، خود بہت زیادہ ہم دوسرا کرنے والا لیکن کارکردگی میں صفر پر حال گوشتے ملی کی دولت کام کر رہی تھی اور میں اپنے استحکام میں مصروف تھا اور خود کو کافی مطمئن محسوس کر رہا تھا۔

”اب بات میرے ڈیجیٹل کیٹ کی ہے تو اس کے لیے۔۔۔“
چند لمحوں کے توقف کے بعد موبائل نے کہا۔

”نہیں موبائل! اس کے لیے بھی ہیں گرین پول سے درخواست کرنا ہوگی۔“ کیتھی کی حیثیت سے تہذیب نے کہا۔
”کیا تم گرین پول کو بھول گئیں، میرا ایتھلیٹ دوست جو سان سسکو میں حکومت امریکا کا حمان رہ چکا ہے۔ کوئی نہیں بھول سکتا۔ میں نہیں جوں جب تاکہ میں خود وہاں پہنچ کر۔۔۔“ موبائل نے ہنس پڑا۔ وہ غالباً یہ پورا واقعہ منانا چاہتا تھا لیکن

کیتھی نے اسے مدد کیا۔

”نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم خود یہ انتظام کر سکتے ہیں لیکن گرین پول کو ممکن اختیارات دینے کے بعد ہم خود کچھ نہیں کریں گے۔“ موبائل خاموش ہو گیا۔ تہذیب پھر بولی ”پارکو! میں بذات خود آپ کے ساتھ چلوں گی تاکہ میرا بھائی زیادہ مطمئن رہ سکے۔ آپ کو اس پر توجہ دینا ضروری نہیں ہوگا۔“

”نہیں میڈم! اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“
”ہاں کیتھی! ہم کم از کم تم مکمل حالات سے باخبر رہ کر مجھے ان کے بارے میں بتا رہی ہو۔ بات یہ نہیں کہ میں گرین پول کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوں بلکہ بول بچھ لایہ میری کمزوری ہے۔“
وائٹ موبائل نے بہت سے حالات طے ہوئے کو ٹپا

ر دیا گئی کارپورکسٹ موبائل اس سے قبل میں کافی انتظامات کرنے تھے۔ واپسی میں کیتھی یا تہذیب میرے ساتھ تھی۔ والٹ موبائل کے بارے میں طے ہو گیا تھا کہ اب وہ اسی عمارت میں قیام کرے گا اس کے ڈیجیٹل کیٹ کو ضروری انتظامات کے بعد اس کی اصل رہائش گاہ میں پہنچا دیا جائے گا۔ جب ہماری کارکردگی سے نکلے تو میں نے دو آدمیوں کو اپنے عقب میں دیکھا۔ وہ محتاط انداز سے ہمارا تعاقب کر رہی تھیں۔

”تھوڑی دیر چل کر میں نے کیتھی کو اس طرف متوجہ کیا۔“
”گرین پول کے لوگ ہیں، کام شروع ہو گیا ہے۔“ تہذیب نے کیتھی کی آواز میں کہا۔

”گڈ۔ ہماری حفاظت کے لیے؟“

”سوفیصدی۔“

”اپنی رہائش گاہ پر پہنچ کر میں نے کہا: ”کیا سب کچھ بخیر مرضی کے مطابق ہے۔“

”ہاں، بالکل۔“ میرا خیال ہے ہم کامیاب جا رہے ہیں۔ تم نے محسوس کیا کہ میری فتنے داری کتنی اہم ہیں؟“

”ہاں، تمھارا کام مشکل ہے۔“

”بہت مشکل۔ کیونکہ میں قریب کے لوگوں سے اجنبی ہوں۔ لیکن کوئی بات نہیں، بالآخر میں سب کچھ اپنے کنٹرول میں کر لوں گی۔ تمھارے بارے میں ایک اور خیال میرے ذہن میں آیا ہے۔ علی۔“

”کیا؟“

”کسی غیر رسم شخصیت کی حیثیت سے تمھیں موبائل کے محل میں رہنا ہوگا۔ وائٹ موبائل کو بھی ہم زیادہ دور نہیں رکھیں گے تاکہ وہ یہاں کا گڑبگڑ نہ بنے۔“
”کسی غیر رسم شخصیت کا انتخاب کیا ہے تم نے۔“

"ہاں جیسے بزرگ موبائے کا خادم ہے۔"

"عہد خیال ہے مجھے پسند آیا۔ ویسے موبائے کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"کسی حد تک کھسکا ہوا ہے لیکن اپنی بن کیتھی سے بہت تناثر معلوم ہوتا ہے اس کی بات آخری ہوتی ہے۔"

"تمہیں اس طرح کافی آسانیاں فراہم ہوں گی۔"

"اب کیا پروگرام ہے؟"

"اس کا فیصلہ تو تمہیں ہی کرنا ہے تہذیب۔"

"مجھے بلانا ہوگا۔ تہذیب کے اطراف کافی لوگ بکھرے ہوئے ہیں ان لوگوں کے لباس میں گرین فیتہ کمپن نہ کمپن موجود ہے ایک مخصوص شکل میں سب تم سے واقف ہیں کسی بھی ضرورت پر ان سے کوئی بھی کام لے سکتے ہو۔"

"اوکے۔ کیتھی کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"اے ہاں کیتھی سے مل لو۔ اس سے کوئی کام کی بات معلوم ہو سکے تو اچھا ہے۔"

"اس کے بارے میں تم نے کیا سوچا؟"

"گوشت لے لے ملیں گے اسے۔ نکر نہ کرو اب پورا گرین پول حرکت میں آجائے گا۔ ہم چند گھنٹوں کے اندر اندر گوشت لیں پوزیشن منبھل میں گے گرین پول کے لیے یہ شکل نہیں ہے۔"

"تہذیب سے مسکراتے ہوئے کما۔" میں واپس یہاں نہیں آؤں گی۔ لیکن ٹرانسمیٹر پر تم سے برابر رابطہ ہے گا۔ بہتر ہے کہ اب ہم زیادہ طاقت نہ کریں۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ میں نے کما اور تہذیب چلی گئی۔"

اس کے جانے کے بعد میں تیار ہوا گیا تھا۔ دلی میں بار بار جیسے احساسات جاگتے تھے۔ یہ سب کچھ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ میرا ان حالات سے کوئی واسطہ نہیں تھا ایک جوام پیشہ گروہ دولت کے لیے ایک افریقی ملک کی پشت پناہی کر رہا تھا اور بس۔ پھلا اس سے مجھے کیا مچھپی ہو سکتی تھی لیکن میں پوری طرح اس معاملے میں غور ہو گیا تھا۔ کیوں؟...

آؤ کیوں؟... مجھے کیا پڑی ہے تاویلوں اور ڈاکو مارا گئی مٹا تھا۔ ابھی تک اس سے دوسری مڈھیچ نہیں ہوتی تھی لیکن وہ اس حیثیت سے مجھ سے واقف تو نہیں ہے۔ کہیں یہ سب کچھ اس کی منشا کے مطابق تو نہیں ہے؟ لیکن تہذیب پر شک کرنے کو بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ جو کچھ بھی ہے مجھ سے بڑا ملخص ہے۔ اس ہلنے کم از کم یہاں سے تو نکلا جائے اگلے کے بعد دیکھا جائے گا۔ فی الحال بہتر یہی ہے کہ ان معاملات سے پوری دیکھی بزرگ رکھی جائے۔

کیتھی براؤن تک پہنچنے میں کوئی وقت نہیں ہوئی۔ کما تہذیب سے ملے گی تھی نین جونی میں ٹیٹ سے باہر آیا ایک ٹیکسی میں سے پاس آکر رک گئی۔ ڈرائور کی کپ پر ایک مخصوص طرز کی گرین چلی گئی ہوئی تھی۔ اس نے مسکریے دروازہ کھول دیا۔ وہ عمارت معلوم ہے جہاں کیتھی براؤن کو رکھا گیا ہے؟

میں نے اندر بیٹھنے کے بعد کہا۔

"کیوں نہیں جناب۔"

"جلو۔ میں نے کما اور ڈرائور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔"

"اطراف کے حالات کیا ہیں؟" میں نے راستے میں پوچھا۔

"بڑا سکون۔"

"کوئی مشکوک شخصیت؟"

"نہیں، اب تک کسی کو نہیں دیکھا گیا۔" ڈرائور نے جواب دیا۔

تہذیب نے اپنے ساتھیوں سے میرا مکمل تعارف کر لیا تھا لیکن منزل پر پہنچ کر مجھے پارک ہوس کے نام سے مخدب کیا گیا اور پھر میں نے ایک کمرے میں جا کر اپنا میک اپ تبدیل کیا۔

کیتھی براؤن سے ملنے ایک نئی حیثیت سے ملنا چاہتا تھا۔ تہذیب مالک ایکس کی طرف سے مجھ کو کوئی پابندی نہیں تھی۔ میں اپنے طور پر بھی سوچ کر فیصلے کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ابھی کیتھی براؤن کو حقائق سے لاعلم رکھا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ اس اغوا کو کیا شکل دیتی ہے۔ میں نے یہاں موجود انچارج سے کیتھی براؤن کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے اسے صرف کھانے پینے کی اشیاء فراہم کی ہیں اس کے علاوہ اور کوئی بات اس سے نہیں کی ہے۔ علاوہ مذکورہ مسئلہ اپنے اغوا کنندگان کے بارے میں پوچھتی رہی ہے اس کی کیفیت عجیب سی ہے۔

بہر طور میں اس کی اس عجیب کیفیت کو اپنی نگاہوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں بدلی ہوئی شکل میں کیتھی براؤن کے سامنے پہنچ گیا۔

کیتھی براؤن ایک تہ خانے میں قید تھی اور اس کے تحفظ کے لیے نہایت معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک آرام دہ مسہری پر دراز تھی۔ اس کا طبیعہ کافی بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں خوفناک جھلک تھی۔ وہ کسی نواخورد شیرنی کی مانند نظر آ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ بالکل خاموش رہی، بس اس کی خوفناک چپکلی نگاہیں مجھ پر جمی رہی تھیں۔ حتیٰ کہ میں اس کے بالکل قریب پہنچ گیا۔

"سیلو میڈم! آپ سے مزاج ہیں آپ کے؟"

"دیکھو جو کچھ ہوا ہے اسے معاف کیا جاسکتا ہے۔ اگر تم

نے کسی غلط قسمی کی بنیاد پر یہ بدترینی کی ہے تو میں اس کی وجہ جاننے کے بعد تمہیں معاف کر دوں گی۔ لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر قابو پائے رکھو گے تو یہ تمہاری حماقت ہے۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ تم کتنے بڑے خسارے سے دوچار ہو سکتے ہو۔"

"ماما کیتھی! یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ سب کچھ آپ کے تحفظ کے لیے کیا گیا ہو۔ آپ جن حالات سے گزر رہی ہیں ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ کے اور ممبر موبائے کے دشمن آپ کی ناک میں گئے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نے نہایت مہارت سے یہاں تک آپ اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے، لیکن کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ لوگ آپ کی تلاش میں نہیں ہوں گے اور کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ مافیا کے سرگرم کارکن آپ کی کھوج میں ناکام رہیں گے؟"

"میں تمہارے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا۔"

"آپ مجھے اپنے ہمدردوں میں شمار کریں۔"

"اگر میں سرگرم ہوں تو کم از کم مجھے ذہنی الجھن میں تو نہ رکھو، یہی بتا دو مجھے کہ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟"

"آپ کے خیال میں ہم کون ہو سکتے ہیں؟"

"میں انہی کوئی خیال ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔"

"اس سے بڑھ کر تو کام نہیں چلے گا میڈم۔" میں نے کہا۔

"ادہ۔ ادہ۔ تم لوگ تو مجھے بالکل کر دو گے، تم مجھے بالکل کر دو گے۔"

"میڈم، کیا یہ ممکن نہیں ہوگا کہ آپ خود ہی اپنے شبہات کا اظہار کریں۔"

"نہیں، ہرگز نہیں۔ میں اپنی زبان سے کوئی نام نہیں لوں گی۔"

"نام تو ہم لیں گے میڈم! آپ بس یہ بتا دیں کہ آپ ہمارے بارے میں کیا سوچتی ہیں؟"

"نام تو میں غور کروں گی۔"

"جنرل آس کین کیا خیال ہے آپ کا؟"

"میں نے یہ نام سنا ہے لیکن آس کین سے میں براہ راست کوئی تعلق نہیں رکھتی۔"

"سنا ہے کہ اس شخص کا شمار والٹو موبائے کے دشمنوں میں کیا جاتا ہے۔"

"ہوگا... جو کوئی والٹو موبائے کا دشمن ہے وہ بالآخر سناے آجائے گا۔"

"کس طرح میڈم؟ کیا منصوبہ بنایا ہے آپ نے اس کے

بارے میں؟" میں نے سوال کیا اور کیتھی براؤن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک مسکراہٹ مسکراہٹ تھی۔

"اتنی آدمی، تم شاید پوری طرح قربیت یافتہ نہیں ہو۔ کیتھی براؤن سے یہ سوال کر لے ہو۔"

میں نے اس کے لیے میں چپے ہوئے طنز کو بخوبی محسوس کیا تھا۔ پھر میں نے کہا "ٹھیک ہے میڈم! میں جانتا ہوں کہ آپ بہشت پسو شخصیت کی مالک ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بات آپ بھی سن لیجیے، آپ جو کھیل کھیل رہی ہیں، وہ بالآخر سناے آجائے گا۔"

کیتھی براؤن میں سے ان الفاظ پر بڑی طرح چونک پڑی تھی۔ اس نے تجسس آمیز نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون سے کھیل کی بات کرتے ہو؟"

"آپ جانتی ہیں میڈم۔ آپ بخوبی جانتی ہیں۔"

"سنو! تم اگر اپنے بارے میں مجھے سب کچھ بتا دو تو شاید میں تمہارے لیے کوئی کام کی بات کر سکوں۔"

"آپ میرے کام کی باتوں کا اشرافہ دیں، ممکن ہے میں آپ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں۔"

"پہلی بات یہ بتاؤ جن لوگوں نے مجھے اغوا کیا ہے، ان میں تمہاری اپنی حیثیت کیا ہے؟"

"آپ اگر چاہیں تو انچارج تصور کر سکتی ہیں مجھے۔"

"نہیں، تم اس بارے میں کوئی نام نہیں معلوم ہو سکتے۔"

"اب اس سلسلے میں، میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ میں کس پائے کا آدمی ہوں۔"

"ہر کیف یہ سن لو، اگر کوئی مالی منافع تمہارے پیش نظر ہے تو شاید مجھ سے زیادہ دولت اس روئے زمین پر تمہیں اور کوئی نہ دے سکے مجھے! میں اتنا دے سکتی ہوں تمہیں کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔"

"شلو میڈم؟"

"شلو یہ کہ تم خود اس کا تعین کرو لیکن شرط صرف میری رہائی نہیں ہے بلکہ تمہیں وہ کام بھی کرنا ہوں گے جو میں چاہوں گی۔"

"بات قابل غور ہے میڈم! لیکن کام کی نوعیت تو بتائی جائے۔"

"پھر چالاک سے کام لے رہے ہو۔ پھلا میں اجنبی لوگوں کو اپنے کسی کام کے بارے میں کیسے بتا سکتی ہوں۔" اس نے کہا۔

"ممکن ہے ہم آپ کے لیے اجنبی نہ ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

کیتھی براؤن ایک بار پھر خیالات میں ڈوب گئی۔ پھر

پھر جو بھی بار جب تہذیب نامک ایک نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تو اس نے ہی بتا کر اب ہمارے گوتے ہل رواد جو نے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور کسی بھی وقت رعائے کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔

میں نے ابھی تک وہاں کے لیے کوئی حیثیت اختیار نہیں کی تھی لیکن اسکے بعد تہذیب مجھے تعلیم پر مبنی اس نے بیڑک کے بجائے مجھے ایک اور شکل دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ یہ شخص جو نقلی والٹو موبائے کے ساتھ سامنے کی طرح چپکا ہے گا اور اصل والٹو موبائے کا چچا زاد بھائی میکویا ہے۔ میکویا نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کا تربیت یافتہ ہے اور حقوق کی ڈی ون پبلک اسکاٹ لینڈ یارڈ سے واپس آیا ہے تاکہ یہاں کا تحفظ کر سکے۔ والٹو موبائے کے رشتے کے بھائی کی حیثیت سے اس نے بہت ساری فتنے داریاں بنبھالی ہوئی ہیں۔ اس کی جگہ لے لینا بہت ضروری ہے، چنانچہ اسے بھی گرین پول نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ گویا خاص خاص نمبر سے یعنی والٹو موبائے، کیونکہ براؤن اور میکویا اب گرین پول کے قبضے میں تھے اور ایک طرح سے گوتے ہل پر گرین پول کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

میں تہذیب نامک ایکس سے اس بارے میں بہت سے سوالات کرتا رہا اور اس کے بعد میرے چہرے پر میکویا نے کامیک آپ شروع کر دیا۔ ایک میری جسامت میکویا نے سے ملتی جلتی تھی۔ ایس میں کا فرق تھا اور میکویا نے کے بارے میں مجھے ایک فلم بھی دکھائی تھی جس سے مجھے اس کی سرکات و سکنات کی نقل کرنے میں آسانی فراہم ہو سکتی تھی۔ اس نئی حیثیت میں آنے کے بعد مجھ پر مزوری ہو گیا کہ میں نے والٹو موبائے کے پاس بیٹھ جاؤں اور تہذیب نامک ایکس کی... ولایت پر میں نے ایسا ہی کیا۔ یعنی اب ایک بار پھر ہم سب لوگ بچا ہو گئے تھے۔ کچھ اور افراد بھی یہاں طلب کر لیے گئے تھے جو والٹو موبائے کے گروپ چیلر ہوئے تھے۔

جس شخص کو والٹو موبائے کا روبرو دیا گیا تھا اسے دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ کیا بہترین فنکار تھا وہ کہ میں اٹش اٹش کر اٹھا۔ اس کے ہر انداز میں والٹو موبائے کی جھلکیاں ملتی تھیں۔ آنکھیں اٹھا کر دیکھنے کا خاص انداز مسکراہٹ کے تین رخ یعنی اس نے والٹو موبائے کی شخصیت کو اس طرح اپنایا تھا کہ شاید والٹو موبائے بھی اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا۔ موبائے کے بارے میں یہ بات نہیں معلوم ہو سکتی تھی کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے وہ گرین پول ہی کے قبضے میں ہو گا۔

کھا گیا وہاں مجھے اپنا شمار تلاش کرنے میں وقت ہو گا؟ اور کچھ نہ سہی ایسی سی کران کوکوں کو چن چن کر ہلاک کر دیا جو بک کا کے دشمن ہیں اور اس کے خلاف دن رات کام کر رہے ہیں۔ واقعی یہ ایک قدرہ و محبت کا شکر ہو گا، بھٹ آجائے گا۔ بلکہ شاید تنظیم میں شامل رہ کر بھی آئندہ مزہ نہیں آئے گا جتنا اس کام میں آئے گا۔ اپنے آپ کو آٹھنا ضروری تھا، جرائم کی دنیا میں نکل آیا ہوں، تو پھر یہ سب کچھ بھی کرنا ہو گا۔ ان خیالات سے مل کر ایک عجیب سی تعزیت کا احساس ہوا لیکن اولیو ہارڈ کی لنگاہوں سے رد پوش ہونے کے لیے فی الحال تہذیب نامک ایکس کے ساتھ کام کرنے میں کوئی ہرج نہج نہیں تھا بلکہ زیادہ بہتر تو یہ تھا کہ اس معاملے میں مکمل طور پر مجھ سے کام کروں تاکہ ذہن سے یہ احساسی اور گڈر کی کمر چھٹ جائے اور میں اپنے آپ کو ایک مصروف انسان تصور کروں۔

وہاں سے نکلی کر ایک بار پھر غلط پر پہنچ گیا۔ خیال یہ تھا کہ تہذیب جو کہ اب کیونکہ براؤن ہے، مجھ سے کوئی بات نہ کرنا چاہے گا، گوتے ہل رواد بھی اس نے کیا انتظامات کیے ہیں اور اب وہ کونسا ہے، اس کا انتظار کرنا تھا۔ لیکن تنہا رہ کر کیونکہ اب کیونکہ براؤن کی حیثیت سے تہذیب نامک ایکس میں والٹو موبائے کے پاس ہے۔ کیونکہ براؤن کے بارے میں، میں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے۔ لیکن وہ کسی طرح کامیاب نہ آئے یا نہ آئے تہذیب کو اس کی جگہ ملتی تھی اور اس طرح تہذیب، والٹو موبائے کے بالکل قریب رہ کر اپنا کام کر سکتی تھی۔ یہ سب میرے بظاہر کوئی خاص فتنے داری نہیں رہ گئی تھی۔



کیونکہ براؤن یعنی تہذیب نامک ایکس نے اس دوران میں بار مجھ سے رابطہ پر رابطہ قائم کر کے اپنی کامیابیوں کی اطلاع دی تھی۔ آخری اطلاع اس نے یہ دی تھی کہ والٹو موبائے کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے اور اس کے قتل کی کوشش کے بارے میں اس شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر تہذیب نامک ایکس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک انتہائی موزوں شخص ہے۔ انسانی مشاوریہ اور گرین پول کا ایک بنیادی کارکن ہے۔ اسے دیکھ کر تو میرا دل چاہا کہ اس کی شخصیت میں... والٹو موبائے کی طرح نظر آئے۔ والٹو موبائے کے بارے میں تہذیب نے بتایا تھا کہ اسے گوتے ہل بیچ دیا گیا ہے اور گرین پول اسے اس کے واپس لے گا۔ لیکن اس کے بعد اس کے واپس لے گا۔ لیکن اس کے واپس لے گا۔ لیکن اس کے واپس لے گا۔

”کیا... کیونکہ براؤن ایک... م سے سادگت ہو گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا تھا۔ میرے الفاظ نے ایک بار پھر اسے فتنی بحران کا شکار کر دیا تھا۔ دھنسا اس نے عقب میں رکھا ہوا تکیہ اٹھا کر پوری قوت سے مجھ پر پھینچا دیا۔ ”تم... تم باہر نکل جاؤ۔ میں کتنی ہوں تم باہر نکل جاؤ۔ تم جو کوئی بھی بزدل ہو جاؤ۔ میں... میں کسی سے کوئی بات نہیں کروں گی۔ ایک لفظ نہیں کہوں گی میں اپنی زبان سے۔ میں کتنی ہوں تم دفع ہو جاؤ۔ نکل جاؤ۔ نکل جاؤ... ورنہ... ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گی۔ سچے میں تمہیں قتل کر دوں گی۔“ وہ سہری سے نیچے آرائی۔

”اوہ، نہیں میڈم، میں آپ کے ہاتھوں قتل ہونا نہیں چاہتا، اس لیے جا رہا ہوں۔“ میں نے جواب دیا اور واپس کے لیے مڑ گیا۔ کیونکہ براؤن مجھے گالیاں دے رہی تھی لیکن شکر تھا کہ یہ گالیاں اس کی اپنی زبان میں تھیں۔ میں مسکاتا ہوا باہر نکل گیا۔ کیونکہ براؤن سے اس طرح کچھ معلوم کرنا واقعی ممکن نہیں تھا۔ کافی پانک عورت معلوم ہوتی تھی لیکن خجائے کیوں میسر ذہن میں اس کے لیے ایک شہ سر اٹھا رہا تھا اور اسی شہ کی وجہ سے میں نے اسے قید کر لیا تھا۔ والٹو موبائے کے کیس میں کیونکہ براؤن بڑی اہم حیثیت رکھتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ والٹو موبائے کے بہت زیادہ نزدیک تھی اور اس طرح اس پر دسترس رکھتی تھی گویا اس کی مرضی کے مطابق ہی یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور والٹو موبائے اس کے کسی بھی حکم سے انحراف نہیں کر سکتا تھا۔ ایک طرح سے وہ والٹو موبائے کی کنٹرول تھی۔ عجیب تھا یہ سیاہ نام شخص بھی! ایک ملک کا حکمران ہے لیکن اپنی کوئی شخصیت نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں کیا پکڑ چل رہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ اس سلسلے میں دماغ کی چولیس ہل جائیں گی۔ گرین پول کی تہذیب نامک ایکس اپنی ایک انگ حیثیت رکھتی تھی۔ وہ سامنے کام آتی آسانی سے کرتی جا رہی تھی کہ مجھے قوی ہو رہا تھا، لیکن میں جانتا تھا کہ گرین پول کے اپنے وسائل بھی کم نہیں ہوں گے۔ مگر ہارڈوے سب کچھ آپ کے لیے ہو رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا، ذرا اپنے اندر پر کھڑا ہو جاؤں، اس کے بعد اگر کامیاب ہی میں آپ کو چیلنج نہ کیا تو میرا نام بھی علی بار خاں نہیں ہو گا۔ کیا ضروری ہے کہ تنظیم میں شامل ہو کر صرف اس کے مفادات کے لیے مجوزہ تمنا میں حصہ لیتا ہوں، جب یہ فیصلہ کرنا ہے۔ ولی میں کہ جہاں نہیں بھی رہوں گا تنظیم کے مفادات کے لیے کام کروں گا تو پھر ایک کوئی بڑی جگہ ہے اور اب تو میری اس طرح چھلے دے دے میں کہ خوں سے پوری عہدیت کو اپنی منہی میں نے

اس سے آہستہ سے اپنا دھنسا گال کھجائے ہوئے کما۔ ”گرین پول...“ مگر یہ الفاظ اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر نہیں کہے تھے لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ تیز لنگاہوں سے مجھ سے دیکھ رہا ہے اور غالباً اپنے اس جملے کا تاثر میرے چہرے پر دیکھنا چاہتی ہے۔ ”آپ نے کچھ کہا میڈم؟“

”نہیں، میں یہ سوچ رہی ہوں کہ تم سے بات کرنا بھی حماقت ہے۔ ٹھیک ہے، اگر تم مجھے قید رکھنا چاہتے ہو تو رکھو لیکن ایک وقت ایسا آئے گا جب تمہیں اپنی حماقت کا شدید احساس ہو گا۔“ ”میڈم، آپ کو یہاں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟“ ”احتمالاً جیو تکلیف ہے۔ میں تم سے اب کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہی۔ شاید وہ ہتھے سے کھڑی ہو۔“

میں بدستور مسکاتی لنگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ وہ پھر سہری پر میری جاد ہو گئی تھی۔ دھنسا میں نے کہا۔ ”وٹس پیسے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟“ ”کیا؟“ وہ بڑی طرح اچھل کر بیٹھ گئی۔

”ہاں، میرا خیال یہ ہے کہ نام آپ کے لیے اجنبی نہیں ہے۔“ ”کیا وٹس پیسے پاگل ہو گیا ہے۔ اس کے لیے مجھے اعوا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ والٹو موبائے کو میری کس قدر ضرورت ہے۔ کیلئے نہیں معلوم... کہ...“ ”وہ خاموش ہو گئی پھر آہستہ سے بولی۔ ”وٹس پیسے کے آدمی جو تم؟“ ”وٹس پیسے کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں میڈم؟“ ”ایف بی آئی ہماری مداخلت میں کام کرنے والی جماعت ہے۔ کیا وٹس پیسے کوئی دوسری چال چل رہا ہے؟ کیا چاہتا ہے وہ؟“

”یہ بات تو آپ ہی بتا سکتی ہیں میڈم کہ وٹس پیسے کیا چاہتا ہے۔“ ”اُسے کچھ تم بھی تو مٹھ سے کہو۔ کیا اُسے یہ بات معلوم نہیں ہے کہ ایف بی آئی ہمارے مفادات کے لیے کام کر رہی ہے۔“ ”میڈم، آپ کو یہ بات نہیں معلوم کہ ایف بی آئی آپ کے مفادات کے لیے کون کام کر رہی ہے؟“

”وہ جو کچھ بھی ہوگا، بعد میں دیکھا جائے گا۔ فی الحال ہمارا مسئلہ ہے، ایف بی آئی پیسے ہمارا کام کر رہی ہے اس کے بعد ہم اس کے مفادات کے لیے اس سے سودا کریں گے۔ ان حالات میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے اور پھر ہم نے کب انکار کیا ہے کہ ہم ایف بی آئی کے مفادات سے روگردانی کریں گے۔“ ”ہوں... آپ ٹھیک کہتی ہیں میڈم، لیکن ہمارا نقصان وٹس پیسے سے نہیں ہے۔“

عام ہوا ہے، ان کی مگرانی کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ایک خصوصی

لیکن آپ جانتے ہیں کہ آپ کو کس طرح ان سے محتاط رہنا ہے؟

س کے گھر کے فصل خانے میں اس وقت قتل کیا گیا جب وہ

جماعت یہاں بھیج دی جائے۔ اس جماعت میں ایسے ارکان شامل ہوں گے جو والٹوموبائل کا تحفظ بھی کریں گے اور اسرائیلی مفادات کے لیے کام بھی کریں گے۔ اگر مشر موبائل اس مسئلے میں اپنا آخری فیصلہ دیتے ہیں تو اسے بھگتنا ہوں گے کہ یہیں مزید کسی اور کی مداخلت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

میسر ڈیوڈ بن گوریون نے یہاں سے بھڑک کر کہا کہ اسرائیلی نئی باسٹ میرے ساتھ ہے، میں بھی اس کا حق تصور نہیں کر سکتا تھا۔ کیا گوگل نے اسرائیلی مفادات کے لیے کام کرنا چاہتا ہے؟ فوری طور پر اس کی تفصیل معلوم کرنا مناسب نہیں تھا لیکن بڑی عمارت سے اچانک کھینچا لے رکھنا بھی تھا۔

میں ان لوگوں سے بڑی ذہانت کے ساتھ اس مسئلے میں تفصیلات معلوم کرنے لگا۔ لیکن اس طرح کہ وہ مجھ پر کوئی شبہ نہ کر سکیں۔

”اسرائیلی مفادات کے لیے یہاں جو کچھ ہو رہا ہے، میرا خیال ہے اس وقت تک اسے موٹا رکھا جائے جب تک ہم اپنے ایک مسئلے سے فارغ نہ ہو جائیں۔“

”یقیناً ایسا ہی کیا جائے گا۔ ظاہر ہے والٹوموبائل کی سلامتی ہمارے مقصد کی تکمیل کے لیے بے حد ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہیں ایک ایسا منصوبہ تیار کرنا چاہیے جس سے والٹوموبائل کے دشمن منظر عام پر آجائیں۔ اور اس کے لیے ہمیں ایف بی آئی نے کچھ خصوصی ہدایات دی ہیں، میں ان پر عمل کر رہا ہوں۔ سب سے زیادہ اہم رکن ہیں اور اسرائیلیوں ہیں، ہمارے اس منصوبے میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔“

”اوہ گڈ! مشر ڈیوڈ! اپنا یہ منصوبہ ہمیں کب تک پیش کریں گے؟“

”وہ ایک اور ذاتی کام میں مصروف تھے لیکن انھیں فوری طور پر واپس امریکا جانا پڑا ہے۔ کیونکہ والٹوموبائل کا معاملہ حکومت کے لیے خاصی اہمیت رکھتا ہے اور حکومت پر ہم لوگوں نے بھی بہت دباؤ ڈالا ہے کہ اس مسئلے کو جیسے حل کر دیا جائے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ نہ صرف ایف بی آئی بلکہ سی آئی اے بھی والٹوموبائل کے دشمنوں کے خلاف کام کرنے پر متاثر ہو جائے اور اس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ...“

”ہمارے کام میں کتنی آسانی ہو سکتی ہے۔“

”ہم اپنے دشمنوں کو آنا دیکھ رہے ہیں۔“

میں گریں لول کی مدد سے ایک منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے جس پر عمل درآمد کر کے ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔“

”اگرنا سب سمجھا جائے تو میں بھی اس منصوبے کے بارے میں بتا دیا جائے کیونکہ ہمارا مقصد صرف والٹوموبائل کا تحفظ ہے۔ اگر کوئی بہتر منصوبہ ملے تو تیار ہو چکا ہے، تو ہم بھی اس میں معاون کی حیثیت سے کام کریں گے۔“

”اس سے قبل میں ایک بات سے آپ لوگوں کو آگاہ کر دوں۔“ مائیکل بیان نے درمیان میں دخل دیا۔ ”جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں صرف تنظیم آزادی فلسطین پر نگاہ رکھتا ہوں اور مسلسل اس کوشش میں مصروف رہتا ہوں کہ اس کے افراطی مقاصد سے علم میں آتے رہیں۔ مجھے علم ہوا ہے کہ ایک چھاپا مار فلسطینی لڑکی ہمارے خلاف زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف ہے اور اس نے نہایت دوست چلانے پر والٹوموبائل کی ہلاکت کے لیے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ مجھے یہاں تک معلوم ہو چکا ہے کہ وہ لڑکی گوشتے مل میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کا نام خازرہ یقوبی ہے۔ خازرہ یقوبی کے بارے میں اس سے پہلے بھی کچھ رپورٹیں میسر ہو چکی ہیں، اور مجھے علم ہوا ہے کہ وہ نہایت خطرناک اور متفان لڑکی ہے۔ اسرائیلی جنرل سیوری ملویل نے اسے اس کے پیچھے پڑی رہی ہے لیکن اسے کوئی معمولی سا نقصان بھی پہنچایا نہیں جاسکا۔ آپ یہ سمجھ لیجیے کہ والٹوموبائل کے مقامی دشمنوں سے زیادہ خازرہ کا وجود اس کے لیے خطرناک ہے۔“

”کیا اس کے بارے میں مزید کچھ معلومات حاصل ہو سکی ہیں؟“ اس بار گریں لول نے سوال کیا۔

”یقیناً معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ میں ابھی مصروف عمل نہیں ہوا ہوں یہاں گوشتے مل میں وہ کیا کچھ کارروائیاں کر چکی ہے، اس کے لیے مجھے خصوصی انتظامات کرنا ہوں گے۔“ مائیکل بیان نے کہا۔

”میرا خیال ہے اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں آپ اس لڑکی کی فتنہ داری مجھے سوچ دیجیے میں اسے تلاش کر کے ہارک کر دوں گا۔“ گریں لول نے بولا۔

”یہ کام اتنا آسان نہیں ہو گا کیونکہ بہتر ہے کہ اس مسئلے میں مکمل سنجیدگی اور بہتر منصوبہ بندی کے ساتھ عمل کیا جائے۔“ مائیکل بیان نے کہا۔

”بہتر، میں آپ لوگوں سے کہیں بھی انحراف نہیں کروں گا لیکن مشر ڈیوڈ! ہمارے اس مسئلے میں گفتگو ہونے کو بہتر ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں کہ والٹوموبائل کے بجائے آپ لوگ...“

گریں لول سے بات کریں۔ کیونکہ کیتھی براؤن کو والٹوموبائل کی زبان نہیں جانا ہے۔“

”آپ حقیقاً کہتے ہیں مشر میکو بائے نہیں ہیں ہدایات ملی ہیں کہ کیتھی براؤن سے اس مسئلے میں آخری گفتگو کر کے وہ کاہنات مکمل کریں جن کے تحت ہمیں یہاں عمل کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔“

”تو پھر میں آپ سے کیتھی براؤن کی ایک ملاقات کا بندوبست کرانے دیتا ہوں۔“ میں نے میکو بائے کی حیثیت سے کہا اور وہ لوگ مطمئن ہو گئے۔

نشست برخواست ہو گئی لیکن میرے ذہن میں یہ بیان کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ دفعتاً ہی ایک ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جس نے میری دلچسپیوں کو جذبہ دیا تھا۔ اب تک تو میں صرف بدلتی سے یہ سب سمجھ کر رہا تھا، مقصد صرف یہی تھا کہ اوہ اور ڈک کے پکڑنے میں مل جاؤں اور اپنے لیے کوئی ایسی راہ منتخب کر لوں جو مجھے وقت گزارنے میں سہارا دے سکے لیکن اتفاقاً طور پر ایک ایسا کام نکل آیا تھا جس سے میری دلچسپیاں بہت زیادہ ہو گئی تھیں۔ خازرہ یقوبی کا نام اس سے پہلے میں نے نہیں سنا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ کوئی ایسی مجاہدہ ہو جو زیادہ تر ان لوگوں کے خلاف مصروف عمل رہتی ہو اور کبھی میری اس سے ملاقات نہ ہوئی ہو لیکن اگر ایسی کوئی مجاہدہ یہاں موجود ہے تو پھر میرا فرض ہے کہ میں اس کے ساتھ بھرپور تعاون کروں۔ میری شخصیت کتنے حصوں میں بٹ گئی تھی، اس کا میں خود بھی تصور نہیں کر سکتا تھا لیکن اب ان معاملات سے مجھے دلی دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔

تنظیم کے لیے میں پہلے ہی دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اس کے مفادات جتان بھی مجھے نظر آئیں ان سے کدہ کشی اختیار نہیں کروں گا اور انھیں انجام دینے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ یہ موقع یہاں فراہم ہو گیا تھا لیکن اب صورت حال بالکل مختلف تھی۔ اس سے قبل میں گریں لول کے منصوبے کے تحت... والٹوموبائل کے دشمنوں کو منظر عام پر لانا چاہتا تھا اور انھیں ہلاک کرنے کا خواہشمند تھا لیکن... کچھ ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی کہ مجھے والٹوموبائل کے خلاف ہی دل میں نفرت

محسوس ہو رہی تھی اور اس کے دشمنوں سے ہمدردی کا احساس ہونے لگا۔ اگر اس کے دشمن اسرائیلی منصوبوں کے خلاف ہوتے تو پھر ہمارا ہی مقصد تھا کہ ہمیں یہاں اور وہیں پھیلانے کے لیے تیار رہیں، خواہ اس مسئلے میں مجھے تعذیب ملے یا نہیں تو

وہو کا دینا پڑے، خواہ گریں لول کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا پڑے۔ ہاں میں اس بات پر کسی بات کو ترجیح نہیں دے سکتا تھا جو میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے جس مقصد کے لیے اپنا مستقبل تباہ کیا تھا، بھلا اس کے خلاف کام کس طرح کر سکتا تھا۔ تنہا نہیں ہرگز نہیں اور اب میرے دل میں شدید غمازش تھی کہ مجھے کس طرح خازرہ یقوبی کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم ہوں اور اس مسئلے میں مائیکل بیان اور گریں لول سے ہی کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ ڈبل کراس، یقیناً مجھے تعذیب ملے گی اس سے بھی غمزدگی رہتی تھی۔ حالانکہ وہ ابھی لڑکی تھی لیکن اگر میں اسے تفصیل بتا بھی دوں تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا مجھے۔ تعذیب مجھ سے کتنی ہی متاثر ہو سکتی ہے لیکن یہ بات وہ بھی اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ مسئلہ گریں لول کے غلط ہو گا اور وہ گریں لول کے مفادات سے غمزدگی نہیں کر سکتی تھی۔ البتہ ایک بات اور میرے ذہن میں آئی تھی، یقیناً طور پر تعذیب ملے گی اس کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو گا، وہ نہیں جانتی ہو گی کہ ایف بی آئی کا منصوبہ کیا ہے اور اس کی نگرانی ہو رہی ہے اس مسئلے میں گوشتے مل کو کس طرح استعمال کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات جانتی ہو گی تو مجھے ضرور چاہیے اس طرح شریک نہ کر دے کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ علی یا رخصا تنظیم آزادی فلسطین سے کتنی زیادہ دلچسپی رکھتا ہے اور فلسطینیوں کے مفاد پر دنیا کی ہر ترقی ہو رہی ہے۔

میں بہت اچھا لگا تھا۔ تعذیب ملے گا، لیکن اس کو اس بارے میں بتانا کسی طرح سودمند نہیں ہو گا، بات ایک دم سے تبدیل ہو گئی تھی۔ مجھے افسوس تھا کہ اس بیان میں مثال ہو گئی اسے نقصان پہنچانے پر آمادہ ہو گیا ہوں لیکن تنظیم کے لیے سب کچھ قبول کیا جاسکتا تھا تعذیب ملے گا، لیکن اس کو دھوکا بھی دیا جاسکتا تھا۔ میں اپنے آپ کو کسی قیمت پر اس سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

ابھی کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ کیا کروں کہ میری مشکل کا ایک حل مجھے نظر آیا۔

تعذیب ملے گا، لیکن اس نے کیتھی براؤن کی حیثیت سے مجھ سے ملاقات کی، میں اس کی انھوں میں شدید دلچسپی محسوس کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے اثرات سے کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔

اس نے حسب سابق وہ آنکھ لگا کر میرے پردہ دیا جو ہمارا آواز تھا، کوپتہ اندر جذب کر لیا کرتا تھا اور ہمیں منتشر نہیں کرتا تھا۔ دروازہ منہلو تھا جس سے بند کرنے کے بعد وہیں سے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی۔ ”میکو بائے! ہجرت الیہ طور پر آیا ہے۔“

نہ صرف یہ کہ میں اس انکشاف سے حیران ہوں بلکہ میں تمہاری فریکنگ بڑی دل سے فانی ہو گئی ہوں۔ تمہارے ایک ایسا کام اس وقت کی تھا جب مجھے اس کا شبہ بھی نہیں تھا۔ میں دوسرے سے کہہ سکتی ہوں علی بارخان کہ تمہارا ذہن دنیا کا بہترین دماغ ہے اور اگر تم باقاعدگی سے گرین ہول میں شامل ہو جاؤ تو میرا خیالی ہوتے تھیں تمہاری ترقی کے بجائے تو کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔

"ایسی کون سی بات ہو گئی تہذیب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"میں تمہیں ہی حیرت انگیز بات بتانے آئی ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ ان لوگوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جنہوں نے تم سے ملاقات کی ہے۔"

"وہ والٹومو بائے کے مفادات پر کام کرنے آئے ہیں۔ گرین ہول کے بارے میں انھیں اطلاع ہو چکی ہے اور وہ... گرین ہول کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔"

"گڈ۔ اس دوران مافی کی پراسرار خاموشی میسر کیے جرت انگیز ہے جبکہ مافی، مو بائے کے دشمنوں کے مفاد میں کام کر رہی ہے اس سے قبل تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مافی کی کارکردگی اتنی مست رہی ہو۔"

"ہاں۔ یہ بات میسر کیے بھی سخت حیرت انگیز ہے حالانکہ مافی سے کبھی بھی میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔"

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ جرت انگیز بات یہ ہے علی بارخان کہ... جنرل ٹیرس نے مجھ سے ملاقات کی ہے۔ میں تمہیں بتا سکتی کہ میں نے اپنی زندگی کا کتنا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ بات میسر کو ہم دکان میں بھی نہیں بتائی کہ کیتھی براؤن جنرل ٹیرس کی محبوبہ ہے۔"

"کیا؟" میں چونک کر پڑا۔

"ہاں نہ صرف محبوبہ ہے بلکہ یوں سمجھو کہ اس کی دستبرد میں ہے۔ جنرل ٹیرس اب تک مجھ سے بالکل غیر متعلق رہا ہے اور میسر اور اس کے درمیان اس طرح گفتگو ہوتی رہتی ہے جیسے صرف ایک اعلیٰ شخصیت اور ایک ماتحت کے درمیان ہوتی ہے لیکن اس کم محنت نے موتی سے ہی مجھ سے ملاقات کی... اور... اور مجھے کچھ ایسی صورت حال سے دوچار ہونا پڑا جس نے مجھے پریشان کر دیا تھا لیکن میں نے اس شکل و صورت کو ذہانت سے ٹال دیا۔ بعد میں مجھ پر انکشاف ہوا کہ کیتھی براؤن جنرل ٹیرس کی محبوبہ ہے اور مستقبل میں دونوں شادی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جنرل ٹیرس نے مجھ سے جو گفتگو کی ہر چند کہ وہ غیر واضح تھی لیکن کیا تم اس بات پر یقین کر دے گے

علی بارخان کہ درحقیقت والٹومو بائے کا دست راست اس کے مفادات کا سب سے بڑا نگران جنرل ٹیرس ہی اس بات کا سربراہ ہے۔ وہی اپنے طور پر تمام تیاریاں کر رہا ہے کیتھی براؤن اس کی دست راست ہے۔ وہ خود بھی جی چاہتی ہے کہ والٹومو بائے کی ہلاکت کے بعد جنرل ٹیرس کو گھٹے لی کا سربراہ بن جائے اور شاید انھیں یہ بات معلوم نہ ہو کہ جنرل ٹیرس کے اپنے خیالات والٹومو بائے سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ کہہ سکتے ہیں میں ایک نئی اور آزاد حکومت چاہتا ہوں اور اس کی خواہش ہے کہ کو گھٹے لی پر امریکی اثرات مرتب نہ ہوں۔ اس نے کسی دوسرے ملک سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا لیکن اس کی یہی خواہش ہے کہ وہ کو گھٹے لی کو کسی دوسرے بڑے ملک کی تحویل میں نہ دے دے اور ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے اس کی سیاست کو ترتیب دے۔ شاید تمہیں اس بات پر بھی یقین نہ آئے کہ وہ یہ کڑی جرح ہلاک ہوا تھا ان لوگوں کے لیے بڑی اہمیت کا حامل تھا اور بڑی مشکوک سے انھوں نے اسے وہاں تک پہنچایا تھا مجھے یہی کیتھی براؤن کو اس کی موت کا شبہید صدر ہونا چاہیے تھا کیونکہ جنرل ٹیرس نے مجھ سے باقاعدہ تقریر کی تھی اور کہا تھا کہ اگر وہ احق شخص ذرا سی غلطی نہ کر جاتا تو اس طرح ہلاک نہ ہوتا۔

تہذیب، ہاں ایکس کے انکشافات میسر کیے انتہائی سنسنی کا باعث تھے لیکن تھوڑی سی خوشی بھی ہوتی تھی مجھے۔ اس طرح تہذیب، ہاں ایکس نے کیتھی براؤن کی حیثیت سے جو کچھ معلوم کیا تھا، وہ میرے کام آ سکتا تھا۔ اگر جنرل ٹیرس واقعی اس مسئلے میں کام کر رہا ہے تو پھر میں اس کے ساتھ تھا اور اس طرح مجھے اپنے نئے منصوبے پر کام کرنے میں زیادہ آسانی ہو سکتی تھی۔ تاہم تہذیب، ہاں ایکس سے میں نے اسی طرح حیرت کا اظہار کیا اور پھر اس سے اس کے نئے منصوبے کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

"اب میں چاہتی ہوں کہ والٹومو بائے واقعی محل میں واپس آجائے میں اس کے لیے ایک خاص جگہ بنا رہی ہوں اور اس طرح میں اسے یہاں بھیج دوں گی۔ میرا خیال ہے جنرل ٹیرس مجھے آج سے تیسری رات اپنے منصوبے سے آگاہ کر دے گا اور اس طرح والٹومو بائے کے خلاف مہم کا آغاز ہو جائے گا کیونکہ پتا یہ چلا ہے کہ ایف۔ بی۔ آئی کے آنے والے رکن والٹومو بائے کے مفادات کے لیے کوئی اہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ اس سے قبل کہ وہ لوگ اپنی ان کو مشنوں میں کامیاب ہو جائیں ہم وہ سب کچھ کر لینا چاہتے ہیں۔"

"تو پھر یہ وہ کام کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے جنرل ٹیرس کو کام کرنے کا پورا پورا موقع دیا جائے کہ وہ حکومت کا تختہ الٹ دے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے طور پر ان لوگوں کو تیار کر لینا چاہیے جو ابھی کارروائی کر رہے ہیں والٹومو بائے کی یہاں موجودگی اس لیے ضروری ہے کہ نفس والٹومو بائے کے قتل کے فوراً بعد وہ اپنے آپ کو منظر عام پر آئے اور تختہ الٹنے والی قوت کے خلاف جوائی کا اعلان کی ذات خود کو کافی کرے۔ ہم اسے تمام تر صورت حال سے آگاہ کر دیں گے۔"

"والٹومو بائے کو کس حیثیت سے یہاں لارہی ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"فی الحال ایک بالکل علم حیثیت سے، یعنی نقلی... والٹومو بائے کے محافظ دستے کے سربراہ کی حیثیت سے۔ اس سربراہ کو ہم اپنی تحویل میں لے لیں گے۔ اور اپنے مال قلعے میں بھیج کر دیں گے۔" آخری الفاظ پر تہذیب، ہاں ایکس سکواڈی، جو کچھ مال خانے سے اس کی مارا وہی جگہ تھی، جہاں کیتھی براؤن اور والٹومو بائے قید تھے۔

میں نے اس کی بات سے اتفاق کیا تھا لیکن میرا ذہن شدید منفی کا شکار تھا۔ یہاں میں اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کر رہا تھا۔ وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ کاش کسی طرح میرا تعلق فخرہ یقینی سے قائم ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو لطف ہی آجائے گا اور اس کے لیے مجھے اب از میرا منصوبہ بہت ہی کرنا تھی۔

تہذیب، ہاں ایکس مجھ پر مکمل اعتماد کرتی تھی۔ اس لیے اس نے یہ بات مجھ سے نہیں چھپائی تھی لیکن افسوس اب حالات اچانک تبدیل ہو گئے تھے۔ میرے فرض نے مجھے آواز دی تھی اور میں اب مکمل طور پر تہذیب کے مفادات کے خلاف سرگرم رہا تھا۔ میں نے جو منصوبہ بنایا اس پر مجھے خود حیرت تھی۔ بدقسمتوں میں ایک اہم حصہ کے بارے میں سوچا تھا لیکن اس طرح تہذیب، ہاں ایکس میں گرفتار ہو جاتی بلکہ اس کی زندگی کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے تھے۔ باقی منصوبہ بندی تو مکمل تھی۔ بس یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ تہذیب کو کس طرح ہچکچاؤں۔ جنرل ٹیرس کے خیالات جانتا بھی ضروری تھے لیکن براہ راست یہ کوئی مشن کسی طور کا بیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ بالآخر کوئی بہتر تدبیر نہیں ہو سکی تو میں نے اپنے پہلے منصوبے پر عمل کرنا ہی مناسب سمجھا۔ گرین ہول کی گرین بیڈ میسر پاس موجود تھی۔ میرا خیال تھا اگر گرین ہول کے وہ کارکن جو اس عمارت پر تعینات تھے جہاں کیتھی براؤن کو رکھا گیا تھا مجھ سے نہ بچا سکتے ہوں گے کیونکہ اب میں میکویا کے کی حیثیت سے تھا لیکن یہ بات تسلیم کرنا پڑی کہ

تہذیب اپنے ایک ایک عمل میں مستعد تھی۔ گرین بیڈ کا سمارا نہ لینا پڑا۔ وہاں میرا استقبال پارکوی حیثیت سے ہی کیا گیا تھا۔ گویا وہ لوگ میری موجودہ حیثیت سے پوری طرح واقف تھے۔

انچاند نے میری درخواست پر مجھے کیتھی براؤن کے پاس پہنچا دیا اور وہ مجھے دیکھ کر چونک پڑی۔ میکویا نے۔

"میں میکویا نہیں ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"جس طرح میڈم آپ یہاں قید ہیں اور ایک ایسی موبائے کے نزدیک آپ کی شکل میں موجود ہے اسی طرح میکویا نے بھی قیدی ہے اور میں اس کی شکل میں یہاں موجود ہوں۔"

"کیا۔ میری شکل میں کوئی ایسی موبائے کے قریب موجود ہے؟"

"ہاں آپ کے اخوا کے بعد اس نے آپ جگہ بگڑ بگڑا لی۔"

"مگر کون ہو؟"

"انہی بنگام شیر لوں کی ایک کڑی۔"

"کس سے تعلق ہے؟"

"یہ سن کر آپ کو زیادہ خوشی نہیں ہوگی۔ میں نے کہا۔"

"اس کے باوجود میں جانتا چاہتی ہوں۔"

"تو نیسے امیرا تعلق تنظیم آزادی فلسطین سے ہے۔ میڈم کیتھی براؤن آپ جانتی ہیں کہ گھٹے لی میں والٹومو بائے اسرائیلی نواز امریکیوں کا حامی بن گیا ہے اور تنظیم کے مفادات کے خلاف

سپنس ڈائجسٹ کا مشہور سلسلہ



قیمت ۲۵ روپے

ڈاک ٹریج ۱۰ روپے

کتابی شکل میں تیار ہے

اپنے قریبی بک اسٹال سے طلبہ فرقانیت یا ہم عمر براہ راست منگوائیں۔

کنالیت پبلی کیشنز

پلاسٹ جسس نمبر ۲۲۔ کراچی ۱

موبائے کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔ فلسطینی تنظیم اس کے دفاع میں کام کر رہی ہے۔ میں اسی ادارے کا ایک رکن ہوں۔

"نت... تو کیا میں... تنظیم کی قیدی ہوں؟"

"نہیں آپ کو ان لوگوں نے قید کیا ہے جو آپ کو موبائے کا دست راست سمجھتے ہیں اور اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ آپ موبائے کے دشمنوں کو کامیاب نہ ہونے دیں گی۔"

"یہ خیال تو تنظیم کو بھی ہو سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں لیکن جاری ابھی اتنی پیچ نہیں ہے۔"

"مگر تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

"چالاک سے۔"

"یہ لوگ کون ہیں؟"

"شاید ان کا تعلق مافیا سے ہے۔"

"اوہ... انہیں یہ مافیا کے آدمی نہیں ہیں۔" کیتھی براؤن نے کہا۔

"ان کا تعلق ان الفاظ میں اور یہ الفاظ تہذیب کے انکشاف کی تصدیق کرتے تھے۔"

"ان کے پاس میں بعد میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ مجھے یہ بتائیے میں آپ کے کس طرح کام آسکتا ہوں؟"

"کیا مطلب؟"

"تنظیم آزادی فلسطین آپ کی مدد کرے آپ کا تعاون چاہتی ہے۔"

"میں بھلا اپنے بھائی کے مقاصد سے انحراف کیسے کر سکتی ہوں۔"

"خواہ ان لوگوں کی قید ہی میں کیوں نہ رہ جائیں؟"

"مجھوری ہے۔"

"اوکے۔ میں ایک پیش کش کرتا ہوں آپ کو۔ اگر آپ موبائے کو اسرائیلی ایجنٹ قتل سے روک سکیں تو میں آپ کو ان کے پیچھے سے نکال کر دے جاسکتا ہوں۔"

"کیتھی کچھ سوچنے لگی۔ پھر بولی "کیا تم مجھے گوشتے بل پہنچا سکتے ہو؟"

"گوشتے بل؟" میں نے توجہ سے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم یہ کام کر سکتے ہو تو تم سے تمہاری خواہش کے مطابق تعاون کیا جاسکتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں سمجھ گیا کہ اسے یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ گوشتے بل میں ہی رہتا ہے۔"

"گوشتے بل میں کیا آپ موبائے کے محل میں جائیں گی؟"

"نہیں۔ وہ جگہ مخدوش ہے۔ وہاں میں ایک اور جگہ قیام کروں گا۔ وہ میری ملکیت ہے۔"

"کون سی جگہ ہے وہ؟"

"گوشتے بل جاسکتے ہو تو وہاں چلو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں بدست سے فائدہ حاصل ہوں گے۔"

"یہ جگہ گوشتے بل ہی ہے۔ آپ اپنے دارالحکومت میں ہیں۔" میرے اس انکشاف سے کیتھی براؤن ششدر ہو گئی تھی۔

"وہ مجھ پر خوش ہو گئی۔"

"اگر یہ بات ہے تو فوراً مجھے یہاں سے نکالو۔ باہر چل کر میں تمہیں بتاؤں گی کہ میں کیا کرنا ہے۔"

"آپ کے پاس کوئی محفوظ جگہ موجود ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"آئیے۔" میں نے کہا اور وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

وہ سخت بیجان کا شکار تھی۔ میں اسے ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ باہر یہ دروازہ موجود تھا۔ میرے ساتھ کیتھی براؤن کو دیکھ کر وہ جڑبڑہنے لگیں۔ میں نے فوراً کہا۔

"میں نے انچارج سے اجازت لے لی ہے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ انچارج کی کیفیت بھی مختلف نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ میڈم براؤن میرے ساتھ جا رہی ہیں۔ ہم دو گھنٹے میں واپس آئیں گے۔ اور پھر میں اسے پریشان چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ میں جانتا تھا کہ تہذیب ماکہ انہیں کی طرف سے اسے ہدایت ہے کہ وہ خود رابطہ قائم کرے کی کوٹش نہ کرے۔ وہ خود ہی مزور تہذیب پر رابطہ قائم کرتی ہے گی۔ اس کے علاوہ تہذیب نے اس سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ مجھے پورے اختیارات حاصل ہیں مگر گرین پول کی جانب سے اور میرے کسی کام میں مداخلت نہ کی جائے۔ چنانچہ میں اس کی طرف سے مطمئن تھا۔

باہر نکل کر کیتھی نے کہا "اور تم کہتے ہو کہ میں تمہاری قیدی نہیں تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"ان لوگوں نے تمہارے ساتھ یہ تعاون کیوں کیا؟"

"اس لیے کہ میں سیکورائے کے ایک آپ میں ہوں۔"

"گو یا ان کا تعلق سیکورائے سے ہے؟"

"جو کچھ ہے میں کیتھی سامنے آجائے گا۔ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ آپ وہاں بیٹھیں جہاں آپ جانا چاہتی ہیں آپ کو علم نہیں، میں نے آپ کو رہا کر کے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔"

کیتھی مجھے جس عمارت میں لائی تھی وہ ایک تہذیب عمارت تھی۔ اس کے اطراف میں ایک خوب صورت باغ موجود تھا۔ عمارت میں ایک نیگرو بوڑھے اور دو جوان لڑکیوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ کیتھی کو دیکھ کر وہ دوڑ بھاگ گئی تھی۔ کیتھی کو یہاں آکر بدست اٹھانے کا ہوا تھا۔ ایک ششدر کر کے میں آکر اس نے کہا۔ "اب

تم مجھے اپنی اصلی شکل دکھا دو۔"

"کیسے؟ یہ ضروری ہے میڈم؟"

"مجھے اطمینان ہو جائے گا۔"

"آپ کو مجھ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں کی جانتا ہوں اس کے باوجود آپ آزاد ہیں۔ میں آپ کو ان لوگوں کے پیچھے سے نکال لایا ہوں۔ اگر آپ مجھ سے تعاون نہ کرنا چاہیں تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔"

وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر بولی "تمہارا شکریہ۔"

اس بات کا میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔ میرے سامنے میں تمہاری یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔"

"میں سمجھا نہیں رہا ہوں۔"

"ذاتی طور پر میں تنظیم آزادی فلسطین کے خلاف نہیں ہوں۔ جبکہ ان لوگوں نے امریکی یہودیوں کے حال میں پھنسا ہوا ہے۔ امریکن ایف۔ بی۔ آئی انہی یہودیوں کی وجہ سے ان لوگوں کے لیے کام کر رہی ہے۔ اسرائیلی ایجنٹ بھی اس کے لیے اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں۔ بدست گہری چال چلی جا رہی ہے۔ اگر تم کسی خاص منصوبے کے تحت یہاں نہیں آئے، اور مجھے بے وقوف نہیں بنانیے تو میرے ساتھ تعاون کرو۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تنظیم کی مدد کروں گی۔ اگر کوئی چال ہے تو تمہارے مجھے بتا دو۔ میں ابھی تمہارے پیچھے میں ہوں۔"

"کیا ہم ایک دوسرے پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"علاقہ نے ہی رخ اختیار کیا ہے۔ بعض اوقات یوں ہو جاتا ہے کہ دو اجنبی ایک دوسرے کے رازدار بن جاتے ہیں۔"

"کیا ہم ایک دوسرے سے بچ بول سکتے ہیں؟"

"آپ انہیں بند کر کے۔"

"تو انہیں بند کر کے؟"

میں نے کہا۔

"بولو کیا چاہتے ہو؟"

"موبائے سے آپ کا تعلق ہے؟"

"سو فیصد بھائی ہے وہ میرا۔ لیکن بالکل ناکارہ اور عیاش۔ وہ مجھ سے بے نیازہ نفرت کرتا ہے لیکن ایک ایسا مارا ہے کہ اس کا میرے پاس اگر گرفت ہو جائے تو وہ کہیں کا نہ ہے گا۔"

"گویا تم اسے دبا دھکیل کر رہی ہو؟"

"اسی طرح زندگی کو برقرار رکھے ہوئے ہوں۔"

"جنرل میرس سے تمہارا کیا رابطہ ہے؟"

"وہ میرا محبوب ہے۔ میری زندگی کا مالک۔"

"کیا جنرل میرس ہی موبائے کا پوشیدہ دشمن نہیں ہے؟"

"کیا وہی اس کی حکومت کا تختہ خراب نہیں چاہتا؟"

کیتھی براؤن کی حالت خراب ہو گئی۔ اس کا بدن کا پینے لگا۔ اور پھر اس نے سخت سہانے کے عالم میں کہا۔ "ہاں، ہم ہی... وہ موبائے کے خلاف سرگرم ہیں۔ میں جنرل میرس کو برسرِ وقت مار لانا چاہتی ہوں۔ ہم سب اس کے لیے کام کر رہے ہیں۔ بس اندر کچھ نہ پوچھنا۔ بس میں اور کچھ نہیں بتا سکتی۔ اس کے علاوہ اور کچھ... اور کچھ... وہ نہ بھال ہو گی۔ جتنی طرح اس کے پاس تھا اس نے لوں دیا تھا۔ واقعی اب اور کچھ اس کے پاس نہیں رہ گیا تھا۔"

"میڈم کیتھی براؤن! جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میں تنظیم آزادی فلسطین سے تعلق رکھتا ہوں تو حقیقت یہی ہے۔ آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ موبائے نے گرین پول سے امداد طلب کی ہے۔ گرین پول کے منصوبے سے بھی آپ واقف ہیں۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ گرین پول بڑی کامیابی سے اپنا کام کر رہی ہے۔ آپ کی جگہ گرین پول کی ایک لڑکی موجود ہے۔ موبائے کی جگہ انہیں کا ڈپٹی کیٹ موجود ہے۔ سیکورائے کی جگہ میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن میں براؤن، اب کھیل بدل گیا ہے۔ آپ مطمئن رہیں گرین پول کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ آپ یہ بتائیے آپ جنرل میرس کو گرین پول کے منصوبے سے آگاہ کر سکیں یا نہیں۔"

"تم... تم یہ تو بتا دو... تم کون ہو؟"

"پارکو۔" میں نے جواب دیا۔ اور کیتھی براؤن ایک باز پھر ششدر ہو گئی۔

"لیکن تم تو... تم تو..."

"ہاں۔ میں گرین پول کے لیے کام کر رہا ہوں لیکن دراصل میں تنظیم کا نمائندہ ہوں۔"

"اوہ! دماغ چھٹ جائے گا میڈم پاگل ہو جاؤ گی میں۔"

کیا کروں... میں کیا کروں؟ کیتھی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"آپ یہاں آرام کریں۔ میں بدست جلد جنرل میرس سے آپ کی ملاقات کا بندوبست کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے آپ اس وقت تک خود کو بے سکون رکھیں اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو ہم دونوں کے لیے نقصان دہ ہو۔"

"کیا تم... کیا تم یہ کہہ رہے ہو؟ کیا واقعی تو ایسا ہی ہو گا؟"

"ہاں میڈم۔ اس وقت تک مجھ پر بھروسہ کرنا جب تک آپ کو مایوسی نہ ہو۔" میں نے جواب دیا۔

گھر بیٹھے انگلش سکھانے والی بہترین کتابیں

HOW TO WRITE AN ESSAY

مضمون نگاری کیلئے قیمت چھ روپے

HOW TO WRITE A LETTER

خطوط نویسی کیلئے قیمت ۶ روپے

HOW TO LEARN
CORRECT SPELLING

صحیح صحیح لکھنے کے لیے قیمت چھ روپے

HOW TO WRITE
AN EXPLANATION

وجہ و تشریح کے لیے قیمت چھ روپے

CORRECT POSITIONS
OF PREPOSITIONS

پرپی پوزیشن کے صحیح استعمال کیلئے قیمت چھ روپے

HOW TO DO
COMPREHENSION

ادراک فہم کا اظہار کرنے کیلئے قیمت چھ روپے

10 DAYS TO TRANSLATION

اردو سے انگلش میں ترجمہ کرنے کیلئے قیمت بارہ روپے

HOW TO PUNCTUATE

موافق جاننے کیلئے قیمت چھ روپے

○ اندرون ملک ڈاک خرچ ایک ایک سے زائد کن لوں کا ۱۰ روپے ہوگا۔ پور ایڈٹنگ مگنانے پر ڈاک خرچ معاف (صرف اندرون ملک کے لیے) ○ کتابوں کی قیمت اور ڈاک خرچ بذریعہ آرڈر ارسال کریں۔ منی آرڈر کو بین براہ نام وپت اور کتابوں کا نام ضرور لکھیں ○ کسی قسم کی نقد رقم خط میں ڈال کر برگز نہ بھیجیں۔ ○ منی آرڈر ارسال کرنے کا پتا :
مکتبہ نفسیات۔ پوسٹ بکس ۹۴۴ سعید مینشن بیلو ریا اسٹریٹ، کراچی ۱
○ بیرون ملک پورے سیڈ کی قیمتیں من ڈاک خرچ، مشرق وسطیٰ، پاکستانی روپے، یورپ اور مشرق بعید : ۱۵/-
پاکستانی روپے، آسٹریلیا، امریکہ، افریقہ ۲۰۰/- پاکستانی روپے ○ بیرون ملک کن میں منگوانے کے لیے رقم بذریعہ ڈرافٹ روانہ کریں۔
ڈرافٹ پر نام اس طرح لکھوائیں

خط و کتابت کا پتا

مکتبہ نفسیات : پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی ۱

کیتھی نے اسے نہ سنا تھا اور خود کو بہت بے بسی سے دیکھ رہی تھی لیکن ان واقعات نے اسے سب سے بڑا رکھ دیا تھا۔ بار بار وہ چوک کر مجھے دیکھنے لگتی تھی۔ آپ کے لیے کچھ منگواؤں میڈم؟ میں نے پوچھا اور وہ چوک کر پڑی ہوں محسوس ہوا جیسے وہ اس ماحول سے روٹ کر اس کی اپنی جگہ پر گئی ہو۔ کوشش کر رہی ہو پھر اسے یاد آگیا کہ یہ عمارت اس کی اپنی ہی ہے۔ اس نے خشک ہوتوں پر زبان پھیر کر کہا۔
براہ کرم دیوار میں لگے اس میاں کے گود باندو۔
میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مڑ کر دیکھا تو وہ دو نوں
لوہیوں میں سے ایک لڑکی اندر آئی تھی۔
برائڈی: کیتھی نے کہا اور پھر میری طرف سوالیہ انداز میں

دیکھا۔
"اگر کوئی وقت نہ ہو تو ایک کافی" میں نے کہا۔
کیتھی نے چوک کر مجھ پر نگاہ ڈالی اور بولی: "جہاں تمہاری
ہمسائی ہر شربت مل جاتی ہے، کھانا نہ کرو۔"
"آسانی سے دستیاب ہو جائے تو صرف کافی" ورنہ کچھ نہیں
میں نے سوچا کہ اسے اپنے اپنی بات کا اعانہ کیا۔
"جاؤ بھئی کرو" کیتھی نے کہا اور لڑکی چلی گئی۔ کیتھی سونے
کی پشت سے نکلی گئی تھی، چند لمحات خاموش رہنے کے بعد
وہ بولی مجھے ان تمام باتوں پر یقین نہیں آتا یا کوئی غور کرتی ہوں تو
دماغ چمکنے لگتا ہے۔ تمہاری شخصیت سیدہ حیرت انجینئر، بہت
سے مساوات میں تھا جسے بارے میں میں سے کفر ہے۔ لیکن ہر
سوال کے ساتھ ایک نیا سوال آگیا، ہوتا ہے اور سمجھ میں نہیں
آتا کہ میں کیا پوچھوں۔

"آپ لوگ جس مشن پر کام کر رہے ہیں وہ بچوں کا نہیں ہے
میڈم! یہ کھیل بڈل خود اتنا اچھا ہوا ہے کہ اس کا کوئی سرکاری
نہیں کرنا چاہتا۔ اگرچہ اسے اس معاملے میں پوری طرح سہ کارم
ہیں، آپ نے خود مافیا کا سامنا کر لیا ہے۔ والٹو ہوتا ہے کہ گریں بول کے
بچہ میں سے کیا کیا ہو رہا ہے اس کیل میں۔ بہتر ہے آپ اپنے
ذہن کو پرسکون رکھیں، کوئی بھی غلط فہم سارا کھیں خراب کر دینگا۔"
"اچھا، صرف ایک بار اپنی اصلی شکل دکھا دو، میں مطمئن ہو
جاؤں گی۔"

"نہیں میڈم، میں اس ایک آپ کو کسی نور خراب نہیں
کر سکتا۔"

"تو یہ بتاؤ اب میں کیا کروں؟"
"اگر یہ عمارت آپ کی نگاہ میں محفوظ ہے تو جہاں آرام

تھا بلکہ اتفاقاً طور پر گرین پول سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اس کی تفصیل طویل ہے اس لیے آپ کو نہیں بتاؤں گا۔ گرین پول کی نمائندہ لڑکی میری دوست بن گئی اور اس نے اپنے مقاصد مجھ سے بیان کر کے مجھے اپنے ساتھ شمولیت کی پیش کش کی جس وقت میں ڈانٹو موبائے سے ملا تھا اور میں نے اس کے سیکرٹری کو آپ کے سامنے بے نقاب کر دیا تھا اس وقت میرے ذہن میں ...

والٹر مولی سے وفاداری کے جذبات موجود تھے لیکن گرین پول کی جانب سے میں اس کا تحفظ چاہتا تھا لیکن بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ ڈانٹو موبائے کے مشن میں شریک نہیں ہیں بلکہ آپ کا مشن کچھ اور ہے۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا میڈم کیٹی براؤن کو ڈانٹو موبائے میں شمولیت پر جوئی شرا و امریکیوں کی آواز کا ہے تو آپ خود سمجھتی ہیں کہ دیکر تمام مفادات کو نظر انداز کرنے پر مجبور ہو گیا اور میں نے آپ سے تعاون کا فیصلہ کر لیا لیکن یہ اس شرط پر ہے کہ جنرل ٹیرس کے برسر اختیار آنے کے بعد یہاں موجودی قائم نہ کر دیے جائیں گے۔ اگر آپ میرے ساتھ تعاون کیا تو یقین کیجئے میں سرحد پر بازی لگا دوں گا اور آپ کے مشن کو کامیاب بنائوں گا۔ دوسری شکل میں یقیناً آپ کا بدترین دشمن ثابت ہوں گا۔ " نہیں نہیں، تمہیں اس کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ ٹیرس بذات خود موجودیوں سے نفرت کرتا ہے اور اپنے وطن میں امریکی مفادات کے لیے کوئی کارروائی نہیں ہونے دینا چاہتا۔

" تو بس آپ اطمینان رکھیں میڈم براؤن کہ جنرل ٹیرس کو کامیابی سے ہلکا کرنا میری بھی فہم داری ہے اور میں اس کے لیے پوری طرح کام کروں گا۔

" گرین پول کی وہ لڑکی جس کے ساتھ تم ڈانٹو موبائے سے ملنے کے لیے آئے تھے، مجھے بہت چالاک محسوس ہوتی ہے۔ وہ ایک خود مختار حیثیت میں گرین پول کے لیے کام کرتی ہے۔ کیا تمہارا اس سے کوئی تعلق ہو جائے گا؟

" یہ میرے ذاتی معاملات ہیں، انھیں میں خود ہی دیکھوں گا آپ یہاں صرف اپنا تحفظ کریں۔ اگر میرے پاس کچھ ایسا افادہ ہوتا جو میرے لیے کام کرتے تو میں یقیناً یہاں کچھ لوگوں کو آپ کی نگرانی کے لیے مقرر کرتا۔

" اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اپنا کام کرو۔ کبھی براؤن نے کہا کہ اگر کوئی جیسے کے بعد میں وہاں سے اٹھ گیا۔

" بس اب مجھے اجازت دیجیے میڈم، زیادہ دیر آپ کے پاس رہنا خطرناک ہو سکتا ہے۔

کیٹی براؤن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم چل

کر میرے نزدیک پہنچ گئی۔ چہاں نے ہاتھ رکھا کہ میرے شانے پر رکھتے ہوئے کہا: "بعض اوقات انسان بہت کچھ ہونے کے باوجود کچھ نہیں رہ جاتا، میں بھی اس وقت ایسی ہی کیفیت کا شکار ہوں۔ تم تصور بھی نہیں کر سکتے پاؤ گے میں اپنا سب کچھ کھو چکی ہوں۔ ان دونوں میں اپنے آپ کو اتنا ہلکا محسوس کر رہی ہوں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں محسوس کیا۔

میں نے اسے تسلی دی اور باہر نکلے والے راستے کی جانب بڑھ گیا۔ تنہا دیر کے بعد میں والیس موبائے ہاؤس کی جانب جا رہا تھا۔ جو کچھ کر چکا تھا وہ دیکھ کر بے بسی بہت تھکاؤ کا شکار تھا۔

میں ایک قدم غلط تھا اور مصیبتوں کا شکار ہوا۔ چنانچہ ایک قدم ہو گیا۔ پھر ہلکا کرنا تھا۔ تھکاوٹ اور کھمبہ کی وجہ سے میری حالت خراب ہوئی تھی۔ اس کی جانب سے اب یہ اندیشہ نکلیں طویل ذہن سے نکل چکا تھا کہ کسی طور پر اس کا تعلق اوپو ہاؤس سے ہو گا۔ ہاؤس کو میں نے ایک بار پھر بدترین شکست دی تھی، وہ بڑی گہری چال چلنے کے اور بڑی طویل منصوبہ بندی کے تحت مجھے تنظیم سے برگشتہ کر کے فرانس لایا تھا۔ یقیناً اس کے ذہن میں کوئی ایسا ہی منصوبہ ہو گا جو میری ذات کے لیے نجات ہو گا۔ ہاؤس بات کا مجھے بھی یقین تھا کہ اوپو ہاؤس اگر چاہتا تو میں اس کے ہاتھوں موت کا شکار بھی ہو سکتا تھا لیکن وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ امریکی مفادات کے لیے وہ میری ذات کو اس طرح استعمال کرنے کا خواہش مند تھا کہ میرا ملک بھی اس میں ٹوٹ ہو جائے۔

میں نے اس کے منصوبوں کے بارے میں بہت کچھ سوچا تھا لیکن کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ فی الحال تو میں اس کے خیال سے نکل چکا تھا اور اس موڑ پر اسے شکست دلا۔ منہ دیکھنا پڑا تھا۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ وہ نہیں تو اس امر کی ایک بی آئی کا ڈیس بے میرے آس پاس ہی موجود تھا اور کسی بھی لحاظ سے نہ جھپٹا ہو سکتی تھی۔ موبائے کے عمل میں حالات حسب معمول تھے۔ میں یہاں کی منظمی خیر کیفیت کو ہر لمحہ محسوس کرتا تھا۔

تہذیب اس کے لیے جس میں ملاقات ہوتی۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ اسے کیٹی براؤن کی کشش کی علامت ہوا یا نہیں۔ میں نے یہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بے خبر ہے۔ وہ میرے کھنکھاتی، مجھے دیکھ کر مسکاتی اور کہنے لگی: "یہ دونوں افراد ... میری ملو کیون شمشیر اور مائیکل یان سے ہے، بے پناہ شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ میں ان کی طرف سے شدید ہراس کا شکار ہوں پاؤ گے۔

" میں نے خیال میں ابھی تک انھیں تم پر کوئی شبہ نہیں ہو سکا۔ ورنہ وہ اپنے منصوبے یوں ہمارے سامنے نہ لاتے۔

"ہاں، یقیناً ایسی ہی بات ہے لیکن اس کے باوجود میں خیال ہے ان دونوں کے لیے کچھ کرنا ضروری ہے۔ دراصل مائیکل اب اس نئے منصوبے کے لیے نہیں میدان صاف رکھنا چاہیے۔ خواہ اس کے لیے کھڑا بہت خطرہ ہی کیوں نہ ہو لینا پڑے۔

" مطلب؟

" مطلب یہ کہ جنرل ٹیرس ان دونوں سے ملا تھا اور ان کے درمیان خاص گفتگو رہی تھی۔ غالباً جنرل ٹیرس اب اپنے منصوبے پر بہت توجہ کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے مجھ سے بھی ملاقات کی تھی لیکن یہ ملاقات ان دونوں سے گفتگو کرنے کے بعد ہوئی تھی۔ آج رات کو ساڑھے گیارہ بجے یہاں سے کچھ نائٹس پر ایک مخصوص عمارت میں ان لوگوں نے ایک میٹنگ کا اہتمام رکھا ہے جنرل ٹیرس مجھے اس میٹنگ میں شرکت کی دعوت دینے کے لیے میرے کمرے پر پہنچا تھا اور اس نے مجھ سے اجازت میں مجھ سے کہا کہ اس میٹنگ میں شرکت بعد ضروری ہے جس میں اجازت میں وہ مجھے گفتگو کرتا ہے اس سے تمہارے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے بلکہ کہ جنرل ٹیرس اور کیٹی براؤن کے درمیان گہرا ربط و مضبوط ہے۔ تاہم وہ بڑی احتیاط سے کام لے رہا ہے اور تمہاری بھی میرے مرتبہ کو نظر انداز نہیں کرتا لیکن اس کی آنکھیں کچھ کھلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

" ہو سکتا ہے لیکن اس میٹنگ کے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔

" تم غالباً موجود نہیں تھے۔ جنرل ٹیرس نے مجھ سے ہی تمہارے بارے میں بھی کہا ہے کہ رات کو ساڑھے گیارہ بجے اس میٹنگ میں تمہیں شرکت کی دعوت دے دی جائے۔

" یہ میٹنگ کہاں ہو رہی ہے؟

" بیچی ہاؤس میں جو اس عمارت کے عقب میں بالکل قریب ہی ہے۔

" یہاں محل میں یہ میٹنگ مناسب کیوں نہیں سمجھی گئی؟

" جنرل ٹیرس کا کہنا ہے کہ محل میں یہاں تک ممکن ہو سکے، ایسا اہم کارروائیوں محدود رہی جائیں کہ فک و دشمنی کے بارے میں کوئی افادہ نہیں لگایا جاسکتا۔ دراصل وہ سیکرٹری والے واقعے سے تھا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ میرے ہاتھوں پر سکواریٹ پھیل گئی۔ سیکرٹری کا دفتر دیکھ کر جنرل ٹیرس ہی کے ایسا پر ہوا تھا۔

" اس میٹنگ کے بارے میں مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس میں کیا فیصلے ہونے والے ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کرنے کے لیے کیٹی براؤن کے مسئلے کو ابھی کچھ دیر کے لیے مرنے مانا تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے ایک ایک آدمی خفیہ طور پر بیچی ہاؤس پہنچ گیا۔ تہذیب مائیکل کیس کے ساتھ ہی اس پر اسرار عمارت میں گئی تھی، عمارت خاصی مضبوط بنی ہوئی تھی۔ ہتھیاروں کی جگہ سے اس کے اطراف میں کوئی نہ ہو۔ میٹنگ ہال میں نقلی ڈانٹو موبائے مائیکل یان اور جنرل ٹیرس پہلے سے موجود تھے۔ میں اور کیٹی براؤن بھی تہذیب مائیکل کیس کے ساتھ ہی اندر داخل ہوئے تھے۔ کمرے میں شے سے بارے در بیان موجود نہیں تھا۔ کسی نے اس کے بارے میں مائیکل یان سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ ایک اور کام میں مصروف ہے، اس لیے اس میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکتا۔ یہاں میں اس کی نمائندگی کر رہا ہوں۔

جنرل ٹیرس نے ڈانٹو موبائے اور کیٹی براؤن کو اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: میڈم، اب تک اس سلسلے میں مجھے جو علم ہو سکا ہے اس سے ہی افادہ ہوتا ہے کہ ہم ابھی تک مضبوط مفادات نہیں کر سکے ہیں۔ دشمن ہماری نگاہوں سے روپوش اپنی سازشوں میں مصروف ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یہ سب کچھ کب تک برداشت کریں؟ کہیں یوں نہ ہو کہ ہماری قوتِ ممانعت کمزور پڑ جائے اور دشمن اس صورت حال سے فائدہ اٹھا جائے۔

" تو آپ کے ذہن میں اس سلسلے میں کوئی مؤثر منصوبہ موجود ہے جنرل ٹیرس؟ اگر ایسی بات ہے تو براہ کرم آپ ہمیں اس سے آگاہ کریں، کیٹی براؤن یا تہذیب مائیکل کیس نے پھر وہاں انداز میں کہا۔

" میڈم، ابھی ہم کوئی ایسا منصوبہ پیش نہیں کر سکتے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی طرف سے کارروائی کا آغاز کریں۔

" وہ کس طرح؟

" ان تمام عہدیداروں کی فہرست میرے پاس موجود ہے جنھیں ہم اس سلسلے میں ٹوٹ سمجھتے ہیں۔ اگر ہم اپنے منصوبے میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے اسے یوں عمل میں لائیں کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے خفیہ طور پر قید کر دیا جائے تو پھر اس انقلاب کے امکانات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

" ہرگز نہیں، اس طرح ہمارے دشمن پس منظر میں رہیں گے اور ہم صرف اندھے سے میں تیر پلاؤں گے۔ ممکن ہے جن لوگوں کو گرفتار کریں، ان کے ذہن میں یہ منصوبہ نہ ہو۔ نقلی ... ڈانٹو موبائے نے فوراً غل و غل دیا۔ تہذیب مائیکل کیس نے اس شخص کا انتخاب یونی نہیں کیا تھا۔ یہ ذہین آدمی تھا اور اپنی پوزیشن کو پوری طرح سمجھ چکا تھا۔

" اس میں کوئی شک نہیں ہے جناب لیکن آپ کے

خیال میں کیا یہ طویل انتظار مناسب ہوگا؟

"اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے جنرل ایل ایک کو اس اقدام کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس طرح میرا تمام منصوبہ مٹی میں مل جائے گا۔" والٹو موبائے نے کہا اور اپنی بہن کی بھی براؤن کی طرف دیکھا۔

کلیتی براؤن نے فوراً اس کی تائید کرتے ہوئے کہا ہاں جنرل ایہ اقدام نامناسب ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری قوت مدافعت کمزور کیوں ہوگی؟ ہمیں دشمن کے آخری حملے کا اسی شدہ مد سے انتظار کرنا ہوگا جس طرح کرتے رہے ہیں اور جس وقت بھی یہ واقعہ ظہور پذیر ہو جائے ہم اپنے حملے کا موثر انداز میں آغاز کریں گے۔ پروگرام کی تبدیلی یقینی طور پر غیر موثر ثابت ہوگی۔

"یہ ایک تجویز تھی میرے ذہن میں اور اسی لیے میں نے سب کے سامنے پیش کی کہ سب کی رائے اس میں شامل ہو جائے۔" جنرل ٹرس نے کہا۔ ابھی یہ ہم گفتگو کر رہے تھے کہ دفعتاً ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا اور ہم سب کی نگاہ دروازے کی جانب اٹھ گئی۔ منظر کچھ ایسا عجیب اور غیر متوقع تھا کہ سب ہی اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ دو جھٹکے محفوظ ایک خوب صورت نوجوان کو بازوؤں سے پکڑے ہوئے اندر لائے تھے۔ تیسرے نے اس کے سر کے بالوں کو اس طرح مٹھی میں جکڑ لیا تھا کہ اس کا سراور کی جانب بند ہو گیا تھا۔ ان کے پیچھے ہم نے کیرن ٹی سے کو دیکھا جو مسکراتا ہوا اندر آیا تھا۔ کیرن ٹی نے کاہرہ دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ محافظ نوجوان کو پکڑے ہوئے ایک دیوار کے نزدیک رکھ گئے۔ کمرے کی فضا میں یکسویت حیرت و دہشت کا لالچا تار پڑا ہو گیا تھا لیکن چند لمحات کے بعد کیرن ٹی سے کی آواز نے یہ ڈرامائی کیفیت ختم کر دی۔

"خواتین و حضرات! بڑا دلچسپ تحفہ لایا ہوں آپ لوگوں کے لیے۔ آپ سب نے یقیناً سوچا ہوگا کہ شی سے اس اہم مناسبت کے دوران جو خوش بند ہیں نے مندرت بھی کی تھی اور ایک مصروفیت کا زمانہ تھا لیکن درحقیقت مجھے کچھ ایسا تاثر ملا ہے جس نے مجھے بن سے اندازہ ہوتا تھا اس شاندار عمارت کو کچھ لوگ بڑی دلچسپی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اس دلچسپی کو محسوس کرنے کے بعد میرے لیے مذوری تھا کہ اس معاملے کی تحقیقات کروں۔ آپ لوگوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ تنظیم آزادی فلسطین کی خوشخبری ناظرہ یقینی آپ لوگوں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ مافیا گرین پول ایف۔ بی۔ آئی۔ جنرل ٹرس بذات خود اور جو کوئی بھی بیان اس

کا رد وائی میں نہایت رازداری سے مصروف ہے سب کے سب یہ بات سمجھنے کیوں انتظار کیا ہے ہونے میں کہ والٹو موبائے کچھ اور لوگوں کے لیے بھی باعث تکلیف ہے۔ جیسے جارے ہیں دوست ان کا نام کیا ہے؟ کون ہیں یہ؟ اس کی تفصیل تو یہ بتائیں گے۔ میں آپ لوگوں کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ... ہانڈیوں کے دست راست ہیں اور آپ کی اس عمارت میں ڈانٹا مائٹس کا ایک اعلیٰ درجے کا جال بچھا چکے ہیں۔ ان میں کئی کیا کیا خوسیاں ہیں یہ تو بعد میں معلوم ہوں گی۔ لیکن ایک بات میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ بہترین ڈانٹا مائٹس انجنیر ہیں جس طرح انھوں نے اس عمارت کو بارود کا ڈھیر بنادیا ہے۔ وہ انہی کا کارنامہ ہو سکتا ہے لیکن بد قسمتی یہ کہ ان کے ساتھی اپنے آپ کو میری نگاہوں سے نہ چھپا سکے اور مجھے ان کی سرگرمیوں کا اندازہ ہو گیا۔" جنرل ٹرس اور دوسرے تمام لوگ حیرت زدہ دکھائی دیے۔ اس کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ٹرس کے منہ سے اسٹنڈ سے نکلا۔ "ڈانٹا مائٹس۔"

"ڈانٹا مائٹس" تعذیب مائیکم جس نے جتنے ہونے لگا ہیں لیکن میری نگاہیں نوجوان کا جائزہ لے رہی تھیں۔ بڑی خوبصورت شخصیت کا مالک تھا۔ بیضوی چہرہ، کشادہ لبائی، سیاہ آنکھیں گھٹا کر بال۔ بدن کو بلا جلد تھا لیکن اس کی یادداشت سے اندازہ ہوتا تھا کہ جلی کی طرح پھرتلا نوجوان ہے۔ نقلی والٹو موبائے نے بڑبڑاتے والے انداز میں کہا: "اس محفوظ ترین عمارت سے کس طرح واقف ہوئے اور یہاں تک کیسے پہنچے۔ عمارت کے آس پاس تو اچھے قاصد لوگ بچھلے ہوئے ہیں؟"

میں ان لوگوں کی جانب متوجہ نہیں ہوا۔ میرے لیے تو یہی کافی تھا کہ تنظیم آزادی فلسطین کا ایک اہم رکن اور طاقتور قیدی کا دست راست اس وقت مصیبت میں گرفتار ہے۔ میری ذہن برق رفتاری سے کام کر رہا تھا کہ مجھے اس نوجوان کی بے خبری کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ کوئی اعتراف قدم اٹھانا کسی طور سے نہیں تھا۔ اس لیے کوئی لمبی چال ہی چننا ہوگی۔ میں کسی بھی راستہ سے متوجہ ہوئے بغیر سفاکی سے اس نوجوان کو گھور رہا تھا۔

دفعتاً مائیکل یان سے اپنا بیوقوف نکال لیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ اس نوجوان کی طرف رخ کر کے پیچھے ہٹے۔ "اس کے بعد میں آتی ہوگی ان اتار دی جائیں گے۔ اسے سانس لینے کی ہمت نہ مل سکے۔"

رک جاؤ مائیکل یان! میں نے ہاتھ اٹھا کر سخت لہجے میں کہا۔ ریوا اور واپس اپنی جیب میں رکھ لو۔

میرے بھی کچھ پر مائیکل یان کا منہ بگڑ گیا۔ اس نے اپنے ساتھی کیرن ٹی کی طرف دیکھا اور پھر ریوا اور واپس جیب میں رکھ لیا۔ میں آہستہ آہستہ اس نوجوان کے قریب بیچ گیا تھا۔ جس لحاظ سے اس کے سر کے بال پکڑ رکھے تھے، اسے میں نے ہدایت کی کہ اس کے سر کے بال چھوڑے۔ محافظ نے فری طور پر میری ہدایت پر عمل کیا تھا۔ فلسطینی نوجوان نے سر کو ادھر ادھر جھٹکا اور پھر اس کی زبان میں میری طرف اٹھ گئیں۔ ان آنکھوں میں شدید نفرت بھری ہوئی تھی۔

میں نے اس کی نفرت کے اس انداز کو نظر انداز کر کے سر اٹھایا۔ میں کھانا اب تم اپنی زبان کھول دو۔ کون ہو تم؟ اور کس کے ایما پر یہاں آئے ہو؟ اس عمارت کے بارے میں تمہیں کس طرح حقائق حاصل ہوئے ہیں؟ اور کتنے آدمی اب اس کے آؤٹ میں چھپے ہوئے ہیں؟

اس نے ایک لمبی سی آواز سے نکالی اور حقائق بھرے انداز میں رٹ بدل لیا۔ جیسے ان سوالات کی اس کی نگاہ میں کوئی سختی نہ ہو۔ اور وہ ان کے جواب دینے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو۔ میں نے گہری نگاہوں سے نوجوان کے بگڑے ہوئے زور دیکھے۔ بول محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ہر قسم کا تشدد برداشت کرنے کے لیے تیار ہو لیکن اس کی اس کیفیت کو کیرن ٹی سے باہر برداشت نہیں کر پاتا تھا۔ مائیکل یان کا چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔ وہ شاید میری مدافعت سے خاموش ہو گیا تھا۔ درنہ ذری طور پر نگاہ سے اس نوجوان کے خلاف کیا کارروائی کر ڈانٹا۔

جس دوسری بار بھی میری بات کا اس نے کوئی خاص جواب نہیں دیا تو مائیکل یان برداشت نہ کر سکا وہ تیزی سے اندر فلسطینی نوجوان کی طرف لپکا۔ اس کے منہ سے غصے بھری آواز نکلی۔ "تمہاری یہ خیال... میں تمہیں ایک منٹ میں سزا کر دوں گا۔" اس نے گھٹنا بنا کر فلسطینی نوجوان کے سر پر مارا لیکن جوتھی وہ اس کے قریب ہوا۔ فلسطینی نوجوان نے مل جل مل جل سے دو ٹوک پاؤں اوپر اٹھائے جو کھدو محافظ اس کے بازوؤں کا زور سنبھالے ہوئے تھے اس لیے ایک لمحے وہ سب کچھ سو گیا جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ نوجوان کے دونوں پاؤں مائیکل یان کے منہ پر پڑے اور وہ تیزی سے ہٹا ہوا دوسری طرف جاگ رہا تھا۔ جو کچھ ہوا وہاں سے گزرا۔ میرے اور دوسرے لوگوں کی طرح دونوں محافظ نے حیرت سے دیکھا۔

کیرن ٹی نے تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مائیکل یان کو گھٹنے کی ٹوٹ ش کی۔ وہ زمین پر پڑتا ہوا تھا۔ خاصی

شدید ضرب لگی تھی اس کے چہرے پر۔ اس کے سامنے والے دونوں دانت ٹوٹ گئے تھے، رخسار پر سیاہ نشان پڑ گیا تھا۔ بشکل تمام اسے سہارا سے رکھا گیا تھا۔

میں نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور پھر میں نے سر دھچکے میں کہا۔ میں تمہیں منہ کر رہا تھا مائیکل یان اور پھر جب میں یہاں موجود ہوں تو تمہیں میری آواز سے اپنی آواز بلند نہیں کرنا چاہیے۔ "اودہ مٹھیکو یا نے آپ اپنی کارروائی جاری رکھیں۔"

یہ فدا حق قسم کا جذباتی آدمی ہے۔ "بہتر یہ ہے کہ اسے یہاں سے باہر لے جاؤ۔" میں نے کورشت لہجے میں کہا اور پھر واپس نوجوان کی طرف مڑ گیا۔ "تم اگر اپنے آپ کو بہت زیادہ مضبوط سمجھتے ہو اور یہ سوچتے ہو کہ تمہاری زبان بند رہ سکے گی تو اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو۔ جو کچھ تم سے ہو چکا جا رہا ہے اس کا جواب دو۔ میں آخری بار تمہیں یہ وارننگ دے رہا ہوں۔"

نوجوان نے حقارت سے زمین پر پتھوک دیا اور ویلے ہی نفرت بھرے لہجے میں بولا۔ "تم لوگ... تم لوگ کتے ہو، میں تمہیں سڑکوں پر چھوڑنے والے کتوں سے زیادہ احمیت نہیں دیتا۔ اگر تم میرے بارے میں ہی جانتا چاہتے ہو کہ میں کون ہوں تو اس کا تمہیں اندازہ ہے۔ میرا تعلق غلط فلسطین سے ہے اور میں اس کی بقا کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں۔ والٹو موبائے جیسے بے اختیار اور بے فہم کے لوگ اسرائیلیوں کو لینے والے میں بٹا جیتے ہیں۔ یہ اسرائیلی وحشی، فلسطین کی سرزمین پر تو جو کچھ کر رہے ہیں وہ ایک طرف لیکن ان کے گھٹاؤنے مقاصد آدھی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر رنگ اپنے لیے راستے ہموار کرتے ہیں۔ تم لوگ اس ایک پلانٹ کے بارے میں جانتے ہو جو والٹو موبائے کو کھینچ لیا۔ بنا کر یہاں اسرائیلی مفادات کے لیے کام کر رہا ہے۔ اور اس کی اہمیت پر غور کرو تو تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ صرف فلسطینی عوام ہی کے خلاف سازش نہیں ہو رہی بلکہ تمہارے کون کون اس کی لپیٹ میں آئے گا۔ ہم اسرائیل کے قدم محدود کر دینا چاہتے ہیں۔ ہمارے جیسے نہیں دیتا چاہتے اور تم... تم سب لوگ جو مختلف قوموں اور مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے ہو کتوں کی طرح اپنے سامنے چھینکی بنانے والی بڑیوں کی طرف بھاگتے چلے آتے ہو یہ سوچتے سمجھتے بغیر کہ تمہاری ان کوششوں سے دوسروں کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہاں، میں آزادی فلسطین کا مجاہد ہوں، فلسطینی انقلاب سے یہ قسم ہے اور میں تم سب کو ڈانٹا مائٹس سے آگاہ دینا چاہتا ہوں۔ تمہاری تمام تر مقاصد، تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔ صرف

آیا۔ راستے میں کسی قسم کی کوئی مداخلت یا ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی تھی جو قابلِ توجہ ہوئی۔ ان دونوں کو اپنی جگہ بیٹھنے کے بعد میں وہاں سے نکل آیا۔

میں ذہنی الجھنوں کا شکار تھا۔ جتنا نہیں جزیل ٹیرس اس نوجوان کے ساتھ کیا سوک کرے؟ اس سے فوری رابطہ قائم کرنا ضروری تھا۔ میں جزیل ٹیرس کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میری اس سے ملاقات ہوئی۔ جزیل خود ہی میری رہائش گاہ پر پہنچا تھا۔

میں نے پرنسپل انداز میں اس کا استقبال کیا اور اسے اندر لے آیا۔ پھر میں نے پوچھا: "فلسطینی نوجوان کو آپ کسے کہاں قید کیا ہے جزیل؟"

"ایک مخصوص قید خانے میں۔ آپ مطمئن رہیں، وہ وہاں سے فرار نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی فرار کر لیا جاسکے گا۔" جزیل ٹیرس نے جواب دیا۔

"اس کے زخموں وغیرہ کی دیکھ بھال کے لیے آپ نے کوئی معقول بندوبست کیا ہے؟"

"ہاں، آپ اطمینان رکھیں سٹارٹ۔ بہت۔ وہ شدید زخمی نہیں ہے۔ جی نے اس کے زخموں کی مرہم بھی کرادی ہے۔" جزیل ٹیرس نے جواب دیا۔

"ان دونوں کی کیا پوزیشن ہے؟"

"دونوں کی لاشیں جھکانے لگا دی گئی ہیں۔" جزیل نے سکون سے جواب دیا اور میں اچھل پڑا۔

"اوہ! تو کیا وہ دونوں..."

"ہاں۔ وہ اسی جگہ مر چکے تھے۔"

"لیکن جزیل! ان کی اس طرح موت ہمارے لیے بہت سی الجھنیں پیدا کرے گی۔ خاص طور پر وہ محافظ۔ ان کے قیدیہ یہ بات منظر عام پر آسکتی ہے۔"

"اس خفیہ شلنگ کے لیے محافظوں کا بندوبست میں نے کیا تھا۔ کیرن شی سے کوئی شکایت نہیں ہے اس فلسطینی نوجوان کے بارے میں اشارہ ملا تھا۔ اس لیے وہ اس کے پیچھے لگ گیا۔ ان کی یہ کارروائی... ہمارے حق میں تھی لیکن اس کے بعد اس نے جو کچھ کیا، وہ خاص ذاتی غنا کی بنیاد پر تھا۔ محافظوں کو ہلاکت کر دی گئی ہے کہ وہ اس واقعے کو بھول جائیں، اور وہ بھول جائیں گے۔"

"آپ مطمئن ہیں؟"

"اغلیں ذہنی سے نکال دیجیے سٹارٹ۔ جزیل نے کہا۔

"ویسے اس واقعے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جزیل؟"

وہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، فلسطینی جھاپا مار اس اسٹریٹیجی پلانٹ کی نگرانی میں کیا کافی عرصے سے کام کر رہے ہیں جو سٹارٹ موٹو کے نیچے کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔

"یہ ایسی پلانٹ کہاں واقع ہے جزیل؟ میں نے سوال کیا۔

"اس سلسلے میں تمام معلومات خفیہ رکھی گئی ہیں اور چونکہ میرا کوئی تعلق براہِ راست ان باتوں سے نہیں تھا اس لیے میں نے اس میں دخل نہیں دیا۔"

"جزیل ٹیرس؟ کیا آپ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ وہاں موٹو موبائے... میرا خیال ہے سب سے زیادہ آپ پر اعتبار کرنا ہے۔"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سٹارٹ موبائے مجھے خصوصی اہمیت دیتے ہیں۔"

"اس کے باوجود آپ یہ کہتے ہیں کہ ایسی پلانٹ کی اصل جگہ آپ کو علم نہیں ہے؟"

"آپ کی سمجھ میں رہ سکتا ہے اگر سٹارٹ موٹو موبائے مجھ پر اعتماد کرتے ہیں تو میں کسی بھی شخص کو خواہ وہ کتنی ہی بڑی حیثیت کا مالک کیوں نہ ہو، ان کے کسی ملازم سے گھر کا گھر رکھتا ہوں؟ جزیل ٹیرس نے جواب دیا۔

"آپ ایک قابلِ فخر آدمی ہیں جزیل! میں آپ کی اس بات کی دل سے قدر کرتا ہوں۔"

"میرے لیے اور کیا حکم ہے سٹارٹ موبائے؟" جزیل نے کسی قدر تشکک لہجے میں کہا۔

"آپ سب سے پہلے میں کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں فلسطینی نوجوان کے ہاتھوں ان دونوں کا قتل آپ کے خیال میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟"

"سٹارٹ موبائے آپ نے دیکھا کہ میں صرف ان معاملات میں مداخلت کرتا ہوں جن کی مجھے اجازت دی جاتی ہے۔ سٹارٹ موٹو موبائے وہاں موجود تھے۔ وہ اپنے طور پر کوئی بھی حکم چلا کر سکتے تھے۔ اور اگر وہ مجھے کوئی حکم دیتے تو پھر میں اس سلسلے میں مداخلت کرتا۔ ویسے میرا اپنا ایک اندازہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

"میں نے دلچسپ لگا ہوں سے جزیل ٹیرس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ان دونوں کی موت میں خاصی دلچسپی لی تھی ادا شاید آپ اندازہ کر چکے تھے کہ وہ فلسطینی نوجوان ان دونوں پر بھاری پڑ جائے گا۔ حالانکہ یہ دونوں معمولی حیثیت کے مالک نہیں تھے۔ لیکن فلسطینی گروہوں کو جس انداز میں تربیت دی جاتی ہے، وہ انھیں فولاد بنا دیتی ہے۔ ادا آپ نے اس فولاد کو اپنی طرح سے جانچ لیا تھا۔ جزیل ٹیرس کی تیر اور جگہ لڑائی میں

طرف نگاہیں تھیں۔ لیکن جیسے ہی دونوں کی مواصلات سے پریشان کر دی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے اس انکشاف پر میں پریشان ہو جاؤں گا۔ لیکن میری آنکھوں میں یا میرے چہرے پر پریشانی کا کوئی شائبہ بھی نہیں تھا۔

"ہاں شاید آپ کا یہ خیال درست ہے جزیل؟"

"سوال کر سکتا ہوں سٹارٹ موبائے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"جزیل موبائے درمیان بہت سارے معاملات محنت ط انداز میں چل رہے ہیں۔ مدعا یہ ہے میں اس بات کا جواب آپ کو نہیں دے سکتا۔"

"تخلیک ہے؟ میں اس بات پر اصرار بھی نہیں کروں گا۔ ویسے آپ اس فلسطینی نوجوان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

"یہ بھی میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال آپ کے لیے ایک پیغام ہے یہ سیکرٹس۔"

"پیغام اس کا پیغام؟" جزیل ٹیرس نے سوال کیا۔

"جزیل! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اسے فوراً سنیں! آپ کو ایک جگہ پہنچنا ہے رات کے کسی بھی حصے میں یا کل دن میں کسی بھی وقت۔"

"کہاں؟" جزیل ٹیرس کچھ ہونکا ہوا سا تھا۔

"اس کا جگہ کا نام ساؤتھ پارک ہون ہے۔ میں نے جواب دیا۔

جزیل کے ذہن میں ایک لمحے کے لیے ریش پید ہوئی تھی لیکن اس نے اپنے ہمسکے سے کسی قسم کے تردد کا اظہار نہیں ہونے دیا اور یہ خیال انداز میں ٹھوڑی کھاتے ہوئے بولا: "ساؤتھ پارک ہون میرا خیال ہے میں اس علاقے اور اس عمارت کے بارے میں جانتا ہوں، لیکن وہاں سے یہ پیغام کس نے دیا ہے؟"

"میں نہیں جانتا، بس مجھ سے اس بارے میں درخواست کی گئی تھی اور میں نے وہ درخواست آپ تک پہنچا دی۔"

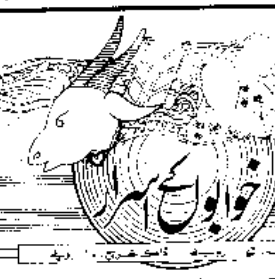
"آپ ہوائیں تر چلا رہے ہیں سٹارٹ موبائے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے اس عمارت کا حوالہ مجھے کیوں دیا ہے۔" جزیل نے کہا۔ اس کی آواز میں کوئی خاص بات ضرور تھی جسے میں نے بخوبی محسوس کیا۔ اور اس کے بعد مجھے یوں لگے لگا جیسے جزیل میری طرف سے محتاط ہو گیا ہے۔

"آپ کو وہاں ضرور جانا ہے جزیل! اگر ضرورت محسوس کریں تو آؤ، ہاں وہاں موجود اس شخصیت سے بات چیت کر سکتے ہیں جن نے آپ کے لیے پیغام دیا تھا۔"

"خیر سٹارٹ موبائے۔ میں قید میں جانا کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ میں اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں؟"

"اوسکے جزیل۔ میری بات پر غور کر لیتا۔" میں نے کہا، ادا جزیل ٹیرس کوئی جواب دینے کے بغیر باہر نکل گیا تھا۔ لیکن میری جگہ جس بتاری تھی کہ جزیل کے ذہن میں جیسے ہی کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر جزیل کسی بھی طرح کوئی رابطہ سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو پھر جزیل اس کا ذہن صاف ہو سکتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے مجھے محتاط رہنا تھا۔ جزیل ٹیرس اس واقعے سے خود کو اس قدر بے تعلقی نہیں رکھ سکتا تھا، اس نے وائٹو موبائے کی خاموشی کے سہارے اپنی خاموشی کا جواز بھی پیدا کر لیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ اپنے درمیان کیرن شی سے اور مائیکل ریان کی موجودگی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ان دونوں شہر آویڑوں سے خود اس کا منصوبہ بھی خطے میں پڑ جاتا تھا۔ اب وہ کبھی ملاؤں سے ملاقات کرے گا۔ اور اس کے بعد اس کا رویہ تبدیل ہو جائے گا۔ مائیکل ریان کی قید میں تھا اور میں... اُسے حاصل کرنا چاہتا تھا، تاکہ اس کے ذریعے خانہ یقوتی سے رابطہ قائم ہو سکے۔ تشنگین آزادی فلسطین کی یہ رکن یہاں اپنی ذہانت کا لوہا منو جاتی تھی اور اس کے تذکرے عام تھے۔ چنانچہ یہی وجہ رہا تھا کہ اگر مجھے اس کا سہارا مل جائے تو بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس سے ملنا کام جلد ابھی دور تھا۔ سب سے پہلے تہذیب ماکہم ایس کو سنبھال

فولاد کی تیر کی حقیقت اس کی تیر کی تیر کے بارے میں ایک کتاب



خوابوں کے گہرائی

خواب کیا ہوتا ہے؟
ان کی تیر کی تیر ہے؟
خواب کیوں نظر آتے ہیں؟
فولاد کی تیر کی حقیقت

خواب کی تیر کی تیر ہے؟
ان کی تیر کی تیر ہے؟
خواب کیوں نظر آتے ہیں؟
فولاد کی تیر کی حقیقت

خواب کی تیر کی تیر ہے؟
ان کی تیر کی تیر ہے؟
خواب کیوں نظر آتے ہیں؟
فولاد کی تیر کی حقیقت

تھا اس کے لیے زبردست تیاریاں کرنا پڑی تھیں مجھے نہ ہنسی

طور پر میں ایک ایک لمحہ صوف رہا تھا۔ مجھے عملی اقدامات بھی اس دوران کرنا پڑے تھے مثلاً مجھے اندازہ تھا کہ جب تہذیب ماکم ایکس کو یہ بات معلوم ہوگی کہ کیتھی براؤن اس کی قید سے رہا ہو چکی ہے تو پھر اپنے آپ کو وہ شدید غصے میں غوس کرے گی اور فوری طور پر یہاں سے نکل جائے گا پر وہ گرام نہائے گی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان تمام حالات کے باوجود تہذیب ماکم ایکس اور انٹو موبائے کے محل سے دور ہو جائے اور میں خود بھی اس کے بعد میکویا کے کیتھیت سے نہیں رہ سکتا تھا۔ حالانکہ سب کچھ میرا ہی کیا دھرا تھا لیکن تہذیب ماکم ایکس گرین پول کی "محقق" تھی، مطلق انصاف اور خود فیصلے کرنے والی۔ اگر میں اس کے ہانے کے بعد خود میکویا کے کیتھیت سے محل میں رہتا تو اسے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ میں اتنا مطمئن کیوں ہوں۔ جبکہ میکویا کے ہی کیتھیت سے کیتھی براؤن کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ چنانچہ فوری طور پر مجھے اپنی شخصیت تبدیل کرنا تھی۔ اور اس طرح اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ میں اپنے بہت سے اختیارات کھو بیٹھا میکویا کے کیتھیت سے مجھے یہ اختیارات حاصل تھے کہ میں کسی بھی حالت میں براہ راست شریک رہوں اور میری اپنی آواز بھی دوسری آوازوں سے بلند ہو لیکن اس کیتھیت کو براہ راست رکھنا مشکل تھا۔ میں نے ان تمام باتوں پر بہت غور و فکر کیا تھا۔ اور اس سلسلے میں جو انتظامات کیے تھے وہ یوں تھے۔

میں نے سوچا تھا کہ تہذیب ماکم ایکس کو جب صورت حال کا علم ہوگا تو اسے مشورہ دوں گا کہ وہ اپنا میک آپ تبدیل کرے اور ہمیں ملے۔ مجھے خود بھی اپنا میک آپ تبدیل کرنا تھا اور اس کے لیے میں نے دو ایسے کاررواؤں کا انتخاب کر لیا تھا جن کی جگہ میں اور تہذیب ماکم ایکس ملے سکتے تھے۔ ان میں سے ایک اس محل کا نگران فلائیڈ بیسن تھا اور دوسری ایک ریکی جویزی مارٹن جو سیاہ فام تھی اور محل کی نگلانی کے امور میں ایک مخصوص حیثیت رکھتی تھی۔ ہم دونوں ان دونوں کی شکل میں بآسانی آ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ نظام اور کوئی کردار ایسا نظر نہیں آتا تھا جس کی شکل اختیار کر کے ہم اس محل میں آزادانہ کام کر سکیں، چنانچہ میں نے ایک آپ کے سامان کا بھی استعمال کیا تھا جس کے ذریعے ہم ان دونوں کی شکلیں اختیار کر سکتے تھے لیکن یہ سب کچھ نہایت مہلت اور احتیاط سے کرنا تھا یہ ضروری نہیں تھا کہ حالات ہر وقت میسر نہ رہیں ہوں۔ کسی وقت صورت حال گڑبگ بھی ہو سکتی تھی اور میں جانتا تھا کہ جہاں بھی میں نے چوٹ کھائی وہاں سے میرے زوال کا آغاز ہو جائے

گا اور یہاں میں کچھ نہیں کر سکتوں گا۔ فی الحال اپنے کمرے میں ہی رہنا مناسب تھا۔ یوں بھی رات خاصی گہری ہو چکی تھی۔ والٹو موبائے اپنی آرام گاہ میں چلا گیا تھا اور تہذیب ماکم ایکس کیتھی براؤن کی حیثیت سے اپنی آرام گاہ میں تھی۔ اس نے مشکل تمام خود پر قابو پایا ہو گا۔ درہان حالات میں وہ مجھ سے رابطہ قائم کرنا ضروری سمجھتی۔ ہم دونوں محتاط انداز میں ہی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے لیکن رات کے غالباً دو بجے تھے اس وقت اور میری بلکس بوجھل ہو چکی تھیں، جب اچانک دروازے پر دستک سنا دی۔

میں اچھل پڑا۔ اس وقت دروازے پر دستک دینے والی دو ہی شخصیتیں ہو سکتی تھیں، جنرل ٹرس یا تہذیب ماکم ایکس۔ تاہم میں نے بقول نکالا اور بری احتیاط کے ساتھ دروازہ اس انداز میں کھول دیا کہ اگر کوئی... کارروائی بھی ہو تو میں اس کی غدی زدوں میں نہ آسکوں۔

جنگلی باجور کی طرح اندر گھس آئے والی تہذیب ماکم ایکس ہی تھی۔ اس کی وحشت اور جلد بازی سے میں نے اندازہ لگایا کہ کسی نہ کسی طرح انچارج سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ اس نے احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھا اور پھر مجھ پر نگاہ پڑتے ہی آنکھیں بند کر لیں اور دم گھم لہجے میں بولی "دروازہ بند کرو مل! دروازہ بند کرو۔" اس کی ذہنی کیفیت کا میں بخوبی اندازہ لگا رہا تھا۔ میں نے پھر قی سے دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر تیز روشنی کے سورج کی جانب ہاتھ بڑھایا تو تہذیب نے پچھتی سے آگے بڑھ کر میرا بازو پکڑ لیا "میں رہتے دو، رہتے دو" جی نہ جلاؤ۔

"کیا تم بہت کم کافی پریشان نظر آ رہی ہو؟" میں نے معجزانہ انداز میں کہا۔
"اوہ... اوہ مل! جلدی سے مجھے ایک بات بتاؤ، پہلے جلدی سے مجھے ایک بات بتاؤ۔" اس نے بے صبری کے انداز میں کہا۔
"خیریت! کیا بات ہے؟" میں نے متوجہ ہونے کی ادکاری کرتے ہوئے کہا۔
"کیا تم نے... کیا تم نے کیتھی براؤن کو اس جگہ سے ہٹا دیا ہے؟"

"کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھتی تہذیب؟"

"یہ بتاؤ کیا تم میرا وارنر پہنچے تھے؟ کیا تم نے انچارج سے کہا تھا کہ تم کیتھی براؤن سے ملنا چاہتے ہو؟ اور اس کے

بعد تم... تم..."

"تہذیب! براؤن کو اپنے محاسن بھال کر وہ تمہیں شخصیت کے لیے اتنی بدعاشی موزوں نہیں ہے۔ بیٹھو آرام سے بیٹھ جاؤ۔ کیا بوائے گھٹے تفصیل سے بتاؤ؟"

"تو تم نہیں گئے...! تو تم وہاں نہیں گئے۔" تہذیب نے ڈوبتے ہوئے جھنجھکیاں کھائی۔ اور میں لمبے سہارے کر مہری تک لے آیا۔

"بیٹھو! بیٹھو... بیٹھ جاؤ... کیا لاؤں تمہارے لیے؟"

"کچھ نہیں... کچھ نہیں... میں واقعی کچھ زیادہ ہی بوکھلا گئی ہوں۔ سپرینز محسوس مت کرنا۔ تہذیب گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولی میں خاموشی سے اس کی شکل دیکھتا رہا تھا۔ میں نے اپنے انداز میں پیدائی کا تاثر پیدا کر لیا تھا۔ تہذیب چند لمحات گہری گہری سانسیں لیتی رہی۔ پھر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا "ایک شخص، یعنی تم... یعنی مسٹر میکویا کے اس جگہ پہنچا جہاں ہم نے کیتھی براؤن کو قید کر رکھا تھا۔ اس نے کیتھی براؤن سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا چونکہ انچارج کو یہ بات معلوم تھی کہ تم گرین پول کے لیے ایک ام کام انجام دے رہے ہو اور اس وقت تم میکویا کے میک آپ میں ہو اس لیے اس نے کوئی قرض نہ لیا اور تم کیتھی براؤن کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک وہاں رد کرتے اسے ساتھ لے کر باہر آئے اور پھر کہیں چلے گئے۔ انچارج نے صرف اس لیے مخالفت نہیں کی کہ میں نے اسے تمہارے سامنے میں مکمل ہدایات دے دی تھیں۔ اس کے بعد سے کیتھی براؤن وہاں واپس نہیں پہنچی، جیسے اچھے والیں نہیں پہنچی۔ انچارج بے حد پریشان تھا۔ میں نے اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا، اس لیے وہ بھی مجھے اس بارے میں اطلاع نہیں دے سکا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تک ہی اتنا تھوڑا سا رابطہ تھا کہ تمہارے جھوم سے تنگ آکر اس سے بات کو نہ لے سکتے تھے۔ لیکن اب یہی اور وہاں کی خیریت معلوم کرنے کے لیے تو انچارج منہ مجھے بتاتے ہیں کہ انداز میں یہ بات بتائی... یہ ہاتھ ہے مل... میرا خیال ہے... میرا خیال ہے کہ اگر تم نے یہ سب کچھ نہیں کیا تو ہم... تو ہم بے قابو ہو گئے۔ پھر اس بار پھر یہ خاک میں مل گیا مل۔ ہم اپنی اس کوشش میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے۔" تہذیب بہت زیادہ زور سے نظر آ رہی تھی۔

میں بھی خاموش رہا۔ میرا انداز اس کے سامنے ایسا ہی تھا جیسے اس انکشاف پر میں بیٹھ رہا ہوں۔ پھر میں نے آہستہ سے تہذیب کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ بہت

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

بہتر ہے کہ تم...

نہ بارو تہذیب! بہت نہ بارو! یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے، کس طرح ہو سکتا ہے... غور کرو اس پر۔"

"میرا ذہن ماؤف ہو رہا ہے، میں اعتراض کرتی ہوں مل! مجھے اتنا شدید ذہنی جھٹکا لگا ہے کہ میں سوچنے کی قوتیں کھو بیٹھی ہوں۔ اس وقت میں شاید تمہارے پاس نہ آتی، کیونکہ جس قدر احتیاط میں آج کل برت رہی ہوں اس کے تحت یہ اس وقت تمہارے پاس دوڑے پلے آنا غیر مناسب تھا۔ لیکن میں خود کو باز نہ رکھ سکی۔ مجھے بتاؤ... مجھے بتاؤ! اس کا مقصد تو صرف یہ ہوا کہ میں بھی لگا ہوں میں انہی اور تم ہی... گویا اب ہم دونوں کی پوزیشن یہاں خراب ہو گئی کہ ہم خطرے میں ہیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے، اگر کوئی شخص میکویا کے کیتھیت سے وہاں پہنچا تھا تو اسے یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ وہ صرف میکویا کے ہے جو وہاں تک جا سکتا ہے۔ یہ بات اسے کیسے معلوم ہوئی؟ لہذا میں اس نے یہ بات بھی معلوم کی ہوگی کہ کیتھی براؤن کو بہت محتاط انداز میں اغوا کیا گیا ہے۔ اتنی گہرائی میں کون شخص جا سکتا ہے اور ان تمام باتوں کو جان سکتا ہے؟ آہ! تہذیب واقعی بڑی خونخوار صورت حال ہے۔ میں کوئی فوری اقدام کرنا ہو گا۔"

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

تہذیب نے اپنے سامنے کے سلسلے کی ایک بات

ماہم ایس کو جزی مارٹن کا روپ سے دیا گیا تھا جزی مارٹن
 بے ہوش ہمارے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ اس ہمارے لیے
 مسئلہ درپیش تھا کہ جزی کو کہاں لے جایا جائے چند لمحات
 وہ خاموش کھڑی سوچتی رہی پھر بولی یہ بہت مشکل مرحلہ ہے۔
 ہم مجلہ کے عالم میں یہ سب کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن
 میں نہیں سمجھتی کہ جزی مارٹن کا کردار کیسے نبھاسکے گی۔
 میں نے تو اس کی شخصیت کا تجزیہ بھی نہیں کیا ہے۔ اس کی
 آزادی نقل میں ابھی طرح نہیں آتا۔
 "اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے تہذیب۔
 آخر انسان بننا ہی تو ہوتا ہے، کوئی بھی ایسی تکلیف ہو سکتی
 ہے اسے جس کے ذریعے وہ اپنی شخصیت کو چھپا سکے۔"
 "اوہ ہاں! لیکن کیا اس طرح ہم معلق نہیں ہو جائیں گے؟
 تہذیب نے سوال کیا۔
 "ہمیں فوراً ہی یہ شخصیت اختیار کر کے مصروف عمل نہ
 ہو جانا ہے پتے تو اس محل میں رہتے ہوئے ہیں خود کو چھپا
 ہوگا۔"
 "تم فلائیڈ پیرسن کا کردار بہ آسانی نبھالو گے؟"
 "ہاں۔ میں تو اتنی کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے
 اہم مسئلہ ہے کہ اس وقت ہم اس جزی کو کیا کریں؟"
 "ابھی یہی سوچ رہی ہوں، ایک مناسب جگہ ہمارے
 خفیہ خانہ کا بھی ہوتا ہے جہاں کیتھی براؤن کو قید کیا گیا تھا لیکن
 کوئی شخص وہاں جا کر ہمارے خلاف کارروائی کر چکا ہے اور وہ جگہ اس
 کے علم میں آچکی ہے بہتر یہ ہے کہ ان دونوں کو فوری طور پر وہاں
 بھیجا دیا جائے جہاں والٹو ہمارے کورنگا لیا ہے۔ وہ جگہ انکم
 ابھی تک محفوظ ہے ورنہ والٹو ہمارے کو بھی رہا کرانے کی
 کوشش کی جاتی۔"
 میں سوچ میں ڈوب گیا پھر میں نے کہا: لیکن مسئلہ
 تو یہی ہے کہ اسے یہاں سے نکال کر کس طرح لے جایا جائے۔
 خفیہ خانہ اس مسئلے میں بھی کچھ نہ کر سکتا ہے لگائی لگائی اسے
 یہیں رہنے دیا جائے۔ ابھی ہمارے پاس رات باقی ہے۔
 میں اب فلائیڈ پیرسن کی اہمیت جا رہا ہوں۔ تم یہاں فلائیڈ پیرسن
 "میرا خیال ہے میں اس مسئلے میں تمھاری مدد کر سکتی ہوں۔"
 تہذیب نے کہا۔
 "وہ کیسے؟"
 "میں بھی تمھارے ساتھ چلتی ہوں مگر تم یہیں رہو، میں
 خود جا کر فلائیڈ پیرسن کو رہا کر دیاںے آتی ہوں۔ اس سے
 کہوں گی کہ سٹرک میو کیانے نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے انھیں
 کوئی ایسی ضرورت پیش آگئی ہے کہ جس کے لیے وہ تم سے ملنا
 چاہتے ہیں۔"
 تہذیب یہ کام تم آسانی سے کر لو گی؟"
 "ہاں کوشش کروں گی۔ تہذیب نے مسعدی سے کہا۔
 میں نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا تھا یہ ایک بہتر فریب تھی۔
 چنانچہ وہ اعلیٰ طے سے باہر نکل گئی میں نے سوچا کہ وہ دونوں کے
 بے ہوش جسموں کو یہاں سے نکالنے میں کیا دشواریاں پیش آسکتی
 ہیں اور کس طرح ہم اپنا یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ فلائیڈ پیرسن
 جو عکس کی طرح تھا، اس لیے عمل کے ہر گوشے میں اس کے کارڈ
 ڈیوٹی دیتے تھے اور اس کی حیثیت بڑی مستحکم تھی۔ لیکن ہے
 اس طرح میں کچھ آسانی ہو جائے۔
 انتظار کے لیے لمحات بڑے صبر آزمائے تھے۔ اس دوران
 میں مسلسل اپنے کام کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔
 بیوش جزی کو میں نے سہری کے نیچے کھسکا دیا تھا۔ اس کے
 منہ میں پکڑا ہوا کھوس کر ایک چچی ہانڈ دی اور دونوں ہاتھ پٹ
 پرکس دیے تاکہ اگر وہ بیوش میں آجائے تو فلائیڈ پیرسن کی ہوجوگی
 میں کوئی گڑبڑ نہ کر سکے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد مجھے قیوں
 کی پاپ سنائی دی اور پھر تہذیب نے وہاں کھول کر فلائیڈ پیرسن سے
 اندر چلنے کو کہا۔ وہ خود ہی اس کے پیچھے اندر آگئی تھی۔
 فلائیڈ پیرسن میرے سامنے موزوں ہو گیا اس کے
 چہرے پر شدید تشویش کے آثار نظر آئے تھے دیکھتے دیکھتے میں فینڈ کے
 عالم سے اٹھ کر آیا تھا اور اس بھی اس نے شاید جلد بازی میں
 پناہ تھی۔ "فرمانے میں میو کیانے کا غیریت تو ہے اس وقت۔۔۔"
 اس نے گھبراتے ہوئے منہ میں کہا۔
 "کوئی خاص بات نہیں ہے فلائیڈ! دراصل تم جانتے ہو کہ
 عمل کی صورت حال ان دونوں کیسے مل رہی ہے۔ کچھ لوگ کوہاں
 سے ایک دوسری جگہ منتقل کرنا ہے لیکن اتنی خاموشی کیسے ساتھ
 کر سکیں گے ان کا فک نہ ہو سکے۔ اس کے لیے تم سے بہتر مشورہ دینے والا
 اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں نے تمھیں یہاں بلایا ہے۔"
 "آپ مطمئن رہیں میرے سٹرک میو کیانے ہاں آپ کی ہر ضرورت
 کے لیے حاضر ہوں۔ فلائیڈ نے جواب دیا۔
 "لیکن فلائیڈ! میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری اس کارروائی کی
 کسی کو انوں کان خبر نہ ہو کیونکہ ہر شخص سے تو یہی مراد ہوتی ہے
 کے لیے یہ کہہ دو گے؟"
 "آپ یہ چاہتے ہیں سٹرک میو کیانے کو جیتے کوہوں کو بھی
 اس بارے میں کوئی علم نہ ہو سکے؟"
 "ہاں بہت ہی خفیہ کام ہے فلائیڈ! اس کے لیے میں

تھامسے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔"
 فلائیڈ کچھ سوچنے لگا پھر اس نے آہستہ سے کہا "تب پھر
 اس کے لیے ہم اپنی دروازہ استعمال کر سکتے ہیں جناب! میں
 اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ وہ فرٹ پر پہنچ جائیں، اس
 دوران میں اپنی دروازے پر منتظرات کیے لیتے ہیں، وہاں سے
 کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔"
 "لیکن فلائیڈ! یہ اتنا آسان تو نہیں ہوگا۔ اپنی دروازہ اتنا
 بڑا تو نہیں ہوگا کہ وہاں سے گاڑی گزارا جاسکے۔"
 "گاڑی پٹنے سے وہاں پہنچانی جاسکتی ہے جناب۔"
 "وہ کس طرح؟"
 "میں اس مسئلے میں بندوبست کر سکتا ہوں۔ خالی گاڑی
 لے کر یہاں سے نکلی جاتا ہوں اسے اپنی دروازے پر کچھ مگر دونوں
 گا اور اس کے بعد دروازہ کھول کر اندر جاؤں گا۔ اس کی پانی
 صرف میرے پاس رہتی ہے۔ فلائیڈ نے جواب دیا اور میں
 نے تہذیب، ماہم ایس کی جانب دیکھا۔ تہذیب نے آنکھ کے
 اشارے سے کہا کہ یہ ضرورت عمل نہایت موزوں ہے۔ مقصد ہی
 تھا کہ فلائیڈ اگر خود جائے گا تو اس کے کارڈ اس پر کوئی شبہ
 نہیں کریں گے اور ہم اپنا کام اس وقت مناسب طور پر کر سکیں
 گے جب فلائیڈ گاڑی وہاں پہنچا کر واپس آئے گا۔ جب وہ
 گیسٹ سے باہر نکلے گا تو کارڈ کو کوئی شبہ نہیں ہو سکے گا اور
 جب ہم اپنا کام کر کے واپس آئیں گے تو گاڑی بھیجیں گے
 کہ فلائیڈ جس کام سے گیا تھا اس کو انجام دے کر واپس آیا ہے۔
 چنانچہ یہ تجربہ مجھے موزوں ترین معلوم ہوا۔
 میں نے فلائیڈ سے کہا: شکریہ سٹرک میو کیانے تم فوری طور پر
 اپنا یہ کام انجام دے لو بہتر یہ ہوگا کہ کوئی بند گاڑی جو جس میں ہم
 با آسانی ان لوگوں کو لے جاسکیں۔"
 "میں سٹرک میو کیانے کے لیے دروازے سے جناب جو میرے
 اپنے استعمال میں رہتی ہے۔ آپ انتظار کیجیے، میں دس منٹ
 میں یہ کام انجام دے کر واپس آتا ہوں۔ فلائیڈ نے کہا اور پھر سے
 اجازت کے کہہ کر نکل گیا۔
 وہ نگاہوں سے اوچھل ہو گیا تو میں نے پلٹ کر تہذیب
 ماہم ایس سے کہا: خوش قسمتی سے یہ کام تو بڑی آسانی سے انجام
 پا گیا ہے اس مسئلے میں تمھارے ذہن میں مزید کوئی تجویز ہو تو
 بتاؤ؟"
 "نہیں میں تو حیران ہوں کہ اتنی خوبی سے یہ سب کچھ کیسے
 ہو گیا۔ فلائیڈ نے اسے لیے واقعی ایک کارآمد مہرہ ثابت ہوگا
 لیکن مسئلہ صرف اتنا سا ہے کہ ان دونوں کو اپنی دروازے سے

باہر پہنچانے میں دقت پیش آئے گی۔"
 "اب اتنا خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا تہذیب۔ میں
 نے کہا۔ پھر ہم لوگ فلائیڈ کی واپس کا انتظار کرنے لگے۔
 ہمارے درمیان یہ طے پا گیا تھا کہ اس معاملے سے مرٹ
 کہ تہذیب، جزی کی حیثیت سے اپنے کمرے میں بیٹھ جائے
 گی اور وہاں جا کر رپارٹ کر جائے گی۔ میں فلائیڈ پیرسن کے کارڈ
 میں جا کر آرام کروں گا اور اس کے بعد ہماری دوبارہ ملاقات
 اس وقت ہوگی جب صورت حال ہمارے قابو میں آجائے
 گی۔ اور بھی بہت سی باتیں زیر بحث رہیں۔ مثلاً تہذیب نے کہا
 کہ کیتھی براؤن اور میو کیانے کی اچانک گشتگی کیا سب کے
 لیے پریشان کن نہیں ہوگی جس پر میں نے کہا کہ وہ اس شخص کو پہل
 رہی ہے جو میو کیانے کی حیثیت سے وہاں پہنچا تھا اور کیتھی
 براؤن کو نکال لایا تھا۔ کیا وہ شخص یہاں رہنے والوں میں سے
 کوئی نہیں ہوگا لیکن ہے جنرل پیرسن ہو یا ممکن ہے کوئی اور۔
 اس لیے میں تو صرف یہ دیکھنا ہوگا کہ کد کے حالات کیا
 رہتے ہیں۔
 مختصری دور کے بعد ہم نے دور سے فلائیڈ کو آتے
 ہوئے دیکھا وہ محتاطانہ آواز میں آ رہا تھا۔ واپس آکر اس نے کہا
 "میں نے تمام کارڈز کی ڈیوٹی تبدیل کر دی ہے، اب اپنی
 راستے کی سمت جانے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ یہاں سے
 ہم ان لوگوں کو با آسانی نکال سکتے ہیں جناب، انھیں آپ محل
 سے کہیں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔"
 "شکریہ! تمھارا تعاون ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔"
 "میں آپ کا خادم ہوں سٹرک میو کیانے۔ آپ کی عنایت
 سے کہہ کر اپنے مجھے اس قابل سمجھا۔ فلائیڈ نے کہا۔
 "آؤ اندر آؤ۔ ابھی تم سے ایک اور کام بھی ہے۔" میں نے
 کہا اور فلائیڈ اندر داخل ہو گیا وہ آگے بڑھا تو میں اس کے
 عقب میں تھا۔ میں نے اس کی گردن پر ایک زوردار مٹکا بڑ
 دیا۔ یہ گھونسا اٹا تو رتھ کا فلائیڈ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا
 اور فرش پر جا گرا۔ اس کے بعد اسے موقع دینا میرے لیے
 مناسب نہیں تھا۔ تہذیب نے جلدی سے دروازہ بند
 کر دیا تھا۔ میں نے اس کی پشتوں پر شدید دباؤ ڈالا اور چند
 لمحات کے بعد اس کا بدن ڈھیل پڑ گیا، تب میں نے اسے
 پلٹ دیا۔ فلائیڈ کی آنکھیں بند تھیں، وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔
 اس کے فوراً بعد ہی میں نے اپنے کام کا آغاز کر دیا تھا۔
 تہذیب اس مسئلے میں میری مدد کر رہی تھی جس طرح بھی ممکن
 ہو سکا میں نے فلائیڈ کا ایک آپ کیا نظر بہتر جلد بازی میں

کام صحیح طور پر نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا اس کام میں تقریباً بیس منٹ صرف ہوئے اور پھر اس کا لباس وغیرہ پہننے کے بعد میں تیار ہو گیا۔ میں نے تہذیب ماکم ایس کی جانب سوال کیا کہ جوں سے دیکھا تو اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلادی اور بولی۔ "استے اچھے میاں آپ پر میں تعین مبارک باد چیتے بغیر نہیں رہ سکتی علی ایسے جنگا می وقت میں اتنا عمدہ کام کر لینا آسان بات نہیں ہوتی۔ تم اتنی فوادی اعصاب کے انسان ہو۔"

سارا کام مکمل ہو چکا تھا۔ یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اگر چہ میری تہذیب ماکم ایس کو دھوکا دینا مقصود نہ ہوتا۔ لیکن اب اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے ہر احساس کو دبا دینا ضروری تھا۔ فلائیر بیچا ہے نے جاسے دینے واقعی آسانیاں پیدا کر دی تھیں۔ چنانچہ جوتی یعنی تہذیب ماکم ایس جواب دہی حیثیت میں تھی، یہ سب سہ ساتھ ساتھ لفظی دروازے تک گئی ہیں نے پہلے غور کیا ہی کہ ہوش بدن کو اس لینڈ رور تک پہنچایا تھا جو فلائیر نے خود وہاں لاکر کھڑی کی تھی۔ اس کی جابی بھی فلائیر ہی کے پاس سے برآمد ہو گئی تھی۔ اس کا پورا لباس اب میرے بدن پر تھا اور اس لباس میں موجود ہر چیز میری ملکیت بن چکی تھی۔ فلائیر کے بعد جوتی کو وہاں تک پہنچایا گیا۔ فلائیر کے ایما پر اس طرف پر پلوں سے گشت ختم کر دیا تھا۔ اس سے مجھے یہ اندازہ بھی ہوا تھا کہ اس عمل میں کوئی بڑی سازش ہو تو فلائیر کو ساتھ شامل کیے بغیر اسے انجام تک پہنچانا مشکل ہوگا۔ وہ بڑی افراد کو محل میں لانے میں سب سے زیادہ معاون ثابت ہو سکتا تھا۔ معلوم نہیں جنرل ٹرس نے فلائیر پر نگاہ کیوں نہیں رکھی یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ فلائیر درپردہ جنرل ٹرس کا آڈاکر ہو۔ اس کا فیصلہ بعد ہی میں ہو سکتا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں نے تہذیب ماکم ایس کو اب وہ جوتی کے کمرے میں چلی جائے اور میرے کمرے کا درجہ نہ کرے۔ میں دین پر مناسب وقت میں اس سے ملاقات کروں گا۔ جوتی گردن ہلادی واپس چلی گئی تھی۔ یعنی دروازہ اس نے اندر سے بند کر دیا تھا۔ میں لینڈ رور سے ریل پڑا۔ احتیاطاً مجھ سے دونوں کو وہی پہنچنا تھا جہاں والٹو موبائے کو قید کیا گیا تھا۔ فلائیر جوتی کی حیثیت سے اس جگہ میرا داخلہ ممکن نہیں تھا جہاں گرین پول کے افراد والٹو موبائے کے محافظوں کے تھے لیکن اس کے لیے بھی میرے پاس بندوبست تھا۔ گرین پول کا مخصوص کارڈ میں نے احتیاطاً اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ اس کے ذریعے مجھے اس کام میں وقت نہ ہو۔

پوری کارروائی میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہو گئے

اور جب میں لینڈ رور میں واپس محل پہنچا تو تقریباً پونے پانچ بجے تھے۔ ممکن ہے مجر حال تھا۔ پھر پلوں نے دروازہ کھول دیا اور میں نے لینڈ رور کو اس کی مخصوص جگہ لٹا کر دیا جو فلائیر پٹرس کی رہائش گاہ کے باہر قریب تھی۔

میں کے بعد مجھے فلائیر کی رہائش گاہ پر ہی آرام کرنا تھا اور میں جانتا تھا کہ سونا نصیب نہیں ہوگا کیونکہ مجھے دیر بعد ہی فلائیر پٹرس کی ڈیوٹی شروع ہو جاتی تھی ایک مندرجہ تھا کہ فلائیر پٹرس کی رہائش گاہ میں کتنے میز موجود ہیں۔ ان کے سامنے میں بھی اندازہ لگانا ضروری تھا لیکن سب میں وہاں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا کہ فلائیر پٹرس تیار رہتا تھا۔ اس کے اہل خاندان یہاں موجود نہیں تھے۔ قطعی طور پر جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں تہذیب سے بھی معلومات حاصل کر سکتا تھا لیکن جو کچھ ہوا اتنی جلد بازی میں اور اس طرح ہوا کہ بعض جزئیات پر نظر نہیں گئی لیکن تقدیر ساتھ جسے دیر ہی تھی، اب تک جو کچھ چاہتا تھا، وہ میری مرضی کے مطابق تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ اس کے جدید کی صورت حال رہتی ہے۔

کافی دیر تک بیٹھ کر وقت گزارا۔ سوچتا رہا تھا۔ فلائیر پٹرس کی شخصیت کے بارے میں بہت زیادہ معلومات نہیں تھیں، یہ تک نہیں جانتا تھا کہ وہ یہاں تیار رہتا ہے۔ ان حالات میں صورت حال کو قابو میں رکھنا۔ سید مشکل کام تھا لیکن خود کو تقدیر کے حوالے کر دیا تھا۔ اب جو کچھ بھی ہو۔

صبح کو اٹھ کر گاڑی کی ڈیوٹیاں تبدیل کیں اور مزوری اموی نکالی کرنے لگا تاکہ معلومات میں تبدیلی محسوس نہ ہو۔ اپنی دلالت میں میں اپنا کارڈ راجوئی بھارہا تھا۔ محل کے اندر وہی گوشوں میں بھی گیا۔ نظام رسالت پر سکون تھے اور اب تک میٹروپائس یا کیتھی براؤن کی کشمکش کے سلسلے میں کسی قسم کی کشمکش کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔ تہذیب ماکم ایس بھی جوتی کی حیثیت سے اپنے محلات میں مصروف تھی۔ میں جان بوجھ کر کئی بار اس کی طرف گیا تھا تاکہ اس کی پوزیشن کا جائزہ لوں لیکن وہی معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف بھی کسی کی توجہ نہیں گئی ہے جن حالات سے والٹو موبائے دوچار تھا، اس کے پیش نظر محل کے انتظامات مناسب نہیں تھے، لیکن جنرل ٹرس ہی اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اس کی کوشش یہ رہی ہوگی کہ والٹو موبائے اپنا بہتر نقطہ نہ کر سکے۔ اس دوران ابھی تک جنرل ٹرس کی شکل نظر نہیں آئی تھی اور یہ بھی اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کیتھی براؤن سے ملا ہے یا نہیں۔ میں بے چینی سے اس کی صورت دیکھنے کا منتظر تھا۔ دوپہر تقریباً ایک بجے میں واپس اپنی رہائش گاہ میں آ گیا۔ یہ پچ کا وقت

تھا اور فلائیر کی حیثیت سے میں بیچ کرنے کے لیے آیا تھا۔ دوپہر کا کھانا محل کے ملازموں نے میری رہائش گاہ ہی میں پہنچا دیا تھا۔ کھانا کھا کر تقریباً دیر آرام کرنے لیٹ گیا۔ ساری رات جاگتے ہوئے گزر چکی تھی اس لیے ذہن بوجھل ہو چلا تھا لیکن کچھ اس طرح کا اضطراب ذہن پر تھا کہ نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ لیٹنے کے باوجود میری پکیں نہیں جھپکیں۔

تھوڑی دیر بعد کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور میں نے بھاری آواز میں اس سے کہا۔ "آ جاؤ۔" دوا تھلا ایک آدمی اندر داخل ہو گیا تھا۔ محل ہی کے ملازم کا سالن میں بیٹھے ہوئے تھا۔ اس نے محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور آہستہ سے گلا۔ سر، جنرل ٹرس آپ کو اولڈ ڈنگ میں طلب کر رہے ہیں۔ میں چونک کر اٹھ بیٹھا۔

"ایک منٹ، میں تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔" میں نے کہا اور لازم خاموشی سے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

میں نے فوراً جوتے وغیرہ پہنے اور پھر لازم کے ساتھ ہی باہر نکل آیا۔ اولڈ ڈنگ محل کے دوسری سمت کے حصے کو کہا جاتا تھا۔ یہ بات مجھے معلوم تھی لیکن جنرل ٹرس وہاں کس جگہ موجود تھا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے میں نے لازم کو ساتھ ہی رکھا اور لازم میرے ساتھ اولڈ ڈنگ میں آ گیا۔ اس نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جنرل وہاں موجود ہیں۔"

میں خاموشی سے اس سمت بڑھ گیا لیکن یہ تو سنا سا فاصلہ میرے لیے بڑی لمبی مسافت تھی۔ جنرل ٹرس نے خاص طور سے فلائیر کو طلب کیا تھا۔ اس کا مقصد ہے کہ میرے شکوک و شبہات کسی حد تک درست تھے یعنی فلائیر، جنرل ٹرس کے آدمیوں میں سے تھا۔ یہ بہت عمدہ بات تھی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ جنرل ٹرس کیتھی براؤن سے ملا ہے یا نہیں اور اگر ملا ہے تو اس کے تاثرات کیا ہیں۔ لیکن فلائیر کی حیثیت سے میں اس سے یہ بات نہیں معلوم کر سکتا تھا۔ تاہم میں نے کچھ فیصلے کیے اور بلاخر جنرل کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

جنرل نے اس جگہ اپنا باقاعدہ دفتر تیار رکھا تھا، بہت شاندار ڈیکوریشن کی گئی تھی اس دفتری۔ ایک بڑی سی شیشی کی میز کے پیچھے جنرل ٹرس بیٹھا ہوا تھا۔

میں اندر داخل ہوا تو اس نے آہستہ سے کہا۔ "دروازہ بند کرو فلائیر۔" میں نے پلٹ کر دروازہ بند کر دیا اور جنرل کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا صورت حال ہے؟"

"حسب معمول جناب۔ کوئی تبدیلی نہیں ہے۔"

"یہ بتاؤ میکو ایس کے کیا پوزیشن ہے، وہ کہاں ہے؟"

"انھیں رات سے نہیں دیکھا گیا جناب۔" میں نے جواب دیا۔ جنرل کو میری آواز پر شبہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے چہرے پر خاصی الجھن نظر آ رہی تھی۔

"کیتھی براؤن بھی موجود نہیں ہے۔" وہ بولا۔

"میکو کے بارے میں میں نے کوئی اندازہ نہیں لگایا۔"

"فلائیر کی صورت حال بھی خوفناک ہو گئی ہے۔ ہمیں فوری طور پر مٹر کیوبا سے مناب ہے۔ کسی طرف قمر کے پاس میں کچھ تیار کیا سکتے ہو؟"

"آپ جو حکم دیں جناب۔" میں نے جواب دیا۔

"محل کے اندر کوئی ایسی نقل و حرکت تو نہیں دیکھی گئی جسے تم نے اجنبی الجھن محسوس کیا ہو؟"

"انعام تو ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔" میں نے جواب دیا اور دفعتاً جنرل چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ شاید پہلی بار اسے میری آواز پر کچھ شبہ ہوا تھا۔ وہ مجھے گھورتا رہا اور پھر اس کے انداز میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

"ادھر آؤ میرے سامنے بیٹھو۔" اس نے کہا اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب بیٹھ گیا۔ میز کے سامنے چٹ ہوئی کرسی کو کھسکاتے ہوئے میں نے بجا بیٹھ کا منظر دیکھا۔ لیکن دیکھ گیا۔ جنرل خاموشی سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"اس کیونکہ مجھے پوشیدہ ہاتھ بلند ہوا اور اس میں میں نے اعتبار۔ تین آٹھ کا پستول چمکتے ہوئے دیکھا۔ سیاہ رنگ کے پستول کی نالی کا رخ میری ہی جانب تھا۔ جنرل کی آنکھیں خوفناک ہوتی جاری تھیں۔ کون ہو تم؟" اس کی چھٹا پستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نہیں سمجھا جنرل۔" میں نے تیرا نہ انداز میں کہا۔

"میں تجھے صرف دس سیکنڈ کی مدت دیتا ہوں۔ تم فلائیر نہیں ہو۔ فوراً واکوٹن ہو تم، ورنہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔" میرے ہنٹوں پر مسکرا ہٹ پھیل گئی جسے دیکھ کر جنرل کا چہرہ ہوا نقول جیسا ہو گیا۔ پھر اس کے پیچھے پر سخت جتوں کے آثار نظر آنے لگے۔ "ایک... دو... تین..." اس نے گنت شروع کیا اور میں نے دونوں ہاتھ بند کر لیے۔

"پلیز جنرل، پلیز اپنول رکھ لیجیے۔ آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں آپ کی گدی لگاؤں گا۔" وہ بولا۔

"کوئی شبہ نہیں ہو سکا لیکن بہر حال جنرل ٹرس معمولی ذہانت کا آدمی نہیں ہے۔"

"کون ہو تم؟" جنرل خرابی ہوئی آواز میں بولا۔

میں بہت جلد تمہیں اس کی نئی رہائش گاہ کے بارے میں تفصیلات فراہم کر دوں گی۔ علی۔ دیسے تمہارے ذہن میں کوئی اور خاص بات آئی ہے؟

”نہیں! ابھی تک حالات مجھ کو نہ بدل رہے ہیں میرا خیال ہے میں اپنے اس فتنہ روپ میں ابھی تک کوئی پریشانی نہیں ہونی ابتدائی معاملات میرے لئے بھگال دیے ہیں اور یوں یہ محسوس ہوتا ہے جیسے اگلہ بھی میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔“

”ٹھیک ہے۔ ویسے میں تمہیں تمام صورت و حال سے آگاہ کرتی رہوں گی۔“ تہذیب نے کہا۔

”یقیناً میں بھی ہر چاہوں کا کرتہ مجھ اپنے پروگرام سے آگاہ کرتی رہوں۔ ورنہ میرا وجود بے مقصد ہو جائے گا۔ میں سمجھ کر اب میں اپنے ہاتھ پاؤں سیٹے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ پہلے ہم جو کچھ کر رہے تھے وہ اس بنیاد پر کر رہے تھے کہ سب کچھ ہمیں ہی کرنا ہے لیکن کہیں یوں نہ ہو کہ ہم کوئی قدم اٹھائیں اور گریٹر نیشنل کے سرکردہ افراد اس کی مخالف سمت میں کام کریں اس طرح ہماری کوششیں بے معنی ہو جائی ہیں جبکہ ان میں جگہ جگہ زندگی کی بازی لگانا پڑتی ہے“

”تم اپنا کام جاری رکھو علی ایس وعدہ کرتی ہوں کہ دوسری صحت سے ہونے والی کسی بھی کارروائی سے فوراً تم کو باخبر کر دوں گی تاکہ تم اس کی روشنی میں اپنا کام جاری رکھو۔“

میں نے گردن ہلائی، تھوڑی دیر تک ہم لوگ گفتگو کرتے رہے۔ اس کے بعد میں نے تہذیب سے واپس چلنے کے لیے کہا۔ اس کے بعد ہم جدا ہو گئے۔

وقت مقررہ پہنچتا لیکن اس سے ملاقات کے لیے چل پڑا۔ اس بات کو میں نے خصوصی طور پر متغیر رکھا تھا کہ گرین ہاؤس کے ایکٹ حمل کے اطراف میں پھل گئے ہیں، وہ یقینی طور پر یہاں سے آئے اور جانے والوں پر گہری نگاہ رکھیں گے۔ ان کی نگاہوں سے بچنا ضروری تھا میں اس خفیہ دروازے سے باہر نکلا تھا، جو فلائیڈ میٹر سن نہیں بتایا تھا۔ اس کے باوجود میں نے ایسے لمبے راستے اختیار کیے جہاں سے کسی تعاقب کرنے والے کے بارے میں بخوبی اندازہ لگایا جاسکے لیکن ایسی کوئی صورت حال نہیں تھی۔ خاصے گھم و پھم اور کے بعد میں نے سائنڈ بک کیوں کہ راستہ اختیار کیا تھا۔ اب اس بات کا مجھے مکمل طور پر اطمینان ہو گیا تھا کہ کوئی میرے تعاقب میں نہیں ہے۔

ماڑھے دس سے کچھ زیادہ ہی وقت گزر گیا تھا جب
میں رات کو پارک کے بیچوں میں داخل ہوا۔ دروازے پر وہی
نیگرو موجود تھا۔ جب میں نے اسے اپنا نام بتایا تو اس
نے میرے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ اندر داخل ہوا تو وہ دونوں
نیگرو لڑکیاں مل گئیں جو بظاہر ملازمین ہی تھیں لیکن
کیتھی براؤن نے ان کے بارے میں بڑے اچھے اچھے مشافہہ کیے
تھے۔ انہوں نے مجھے ایک اندرونی کمرے میں پہنچا دیا اور یہاں
کیتھی براؤن کے ساتھ جنرل ٹیرس کو دیکھ کر میں نے سکون
کی گہری سانس لی۔ جنرل ٹیرس کے انداز میں اب نمایاں تبدیلی
پیدا ہو چکی تھی۔ وہ اب جیسے جیسے اٹھا اور اس نے رُے سے دیرینہ
انداز میں مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی
ہوئی تھی۔ کیتھی براؤن بھی اب بہت مطمئن نظر آرہی تھی۔ ان
کے چہرے پر کوئی تردد کوئی خوف نہیں تھا۔

جنرل ٹیمر نے کہا: مسٹر پارکو، آپ نے میرے اوپر جتنا بڑا احسان کیا ہے، شاید میں اسے زندگی بھر نہ بھول سکوں۔ کیتھی نے آپ کو اپنے اوپر میرے بارے میں بتا دیا ہے۔ یوں سمجھئے کہ آپ ہماری اس زندگی کے دوسرے رازدار ہیں جسے میں دوزخی تک کسی کے کانوں میں بھانک نہیں پہنچی کہ میرا کیتھی سے کوئی ربط ہے۔ کام کی باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی مسٹر پارکو کچھ ذاتی باتیں بھی ہو جائیں۔ آپ کو شاید اس بات کے بارے میں گمان بھی نہیں ہو گا کہ میں اور کیتھی بچپن ہی سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں لیکن ہمارے درمیان ایک فرق نمایاں رہا ہے، ہر بچہ کے کچھ عجیب سے معاملات ہوتے ہیں جو لوگ اس کی دہلیز میں ہی کچھ اس قسم کی چیزیں شامل ہیں جو دوحسرت کرنے والوں کے لئے بڑی ہی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ میں ان کی تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس کے لئے ہمارا کیجا ہونا بھی مشکل تھا۔ کیتھی ناسپاس نہیں ہے لیکن والدین کو ملے درحقیقت ایسی ہی شخصیت کا مالک ہے کہ اس پر کوئی بھی شخص مکمل طور پر بھروسہ نہیں کر سکتا، وہ انتہائی غیر متوازن شخصیت کا مالک ہے اور کسی کے لیے اتنا اچھا ثابت نہیں ہو گا کہ ان کی تعریف میں کچھ کہ سکے۔ آپ اس کے لیے کچھ بھی کر لیجیے، وہ دولت کے انبار آپ کے سامنے رکھ سکے گا لیکن اس کا خلوص آپ کو نہیں مل سکے گا۔ میں بھی مسٹر پارکو کا والدینو بٹائے کا بہت بے حد اور سچا دوست تھا اس لیے کہ میرا خاندان ہمیشہ سے اس کی خدمت کرتا چلا آیا ہے۔ میں نے جنرل کا ہمہرہ کسی رعایت کے تحت نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر کے یہ عہدہ حاصل کر لیا ہے۔ ورنہ والدینو بٹائے اس سلسلے میں کوئی رعایت بھی

بد کرتا۔ بہر طور مختصر یہ کہ کیتھی کو حاصل کرنے کے لیے یہ منصوبہ حاصل کرنا بھی ضروری تھا اور ہم دونوں نے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کی ہے۔ حالات بڑا سنگین مرنے کا اختیار کر گئے تھے، اول تو امریکینوں..... کی مداخلت ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ تھی اور چھر گرین پول کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا مجھے کیتھی نے بتایا ہے کہ آپ کا براہ راست تعلق گرین پول سے نہیں تھا بلکہ جس طرح سے آپ نے کہا کہ آپ کی شفقت دوسری برقی لیکن میں آپ کو گرین پول کے بارے میں بتا دوں، انتہائی خطرناک ادارہ ہے اور اس کے ارکان دنیا کے بہت سے ممالک میں خوف ناک کارروائیاں کر چکے ہیں، ہم نے سافیا سے تعلق قائم کیا تھا لیکن یانیا کا حتمی سربراہ انتا موثر آدمی نہیں ہے وہ ابھی تک اس سلسلے میں ہمارے لیے کوئی ایسا کام نہیں کر سکا جسے ہم اطمینان بخش قرار دے سکیں چنانچہ اس کی طرف سے ہم بد دل ہی ہو گئے تھے.... تو یہ بھی پہلی زندگی کی تقصیر مہر پارکو اور اس کے بچہ اور ایک بار ہم آپ کے ہمارے اس تقصیرات کا نالہ نہ کریں گے“

میرے خیال میں صرف اتنا ہی کہ دنیا کافی ہے میرے لیے
 کہ جس نظم از لفظی فلسطین کا آؤدی ہوں اور نظم کے مقاصد کے یکساں
 کر رہا تھا کہ اس بول سے ٹکرا گیا اور یہ سوچ کر اس لڑکی کا امداد پر
 تمام جوش و خروش میرے کہ یہاں ہمارے مفادات کے لیے کوئی کام
 نہیں ہے۔

میں آپ سے خلوص دل سے کہہ رہا ہوں مسٹر بارک کوکر میں
جیسا کہ اس خط میں ہے قدم جمائے کا مخالف ہوں اور حقیقت میں مسیحی
مخالف ہے متاثر ہوں اور اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ براہ راست
میں نے اس مسئلے میں کچھ نہیں کیا لیکن جس طرح اور کون کون سے لوگوں
کے ذریعہ آ جا رہا تھا، میں اس کا دل سے مخالف تھا اور اگر
یہ تمام حالات میرے ذہن میں نہ ہوتے تو میں گوشتے بل کہ فو لاج
کے خلاف کی مخالفت سے اس بات کی کھلم کھلا مخالفت کرتا لیکن یہاں
مضمون بدل گیا

جس میں تعلیم اور ادبی طبعیت کے متصادف کے لیے کام کرنا یا ایمان سے لوٹ کر دنیا میں رہنا، ان کے آپ اس سلسلے میں میری معاونت کریں۔
ڈاکٹر یارکو جس طرح رقم کے لیے کارگزارین پولیو کے تمام کارکنان
تمہارے علم میں آچکی ہیں اور جس طرح تمہیں میکوبائی کے حیثیت سے
کیتھی براؤن کو گریڈ پولیو کی گرفت سے نکالنا ہے اس سے میں نے
یہ انداز لگایا ہے کہ ایک ہی روٹی آدمی ہونے کے باوجود تم نے
گریڈ پولیو کی گردن میں اچھی طرح نیچے کاڑھ رکھے ہیں، کیا یہ ممکن
ہوگا کہ تم اس طرح اپنا کام جاری رکھو اور میرے مشن میں میری

معاونت کرو، دینیئے تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟

کہاں تک کہ یہ بات معلوم کر چکی ہے کہ اگر انکو ہمارے کئے دشمنوں میں کون کون افراد شامل ہیں؟

”اس سلسلے میں جبریل فریس: آپ کا سامہ فرست آئے۔
گرین پول نے جو منصوبہ میڈم براؤن کے سامنے دیا وہ بوائے کو
پیش کیا تھا اس کی تفصیلات انھوں نے آپ کو بتادی ہوں گی بقصد
یہ تھا کہ والٹومبائے کے دشمنوں کو ان کا تختہ الٹنے کا پورا پورا
موقع دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی فوری طور پر کارروائی
لی جائے کہ جوئی والٹومبائے کا تختہ الٹنے کے بعد نیا حکمران اپنے
ہمدرد گرام کا اعلان کرے“ فوری طور پر جوابی کارروائی کر دی چلتے
اس طرح والٹومبائے کے وہ دشمن سامنے آجائیں گے اور ان کے
خلاف کارروائی کو سنیں آسانی ہوگی جبکہ دوسری شکل میں فوج
کے اندر دشمنوں کو تلاش کرنا ایک مشکل کام تھا۔

جنرل ٹیرس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے رردی سی گئی۔ غالباً اس تفصیل نے اسے دہشت زدہ کر دیا تھا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا یا کبھی براؤن نے اسے شراب کا گلاس پیش کیا جسے جنرل ٹیرس نے ایک ہی سانس میں خالی کر دیا اور گلاس ہاتھیں رکھ کر ہونٹ خشک کرتا ہوا بولا بلاشبہ یہ ایک خوفناک صورت تھی جس کا انکشاف اگر نہ ہوتا اور اس طرح عمل میں آجاتی تو میرا سارا پلان نیل ہو سکتا تھا اور یہ بھی غلط ہوتا کبھی براؤن کو میں تمھاری مشکل اس لڑکی کے سنگت کا انکار کرتا۔ اگر میں اس کے ساتھ مل کر کوئی پلاننگ کرنے لگتا تو یقیناً طور پر مجھے بدترین شکست سے دوچار ہونا پڑتا۔ حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کی توجہ خود آہی مجھ پر مرکوز نہ ہوگئی اور انھوں نے کبھی کوئی چیز سے ساتھ شریک محسوس نہ کیا۔ لیکن ڈیڑ پار کو وہ لڑکی جو کبھی براؤن کا روپ اختیار کیے ہوئے تھی اب کہل ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اس پر ہاتھ ڈال دینا چاہیے۔ اس کی گرفتاری ضروری ہے کیونکہ وہ حالات سے کافی حد تک باخبر ہوگئی ہے۔“

”نہیں جنرل اس کی گرفتاری قطعی ضروری نہیں ہے کیونکہ حالات اس سے کہیں اگے بڑھ گئے ہیں۔ آپ بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہمیت سے لے رہے ہیں اس لڑائی کا تصور بھی ذہن سے نکال دیجیے کیا آپ اس بات پر یقین کریں گے کہ اس وقت والٹو میٹے بھی اصلی نہیں ہے۔ جس والٹو میٹے کے سامنے آپ مؤدب لہتے ہیں اور جس نے جنگ میں شرکت کی تھی وہ اصلی والٹو میٹے نہیں بلکہ گرنیز ہے۔“

جنرل پیرس بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا
 پیچہ محسوس ہو گیا تھا۔ وہ احمقانہ انداز میں مجھے گھورتا رہا پھر

دوبارہ اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

"کیا تم سبے ہوتے ہو؟ کیا تم سبے ہو؟"

"جو کچھ کہ رہا ہوں، بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں جنرل ٹیرس! جس طرح آپ اس لڑکی پر شہ نہیں کر سکتے کہ وہ میڈم براؤن نہیں ہے اسی طرح آپ کی نگاہ والٹوموہائے پیری نہیں پہنچی۔ میرے کئے کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کا حال معلوم ہو۔ آپ بہت علمی انداز میں سوچ رہے ہیں۔"

"اوہ اوہ، میں پاگل ہو جاؤں گا... شاید میں پاگل ہو جاؤں گا۔ اس گرین پول نے تو میرے سامنے پروگرام کے نیچے اوجھڑ کر رکھے ہیں کیا... کیا وہ مجھے کامیاب نہیں بھرنے دے گا، کیا یہ سب کچھ... کیا یہ سب کچھ... مشر پارکو مجھے بتاؤ... کیتھی کیا خیال ہے؟ تمھارا؟ ہمیں فوری طور پر اپنی کارروائی شروع نہیں کرنا چاہیے؟" "میرا خیال ہے مشر پارکو ایک فرشتے کی مانند ہمارے دو بین آکر آئے ہیں، کیا ہم اس سلسلے میں ان سے مشورہ نہیں کر سکتے؟" "ڈیڑ پارکو اس انکشاف نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے واقعی وہ والٹوموہائے نہیں ہے لیکن وہ شخص... وہ شخص دنیا کا سب سے بڑا اداکار قرار دیا جاسکتا ہے کم بہت کم ایک ایک جنبش والٹوموہائے سے ملتی جلتی ہے لیکن... لیکن اصل موہائے کہاں ہے؟ کیا گرین پول کے قبضے میں؟"

"ہاں۔ وہ گرین پول کی تحویل میں ہے۔"

"افوہ اس کا مقصد ہے کہ اگر ہم... اگر ہم والٹوموہائے کے خلاف متحدہ جہد کرتے اور پہلی ہی کوشش میں اسے ہلاک کر کے اپنی حکومت کا اعلان کر دیتے تو اس کے بعد دوسرے جنرل کی سرکردگی میں جو بالی انقلاب برپا ہوتا، اگر ہم والٹوموہائے کو ہلاک کر دیتے تو ہمارے ذہنوں میں یہ خیال ہوتا کہ یہ جوائی انقلاب ناکام قرار دیا جائے گا کیونکہ والٹوموہائے اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور کوئی دوسرا جنرل اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ لیکن ہوتا یہ کہ والٹوموہائے نظر عام پر آجاتا اور اس کے بعد ہمارے پلان کا جو حشر ہوتا وہ قابلِ دید ہوتا۔ آہ! یہ سب کچھ... یہ سب کچھ بہت خوفناک ہے کیتھی... یہ سب کچھ بہت خوفناک ہے۔"

"کیتھی بھی نیم مرده انداز میں کڑی کی پشت سے گردن لگا کر بیٹھ گئی تھی۔"

"پلیز پارکو... پلیز! مجھے یہ بتاؤ اصل والٹوموہائے کہاں؟ کیا تمھیں اس کی قیام گاہ کا پتہ ہے؟ جنرل ٹیرس نے پوچھا۔"

"نہیں جنرل ٹیرس! ابھی تک میں اس کی قیام گاہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میں نے جواب دیا۔"

"چکر پڑا... چکر پڑا... اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں

ہمیں خود اپنے تمام پروگرام ملتوی کر دینے چاہئیں۔ اب ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔"

"آپ کچھ اور کہنا ہے جنرل اس موضوع پر؟ میں نے پوچھا۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر آپ کہہ چکے ہوں تو پھر میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں۔"

"ہاں پارکو، اب آپ مجھے بتائیں کہ اس منصوبے کے سلسلے میں میری کیا مدد کر سکتے ہیں؟"

"میں آپ کو کامیابی دلا سکتا ہوں جنرل ٹیرس! میں اس موقع فراہم کر سکتا ہوں کہ آپ والٹوموہائے کی حکومت کا تختہ الٹ دیں اور خود حکمران بن جائیں۔"

"اب تو قدر پرستے مجھے تمھارے ساتھ لاکھ لاکھ اکا ہے۔"

"میری مدد کرو ڈیڑ پارکو! بات صرف یہ نہیں ہے کہ میں اقتدار چاہتا ہوں بلکہ اس انقلاب پر میری پوری زندگی کا انحصار ہے، میں اپنی زندگی کے لیے یہی ضروری سمجھتا ہوں۔ پھر موت کا راستہ اپنانے کے علاوہ میرے پاس کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے جنرل ٹیرس لیکن اس کے بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟"

"میں نے سوال کیا۔"

"جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن میری صورت دیکھ رہے تھے۔ تب جنرل ٹیرس آہستہ سے بولا، اس کا فیصلہ تمھیں ہی کرنا ہے۔"

"سمجھ لو کہ دولت کا کوئی مستند نہیں ہے۔ دولت کا جو ٹھکانہ ہے ذہن میں آئے تمھیں کر لینا کہ وہ تمھیں ملے گی۔"

"نہیں جنرل ٹیرس! مجھے دولت سے دلچسپی نہیں ہے۔ میں اپنے اس کام کے سلسلے میں تم سے رقم طلب نہیں کروں گا البتہ تمھیں بھی میرے لیے وہی سب کچھ کرنا ہوگا جو میں تمھارے لیے کروں گا۔"

"مطلب! پلیز، مکمل کر مجھے بتاؤ۔"

"اسرائیلی ایجنسی پلانٹ جو یہاں والٹوموہائے کی سرکردگی میں قائم ہو رہا ہے، ہماری آنکھوں میں کھٹک رہا ہے، ہم اس کی مکمل تباہی چاہتے ہیں اور تمھارے برسرِ اقتدار آنے کے بعد تم سے یہ توقع رکھنا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی مل میں اسرائیلیوں کے قدم نہیں بھٹنے پائیں گے۔ کم از کم وہ یہاں کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

"بس! جنرل ٹیرس نے سوال کیا۔"

"ہاں جنرل! میں یہی میری پہلی اور آخری خواہش ہے۔"

"تم بے شک بڑے آدمی ہو پارکو، معمولی انسان نہیں ہو تم لیکن میں تمھیں یہ بتا دوں کہ میں دل سے اسرائیلیوں کا مخالفت کرتا ہوں۔ لیکن اس کے لیے اس وقت ہے کہ اس میں

کی ریشہ دوانیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ قوموں کے ساتھ یہ نا انصافی مختلف ملکوں اور مختلف قوموں نے کر کر کے جو کچھ تم چاہتے ہو میں وہ سب ضرور کروں گا لیکن یہ تم پر کوئی احسان نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے جنرل! اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔"

"تو پھر مجھے کیا کرنا ہے؟ جنرل ٹیرس نے سوال کیا۔"

"آپ مجھے اس ایجنسی پلانٹ کا پتا بتائیں جسے اسرائیلی مفاد کے لیے قائم کیا گیا ہے اور اسے تباہ کر کے سلسلے میں آپ کو میری مدد کرنا ہوگی۔"

"ضرور میں تیار ہوں مشر پارکو اور ہونا اگر تم اس اسرائیلی پلانٹ کی تباہی چاہتے ہو تو میں اپنے کام سے پہلے تمھارے کام کے لیے آمادہ ہوں جو منصوبہ تمھارے ذہن میں آئے مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔ میں تمھارے ساتھ مکمل تعاون کروں گا۔ جنرل ٹیرس کے ایک ایک انداز سے اس بات کا اظہار ہوتا تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ مجھ سے بہت زیادہ متاثر ہو گیا تھا۔ اور اس بات نے میرے دل میں اس قدر متحرک کر دیا کہ میں اس کی طرف تیزی سے گامزن تھا۔"

"تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد میں نے جنرل سے کہا: اس نوجوان کو میں کیڑی کر گیا ہے جنرل جسے تم نے میزنگ کے دوران گرفتار کیا تھا؟"

"فلطینی نوجوان میری ذاتی قید میں ہے اور تم اطمینان رکھو پارکو وہ ہماری دسترس میں ہے اور وہاں سے کہیں نہیں جاسکے گا۔"

"میں کیڑی کر رہا ہوں اس کی موت کی اطلاع اور لوگوں کو بھڑکانا ہے؟"

"حقیقی نہیں؟ میں اس بارے میں تمھیں بتا چکا ہوں جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔"

"گو یا صرف چند افراد ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ کیرن شی سے اور اسرائیلیاں مر چکی ہیں۔"

"چند افراد بھی نہیں، میں میرے محافظ ڈوہ لڑکی اور دو فقی والٹوموہائے جو لوگ وہاں موجود تھے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ لوگ مر چکے ہیں؟"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی یہ اطلاع باہر نہیں نکلی اور شاید نکلے گی بھی نہیں۔ میں نے خود کلامی کے انداز میں آہستہ سے کہا۔ اور پھر جنرل کو مخاطب کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک بار وہ جگہ دکھادیں جہاں ایجنسی پلانٹ واقع ہے۔"

"وہ جگہ ہی نہیں، میں تمھیں اس ایجنسی پلانٹ کا معائنہ بھی کرادوں گا۔"

"کس حیثیت سے جنرل؟" میں نے سوال کیا۔

"میں وہاں جاسکتا ہوں میرے اختیارات میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے اور ابھی تک کسی کو مجھ پر کوئی شہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے جنرل! میں ایک اور بات بھی سوچ رہا ہوں۔ آپ کا اندازہ ہوگا: میں کیڑی کر رہا ہوں اسرائیلی پلانٹ تک جانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں کے سرکردہ لوگ کسی قسم کا شہ نہ کر سکیں۔"

"تو آپ کو یہ بات نظر ہے جنرل؟"

"سو فیصدی۔ جب بھی تم چاہو میرے ساتھ ایجنسی پلانٹ کا معائنہ کر سکتے ہو۔"

"کیا آپ مجھے کوئی ایسا موقع فراہم کر دیں گے جنرل! جہاں میں اس فلسطینی نوجوان سے ملاقات کر سکوں؟"

"میرا ہاتھ پارک میون ایک محفوظ طاقت ہے اس کے بارے میں کسی کو کوئی شہ نہیں ہے اور اب تو میں اسے فلاڈیلائی ہوئی دیواروں کی مانند بنا دوں گا کیونکہ کیتھی براؤن یہاں موجود ہے۔ تم اس شخص سے ملاقات یہاں بھی کر سکتے ہو۔"

"تو پھر جنرل! کل اسی وقت میں اس فلسطینی نوجوان سے اس مہارت میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ جنرل نے جواب دیا۔"

"کل دن میں کسی وقت بھی میں آپ سے رابطہ قائم کر کے اپنا نیا پروگرام آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ بہتر ہوگا کہ آپ مجھ پر پورا پارا بھروسہ کریں میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میرے زیرِ ہدایت کام کریں لیکن جو کچھ میں سکون اس پر غور ضرور کریں۔"

"جنرل نے اپنی جگہ سے اٹھ کر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا: نہیں پارکو، تمھاری خوبیوں کا میں بار بار اعتراف کر چکا ہوں لیکن مجھ کو میرا مشن اب تمھارے حوالے ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے جو میں نے تم سے کہی ہے۔ میں نے تم پر ایک انداز میں جنرل کے ہاتھ کو دبایا اور اس کے بعد واپس کی اجازت مانگی۔"

"جنرل اور کیتھی براؤن مجھے باہر چھوڑنے آئے تھے۔"

"واپس چل پھرا تو حالات بد سکون تھے کوئی تبدیلی نظر نہیں آ رہی تھی، جو یہی اپنی آرام گاہ میں موجود تھی چنانچہ میں بھی اپنی آرام گاہ

میں چلا گیا اور رات کو نکلنے لگتی دیر تک منصوبہ بنا رہا یہ بھی براؤن کی گھنڈی کا کوئی خاص چرچا نہیں تھا، ممکن ہے اس کے معمولات میں سے ہو۔ اگر اصل والٹو موہائے یہاں موجود ہوتا تو یقینی طور پر گھنڈی کی تلاش کے سلسلے میں یہ بھی قویہ دی جاتی یا کچھ بگاڑ لیا ہوتا، مگر یہاں کے غیر موجودگی کو بھی محسوس نہیں کیا گیا تھا، محل کے معاملات ہوں گے تو ان چل رہے تھے۔

دوسری صبح جوری بمی تمذیب نے مجھ سے ملاقات کی اور کہنے لگی: "کوئی طرف سے ایک نیا پیغام ملا ہے مجھے اس سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا ہے علی!"

"ہاں، کو تمذیب؟"

"ٹو کا کہنا ہے کہ میں جوری کی حیثیت ختم کر کے محل سے نکل جاؤں اور ان کے ساتھ مصروف عمل رہوں، یہاں کی تمام فتنے داریاں وہ تھیں جو نیا چاہتا ہے۔ اس نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اور تھکے باسے میں میری رائے دریافت کی تھی میں نے اسے بتایا کہ آج تک جو کچھ میں کر رہی ہوں اس میں تمھارے مشورے شمل نہیں ہے۔ اس بات پر اس نے بہت زیادہ اطمینان کا اظہار کیا اور تھکے باسے سے پیغام دیا ہے کہ گرین پول کی طرف سے تمھیں ایک مستقل حیثیت دی جائے گی اور تمھاری ان کاوشوں کا تمھیں پھر پور جملہ ملے گا۔ میں نے تمھارے سلسلے میں اس سے بات کر لی ہے لیکن میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس سلسلے میں جتنی فیصلہ تم سے مشورہ سے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر چند لمحے بعد میں نے کہا: "لیکن تمذیب! تم سے رابطہ منقطع ہو جانے کے بعد مجھے کافی پریشانوں کا شکار ہونا پڑے گا۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، یہ ٹرانسپیر ہے جو خاص طور سے گرین پول کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اس کی نسبت کو دنیا کے کسی بھی ٹرانسپیر پر کچھ نہیں کیا جاسکتا، صرف اسی قسم کا ٹرانسپیر اس کے پینامات وصول کر سکتا ہے یہ تم سے مسلسل رابطہ ہے گا۔ اس کے وجود اگر تم محسوس کرو تو کسی بھی وقت مجھے طلب کر سکتے ہو۔"

میں چند لمحے سوچتا رہا پھر میں نے کہا: "اور والٹو موہائے کے سلسلے میں کیا خیال ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے تمھارا جو آدمی یہاں موجود ہے اس کا مجھ سے رابطہ ہے یا؟"

"موجود ہے گا۔ اس سے بھی اس سلسلے میں بات کر لی جائے گی۔"

گر گرین پول اس بات کو مان سیکھتی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن یہ سمجھو تو تمذیب کہ اب میں اپنی کوئی رائے اس سلسلے میں نہیں پیش کر سکوں گا البتہ تمھارے ساتھ تعاون کا جو وعدہ میں نے کیا ہے وہ برقرار رہے گا۔"

تمذیب نے میرا بازو پکڑنے کے لیے کہا: "محسوس کرنا، داخل حالات میں کچھ اس طرح کی تبدیلیاں رونما ہونی چاہئیں تو مداخلت کرنا پڑی میں نے مداخلت قبول کر لی ہے اور اس کی ذمہ داری ہے یہاں کے حالات مجھے خالصتہً منتشر محسوس ہوتے تھے۔ اس لیے..."

"نہیں نہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے میں تمھارے مقصد کی تکمیل چاہتا ہوں تمذیب! میں نے جواب دیا۔"

اس طرف سے فارغ ہونے کے بعد ہم ایک طویل عرصہ آرام کر کے اور اس دوران علی میں تم سے بہت سی باتیں کہیں گی۔ جو میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔"

میں دل ہی دل میں مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ میں نے سوچا کہ تمذیب اس کے بعد تو تمھیں میری صورت سے نفرت ہو جائے گی ہمارے درمیان اتنی گہری دشمنی کا بیج پڑ جائے گا کہ شاید تم صرف میری جان ہی لینا پسند کرو۔ اس کا کیا سوال ہے کہ میں اور تم کوئی ایسا لمحہ گزار سکیں جو دوستوں کی مانند ہو، یہ تمام خیالات ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں آئے لیکن پھر میں نے خود کو پرسکون کر لیا۔

"تو پھر تم کب روانہ ہو رہی ہو تمذیب؟"

"میرا خیال ہے آج دن کے کسی حصے میں یہاں کے معاملات کا اچھی طرح جائزہ لے لوں۔ ویسے میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ گرین پول کے آدمی یہاں پھیلے ہوئے ہیں تم اگر اپنی شکل و صورت میں کچھ تبدیلی کرو تو اس سے مجھے آگاہ کرنا ہوگا۔ میں نے ان کو گہری بارے میں بتا دوں۔ فلانی کی حیثیت سے تو وہ تمھیں پہچان سکتے ہیں اور تمھارے تحفظ کے لیے مستعد ہیں۔"

"ٹھیک ہے تمذیب! اس کا مطلب ہے کہ اس قسم سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوگی۔"

"ہاں۔ اگر یہاں زیادہ وقت لگا تو ممکن ہے دوبارہ بھی ایک ملاقات ہو جائے لیکن تم اپنے معمولات جاری رکھو۔ تمذیب! سنا کہ تمھارا پھر عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔"

میں کافی دیر تک کھڑا سوچتا رہا۔ تمذیب کی قربت سے ایک گونہ سرد سا طاری ہوتا تھا لیکن تمھارے اگر ہم دوستوں کی مانند ایک طویل عرصہ گزار لیتے تو میرے دل میں اس کے لیے محبت کے

جذبات بھی پیدا ہو جاتے۔ ان احساسات کی کوئپلیں چھوٹ آئیں جو زندگی کو حسین مہراؤں میں تبدیل کر دیتے ہیں، میری خوشک اور بھلائی میں تمذیب کا تصور بہت حسین تھا لیکن حالات نے اس کی اجازت نہیں دی تھی اور ہمارے رخ تبدیل ہو گئے تھے۔ تمذیب کے جانے کے بعد بہت دیر تک میں لیے ہی خیالات میں ڈوب رہا مگر پھر گردن جھٹک کر ان سے نجات حاصل کر لی۔ یہ خیالات ان لوگوں کے لیے موزوں ہوتے ہیں جنھیں کوئی نصیب ہو میری زندگی تو ایک ہنگامہ حق صرف ایک ہنگامہ۔

کیرٹن کی زندگی کی حیثیت سے محل میں خاصی فتنے داریاں بکھیر رہی تھیں میں انھیں بخوبی پورا کر رہا تھا اور اس دوران مجھے یہ پتا نہیں چل سکا کہ جوری کب وہاں سے چلی گئی، شام کو تقریباً گیارہ بجے مجھے ٹرانسپیر پر اشارہ موصول ہوا میں اس وقت محل میں بیٹھ کر باغ کی صفائی کر رہا تھا۔ میرے ساتھ اپنی کارروائی میں مصروف تھے۔ اشارہ ایک ہلکی سی سیٹی کی شکل میں موصول ہوا تھا۔ تمذیب نے مجھے ٹرانسپیر پر ایٹھ کرنے کا طریقہ بتا دیا تھا، چنانچہ ایک گھنٹے درخت کی آڑ میں پہنچ کر میں نے ٹرانسپیر نکالا اور اس کا ٹکڑا دبا دیا۔ دوسری طرف سے تمذیب کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو ڈیر کی کرے ہو؟"

"معاذ ہوں تم کب چلی گئیں؟"

"دوپہر کو کبھی طلب کرنا چاہتا تھا؟"

"گو یا تمھارا کام شروع ہو چکا ہے؟ میں نے سوال کیا۔"

"ٹھیک ہے تمذیب! یہاں بھی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ ہاں یہ تو بیک وقت فلانیٹ اور جوری کہاں ہیں؟"

"بھلے والٹو موہائے کے ساتھ ساتھ انھیں بھی یہاں منتقل کر دیا ہے۔ ویسے آج رات کو ایک خصوصی میٹنگ کی جا رہی ہے جس میں تو بھی شریک ہوگا۔"

"کتنے سلسلے ہیں؟ میں نے سوال کیا۔"

"اس کی تفصیل مجھے ابھی موصول نہیں ہوئی معلوم ہوگی تو تمھیں فوراً بتا دیں گی۔ رات کو جس وقت بھی میٹنگ ختم ہوئی میں تم سے رابطہ قائم کر دوں گی۔"

"سنو تمذیب! ہمیں یہ بھی خیال رکھنا ہوگا کہ کون سا وقت ٹرانسپیر گفتگو کے لیے مناسب یا نامناسب ہے، کیا اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا؟"

"ہاں! میں تمھیں بتانا بھول گئی تھی جب بھی تمھیں ٹرانسپیر پر اشارہ موصول ہو، شریک بن کر قریب لگا ہوا سفید ٹکڑا دبا دینا۔"

اس سے میں جوابی اطلاع مل جائے گی کہ گفتگو کے لیے موزوں وقت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا۔ میں نے جواب دیا۔"

"اور مجھ سے دور رہ کر کچھ عجیب عجیب ساتھی محسوس کر رہے؟ تمذیب نے پوچھا۔"

"یہ تمام باتیں فرصت کے اوقات کے لیے اٹھا رکھو تمذیب! ابھی ہمیں اس کی اجازت نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے کہا اور تمذیب ہنسنے لگی۔

"اچھا پھر خدا حافظ! اس نے کہا اور پیچھے میں نے خدا حافظ کہہ کر ٹرانسپیر بند کر دیا۔ اب میرا ذہن اس میٹنگ میں اچھل گیا تھا جو اصل والٹو موہائے کی موجودگی میں۔ رائے والی تھی، صورت حال کی تبدیلی میرے لیے ذرا سی پریشان تھی مگر کیونکہ میں جنرل ٹیرس سے اس کا منشا پورا کرنے کا وعدہ کر چکا تھا لیکن یہ سوچ کر دل کو تسلی ہوتی تھی کہ تمذیب بالکل ایک آسانی سے میرے حال سے نہیں نکل سکے گی۔ وہ جن دستوں پر چل پڑی ہے ایسے راستے موت کے راستے ہوتے ہیں اور بد قسمتی سے اس کی یہ موت غالباً میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی تھی۔

وقت مقررہ پر میں ساؤتھ پارک میون پہنچ گیا، اس دوران پہلے کی مانند یہاں رکھا تھا کہ میں میرا تعاقب نہ کیا جاسا ہو جنرل ٹیرس کو دن میں محل میں نہیں دیکھا گیا تھا، یقیناً وہ اپنے کاموں میں مصروف رہا ہوگا۔

جب میں وہاں پہنچا تو جنرل ٹیرس اوکیتھی براؤن نے پرنسٹن انڈاز میں میرا استقبال کیا، ان کے چہرے پہلے ہوئے تھے غالباً یہاں بھیجا ہو کر انھیں ذہنی سکون بھی ملا تھا۔ دونوں پرنسٹن انڈاز میں مجھ سے ملے اور مجھے اندر لے گئے جنرل ٹیرس نے بیٹھے دئے کہا: "کو مسٹر پارک! دن کیسا گزرا؟"

محبوبہ محمول، محل میں کوئی خاص بات نہیں ہوئی ہے۔"

"میں باہر کے معاملات کا جائزہ لیتا رہا ہوں، درحقیقت والٹو موہائے کو وقت سے پہلے اس سازش کا علم ہو جانے کا ذریعہ ایک جنرل ہی بنا تھا جسے بعد میں میں نے ہلاک کر دیا۔ والٹو موہائے اس حقیقت سے آگاہ ہو گیا تھا کہ اس کا تختہ الٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کے بعد ہی اس نے موجودہ کا دو ایٹوں کا قاتل کیا تھا۔ میں نے تمھاری ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس ناپسندیدہ فوجوں کو یہاں بلوایا ہے۔ پہلے اس سے ملاقات کرنا پسند کر دے گا ہمارے ساتھ ایک دور چلے گا؟"

"سوئی جنرل! میں شریک نہیں پتا۔ میں نے جواب دیا۔"

"اچھا! کیا واقعی؟ خوب بہت خوب، تو پھر وہ کاک ٹیل۔"

لے گا۔ ہر جی سوچتی ہوں میں نے خصوصاً طور پر تمہارے لیے منگوئی تھی۔ پھر اب یہ بتاؤ کہ ہم تمہاری خاطر کس طرح کمر کریں؟
"فلسطینی نوجوان سے ملاقات کر کے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود کافی فوکم انکم پی بی لو" جنرل نے کہا اور میں نے آمادگی ظاہر کر دی۔

تقریباً آدھا گھنٹہ اسی طرح گزر گیا۔ کافی پینے کے بعد جنرل نے مجھ سے پینے کے لیے کہا۔ اس نے پیوچھ لیا تھا کہ میں تنہا ہی اس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں یا جنرل کا ساتھ ہونا ضروری ہے اس پر میں نے جنرل ٹیرس سے یہی کہنا تھا کہ اگر اس کے دل میں کوئی تردد پیدا نہ ہو تو مجھے نوجوان سے تنہا ہی ملنے دے۔ جنرل نے بخوشی اس بات پر آمادگی ظاہر کر دی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ مجھے ایک ایسے روانے کے پاس لے گیا جہاں دو نظرناک آدمی مسلح گھوم رہے تھے۔ انھوں نے جنرل کو دیکھ کر فوراً دروازہ کھول دیا اور میں اندر داخل ہو گیا۔ کچھ آرام دہ تھا۔ ایک نفیس قسم کی مہری پڑی تھی جس پر وہ نوجوان موجود تھا۔ میں نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور پھر آہستہ قدموں سے اس کی جانب بڑھ گیا۔ نوجوان مجھے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں کینہ توڑی کی جھلک تھی چہرے پر غمناک تاثرات تھے میرے ہونٹوں پر بھی ملی ہوئی مسکراہٹ دیکھ کر شاید اسے اور بھی نفرت کا احساس ہوا ہو میں اس بات کی پردا کیے بغیر اس کے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔

"تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

نوجوان خاموشی سے مجھے گھورتا رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"فلسطین، میرا نام فلسطین ہے"

"خوب، خوشی ہوئی تم سے مل کر؟ میں نے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

جنھوں نے فاصلے پر پڑی ہوئی ایک کرسی گھومتے ہوئے مصری کے قریب کر لی اور اس پر بیٹھ گیا۔ "میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں"

نبے کار ہے میں کسی بھی اعتقاد بات کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔

"یہ فیصلہ تم نے کیسے کر لیا دوست کہ میں کوئی اعتقاد بات کرنے آیا ہوں؟"

"تم سب لوگ جو کچھ کہنا چاہتے ہو مجھے اس کا پہلے ہی سے اندازہ ہے"

"ڈیڑ! ابھی تک میں تمہارے نام سے واقف نہیں ہو سکا لیکن بہر حال نام سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ایک آپ میں ہوں اس سے پہلے جب تم گرفتار ہوئے تھے میں، میں موجود تھا اور ایک انٹرویو کی شکل میں تمہا جس کو میگو یا سنے کہہ کر مخاطب

کیا جا رہا تھا۔ غالباً تم اس شخص کو نہیں بھولے ہو جس نے دونوں ہودوں میں سے ایک کو اس وقت روکا تھا جب وہ پتھر نکل کر تم پر فائرنگ کرنا چاہتا تھا۔ میرے اس انکشاف پر نوجوان کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے تبدیلی کے آثار نظر آئے تھے لیکن وہ صرف ایک لمحے ہی کی بات تھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟ میرے اقدار اسٹائن جتنا مقصود ہے نہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تمہاری ہمت

پھلنے کے لیے میں نے بہت برا خطہ مول لیا تھا۔ میں نے اپنے شخصیت کو داؤ پر لگا دیا تھا اگر ان لوگوں کو مجھ پر شبہ ہو جاتا تو میرا وہ سارا منصوبہ ناکام ہو سکتا تھا جس کی تکمیل کے لیے میں یہاں آیا تھا۔

"میں تمہاری کوئی بات نہیں سمجھ سکا ہوں؟"

"اگر میں تم سے یہ کہوں دوست کہ میرا اعلیٰ ترین تعلیم آزاد فلسطین سے ہے تو یہ بتاؤ تمہیں یقین دلانے کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

نوجوان چہرہ جو کھتا تھا، وہ دیر تک میرے چہرے پر لگا ہی جمائے رہا اور پھر اس نے کہا میں اسے بھی تم کو کوئی چال ہی تصور کروں گا۔

"مجھے اپنا ایک آپ خراب کرنا پڑے گا ورنہ میں تمہیں اپنی اصل شکل بھی دکھا سکتا تھا۔"

"مجھ سے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تم یہ بتاؤ کہ سب کچھ

بتا کر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" نوجوان بولا۔

"تمہیں یہ یاد کرانا چاہتا ہوں کہ فلسطین کی زمین تمہارا

شریک ہوں اور فخر و یقین کے مشن میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہاں کسی اور مقصد کے تحت آیا تھا لیکن یہاں آئے کے بعد جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ

عمران امریکی یودیوں اور اسرائیلی ایجنٹوں کا ساتھی ہے اور یہاں اسرائیلی مفادات کے لیے خفیہ طور پر ایک ایجنسی پر وگرم زیر عمل ہے تو میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں اس کے خلاف کام کر دوں گا۔

تم جانتے ہو کہ ہم لوگ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں اگر فلسطینی مفادات کے خلاف کام ہو رہا ہو تو اس کے خلاف مصروف عمل ہو جاتے ہیں اور اس کے لیے ہمیں بہت کوارٹسے ہدایات لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اتفاق سے فخر و یقین کا نام میرے سامنے آیا جو یہاں

یودیوں کے خلاف مصروف ہے اور گوسٹے ہل کے حکمران اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں شاید تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے دوست کہ یہاں

والٹو مائے حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور ایک اور گروپ والٹو مائے کا تحتہ اہل حکومت پر قابض ہونا چاہتا ہے۔

یہ گروپ ہمارے حق میں ہے میں نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اس کا سارا احاطہ کر لیا ہے۔ اس وقت دو مختلف سوچ رکھنے والے لوگ وہاں موجود تھے جب تک اس عمارت کو ڈھانسا گیا کہ ذیلے طابق پر گروپ گم تھے۔ میں نے اپنے ہاتھوں میں فوری طور پر تمہارے بچاؤ کا بندوبست کیا۔ اگر تم جین برڈرو والو تو تمہیں اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ وہ دونوں ہودی جن میں ایک کا نام کیرنل ہے اور دوسرے کا نام لیٹلن تھا، انھیں تمہارے ہاتھوں میں کرا لیا گیا اور میں نے اندازہ لگا دیا تھا کہ تم جیسا پڑھو جس نوجوان ان کے کس کی چیز نہیں ہے میں نے ان دونوں کو بڑی ہوشیاری سے پس کر لیا تھا اور اس کے بعد تمہیں موقع دیا کہ تم اپنا کام مکمل کرو۔ تمہیں اس کا ردوائی کے بعد بھی قتل کیا جاسکتا تھا لیکن میں نے تمہارے تحفظ کا بندوبست کیا۔"

"میں تمہارا شک گوارا ہوں لیکن تم اپنے آپ کو جس رنگ میں پیش کر رہے ہو اس سے پرہیز کرو ورنہ میں خود پر قابو نہ رکھ سکوں گا۔"

"اگر میں تمہیں بتا دوں کہ میں کون ہوں تو شاید تمہیں اپنے اس جملے پر غور پڑنا پڑے گی۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں تعلیم آزاد فلسطین کے لیے کام کر چکا ہوں۔

میں نے تم میرے نام سے واقف ہو۔"

"کون ہو تم؟ اپنا نام بتاؤ مجھے؟" نوجوان نے کہا اب وہ

کسی قدر متاثر نظر آ رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اب مجھے

کیرنل شین سے کام لیکر آپ اختیار کر کے اپنے مشن کا آغاز کرنا ہے

اس لیے اگر تیار نہ ہو پھر سن کا ایک آپ اتنا ہی دن تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

میں نے اپنے چہرے سے ایک آپ اتنا شروع کر دیا اور جن

دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر میرا چہرہ اس کے سامنے آ گیا۔ وہ عجیب سی کشش کا شکار ہو گیا تھا۔ دھنسا اس کے بدن

میں تھر تھری سی ہو گئی۔ وہ اپنی جگہ سے کود کر کھڑا ہو گیا، پھر شین سے

میرے قریب آیا اور اپنے ہاتھوں سے میرے چہرے کو فٹو لے لگا۔

اس نے تاج سے کھینچ کھینچ کر میرے چہرے کو دیکھا، گردن کے

قریب مڑوا لیا، غالباً کسی نئی میک اپ ماسک کے بارے میں غور کر

رہا تھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اب میرا اصلی چہرہ اس کے سامنے ہے تو اس نے بے اختیار میرے دونوں بازو پکڑ لیے۔

"میرے خدا! تم یہی ہو... کیا یہ تم ہی ہو علی یا خان؟"

میں نے انھیں سمجھتے ہوئے اپنی پڑ رہی تھیں، میرے سر ہونٹوں پر

کچھ بہت بھینک رہی تھی۔

"ہاں" میں وہی خادم ہوں دوست جس نے اپنا مستقبل ایک کے کے جہاد کے راستے اپنا لئے تھے۔ میں وہی پاکستانی نوجوان علی ہل خان ہوں جس نے امریکہ کے ایمرن ہاں میں ہودیوں کے خلاف علم لٹا دیا دوست بلڈ کی اور اس کے بعد ایک نقشہ ترتیب دیا جس میں اسرائیل کے لیے فنانسی پیشگیوں کی گئی تھی۔ اب بھی تم مجھے اپنا نام نہیں بتاؤ گے؟" نوجوان بے اختیار مجھ سے لپٹ گیا تھا۔

"معافی چاہتا ہوں علی معافی چاہتا ہوں، اتنا شرمزد ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا کہ تم... تم... علی... تم شاید یقین نہ کرو کہ

یہ میری آواز تھی، یہ میری خواہش تھی مجھ کو سب سے پیغمبر زاد علی فلسطین میں جو تم سے واقف نہ ہو جو تمہاری دل سے عزت نہ

کرتا ہو، علی تم پہلے درمیان ایک مقبول شخصیت ہو، ہم سب تم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں تمہارے بارے میں گفتگو کرتے

بیٹے ہیں، تم سے ہم سب کے دل مودہ لیے ہیں۔"

میں نے مسکراتے ہوئے اس کا شاد غلبہ پایا اور بولا۔ میں

ابھی تک تمہارے نام سے واقف ہوں فلسطین۔"

نوجوان مسکرا پڑا اور پھر ناززدی سے بولا۔ "میرا نام ظاہر

ہے، میں فخر و یقین کے گروپ کا ایک رکن ہوں۔"

"تم سے مل کر مسرت ہوئی ظاہر راکم جیسا پڑھو جس نوجوان

قابل فخر ہے، ویسے قید کے دوران تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا؟"

"اتفاقاً کچھ وقت تو میں ہی ساگڑا، کھانے پینے کے

لیے بھی نہیں پوچھا گیا تھا لیکن اس کے بعد مجھے کیا ہوا کہ ان

لوگوں نے میری طرف خصوصی توجہ دینا شروع کر دی۔ کھانے پینے

کے لیے مجھے پسندیدہ پھیریں دی گئیں اور میرے علاج کے سلسلے

میں خاصی مستعدی کا ثبوت دیا گیا۔"

"یہ اس وقت کی بات ہے ظاہر جب میں نے جنرل ٹیرس کو

شینے میں اتار لیا تھا۔"

"دوست ہے، جنرل ٹیرس نے ہی بعد میں میرے ساتھ قاضی

بہتر سلوک کیا... لیکن علی، آپ نے ان لوگوں پر کس طرح قابو پایا؟"

"تم حکومت کرو طاہر میری خدمت داری ہے، بڑے جلد میں فاخرہ یعقوبی کو اس ایجنسی کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔" اگر ایسا ہو جائے تو ہم سرخرو ہو کر واپس جا بیٹھیں گے۔ اس شخص میں کامیابی کے لیے ہم نے بڑی محنت کی ہے اور اب ہم ملاوی کی حدود میں داخل ہو چکے تھے ہمارا کافی وقت یہاں صرف ہو چکا ہے۔" طاہر بھلے نہ کہا۔

"یہ بتاؤ طاہر کہ اب تمہیں میرے بارے میں کسی قسم کا شبہ تو نہیں رہا ہے؟"

"نہیں علی! کیسے باتیں کرتے ہیں آپ؟"

"میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ تم علی یارخان پر اعتماد کر سکتے ہو لیکن تمہیں یہ یقین آچکا ہے کہ میں علی یارخان ہوں؟"

"ہاں آپ کی تصویر میں نے دیکھی ہے اور آپ نے جو کچھ مجھے بتایا ہے اس کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا۔"

"توچر تمہیں مختصر اپنے پروگرام کے بارے میں بتا رہا ہے؟"

جنرل ٹیرس والٹومو بٹے کا وہ حریف ہے جس کی حکومت کا تختہ الٹ کر یہاں خود قابض کرنا چاہتا ہے اور یہی وہ شخص ہے جو گوسٹے ہل میں اسرائیلیوں کی آمد کو پسند نہیں کرتا اور یہیں چاہتا کہ گوسٹے ہل میں اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کام کرے۔ والٹومو بٹے الیبتہ اسرائیلیوں کے حق میں ہے اور پوری طرح اسرائیلیوں کا کارڈ ہے۔ والٹومو بٹے کی حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے اسرائیلیوں کی کام کر رہے ہیں۔ ایک اور خارجی ادارہ گرین پول والٹومو بٹے کے مفادات کے لیے مصروف کار ہے اور میں گرین پول ہی میں شمولیت اختیار کر کے یہاں تک پہنچا ہوں۔ ایک طرح سے میں والٹومو بٹے کا تحفہ ہے۔" علی کے لیے کام کر رہا ہوں لیکن جب مجھے جنرل ٹیرس کے بارے میں یہ معلومات حاصل ہوئیں کہ وہ اسرائیلی مفادات کا حامی نہیں ہے تو میں نے ایک دوسرے نام سے خود کو اس سے متعارف کرایا اور اسے پیش کش کی کہ اگر وہ اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کو تباہ کرے میں میری مدد کرے تو میں اس کے لیے کام کر لیتا ہوں اور اس کے علاوہ ہونے والا انقلاب کو کامیاب بنانے کے لیے داری قبول کرتا ہوں۔ جنرل ٹیرس پوری طرح میرے ساتھ تعاون پر آمادہ ہو گیا اور اس کے نتیجے میں میں نے تمہیں یہاں بولا۔ غالباً اب صورت حال کسی حد تک تمہاری سمجھ میں آگئی ہوگی اب مجھے تم سے اس بارے میں مشورے کرنا ہیں۔"

"علی۔ میں آپ کو بھلا کر مشورے دے سکتا ہوں، آپ جو کچھ بھی فیصلہ کریں مجھے اس کے لیے حکم دے دیں۔" علی نے کہا۔

قید بہا ضروری ہے؟ میں جانتا ہوں کہ میری عدم موجودگی اور اس عمارت کو اڑانے کی ناکام کوشش نے فاخرہ یعقوبی کی مکر توڑ دی

ہوگی۔ وہ دیکھے ہی کافی بدول ہو چکی ہیں۔ انہیں میری خیریت کی اطلاع ملنا ضروری ہے۔"

"اس کی فکر مت کرو طاہر! میں یوں سمجھ لو کہ اب تم آزاد ہو۔ ہم کوئی مناسب فیصلہ کرنے کے بعد یہاں سے چل سکتے ہیں اور فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ دیکھو کیا ان سے ملاقات آسان ہوگی؟"

"ہاں۔ وہ یہیں گوسٹے ہل میں موجود ہیں۔" طاہر بھلا کر لکھتا ہوا اور میرا دل مسرت سے دھڑکنے لگا، میرے مقصد کی تکمیل اب قریب تھی۔ حالات میرے حق میں ہوتے جارہے تھے اور میں تنظیم سے الگ رہ کر بھی اس کی خدمت کرنے کا فخر حاصل کر رہا تھا۔ جنرل ٹیرس تقریباً قابل میں آچکا تھا۔ فاخرہ یعقوبی کے بارے میں بھی علم ہو چکا تھا اس طرح اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کی تباہی نہ دیکھ آگئی تھی۔ گرین پول میں اگر بہت سے فائدے ہوئے تھے۔

ایجنسی اور دیگر فرائض لاکر بہت خوش تھا لیکن بالآخر مزہ دیکھنا ہی تھا۔ اس کے علاوہ تنظیم کے لیے ایک کام کرنے کا موقع ملا تھا۔

طاہر بھلا عقیدت جڑی لگا ہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا میں نے کہا۔ توچر تم یہاں سے چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

"میں تیار ہوں علی! مگر تمہارا میک آپ؟"

"ہاں! مجھے اس سلسلے میں کچھ پریشانی ہوگی لیکن کوشش کرتا ہوں کہ کچھ کروں۔" تھوڑی دیر انتظار کرو، میں ابھی واپس آتا ہوں۔" میں نے کہا۔ اصل مشکل میں ان لوگوں کے سامنے نہ تھا لیکن ان کے باعث بھی بن سکتا تھا لیکن ٹیرس اور کیتھی براؤن اب میرے قبضے میں تھے اس لیے زیادہ فکر نہ کیا۔ بات بھی رہ گئی۔

باہر نکلا تو محافظ چونک پڑا۔ لیکن میں نے سیدھے میں کہہ دیا۔ "درازاہ مذکورہ" محافظوں نے میری ہدایت پر فوری عمل کیا تھا لیکن وہ دوسرے کچھ دیکھتے ہی بے سمجھے جنرل ٹیرس کیتھی براؤن کے کمرے میں موجود تھا۔ یہ اندازہ اعلیٰ ہوا تو دونوں اچھل پڑے۔

"سوری جنرل! میں پکار رہا ہوں۔" میں نے کہا۔

"خدا کی پناہ! تم انسان ہو یا کوئی۔"

"مذرت جنرل! اس کے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔"

"لیکن میک آپ کا سامان! وہ کہاں سے آیا تمہارے پاس؟"

"میک آپ اتار دیلے ہیں نے میری اصل شکل ہے۔"

"کیا واقعی؟" کیتھی اچھل پڑی۔

"ہاں۔"

"اس کا مطلب ہے وہ راک بھی تمہاری اصل شکل سے واقف نہیں تھی؟" کیتھی براؤن تعجب سے ہوئی۔

میں مسکراتا رہا، پھر میں نے کہا۔ "اصل شکل ایک بے کار موضوع ہے۔ براؤن۔ جنرل مجھے میک آپ کا سامان دیکر ہوگا۔"

"کیا آپ اس کا بندوبست کر سکتے ہیں؟"

"میں ان چیزوں سے واقف ہوں، جو کچھ تمہیں دیکھا ہو، کہہ کر دے دو میں منگوا دوں گا۔" جنرل نے کہا۔

"میں اس نوجوان کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا جنرل فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کروں گا اور اسے تمام صورت حال بتا دوں گا۔" اس طرح ایجنسی پلانٹ کی تباہی کی خدمت داری وہ سمجھا لے گا۔

میک آپ کے لیے تین چھوڑوں کا کیونکر گوسٹے ہل کی حکومت منبھالنے کے لیے آپ کو بہت سی باتیں ہیں۔ براؤن! بڑے گادے اور بڑے مصروف ہو جائیں گے۔ یہ کام اس سے قبل ہی ہو چکا ہے تو بہتر ہے ممکن ہے جب آپ کامیاب ہو جائیں تو یہ لوگ اس وقت کی صورت حال کے پیش نظر کوئی نئی چال چلنے کی کوشش کریں۔ طاہر ہے امریکی اس معاملے میں ٹوٹ جہاں اس لیے ان معاملات کو صرف فلسطینی مجاہدین پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یوں آپ غوری طور پر ایجنسی پلانٹ کی تباہی کے فائدہ بھی بڑا ترار تین دن میں لگے۔"

"توچر ذرا مضمی اور بھی میں کیتھی سے یہی کہہ رہا تھا اور میں ایک آپ کا سامان فوراً منگوانا ہے۔" جنرل نے پوچھا۔

"میں اس میں کچھ دیر بھی لگ جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔" فی الحال میں اس صورت حال سے اپنے لیے استعمال کروں گا۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟"

"سوال بنیاد میں ہوتا۔" جنرل نے کہا۔ کیتھی نے جواب دیا۔

"پہلے میں فاخرہ یعقوبی سے ملاقات کروں۔ اس کے لیے میں اس نوجوان کو ساتھ لے جاؤں گا اور اس کے بعد جیسا بھی ممکن ہو، میں واپس آکر آپ کو اطلاع دوں گا۔"

کیتھی براؤن سے رابطے کے لیے میں نے ایک خصوصی پروگرام ترتیب دینے کا فیصلہ کیا۔ مزید زیادہ محفوظ ہوگا۔ تم بھی اسی ذریعے سے مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔ اس کا انتظام میں تھوڑی دیر کے بعد کروں گا۔ جنرل ٹیرس نے کہا۔

"توچر فی الحال آپ میرے لیے ایک گاڑی کا بندوبست کریں۔ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

جنرل ٹیرس نے اس بات میں گردن ہلائی۔ پھر لڑائی میں گاڑیاں دینے والی ایک پراویٹ کیتھی سے ایک کار منگوا لیتا ہوں تاکہ اس پر کسی کو شبہ نہ ہو سکے۔

"یہ مناسب ہوگا۔" میں نے کہا اور جنرل ٹیرس فون پر کسی سے گفتگو کرنے لگا۔

میں گھٹنے کے بعد کھڑا ہوا۔ کیتھی براؤن کو واپس کر دیا

تھا اور کار اپنی تحویل میں لے لی تھی۔ نوجوان طاہر بھلا کو جب کمرے سے نکال گیا تو اسے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ وہ رہا ہو چکا ہے۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔ ہمیں یہ سفر نہایت محنت کا انداز میں کرنا تھا۔ جنرل نے فراع دلی سے کام لیتے ہوئے طاہر بھلا سے بھی مصافحہ کیا اور پھر ہمیں پسپوں فراہم کر دیے گئے جو ہماری کسی بھی ضرورت پر کام کر سکتے تھے۔

طاہر بھلا قربان ہوا جا رہا تھا۔ راستے میں بھی اس نے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ علی! یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کی شخصیت مجھ پر عرصے کے لیے ایسے لوگوں کو بھی لگ کر لیتے ہیں آپ جنہیں صرف ایک گڑبڑ گھوڑا ہی کہا جاسکتا ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ سوچا جاسکتا ہے کہ وہ رام نہیں ہو سکتے۔

میں مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد میں نے سکوت توڑا۔ تم محتاط انداز میں ڈرائیونگ کرو، بہتر ہے کہ پہلے ہم کار کو مختلف علاقوں میں گھومتے ہیں، تاکہ یہ اندازہ ہو جائے کہ ہمارا قاتل تو نہیں کیا جاتا۔"

"بہتر ہے۔" طاہر نے جواب دیا۔ ڈرائیونگ وہی کر رہا تھا اور پوری طرح عقب اور اطراف سے چوکتا تھا۔

پھر میں نے طاہر سے پوچھا۔ فاخرہ یعقوبی کہاں قیام پذیر ہیں؟"

"گوسٹے ہل کے مشرقی علاقے میں کینسن ہال نامی ایک عمارت ہے۔ یہ عمارت ایک عرب تاجر کی ہے جو گھوڑوں کا کاروبار کر رہا ہے اور مقامی نسل کے گھوڑے مختلف ملکوں کو سپلائی کرتا ہے۔ فاخرہ یعقوبی نے اس سے رابطہ قائم کیا ہے۔ وہ شخص ہمارے ساتھ بھڑوڑ تھان کر رہا ہے اور اس کے خفیہ تر خانے میں ہم نے اپنا بیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔"

کینسن ہال نامی عمارت قدیم طرز تعمیر کا نمونہ تھی۔ اسے تین سو توں پر تعمیر اس عمارت کے وسیع و عریض احاطے میں میری کئی افراد نظر آئے۔ جب ہماری کار گیٹ پر پہنچی تو دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر اس میں چھانکا اور پوری طرح اس کی تلاشی لے ڈالی، شاید وہ طاہر بھلا کو نہیں پہچانتے تھے۔ طاہر بھلا نے جب کچھ مخصوص الفاظ دہرائے تو انھوں نے اسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ تمام احتیاطی تدابیر صرف فلسطینیوں کو جسے کی گئی تھیں۔ درگھوڑوں کا عربی تاجر گوسٹے ہل میں طویل عرصے سے ایک پرسکون زندگی گزار رہا تھا۔

کار پورچ میں ڈکنے کے بعد طاہر بھلا میرے ساتھ نیچے آکر آیا اور ہم دونوں عظیم نشان برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔ طاہر بھلا بڑے اعتماد سے آگے بڑھ رہا تھا۔

معاشرے کے جڑیں قبول ترین منفی معی الدین نواب کی پہلی طویل معاشرتی ناول

ادھا چہرہ

زندگی کے نقیب و سدا کا آئینہ
انسانوں کے ظاہر و باطن کی عکاسی



ادھا چہرہ کے روپ میں بکھر جاتے

○ صفحہ ۶۹۸ ○ پائیدار جلد ○ خوب صورت گزشتہ ○ قیمت ۱۳۰ روپے ○ آج ہی ایک خط کو کر صوبہ قراچی
محی الدین نواب کے افسانوں کے دواور مجموعے ایمان کا سفر ۶۰٪ اور کچھ اٹھ ۶۰٪ بھی دستیاب ہیں۔
ایجنٹ حضرات جلد رابطہ قائم کریں

کتابیات پبلی کیشنز ○ پوسٹ بکس نمبر ۲۳، کراچی نمبر ۱

”میں ہم تو آپ کے لیے بنائے کیا کیا سوچتے رہے ہیں۔
نجانے کیا کیا۔“ سادات رکھتے ہیں ہم آپ کے لیے۔ ہم آپ کے
دوسرے دور۔ ایسے عازموں پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں، جہاں
موت کسی بھی لمحے ہمارے سروں پر پڑ سکتی ہے۔ ان لمحات میں
بھی ہمارے دل کچھ ایسی شخصیتوں کے لیے دھڑکتے رہتے ہیں
جو ہماری ہی مانند اپنا فرض پورا کر رہی ہیں لیکن ہم سے کہیں برتر و
اعلیٰ ہیں۔“

”ہمت بڑا مقام دے دیا ہے۔“ نے مجھے فخر دیا میں اس
کے لیے شکریہ ادا کرنے کے لیے نہیں آ سکتا۔ ظاہر تھا
انسانی طور پر میری نگاہوں میں آپ تھا۔ درخشاں احسان ہے کہ
ایک بار چہرہ میں اسے تو اس دے۔ زبان لانے میں کامیاب
ہو گیا۔“

”مجھے پوری کمان ساؤ“ فخر نے کہا۔ اور میرے جلنے
ظاہر رہا۔ اسے پوری تفصیل بتادی۔ وہ تمام گفتگو بڑی توجہ
سے سن رہی تھی اور میں اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ
رہا تھا کہ یہ وہ لڑکی ہے جس کا نام خوف و دہشت کی علامت
بان گیا ہے مگر اس وقت وہ میرے سامنے کتنے معصومانہ انداز
میں بیٹھی ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو اس کی حیثیت سے ناواقف
ہیں، یہ صرف ایک نازک اندام حسین و خوبی ہے نہ جانے یہ
کون سے جذبے ہیں جو انسان کی شخصیت کو یہ بدل کر رکھ دیتے
ہیں۔ یہ تنظیم نے میرے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ میرے لیے
ناقابل برداشت تھا اور میں عملی طور پر اس سے بالکل علیحدہ
ہو گیا لیکن صدف العیش ظاہر تھا اور فخر جیسے کوڑھبہ
سامنے آتے تھے تو دل کو بڑی طاقیت کا احساس ہوتا تھا۔
وہی ہے اب میری سوچ میں کافی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ ”یہ ا
انداز فکر اور اختلاف ہو گیا تھا۔ تنظیم کے کچھ ارکان سے مجھے
شکایت پیدا ہوئی تھی لیکن تنظیم کے مقاصد میرے لیے اب بھی
قابل احترام تھے چنانچہ اگر گوشتے مل میں تنظیم کے لیے میں کوئی
کام نہ رہا تھا تو یہ کسی پر احسان نہیں تھا۔“

”تمام کمانی میں فخر نے بیوقوفی نے اپنی کرسی کی پشت سے
نہز لیا اور ہنسنے لگے۔ ”میں نے کچھ سوچتی رہی۔ بھر آہستہ
سے بولی۔ ”ہاں“ یہ علی بارخان کا ہی کمال ہو سکتا تھا۔ ”مجھے وہ
میری جانب مڑی۔ ”آپ یہاں آگئے ہیں علی۔“ میں نے سمجھتی ہوں
کہ اسے شاہو سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ ”آپ کی
موجودگی میں جھلا میں یہ جرات کس طرح کر سکتی ہوں کہ اس شخص کی
جائزہ ہوں۔“ ”ہر آپ کے معاون ہیں اور آپ کی مانتی میں
کام نہ لانا نہیں سمجھتے ہیں۔“ اپنی جو کچھ میں کر رہی تھی اب اس کے

دوران گفتگو میں نے فخر نے بیوقوفی سے یہ بھی کہا کہ مجھے
بعض چیزوں کی ضرورت پیش آئے گی۔ وہ اسے تنہا طور پر مہیا
کرنا ہوں گی۔ ”جواب اس نے نئے مادہ کا اظہار کرتے ہوئے کیا کہ
اسے بہترین تیاریوں کے بعد ہی یہاں بھیجا گیا ہے اور اس کے

علاوہ گھوڑوں کے تاجرنے اپنے خصوصی اختیارات سے کام لے کر اسے ضرورت کی مزید چیزیں مہیا کر دی ہیں۔ میں نے تقریباً تین گھنٹے تک فائرفیوٹی سے اس موضوع پر گفتگو کی اور اس کے بعد ایک چھوٹا سا پارٹ کیمرا حاصل کر لیا جو فائرفیوٹی کے پاس موجود تھا۔ یہ تھا سا کیمرا بہت ہی آسانی سے آپریٹ کیا جاسکتا تھا اور اس سے عمدہ تصاویر آداری جاسکتی تھیں۔ کیمرا حاصل کرنے کے بعد میں نے کیمرا ظاہر بقا کے حوالے کر دیا اور پھر فائرفیوٹی سے واپسی کی اجازت مانگی۔

فائرفیوٹی نے بہت ہی تشکر آمیز جذبات کے ساتھ مجھے رخصت کیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد پہلے ٹھکانے پر واپس پہنچ گئے تھے۔ ظاہر بقا کو میں نے اپنا بانی منصوبہ سمجھا دیا تھا۔ اسے اس بات سے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ گرین پول کی طرف سے مجھے ایک بڑے مشن کا انچارج بندیا گیا ہے اور اس مشن کی غرض وفایت کی ہے۔

جنرل ٹیرس سے کتنی براؤن کے ساتھ ہی ملاقات ہوئی وہ پروگرام کے مطابق میرا انتظار کر رہا تھا اور اس کے بعد میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔

میں نے مائیکل یان کا میک آپ اپنے چہرے پر کیا اور ظاہر بقا کے چہرے پر کمر بنی شے سے کام لیا۔ آپ کو دیا جنرل ٹیرس میک آپ میں میری اس مہارت کو بغور دیکھ رہا تھا اور متعجب رہ رہا تھا۔ اس کام سے فائدہ ہو کر وہ سب ضروری انتظامات کی طرف توجہ دی گئی۔ ایٹمی پلانٹ پر جانے کے لیے جنرل ٹیرس نے ہیل کا پٹر کا بندوبست کیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد چار افراد انتہائی خفیہ مشن پر روانہ ہو گئے۔ میں ظاہر بقا، جنرل ٹیرس اور جو تھا ہیل کا پٹر کا پانکٹ تھا جو جنرل ٹیرس ہی کا آدمی تھا۔

دیا گیا۔ چنانچہ کے درمیان کسی انسانی وجود کا کہیں پتا نہیں چلتا تھا جب ہم ہیل کا پٹر سے نیچے آئے تو جنرل ٹیرس نے ہسٹری سے مجھے سے کہا: یہ دوسرا کیمرا انسانی نگاہوں سے مخفی تھا اس وقت بھی اسراٹیلیوں کی آنکھیں نہیں گھوم رہی ہیں۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا اور غامضی سے جنرل ٹیرس کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ ہیل کا پٹر کے پانکٹ کو اس کی جگہ چھو دیا گیا تھا۔

چھوٹا سا پارٹ کیمرا ظاہر بقا کے پاس موجود تھا اور میں نے اس ہوشیار جوان کو ہدایت کر دی تھی کہ ایٹمی پلانٹ میں داخل ہونے کے بعد فوری طور پر فوٹو گرافی شروع کر دے۔ یہاں پہنچتے ہی میں نے دیکھا کہ وہ مصروف عمل ہو گیا تھا۔ اس کا ہاتھ بار بار کھلانے کے لیے انداز میں سینے کی طرف جاتا تھا۔ لباس کے اندر صرف ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جس سے کمرے کا لائٹ باہر جھانک رہا تھا۔ باقی کیمرا اس کے لباس کے اندر چھپا ہوا تھا۔ ظاہر بقا ان چٹانوں کی فوٹو گرافی کر رہا تھا۔ ممکن ہے اس نے ہیل کا پٹر سے بھی علاقہ کا تصاویر لی ہوں اور ہیل کا پٹر کے اس محلہ اترنے کے بارے میں بھی ریکارڈ محفوظ رکھا ہو۔

چٹانوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ہیل کا پٹر کچھ نہیں تھا لیکن جنرل ٹیرس نے آگے بڑھ کر ایک چٹان کو آہستہ سے ایک چھوٹے سے پتھر سے کھٹکھٹایا اور درخت سے ہلنے ایک عجیب و غریب نظر دیکھا۔ چٹان کے اندر ایک کھڑکی سی لگی اور ایک اسٹین گن کی نال باہر نکل آئی۔

اپنے ہاتھ میں تفصیلات تلاش اندر سے آواز ابھری اور جنرل ٹیرس نے صرف اپنا نام دہرایا۔ اسٹین گن کی نال وہاں ہو گئی اور اس کے فوراً بعد ہی ہاتھ سے ایک گول خلا نمودار ہو گیا۔ ظاہر بقا کا ہاتھ اس کے سینے پر تھا۔ اس غلطی سے گزرنے کے بعد ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو اوپر کی نسبت نہایت ٹھنڈی اور صاف شفاف تھی جھوٹی چھوٹی روشنیاں دیواروں پر نصب تھیں جو اس علاقے کو پوری طرح سے منور کر رہی تھیں۔ ہر رنگ تقریباً دس گزلی تھی اور اس کے بعد اس کا اختتام ایک چوکور سے کمرے پر ہوتا تھا جس کے بارے میں یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ انسانی ہاتھوں ہی کی تراش کا کارنامہ ہے۔

اس کمرے کے اندر ایک میز پر بیٹھی ہوئی تھی جس کے ارد گرد چار آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ جنرل ٹیرس کو دیکھ کر وہ اٹھ

کھڑے ہوئے اور انھوں نے پڑھتے انداز میں جنرل ٹیرس سے مصافحہ کیا۔

”اچھی ہم آپ کے آنے کی اطلاع ہی سن رہے تھے جنرل اور اتفاق کی بات ہے کہ مسٹر مائیکل یان اور کمرن شی سے کے بارے میں میں ابھی تھوڑی ہی دیر قبل بھی ہیل کا پٹر سے کچھ اطلاعات محصول ہوئی تھیں۔“

”وہ کیا مسٹر کالان؟ جنرل ٹیرس نے اس شخص سے پوچھا جو جنرل سے مخاطب تھا۔

”میں کران دونوں حضرات نے ابھی تک ہیل کا پٹر سے رابطہ قائم نہیں کیا ہے۔“

”ہاں یہ دونوں اپنی مصروفیات کے سبب ایسا نہ کر سکے تھے۔ جنرل ٹیرس نے جواب دیا۔

”مخبرائے کیے زحمت کی؟“

”والٹوموہلے نے میرے سپرد یہ فیسٹ وائی کی تھی کہ موجودہ حالات کے تحت ایٹمی پلانٹ کے ایک ایک گوشے کا جائزہ لے لیا جائے۔ کمرن شی نے اور مائیکل یان بھی والٹوموہلے سے متفق تھے۔ دراصل آپ کو معلوم ہے کہ کالان کرائج کل کوٹے میں کیا سیاست چل رہی ہے۔ والٹوموہلے کے دشمنوں کو ہر وقت نگاہوں میں رکھنا پڑتا ہے۔ والٹوموہلے اس وقت جن حالات سے گزر رہے ہیں، شاید ایسے حالات کوٹے میں کبھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم ایک ایک پیر کا بغور جائزہ لے رہے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ہم کسی بھی چیز کو نظر انداز نہ کریں۔“

”یہ بہت مناسب بات ہے، حالانکہ یہاں کے بارے میں ہم آپ کو اطمینان دلانے کے لیے ضروری ہے۔ ہر حال ہمارے درمیان تعاون ہی ہماری بقا کے لیے ضروری ہے۔ تشریف لائے، آپ بھی طرح جائزہ لیں اور جہاں بھی آپ کو شبہ ہو مجھے اشارہ کر دیں۔“ مسٹر کالان نے کہا۔ یہ شخص یقیناً یہاں کوئی نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ وہیلے تھے ہل کا عام سا آدمی تھا۔ بظاہر اس کی شخصیت میں ایسی کوئی نمایاں خوبی نہیں تھی مگر اسے انھوں نے جھلکتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

”ہم لوگ اندر چل پڑے۔ ظاہر بقا کے بارے میں میں جانتا تھا کہ وہ اس وقت کیسے احساسات سے گزر رہا ہوگا۔ اس کا اختہ بار بار سینے تک پہنچتا تھا لیکن میں نے ایک بار بھی اس کے انداز میں کیسا نہایت نہیں باقی تھی۔ یعنی کسی کو آسانی سے شہ نہیں ہو سکتا تھا کہ سینے پر ہاتھ کس جگہ سے رکھا جاسا ہے۔

ہم لوگوں نے اسراٹیلی پلانٹ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ یہ سب کچھ انڈر گراؤنڈ ہی تھا۔ اوپر بڑی بڑی پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ کسی بیرونی طریقے سے اس پلانٹ کو تباہ کرنا کسی طور ممکن نہیں تھا اور مجھے یہ اندازہ ہوتا جا رہا تھا کہ فائرفیوٹی کو اس کی تباہی کے لیے شدید ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں اسے کوئی موثر منصوبہ پیش کرنے کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ اور اسی نقطہ نگاہ سے میں اس پلانٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ بڑی بڑی بھاری مشینیں یہاں موجود تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کو مقامی حکومت کا مکمل تعاون حاصل تھا پھر جھلا انہیں کیا دشواری پیش آسکتی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹہ میں منٹ تک ہم اس پلانٹ کے مختلف شعبوں کا جائزہ لیتے رہے۔ بڑی زبردست کارروائی ہو رہی تھی یہاں اور اسرائیل بے پناہ مصروف تھے۔ میرے انداز سے کے مطابق یہاں تقریباً ستر افراد کام کر رہے تھے اور مشینوں کا کوئی شمار ہی نہیں تھا۔ یقیناً یہ بڑی اہم تھی اور اس کی تباہی یقینی طور پر اسرائیل کے لیے نقصان عظیم نہایت ہو سکتی تھی۔ ظاہر بقا نے تقریباً تمام ہی حصوں کی تصاویر لے لی تھیں۔

معاذ کے بعد جنرل ٹیرس نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ کالان نے اسے اپنے کی پیش کش کی جو محدود پیمانہ پر وقت ہو گیا تھا۔ ہم لوگوں نے اپنے دھمنوں کے درمیان بیٹھ کر اس سے کھانا کھایا اور پھر چند افراد ہمیں ہیل کا پٹر تک چھوڑنے کے لیے آئے۔ پھر ہیل کا پٹر فصا میں بلند ہو گیا۔

جب وہ فصا میں سیدھا ہو گیا تو جنرل ٹیرس نے ایک گہری سانس لے کر مجھ سے کہا: ”کو، تمہارا کام مناسب انداز میں ہو گیا یا نہیں؟“

”بالکل مناسب اور قابل اطمینان۔“ میں نے جواب دیا۔

”گویا میرے سپرد جو کام تھا وہ مکمل ہو گیا۔“

”ہاں جنرل۔“ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی آگ میں آپ کی ضرورت پیش آئی تو مجھے یقین ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے۔“

”یہ کتنا تو بڑے کاری ہے ڈیڑ پار کو، تم جانتے ہو کہ میں تم سے بہت متاثر ہوں اور اب میرے مشن کی تکمیل میں تم سے اب کوئی شخص نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے اس پروگرام کے ساتھ ساتھ ہی تم میرے مسئلے کو بھی جلد حل کرنے کی کوشش کرو۔“

”جنرل وہ صرف آپ ہی کا مسئلہ نہیں، میری بھی مسئلہ بن چکا ہے۔“ میں نے کہا۔ ظاہر بقا اس دوران بالکل خاموش بیٹھا رہا۔

تھا۔ میں اُس کے دلی جذبات کا بخوبی اندازہ کر سکتا تھا۔ اس لیے میں نے بھی اسے غائب نہیں کیا۔

ہم بخیر وعافیت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اس وقت دن کے تقریباً ڈھائی بجے تھے۔ یہیلا کا پٹر واپس چلا گیا۔ جرنل ٹیرس نے میں اظہار بقا اور کتبھی براؤن ایک مخصوص کمرے میں آ بیٹھے۔ جرنل ٹیرس نے مجھے دیکھتے ہی ہنسنے لگا کہ کیا خیال ہے ڈیڑھ پارکو! تم نے اپنی پلانٹ کا جائزہ تو لے لیا ہے۔ کیا اسے تباہ کرنے میں اپنے طور پر کامیابی حاصل کر سکتے ہو؟

"ہاں ہم اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالیں گے جرنل! بلکہ اپنے طور پر ہی یہ کام انجام دیں گے۔" میں نے جواب دیا۔

ظاہر بقا نے بھی پُر زور انداز میں گردن ہلاتی "یہ شک جرنل! آپ نے جو ساتھ دیا ہے، ہم اس سے زیادہ آپ کے کسی چیز کے طالب نہیں ہوں گے۔"

"جہیں" اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ میرے لائق جو بھی خدمت ہو ضرور بتاؤ۔" جرنل نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ اگر ایسی کوئی ضرورت پیش آئی تو ہم آپ کو یقیناً رحمت دیں گے۔" ظاہر بقا بولا۔

میں نے ظاہر بقا سے پوچھا "اب تمہارا کیا پروگرام ہے میرے نوجوان دوست؟"

"کیا مجھے ... یہاں سے واپسی کی اجازت مل سکے گی؟" ظاہر بقا نے جھکتے ہوئے اپنا منہ ڈال دیا۔

"کیسی باتیں کرتے ہو! تم اب آزاد ہو، یہاں چاہو جاسکتے ہو۔" جرنل ٹیرس نے جواب دیا۔

ظاہر بقا مشکور نگاہوں سے ہمیں دیکھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اسے رحمت کہنے کے بعد ایک بار چہرہ ہمارے درمیان گفتگو کا آغاز ہو گیا۔

"صورت حال میں قدرتی تحقیق جاری ہے مسٹر پارکو! اتنے ہی میرے دل میں خدشات بٹھتے جا رہے ہیں۔ گرین پول خاص طور سے میرے لیے دو سر ہے۔ اس کے علاوہ امریکیوں کے بارے میں بھی کوئی صحیح رپورٹ نہیں مل سکی کہ وہ لوگ والٹو موہائے کے لیے کیا کر رہے ہیں اور خاص طور سے یہ جاننے کے بعد میں کچھ اور خوف زدہ ہو گیا ہوں کہ مکمل میں نقلی والٹو موہائے موجود ہے۔ اگر امریکیوں کا کوئی ذہین آدمی اس تک پہنچا اور اسے اس بات کا شبہ ہو گیا کہ والٹو موہائے اصلی نہیں ہے تو پھر یوں سمجھ لو کہ ہمارے لیے مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں گے اور ہمارا ہر سارا منصوبہ تلبیٹ ہو جائے گا۔ میں ایک بار پھر نہیں

یہ یقین دلانا چاہتا ہوں پارکو کہ میرا مقصد صرف اقتدار حاصل کرنا نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو اس خواہش سے بالکل محروم بھی نہیں قرار دوں گا لیکن صرف ایک ہی مقصد میرے پیش نگاہ نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر گوشتے ہل کو والٹو موہائے کی عباسی فطرت کی وجہ سے جو نقصانات پہنچے ہیں اور جن کے اثرات عوام پر پڑ رہے ہیں، میرے لیے وہ تکلیف دہ ہیں۔"

"مجھے یقین ہے جرنل ٹیرس کہ آپ اس سلسلے میں مخلص ہیں اور میں اب پوری طرح آپ کے ساتھ ہوں۔ اس سلسلے میں اگر میرے لیے کوئی ایسی بات آپ کے ذہن میں ہے جو زیادہ بہتر ہو سکتی ہے تو بے تکلفی سے فرمائیے میں اس کی تکمیل کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دوں گا۔"

"اتفاقات نے ہمیں آپ کے ساتھ منسلک کر دیا ہے مسٹر پارکو اور ہم اب آپ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ کے کاغذوں پر اس عظیم الشان بوجھ کا بھی احساس ہے جو پہلے فلسطین کی طرف سے اور اس کے بعد ہماری طرف سے آپ پر لا دیا گیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ ان ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہونے کی تمام تر صلاحیتیں رکھتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ جرنل! اب ان باتوں کا موقع نہیں ہے مجھے اجازت دیجئے میں انسانی کوشش کر دوں گا کہ جلد ممکن ہو سکے اس معاملے کو ختم کیا جائے۔"

جرنل سے گفتگو کرنے کے بعد میں پھر اپنی جگہ پہنچ گیا لیکن حالات میرے تابو میں نہیں تھے تہذیب نامک ایکس اب یہاں سے روانہ ہو چکی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ سب سے رابطہ قائم نہ کر سکی تھی۔ میری طرف سے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں انتظار کرتا رہا۔

فعلی والٹو موہائے کو میں نے لگا ہوں میں رکھا تھا اور اس سلسلے میں خصوصی طور پر کوشش کی تھی کہ کوئی اہم شخصیت نقلی والٹو موہائے تک نہ پہنچے پائے بلکہ اپنے طور میں اسے نقلی والٹو موہائے کو گرین پول کی طرف سے یہاں تک بھی دی تھیں کہ وہ خود کو بیار ظاہر کرے۔ وہ شخص جانتا تھا کہ میں گرین پول کا انچارج ہوں۔ چنانچہ اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ ڈاکٹروں نے اسے چیک کیا۔ ظاہر بقا نے یہی ایسی تھی کہ کوئی بھی ڈاکٹر جسمی طور پر یہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ برآمد کر رہا ہے۔ دو ایشیائی خور کر دی گئیں اور کچھ خصوصی لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا گیا۔ ان خصوصی لوگوں کے انتخاب میں میں نے خاص طور سے دلچسپی لی تھی۔ مجھے علم تھا کہ گرین پول کے خزانے سے اب مکمل طور پر کچھ نہیں رہا لیکن ابھی تہذیب نامک ایکس نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ کون کون لوگ کس شکل میں یہاں موجود ہیں۔

وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ تین دن گزر گئے پھر بھی رات

تہذیب نامک ایکس کی طرف سے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میں نے دھمکتے دل کے ساتھ اس کا پیغام موصول کیا۔ تہذیب کی آواز سن کر میں نے ٹیلی فون پر پارکو کو "کیسے مزاج ہیں تہذیب؟"

"بالکل ٹھیک ہیں۔" دن رات مصروف ہوں یوں سمجھ لو کہ ان تین دنوں میں جب سے تم سے رابطہ قائم نہیں ہوا میں نے آرام کا ایک لمحہ بھی نہیں گزارا۔"

"کاش، میں تمہارے ساتھ ہوتا اور تمہارا ہاتھ بٹاتا۔"

"تمہیں میرا ہاتھ بٹانا ہوگا لیکن ابھی نہیں البتہ تیار ہو اس کے لیے۔" تہذیب کی آواز میں شوخی تھی۔

"فی الحال یہ باتیں تو پہلے دو تہذیب یا بتاؤ کہ صورت حال کیا ہے؟"

"نہایت شاندار اور تسلی بخش تمہارے لیے میں نے ایسی فضا پیدا کر دی ہے کہ اب گرین پول کے خاص خاص لوگ بھی تمہاری باتیں کرنے لگے ہیں۔"

"اس کے لیے شکریہ، پارکو! کم سے کم مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں؟"

"کوئی اہم بات نہ ہوتی تو میں ابھی تم سے رابطہ قائم نہ کرتی۔" تہذیب بولی۔

"تو تم وہ اہم بات مجھے بتاؤ۔"

"اس طرح نہیں۔ کل دن میں ایک نئے شخص ایک خاص جگہ پہنچا ہے۔ وہاں کا پست نوٹ کر لو، باقی گفتگو وہیں پر ہوگی۔"

"پست بتاؤ؟ میں نے کہا اور تہذیب نامک ایکس نے ایک پتا دیا۔ میں نے پتا نوٹ کر لیا تھا۔ اس کے بعد تہذیب سے تھوڑی دیر تک گفتگو ہوئی رہی اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر دیا گیا۔ میرے ذہن میں کھلبلی سی گج گئی تھی، اس جگہ پہنچنے کا سبب کیا تھا؟ تہذیب نے مجھے کیوں طلب کیا تھا؟

خدا خدا کہ رات گزری دوسری صبح کا آغاز ہوا۔ اس دن میں نے جان بوجھ کر جرنل ٹیرس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا، خیال یہی تھا کہ کسی کو مجھ پر شبہ نہ ہو سکے تہذیب نامک ایکس کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا کہ آج کی ملاقات کسی خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

وقت مقررہ پر میں وہاں سے چل پڑا ہر طرح کے تعاقب و غیرہ کا خیال رکھا تھا اور اس کے بعد تہذیب کے بتائے ہوئے جتے پر پہنچ گیا۔ بالکل نئی اور اجنبی عمارت تھی میرے لیے گرین پول کے خزانہ وں نے والٹو موہائے کے اس ملک میں ابھی خاصی مراعات حاصل کر لی تھیں اور یہاں اپنے قدم جمالیے تھے۔ بعض اوقات تو

لے ایک مناسب وقت کا انتخاب کیا اور بالکل اچانک ہی کیتھی براؤن کے پاس پہنچ گیا۔
 کیتھی براؤن میری آگے سے خوش ہوئی تھی مجھے دیکھ کر کھل اٹھی مسکراتے ہوئے بولی "کمال ہے سٹر پارک کو اتھارے بارے میں جب بھی کچھ سوچتی ہوں تم میرے سامنے آ جاتے ہو"
 "یہ کام تو شیطان کے سپرد تھا میڈم براؤن!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "ارے نہیں نہیں" شیطان تو تمہیں کسی طور کما ہی نہیں چلا سکتا۔
 "یہ آپ کی محبت ہے جو دل چاہے کر سکتی ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "کیا بات ہے! بہت خوش ہو آج؟"
 "یہ بتائیے جزل کہاں ہیں؟"
 "اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔"
 "کہاں ہیں؟" میں نے پوچھا۔
 "کوئی خاص بات؟"
 "ہاں۔"
 "تو پھر مجھے نہیں بتاؤ گے؟"
 "جزل کی موجودگی میں سب کچھ بتانا بہتر ہوگا۔"
 "ایک بات بتاؤ پارک... بیٹھو تو کسی کھڑے کھڑے کیوں باتیں کر رہے ہو کیا جلدی والیں جا رہے؟"
 "نہیں میڈم! میں تو کوئی بات نہیں ہے" میں نے جواب دیا اور اس کے سامنے بڑی ہوتی کرسی پر بیٹھ گیا۔
 "تھارے بارے میں بہت کچھ جاننے کو چاہتا ہے۔"
 "ابھی اس کا وقت نہیں ہے، میرا خیال ہے اگر آپ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئیں اور اس کے بعد ہمیں کچھ وقت ملا تو یہ گفتگو اس وقت کے لیے بہت بہتر ہے گی۔"
 "خیر میں نے تھاری شخصیت میں کچھ خاص باتیں محسوس کی ہیں۔"
 "وہ کیا؟"
 "تم ناقابل تہیہ انسان معلوم ہوتے ہو مضبوط قوت ارادی کی مالک بروقت اور درست فیصلہ کرنے والے تمہیں... تمہیں تو کسی ملک کا حکمران ہونا چاہیے تھا۔"
 "واہ میڈم براؤن! یوں سمجھے آپ نے اپنے سلسلے میں کی جانے والی میری تمام کاوشوں کا جلد ادرا کر دیا۔"
 "نہیں! میں مذاق نہیں کر رہی سچ کمرہ ہی ہوں" کیتھی براؤن نے کہا۔
 "میڈم براؤن! اس سلسلے میں میرا نظریہ ذرا مختلف ہے جسے سمجھنا

کو اس مہم کے بارے میں اطلاع دینی تھی، ان تمام ثبوت اور شواہد کے ساتھ جو میرے پاس موجود تھے۔ گویا اس طرف سے میرا کام مکمل ہو گیا تھا اور اب جزل ٹیرس کو اپنی کامیاب مہم کے لیے اپنے طور پر سب کچھ کرنا تھا۔ مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ کوئی غیر متوقع بات نہیں ہو سکتی، دونوں حریفانہ مہمیں جیتنے میں تھیں۔ والٹو مو بائے کی طرف سے گرین پول اور اس کی ادارے کام کر رہے تھے اور ان میں سے کم از کم گرین پول پر میرا پوری طبع و انرجی مرکوز تھا۔ انقلاب کے حامی جزل ٹیرس کے اشاروں پر ناسخ و نسخہ تھے اور میں نے جزل ٹیرس کی شراکت پر بھی ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ میں انتہائی مہارت اور ذہانت سے اس وقت ماسٹر آف پیویشن گیم کر رہا تھا اور ایک پورا ملک میری انگلیوں کے اشارے پر منہج رہا تھا۔
 تمہیں بالکل ایکس سے شخصیت ہو کر ایک باہر میں عمل میں والیں آگیا۔ اب مجھے آئندہ کے لیے منصوبہ بندی کرنا تھی میری ذرا سی لغزش سارا کھیل بگاڑ سکتی تھی، میری گردن موت کے پھندے میں جاسکتی تھی اور اس کے بعد میرے لیے گھوٹلا کسی کوئی صورت مشکل ہی سے نکل سکتی تھی۔ چنانچہ جو کچھ بھی کرنا تھا، مکمل احتیاط و ذہانت سے کرنا تھا۔
 فافرہ یعقوبی سے ملاقات کے بعد کم از کم اس بات کا مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کی تباہی کا تمام کام مجھے نہیں کرنا ہوگا۔ ہاں، اگر فافرہ اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کی تباہی کے لیے کوئی مؤثر منصوبہ نہ بنا سکی تو ان معاملات سے فارغ ہونے کے بعد جزل ٹیرس کی مدد سے میں یہ کام کر سکتا تھا لیکن اس میں بھی کوئی ہرج مرج نہیں تھا کہ فافرہ یعقوبی بھی اس دوران مصروف عمل رہے اور اگر کامیاب ہو جائے تو جزل ٹیرس کو براہ راست اس پیکر میں نا بھجنا نہ پڑے وہ اپنی نئی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے ابھی خاصا وقت حاصل کرے اور زیادہ دقتیں بھی نہ مول لے۔ اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کی تباہی کے بعد اگر دوسرے لوگ اس سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور دوبارہ اس پلانٹ کے قیام کے لیے کوشاں ہوتے ہیں تو پھر یہ جزل ٹیرس ان لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دے گا کیونکہ وہ خود فلسطینیوں کا حامی تھا۔ ہاں، اگر یہ پلانٹ قائم رہ جائے اور اس طرح اپنا کام کرے تو شاید جزل ٹیرس کو اسے ختم کرنے کے لیے خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر فافرہ یعقوبی اپنے اس پلان کو کامیاب نہ بنا سکی تو انقلاب کے بعد جزل ٹیرس سے اس موضوع پر گفتگو کروں گا اور اس سے امداد حاصل کرنے کے بعد خفیہ طور پر اس ایجنسی پلانٹ کو تباہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ انی حال جزل ٹیرس کو اس تمام صورت حال سے آگاہ کرنے کے بعد اسے عمل کے لیے تیار کرنا تھا۔ چنانچہ میں

ساتھ جزل ٹیرس میں خود بھی تہذیب مانگم ایکس کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا تھا تاکہ اس سلسلے میں مزید اہم معلومات حاصل کر لی جائیں۔
 نشست گاہ میں پہنچ کر میں نے کہا: تہذیب! میرا خیال ہے تمام کام نہایت خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں البتہ میں نے جس کام کا آغاز تھا اسے ساتھ ساتھ دیکھا تھا اسے تنہا انجام دیتے ہوئے کچھ عجیب کی کیفیات کا شکار ہو جاتا ہوں۔
 تہذیب نے مسکرائے گا کہ میں نے مجھے دیکھا اور پھر بولی۔
 "بوشیاری سے کام کر دین تو صرف اس بات سے خوش ہوں کہ تمہیں وہ حیثیت حاصل ہوگی جو میری دلی خواہش تھی اس کے بعد کہ زندگی میں ہم تم ہمیں الگ نہیں ہوں گے۔"
 "والٹو مو بائے کس حال میں ہے یقینی طور پر آتا یا ہوا تو ہوگا؟"
 "کیتھی براؤن کی گمشدگی کے بعد والٹو مو بائے کا خاص خیال رکھا جا رہا ہے۔ ہم نے ایک بالکل ہی نئے انداز میں سوچا ہے اور والٹو مو بائے کے تحفظ کے لیے مقرر طریقہ اختیار کیا ہے۔"
 "وہ کیا؟" میں نے سوال کیا۔
 "والٹو مو بائے اب اپنی اصل شکل میں نہیں ہے۔ ۱۰ سے موثر حال کا صحیح طور پر اندازہ ہے اور وہ اس وقت ایک اسپتال میں داخل ہے۔ یہ اسپتال بہت چھوٹا سا ہے اور کسی خاص شہرت کا حامل نہیں ہے۔ والٹو مو بائے کے چہرے پر ایک آپ کر دیا گیا ہے اور کچھ اہم لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا گیا ہے۔"
 "گرین پول کے تمام افراد ہر شے سے بالاتر رہ کر کام کرنا چاہتے ہیں۔ تہذیب نے اپنی بات جاری رکھی: اس بالکل امکانات ہم نے نظر انداز نہیں کیے کہ ان پر بھی نگاہ رکھی جاتی ہو۔ اس لیے تمام معاملات اسپتال ہی کے سپرد کر دیے گئے ہیں۔ والٹو مو بائے، لیوی ماہی اسپتال کے مکرو فمبر ایک کامیاب مہمیں ہے۔ وہ وہاں پر مطمئن ہے۔ جس لیے یہی تردد ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں کیوں اس کے دشمن حکومت پر قابض نہ ہو جائیں۔ اس کے لیے اسے اطمینان دلایا گیا ہے۔"
 والٹو مو بائے کے بارے میں یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اور کوئی ایسی بات نہیں رہی تھی جو میرے لیے قابل تشریہ ہوئی چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں تہذیب مانگم ایکس سے اجازت لے کر چل پڑا۔ وہ تمام کاغذات میرے پاس موجود تھے جو میرے مولے کے گئے تھے اور اب مجھے نہایت بوشیاری سے جزل ٹیرس

کے ایک ماحول کرل پراؤ میں کو منتخب کیا ہے کرل پراؤ میں ایک زمین آوی ہے اور ارم کیوں کے قیادان سے ہم ایک پہنچا پہلہ رفاہی انٹی کا آدمی ہے چنانچہ کرل پراؤ میں جزل ٹیرس کی ایک ایک لکھی کی خبریں آپ کو مہیا کرے گا۔ لکیر دو، بریگیڈیئر ایس بی تھا جس۔ یہ شخص والٹو مو بائے کے خلاف کافی عرصے سے زیرِ نظر تھا کہ وہ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ تختہ الٹنے والوں میں یہ بہت فہرست ہوگا۔ ہم نے اس کے چھ بڑی بڑی براؤنس کو لگا لیا ہے۔ میڈی براؤنس ایک خاتون ہیں اور پولی عرصے سے گمشدہ ہیں۔... فوجی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ نمبر تین۔ جون پارکر... وہ شخص مجھے تفصیل سے تمام معلومات سے آگاہ کرتا رہا میرا ذہن روشن ہوتا جا رہا تھا۔ ان تمام لوگوں کے نام میرے علم میں آئے تھے جو والٹو مو بائے کے خلاف مصروف عمل تھے۔ آخری نام جزل ٹیرس کو لیا گیا تھا اس لیے کہ تہذیب نے جزل ٹیرس والٹو مو بائے کی ایک بال سے لکھ کر اس کے بارے میں بھی کچھ شبہات پائے گئے ہیں کہ اس کا ان لوگوں سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ ہم جزل ٹیرس کو اپنے اس پروگرام میں صرف اس لیے شریک نہیں کر سکتے کہ ارم کیوں کی طرف سے اس کے بارے میں کچھ ایسی رپورٹیں موصول ہوئی تھیں جو ہمارے لیے تشویش کا باعث تھیں۔ چنانچہ جزل ٹیرس کو بھی نگاہوں میں رکھ لیا گیا ہے اور اس کی مصروفیات پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ یہ تمام معلومات آپ کو مہیا کر دی گئی ہیں سٹر پارک تاکہ آپ کو اپنی شے دار یابی پوری کرنے میں آسانی ہو۔ احتیاط کے پیش نظر ہم نے اپنے آدمیوں کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ آپ سے رابطہ قائم کریں بلکہ آپ کا رابطہ سلسلہ بریڈ کوڈ پر ہے۔ آپ کا اور ایکشن کے وقت ہمارے آدمی اس کام کے لیے جو کس ہوں گے کہ باغیوں کے منظر عام پر آتے ہی انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ اس سلسلے میں بھی تمام تفصیلات آپ کو تحریری طور پر پیش کی جا رہی ہیں اور اب آپ اس مہم کو سر انجام دینے کے لیے خود کو تیار کیجیے تاکہ... والٹو مو بائے کے دشمن اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔
 ایک ہفتے کے بعد کہ رات گھڑی تین بجے تک یہ میٹنگ جاری رہی اور مجھے وہ تمام باریک سار باریک سبب سمجھا دیے گئے جو اس مہم کے سلسلے میں اہم ہو سکتے تھے۔ پھر میٹنگ ختم ہو گئی۔ چلنے کا درجہ اس کے بعد میں وہاں سے شخصیت ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔ تہذیب مانگم ایکس میرے ساتھ آئی تھی، البتہ لوگوں کو ہم نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔
 "کوئی اور مصروفیت ہے علی؟" اس نے سوال کیا تھا۔
 "نہیں۔"
 "تو آؤ کچھ دیر بیٹھیں۔ اس نے پیشکش کی اور میں اس کے

ہوں کہ ملکوں کی حکمرانی ناپائیدار ہوتی اگر کوئی شخص کسی کی ذات پر حکمران ہو جائے تو میرے خیال میں ذات کی مملکت زیادہ بڑی سے ہوتی ہے۔

”واجباً علامہ بات کہی ہے پھر سے کہو“ کیتھی براؤن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”میں عرض کر رہا ہوں کہ جو حکومت کسی کی ذات پر کی جائے وہ زمین پر کی جائے والی حکومت سے زیادہ پائیدار اور مستحکم ہوتی ہے۔“

کیتھی براؤن سوچ میں ڈوب گئی، کافی دیر تک خاموشی سے میری شکل دیکھتی رہی، پھر آہستہ سے بولی، واقعی زمین کی تعمیر تو دنیا کرتی ہی چلی آئی ہے لیکن جن لوگوں نے دلوں کو تسخیر کیا ہے وہ زیادہ بلند اور عظیم ثابت ہوئے ہیں تم فلسفی بھی ہو؟

”زندگی کے تمام فلسفے یکساں ہیں میری براؤن، بس سچے سچے کے انداز میں تبدیلی ہوتی ہے۔“

”ہاں ٹھیک کہتا ہے تم جیسی شخصیت قابلِ تسخیر نہیں ہوتی، یقیناً کروڑوں جہول ٹیرس کے بعد اگر کوئی شخص میرے دل کی نگاہوں میں جگہ پاس کا ہے تو وہ تم ہو پارکو۔“

”اس کے لیے شکر ہے کہ علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں؟“

”کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا پارکو کہ تم بقیہ زندگی گونے بن میں ہی گزار دو؟“

”دلچسپ بات کسی ہے آپ نے لیکن کیا ممکن ہو سکتا ہے اور کیا ناممکن؟ اس کا فیصلہ تو وقت ہی کرے گا۔“

”بات پھر گول کر گئے میں سچے سچ میں چاہتی ہوں میری خواہش ہے کہ تم میری رہو۔“

”میں نے کہا اس کا فیصلہ تو مجھ پر ہے میں گریڈ براؤن ابھی جلدی کیا ہے۔“

”ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ ویسے کیا تم کسی بھی شخصیت سے متاثر نہیں ہوئے میرا مطلب ہے کوئی لڑکی؟“

”تیرے شمار لڑکیوں سے میں متاثر ہوا ہوں میری براؤن، ان میں آپ بھی ہیں۔ میں نے جیسے ہی آپ کی شخصیت کو اپنے ذہن کے گوشوں میں پایا ہے۔“

کیتھی براؤن ایک لمحے کے لیے خاموش ہو کر بھٹکے دیکھنے لگی پھر آہستہ سے بولی، ”تم بات گول کر جاتے ہیں ماہر ہو۔“

”نہیں آپ نے یہ کیوں محسوس کیا؟“

”جیسی میں چاہتی ہوں کہ تمہارے مافی الصبر سے باخبر ہوں پھر میں بھی تو تمہیں تمہاری ان کاوشوں کے سلسلے میں کچھ دوں۔“

”اوہ نہیں میری براؤن جس انداز میں آپ سوچ رہی ہیں،

بدقسمتی سے میری زندگی ان مراحل سے کبھی نہیں گزری۔“

”گو تاہم کبھی کسی لڑکی سے محبت نہیں کر سکتے؟“

”دیکھیں بات پھر وہیں تک آ رہی ہے، محبتیں تو میں نے بہت کی ہیں، لڑکی ہی اس سلسلے میں کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتی لیکن جس انداز میں آپ نے اس انداز میں میں آج تک کسی سے متاثر نہیں ہو سکا۔“

”میرا خیال تھا کہ وہ لڑکی جو پہلی بار تمہارے ساتھ گرین ہول کی فائنڈ ہو کر آئی تھی..... تمہارے ذہن کے قریب ہو گئی لیکن تم اس سے انحراف کرتے ہو۔“

”ہاں جیڑم اس کا اندازہ تو آپ خود لگا سکتی ہیں اگر بات اس حد تک ہوتی تو یقینی طور پر میں گرین ہول کے مفاد کے خلاف کام نہ کر رہا ہوتا۔“

”مگر تم بے حد ذہین انسان ہو۔ میں جب بھی تمہارے بارے میں غور کرتی ہوں، عجیب عجیب سے خیالات میں گھر جاتی ہوں۔“

”کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا میری براؤن کہ آپ جہول ٹیرس سے رابطہ قائم کر کے انھیں یہاں بلا لیں؟“

”ہاں کیوں نہیں میں نے تو بس تم سے کچھ دیر گفتگو کرنے کے لیے جہول سے رابطہ نہیں قائم کیا تھا۔“ کیتھی براؤن نے کہا اور ٹیلیفون کے نزدیک کھنکھائی۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایک غیر ڈائل کیا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا، ہاں میں بول رہی ہوں سمجھ گئے

میں کون ہوں؟..... ہاں ایسے اطلاع دو کہ مجھے اس کی فوری ضرورت ہے..... بالکل۔ ہاں میں اس کا انتظار کر رہی ہوں..... نہیں کسی بھی کام میں مصروف ہوں۔ آج ہی صبح دو۔ ایسی ہی ضرورت ہے۔ کیتھی براؤن نے رسیور رکھ دیا۔ میں خاموشی سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گئے، دیوار کو گھور رہا تھا۔

”جہول ابھی تھوڑی دیر کے بعد آجائے گا۔“

”یہ آپ نے فون کس کو کیا تھا؟“

”اپنے خفیہ ڈیپارٹمنٹ کو، ہم گول مول انداز میں گفتگو کرتے ہیں اور کسی کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کون کس سے کیا کہہ رہا ہے۔“

”اچھا انداز ہے، بہت زیادہ پیچیدگی بھی بعض اوقات نقصان دہ ہوتی ہے۔“ میں نے کہا۔

”کچھ منگواؤں تمہارے لیے؟“

”کوئی خاص ضرورت تو محسوس نہیں کر رہا؟ میں نے کہا۔“

”پھر بھی کچھ تو..... وہ بولی اور پھر اس نے انہی حیرت انگیز لڑکیوں میں سے ایک کو طلب کر کے کوئی مشروب لانے کے لیے کہا اور دم دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے۔

پھر آخر کیتھی براؤن نے یہ سکوت توڑا۔ تمہارا خیال ہے، کیا

ٹیرس اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائے گا؟

”اسکانات تو ہیں اس کے برعکس۔ ابھی جہول ٹیرس کو میں جو کچھ بتانے والا ہوں، اس کے بعد مجھے اس کا میں تیزی آجائے گی۔“

”ہی۔ وہ اگر چاہیں تو اپنے کام کا آغاز کر سکتے ہیں۔“

”کیا واقعی؟“ کیتھی براؤن بیٹھ کر پوچھ گئی۔

”ہاں جیڑم، حالات ایسا ہی رُخ اختیار کر چکے ہیں اور میرا خیال ہے میں کام کرنے کے لیے بہترین مواقع حاصل ہو گئے ہیں۔“

”خوب! میں جہول کی خبر موجودگی میں تم سے اس بارے میں کچھ نہیں پوچھوں گی۔“ وہ بولی میں خود بھی اسے ابھی کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ کافی دیر تک ہم لوگ رسی باتیں کرتے رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد جہول ٹیرس کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ پُر حوش نظر آ رہا تھا۔ آتے ہی اس نے پوچھا۔ کیتھی تم نے مجھے فون کیا تھا؟

”ہاں جہول کیا تم نے مشرب پارکو کو نہیں دیکھا؟“

”کیوں نہیں۔ پارکو کے سلسلے میں کوئی بات تھی؟“

”ہاں مشرب پارکو ہی تم سے ملنا چاہتے تھے۔“

”مگر تم نے اس طرح سے کہا تھا کہ میں پریشان ہو گیا تھا مجھے یہی اطلاع دی تھی کہ تم فوراً ہی مجھ سے ملنا چاہتی ہو۔“

”مشرب پارکو بڑی دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں جہول، یہ ضروری تھا کہ میں فوری طور پر آپ کو طلب کر لیتی۔“

”میں خود بھی تھوڑی دیر کے بعد یہاں آئے والا تھا۔“ جہول ٹیرس نے کہا اور پھر مجھ سے ہاتھ ملا کر میرے نزدیک بی بیٹھے گی۔

اس نے ایک مٹا کر گارڈ زکال کر پوٹوں میں دیا اور اسے منگاکر گھر سے گھر سے کش لیتا ہوا بولا۔ ہاں مشرب پارکو ایسی کیا اہم بات ہے جس کے لیے آپ کو فوری طور پر میری ضرورت پیش آگئی؟

”جہول ٹیرس! براہ کرم آپ محل کے میدان میں آجائیے میرا خیال ہے میری براؤن آپ جہول کے لیے کاغذ اور قلم کا بندوبست کریں کچھ ضروری باتیں ہیں انھیں نوٹ کرنا چاہتا ہوں۔“

میری خواہش کے مطابق جہول کے پاس فوراً ہی کاغذ اور قلم پہنچ گیا۔ جہول نے قلم نبھاتے ہوئے پوچھا۔ جس انداز میں میری طرف دیکھ کر کہا۔ کیا نوٹ کرنا ہے مجھے؟

”جہول! بس سے پہلے بات تو یہ کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب آپ اپنے اس برسوں کے پلان کو عملی شکل دے سکیں۔“

”کیا مطلب؟“ جہول کے ہاتھ سے قلم چھڑ گیا ایسے اس نے جہول سے فوراً ہی دوبارہ اٹھالیا۔

”ہاں۔ میرے خیال میں وہ وقت آچکا ہے۔ آپ کو فوری

طور پر عملی کارروائی کرنے کے لیے اس انقلاب کا آغاز کر دینا چاہیے۔

”بہت زیادہ تاخیر مناسب نہ ہو گی بلکہ ہمارے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔“

”مگر کیا حالات ہیں جس میں اس کی اجازت دیتے ہیں؟ جہول ٹیرس نے پوچھا۔

”ہاں ظاہر ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں آپ سے کیوں کہتا۔“

”تو پھر مجھے بتاؤ، نئی صورت حال کیا ہے؟“ جہول ٹیرس کے انداز سے یہ جہول نے پوچھا۔

”میں ایک لمحے تک دیکھ کر مناسب الفاظ تلاش کرنے لگا اور پھر میں نے کہا۔ جہول! اگر میں بولنے لپٹے طور پر اور امریکہ کی مدد سے ان تمام فوجی جہازوں کی نگرانی شروع کرادی ہے جن کے ہاسے میں انھیں شبہ ہے کہ وہ انقلاب لانے والوں کے مددگار ہو سکتے ہیں۔ ہر جہول کے ساتھ ان کا کوئی خاص آدمی موجود ہے جو انھیں بدلتی ہوئی صورت حال سے باخبر رکھے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسے تمام افراد خود بھی فوجی ہیں اور ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں۔“

میرے اس انکشاف نے جہول کا چہرہ فوری کر دیا تھا۔ جہول نے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکا پھر اپنے حواس مجتمع کر کے آہستہ سے بولا۔ یہ اطلاع تمہیں کہاں سے ملی مشرب پارکو؟

”جہول ٹیرس! بڑی عجیب بات ہے، ہمیں ان تمام امکانات پر خود بھی نگاہ رکھنا چاہیے تھی یہی سب کچھ ہوتا ہے ایسے ممالک میں!“

”ہاں بے شک انھیں ہی کرنا چاہیے تھا لیکن میں نے کیسے بتائے گا کہ انھوں نے کس کس جہول کو انقلاب کے حامیوں میں تصور کیا ہے اور کسے ان کے پیچھے لگا یا ہے؟“

”یہ کاغذ اور قلم جو آپ کے ہاتھ میں موجود ہے اسی لیے ہے کہ میں آپ کو ان کے نام نوٹ کرادوں۔“

”کیا واقعی؟“..... لیکن تم نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کر لیا؟

”میں کام کر رہا ہوں۔ جہول، ظاہر ہے جو فتنے دن آپ نے مجھے سونی ہے اسے میں نے بطور مذاق قبول نہیں کیا ہے۔“

”شکریہ بہت، ممبرانی پارکو، جہول نے اس انداز میں جہول کے ہاتھ سے سنا لیا۔

”اس سلسلے میں پہلا نام جہول میگو کا ہے۔ یہ کیہ حقیقت ہے جہول ٹیرس کہ جہول میگو آپ کے خاص آدمیوں میں سے ہے اور اس انقلاب کے لیے کوششیں کر رہا ہے؟“

جہول ٹیرس کا چہرہ قابلِ دید تھا۔ اس نے نشیمن انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میگو میرا دوست راست ہے۔“

105

کر رہا تھا۔

ناموں کی تفصیل بتانے کے بعد میں نے کہا تو یہ تھے وہ نام جنرل۔ پہلی بات مجھے یہ بتائیے کہ کیا اس میں ان لوگوں سے اندازے کی کوئی غلطی ہوتی ہے؟

”برقعتی سے ایک بھی نہیں۔ انھوں نے جس طرح انقلاب لانے والوں کے بارے میں اپنی معلومات مکمل کی ہیں اس کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔“

”ٹھیک ہے جنرل۔ اس کے علاوہ اور کوئی نام مجھے نہیں مل سکا لیکن اگر ایسا ہوا تو میں آپ کو اس کی اطلاع دوں گا۔“

”مگر اب اس سلسلے میں میں کیا کروں؟“

”آپ اپنے طور پر کوئی بھی کارروائی کر سکتے ہیں۔ آپ ان تمام لوگوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر ان سے مشورہ کر سکتے ہیں۔“

”ہاں میں یہ سب کچھ کر لوں گا۔ دراصل میں ذہنی طور پر تھوڑی دیر کے لیے بیخود ہو کر رہ گیا ہوں۔“

”یہ آپ کا اپنا کام ہے جنرل، اگر آپ نے جرات و ہمت سے کام نہیں لیا تو پھر آپ کس طرح یہ سب کچھ کر سکتے ہیں؟“

جنرل چند لمبے خاموش رہا، پھر آہستہ آہستہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”بھئی پارکو! تم انسان ہو یا...“

”ابھی ابھی میڈم کیتی براؤن مجھے شیطان سے تشبیہ دے رہی تھیں۔“

”نہیں پارکو! میں نے تمہیں شیطان تو نہیں کہا تھا؟ کیتی براؤن شرمندہ لہجے میں بولی۔“

”میں بھی مذاق ہی کر رہا ہوں کیتی براؤن! میں نے جواباً کہا اور جنرل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ”جنرل میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں وہ صرف آپ ہی کے لیے نہیں بلکہ اس سے میرا اپنا مفاد بھی وابستہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں جنرل کہ آپ پوری دل جمعی سے اپنی اس کارروائی کو عملی شکل دیں۔“

”لیکن اب مجھے کرنا کیا چاہیے؟ کچھ مشورہ تو دو۔ اب تو میں صرف تمہارا سہارا تلاش کرتا ہوں، مجھے یقین ہوتا ہے کہ جو کچھ مجھے تم بتاؤ گے وہی درست ہوگا۔ یوں بھوکا ہی انقلاب کے اصل رہنما تم ہو۔“

”میرے خیال میں جنرل! آپ ان تمام لوگوں کو انوکھ کر لیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو دیں جو ان کے ہم شکل بھی ہوں اور باصلاحیت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مشکل نہ ہوں تو ان لوگوں کو ان کے ایک آپ میں رکھ جائے تاکہ ہماری دشمن بھی اس بات سے مطمئن رہیں کہ ان کا کام بخوبی انجام دیا جا رہا ہے۔“

”میرے خیال میں جنرل! آپ ان تمام لوگوں کو انوکھ کر لیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو دیں جو ان کے ہم شکل بھی ہوں اور باصلاحیت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مشکل نہ ہوں تو ان لوگوں کو ان کے ایک آپ میں رکھ جائے تاکہ ہماری دشمن بھی اس بات سے مطمئن رہیں کہ ان کا کام بخوبی انجام دیا جا رہا ہے۔“

”میرے خیال میں جنرل! آپ ان تمام لوگوں کو انوکھ کر لیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو دیں جو ان کے ہم شکل بھی ہوں اور باصلاحیت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مشکل نہ ہوں تو ان لوگوں کو ان کے ایک آپ میں رکھ جائے تاکہ ہماری دشمن بھی اس بات سے مطمئن رہیں کہ ان کا کام بخوبی انجام دیا جا رہا ہے۔“

”میرے خیال میں جنرل! آپ ان تمام لوگوں کو انوکھ کر لیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو دیں جو ان کے ہم شکل بھی ہوں اور باصلاحیت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مشکل نہ ہوں تو ان لوگوں کو ان کے ایک آپ میں رکھ جائے تاکہ ہماری دشمن بھی اس بات سے مطمئن رہیں کہ ان کا کام بخوبی انجام دیا جا رہا ہے۔“

”میرے خیال میں جنرل! آپ ان تمام لوگوں کو انوکھ کر لیں اور ان کی جگہ ایسے لوگوں کو دیں جو ان کے ہم شکل بھی ہوں اور باصلاحیت بھی۔ مقصد یہ ہے کہ اگر مشکل نہ ہوں تو ان لوگوں کو ان کے ایک آپ میں رکھ جائے تاکہ ہماری دشمن بھی اس بات سے مطمئن رہیں کہ ان کا کام بخوبی انجام دیا جا رہا ہے۔“

”تو پھر یہ نوٹ کر لیجیے۔ ہیکو کی نگرانی کے لیے کئی ہراؤ میں کو متیقن کیا گیا ہے کہ کئی ہراؤ میں شاید ہیکو سے بہت قریب ہے اس کو یہ دھتے داریاں سوچی گئی ہیں کہ وہ ہیکو ایک ایک کارروائی پر نگاہ رکھے۔“

”ہراؤ میں! اسے تو... اسے تو میں اپنا آدمی بھجھتا تھا۔“

”لیکن اب اسے آپ والٹو موبائے کا آدمی بھیجیے، ہیکو کو کاؤ کی جگہ یا گون پل کا۔ وہ اپنا کام بخوبی انجام دے رہا ہے۔“

”کیا جنرل ہیکو کو اس سلسلے میں اطلاع دے دی گئی ہے؟“

”جو کاؤ گفتگو کو کبھی آپ! بھلا ہیکو سے ہمارا کیا واسطہ؟“

”ہاں ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ مجھے صاف کرنا۔ میں بہت زیادہ نروس ہو گیا ہوں۔“ جنرل ٹیرس نے کہا۔

”دوسرا نام ایس بی تھامس! میں نے کہا اور جنرل ٹیرس کا چہرہ ٹپک گیا تھا۔“

”اس نے قلم رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ پھر وہ مردہ سے لہجے میں بولا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ تمام لوگ ان کی نظر میں آگئے جو میرے لیے کام کر رہے ہیں۔ کیا ان کے خلاف کوئی نوٹ کارروائی ہونے والی ہے؟ کیا ان لوگوں کو...“

”کیا ان لوگوں کو...“ جنرل ٹیرس کی آواز ڈوبنے لگی تھی۔

”میڈم براؤن! آپ جنرل ٹیرس کو دلاس دے دیجیے۔ انقلاب اس طرح نہیں آئے، انقلاب لانے کے لیے پتائیں کیجیے کیسے دشوار اصل سے گزرتا رہتا ہے۔ جنرل اتنے نروس ہو گئے ہیں!

وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جن لوگوں کے خلاف وہ سرگرم عمل ہیں، وہ بھی اپنے کچھ وسائل رکھتے ہیں اور باصلاحیت لوگ ہیں۔ ہاں تو جنرل ٹیرس! ایس بی تھامس کے بارے میں جو رپورٹیں

موصول ہوئی ہیں، وہ یہ ہیں کہ وہ والٹو موبائے کے خلاف باغیوں کے لیے پروپیگنڈہ سیکرٹری کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔“

”یہ سچ ہے۔ ایس بی تھامس کے پُر دینی کام ہے۔“

”ایس بی تھامس کسی لڑکی میڈی براؤن کے زیر اثر ہے! میڈی براؤن اسے اچھی طرح داغ کر رہی ہے اور یہ دھتے داری اس کے پردے کہ وہ ایس بی تھامس پر نگاہ رکھے۔“

”اوہ! وہ کم بخت لڑکی۔ وہ تو اس کی محبوبہ ہے اور عنقریب وہ دونوں شادی کرنے والے ہیں۔“

”غیر! اب تیسرا نام نوٹ کیجیے۔“ میں نے کہا۔

جنرل ٹیرس آہستہ آہستہ پُرسکون ہوتا جا رہا تھا۔ جیست کے وہ پہلا جو اس پر ٹوٹ رہے تھے اب اپنا وزن کھو بیٹھے تھے اور اب وہ صبر و سکون کے ساتھ ان تمام ناموں کو نوٹ

اور ہمارے خلاف کوئی جاسوسی بھی نہ ہو سکے بلکہ اس تمام سلسلے کی کارروائی میں آپ اپنے ساتھیوں کو شریک کر لیں۔ انھیں اصل صورت حال بتادیں اور بتاتے کے بعد کچھ اس طرح کا طریقہ کار اختیار کریں کہ ان کے نقلی نگرانوں کی معرفت انھیں غلط بیانات ملتے ہیں اور صحیح وقت کا کوئی اندازہ نہ ہو سکے۔ اس کے بعد

جنرل آپ جس قدر جلد ممکن ہو، انقلاب لانے کے لیے عملی قدم اٹھائیں اور کوئی مناسب وقت اس کے لیے منتخب کر لیں۔“

”مگر اس صورت حال کا کیا ہوگا؟ جنرل ٹیرس نے کہا۔

”کس صورت حال کا؟“

”والٹو موبائے ہمارے قبضے میں کہاں ہے؟“

”وہ میرے قبضے میں ہے۔“ میں نے جواب دیا اور جنرل ٹیرس پر ایک بار پھر وہی کیفیت طاری ہو گئی۔

”لگ... کیا تم نے اسے حاصل کر لیا ہے؟“

”نہیں! اسے حاصل کرنا ہوگا جنرل ٹیرس۔ میرے ذہن میں ایک منصوبہ ہے۔“

”وہ کیا ہے؟“

”والٹو موبائے ایک مقامی اسپتال میں داخل ہوئے اسے نگرانی کے پیش نظر اپنی جگہ سے ہٹا کر کیری مائن اسپتال میں رکھا گیا ہے۔ روم نمبر ایک سو بیس کامرٹین دراصل وہ موبائے ہے۔“

”کمال ہے! اس کا مطلب ہے کہ والٹو موبائے ہماری گرفت میں آسکتا ہے۔“

”آسکتا ہے، ہمیں فوری طور پر اسے اپنی گرفت میں لانا ہے۔“

”لیکن اس کے بعد... اس کے بعد کیا ہوگا؟“

”اصل والٹو موبائے مجھ پر بھروسہ کرتا ہے وہ مجھے گرن پل کے ناندے کی حیثیت سے جانتا ہے اگر کیری مائن اسپتال سے اُسے انوکھ کرنے کے بعد مجھے ملایا جائے تو میں اس کے ذہن میں وہ تمام منصوبہ اتار سکتا ہوں جو درحقیقت ہمارے حق میں ہوگا لیکن والٹو موبائے یہ سمجھے گا کہ یہ منصوبہ گرن پل کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔“

”وہ منصوبہ کیا ہوگا؟“

”نقلی والٹو موبائے جو عمل میں موجود ہے اور بڑی نفاست سے اپنا کام کر رہا ہے گون پل کا ناندہ ہے۔ گرن پل کے اس ناندے سے کو کیری مائن اسپتال پہنچا دیا جائے اور اسے یہ ہدایت کر دی جائے کہ وہ وہاں خاموشی سے والٹو موبائے کی حیثیت سے اپنا کام انجام دیتا رہے۔ خواہ کوئی بھی شخص اس سے رابطہ قائم کرے، کچھ بھی پوچھے وہ اپنی شخصیت کو پوشیدہ رکھتے

کواس سلسلے میں آخری کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور میں اس فیصلے کو جلد بازی میں نہیں کر سکتا تھا۔

رات کو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے مجھے کبھی براؤن کی طرف سے اطلاع ملی کہ کچھ میں نے کہا تھا اس کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ وہاں کے حالات پر سکون ہوا اور وہ شخص اپنے کام کی تکمیل آج رات ہی کر لے گا۔ ساڑھ دن مصروف رہ کر اس نے وہ لوگ پیدا کیے ہیں جو اصل لوگوں کو ہٹا کر ان کی جگہ سنبھال لیں گے۔

اطلاع ہر چند کہ بڑے خفیہ طریقے سے مجھ تک پہنچی تھی لیکن اس کے باوجود الفاظ گول مول رکھے گئے تھے اور اس کے لیے میں نے ہی ان لوگوں کو ہدایت کی تھی۔ نقلی والٹوموبائل نے اپنی آرام گاہ میں چلا گیا تھا میرے لیے اس تک پہنچنا خاصا مشکل کام تھا۔ میں یہاں جس حیثیت میں تھا، وہ اتنی اہم نہیں تھی کہ میں آسانی سے اس تک پہنچ جاتا لیکن فوری طور پر اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس لیے میں مطمئن تھا۔

دوسرے دن صبح میں نے بہت احتیاط کے ساتھ نقلی والٹوموبائل سے ملاقات کی۔ اس وقت وہ اپنی آرام گاہ میں تھا۔ وہ مجھے اس ایک میں نہیں پہچانتا تھا۔ جب میں نے اندر پہنچ کر دروازہ بند کیا تو وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے تھے۔ گریں پول کا آدمی تھا اور یقیناً اسے حق نہیں ہوگا اس کی کینہ توڑ لٹکائوں سے میں نے اندازہ لگایا تھا اگر اس کے ساتھ کوئی زبردستی کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ میں نے آہستہ سے کہا "میں پارکوں میں آؤں گا۔"

"اوہ اسٹر پارکو۔ میں آپ کی آواز پہچانتا ہوں۔ نقلی والٹوموبائل نے کہا۔

"کوئی نیاینام موصول ہوا؟ میں نے سوال کیا۔ "نہیں" مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ مجھ سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک جب تک کہ اس کی شدید ضرورت پیش نہ آئے اور خود مجھے بھی منع کر دیا گیا تھا کہ میں اپنی مصروفیات کو بالکل نارمل رکھوں۔"

"میرے بوائے... میں آپ کو اسی نام سے مخاطب کروں گا۔ آج شام ساڑھے پانچ بجے آپ نہایت خاموشی سے دوسرے لوگوں کی ٹنگا ہوں میں آئے بغیر ایک مخصوص جگہ پہنچ جائیں گے۔ یہ مخصوص جگہ محل کا عقبی حصہ ہے۔ جہاں درختوں کے دینا اور

کچھ جھنڈ موجود ہیں۔ وہاں باہر جانے کے لیے ایک چوٹا سا... سبھی موجود ہے۔ میں وہیں آپ سے ملاقات کروں گا۔ آج دن میں آپ ناسازی صبح کا ہمارا ذکر دیکھیے اور ہدایت کر دیکھیے کہ آپ کسی سے نہیں ملیں گے۔ وہاں تک پہنچنے میں جتنی ہوشیاری کا بغور دینا ہے، وہ آپ کی اپنی کارکردگی پر منحصر ہے۔ میں آپ کو صرف یہی اطلاع دینے کے لیے یہاں ٹکا ہوا تھا۔ اس دوران قدرے براہ کرسی سے رابطہ نہیں رکھا جائے گا۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔"

"میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا مگر پارکو؟ اس نے کہا اور میں خاموشی سے باہر نکل آیا۔ اس پہلے مرحلے میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ میں نے شام کے ساڑھے پانچ بجے کے لیے پروگرام ترتیب دے لیا اور اس دوران میرا رابطہ جنرل ٹیرس سے بھی قائم ہو گیا۔ جنرل ٹیرس نے مجھے سرورسہجے میں بتایا۔

"کام ہو گیا ہے وزیر۔ وہ سب کچھ ہو گیا ہے جو تم چاہتے تھے۔ اصلی ٹیرس میری بساط پر موجود ہیں اور اس طرف سے مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے حقیقت حال اگل دی ہے تمہارا کہنا درست تھا اور مجھ سے بہت سے افکشاف ہوئے ہیں۔ مجھ پر جو عجیب ملاقات ہوئے پر بتاؤں گا اس نے کہا۔ وہ بہت خوش نظر آتا تھا۔

"آپ ٹھیک چھبجے اپنی مخصوص جگہ میں انتظار کریں میں وہاں پہنچوں گا اور میرے ساتھ وہ بھی ہوگا جو جہاز درست ہے۔" ٹھیک ہے، لیکن کیا میں اس کے سامنے آؤں گا؟ "نہیں جنرل میں خود آپ سے ملاقات کروں گا۔" ٹھیک ہے جس طرح تم چاہو۔ گے اسی طرح عمل کیا جائے گا۔ جنرل ٹیرس نے کہا اور میں نے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب تک جو کچھ ہوا تھا، اس میں تو کوئی بڑی الجھن پیش نہیں آئی تھی لیکن دیکھنا یہ تھا کہ اس کے بعد حالات کیا بنتے ہیں۔ اتنے لوگوں کو بے وقوف بنانا بہت ہی مشکل کام تھا۔ مگر تقدیر ہی میرا ساتھ دے رہی تھی اور میرے لیے وہ تمام آسانیاں پیدا ہوتی جا رہی تھیں جو مجھے میرے مقصد میں کامیابی دلائیں۔ بقیہ وقت اپنے پروگرام کی پلاننگ کرتے گزارا اور پھر میں مقررہ وقت پر نہایت احتیاط سے باہر نکل آیا۔ ایک بند گاڑی حاصل کی اور لوگوں کی ٹنگا ہوں سے پہنچنے کے لیے ایک لمبا راستہ اختیار کر کے باقاعدگی دیوار کے اس حصے تک پہنچ گیا جہاں وہ دروازہ کھلتا تھا جو اس وقت میرے لیے انتہائی

کارآمد تھا۔ ساتھ ساتھ پانچ بجے میں اندر پہنچا تو درختوں کے جھنڈ میں نقلی والٹوموبائل کو موجود پایا۔ میری شکل دیکھتے ہی وہ باہر نکل آیا تھا۔ میں نے اسے اشارہ کیا اور وہ پھر تے ہی گاڑی میں آ بیٹھا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھ دی تھی۔ بند گاڑی میں نگین بیٹھ گئے ہوئے تھے اس لیے دیکھنے سے کاغذ نہیں تھا۔ راستے میں ہی والٹوموبائل کو وہ سب کچھ بتا دینا تھا جو اس سلسلے میں ضروری تھا۔ اس نے مجھ سے خود ہی اس سلسلے میں سوال کر لیا۔

"میرے لیے اور کیا حکم ہے مسٹر پارکو؟" "تھیں اب ایک نہایت اہم کردار ادا کرنا ہے۔ دراصل والٹوموبائل کی حیثیت سے تمہارے بارے میں یہاں کچھ لوگوں کی مشاہدات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس لیے فوری طور پر تمہاری جگہ تبدیل کرنا ضروری سمجھا گیا۔"

"اوہ۔ یقیناً ایسی ہی بات ہوگی۔" "یہاں ایک اسپتال ہے جو کیری ماٹن کے نام سے مشہور ہے۔ اصل والٹوموبائل کیری ماٹن اسپتال کے کمرہ نمبر ایک سو بیس میں ایک مریض کی حیثیت سے داخل ہے۔ اسے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور یقیناً اس کی جگہ لینی ہوگی۔"

"اس کے بعد؟" "اس کے بعد تمہیں اپنی ذات کو کبھی یقین دلانا ہوگا کہ تم ہی اصل والٹوموبائل ہو۔ بالکل اسی طرح جس طرح تم یہاں کام کرتے رہے ہو کوئی بھی فرد تم سے کسی سلسلے میں کوئی سوال کرنے تم والٹوموبائل کی حیثیت سے ہی اسے ٹریٹ کرے گا۔ یہ بے انتہا ضروری ہے اور اس پر ہماری کامیابی کا احساس رہے۔"

"آپ مطمئن رہیں، ایسا تو یہاں بھی مجھے کوئی ایسا جھول نظر نہیں آیا تھا اپنے کردار میں۔ کسی کو مجھ پر شبہ ہو سکتا لیکن آپ کی ہدایت کے مطابق مزید احتیاط کروں گا۔ اس وقت کیا مجھے کیری ماٹن اسپتال لے جایا جا رہا ہے؟"

"ہاں۔ درمیان میں کچھ اور انتظامات بھی کرنا ہیں جو ضرورت کے مطابق ہیں۔ میں نے کہا اور والٹوموبائل کا ہم شکل خاموش ہو گیا۔ ٹھوڑی دیر کے بعد میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں مجھے جنرل ٹیرس سے ملاقات کرنا تھی۔ میں نے اسے وین ہی میں بیٹھے رہنے کو کہا اور خود جنرل ٹیرس کے پاس پہنچ گیا۔

جنرل بے چینی سے میرا منظر تھا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "ہمارا شکار آ گیا ہے جنرل، میں نے اسے ضروری ہدایت دے دیں ہیں۔"

"اگر۔ اسے کوئی شبہ تو نہیں ہو سکتا؟"

"نہیں جنرل، مطمئن رہو۔ وہاں وہ اپنا کردار بخوبی انجام دے گا اور گریں پول کے لوگ بھی یہ نہیں جان سکیں گے کہ والٹوموبائل تبدیل ہو گیا ہے۔"

"اگر۔ بہر طور تمہاری ہدایت کے مطابق میں نے کیری ماٹن اسپتال میں اس کا بندوبست کر لیا ہے کہ اصل والٹوموبائل کو کمرہ نمبر ایک سو بیس سے نکال لیا جائے۔ اس سلسلے میں جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے، وہ یوں سے کر میرے تین آدمی اندر موجود ہیں۔ والٹوموبائل کو بے ہوشی کا ایک انجکشن دے دیا جائے گا اور اس کے بعد وہ لوگ اسے اسٹر پارکو پر لے کر ایک چھوٹے سا گھر کو لے آئیں گے اور وہیں اسے دوسرے اسٹر پارکو پر نقلی والٹوموبائل کو اس کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔"

"یہ کام آپ نے بلاشبہ بہترین کیا ہے جنرل، میں نے پُر مسرت انداز میں کہا اور اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جنرل ٹیرس الگ سے آرہا تھا۔ میں وین ہی میں نقلی والٹوموبائل کے ساتھ تھا اور اسے مزید تفصیل بھی دیتی تھی۔ وہ بے چارہ وطن ہو گیا تھا۔ میری جگہ کوئی اور شخصیت ہوتی تو گریں پول کے اس آدمی کو وہ ہٹا دینا آسان کام نہیں تھا لیکن تہذیب ماکہم کیس نے میرے لیے ایسی فضا پیدا کر دی تھی کہ میں بھی مجھے اپنے کام میں کوئی وقت نہیں ہو رہی تھی۔ یقیناً اس لڑکے کے دل میں میرے لیے بہت خلوص موجود تھا لیکن انہوں نے اس میں جو کچھ کر رہا تھا، وہ اس کی توقع کے برعکس تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ مٹاپا کھانے کا کیا حکم کر دیتا ہے؟

ان
غالبین
کیلئے
سی
جراثیم
شالاب
اور
مخاطب
جسم
پاہنی
ہیں!

آپ
چاہتے
ہیں کہ
آپ
ایک
مثال
اور
صحیح
ہم کے
مالک
ہوں؟

مٹاپا
اور اس کا سبب

مکتبہ لفسٹاپو سٹیکس ۹۵۲ کراچی ۵

”تم جبرانی کی بات کر رہے ہو! میں پاگل ہو رہا ہوں!“

والٹو موبائے نے کہا۔

”میں مسر موبائے اپنے آپ کو سکون رکھیے۔ آپ کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ آپ محل میں آکر اپنی پوزیشن سنبھال لیں۔“

”کلب... کیا مطلب؟“

”جس شخص کو آپ کی جگہ یہاں رکھا گیا تھا اسے یہاں سے ہٹا کر وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ جہاں اسے ہونا چاہیے تھا اور آپ یہاں واپس لے آئے گئے ہیں۔“

”لیکن بے ہوش کر کے کیوں؟“

”ابن حالات اس کے متقاضی تھے۔“

”وتم لوگوں نے میری عقل چکر کر رکھ دی ہے۔ یہ بتاؤ اس میں کب تک اس مصیبت میں گرفتار رہوں گا؟“

”بہت مختصر وقت ہے مسٹر والٹو موبائے! آپ کی تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”میں... میں پاگل ہو رہا ہوں، میں جن حالات میں گھرا ہوا ہوں، تم نہیں جانتے میری ذہنی کیفیت کیا ہے۔ ہر لحاظ سے خوں کے زیر اثر گزرتا ہے۔ میں اب ان مصیبتوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

”نجات مل جانے کی ضرورت ہے! بس کچھ اور صبر کریں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر مجھے تعجب ہے! اس طرح مجھے یہاں لے آیا گیا؟ مجھے ہوش کے عالم میں بھی یہاں لایا جاسکتا تھا۔“

”مسر موبائے! ٹھیک! آپ اپنے ذہن کو زیادہ پریشان نہ کریں۔ آپ اپنے محل میں واپس آگئے ہیں، یہ آپ کی اپنی رہائش گاہ ہے اور پھر میں نے سنا ہے کہ آپ وہاں بہت بے زار بھی تھے۔“

”لعنت ہے اس ماحول پر، وہ کوئی جگہ تھی۔ مجھے زندگی کی کوئی سہولت قیام نہیں تھی۔ میں تندرست و توانا آدمی ہوں، ایک مریض کی طرح بستر پر پڑا تھا۔ اس سے پہلے میری حیثیت ایک تندرستی سے محنت نہیں تھی۔ ان لوگوں کی زیر نگرانی کام کرتا تھا۔ زندگی کی کوئی دیکھی وہاں موجود نہیں تھی۔“

”آپ کی تمام دلچسپیاں یہاں موجود ہیں لیکن لوگوں پر کسی قسم کا اظہار نہ کرنے دیں۔“

”اور وہ نقلی والٹو موبائے؟ ہومیری جگہ یہاں موجود تھا، ان سب کو بے وقوف بنانا چاہو گا؟“

”نہیں، اسے سختی سے ہدایات کردی گئی تھیں کہ وہ آپ کے منصب سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔“

”ہوں!“ والٹو موبائے نے کہا۔ اب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

وقت مقررہ پر میں نے دوبارہ اپنے کام کا آغاز کر دیا اور والٹو موبائے کو اس دین میں لے کر چل پڑا۔ دین میں نے محل کے پچھلے حصے میں کھڑی کی اور اس کے بعد والٹو موبائے کے بے ہوش بدن کو سنبھالے ہوئے ان جھانپوں میں آگیا جہاں بے آسانی کسی کو پوچھنا کہ کیا جاسکتا تھا۔ یہاں اسے احتیاط سے لٹانے کے بعد میں نے دروازہ بند کیا اور وہیں کولے جا کر اس کی اصل جگہ پر رکھ کر دیا پھر صبح راستے سے محل میں واپس آگیا۔

عمل کی صورت حال بالکل نارمل تھی کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے جن نماندوں کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا، وہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر تھے۔ میں نے سب سے پہلے انہی کے بارے میں معلومات حاصل کیں کہ ان لوگوں کی موجودہ پوزیشن کیا ہے اور مجھے بہت جلد اندازہ ہو گیا کہ حالات میرے لیے نامناسب نہیں ہیں۔ والٹو موبائے کے خصوصی کمرے کے سلسلے میں بھی میں نے کچھ اہم پروگرام ترتیب دیے تھے۔ اسے وہاں سے یہاں تک اسٹاک کرنا خاصا مشکل کام تھا لیکن میں نے اس مشکل پر بھی قابو پایا۔

جب میں نے بغیر کسی دقت کے والٹو موبائے کو اس کے بستر پر لٹا دیا تو مجھے سکون کا احساس ہوا میں نے ایک بڑا اور اہم کام کر لیا تھا۔ اس کے بعد مجھے اس وقت تک یہاں رکنا تھا جب تک والٹو موبائے کو ہوش نہ آجائے۔

میں صبر و سکون کے ساتھ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتا رہا۔ رات کو تقریباً گیارہ بجے والٹو موبائے ہوش میں آیا۔ وہ چند لمحے تک پراچھٹ کو گھورتا رہا اور پھر اس کے اندر کچھ کسب پیدا ہوئی۔

دوسرے ہی لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ میں اس کے سامنے سے موجود تھا۔ اس نے دھکے دیکھ لیا اور مجھے گھورتا رہا۔ پھر اس کی بھڑائی ہوئی آواز ابھری۔ ”تم یہاں کیا کر رہے ہو فلائیڈ؟“

میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ والٹو موبائے کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔ میں نے مسکرا کر کہا: ”سوئی مسر موبائے! میں فلائیڈ نہیں ہوں۔“

”کیا مطلب؟“

”آپ مجھ یا دیگر کے نام سے مخاطب کر سکتے ہیں۔“

”اوہ ہاؤ... ہاؤ... ہاؤ... یعنی... یعنی گرین پول...؟“

”جی ہاں، آپ نے صحیح سمجھا۔“

”لیکن تم فلائیڈ کی شکل میں کیوں نظر آ رہے ہو؟“

”آپ جانتے ہیں مسر موبائے! کوئی آپ کے مقاصد کی تعمیل کے لیے کسی کیے مراحل سے گزرتا ہے۔ یہاں، کیا آپ اپنے آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

کیری مائن اسپتال میں ان دونوں کی تبدیلی کا کام اتنی آسانی سے ہو گیا کہ میں خود حیران رہ گیا۔ مجھے اس قدر آسانی کی امید نہیں تھی۔ اصل والٹو موبائے بے ہوش کی حالت میں اس دین میں پہنچ گیا جس میں نقلی والٹو موبائے کو لایا تھا۔ البتہ نقلی والٹو موبائے کو تمام صورت حال بھادی گئی تھی کہ اس کے لیے اس طرح اپنے کمرے تک پہنچنا ہے۔ چنانچہ اس کامیابی کی خوشی میں ہم بہت مسرور تھے۔

جنرل ٹریس میرے پاس ہی آ بیٹھا تھا اور اصل والٹو موبائے کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار تھے۔ پھر اس نے تہہ ناس تہہ ناس مجھے میں کہا: ”تم لوگوں نے... میرا مطلب ہے گرین پول نے مجھے تو گرین کلب عرق کر دی دیا تھا اگر تم وہ نہ نکلتے جو ہو تو میری کونسلوں تک کو فائدہ نہ دیتا۔ میں اس بات کو بھی نہیں سمجھتا کہ تم نے نہ صرف مجھے میرے مقصد میں کامیابی دلائی ہے بلکہ میری نسلوں تک کی زندگی کو محفوظ کیا ہے۔“

”جنرل پلیر۔ اس وقت یہ ساری باتیں نہیں کی جاسکتیں۔“

”تو پھر اب اس والٹو موبائے کے بارے میں کیا خیال ہے؟“

”ہم اسے نہایت خاموشی کے ساتھ محل ہی میں پہنچا دیتے ہیں اور کسی جگہ اس کا قیام مناسب نہیں ہے۔ اسے کوئی خبر نہیں ہونا چاہیے۔ میں محل میں لے جانے کے بعد ہی اسے صورت حال سے آگاہ کروں گا۔“

”مگر دن کی روشنی میں کیا اسے محل میں لے جایا جاسکتا ہے؟“

”نہیں۔ اس کے لیے رات کا وقت ہی مناسب ہوگا۔“

”یہ کہ وہاں بھی گرین پول کے نمائندے موجود ہیں اور اطراف کی نگراں کر رہے ہیں لیکن میں کسی نہ کسی طرح یہ کام کروں گا۔“

”تو یہ وقت کہاں گزارا جائے؟“

”سب سے پہلی بات تو یہ کہ اسے مزید بے ہوش کرنے کے انتظامات کیے جائیں تاکہ یہ چند گھنٹے آرام سے گزر جائیں۔“

”ہاں، یہ ٹھیک ہے، میں اس کا انتظام کروں گا، ابھی تو یہ بے ہوش ہی ہے۔ کیوں نہ ہم اسے اپنے ٹھکانے پر لے چلیں۔“

”اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ میں نے کہا۔“

”تھوڑی دیر کے بعد ہم اس رہائش گاہ پر پہنچ گئے جہاں کیتھی براؤن موجود تھی۔ والٹو موبائے کو بے ہوشی کی دوا کا ایک اور ہلکا سا ڈوز دے دیا گیا کیتھی براؤن اس کی شکل دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے پھر وہ آہستہ سے بولی: ”یہ شخص اگر انتہا پسند نہ ہوتا تو شاید اسے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

”آپ کو یہاں دیکھ کر حیران نہیں ہوئے؟“

آنے لگے۔

”کیا میں اپنی تفریحات جاری رکھ سکتا ہوں؟“
”بصورتی۔ آپ کو کسی بھی طرح اپنے آپ کو پریشان خاطر نہیں کرنا چاہیے۔ ہم سب آپ کے گرد موجود ہیں، آپ کو سنبھالے رہیں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔“

والہو مہا نے کوہری طرح مٹھن کرنے کے بعد میں وہاں سے نکل آیا میرا دل مسرت سے مجھوم رہا تھا جو کام میں نے کیا تھا وہ بہت مشکل تھا لیکن ہر حال ہو گیا تھا۔

اس کے بعد میں نے جنرل میرس کو کوڈرڈ میں کامیابی کی اطلاع دی۔ ایک طرح سے اب میرا کام ختم ہو گیا تھا۔ باقی معاملات کی ذمہ داری جنرل میرس پر تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ میں اس کام کی نگرانی کرتا رہتا۔ جنرل میرس نے مجھے صورتحال سے برابر باخبر رکھا تھا۔ وہ اب زیادہ شدت سے مصروف عمل ہو گیا تھا۔ تین دن تک اس سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ البتہ مجھے یہ بتا چکا تھا کہ جنرل میرس نے بے شمار لوگوں کو اس کام پر لگا دیا ہے اور اب اس کی تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ جو بھی شام عجیب کی سستی لیے ہوئے تھی حالانکہ مجھے جنرل میرس کے صحیح پروگرام کا علم نہیں تھا لیکن تپا نہیں کیوں میرا دل عجیب سے احساسات کا شکار تھا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ جنرل میرس سے رابطہ قائم کیا تو وہ موجود نہیں تھا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ کیتھی براؤن سے بھی رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔ اس کی ملازم لڑکیوں نے بتایا کہ جنرل میرس اور کیتھی براؤن کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ وہ تقریباً چار بجے اپنی رہائش گاہ سے نکلے ہیں۔ کیتھی براؤن کا باہر نکلتا اچھی میری سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

میں انتظار کرتا رہا۔ اب جو کچھ بھی ہو رہا تھا اور مزید ہونا تھا اس کا علم تو مجھے ہوتی جاتے گا جنرل میرس مجھے کسی بات سے واقف نہیں رکھے گا اس شام کو ہم باہر اوردن تھا اور میں بھی بونڈا بونڈی کئی بار ہونچک تھی۔ امانہ خدا کرات کے کسی حصے میں تیز بارش ضرور ہوئی۔ اس وقت رات کے تقریباً گیارہ بجے تھے جب شور کی آوازیں سنائی دیں اور میں انچپل کر بیٹھ گیا۔ یہ انسانی شور کی آواز نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنائی دیں اور میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ مگر یا آپریشن شروع ہو گیا ہے لیکن اچانک اس طرح آپریشن شروع ہو جانے کے وجہ میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ جنرل میرس نے مجھے کئی صورتحال سے بے خبر رکھا تھا آخر کیوں؟

نئے یقین تھا کہ کچھ بھی ہو جائے، جنرل میرس یہ سے ساتھ فریب نہیں کرے گا، اس کا کوئی امکان نہیں تھا۔ اس کے باوجود اپنے تحفظ کا بندوبست کرنا ضروری تھا۔

میں اپنے کمرے سے نکل آیا۔ عمل چھوڑنا اس وقت میرے لیے نہایت ضروری تھا۔ مجھے صرف اس وجہ سے کچھ تشویش ہوئی تھی کہ جنرل میرس نے اپنے پروگرام کی اطلاع مجھے نہیں دی تھی۔ وہ عینی راستہ اس وقت بھی میرے لیے کھلا رہتا تھا۔ تو اب جو پہلے بھی میرا معادہ رہ چکا تھا۔

محل کے اندر شور مچا رہا تھا۔ ہمارا تھا۔ میں محل سے نکل کر تیزی سے ایک سمت چل پڑا۔ اطراف میں لوگ جمع ہونے لگے تھے گوان کا محل سے فاصلہ کافی تھا۔ وہاں کچھ شدید ہوتے جا رہے تھے۔ کافی دور آنے کے بعد میں نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر اس طرف چل پڑا۔ اجمالاً فاضلہ یعقوبی سے ملاقات ہوتی تھی۔

جب گھوڑوں کے سوداگر کے مکان پر پہنچا تو وہاں وہی غیر معمولی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ میں نے دریاں کے پاس پہنچ کر وہی الفاظ ادا کیے جو طائر برقعہ اپنے منہ سے ادا کر چکا تھا اور مجھے اندر... بلانے کی اجازت مل گئی یہاں کی صورت حال سے مجھے خامی واقفیت حاصل ہو چکی تھی۔ اس لیے میں تھوڑی دیر کے بعد درخت خانے میں پہنچ گیا لیکن یہاں پہنچ کر مجھے ایک اور بات کا علم ہوا۔ فاضلہ یعقوبی آج اپنے شو کی تجلیں کے لیے نئی جونی تھی۔ جس نمونہ نامی ایک شخص نے مجھے بتایا کہ فاضلہ نے اس دوران تمام انتظامات کر لیے تھے اور آج رات آپریشن کا پروگرام تھا۔ طاہر بٹا نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں اس وقت ایک الگ سی حیثیت اختیار کر کے رہ گیا تھا لیکن یہ وعدہ بیکر دوسری مقام جگہوں سے مناسب تھی۔ میں نے حسن محمود سے رابطہ طلب کیا اور اس نے فوراً ہی ریڈیو میرے سامنے لاکر رکھ دیا۔ ریڈیو پر مقامی امینشن لگانے کے بعد میں ایک آرام دہ مسی پر بیٹ گیا۔ دل کی کیفیت عجیب تھی، ذہن انتہائی منتشر تھا اور میں ریڈیو پر کلام لگانے بیٹھا تھا۔ اچھی رات تک کوئی خاص بات نہ ہوئی اور اس کے بعد ریڈیو بند کر کے سوئے کی کوشش کرنے لگا جو کچھ ہوگا، اس کا علم صحیح ہو جائے گا لیکن بینک کو سونپنا نہیں تھا۔ میں نے حسن محمود سے کہا کہ اگر کوئی خواب آوڑا اس کے پاس موجود ہو تو مجھے فراہم کر دی جائے۔ حسن محمود نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ اس وقت اس منتشر ذہن کو تپ سکون کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ میں سو جاؤں چنانچہ حسن محمود کی منسلک کی ہوئی دوا کی بین گولیاں کھانے کے بعد میں تھوڑی دیر کے

بعد اندر کی خوشی میں پہنچ گیا اور دوسرے دن امین شتا کیا۔ باگ تھا جب شاید کافی وقت ہو چکا تھا۔ تمام مہاجرین پر خانے میں موجود تھے۔ مجھے باہر سے ان کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں آؤ کر بیٹھ گیا۔ خواب آوڑا کھانے کی وجہ سے منہ کا مزہ بے حد خراب ہو گیا تھا۔ چند لمحے اسی طرح بیٹھا رہا اور پھر بے اختیار اپنی بیگ سے آٹھ کھڑا نکلا۔ تمام واقعات مجھے یاد آگئے تھے۔ باہر نکلا تو تمام لوگوں کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف دیکھا۔ وہ بے حد سرور نظر آرہے تھے، ہر چہ خوشی سے کھلا پڑ رہا تھا۔ میرے دل کو ایک عجیب سی خند دک کا احساس ہوا۔ اصل مقصد تو یہی تھا میرا، وہ فوڈا ہو گیا تھا میری چھٹی میں بتا رہی تھی کہ لوگ کامیابی سے بیکار ہو کر واپس لوٹے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی ان میں سے چند افراد میری طرف متوجہ ہو گئے اور حسن محمود میرے نزدیک پہنچ گیا۔

”مبارک ہو مراد علی! مبارک ہو۔ آپ کی رہنمائی میں ہم نے وہ کام نامہ انجام دیا ہے جو ابھی تک نہیں دے سکے تھے۔“

”کیا... کیا...؟“

”ہاں، ہم اسلین کے ایچی پلانٹ کو تباہ و برباد کرنے میں

صورت حال سے آگاہ رکھنا تھا اخبارات وغیرہ باقاعدگی سے نازد مل جاتے تھے اور میں انقلاب کے بارے میں ساری ساری سچی سچی سے پڑھتا تھا۔ بہت کچھ جوا تھا اس سلسلے میں۔ اس کے نتیجے میں بات کہہ سکتی ہیں کہ جوں ہی آپ جائیں فوراً انہیں اطلاع دی جائے گی۔ اچھی حسن محمود یہ بات کہہ رہا تھا کہ فاضلہ ہاں میں داخل ہوئی اور مجھے دیکھ کر بے اختیار میری طرف بڑھی۔

”مراد علی! خدا کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں کامیاب کامران کیا۔“

”بے حد مبارک فاضلہ، بے حد مبارک۔ خدا کا احسان ہے۔“

طاہر بٹا کہاں ہے؟“

”زخمی ہو گیا ہے، ایک کمرے میں موجود ہے۔“

”اوہ، شدید زخم تو نہیں؟“

”نہیں، شدید زخمیں ہیں لیکن ہر حال زخمی ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی جارہی ہے۔“

”پلو، اس کے پاس چلتے ہیں؟ میں نے کہا اور میں اسی طرح مزہ دھونے بغیر طاہر بٹا کے پاس پہنچ گیا۔“

طاہر بٹا کا سر پیٹوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں

ضیاء دورانیہ کی بک اینڈ مصنف الیاس ستیا پوری کی دوسری کتابیں شائع ہو چکی ہیں

اشنانا اشنا	ازم ازم
قیمت: ۲۵ روپے	قیمت: ۲۵ روپے
ڈاک خرچ: ۱۰ روپے	ڈاک خرچ: ۱۰ روپے

لائے کے علاوہ مصنف کی دیگر تصانیف بھی ہم سے مل سکتی ہیں۔

○ راک کا بدن	○ داستان عور
○ کشمیر کی گلی	○ بالا خانے کی دہلیز
○ شہزادی کا نیلام	○ ڈاک خرچ فی کتاب
۲۵ روپے	۱۰ روپے

ملنے کا پتہ

کتابیات سلی کیشنز پوسٹ بکس نمبر ۲۳، کراچی ۱

آنے لگے۔
 "کیا میں اپنی تحریکات جاری رکھ سکتا ہوں؟" حوں سے
 "نہایت دشمنی ہوئے ہو جاہل؟" یہ ایک سوچ گیا۔
 "نہایت دشمنی ہوئے ہو جاہل؟"
 "کمال کرتے ہیں اب بھی! یہ ختم تو کبھی نہیں ہوں۔ اگر
 میری زندگی بھی ختم ہو جاتی تو کوئی بات دشمنی، اللہ تعالیٰ کا کام ہے
 کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ایجنسی پلانٹ کی وجہ سے
 آؤ اگر دکھ دی گئی ہیں، ہم نے اسے اس طرح تباہ و برباد کیا ہے کہ
 وہاں سے کوئی بھی فرد زندہ بچ کر نہیں نکل سکا ہے۔ ہم اپنے
 مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں مسئلہ! کاش میں آٹھ کر آپ کے
 سینے سے لپٹ سکتا۔
 میں جھجکا اور میں نے طاہر رفا کی پیشانی کا دوسرا لپٹتے ہوئے
 کہا: "میری طرف سے اپنی اس شاندار کامیابی پر مبارکباد قبول
 کرو۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں خود مختار سے
 ساتھ اس ہم میں شریک نہ ہو سکا۔"
 "آپ نے تو اس ہم کی تکمیل کی ہے علی بارخان! اگر
 آپ وہاں جانا بھی چاہتے تو ہم آپ کے لیے بیخطرہ محول نہ لیتے۔
 آپ ہمارا سرمایہ ہیں، شاید آپ اس کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے۔"
 "ایک بات اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ کیا آپ
 نے ریویو کیا یا؟" فاخرہ یعقوبی بولی اور ایک بار پھر مجھے چونکا دیا۔
 "نہیں فاخرہ! لیکن... لیکن بتاؤ، مقامی صورت حال
 کیا ہے؟"
 "بڑی جرت انگیز! والٹوموہائے ختم کر دیا گیا ہے۔
 بے شمار افراد اس کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے اور جنرل ٹیرس
 نے اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ وہی فوجی ہے جس کے
 بارے میں طاہر رفا نے..."
 "فاخرہ! شاید آپ کے لیے یہ بات بھی جرت کا سبب ہو کہ
 جنرل ٹیرس کی کامیابی بھی علی بارخان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔"
 طاہر رفا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔
 "کیا مطلب؟"
 "مطلب یہ کہ جنرل ٹیرس نے اپنی پلانٹ کی نشاندہی کی
 تھی اور صرف اس لیے علی بارخان نے اس سے انقلاب کی کامیابی
 کا وعدہ کیا تھا۔"

"علی بارخان! آپ کیا چیز ہیں، اس بارے میں حقیقی طور
 پر کوئی شخص کہہ سکتا۔ میں اپنی پلانٹ کی نشاندہی کے بعد تیار ہوں
 میں صورت ہو گئی تھی۔ ایک بار میں نے طاہر سے کہا تھا کہ آپ
 میری زندگی ختم کر کے... لپٹ لپٹ کر ہلاک کر دیں گے۔
 "کیا میں اپنی تحریکات جاری رکھ سکتا ہوں؟" حوں سے
 "نہایت دشمنی ہوئے ہو جاہل؟" یہ ایک سوچ گیا۔
 "نہایت دشمنی ہوئے ہو جاہل؟"
 "کمال کرتے ہیں اب بھی! یہ ختم تو کبھی نہیں ہوں۔ اگر
 میری زندگی بھی ختم ہو جاتی تو کوئی بات دشمنی، اللہ تعالیٰ کا کام ہے
 کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ایجنسی پلانٹ کی وجہ سے
 آؤ اگر دکھ دی گئی ہیں، ہم نے اسے اس طرح تباہ و برباد کیا ہے کہ
 وہاں سے کوئی بھی فرد زندہ بچ کر نہیں نکل سکا ہے۔ ہم اپنے
 مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں مسئلہ! کاش میں آٹھ کر آپ کے
 سینے سے لپٹ سکتا۔
 میں جھجکا اور میں نے طاہر رفا کی پیشانی کا دوسرا لپٹتے ہوئے
 کہا: "میری طرف سے اپنی اس شاندار کامیابی پر مبارکباد قبول
 کرو۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میں خود مختار سے
 ساتھ اس ہم میں شریک نہ ہو سکا۔"
 "آپ نے تو اس ہم کی تکمیل کی ہے علی بارخان! اگر
 آپ وہاں جانا بھی چاہتے تو ہم آپ کے لیے بیخطرہ محول نہ لیتے۔
 آپ ہمارا سرمایہ ہیں، شاید آپ اس کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے۔"
 "ایک بات اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ کیا آپ
 نے ریویو کیا یا؟" فاخرہ یعقوبی بولی اور ایک بار پھر مجھے چونکا دیا۔
 "نہیں فاخرہ! لیکن... لیکن بتاؤ، مقامی صورت حال
 کیا ہے؟"
 "بڑی جرت انگیز! والٹوموہائے ختم کر دیا گیا ہے۔
 بے شمار افراد اس کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے اور جنرل ٹیرس
 نے اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ وہی فوجی ہے جس کے
 بارے میں طاہر رفا نے..."
 "فاخرہ! شاید آپ کے لیے یہ بات بھی جرت کا سبب ہو کہ
 جنرل ٹیرس کی کامیابی بھی علی بارخان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔"
 طاہر رفا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔
 "کیا مطلب؟"
 "مطلب یہ کہ جنرل ٹیرس نے اپنی پلانٹ کی نشاندہی کی
 تھی اور صرف اس لیے علی بارخان نے اس سے انقلاب کی کامیابی
 کا وعدہ کیا تھا۔"

ہے، علی بارخان کی کچھ اور ضروریات بھی ہیں جس کے لیے انھیں
 ڈسٹرب کیا جائے۔ اگر طاہر یہ نہ کہتے تو میں یقیناً آپ کو تمام
 ضرورت حال سے باخبر رکھتی۔"
 "مجھے صورت بہت ہے فاخرہ! اگر آپ نے پیچھے ورتی
 اپنا کام انجام دے دیا۔ وہ حقیقت اس انقلاب کی سرپرستی بھی
 میں نے کی تھی اور جنرل ٹیرس میرے ہی ہاتھ سے ہوتے راستوں
 پر چل کر کامیابی تک پہنچا ہے اور سب کچھ میں نے اس لیے
 کیا تھا کہ اسرائیلی ایجنسی پلانٹ کی تباہی کے سلسلے میں ہم اس کی مدد
 حاصل کریں۔ یہی نہیں فاخرہ! بلکہ جنرل ٹیرس ذاتی طور پر...
 فلسطینیوں کا حامی ہے اور اس کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد
 یہاں اسرائیلی اثرات ختم ہو جائیں گے جب کہ والٹوموہائے پوری
 طرح امریکی یہودیوں کا چھوٹا اور ان کے اختلاس پر ناپ ریا
 تھا ویسے تم نے اس دشوار گزار علاقے میں اسرائیلیوں کا کشتی
 پلانٹ تباہ کر کے جو کارنامہ انجام دیا ہے، میں اسے سمجھی نہیں
 بھول سکوں گا، یہ آسان کام نہیں تھا۔"
 "میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اپنی زندگی وقف کر چکی
 تھی، خدا نے مجھے کامیابی سے نوازا۔"
 "انقلاب کے بارے میں اور کیا تفصیلات بتاتی
 گئی ہیں؟"
 "کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی، سوائے اس کے کہ کوئی
 کی حکومت تبدیل ہو گئی ہے، والٹوموہائے کو ہلاک کر دیا گیا
 ہے اور جنرل ٹیرس نے غنائ حکومت سنبھال لی ہے۔ یقینی
 طور پر جنرل ٹیرس اب اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے میں مصروف
 ہو گا۔ میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی۔ میں اب یہ سوچ رہا
 تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کچھ وقت یہیں گزاروں اور جنرل ٹیرس
 کو اپنا کام خاموشی سے سرانجام دینے دوں یا اس سے ملقات
 کروں؟ لیکن میں نے پہلی ہی بات مناسب سمجھی تھی۔ فوراً ہی
 اس کے معاملات میں دخل اندازی کرتا چتا تھا اور اب
 میرا اس سے کوئی واسطہ بھی نہیں رہا تھا۔ میں اگر چاہتا تو خاموشی
 سے یہاں سے نکل جاتا۔ فاخرہ نے جنرل ٹیرس سے مجھے داد
 تحسین نہیں وصول کرنا تھی۔ میرا مقصد تو صرف یہ تھا کہ گوئی
 میں یہودیوں کا اقتدار ختم ہو جائے اور اپنی پلانٹ تباہ کر دیا
 جائے۔ میرا ختم ہو گیا تھا اب مجھے جنرل ٹیرس کے کوئی
 دل چسپی نہیں تھی۔ ہاں، یہ دوسری بات ہے کہ میں وقت میں یہاں
 سے واپس جانا چاہتا تھا جنرل ٹیرس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔
 فاخرہ نے کوئی نہ کوئی دھڑکائی میرے پیٹے ناشتہ کے بعد
 نہایت گریہ اور اس سے افسوس دیکھ کے، یہ بار بار

نے کرنا تھا وہ دھونے چلا گیا۔ ہم نے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کیا۔
 طاہر رفا کے زخمی ہونے کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور
 کافی دیر تک اس کے ساتھ ہی میٹھا رہا۔ پھر میں نے پوچھا کہ
 تمہارا کیا پروگرام ہے فاخرہ؟ کچھ عرصہ یہاں قیام کرو گی یا پھر
 فوراً ہی واپسی کا سفر کرنا ہے؟"
 "اس سلسلے میں آپ سے کچھ گفتگو کرنی تھی علی!"
 "ہاں، ہاں، کوہ۔"
 "ہم جس طرح یہاں پہنچے اور جس طرح ہم نے انتہائی
 دشوار گزار حالات میں یہاں پہنچے قدم چائے ہیں، اس کا تصور
 کر کے ہی پسینہ آتا ہے۔ اگر جنرل ٹیرس اپنی پلانٹ کے سلسلے
 میں ہماری رہنمائی کر سکتا ہے تو کیا وہ ہمیں باعزت طریقے سے
 یہاں سے نکالے ہیں ہماری مدد نہیں کرے گا۔؟"
 "میں سمجھ گیا۔ تمہیں یہاں سے بہت جلد جانے کی
 ضرورت تو نہیں ہے۔؟"
 "نہیں، اب ایسی کوئی بات نہیں ہے البتہ اس خیال
 کو ہم نے ذہن میں رکھا ہے کہ ممکن ہے اسرائیلی جاسوس یہاں
 موجود ہوں یا کچھ اور لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو ہماری ٹاک میں ہوں
 لیکن ان سے ملنے کے لیے ہم کافی ہیں۔ ویسے بھی اب ہم یہاں
 ہی رہیں گے، باہر نکل کر کسی ہنگامے کو دعوت دینے کی اب
 کوئی وجہ نہیں رہی ہے۔"
 "ٹھیک ہے، تمہیں جو بھی دشواری ہو مجھے بتانا۔ میں
 اسے دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" میں نے کہا۔
 "آپ کا اپنا کیا پروگرام ہے؟"
 "ابھی کی وقت میں ہوتا ہے۔ ساتھ ہی گزارا جاتا ہوں۔
 یہ صبح صبح صبح حال واضح ہو جائے۔"
 "باہر کی خبریں میں بہت ساری حاصل کر سکتی ہوں۔ میں
 نے اس کے انتظامات کر کے ہونے ہیں؟ فاخرہ نے کہا۔
 "مجھے باہر کے حالات سے پوری طرح باخبر رکھنا کہ اس
 میں صحیح صورتحال ہے۔ یہاں کی ہے؟ میں نے کہا۔
 "فاخرہ! یہ یہاں قیام کے فیصلے سے بہت خوش نظر
 سی تھی۔ اس نے قید خانے کے ایک کمرے میں میرے لیے
 اس وقت سے کہ وہاں میں زیادہ وقت گزارنے کے ساتھ
 اس کا خیال تھا کہ اسے اپنے دھم دھم کر کے ہلاک کر دیا
 جائے۔ یہاں کی صورت یہ ہے۔ بہت مختصر کرنا۔ والٹوموہائے
 اس وقت کے انتظامات سے بہت مختصر ہو رہا تھا۔
 اس دوران فاخرہ بیٹھتی تھی کہ حسبِ وعدہ مجھے باہر

صورت حال سے آگاہ رکھنا تھا اخبارات وغیرہ پانا ملے گی۔
 روزانہ مل جاتے تھے اور میں انقلاب کے بارے میں ساری
 باتیں بڑی دلچسپی سے پڑھتا تھا۔ بہت کچھ بتواتھا اس سلسلے
 میں۔ انقلاب کے تیسرے دن ایک اعلان کیا گیا تھا کہ والٹوموہائے
 زندہ ہے اور انہیں کی سرکوبی کی تیاریاں کر رہا ہے لیکن دوسرے
 دن اس خبر کی تردید کر دی گئی۔ موبائے کی لاش شناخت کر لی
 گئی تھی اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا جو موبائے کے حامی تھے۔
 ساتویں دن کے اخبارات میں جنرل ٹیرس کا ایک تفصیلی
 بیان چھپا تھا اس میں اس نے انقلاب کی پوری تفصیل
 بتائی تھی اور یہ اس کی پالیسی کا اعلان بھی تھا لیکن یہ تفصیل مجھے
 اچھی نہیں لگی۔ ٹیرس نے اپنے بیان میں کہا تھا۔
 "اس انقلاب کے لیے شمار و جرات ہیں اور میرے خیال
 میں یہ انقلاب ناگزیر تھا۔ موبائے نے امریکا کو اس کا نشانہ بنایا
 کے اس دور میں شنشہ بہت ناپاک کا دوسرا نام ہے۔ وہ عیاش
 طبع تھا اور اسے زیر اثر رکھنے کے لیے اس کی اس کمزوری سے
 فائدہ اٹھایا جا رہا تھا۔ یہ وطن ہم سب کا ہے۔ ہم اسے ترقی یافتہ
 ملکوں کی صف میں لانا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ گیسٹے ہل
 اپنے علاقے کی نمائندگی کرے اور ایک مثالی مملکت بن جائے، کسی
 قسم کا یہودی دہائی اس کی خود مختاری پر اثر انداز نہ ہو۔ ہم ایک آزاد
 قوم کی حیثیت سے ابھرنا چاہتے ہیں لیکن موبائے اپنی فطرت کی
 وجہ سے بہت سے ملکوں کے دباؤ میں آچکا تھا۔ اس نے ہماری
 سرزمین پر ایسے لوگوں کو جگہ دی تھی جو ہمارے ملک کے خلاف فرد آزما
 تھے۔ گیسٹے ہل کی زمین پر اسرائیلی نے ایک ایجنسی پلانٹ قائم کیا
 تھا جو امریکی یہودیوں کے دباؤ کی وجہ سے قائم ہوا تھا۔ میں اور
 میرے پیچھے لاکھ لاکھ دوست وطن پرستوں نے اسے ختم کر سکتے
 تھے کہ ہم کچھ ایسے لوگوں کے خلاف حاجت کا ساتھ دیں جنہیں
 بے وطن کر دیا گیا ہے۔ میں نے والٹوموہائے سے کئی بار اس
 موضوع پر گفتگو کی لیکن موبائے یہودی سازش کا شکار تھا۔ امریکی
 حکومت نے اسے ایجنسی کی حمایت کی تھی اور یہاں انھیں قید خانے
 کی اجازت دے دی گئی تھی۔ والٹوموہائے نے اس کے خلاف
 نہیں ہوں جو کسی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں
 کرنا چاہتے لیکن میں یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ کچھ اور لوگوں کو ہم
 سے یہ شکایت پیدا ہو کہ ہماری زمین پر ان کے خلاف کام کیا جا
 رہا ہے جو خفا والٹوموہائے سے میری اس سلسلے میں گفت و
 شنید کا کام ہو گا۔ میں حکومت امریکا سے بھی گیسٹے ہل کے
 تعلقات ختم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کسی بھی ایسی شکایت نہیں
 جس سے گیسٹے ہل کی داخلی وضاحتی پالیسی متاثر ہو۔ سب ہی

zzamm@yahoo.com

17

مجلس شورای اسلامی

116

جنرل بیرس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا۔
"آپ لوگوں کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ آپ کے سامنے کون موجود ہے
لہذا اس وقت کے تمام پروگرام ملتوی ہیں آج کا بقیہ دن اپنے
دوست کے ساتھ گزار دیں گا۔"

"ہم اپنے محترم دوست کے اعزاز میں جشن منائیں گے
جنرل! ہمیں اس کی اجازت دی جائے، ایک فوجی آفیسر نے کہا۔
"بالکل اجازت ہے لیکن ابھی نہیں، ابھی کچھ وقت ان...
سے گفتگو کریں گوارا دیں گا، میرا دوست مجھے تک پہنچ گیا ہے میں اس
کے قیمتی مشورے حاصل کروں گا۔ آپ لوگ براؤن سمجھ اس
وقت تک دستبردار کریں جب تک میں خود آپ سے رابطہ قائم
نہ کروں۔ میں اپنا مکمل وقت اپنے دوست کو دینا چاہتا ہوں۔"
فوجی آفیسر نے اپنی گردن میں گھس کر اس کے آگے بڑھ کر
مجھ سے ہاتھ ملنے اور اس کے بعد باہر نکل گئے۔ جنرل بیرس نے
مجھے پورا پورا اعزاز دیا تھا اس کے بعد وہ اس ہال ٹاکسی میں ڈکائیں
بلکس کر رہے ہیں آگیا جہاں والٹو مولنے کی پرائیویٹ نشست گاہ
تھی۔ کبھی جنرل بیرس کے ساتھ ساتھ ہی کمرے میں آئی تھی۔

جنرل بیرس نے مجھے بڑے احترام سے ایک صوفے پر بٹھاتے
ہوئے کہا: "اب بیٹے، بتاؤ تم کو کہاں چلے گئے تھے؟"
"سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے مجھے علی کی حیثیت
سے کیوں روشناس کرایا؟"

"اس لیے کہ میں علی خان کے بارے میں جانتا تھا اور
پارو کی حیثیت سے اس کا نام نہیں لینا چاہتا تھا۔"
"لیکن جنرل..."

"تصور میرا نہیں ہے جنرل بیرس نے مجھے حیران کر
کے دیا، اگر تم میرے پاس ہوتے تو شاید میں تمہاری برائیت
کے مطابق تمہارا نام پوشیدہ رکھتا لیکن تم نہیں جانتے علی کہ میرے
دل میں کتنے دوسرے اور کتنا دکھ تھا میں یہی سوچ رہا تھا کہ
میں فخریہ بیعتی کے ساتھ تم ابھی پلانٹ کی تباہی کے سلسلے
میں کام کر آگئے ہو۔ ابھی پلانٹ کی تباہی کی اطلاع مجھے مل گئی تھی۔
لیکن یہ پتا نہیں چل سکا تھا کہ اس سلسلے میں فسطحی مجاہدین
کتنے شہید ہوئے۔ تم میری ذہنی کیفیت کا تجربہ نہیں کر سکتے
شاید کبھی نہیں اس سلسلے میں تباہی۔"

"ہاں علی! تم یقین کر لو میں یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے
ہماری خوشیاں آدھری رہ گئی ہیں، لیکن براؤن نے کہا۔

"میں تم لوگوں کی محبت سے سرشار ہوں۔"
"بیٹے، بتاؤ علی کہ تمہارے نام کا اعلان کرنے سے تمہاری
ذاتی حیثیت کو نقصان نہیں پہنچا؟"

"نہیں، ایسے حالات میں میں نقصان برداشت کروں لیکن
میں یہ سب کچھ نہیں چاہتا تھا۔ خیر اس کے لیے اب تمہیں کوئی
سزا نہیں بھی نہیں کروں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ اب دوسری بات بتاؤ۔ جو کچھ
ہوا اس میں کہیں کوئی ترمیم رہی؟"

"اب تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو جنرل بیرس! تم اب اس
ملک کے حکمران ہو، میں بھلا کیسے کر سکتا ہوں کہ تمہاری پالیسی
میں کہیں کوئی خرابی ہے یا کوئی کمی ہے؟"

"اس بات کو بھول ہمارا ذکر کسی ملک کا حکمران ہوں بلکہ صرف
یہ یاد رکھو کہ اس وقت تمہاری حیثیت میری نگاہوں میں سب
سے برتر ہے۔"

"تمہارا شکریہ۔ تم خود اپنی فطرت کے مالک ہو، اس لیے
تم نے میرے اس چھوٹے سے کام کو اتنا بڑا وجہ دے دیا ہے۔"
"انکار ہی سے کام نہیں چلے گا۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا
کہ میں تمہارے لیے کیا کروں لیکن علی! اتنا سمجھو۔۔۔ اور وہی نشیمن
کر لو کہ تمہارا پاؤں ہمیشہ میری گردن پر رہے گا۔ میں بھی تمہارے
سامنے گردن نہیں اٹھاؤں گا اور جو کچھ تم کو گے اسے اپنا حلیہ
سمجھوں گا۔"

"میں اس کے لیے تمہارا شکریہ گزار ہوں جنرل! اور حقیقت
یہ ہے کہ مجھے اپنے ایسے غیر دوستوں کے درمیان مرتب ہونے
پڑے۔ میری طرف سے علی کا سیاسی کی دن مبارک باد قبول کرو۔"
"یہ سب تمہاری کاوشوں کا نتیجہ ہے علی! کاوش میں اپنے
ذاتی جذبات کا صحیح طور پر اظہار کر سکوں۔ جنرل بیرس بہت
زیر اثر ہو گیا تھا۔"

کبھی ہاؤس مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر
اس سنہ سالگرہ کی میری معروضہ بھی میری طرف سے سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ کیا میں اس تباہی میں نہیں تھی کہ آپ مجھے اپنی اصل شخصیت
سے آگاہ کر دیتے؟"

"میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں بیٹم براؤن! آپ
اب گزشتہ مل کی خاتون اول ہیں، ابھی باتوں میں خاصا وقت گزر
گیا اور آفر کا میرا کام کی باتوں پر آگئے۔ جنرل بیرس نے مجھے
انقلاب کے سلسلے میں تمام تفصیلات بتائیں۔ والٹو مولنے کی موت
کے بارے میں بھی بتایا اور اس کے بعد کہ میرے لوگوں کا ذکر کیا
جو بعد میں منظر عام پر آئے تھے۔ پھر جنرل نے مجھ سے ہوجا کر میں
اس دوران کہاں رہا ہوں؟ تو میں نے اسے فخریہ بیعتی
کے بارے میں بتایا اور یہاں تک کہ جنرل بیرس بہت خوش ہوا کہ
مجاہدین کو بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا، اس نے یہ بھی کہا کہ

فخریہ بیعتی سے اس کی تعلیم ضرور لائی جائے تاکہ وہ اسے
خارج حسین پیش کر سکے اس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی پالیسی میں ایک
نہایت فرق رکھے گا اسرائیل سے اگر اس کے سفارتی تعلقات قائم
رہے تو ٹھیک ہے اور اگر اس کی جانب سے کوئی احتجاج کیا گیا
تو وہ اسے متروک کرے گا۔ وہ نہیں چاہتا کہ اسرائیل اس سے کسی
قسم کا تعلق برقرار رکھے۔

میں نے اس کے جواب میں کہا: لیکن جنرل بیرس! جن میں
اس کے جواب میں بھی ہوشیار رہنا پڑے گا کہ اس کے نتیجے میں...
اسرائیل کوئی نقصان قدم نہ اٹھائے۔ وہ انتقام پسند لوگ ہیں اور
اس سلسلے میں ان کے بہت سے کارنامے منظر عام پر آچکے ہیں۔"
"اس کا اندویش میں نے پہلے ہی کر لیا ہے سر علی! لیکن
یہ اس میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں۔ پھر بھی آپ اطمینان رکھیں۔
کوئی تو میں یہی کروں گا کہ اسرائیلیوں کو اپنے ملک میں کسی قسم کی
سازش کا موقع نہ دوں لیکن اگر کچھ ہوا بھی تو میں اسے مناسبت
خود ویشائی سے قبول کروں گا کیونکہ میرے دوست کا معاملہ
ہے وہ کافی دیر تک ہم ان معاملات پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر
میں نے فخریہ بیعتی کے بارے میں بات کی۔

"میں چاہتا ہوں جنرل! کہ اسے اعزاز و احترام کے
ساتھ ہیروت بھجوا دیا جائے۔"

"میں ایک خصوصی طیارہ ان لوگوں کی روانگی کے لیے تیار
کر دوں گا۔ وہ طیارہ ان تمام لوگوں کو لے کر ہیروت پہنچ جائے گا۔"
"یہ مناسب نہیں ہو گا، اس طرح یہ طیارہ دوسروں کی
نگاہوں میں بھی آسکتا ہے اور اس کو کوئی نقصان بھی پہنچ سکتا
ہے۔ ہم اسرائیلیوں کی طرف سے کسی بھی سازش کے بہر وقت
متوقع رہتے ہیں۔"

"تو پھر سب طرح آپ پسند کریں۔"
"بس مام لوگوں کی مانند میں انہیں یہاں سے نکال دیتا
چاہتا ہوں۔"

اس سلسلے میں حکومت گزشتہ مل کی مکمل خدمت حاضر ہیں۔
جنرل بیرس نے کہا اور ہم اس موضوع پر دیر تک گفتگو کے
بالآخر ایک حل دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح
فخریہ بیعتی اپنے تمام ساتھیوں سمیت بائیسائی ہیروت پہنچ
سکتی تھی۔

جنرل بیرس نے والٹو مولنے کے محل ہی کے ایک حصے
میں میرے لیے رافٹ کا بندوبست کیا اور اس کے بعد وہ میرے
دن ایک خصوصی پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں فوج کے اعلیٰ
عہدیداروں کو مدعو کیا گیا تھا اور پھر سب سے اعزاز مل گیا۔

یہاں مجھے خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور بے شمار قیمتی
تخلیقات پیش کیے گئے جن میں میں نے بعد میں جنرل بیرس کے حوالے
کئے ہوئے کہا: "مجھ غریب لوگوں کے لیے یہ تمام چیزیں بے معنی
ہیں جنرل! میرے لیے سب ایک اوجھ کی حیثیت رکھتی ہیں،
اس لیے مجھے یقین ہے کہ میرے دوست مجھے زیر بار نہیں کریں گے۔"
"تو پھر میں نہیں کیا دل علی یار خان! بہت کچھ دل چاہتا
ہے بہت بہت سے ارمان ہیں۔"

"بس جو کچھ مجھے مل گیا، وہ بہت کافی ہے۔ ہاں، ایک
بات بتاؤ، لیکن پول کے سلسلے میں تم نے کیا کیا ہے؟"
"گوں پول کے غاصروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس میں
وہ لوگ بھی موجود ہیں جس کا نام تہذیب نامک ایکس ہے۔ وہ
سب ہماری قید میں ہیں، ظاہر ہے ہم انہیں نہیں چھوڑ سکتے۔ ان
سے پورا پولڈا حسلہ لیا جائے گا۔ وہ میرے دشمن تھے اور میں نے
ان پر مقدمہ چلانے کی پوری طرح تیاریاں کر لی ہیں۔ انہیں انتہائی
احتیاط سے ایک جگہ قید کر دیا گیا ہے۔"

"کوئی زیادتی تو نہیں کی تمہاری ان کے ساتھ؟" میں نے
بے اختیار سوال کیا۔

جنرل بیرس چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ سے بولا۔
"صرف چند لوگوں پر تشدد کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنا شکنا بتا دیں۔"
"تہذیب نامک ایکس تو ان میں نہیں تھی؟"

"نہیں، یہ جنرل بیرس کی عیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتا
ہوا بولا۔

اس دوران کبھی براؤن آٹھ کمرے پاس آگئی تھی۔
اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا: "کیا کوئی ایسی
صورت حال ہے علی یار خان جو..."

"میں بیٹم براؤن! جس انداز میں آپ سوچ رہی ہیں،
وہ بات نہیں ہے لیکن وہ لوگ میری محسن ہے، بڑے احسانات کیے
ہیں اس نے مجھ پر۔ کافی طویل ہے درمیان باپ کہہ دو رہنا۔"
"میں سر علی! اس لڑکی پر کوئی تشدد نہیں کیا گیا۔ وہ
ہماری قید میں ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسی برائی نہیں
کی جارہی جو خلاف انسانیت ہو۔ جنرل بیرس نے کہا۔

"ان لوگوں تک تم پہنچے کس طرح جنرل؟"
"میرے آدمی ہر جگہ چس تھے، کیری مانی اسپتال پر بھی
نگاہ رکھی گئی تھی، جس وقت میں نے والٹو مولنے کے خلاف
عمل کیا اور یہ اطلاع کسی طرح باہر پہنچی تو فوراً ہی ان لوگوں نے
نقلیہ والٹو مولنے کی کیری مانی اسپتال سے جانے کی کوشش
کی اور اس وقت وہاں سے بھاگنے میں آگئے۔ یہ پتا چلا کہ

انہیں گرفتار کر کے ہم نے اپنی تحویل میں لیا اور پھر انہی کے ذریعے ہم نے گرین پول کے دوسرے نمائندوں کا سراغ لگا لیا اور چھاپا مار کر انہیں بھی گرفتار کر لیا۔ وہ لڑکی تہذیب نامک ایکس بھی انہی میں شامل تھی۔ جنرل میر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا: میں خاموش نکلا۔ وہ سب تیرے دوست تھے۔ پھر جنرل نے پوچھا: "ان لوگوں کے بارے میں کیا بات ہے علی؟"

"میں تم سے ان کے لیے کچھ رعایت طلب کرنا چاہتا ہوں۔ وہ نہایت خود مختار مفادات کے خلاف تھیں۔ تھے بلکہ ایک معقول رقم دے کر انہیں واپس لوٹوانے کے لیے حاصل کیا تھا۔"

"کچھ علم ہے اس بات کا؟ جنرل میر نے کہا۔"

"جنرل میر نے لوگوں کے خلاف کوئی سخت کارروائی بہت زیادہ ضروری نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں کبھی تم سے یہ رعایت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتا۔"

"علی! تمہارے اور میرے درمیان یہ معاملہ ہو گیا ہے کہ تم جو کچھ چاہو گے اس کے لیے مجھے کوئی تکلیف نہیں پڑے گی۔"

جنرل میر نے کہا اور میں مسکراتے نکلا۔

"ہاں جنرل! اس سلسلے میں میں کوئی تکلیف نہیں رہتا چاہتا۔ میری خواہش ہے کہ تمام لوگوں کو عزت کے ساتھ اپنے ملک کی سرحدوں سے باہر نکال دو۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی کارروائی نہ کی جائے۔"

"ایسا ہی ہو گا علی! تم بالکل مطمئن رہو۔ جنرل میر نے کہا اور میں نے ایک گہری سانس لی۔

"یہ کام کب تک کرو گے؟"

"فوراً۔ میں فوری طور پر ان کے لیے رہایت جاری کرے دیتا ہوں۔ جنرل میر نے کہا اور میں نے اطمینان کا سانس لیا۔

تہذیب نامک ایکس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا، وہ بہت تھا لیکن اس سے زیادہ میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ جنرل میر نے جو کچھ مجھے اس کا وعدہ کر لیا تھا، اس لیے اب مجھے اطمینان تھا کہ تہذیب نامک ایکس کو مزید کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور وہ رعایت، یہاں سے اٹھل جائے گی۔

دوسرے دن تقریباً شام کے سات بجے چار بجے کی بات تھی۔ میں اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ باہر کے منظر دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً مجھے اس مراسیم پر ایک اشارہ موصول ہوا جو تہذیب نامک نے مجھ کو دیا تھا اور اتفاق سے وہ اس وقت بھی میرے پاس ہی میں موجود تھا۔ میں نے مختصر انداز میں مراسیم نظر لیا۔ ایک لمحے کے لیے میرے دل میں یہ سوچ گزری کہ یہاں کیسے ہو گیا لیکن پھر میں نے سنبھل کر اسے اس کی یاد دہانی سے گریب کر لیا۔

"بیٹو! میں نے آہستہ سے کہا۔ جواب میں چند لمحات خاموش رہی۔ پھر تہذیب کی آواز سنائی دی۔

"علی! اس آواز میں ہزاروں سکپاں چھٹی ہوئی تھیں۔ ایک ایسی کیفیت تھی جس نے مجھے لرزادیا۔ آواز بھر آئی۔ علی۔"

دل میں تہذیب! میں لرز رہا ہوں۔ میں نے جواب دیا۔

"زیادہ وقت نہیں لوں گی تمہارا علی! صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں، دل میں یہ حسرت تھی کہ میرے سے پہلے تم سے کچھ باتیں کروں۔"

"کو تہذیب! میں نے آہستہ سے کہا۔

"علی! خدا کی قسم زندگی میں لاکھوں بار جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آئی ہوگی اور میں نے جھوٹ بولا ہوگا لیکن اس وقت جو کچھ کہہ رہی ہوں، اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچے دل سے کہہ رہی ہوں جو کچھ چاہو گے اس کے لیے یہ تمہارا کمرے دل میں تمہارے لیے کوئی شکایت پیدا ہوئی یا کوئی ایسا احساس جس میں تمہارے لیے نفرت یا کٹری کا کوئی جذبہ ہو بلکہ یہ نفرت تو مجھے اپنے وجود سے محسوس ہوتی ہے، مجھے احساس ہو کہ سب کچھ ہونے کے باوجود میں انتہائی بے وقوف ہوں اور مجھ میں کوئی اداری کے صلاحیت نہیں ہے۔ میں انسانوں کو سمجھنے میں شدید غلطی کر سکتی ہوں علی! مجھے پسند ہی سوچ لینا چاہیے تھا کہ علی کتنے کون ہو۔ وہ جوانی ذات، اپنا مستقبل، اپنی زندگی اپنے ایک مقصد کے لیے قربان کر سکتا ہے وہ جیسا اس موقع پر کس طرح ہاتھ سے کیوں جلتے دے گا۔ بے شک علی! تمہیں ہی کرنا چاہیے تھا جو تم نے کیا۔ ہاں علی! میں جانتی ہوں کہ واپس لوٹنے کے لیے اطمینان دے کے خداوند کا حامی تھا اور اس کی زندگی فلسفیانہ کے لیے نقصان دہ تھی۔ تم نے جو کچھ کیا، اپنے فرض کی تکمیل کے لیے کیا اور علی اس سے تمہارا مقام میرے دل میں اور بڑھ گیا ہے۔ میں تم سے یہ نہیں کہوں گی کہ تم مجھے اپنے دل کی بات بتا دیتے، کیونکہ میں اتنی فوج والی ثابت نہ ہوتی۔ اتنا برا خطہ مول نہیں لیا جاسکتا تھا۔ میرے انکار سے یقیناً تمہارا لیے یہ سائل پیدا ہوئے اور تم وہ سب کچھ کر سکتے جو تم نے کیا علی! میری طرف سے اپنی اس شاندار کامیابی پر مبارکباد قبول کرو۔ زندہ رہی اور حالات سے موقعاً تو ایک بار خود تم سے مل کر تمہیں مبارکباد دوں گی۔ میں تمہاری شکر گزار بھی ہوگی کیونکہ یہ بات چاہتی ہوں کہ تم مجھ کو یہاں سے عزت کے ساتھ کیوں واپس کیا جا رہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتی۔" مراسیم پر کچھ تھک سکتے تھے لیکن ایک لمحے میں وہ اپنا ایک دم ادا ہو کر کے بدل چکا تھا۔

اگر مجھ سے نفرت کا اظہار کرتی، پھر بھلا کتنی اور تہذیب سے مستقبل میں انتقام لینے کی دھمکی دیتی تو شاید میرے دل پر کوئی بوجھ نہ رہتا لیکن اس کے لیے اور الفاظ نے ایک عجیب سی کیفیت کا شکار کر دیا تھا۔ میں اس سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ میرے دل میں بھی بہت کچھ تھا۔ میں اس سے کہتا چاہتا تھا کہ تہذیب! جب تک معاملہ دلائل و بائیں اور جنرل میر کے ساتھ مجھے صرف تمہارے من سے دلچسپی تھی لیکن جب یہ سب سامنے وہ عظیم مقصد لگایا جس کے لیے میں نے اپنی ذات کا تصور ہی ختم کر دیا ہے تو اس کے بعد دوسرے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ جنرل میر کی تعلیم کے لیے زیادہ مفید شخص ہے۔ میری ہمدردیاں انہی کے ساتھ ہو سکتی تھیں۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ تہذیب سے اس سلسلے میں بات ضرور کی جائے۔ میں اسے بتاؤں کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ اس وقت جب میں ایسا اور کی سازش کا شکار ہو کر فرائض پہنچاتا تھا اور اس کی نگاہوں سے روپوش ہو جانا چاہتا تھا تہذیب نے میری مدد کی تھی اور وہ حقیقت اسی کی مدد سے میں نے باور ڈکے لگائے ہوئے پیوندے کھولے تھے۔ میں نے فوراً ہی لڑائی میں دوبارہ اس سے رابطے کی کوشش شروع کر دی لیکن چاہتا ہی نہیں تھے کہ میں لڑائی میں آؤں۔ اس قدر میں نہیں ہے۔ اس کی فیکٹریز میں کام کر دی گئی تھیں۔ دیر تک سرکھیا تار لپکان کی مانی نہیں ہوتی پہلی کوشش اسی طرف سے ہوئی تھی۔ اب یقیناً خود تہذیب نے مجھ سے رابطے کو لا دیا تھا۔ اس وقت ضرور تھا لیکن اس کی مرضی۔ میرے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ جو بچھ میں نے کیا تھا اپنی ذات کے لیے نہیں کیا تھا۔ یہ تو میرا ملک تھا۔ سوچنے کے لیے بہت کچھ تھا۔ جنرل میر نے اخبار عقیدت کے طور پر میرے کمرے کی نشیمنی کی تھی لیکن اس کی یہ عقیدت میرے لیے عقیدت بن سکتی تھی۔ میری نشاندہی ہوگی تھی اور اب میرے دشمنوں کو مجھ تک پہنچنے میں کوئی وقت نہیں ہو سکتی تھی۔ خاص طور سے اس شکل میں کہ میری نمائندہ بھی یہاں موجود تھی۔ کیا ہوا وہ اب اس سے لاعلم ہو گا کہ اس کا شکار اس وقت گوتے مل میں موجود ہے۔ مگر ایک بار پھر شکلات کا آغاز ہو گیا۔ میرے لیے اب ضروری تھا کہ اپنا بچاؤ کروں اور جنرل میر کے غم کو تسکین دے دوں۔

میں اپنی جگہ سے اٹھا ہی تھا کہ کیتھی براؤن بے تکلفی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ وہ مجھ سے بہت انسیت کرنے لگی تھی۔ "بیٹو! اس نے سکڑتے ہوئے کہا۔

"بیٹو! اس براؤن۔"

"یہاں کو ساکت دیکھ رہی ہوں! کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے؟"

"بس ایسے ہی۔" کیتھی نے گہری سانس لی۔

"کیسے چاہیے تھے؟"

"نہیں! یہاں بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ پھر ہو گیا تھا۔"

"بیٹھیں کیوں تھے؟"

"اب کوئی اور کام بھی تو نہیں ہے مجھے۔"

"دقتی طور پر۔" میرے سے میری اس موضوع پر بات چیت ہوتی ہے۔

"کس موضوع پر؟"

"ایہی کہ تمہیں پورے ہونے دیا جائے۔"

"یعنی؟"

"بہت زیادہ شخص لوگ بعض اوقات اپنے غلوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے والے انہیں گھیرے رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم کو کسٹل میں کچھ اور دیکھنا چاہیے ہے۔"

"گوا مجھے یہاں کوئی عمدہ دیا جائے گا؟"

"ہاں تمہاری پسند کا۔ ابھی میں تمہاری ضرورت ہے علی۔"

کیتھی براؤن نے کہا۔

"جنرل میر اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟"

"وہ تم سے بہت عقیدت رکھتا ہے کہ رہا تھا کہ وہ یہ جرات نہیں کر سکتا، یہ تمہاری توسیع ہوگی۔"

"آپ نے کیا کہا؟"

"یہی کہ یہ کام میں کروں گی۔ اس کی وجہ جانتے ہو علی؟"

"بتاؤ؟"

"میں نے تمہاری لہجہ میں کہا۔"

"جیسے علی! میں تم سے بہت متاثر ہو گئی ہوں۔ یقیناً ہاؤس یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی کہ اگر بہت پہلے یہ ہے۔ دل میں نہ سما گیا ہوتا تو شاید وہ تم ہی ہوتے جسے میں چاہتی تھا۔ یہ شخصیت نے مجھے اتنا متاثر کیا ہے کہ اکثر میں تمہارے لیے بے چین رہی ہوں اور سوچتی رہی ہوں کہ کیا میں میرے شخص سے رہ سکتی ہوں۔ بعد میں یہ فیصلہ کیا کہ تم میری دنیا کے انسان نہیں ہو۔ ہاں اگر تمہاری طرف سے اس سلسلے میں کوئی اقدام ہوتا تو شاید میں سب کچھ بھول جاتی۔"

کیتھی براؤن کے ان الفاظ نے مجھے شکر کر دیا تھا۔ اس قدر بے باکی سے اتنی بڑی بات کہہ دینا بڑا مشکل کام تھا۔ یہ بات کیتھی براؤن کے کردار کا انداز رکھتی تھی لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ سب کچھ میں اپنے انداز میں سوچ رہا ہوں۔ یہ دوسری دنیا ہے یہاں دوسرے لوگ رہتے ہیں اور ان کے اپنے عقیدت اپنا بظاہر اخلاق ہے۔ کیتھی براؤن اتنی بے باکی سے مجھ سے

نہا رہی تھی کہ کتنی ہے یا کم از کم یہ بات کہہ سکتی ہے کہ وہ اپنی دفتاریں تبدیل ہی کر سکتی ہے تو مجھے کچھ سمجھ نہ ہوتا چاہیے۔۔۔ لیکن اگر جنرل ٹیرس کو یہ سب معلوم ہو جائے تو صورت حال خاصی بگڑ سکتی تھی۔

کیتھی براؤن میری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی وہ نعمت وہ کھلکھلاہٹ میں بڑی۔ تم میری بات کا شکار ہو گئے علی۔ علائکہ جو خیال میں سرگزشت میں آیا تھا، میں نے خود ہی اپنے آپ کو اس کے لیے سمجھا لیا۔ ہاں جو جذبہ میرے سینے میں موجزن ہوا تھا، میں نے اسے تم سے چھپانا ضروری نہیں سمجھا اور یقین جانو تمہیں یہاں رکھنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ میں تم پر دوسے ڈالوں! بس یوں سمجھ لو کہ ایک خواہش ہے میرے سینے میں، وہ یہ کہ تم میری لنگاہوں کے سامنے رہو۔

"کیا میری یہاں موجودگی سے آپ جنرل ٹیرس سے خلص رہ سکتی ہیں اس براؤن؟"

"میں نے کتنا، یہ حالات پر منحصر ہے۔ میں نہیں جانتی کہ آئندہ کے حالات کیا ہوں گے۔"

"اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ اس حقائقہ خیال کو اپنے ذہن میں جگہ ہی نہ دیں اور اس کے لیے میرا یہاں سے چلے جانا بے ضرر ضروری ہے۔"

"مجھے صاف کرنا علی! جنرل ٹیرس کی نسبت میں ذرا زیادہ بے تکلف مزاح رکھتی ہوں۔ مجھے بھی تم سے اتنی ہی محبت اور اتنی ہی عقیدت ہے جتنی جنرل ٹیرس کو بلکہ یوں سمجھو کہ میں ٹیرس سے کچھ قدم آگے ہوں۔"

میں احقانہ انداز میں کیتھی براؤن کی شکل دیکھتا رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنے سوتیلے بھائی کو دام فریب میں الجھا کر بالآخر موت کے گھاٹ اترا دیا تھا۔ میں نے اسے اب ایک نئی مصیبت کا آغاز ہو گیا تھا چنانچہ گوشتے مل سے اس قدر جلد عمل ہو کر نکل جانا پڑتا تھا لیکن اس شکل میں نہیں کہ میں کچھ اور لوگوں کو اپنے خلاف سازشوں پر آمادہ کر لوں اور خود کو نئے مسائل میں الجھا لوں۔

دفتاریں تھیں براؤن کی لنگاہ میرے قریب رکھے ہوئے اس چھوٹے سے ٹرانسپیر پر بڑی جیسے ہی ابھی تھوڑی دیر قبل چیک کر رہا تھا اور جس پر میں تمذیب ملکہ ایکس سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ وہ چونکہ کریم کے قریب آگئی اور ٹرانسپیر اٹھا کر لپٹی یہ

کیا ہے؟"

"ٹرانسپیر ایک ناکارہ ٹرانسپیر۔"

"کیا مطلب؟"

"تمذیب ملکہ ایکس سے رابطہ قائم کرنے کے لیے یہ ٹرانسپیر میں نے اپنے پاس رکھا تھا۔"

"گویا گرین ہول کی اس نمائندہ سے تمہاری گفتگو ہو رہی تھی؟"

"نہیں ہوئی تو میں اپنے مشن میں کامیاب کیسے ہوتا؟"

"ایک بات تو تم مجھے بتا دیجئے کہ ہولی کٹر اس رنگی سے عشق نہیں کرتے تھے۔"

"ہاں، وہ صرف میری دوست تھی، اس نے ایک پریشانی کے وقت میں میری مدد کی تھی اور اسی کی بنیاد پر میں اس کے ساتھ گرین ہول میں شامل ہو کر آپ کے پاس پہنچا تھا جس کی کیتھی براؤن نے امداد کی تھی ہم پر تم نے ایسا رد عمل قائم کر لیا تھا کہ اس طور سے تم کو حیران رہ گئی تھی۔"

"اس وقت میں تمذیب ملکہ ایکس کے ساتھ پوری طرح خلص تھا اور اگر مولد اس کیوں کا نہ مل آتا تو میں کم براؤن آپ کی موجودہ شکل کچھ اور ہوتی۔"

"شکل ہوتی ہی نہیں، مجھے احوال کرنے کے بعد تم لوگ بے آسانی مجھے قتل کر دیتے۔"

"ہاں، شاید ایسا ہی ہوتا۔ میں نے سوچا کہ میں نے جواب دیا تو پھر یہ ٹرانسپیر تمہارے پاس یادگار کے طور پر رہ گیا ہے یا اب بھی تمہارا اس سے رابطہ ہے؟"

"نہیں، اب یہ ناکارہ ہو گیا ہے۔ منظر ہے، میں نے اس کے خلاف کام کیا تھا اور اب ہمارے درمیان مفاہمت یا خلص کی وہ فضا قائم نہیں رہ سکتی تھی۔"

"والہی کے وقت اس سے بات ہوئی تھی؟ کیتھی براؤن نے پوچھا۔"

"ہاں، اس نے مجھ سے کوئی شکایت نہیں کی بلکہ یہی کہا کہ وہ حقیقت یہ بات بھول گئی تھی کہ میں پہلے تنظیم آبادی فلسطین سے جلد ہی اور عقیدت رکھتا ہوں، بعد میں وہ سب کاموں سے چلتی رہی تھی اس کی جاں بخشی تو لڑائی، کیا یہ تمہاری دوستی یا محبت کا انداز میں تھا؟"

"میں آج بھی اس کی بے پناہ عزت کرتا ہوں۔ میں نے جو کچھ اس کے خلاف کیا اس پر مجھے شرمندگی بھی ہے لیکن اس مقصد کی تکمیل کے لیے یہ ضروری تھا، ہاں، ایک بات تو بتائیے میں کیتھی براؤن، آپ کے پوچھنا بھول ہی گیا تھا۔ یہ ستر کے کون تھا؟"

"کیوں تمہیں اس کے بارے میں کیا معلوم ہے؟ کیتھی براؤن نے جو نمک کر پوچھا۔"

"بس یہ نام بار بار سامنے آیا ہے لیکن اس کی مزید کوئی

شناخت نہ ہو سکی۔"

"کچھ بھی نہیں تھا وہ، فرض کا ایک خطرناک آدمی تھا جسے میں نے اپنے مقصد کے لیے ایجنج کیا تھا لیکن زیادہ عرصے تک اس سے رابطہ قائم نہیں رہ سکا۔ وہ جرم پیشہ تھا اور اس نے بارے معاملے میں کوئی خاص کام نہیں کر سکتا تھا کیوں سمجھو کہ گرین ہول کے لیے میں نے اسے مخصوص کیا تھا لیکن وہ گرین ہول کی نمائندہ رنگ کو بھی چیک نہیں کر سکا اور وہ بالآخر کوٹنے ہل بیٹھ گئی۔"

"گویا آپ نے بھی اپنے خاصے لیے ہال بچائے ہوئے تھے؟"

"جنرل ٹیرس کی مدد سے ہم کو کچھ کر سکتے تھے، کہہ دیجئے تھے لیکن تم نے اگر کیا ہی بیٹ دی اور اس طرقات سپورٹس بن گئے۔ کیتھی براؤن نے بہتے ہوئے کہا اور پھر عجیب سی لنگاہوں سے مجھے دیکھ کر لپٹی۔ یہی تو وہ ہے کہ میں تمہاری پرستار ہوئی ہوں۔ کیتھی براؤن سے کافی دیر تک گفتگو ہوئی رہی، اس کے بعد ہم دونوں وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آئے۔"

جنرل ٹیرس سے رات کو کھانے پر بات چیت ہوئی او اس نے بتایا کہ فارحہ یعقوبی کو آج اس کے تمام ساتھیوں کے ساتھ باجوت طریقے سے روانہ کر دیا گیا ہے۔ وہ تم سے ملاقات کرنا چاہتی تھی لیکن جو اتفاقات میں نے کیے تھے ان کے تحت اس کا موقع نہیں تھا، چنانچہ وہ تمہیں سلام لکھ کر ملی گئی ہے۔ وہ مناسب اور محفوظ طریقے سے ہجرت تو بھیج جائے گی نا؟"

"ہاں، مطمئن رہو علی، تمہاری جتنی فتنے دریاں ہیں اب وہ کسی شکر شائلوں پر ہیں اور میری خواہش ہے کہ تم مجھ پر کچھ مزید اثر دریاں ڈالو تاکہ میں اپنے جذبات عقیدت کو تسکین دے سکوں۔"

شکریہ جنرل! بات صرف تمہاری نہیں تھی، میرا اپنا بھی اس تمام کام سے وابستہ تھا، ہمارے اور تمہارے

دونوں اب حساب برابر ہے۔"

فارحہ یعقوبی اپنے مشن میں کامیاب ہو کر یہاں سے بے آسانی کی گئی تھی یہ بات بھی میرے لیے خوشی کا باعث تھی۔ بیلر یہ جس طرح خفا کرتی تھیں تنظیم کے لیے اس سب سے دور رہ کر بھی کام کرتا اور اپنے مشن کی تکمیل کی تھی لیکن ایک بات شدت سے اس کے ذہن میں چھب رہی تھی کہ اب یہ مستقبل کیا ہو گا؟ کیا جانا چاہیے مجھے؟ یہ تو صرف اتفاقات تھے۔ اوپر بار و رڈ سے بچنے سے بچنے کے لیے ایک کوشش تھی جو مجھ میں اتنی قوت سے یہ شکل اختیار کر گئی اور میں نے اپنا ایک چھوٹا سا نمونہ بنایا لیکن اب تنظیم سے الگ رہ کر میں اس کے مقاصد کے لیے کام کرنے کا کیا طریقہ اختیار کروں؟ اس سلسلے

میں کوئی مناسب فیصلہ کرنا تھا یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ میں تنظیم کے مقاصد سے الگ نہیں رہ سکتا۔ ایک چھوٹی سی غلط فہمی جو یہ سب کے بارے میں ہو گئی تھی اور جس کی بنا پر مجھے کچھ ذہنی صدمے پہنچائے گئے تھے بے شک ایک حقیقت رکھتی تھی لیکن اتنی بھی نہیں کر لیں اسے دل میں لیے بیٹھا رہتا۔ کیا ضروری تھا کہ جو کچھ کیا جائے اس کے احسانات بھی جھٹائے جائیں۔ یہ تو صرف ایک جذبہ شوق تھا، ایک جھلک تھا جو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں کر رہا تھا۔ آخر وہ لوگ بھی تو تھے جو جند مسلمانوں پر مظالم کی داستان سن کر کوہل و غریض سفر طے کر کے بالآخر وہاں تک پہنچ گئے تھے جہاں ظالم موجود تھے اور انہوں کو ایسا سبق دیا تھا کہ دنیا حیران رہ گئی تھی۔ وہ لوگ اُمت مسلمہ کے لیے اپنے دل میں ایک درد خاص رکھتے تھے، ان کے سینے خلوص اور انیت کے جذبات سے شہر تھا اور کسی بات کی انہیں پروا نہ تھی۔ نہ تماشائی کی تنہا نہ صلے کی پروا، تو پھر میں کیوں نہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھوں۔ اپنی زندگی تو میں اس کا رخ کر کے لیے وقف کر ہی چکا ہوں اور کچھ میں نے اب تک کیا تھا، اسی جذبے کے تحت کیا تھا، کسی اور کے لیے یہ سب کچھ میں نہیں کر رہا تھا لیکن اب اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے مجھ کو خلص بننا دوں گا ہونا ضروری تھا جو مجھے بھی کوئی مضبوط عقلمند سے سکین میں کسی ایسی حقیقت کا طالب نہیں تھا جس کے تحت وہ ہر دوسرے سے ممتاز نقطہ آؤں لیکن کوئی بھی طویل الیحاد اور مستقل مسکن کچھ غفلت کا طالب تو لازمی ہوتا ہے۔

جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن وغیرہ سے رخصت ہو کر رات کو میں اپنے کمرے میں آ گیا اور کافی دیر تک گزشتہ واقعات پر غور کرتا رہا۔ تمذیب ملکہ ایکس جلی گئی تھی۔ ناخوہ یعقوبی بھی رخصت ہو گئی تھی اور اب میں یہاں ایک بے مقصد زندگی گزار رہا تھا۔ جنرل ٹیرس اور کیتھی براؤن احقانہ باتیں سوچ رہے تھے۔ جھلا گئے تھے میں نے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی اور وہاں رہ کر ان لوگوں کی حکومت میں شامل ہو کر اعلیٰ عہدہ دار بن کر میں کیا حاصل کر سکتا تھا؟ اپنی ذات کے لیے تو مجھے کچھ ہی فیصلے تھے۔ چنانچہ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ فارحہ سے میں سے نکل جاؤں گا، زیادہ جلدی بھی نہیں تھی، دو چار دن اگر مزید لگ جائیں تو کوئی مزاح بھی نہیں تھا۔

دوسرے دن صبح دس بجے مجھے اطلاع ملی کہ کچھ اخباری نمائندے مجھ سے خصوصی ملاقات کے لیے آئے ہیں۔ اس دوران کئی بار ٹیرس کا دفتر میں مجھے جانا پڑا تھا، گو میں اس سے خوش نہیں تھا لیکن جنرل ٹیرس کی خواہش پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

لی جاتی تو یہ احساس خود خود دور ہو سکتا تھا۔ یہ سوچا جا سکتا تھا کہ جس شخص نے اپنا ماضی، اپنا حال اور اپنا مستقبل کسی ایک مقصد کے لیے وقف کر دیا ہے۔ وہ تھوڑی سی رقم کے عوض یہ سب کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کیا خیال ہے نامہ؟ سان فرانسسکو میں اس وقت جب میں نے لیبرن ہال میں اپنے جذبہ جہاد کا اعلان کیا تھا اور وہاں سے نکل کر میری ٹولے کی سازشوں کا شکار ہو گیا تھا تو کیا ان سازشوں کے جواب میں جو کچھ میں نے کیا، اسے نہ کر کے کچھ رقم نہیں حاصل کر سکتا تھا اور پھر بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہاں سے میں بیویوں کا آکر کاربن جاتا۔ سب کچھ ہو سکتا تھا اور اس کے عوض مجھے امریکا میں ایک باعزت نشہری کی زندگی ملتی لیکن میں نے تنظیم میں رہ کر کچھ نامہ پوزیٹ کے خلاف کیا، اگر اس کا دس فیصد بھی میں تنظیم کے خلاف کرتا تو کیا اس کے بدلے میں میرے سامنے دولت کے انار نہ لگ جاتے لیکن یہ سب کچھ نہ سوچا گیا بلکہ مجھے تنظیم سے الگ کر دیا گیا۔ اب تم مجھے بیروت کیوں لے جانا چاہتی ہو؟ میرا بھی اپنا ایک وجود ہے، ایک خمیر ہے، زندگی کا ایک مقصد رکھتا ہوں۔ میں سان فرانسسکو سے بیروت تک جن مراحل سے گزرا اور تم لوگوں تک پہنچا وہ بڑے صبر آزما اور صدمہ شکن تھے لیکن میں اپنی اس جدوجہد پر کسی سے داد کا طالب نہیں تھا۔ میرا مقصد صرف جہاد تھا اور میں اسی جذبے کے ساتھ تم تک پہنچا تھا کہ تمہارے ساتھ شامل ہو کر ان ضروریات کو معلوم کروں جو میرے سفر کے لیے پوری ہو سکتی ہیں۔ میں نے یہی کیا انسان اپنے طور پر بھی کسی مشن کی تکمیل کر سکتا ہے لیکن میں نے سب سمجھا تھا کہ ان لوگوں کے زیر سایہ رہوں، جو بہر حال اس خفیہ میں مجھ سے زیادہ تجربہ کار اور سنیر تھے۔ بیروت کی خمیر بستیوں میں سسکتے ہوئے بے گھر فلسطینیوں کی درد و کرب میں ڈوبی ہوئی چھپیں ہر ذی روح کو متاثر کر سکتی ہیں۔ ایک انسان کی حیثیت سے میں ان بے گھر لوگوں کے لیے جو کچھ کر سکتا تھا کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ اس کے لیے مجھے تم لوگوں کا سہارا، تمہارا تعاون نہیں چاہیے جب تک مجھ سے ممکن ہو سکا اور جب تک تم لوگوں نے چاہا میں تمہارے درمیان رہا اور اب میں اپنے مقصد کی تکمیل دنیا کے ہر گوشے میں کر سکتا ہوں۔ مجھے اپنی زندگی سے کوئی کمی نہیں ہے نامہ؟ تنہا یہ تھیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ میں صرف العیش سے تھوڑا سا متاثر ہوا تھا۔ ایک لڑکی کی حیثیت سے اس نے مجھے متاثر کیا تھا، میں اگر چاہتا تو زندگی میں کچھ دکھشی پیدا کرنے کے لیے خود کو اپنے مقدر کردہ راستوں سے تھوڑا سا ہٹا سکتا تھا مگر میں نے یہ نہیں کیا۔ میں

نامہ نے چہرہ انداز کر لیا پر رکھا، اپنے پر سے رومال نکالا اور آنسو خشک کرنے لگی۔
"نہج کی بات ہے، تم کوں سے پریش کی پلورڈ ہو گئیں نامہ؟ میں نے کہا اور واپس اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

نامہ نے پریش کی سطح پر دونوں کندھیں لگا کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت نظر آ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا: علیٰ ابراہیم کرم پھر کوئی منظر نہ کرنا، تم جانتے ہو میں اس معاملے میں بے قصور تھی۔

"نہج نامہ؟" اس طرح سوچا بھی نہ کر کر میں تمہارے یا تنظیم کے لیے دل میں کوئی نقص یا کینہ نہ رکھتا ہوں۔" علی، ظاہر ہے میرا تعلق کسی پریس سے نہیں ہے بس پریس کا رٹ حاصل کر کے بیان تک پہنچی ہوں، صرف تم سے ملاقات کرنے کے لیے۔
"تمہارا آئی ہو؟"

"ہاں۔"
"مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے نامہ۔" میں نے کہا۔
"واپس چلو علی... میرے ساتھ واپس چلو۔"
"کہاں؟"
"بیروت۔"

"کیوں؟" اس بار میں نے کچھ نہیں فراموشی سختی پیدا ہو گئی تھی۔

"ہم سب کو صاف کر دو علی، ہمیں بہت جدائی جاتی ہے۔" کا احساس ہو گیا تھا۔ اس کے لیے میں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسے ایک خطیر تر جوہر پر لازم کا سبب بنی تھی، خمیر بستیوں پر نرجس کر دی۔ آہستہ آہستہ یہ تمام تفصیلات سب کے علم میں آ گئیں اور اس کے بعد کئی دن تک سب پر سوگ کی سی کیفیت طاری رہی۔ ہم سب بے حد متاثر ہوئے۔ تم سے اٹھارے وطن سے نامہ نے کہا اور میرے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ بھیل گئی۔

"بہا بھی بات سے نامہ اور میرا فہم صاف ہو گیا ہے۔" اس بات پر کہ ان لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ غلط فہمیاں ہونا ہی نہیں چاہیے تھیں۔ حالات کچھ بھی ہوتے لیکن میں ایک باہر کا انسان تھا، انداز اس سے وہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ فلسطین میرا وطن تو نہیں ہے، میں نے تو اپنا گھر نہیں کھویا۔ یہی سوچا گیا تھا نامہ اگر فلسطینی ہوتا تو میرے گھر والوں کو صاف سمجھا جاتا لیکن ایک پاکستانی کے لیے یہ خیال کیا گیا کہ وہ اپنے مفاد کے لیے فلسطینی مفاد سے غدار بھی کر سکتا ہے۔ مجھے صرف یہ شکوہ ہے نامہ کہ اگر میرے ماضی پر ایک نگاہ ڈال

اب تب میں اس کے ساتھ ہی ان اختیاری نمائندوں کے درمیان گیا تھا اور انھوں نے مجھ سے جو بھی سوالات کیے تھے، میں نے ان کے تسلی بخش جوابات دے دیے تھے۔ کیونکہ میری حیثیت منظر عام پر آ چکی تھی اس لیے اب ان سے کچھ چھپانا بے سود تھا۔ میں نے اپنے بیانات میں صاف کہہ دیا تھا کہ ان، میں ایک پاکستانی مسلمان ہوں اور فلسطینیوں کا ہمدرد ہوں۔ ان کے مفادات سے ایسا ہی تخلص ہوں جیسا کوئی فلسطینی خود ہو سکتا ہے۔ اس بار جو نمائندے آئے تھے، وہ خیر ملی تھے اور جو غلط کی تازہ صورت حال کے بارے میں رپورٹنگ کرنے آئے تھے، جس وقت جنرل ٹیرس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان سے ملاقات کروں اس وقت میں اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ میں نے جنرل ٹیرس سے کہا کہ وہ بھی میرے ساتھ آنا چاہے تو آ سکتا ہے لیکن اس نے اپنی مصروفیت کا بہانہ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

میں اس کمرے میں داخل ہو گیا جو ملاقات کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ نمائندوں کو ایک دو کمرے میں بٹھایا گیا تھا اور کچھ لوگ آفیس مجھ تک پہنچانے پر مامور تھے چنانچہ جو پہلی شخصیت میرے پاس پہنچی اسے میں نے اپنے سرسری نگاہ سے دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے میرے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ میں اس شخصیت کو بخوبی پہچانتا تھا۔ پریس رپورٹر کی حیثیت سے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔ گیس میں کیا بڑا ہوا تھا۔ آنکھوں پر سترے فریم کی عینک اور ہاتھ میں پینل اوٹوٹ بک تھی۔

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی میرے نزدیک آ رہی تھی۔ میں اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا میں نے اپنے آپ کو سنبھالایا اور آہستہ سے بولا "نامہ بقیہ"۔

نامہ نے دونوں ہاتھ مین کی سیخ پر رکھا کر اپنے گزرتے ہوئے بدن کو ہمارا رخ کرنے کی کوشش کی اور اس کے بعد کسی پر ہنسنے لگی۔ اس نے گروں جھکا لی تھی پھر دوسرے کمرے میں آئی اس کی سسکیاں اُبھرنے لگیں، وہ رو رہی تھی۔

"نامہ پیر، کیا کر رہی ہو تم؟" میں نے بے بسی سے کہا اور مین کے پیچھے سے نکل کر اس کے قریب آ گیا۔ میں نے اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھے اور نامہ کی سسکیاں تیز ہو گئیں۔ یہ یہ فیصلہ ہی ہے ہماری کہیں اس طرح تم تک پہنچنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس نے گلوں کو آواز میں کہا۔

"نامہ خود کو سنبھالو پیر، تمہیں دیکھ کر میں شدید حیرت کا شکار ہو رہا ہوں، بڑا کمزور ہو کر بیٹھا ہوں۔"

نہی سوچا کہ مقصد کی تکمیل کے لیے بہتر ہے کہ انسان ہر قسم کے
 بوجھ سے آزاد رہے مگر اب انہوں کا شکار ہونے کے بعد میں نے
 اپنی دنیا تم لوگوں سے الگ کر لی ہے۔ میں تمھارے لیے نہیں کسی
 کے لیے نہیں، صرف اپنے لیے گھر اور معلوم بھائیوں کے لیے ایک
 جذبہ جہاد کے ساتھ میدان عمل میں اترتا تھا اور آج بھی وہیں ہوں
 یہ سب کچھ جو میں نے کیا۔ مجھ پر فرض تھا اور آئندہ بھی جو کچھ
 کروں گا وہ بھی میرا فرض ہو گا۔ تم اپنا تسلط مجھ پر قائم کرنے کی
 کوشش نہ کرو، میں تمھارے بس کی چیز نہیں ہوں۔" میسر
 نے میں سے پتہ چلنے پر غصہ پیدا ہو گیا تھا۔
 نامہ پتھر کے بت کی طرح ساکت مجھے دیکھ رہی تھی وہ
 میرے چہرے کے آثار چٹاؤ کا جائزہ لے رہی تھی۔
 "میں تم لوگوں سے ناراض نہیں ہوں۔ میں تمھاری دینی کروڑی
 کو محسوس کرتا ہوں کہ ملی یا جان کو تم لوگ سمجھ نہیں سکے، تم لوگوں
 نے اسے تو لوگوں کی نظیروں کے ذریعے تو لا اور سمجھا کہ وہ ان کا خدا
 کا ہم وطن ہے۔ یہی تمھاری بھول تھی نامہ اب میں ایسی معمولی
 سوچ رکھنے والوں کے ساتھ کس طرح رہ سکتا ہوں۔ تم خود
 ہی اس کا فیصلہ کرو۔ ہر حال تم دیکھو گی کہ میں نے اپنی زندگی کا ہر
 لمحہ اسی مقصد کے لیے وقف کر دیا ہے، تمہیں جگہ جگہ سے
 خبر ملی ہیں کہ میں نے یہودی ڈولے کو نقصان پہنچانے کے لیے
 کیا کچھ کیا ہے۔ انتظار کرو کہ تمہارے والے وقت کا ایک چھوٹا
 سا نمونہ تم کو کچھ بھی ہو، میں دنیا کے ہر اس گوشے میں جہاں مسلمانوں
 کے خلاف یہودی مصروف کار ہیں، پہنچ جاؤں گا اور ان کے
 خلاف کارروائی کروں گا میری فطرت اور آخری فیصلہ ہے۔ میں ان
 کچھ ذہنوں کے درمیان میں جانا چاہتا ہوں جو مجھے سمجھنے کے قابل نہ
 ہوں۔" نامہ اب بھی خاموش تھی میں جتنا کچھ کہہ چکا تھا اس سے
 یہودیوں کو فہم نہ ہو سکتا تھا۔ ایک سوچ میں رہتے ہوئے انہوں
 میں جتنے سوچے غارت گاہ تھے وہ رنج و گئے تھے۔ میں نے اپنے
 الفاظ ان لوگوں تک پہنچا دیے تھے، ان پر اپنی برتری ثابت کر
 دی تھی۔ میسر نے مجھ سے جتنے جتنے لیکن جوش کے عالم میں میں
 نے نامہ سے جو کچھ لیا تھا اس سے مستقبل کے لیے ایک راہ
 بھی نکل آئی تھی۔ میں نے نامہ کا کہیں دنیا کے ہر اس گوشے میں
 جہاں مسلمانوں کے خلاف کام ہو رہا ہے، یہودیوں سے برسرِ پیکار
 رہوں گا اور یہ خیال میسر کے ذہن میں ایک دم دھڑکنے لگا۔
 کیا واقعی زندگی گزارنے کا اس سے خوب صورت طریقہ اور کوئی
 ہو سکتا ہے۔ مقصد کے لیے لڑتے رہو اور اس وقت تک
 لڑو جب تک کہ کہیں میں سانس باقی ہے اور جب سالنوں
 کا سلسلہ ختم ہو جائے تو سون کی آغوش میں جا سو۔ چنانچہ یہ

احساس میسر کے سینے میں جاگ رہی ہوگی۔
 نامہ پتھر ڈی دہر تک بیٹھی رہی پھر اس نے آہستہ سے کلمہ
 "تمھاری ایک تصویر بناؤں گی؟" اس کا لہجہ پراثر مردہ تھا۔
 "نامہ! میں تمھاری حست کرتا ہوں، ہم لوگ کافی عرصے
 تک ساتھ رہے ہیں، مجھ سے ایسے سوالات نہ کرو جن سے مجھے
 دکھ ہو؟"
 "تمھاری ایک تصویر بناؤں گی؟" نامہ نے اسی انداز
 میں پھر کہا۔
 "کہنا نہیں ہے بناؤ۔"
 نامہ آٹھ گھنٹہ کی ہوئی اس نے میرے سے میری ہی تصویر
 آدیں اور پھر آہستہ سے لوی آٹھ گھنٹہ کے پورے شام میں کبھی
 ہی ہاتھ آتے ہیں، نکل جائیں تو دوبارہ ان پر قابو پانا مشکل ہوتا
 ہے۔ خدا حافظ۔" یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔
 میں نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ذہن میں
 سنا رہا تھا پوری تھی۔ اپنے الفاظ کی بات گشت میں سن رہا تھا خود
 یہی سنا رہا تھا کہ میں نے یہودی آواز کوئی ہی تھی اور اس طرح
 یہ آواز سن کر میں اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ میں نے جو کچھ کہا، کس
 حد تک غلط تھا اور کہاں تک صحیح لیکن میسر کے دل پر احساس
 کی کوئی چوٹ نہ پڑی۔ یہ سچ ہی تو تھا ان لوگوں نے میسر کو دنیا
 کا مذاق اڑایا تھا، جذبات جوشا بدیشے سے بھی نازک ہوتے ہیں
 شے ٹوٹ کر کرچی ہو جاتے ہیں لیکن جذبات کے ریزے تلاش
 کرنا بھی مشکل کام ہے جب جذبہ ٹوٹتے ہیں تو اس طرح کھ جاتے
 ہیں کہ انہیں سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میسر کے سینے میں ملک و ملت
 اور بے خانان لوگوں کے لیے جو جگہ تھی وہ چند افراد کی بے اعتنائی
 جہن میں تھی تھی لیکن ان سے اعتنا افراد سے علیحدگی میرا حق
 تھا۔ میں نے ان سے توجہ نہ دی تھی اور نہ ہی میری ذات ان لوگوں
 کا راجہ تھی۔ میں نے جو کچھ کیا تھا اپنے جذبات کے تحت
 اپنی مرضی سے کیا تھا اور اب بھی جو کچھ کروں گا وہ اپنی مرضی سے
 کروں گا۔ دوسروں کا تسلط گریہ کر دیتا ہے جہاں گوشے میں ہیں
 میں نے جو کچھ کیا تھا وہ کسی کو نقصان کے لیے نہیں کیا تھا اگر
 چیزیں ہیں جس سے نامہ کی تہذیب نہ کر دیتا تھا تو میں یہ پسند نہ کرنا کہ
 کوئی یہودی حسان کو نہ بھٹے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس دوران
 نامہ یہ جتنی سے ملقات ہوئی تھی اور وہ ایک فلسطینی عباد
 تھی اور یہی بیروت پہنچنے کے بعد میرا مذکرہ کرتی تو دوسری بات
 تھی ورنہ میں خود کبھی اپنا کارنامہ بیان کرنے میں نہ جاتا۔
 تہذیب نامہ ایک کس کے سینے میں آج تک میں نے کچھ
 نہیں سوچا تھا لیکن اب جب کہ وہ ایک مختصر سی — اور نامکمل

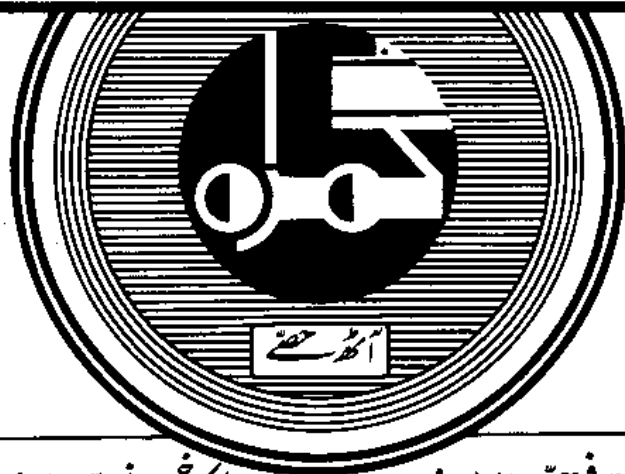
لنگر کے چلی گئی تھی تو میسر کے دل میں اس کا احساس ابھر رہا تھا۔
 میں نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اس کے اسے سنگین نتائج بھی
 پہنچنے پر کتنے جتنے ممکن ہیں پول کو طرف سے سزا دی جائے
 اور آئندہ کے لیے محفل کر دیا جائے یا اگر اس جماعت میں بھی کچھ
 انتہا پسند ہوں تو ممکن ہے کہ ان انتہا پسندوں کا جذبہ جنون
 تہذیب کو زندہ نہ رہنے دے۔ ہر حال وہ لڑکی میری ذات کی
 وجہ سے ماری گئی تھی اور اب میں کچھ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ بہتر
 یہی تھا کہ اسے بھول جاؤں۔ اولیہ اور ڈولے کے سلسلے میں بھی مجھے
 خطرہ تھا۔ یقیناً اب جب اسے میسر کے بارے میں علم ہو جائے
 گا تو وہ گوشتے میں تک پہنچنے کی کوشش کرے گا یا پھر کم از کم
 ایسے راستے ضرور منتخب کرے گا جن پر اسے میسر پہنچنے کی
 توقع ہو۔
 خیالات کی روشنی میں کچھ اور آگے بڑھتی مگر میسر کے لیے
 مخصوص کیے ہوئے خصوصی ملازم تھے مجھے اطلاع دی کہ اخباری
 نمائندوں کے ساتھ افراد اور مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔
 "میں اب کسی سے نہیں ملوں گا۔" میں نے اُلجھے ہوئے
 انداز میں کہا۔
 "جو حکم جناب۔ وہ بہت دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں اور
 میں ان سے وعدہ کر چکا ہوں کہ یہ مطلب ہے کہ آپ کے حکم کے
 مطابق میں نے اپنے آپ کو شہلا اور پھر ان دونوں کو اندازنے
 کی اجازت دے دی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ملازم سے
 کہہ دیا تھا کہ ان کے بعد اگر کوئی اور ہو تو اسے اندر نہ آنے دیا جائے
 بلکہ محذرت کر لی جائے تاکہ وہ والا ایک دروازہ قیامت اور درزش
 ہلکا مانگ سفید پوش شخص تھا جس کے چہرے پر جھڑپاں
 سی پڑی ہوئی تھیں۔ دوسری ایک بٹھل ہلکا کی خوب صورت
 سی لڑکی تھی۔ دونوں ایک ہی شکل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ
 خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے میسر کے سامنے آئے۔ مجھ سے
 مصافحہ کیا اور کہیں پر بیٹھ گئے۔
 "علی یار خان! آپ نے گسٹے ہل کے لیے جنرل خیرس کا
 ساتھ دینے کا فیصلہ کس طرح کیا؟" مرد نے سوال کیا۔
 "میں نے شمار اخباری نمائندوں کو بتا چکا ہوں کہ یہ فیصلہ
 صرف اتفاق تھا اور جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے تو میں
 یہ بتا رہا ہوں کہ ان معاملات سے فلسطین کا تعلق میری دلچسپیوں
 کو مزید بڑھانے کا سبب بنا۔" میں نے جواب دیا۔
 "علی یار خان! آپ نے جنرل خیرس کے سلسلے میں جو بڑا سنگ
 کا پتھر کیا آپ کو یقین تھا کہ اس کے اثر و اثر و رسوخ کو کس کس نے
 سمجھا؟ اب جو جانشین کے ہوتے ہیں ان کے لیے یہی

"اس طرح کے معاملات میں کوئی بات آخری مذکر یقینی
 نہیں ہوتی۔ ویسے ہی جہاں صورت حال بہت پیچیدہ تھی۔ مجھے
 صرف اپنے کام سے دلچسپی تھی میں ہی چاہتا تھا کہ اسرائیلی ایجنسی
 منصوبہ بیاں پروان نہ پڑھنے پائے۔"
 "علی یار خان! آپ نے میرے لیے تو ساری سالن فرانس کو میں
 قانون کی تعلیم سے اپنی زندگی کا آغاز کیا تھا۔" مرد نے کسنا
 شروع کیا لیکن میں نے درمیان میں اس کی بات کاٹ دی۔
 "میں زندگی کا آغاز تو میں نے اس وقت کیا تھا جب
 اپنے پاک وطن کی سرسبز و شاداب اسلامی ہوئی زمینوں پر آنکھ
 کھلی تھی۔ زندگی کی ابتدا تو وہیں سے ہوئی تھی، بعد کے
 واقعات صرف گردش وقت کا نتیجہ تھے۔"
 "کیا تنظیم آزاد فلسطین میں شامل ہونے کے بعد آپ نے
 اپنے وطن کا رخ نہیں کیا؟"
 "نہیں۔"
 "اس کی وجہ جو کچھ کہتی ہوں علی یار خان؟" لڑکی نے
 سوال کیا۔
 "ہاں۔ میں نے ہی سوچا تھا کہ قانون کی تعلیم مکمل کر کے
 اپنے وطن واپس جاؤں گا اور وہاں اپنی فتنے واریاں سنبھال
 لوں گا لیکن گردش وقت نے جب میسر کے لیے ایک دوسرا
 راستہ منتخب کر دیا تو میں اُمی پر عمل پیرا، نیک نیتی اور خلوص
 کے ساتھ ایک نئی منزل کی جانب اب کسی اور طرف دیکھنا
 میسر کے لیے مناسب بات نہ تھی۔"
 "اور اگر اس کوشش میں آپ موت کا شکار ہو گئے تو؟"
 "تو یہ میری سب سے بڑی خوش نصیبی ہوگی۔" میں نے
 جواب دیا۔
 "کیا آپ صرف مذہبی بنیادوں پر اس حد تک جذباتی
 ہوئے ہیں؟"
 "زیرِ بال کے واقعات اگر آپ کے علم میں ہوں تو آپ
 اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اگر یہودی انتہا پسند دیوانگی کا مظاہرہ نہ کرتے
 تو بات شاید وہیں ختم ہو جاتی لیکن انھوں نے خود ایک دشمن
 تخلیق کیا اور اب جو کچھ آپ کے سامنے ہے۔"
 "سننا ہے سی آئی اے کے ایک یہودی افسر اولیہ اور وہ آپ
 کے پیچھے طویل عرصے تک لگا رہا ہے۔" مرد نے کہا اور ایک
 لمحے کے لیے میسر کے ذہن میں سستی سی ابھری یادیں باور رکھنے
 معاملات مشرقِ عام پر نہیں تھے۔ اس شخص کو اتنی تفصیلات
 کیسے دے رہا ہوگا؟ یہ کس کے چہرے پر اس نے مسکرا کر کہا۔ میں
 نے اس کے لیے جواب دیا۔

حکایت سوسی ڈائجسٹ کا تملک ٹیگز سلسلہ

ایک ایسے نوجوان کی داستان عبرت
جو حالات کے جال میں پھنس کر جرائم
کی دلدل میں پھنستا چلا گیا۔

انعام یافتہ مشہور مصنف جبار قوقیل کا منفرد انداز تحریر



قیمت فی حصہ ۲۵ روپے ڈاک خرچ فی حصہ ۱۰ روپے

کتابی شکل میں تیار ہے

اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست خط لک کر طلب کریں!

کتابیات پبلی کیشنز © پوسٹ بکس-۲۳-کراچی

تھی لیکن یہ بھی آپ اتفاق تھا یا اس کی بد قسمتی کہ وہ کرے ہو
ظلام کے بیڑے میں الجھ کر اوندھے منہ دروازے کی چوڑھٹ
میں جا پڑی تھی میں اب تمام صورت حال کو سمجھ چکا تھا چنانچہ
میں نے بجلی کی سی پھرتی سے چھلانگ لگا لی اور دروازے سے
باہر نکل گیا۔ باہر چھوٹا توڑیں سنا ہی تھے رہی عقیں۔ کرے کے
باہر مجھے سید نام مرد کو کس نظر نہیں آیا میں واپس پلٹا، روٹی
اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس وقت ان میں سے کسی
ایک پر ہاتھ ڈال دینا چاہتا تھا چنانچہ میں نے روٹی کی
قیمت سمجھا اور اس کے بالی بچہ کرے ایک نہ دروازہ جھٹکا
دیا۔ اٹکی مناسب کی طرح پیٹے۔ اس تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ
میں چمکتے ہوئے سیاہ پستول کو دیکھا جو پلٹنے کے دوران اس
نے نکال دیا تھا اور میری زوردار جھکرا س کی کلائی پر پڑی۔
ایک تیز چیخ کے ساتھ پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر وہ جا
پڑا تھا۔ میں نے بال پر مارے پڑے اسے اٹھا کر سیدھا کھڑا
کر دیا اور ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر مارا۔ روٹی کرے کے
وسط میں آگئی تھی۔ اس دوران وہ سیاہ خام لازم بھی کھڑا ہو
گیا تھا جس کے جبرے سے پر پرورڑنے لگا تھا۔ وہ متوازن
انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے بھی باہر چھلانگ
لگا دی۔ کرے میں اب روٹی اور میں رہ گئے تھے۔ آس پاس
اور کوئی موجود نہیں تھا۔ میری نگاہیں روٹی پر جمی ہوئی تھیں پھر
میں نے اس پر تڑپ کو دیکھا جو شیلے سے بے نیاز سنگ سنگ کر
راکھ ہو گئی تھی اور پھر اس طرح زمین پر بکھر گئی کہ آنکھوں کو قین
نہ آئے۔ اس کی سفید راکھ مٹی مٹی ہوا سے منتشر ہو رہی تھی۔
روٹی نے ابکار پھراپنے آپ کو سنبھالا اور دروازے کی
طرف دیکھا۔ میں اس کا مقصد سمجھ گیا اور میں نے پیچھے ہٹ
کر دروازہ بند کر دیا۔

"تھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب تم میرے شیکھے میں
ہو۔ اٹھو اور اس کرسی پر جا کر بیٹھ جاؤ۔" میں نے جھک کر
اس کے ہاتھ سے نکلا ہوا پستول اٹھایا اور اسے اپنی جیب میں
ڈال دیا۔ روٹی تشک بوتلوں پر زبان پھیر رہی تھی اس کی
حیثیت آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں دیکھی جاسکتی تھیں پھر
وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر اس کرسی پر جا بیٹھی جس کی طرف میں
نے اشارہ کیا تھا۔ میں تیز گھبراہٹ سے اسے گھور رہا تھا۔ چند
ہی لمحے بعد باہر دھنک بونی اور میں پیچھے ہٹتا ہوا دروازے
کے قریب پہنچ گیا۔ پھر میں نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھڑا
سیاہ خام لازم کے ساتھ دو تین گڑا اور اندر آگئے تھے۔
"کیا رہا؟ کیا وہ نکل گیا؟"

کہ جہاں سے اخبار کی پینچ کہاں تک ہے، دراصل میں ایک بار مڑ
اویو اور ڈاک اٹھو تو بھی کرچکا ہوں اور اسی اندر دیو کے دوران
آپ کا تذکرہ بھی درمیان میں آیا تھا۔
"خام سے ہر شے شناس معلوم ہوتے ہیں آپ۔" میں نے
خفیف سی مسکراہٹ سے کہا۔
"اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کا حقیقت مند بھی ہوں
علی یار خان! اس لیے کہ آپ نے تنہا اتنے بڑے عفریت کو پنا
کر رکھ دیا ہے۔" پر پرورڑنے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنا کیرا
سیدھا کر کے کھڑا ہوتا ہوا بولنا پلیرا جیتہ تصاویر۔
میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ فوٹو گراف تو اس
پیچھے ہٹا، وہ تصویر کے لیے مناسب ایٹکل بنا رہا تھا۔ دو تین
جگہیں تبدیل کر کے وہ عین اس جگہ پہنچ گیا جہاں کرے کا
دروازہ تھا۔ میں گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا وہ
نکلنے کیوں میری چھٹی جس نے مجھے یہ احساس دلایا کہ کہیں نہ
کس کوئی گڑبڑ مزدور ہے۔ تصویر ماننے کے لیے آتا پیچھے ہٹ
جانا کیا معنی رکھتا ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ وہ بالکل
دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا پھر اس نے جھک کر مجھے
کیرے کے لٹس میں فکس کیا اور ٹپن و بانے والا ہی تھا کہ دفعتاً
دروازہ زور سے کھلا۔
چونکہ وہ دروازے کے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا اس
لیے کھٹنے والے کواڑوں سے اسے زوردار دھکا لگا اور اسی
وقت کرا تیز سرخ روشنی میں نہا گیا۔ آج تک جو کیرے تصاویر
لینے کے لیے ایجاد ہوئے ہیں ان میں فلیش لائٹ سقیمہ
ہی ہوتی ہے لیکن یہ سرخ فلیش لائٹ میری سمجھ میں نہیں آئی
تھی۔ وہ شخص خود کو سنبھالنے کی کوشش میں اوندھے منہ گرتے
گرتے پکا تھا اور تصویر لیتے وقت اس کے کیرے کا رخ بدل
گیا تھا۔ میرے بالکل سامنے رکھی ہوئی میرا اس روشنی کی ند میں
آئی تھی اور دو سکر کی لمحے میں نے میرے دھواں اٹھتے
دیکھا۔ میری چھٹی جس کو کچھ کد رہی تھی وہ میرے سامنے آ
گیا تھا۔ میرا اس انداز میں سنگ رہی تھی کہ بات سمجھ میں ہی نہ
آئی تھی۔ اندر آنے والا وہی سیاہ خام لازم تھا جو اخباری پر پرورڑنا
کو مجھ سے ملاقات کرانے کی ٹوٹی پر متعین تھا۔ وہ کسی کام سے
اندھا تھا لیکن اس کا اچانک آمد میرے لیے زندگی کا باعث
بن گئی تھی۔
دوسری لمحہ مداخلت نویس نے آنے والے لازم
کے جبرے پر ایک زوردار گھونسا رسید کیا اور برق رفتاری
سے باہر چھلانگ لگا دی۔ روٹی بھی اس کے پیچھے ہی دوڑی

"جی ہاں... جی ہاں جناب ہم سمجھ رہے ہیں کہ تھکے ہوئے ہیں۔ وہ پھر قی سے باز نکلا اور ایک کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ وہ تو میں بعد میں معلوم ہوا کہ کچھ گھر پر ہو گئی ہے۔ ایک کارڈ نے لکھائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ آرام کرو۔ میں نے کہا اور کارڈ اس طرف کو دیکھتے ہوئے واپس پلٹ گئے۔ ملازم دروازے میں کھڑا رہ گیا تھا لیکن میں نے اس سے بھی باہر جانے کے لیے کہا اور وہ باہر نکل گیا۔ ایک بار پھر میں نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"میرا ملازم" اس نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ کیا کام تھا؟"

"ڈاک باریں۔" وہ بولی

"تمہارا تعلق کون سے اخبار سے ہے؟"

"اگ... کسی اخبار سے نہیں۔" لڑکی سچ بولنے پر آمادہ تھی شاید اس کو صورت حال کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا تھا۔

"کون سے ملک سے تعلق رکھتے ہو تم لوگ؟"

"ہم امریکن ہیں۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"امریکن بیوی؟"

"ہاں۔ باریں میرا عزیز بھی ہے۔"

"تعلق کس ادارے سے ہے؟" میں نے سوال کیا۔

لڑکی خاموشی سے مجھے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "کیا یہ ممکن نہیں کہ تم مجھے یہاں سے نکل جانے دو؟"

"ہاں، ممکن ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم اسی طرح سچ بولی رہو۔"

"تو پھر سنو! میرا تعلق ایف بی آئی سے ہے اور میں ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے یہ ہدایت ملی تھی کہ تمہیں ختم کروں۔"

"یہ کیسا ہتھیار؟" میں نے پوچھا۔

"بظاہر ایک عام کیمرا تھا لیکن اس میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں، فلیش لائٹ کی جگہ ناکسودہ روشنی ایک مخصوص قسم کی روشنی ہے جو اپنے فوکس میں آئی ہوئی ہر شے کو تھنڈی آگ میں جلادیتی ہے۔"

"تھنڈی آگ؟"

"ہاں، بہت تھنڈی لیکن آگ۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارا کام صرف یہی تھا کہ مجھے ختم کرو؟"

"ہاں ہیں یہی ہدایت ملی تھی۔"

"اور یہ ہدایت دینے والا ڈیس پیسے ہے؟"

"ہاں۔ وہی یہاں ہماری کمان کر رہا ہے۔"

"اس وقت وہ کہاں ہے؟"

"یقین کرو کسی کو نہیں معلوم، کوئی نہیں جانتا۔ یہ صرف ایک ہدایت تھی جس پر عمل کرنے کے لیے میں یہاں بھیجا گیا تھا اور اس وقت یہی طریقہ ممکن ہو سکتا تھا کہ ہم اخباری رپورٹر کی حیثیت سے تم تک پہنچ جائیں۔"

"باہر تھکے ہوئے اور اسٹیج بھی موجود تھے؟"

"نہیں۔ ہم دونوں نہایت اعتماد کے ساتھ یہاں پہنچے تھے۔"

"ڈاک باریں اس وقت کہاں لے گا؟"

"وہ روڈ پر ہو چکا ہوگا اور اب اسے پانا آسان کام نہیں۔"

"تم یہاں سے کہاں واپس جاؤ گی؟"

"بینگل کارٹر کے ٹیبلٹ نمبر ایک سو بارہویں۔ وہ میرے لیے کرائے پر حاصل کیا گیا ہے۔"

"تو پھر اب تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے میرا ملازم؟"

"کچھ نہیں، ظاہر ہے میں تمہارے تھل کی کوشش میں گرفتار ہوئی ہوں، تم جو دل چاہے کر سکتے ہو۔ ڈیس پیسے اگر میری مدد کرنے پر آمادہ ہو گیا تو یقیناً اپنی سی کوشش کرے گا۔ میں یہ بازی تو اب ہار چکی ہوں، چنانچہ اب میرا مزید کچھ بولنا مناسب نہیں ہے۔"

"تم اگر چاہتیں تو اپنی زبان بند بھی رکھ سکتی تھیں، مجھے اپنے بارے میں نہ بتائی اور اس وقت کا انتظار کرتیں جب ڈیس پیسے تمہاری مدد کرتا۔"

"یقیناً میں سب مجھے کڑٹس پیسے اتنی بڑی کامیابی حاصل کر سکے گا اور میں فضول حقائق کی قائل نہیں ہوں۔ ظاہر ہے تمہاری زندگی بل بال بی ہے اور تم مجھ سے ہر طرح کا انتقام لینے میں خود بخود بجانب ہو۔ چنانچہ میری دفاعی کبر کو کوشش حاکمیت ہی ہو سکتی ہے۔"

"تو تمہارا کیا خیال ہے، اب میں تمہیں اس صاف گوئی کے نتیجے میں معاف کر دوں گا؟" میں نے کہا۔

"نہیں... اصولاً یہ نہیں ہونا چاہیے۔ تم اگر مجھ سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو حاصل کرو، میں تمہاری ہر بات پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔" لڑکی نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھے سب سے روشنی کے بارے میں اور کچھ بتاؤ۔ بڑی لمب جیز تھی۔ یہ میز تو اس طرح یہاں سے غائب ہو گئی جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہیں تھا۔"

"ہاں۔ روشنی کے بارے میں صرف اتنا ہی جانتی ہوں

جتنا کہ بتا چکی ہوں۔ وہ اپنے دائرے میں آئی ہوئی ہر شے کو ناکسودہ کرتی ہے اور اس پاس کی چیزوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"میرا ملازم تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ میں کون ہوں؟ یہاں تک کہ جنرل ٹریس کا معاملہ ہے، میں نے صرف اس میں اسی بنیاد پر سچ بولی تھی کہ اسٹریٹیجی منصوبے کو یہاں پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے دیا جائے، اس کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ باورڈ سے میری دشمنی کی بنیاد میں وہ سب سڑی تم لوگوں کو اس کا علم ہے، میرا کارڈ ہمارے درمیان بہت سے محرکے ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہوا ہے، میرے معاملے میں۔ اور میں نہ ذات خود کبھی اس کی جان لینے کی کوشش نہیں کی کیونکہ میں دشمن کو زندہ رکھنے کا قائل ہوں۔ اسی طرح اپنی صلاحیتوں کو جلاویز کر سکتی ہے۔ میرا ملازم میں اگرچہ ہوں تو تمہاری لقیہ زندگی کوٹنے کی کسی جیل میں گزار سکتی ہے۔ میں اگرچہ ہوں تو خود پر قائلہ حملہ کرنے کے جرم میں تمہیں جیل ٹریس کے حوالے کر دوں اور جنرل ٹریس تمہیں وہ سزا دے گا کہ تم جس کا تصور بھی نہ کر سکو لیکن میں میرا ملازم ایک ناکام آدمی قرار ہو چکا ہے۔ وہ جو کچھ صرف ایک نمائندہ تھا، اگر وہ میرے ساتھ بھی جاتا اور یہ صورت حال میرے علم میں آئی تو شاید میں اسے بھی یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دیتا۔ ڈیس پیسے ایف بی آئی کا آدمی ہے، وہ صرف اپنی ناکامی کی بنیاد پر میرا دشمن بنا ہوگا۔ میرا اصل مقصد تو اوپر باورڈ سے ہے اور میرا ملازم تمہیں خوشخبری دی جاتی ہے کہ تمہیں ایک لمحے کے لیے بھی یہاں قید نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی سزا دی جائے گی۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ ہاں اگر باورڈ سے ملاقات ہو تو اسے یہ پیغام ضرور دے دینا کہ میری اس کی دشمنی تاحیات ہے اس سے یہ بھی کہہ دو کہ میرا ملازم کے میں اب اپنے راستے تبدیل کر رہا ہوں اور میرا مقصد اب اس ادارے کے ساتھ اٹھنے کا کارڈ ہوا ہے اور اسے اپنی مفادات کو کیا کیا نقصانات پہنچانے جا سکتے ہیں۔ باورڈ سے کہنا کہ آج تک جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس میں میں صرف دفاع کرتا رہا ہوں لیکن اب صورت حال تبدیل ہو گئی اب میں جارحانہ اقدامات کروں گا اور باورڈ کو اپنا بیجاؤ کرنا ہوگا۔ جلیو میرا ملازم میں تمہیں باعزت طریقے سے باہر جھوڑوں... آؤ... میں تم سے خفا نہیں کر رہا۔" میرا ملازم کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ وہ بے یقینی کے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی لیکن میں مسکرا رہا تھا پھر میں نے بڑے دوستانہ انداز میں اس کا بازو پکڑا اور روانے کے طرف چل پڑا۔ وہ سسل

بے یقینی کے انداز میں آگے قدم بڑھا رہی تھی۔ باہر ملازم موجود تھا، خطوط سے فاصلے پر مسلح کارڈ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میں ان کے درمیان سے گزرتا ہوا بالآخر اس عمارت کے آخری دروازے پر پہنچا اور وہاں میں نے میرا ملازم کو رخصت کیا۔

"یہاں سے کوئی تمہارا تعاقب نہیں کرے گا، میں جانتا ہوں کہ تم اپنے فلیٹ پر جاؤ گی۔ بالکل صبر و سکون کے ساتھ واپس جاؤ، تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا لیکن بہتر یہ ہوگا کہ میرا ملازم اس کے فوراً اسے گولہ سے نکل جائے کیونکہ جنرل ٹریس یہ تمام تفصیلات جاننے کے بعد باز نہیں رہ سکے گا اور تم لوگوں سے انتقام لینے دوڑ پڑے گا۔ میرا مشورہ تم نے سن لیا ہے نا۔" میں نے اٹھا اٹھا کر کہا اور واپس پیٹ پڑا۔

میرا ملازم تجھ پر نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی تھی اور پھر اس نے مجھے اسے انداز میں قدر۔ بے جھلجھلے تھے۔ میں واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا خصوصی ملازم اور کارڈ لکڑے میں بکھری ہوئی راکھ کو حیرت زدہ لگا ہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"اس کی صفائی کرو۔" میں نے کہا اور کمرے سے باہر نکل آیا، پھر میں والٹو ہائے کے محل کے اس مخصوص کمرے میں پہنچ گیا جو میری رہائش کے لیے مخصوص کیا گیا تھا زیادہ۔ میں نے گزری تھی کہ کیتھی براؤن آمدنی صحنہ کی طرح میں سے کمرے میں داخل ہوئی اور سر سے پاؤں تک میرا جائزہ لینے لگی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ "کیا بات ہے مس براؤن؟"

"تم پر... تم پر قائلہ حملہ ہوا تھا! تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور... اور تم نے اپنے دشمنوں کو نکل جانے دیا۔ یہ... یہ بہتر تو نہیں ہو گیا یہ واقعی درست ہے؟" وہ بے یقینی کے انداز میں بولی اور مجھے ہنسی آ گئی۔

"ہاں میڈم براؤن، یہ سب دشمنوں نے یہ کوشش کی تھی لیکن وہ اتنے معمولی لوگ تھے کہ میں انہیں کوئی سزا دینا پسند نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ سزا بھی کم از کم ایسے... لوگوں کو دینی چاہیے جو اس کے قابل ہوں، وہ تو صرف موتی سے ہر کالے تھے، تھکی خیر! ہم"

"مگر کون تھے وہ اور کیوں انہوں نے ایسا کیا تھا، کیا والٹو ہائے کے حامی...؟"

"ہاں، ہم انہیں والٹو ہائے کا حامی ہی کہیں گے نا۔"

کا تعلق نہیں پہلے سے تھا۔

”اوہ... عجیب صورت حال ہے۔ عجیب سی بات ہے۔“

”نہیں یہ مگر براؤن، کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو میری وجہ سے نقصانات پہنچے ہیں، انہیں کچھ نہ کچھ ٹوکرنا ہی ہو گا۔“

”مگر ہم نے تو تمہاری حفاظت کے لیے کوئی خاص بندوبست نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب جہیں محتاط رہنا پڑے گا۔“

”بیٹھے یہ مگر براؤن، آپ بعد پریشان نظر آرہی ہیں۔“

”میں نے جنرل ٹیرس کو اطلاع دی ہے اور وہ فوراً سامان آئے ہیں۔“

”آپ کو یہ اطلاع کس نے دی میں براؤن؟“

”آپ کے ملازم نے، کیونکہ براؤن نے جواب دیا۔“

”افسوس میں اسے منع کرنا بھول گیا۔ یہ تو اتنی معمول سی بات تھی کہ اس کا ذکر بھی بے مقصد سا تھا۔“

”علی! میں تم سے ناراض ہوں جاؤں گی اور مجھے اس کا حق مل ہو چکا ہے، مجھے اپنا تحفظ کرو تاہم اپنی ذات سے اسنے غافل کیوں ہو؟“

”مجھے کوئی خواہ نہیں ہے میں براؤن اور اگر کبھی خواہ ہو تو میں آپ کو اس سے غور آگاہ کروں گا۔“ میں نے جواب دیا۔

”تھوڑی دیر بعد جنرل ٹیرس بھی آگیا اور کافی دیر تک یہی بے روی رہی یہ وہ بھی مجھ سے ناراض تھا، اس نے بھی یہی کہا کہ اگر کوئی ہاتھ آئی تھی تو اسے چھوڑنا نہیں چاہیے تھا کہ از کم ٹیرس پہلے کے ٹھکانے کے باسے میں تو کچھ معلوم ہو سکتا تھا اور ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے میں یہ سب کچھ کرنے کی اجازت کسی کو نہیں دوں گا۔“

”بیشکل تمام میں نے جنرل ٹیرس کو سمجھایا تھا یا تھا لیکن اس کے بعد یہ احساس یہ سب مگر ذہن میں کچھ اور شدت اختیار کر گیا تھا کہ یہ لوگ مجھے آسانی سے نہیں چھوڑیں گے اور اب یہاں زیادہ عرصہ گزرنے کا کوئی جواز بھی نہیں تھا۔ میں نے ان لوگوں کے لیے جو کچھ بھی کیا تھا، اس کا صلہ وصول کرنے کے حق میں نہیں تھا اور مجھے یہ زیب بھی نہیں دیتا تھا لیکن اس علاج بیکار ان کے پاس رہے رہنا بھی کچھ عجیب سا تھا۔ اب اگر میں یہاں سے اعلانِ بے دخلی ہوں تو ظاہر ہے جنرل ٹیرس اور میں براؤن کی لگا ہوں سے یہی شکل ہو جائے گا۔ اس وقت جنرل ٹیرس کی انٹیل جنس چپے چپے پر موجود تھی۔ چنانچہ بہتر یہی تھا کہ میں خاموشی

سے یہاں سے نکل جاؤں۔

گوشتے بل حرف اس شہر تک ہی محدود نہیں تھا۔ دارالحکومت کے علاوہ بھی یہ علاقہ بڑی وسعت رکھتا تھا اور اب مجھے اس کے باسے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل ہو چکی تھیں۔ تدریجی منظر سے پھر پورا فائر کے سرسبز و شاداب علاقوں میں واقع یہ ریاست سیاحوں کے لیے بھی باعثِ دلکشی تھی اور یہاں سے خفیہ طور پر

کدیں نکل جانا ناممکن نہیں تھا۔ لہذا میں نے سوچا کہ کیوں نہ گوشتے بل کو ایک سیاح کی حیثیت سے دیکھوں اور جب بھی موقع ملے یہاں سے نکل جاؤں۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ ان لوگوں کو اس لکڑی کا جانے تاکہ یہ لکڑی نہ کیا جائے۔

تقریباً تین دن تک میں اپنا پروگرام ترتیب دینے میں مصروف رہا، چوتھی رات کو میں نے انہیں ایک خط لکھا جس میں ان سے عرض کیا گیا تھا کہ میں دوسری دنیا کا مسافر ہوں، کسی ایک جگہ تک کرنا گوارا دینا میرے لیے ایک ناممکن کام ہے۔ میں ان لوگوں کی محنتوں کو ساتھ لیے جا رہا ہوں اور جب بھی کبھی دل میں ان سے ملاقات کی خواہش ابھری، ایک اتفاقی سے ان کے پاس بیٹج جاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ایک درخواست بھی کی تھی کہ مجھے تلاش کرنے یا میرا تعاقب کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ جہاں تک میرے دشمنوں کا تعلق ہے، میں ان سے محفوظ رہنے کے گرجا رہا ہوں اور اس کے بعد میں خاموشی سے وہاں سے نکل آیا۔

میں نے سفر کے لیے ایسے ذرائع اختیار کیے تھے جو جنرل ٹیرس وغیرہ کے ذہن میں نہ آسکیں، کیونکہ وہ لوگ اعلیٰ پائے پر ہی میرے سفر کے باسے میں سوچ سکتے تھے لیکن میں نے ٹیرس سے سفر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ دیر سے اسٹیشن پر جو سب سے پہلی ٹرین مجھے نظر آئی، میں ٹھٹھک کر اس میں بیٹھ گیا تھا۔

گوشتے بل کے باسے میں میری معلومات بہت زیادہ نہیں تھیں لیکن میں ان لمحات کو غور و خجین سے سمجھ کر رہا تھا۔ اس طرح میں ایک سیاح کی حیثیت سے اس علاقے کو دیکھ سکتا تھا۔

کیا رشتہ میں میرے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے میرے ساتھ ایک بھاری بدن کا گول مثل شخص بیٹھا ہوا تھا وہ اپنی تراش کے خوب صورت سوٹ میں ملبوس تھا، دولت مند آدمی معلوم ہوتا تھا کیونکہ انگلیوں میں ہیرے کے انگوٹھ تھے اور ہاتھیں رات کے وقت بھی تاریک شیشوں کی عینک لگائے ہوئے تھا۔ بدن کی طرح چہرہ بھی گول مثل تھا، گال پھولے ہوئے تھے شکل و صورت سے مقامی نظر آ رہا تھا۔ اس سے کچھ ہٹ کر ایک سفید فام خاندان

موجود تھا۔ جن میں ایک پُر وقار و ایک لڑکا اور ایک دراز قامت

شخص تھا جو شکل سے حق نظر آتا تھا۔ پھر کچھ دوسرے لوگ تھے۔ ایسی ہی ان کا جائزہ لگاتے رہا تھا کہ وقت گول مثل شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے قریب آ بیٹھا جگہ تبدیل کرنے کی وجہ

میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

”ہیلو۔“ اس نے باریک آواز میں کہا اور میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”ہیلو۔“ میں نے بھی اخلاقاً کہا۔

”مجھے ہائی ہائی دھوکہ کتے ہیں۔ تم چاہو تو پروفیسر ڈھوکہ دے سکتے ہو۔“

”اور اگر میں کچھ نہ کہنا چاہوں تو...؟“ میں نے خشک لہجے میں کہا۔

”تو ستاروں کی چال غلط ہو جائے گی۔“

”کیا مطلب؟“ میں اس سے نیچے جواب پر چونکا۔

”وہ تو میں بھی نہیں جانتا۔“ اس نے اطمینان سے کہا۔

”اب تم دلچسپ بننے کی کوشش کر رہے ہو سب ڈھوکہ“

”میں دلچسپ ہوں، تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔“ اس نے کہا اور میں اسے دیکھنے لگا۔ ”اپنا ہاتھ لگاؤ... لاؤ میں جیسا نہیں جانتا گا۔“ اس نے لہجہ بگڑا کر کہا۔ آخر کار میں نے اسے گھورتے ہوئے اپنا ہاتھ سامنے کر دیا۔ اس نے میرے ہاتھ کی

کیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا: ”مندی، ہسٹ کا پکا، جذبہ تربیت سے رشاد، مقصد کے لیے جان لڑا دینے والا۔ تعلیم غیر متوقع طور پر اچھوری۔ جفاکش، ولیہ، اپنی ذات میں تنہا، کسی سے نہ ڈرتا نہ سونے والا۔ دولت کی آغوش میں آنکھ کھولی پھر اس سے محروم ہو گئے۔ وطن کے لیے جڑ پکڑتے ہو۔ دوستوں کے بہترین دوست، دشمنوں کے بدترین دشمن۔ اور کچھ بتاؤں؟“ اس نے مڑا کر کہا۔

میں سنبھل گیا تھا۔ اس نے میرے باسے میں سب کچھ دھرت تیا تھا کوئی خطرناک آدمی ہے۔ میں نے دل میں سوچا۔

”تمہارا تو میرے ذہن سے رابطہ ہے۔ بتاؤ میں اور کہاں جا رہا ہوں؟“ میں نے کہا اور پروفیسر ڈھوکے کے گول جھکا دی۔

”ہاں، میں نے اپنے علم سے تمہارے باسے میں سب کچھ پرچ بتایا ہے۔ لیکن میں نہ غلط ہوں نہ غلط نہیں، خاص طور سے دوستوں کے لیے۔“ اس نے کہا اور میرے ذہن میں خیال آیا۔

”میں نے گین پل ریلوے کی آگنی کا نمائندہ ہو اور وہ فوراً بوللا۔“

”دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ کوئی ہے جو مجھے اپنے ہستیاں کر سکے۔ خواہ وہ الیف بی آئی ہو، سی آئی اے ہو گین پل ہوں ہو یا کے جی بی۔“

اب میرے جل خندے ہو گئے تھے۔ میری ذہنی سوچ کو وہ الفاظ کی شکل دیتا جا رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کچھ ہے۔ اس نے کہا: ”بہت کچھ ہوں، اخلازم ہو جائے گا۔“

”اخلازم ہو گیا پروفیسر۔ مان لیا میں نے؟“ میں نے مسکرتے ہوئے کہا۔

اس نے چشمہ اٹھا کر آنکھوں پر لگایا اور ہلکا سا نام ہے تمہارا؟“

”علی یار ظن۔“

”اپنا نام میں بتا چکا ہوں۔“

”تم واقعی دلچسپ لیکن خطرناک آدمی ہو کہاں جا رہے ہو؟“

”تمہاری ہر کسی نامعلوم منزل کی طرف۔“

”مقامی باشندے ہو؟“

”نہیں، ایک تھوڑا سا کاپسے والا ہوں۔ میڈیوسا صحت کارسیا اور ایڈوکیٹر ہیں۔ تین ماہ سے انھی علاقوں میں ہوں۔“

پرکشش ہوتے ہیں کیا مشن ہے تعلیمی زندگی کا؟
 دوستی ہوئی ہے پروفیسر اچان لینا فرصت سے کیا تھاری
 اپنی زندگی کا بھی کوئی مشن ہے؟ میں نے سوچا۔
 "ہاں کیوں نہیں۔"
 "اسو لہجے میں آئندہ پر انحصار کرنا چاہیے۔"
 نہیں ابھی بتا سکتا ہوں۔ کھانا پینا پیش کرنا۔ زندگی کا اس
 طرح گزارنا جس طرح خواہش ہو۔
 "مگر اچھے ہو؟"

"منکن طور سے اور مطمئن ہوں۔ وہ بولدا اور میں نے مگری
 سانس لی۔
 "بہت خوش تھی۔ یہ ہو۔ میں نے ذریعہ آمدنی کیا ہے؟"
 "ہر جگہ اپنے دیکھ موجود ہیں۔ تمہیں اس جیلے پر غیب
 نہیں ہونا چاہیے۔"
 "سمجھ نہیں سکا۔"

"سمجھانا چاہئے۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے
 لگا پھر اس کی نگاہ اس اچھی فیکس کے لیے نوجوان پر پڑ گئی اور
 اس نے پتھر اُتار دیا۔ دفعتاً میں نے نوجوان کو غصے سے دیکھا
 تھا۔ پھر اس کے چہرے پر غصے کے آثار نظر آنے لگے اور
 دوسرے لمحے میں وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہر شخص
 نے چونک کر اسے دیکھا۔ نوجوان کا تب رہا تھا۔ پھر وہ سب سے بڑے
 انداز میں ہر شخص سے کچھ کہنے لگا۔ جواب میں ہر شخص نے چونک
 کر جاری طرف دیکھا۔ ڈھوک نے پتھر لگایا تھا۔ مگر آدمی تنویر
 انداز میں نوجوان سے باتیں کر رہا تھا اور ہماری طرف دیکھتا جا رہا
 تھا۔ اس کی ساتھ تھی ایک بھی پریشان ہو گئی تھی۔ پھر ہر شخص اپنی
 جگہ سے اٹھا اور ہالے سے قریب آ گیا۔

"مجھے ابین ٹروڈر کہتے ہیں جناب۔" اس نے نرم لہجے میں کہا
 "ملاقات کے لیے شرمندہ ہوں۔ یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"
 "جی ضرور۔" میں نے دلچسپی سے کہا اور وہ بیٹھ گیا۔
 "کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟" اس نے نوجوان کی
 طرف اشارہ کر کے پوچھا اور ہماری نگاہیں بسے اختیار اس کی طرف
 اٹھ گئیں۔ نوجوان اب بھی اٹھا ہوا بیٹھا تھا۔
 "جی نہیں۔" ڈھوک نے جواب دیا۔
 "لیکن وہ آپ سے غور و خوض ہے۔"
 "یہ اس کی شرافت ہے۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا۔
 "میں نہیں سمجھا۔" ابین ٹروڈر بولا۔
 "وہ ہم سے کیوں غور و خوض ہے؟" اس بار میں نے سوال کیا۔
 "اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ کا ایک لاکھ ڈالر کا مقروض

ہے اور وہی شخص ہے آپ کے منہ چھپانے پھر رہا ہے۔ اب
 ضرور اسے پکڑ لیں گے۔" ٹروڈر نے کہا۔
 "عجیب بات ہے اگر وہ ایک لاکھ ڈالر ادا کرنا چاہتا ہے
 تو میں کئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس میں غور و خوض ہونے کی کوئی بات
 نہیں ہے۔" ڈھوک نے سنجیدگی سے کہا۔
 "بات مذاق کی ضرور ہے جناب لیکن مجھے حیرت ہے۔
 عام حالات میں وہ ایک سنجیدہ نوجوان ہے۔ آپ کو ڈسٹرب
 کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور اپنی بیٹھ
 پر جا بیٹھا۔

"کیا بات بنی مسٹر ڈھوک؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔
 "اب وہ تمام سفر کے دوران اس شریف شخص کو پریشان
 کرتا ہے گا کہ اسے میرا قرض ادا کرنا ہے۔ اسی طرح کچھ شریف
 لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو میرا قرض ادا کر دینا پسند کرتے ہیں۔
 کیا سمجھا ایسے چلتے پھرتے دیکھ ہر جگہ موجود ہیں۔"
 "اوه تو تھا راز ذریعہ آمدنی یہ ہے۔" میں نے مگری سانس
 سے کہا۔

"اور بھی بہت سے ہیں۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا اور میں
 خاموش ہو گیا۔ ڈھوک تھوڑی دیر تک یہ سکر باس بیٹھا
 رہا اور پھر خاموشی سے واپس اپنی جگہ جا بیٹھا۔ میں اس شخص کے
 جتنے دیکھ کر علم پر حیران تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک پریشان
 کن احساس بھی دل میں تھا۔ اس کا یہ سکر باس میں اس قدر
 جان لینا بھی مناسب نہیں تھا۔ تاہم اپنی زندگی میں اس پر شرم
 کر سکتا تھا۔ کیا اس نوجوان کا کیا قصہ تھا۔

اس کے بعد کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ ٹرین کی رفتار
 سست تھی۔ غائبانہ جگہ پر چھائیاں تھیں اس لیے رفتار
 سست ہو جاتی تھی۔
 رات گری ہوئی تھی اور ٹرین کے چمکوں سے مجھے بھی
 آگئی یہ صبح کی آواز تھی کھلی تھی۔ کھڑکی سے باہر سورج
 رہا تھا۔ آس پاس ایسے حسین مناظر بکھرے ہوئے تھے کہ آنکھیں
 روشن ہو گئیں۔

"یہ ٹرانسپورٹ ایک حسین قصبہ اگر صرف گوشتے ہل کی
 کرتی ہے تو اسے ضرور دیکھو۔" بلرے ڈھوک کی آواز ابھی
 میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ نہ جانے کب میرے پاس
 آ بیٹھا تھا۔
 "تم نہیں اترو گے؟"
 "ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر میں تمہارے ذہن پر گراں
 گزروں تو تمہیں اس کی سیرکیشن کش کرتا ہوں۔"

میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر گون ہلا دی۔ باہر
 دوڑتے ہوئے مناظر آواز دیتے تھے۔ غصے غصے سے
 "ٹھیک ہے پروفیسر ابین آپ کے ساتھ کچھ وقت ضرور گزاروں۔"
 پروفیسر ڈھوک کے پوتوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
 ٹرین کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہوئی گئی اور آخر کار وہ اس
 چھوٹے سے اسٹیشن پر رگ گئی۔ پروفیسر ڈھوک اور میں اپنے
 کیا رائٹ سے نیچے اتر آئے کچھ ادھر کبھی یہاں اترے تھے
 لیکن یہ زیادہ تر مقامی سیاح تھے۔

ٹرین چند لمحوں کے بعد چل پڑی ادھر ہم برونی راستے کی
 طرف بڑھ گئے۔ سفید روئی میں بیوس ریو کے کنارے کے
 لوگ بہت عجیب نظر آ رہے تھے سفیدی اور سیاہی کی ہم آہنگی صبح
 کی روشنی میں بہت عجیب محسوس ہو رہی تھی۔ ریو کے کنارے
 باہر کھنے کے بعد ہم نے دوسری سمت کے مناظر دیکھے۔ قصبہ غما
 وسیع منجمد ہوتا تھا۔ کھانے کی پکاندگی اس سے عیاں تھی۔
 چھوٹی چھوٹی عمارتیں سب سے گھری ہوئی لفظ آتی تھیں۔ بلکہ
 سبز آنا تھا کہ تقریباً ہر عمارت اپنے نیچے درختوں کے جھٹ
 میں چھپی ہوئی محسوس ہوتی تھی جیسی بھی آبادی تھی لیکن جس
 قدرتی حسن سے ماہ مال تھی اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اطراف
 میں بکھرے ہوئے پھاڑ اس آبادی کا حصار کیے ہوئے تھے او
 ان پھاڑوں پر سبز کے ڈھلان آنکھوں کو ایک ایسی روشنی
 بخشتے تھے جو فطرت و تازگی کی مانند تھی۔

ایک گزرتے ہوئے شخص سے پروفیسر ڈھوک نے کہا
 کسی قیام گاہ کے باس میں سوال کیا تو اس نے مقامی زبان میں
 انگلی سے ایک طرف اشارہ کر۔ "سے وہ جگہ تانی جس میں
 قیام کیا جاسکتا تھا۔ پروفیسر ڈھوک اگر گوشتے ہل کا باشندہ نہیں
 بھی تھا تو افریقی بہر حال تھا اور مقامی زبان بھی اچھی طرح جانتا
 تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مٹی اور چوڑے کی آمیزش سے بنی
 ہوئی ایک وسیع عمارت کے احاطے میں داخل ہو گیا جس کی
 دونوں سمت چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے اور ان
 کمرے پر پھیل کر چھتیں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک مقامی شخص
 عمارت سے باہر نکلا۔ میں بیٹھا تھا اس نے کمرے ہو کر
 ہم دونوں کا استقبال کیا اور اپنی زبان میں ڈھوک سے کچھ
 سوالات کیے۔ اس کے بعد ہمیں اس عمارت میں ایک کمرہ
 مل گیا۔ اصل میں عمارت کے یہ کمرے گھوڑوں کی رہائش گاہ
 معلوم ہوتے تھے۔ بس شخص اس طرح ہوتی تھی کہ وہاں کڑی
 کی ذرا مختلف قسم کی چارائیاں بھی ہوتی تھیں جن پر گھاس
 کا بستر لگا کر اوپر سے چادر ڈالی دی گئی تھی۔

پروفیسر ڈھوک نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور بولا۔ اس میں
 کوئی شک نہیں ہے کہ شہری آبادیوں کے فادات انسانی عزت
 کے مطابق ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات ان سے اختلاف بھی
 بہت دلکش محسوس ہوتا ہے۔ یقیناً تم اس قیام گاہ سے اُلتا
 ہے ہو گے۔
 "آپ تو دل کی باتیں جان لیتے ہیں پروفیسر ڈھوک! میرا
 خیال ہے آپ کو کسی بھی سلسلے میں کوئی سوال کرنے کی ضرورت
 نہیں پیش آتی چاہیے۔"

"نہیں نہیں سڑالی بار۔۔۔ عجیب نام ہے تمہارا بہت
 لیا۔۔۔ اگر میں تمہیں صرف سڑالی کہوں تو تمہیں کوئی اعتراض
 تو نہیں ہوگا؟"

"نہیں، ہرگز نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
 "تو سڑالی ایہ خیال اپنے ذہن سے نکال دو۔ میں بیشک
 کچھ ایسے علوم پر قدرت حاصل کر چکا ہوں، جو عام انسانی ذہن
 کے لیے تعجب تھے ہوتے ہیں لیکن اب آج بھی نہیں کہ اپنا ہر لمحہ
 اس میں صرف کر دوں۔ کسی بھی عمل کو اپنی ذات پر مسلط کرنے کے
 لیے دماغی اور جسمی قوتوں کو کام میں لانا پڑتا ہے اور ان سے
 تھکن ہوتی ہے۔ یوں سمجھ لو، ایک خزانہ ہے جو میرے ذہن میں
 محفوظ ہے اور جب میں اس خزانے کا منہ کھولتا ہوں تو مجھے
 اپنی تمام تر قوتوں کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ اب اگر میرے
 میں یہی اپنی ان قوتوں کو خرچ کرنا شروع کر دوں تو ظاہر ہے یہ
 خزانہ بہت جلد ختم ہو جائے گا اور پھر جب دوست بنائے
 جاتے ہیں تو ان پر رعب ڈالنے کے لیے ہر وقت ایسی باتیں
 نہیں کی جاتیں۔"

"مسٹر ڈھوک آپ کی یہ باتیں ہیں؟"
 "ہاں، تم مجھے ٹی بیٹھ کر کہتے ہو، مینا اسٹ بھی۔ میں
 نے ان کی مشق کی ہے لیکن ان ساری چیزوں کے حصول کے
 بعد مجھے احساس ہوا کہ اس راہ میں نقصانات زیادہ ہیں او
 فائدے کم۔"
 "منکن ہے ایسا ہو، آپ کا تجربہ مجھ سے کافی وسیع ہے،
 میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟"
 "چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ زندگی میں کیا کیا دلچسپیاں ہیں؟"
 "پروفیسر! جتنا آپ نے مان لیا ہے اس سے زیادہ نہیں
 زندگی ایک مقصد کے تحت بسر ہوتی رہی ہے اور یہی مقصد
 آج بھی سانسوں کے ساتھ ساتھ ہے اور اسی پر عمل پیر رہنا
 چاہتا ہوں۔"
 "لیکن زندگی کی دوسری دلچسپیوں میں بھی تو حصہ لینا چاہیے۔"

”شہزادہ“

”جن کائنات، جس کی خواہش روزانہ لگتی تھی۔ پروفیسر ڈھوک نے جواب دیا۔
”یعنی عورت؟“

”ہاں... تم ان مرد افراد کو دیکھتے ہو جو سرسبز و شاداب ہیں۔ اگر کسی تنہا مقام پر بیٹھے انہیں دیکھتے رہو تو بہت جلد اکتا جاؤ گے۔ لیکن ان کے درمیان ایک چھوٹے سے چھوٹے میں ایک حسین وجود تھا جسے سامنے ہوتا تھا کہ اس کا لفظی ذہن سے نکل جائے گا۔“

”آپ اس سلسلے میں بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتے ہیں پروفیسر ڈھوک۔“

”بس یوں سمجھو کہ میں تمہاری وجہ سے تکلف کر گیا تھا ورنہ وہ شخص... کیا نام بتایا تھا اس نے اپنا... غالباً ٹروڈر اس طرح میرے ہاتھوں سے نکل کر نہ جانا، اس کی بیٹی خاصی خوب صورت تھی۔“

”اوہ!“ میں نے ہونٹ سکڑ کر پروفیسر ڈھوک کی طرف دیکھ کر شکل و صورت اور علیہ انتہائی مضحکہ خیز تھا۔ قد و قامت بھی ایسا ہی تھا۔ پونے پانچ فٹ سے زیادہ قد میں ہونگا لیکن اس کی بہ نسبت پھیلاؤ کافی تھا، چہرہ پر مضحکہ خیز تاثرات اس شخص کی شخصیت میں سوائے مضحکہ خیزیت کے اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جو قابل توجہ ہوتی لیکن اس کے باوجود یہ لڑکیوں کا رسیا تھا مگر لڑکیاں اس کی طرف کیسے متوجہ ہوتی ہوں گی!

پروفیسر ڈھوک دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ مسکراتے خیالات کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس لیے اسے اندازہ نہیں ہو سکا کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ اس شخص کے ساتھ کچھ وقت گزارا جاسکتا ہے۔ کم از کم وہ وقت جو تقریبی ہو اور ان دنوں میں ایسی ہی ذہنی گرفت کا شکار تھا کہ دل ہی چاہتا تھا کہ تمام ہنگامہ خیز لڑکیوں کو ترک کر کے کچھ وقت تک سکون سے گزارا جائے۔ پروفیسر ڈھوک تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا اس کے بعد بولا۔ ”کیا اس سفر سے تم کچھ تھکن محسوس کر رہے ہو؟“

”نہیں پروفیسر! میں رات کو سو گیا تھا۔“
”ہاں“ مجھے علم ہے اور تم صبح تک سو رہے اس طرح کم از کم یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تم جسمانی تھکن کا شکار نہیں ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو آؤ، کیوں نہ باہر کی صبح کی جائے۔“
”یہاں کے موسم اور یہاں کی زندگی کے بارے میں آپ

کو خدمات میں پروفیسر؟“

”کسی مضحکہ خیز نے تمہیں بتایا تھا نا کہ میں ان احوال میں کافی گھٹتا رہا ہوں۔ یہ چند کمزوریوں نے ٹرانسومین دیکھا لیکن یہاں سے گزرتے ہوئے اس قبیلے کے جن نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا ہے اور اکثر میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر موقع ملا تو کچھ وقت یہاں ضرور گزاروں گا۔“

”آئیے پھر بلیں۔“ میں نے سرکاتے ہوئے کہا اور چند نجات کے بعد ہم وہاں سے نکل آئے۔

اپنی رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلے پر ہیں ایک چھوٹی سی کچی بلڈنڈی نظر آئی اور ہم اس پر آگے بڑھنے لگے۔ اطراف میں چوتھے اور چھٹے کے مکانات کی قطاریں نظر آ رہی تھیں۔ لگا لگا چکے مکانات بھی نظر آتے تھے جن کی چیمبوں سے دھواں خارج ہو رہا تھا۔ دھوپ نکل آئی تھی لیکن بادلوں کی چھاؤں میں ڈری ڈری محسوس ہوتی تھی، آسمان پر سرخی بکھلا رہی تھی۔ ان کے درمیان چیمبوں کا چکر آنا ہوا دھواں عجیب سا محسوس ہوتا تھا۔ قصبہ میں کچھ خیال کے مطابق زیادہ چھٹا نہیں تھا۔ اندر جا کر احساس ہوتا تھا کہ یہاں کی آبادی خاصی وسیع اور گنجان ہے۔ بازاروں میں خاصی رونق تھی۔ سیاہ فام عورتیں اور لڑکیاں ہاتھوں میں مخصوص قسم کی بانس کی ٹوکریاں لیے خریداری کے لیے نکلی ہوئی تھیں اور مرد پٹنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔
”محنت کشوں کی اس زندگی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اہلی؟“

”کلاسیکل چیز ہے۔ یہ لوگ زندگی کی بے شمار نعمتوں سے محروم ہیں لیکن اس کے باوجود خوش نظر آتے ہیں۔“

”ہاں! کیونکہ ان کی ضرورتیں محدود ہیں، وہ ان چیزوں کے طلب گار نہیں ہیں جو ہماری زندگی کا جزو بن چکی ہیں، ان کے مسائل بھی بہت مختصر ہیں۔ دن بھر شدید محنت کرنے کے بعد جو کچھ میسر ہو گا جس سکون کی تینار یہ سوتے ہیں وہ میں انصیب نہیں۔“

”یقیناً پروفیسر ڈھوک، ان کی زندگی قابل رشک ہے۔“
”ہاں! یہی بات کہیں میں قدرتی وسائل کے بے پناہ موجود ہیں لیکن افریقہ کی باتوں سے ابھی نا سنا گیا کی وجہ سے یا پھر کسی نہ کسی کے تسلط کے سبب آزاد ہو کر بھی اپنی وہ حیثیت حاصل نہیں کی، جو وہ حاصل کر سکتے تھے۔“

”ہاں! آپ نے ٹھیک کہا۔“ میں نے پروفیسر کی بات کی تائید کی۔
”کافی دیر تک ہم گلیوں اور بازاروں میں گھومتے

ہے اور پھر جب تھک گئے تو واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔
”نہیں ڈھوک! اپنے بستر پر دراز ہونے ہونے کا۔“
”ان اطراف کی سیر کے لیے ضروری ہے کہ ہم پیدل سفر کریں اور دور تک نکل جائیں۔ کیا خیال ہے، کل دن میں یہی پروگرام رکھا جائے؟“

”اس کے بعد کی تقریبات میں نے آپ پر چھوڑ دی ہیں پروفیسر! جس طرح آپ مناسب خیال کریں۔“

”بس تو ٹھیک ہے، کل ہم یہاں سے دور تک کا پیدل سفر کریں گے، جہاں بھی جائیں اور پھر جب ہم اپنی دنیا میں جانا چاہیں گے تو ہمیں کوئی دقت بھی نہیں ہوگی۔“
”ٹھیک ہے لیکن اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

دوسری صبح ہم آوارہ گردی کے لیے نکل پڑے۔ پروفیسر ڈھوک نے اپنا حق ساسان اٹھا رکھا تھا۔ میکس کے پاس بھی صرف ایک بیگ تھا جس میں ایک دو بوڑی پکڑوں کے علاوہ کچھ متاعی کرنسی تھی جو میں نے ضرور نا سنا سنی تھی۔ ہم ایک بوڑی اور عورتاں پر آگے بڑھتے رہے، یہ مرکز اس قبیلے کی حالت کے پیش نظر کافی جدید تھی۔ اس کے دونوں طرف کھیت پھیلے ہوئے تھے اور سیاہ فام مرد اور عورتیں ان کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔

پروفیسر ڈھوک کی آنکھیں دلچسپی سے ان سیاہ فام عورتوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس نے ان پر بہت سے تبصرے بھی کیے تھے جو اس کی ذہنیت کے عکاس تھے۔ کافی دلچسپ آدمی تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر اس کی ذات میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے تو اس قبیلے کے شخص کے ساتھ تو کافی وقت گزارا جاسکتا ہے۔ ہمارے بڑھتے رہے۔ اندازے کے مطابق قبیلے کے باہر کے مناظر پہلے سے بھی زیادہ حسین ہوتے جا رہے تھے۔ کھیتوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اور خود رو درخت اور ان کی جڑوں میں بھیجی ہوئی سبز ٹھالیں نما ترشیاں ہوتی گھاس اتنی حسین لگ رہی تھی کہ لگا لگا کر بے اختیار اس پر غور ہونے لگی تھیں۔ آسمان پر بھی بادلوں کے ٹھنڈے سفر کر رہے تھے۔ افق پر علاقوں کے بارے میں عام طور سے یہی تصور ہوتا ہے کہ وہاں صرف شدید گرمی اور تیز دھوپ پڑتی ہے لیکن یہ موسم یہاں کے لیے بڑا عجیب خیر تھا۔

بہت دور چلنے کے بعد دو فضا ہم نے حقارت سے کسی کار کے انجن کی آواز سنی اور پھر مارل بھی بجا پونک پر ہمارے درمیان چل رہے تھے۔ لہذا ہماری گرفتیں بے اختیار کھوم گئیں۔ تب ہم نے دیکھا کہ ایک انتہائی شاندار اور پیدل لینڈ روور مارل پر آ رہی ہے۔ ہم مارل کے درمیان سے ہٹ کر نہ بے ہو گئے اور لینڈ روور کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئے۔

دور جا کر وہ لڑکی اور پھر لڑکیوں کے ہاتھ قریب آ گئی۔ ڈرائیور سیٹ سے کسی نے نکال کر پوچھا۔
”کیا تمہیں لفٹ چاہیے؟“ آواز نسوانی تھی۔

پروفیسر ڈھوک نے ڈرائیور تک کرنے والی کا چہرہ دیکھا اور فوراً تیار ہو گیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا، اس نے کہا اور ڈرائیور تک سیٹ سے اترنے والی لڑکی نے لینڈ روور کا دروازہ کھول دیا۔

لینڈ روور کی پچھلی سیٹ پر ایک عورت دراز تھی، طویل قامت، سیاہ فام عورت جس کی عمر تیس تیس سے کم نہ ہوگی۔ انتہائی جدید لباس میں لباس۔ میں نے ایک ہی نگاہ میں اس کی کیا سیاہ فام ہونے کے باوجود اس کے خدو خال میں دلکشی ہے۔ میں دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ نرم لہجے میں بولی۔ ”ہیلو شریف لوگو!“

”ہیلو میڈم!“ پروفیسر ڈھوک جس مدت تک جھک سکتا تھا جھک گیا۔ ڈرائیور تک کرنے والی لڑکی نے لینڈ روور کا دروازہ بند کیا اور پھر اپنی سیٹ پر جا بیٹھی، اس کے بعد اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ لینڈ روور اور لینڈ روور تھی اور اندر سے اسے قیمتی آرائشی اشیاء سے آراستہ کیا گیا تھا۔ بہت ہی خوب صورت تقریر کا ڈیڑھ حصہ ہوتی تھی۔

ہم دونوں ایک سیٹ پر بیٹھ گئے۔ کہاں سے آ رہے ہو تم اور کہاں جا رہے ہو؟“ عورت نے پوچھا۔

”سیاح ہیں ماہم! اقصیہ ٹرانسومین اتر گئے تھے اور وہاں سے تفریق مناظر دیکھنے کے لیے آگے بڑھ آئے تھے۔“ پروفیسر ڈھوک نے شہر سے کچھ دور کا اور سیاہ فام عورت نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ دیکھتی رہی اور پھر لگا لگا جھکائیں۔

”سیاحت اعلیٰ ذوق کی حامل ہوتی ہے، ویسے آپ لوگوں کی تو میٹوں میں تقاضا ہے۔ کیا کیا نام ہیں آپ لوگوں کے تعارف نہیں کر اؤں گے؟“

”ہاں ہاں! کیوں نہیں... کہیں نہیں!“ پروفیسر ڈھوک جلدی سے بول اٹھا۔ فادم کو پروفیسر ڈھوک کہتے ہیں اور یہ میرے دوست اہلی ہیں۔“

”گڑ! آپ لوگوں سے مل کر خوشی ہوئی۔ میرا نام تارینا ہارڈو ہے۔“ طویل القامت عورت نے کہا۔

”کہاں ہے ادا قی کمال ہے۔ یہ نام آپ کے پیدا ہونے سے پہلے رکھا گیا تھا یا پیدا ہونے کے بعد؟ یا پھر آپ کی مکمل تشکیل کے بعد؟ پروفیسر ڈھوک عجیب سے انداز میں ہنسا ہوا بولا۔

”میں نہیں سمجھی!“ وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔
”آپ کا نام تارینا ہارڈو کے بجائے برگن یا نیسی ہوتا

تو آپ یقین کریں کہ بڑا مفکر خیر گند یہ نام آپ کی شخصیت سے آتا ہے۔ آپ ایک بے کراں لوگوں پر کعبہ ہوتا ہے جنہوں نے آپ کا یہ نام رکھ دیا ہے۔ یہ میڈم ابراہیم افریقیوں کو اپنے وحشت خیز حُر میں جیتا ہے لیکن یہاں رہنے والوں کے خدو خالی سین نہیں ہوتے۔ جیسے میں یوں گند ہے کہ آپ یہاں کی باشندہ ہی نہیں بلکہ ایک بے پناہ حسین اور بڑا سدا غلط کی ساری دکھائی دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ساری زندگی اتنے حسین چہرے کا تصور بھی نہیں کیا۔ "پروفیسر ڈھوک نے اپنا کاروبار شروع کر دیا تھا۔

"لیکن مجھے اس پر حیرت ہے کہ افریقی کے رہنے والے یورپین اناڑ میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کیسے کرتے گئے ہیں؟" "اے! ہاں! یقیناً لیکن میں ذرا جدید افریقی ہوں۔ میں جو کچھ آتا ہے کہ دینا چاہتا ہوں۔" پروفیسر ڈھوک نے ہنسنے ہوئے کہا۔

خاصی دلچسپ گفتگو رہی تھی کچھ دیر پھر پروفیسر ڈھوک نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے تو اس نے کسی افریقی شہر کا نام لیا اور پروفیسر ڈھوک فوراً بولی پڑا کہ یہ صرف اتفاق ہے کیونکہ وہ بھی وہیں جا رہا تھا۔ پھر اس نے میسر گھٹنے کو آہستہ سے دبایا تھا کہ میں اس کی تردید نہ کروں۔ اچھا خاصا عمر رسیدہ شخص ہونے کے باوجود وہ زندگی سے بھرپور انسان تھا۔ بعد ازاں کئی خاموشی کے بعد تارینا نے کہا: "ویسے مسٹر ڈھوک! آپ افریقی کی کون سی ریاست کے باشندے ہیں؟"

"ایتھوپیا ہے میرا تعلق۔" ڈھوک نے جواب دیا۔

"اور مسٹر ایچی آپ؟"

"میں مشرقی ہوں۔"

"ہاں! آپ کے چہرے سے مشرقیت نمایاں ہے۔ کیا آپ بہت کم گو ہیں؟"

"نہیں میڈم تارینا! میں آپ لوگوں کی گفتگو سے محفوظ ہوا ہوں۔"

"ہم لوگ اگرچہ ہیں تو مقامی زبان میں بات چیت کر سکتے ہیں لیکن میں نے صرف آپ کی وجہ سے یہ خیال رکھا ہے کہ ہم انگریزی میں بات چیت کریں۔" تارینا بولی۔

"اس کے لیے میں شکراں ادا نہیں۔"

"ویسے آپ کے مشاغل کیا ہیں؟"

"صرف میری سیاست۔" میں نے جواب دیا۔

"کسی ایسی بات تو اب کے بیٹے ہوں گے۔ میں نے ایشیا کے متعلق خاصی تفصیلات پڑھی ہیں، خاص طور سے وہاں کے

نوابین کے قصے جو بہت دولت مند ہوتے ہیں اور ان کی رویتیں بہت عجیب و غریب ہوتی ہیں۔"

"بہت سستی سے میں کسی نوب کا بیٹا نہیں ہوں۔ نوابی شان تو وضع قطع سے ظاہر ہوتی ہے مگر آپ دیکھ رہی ہیں کہ میں بے سروسامانی کے عالم میں ہوں۔"

"خیر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ شخصیت پہلی چیز ہوتی ہے، ویسے آپ کا لہجہ پہلی بار جابابہ میں؟"

"ہاں! اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہمارا رخ تو کالو کی جانب تھا بھی نہیں، اس ہم پیدل نکل پڑے تھے اور یہ سوچ کر کہ تقدیر جہاں بھی لے جائے۔"

"اس کے لیے آپ کو مسٹر ڈھوک نے بھی منہ نہیں کیا؟"

"کیا مطلب؟"

"کیا ان علاقوں میں پیدل سفر کیا جاسکتا ہے؟ لینڈ روور سے سفر بھی بعض جگہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ ہر جگہ یہ مسئلہ معروف رہتی ہے لیکن بعض اوقات اس کے چوبیس بج کر شہر آ جیتے ہیں اور کبھی کبھی ہاتھیوں کے غول بھی درمیان میں آ جاتے ہیں۔ ہر طرح کے جانور ان علاقوں میں ملتے ہیں اور کوئی احمق آدمی بھی یہاں پیدل سفر کرنا نہیں کرتا۔"

"ہم ضرورت سے زیادہ ہی احمق ہیں شاید۔" میں نے سمجھ ہوئے انداز میں کہا اور تارینا ہنس پڑی۔ ہنسنے والے اس کے رخساروں میں گڑھے پڑ جاتے تھے۔ عجیب و غریب افریقی عورت تھی۔ ڈھوک کا منہ بھی حیرت سے کھلا کھلا رہا تھا۔

"افسوس! یہ بات تو میں نے سوچی ہی نہیں تھی۔ ڈھوک نے کہا۔

"چلیں کوئی ہرگز نہیں ہے، ویسے اگر آپ لوگ کچھ وقت میسر ساتھ گزارنا پسند کریں تو میں کالو میں آپ کو شکار کے لیے لے چلوں گی۔"

"شکار؟" ڈھوک نے سوال کیا۔

"ہاں! ان دنوں وہاں کالو میں شکار کا شکار ہوتا ہے۔ سفید بالوں والی کالو میں کالو کی پانچوں برکت پائی جاتی ہیں۔ یہ ہمارا ان دنوں روت سے ڈھکی رہی ہیں۔"

"خوب! خوب! مجھے سفید بالوں سے کافی دلچسپی ہے۔ ڈھوک نے کہا۔ میں خاموشی سے تارینا کی شکل دیکھ رہا تھا۔ کچھ عجیب سی شخصیت کی مالک تھی۔ اس کی شخصیت میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جسے میں صرف محسوس کر رہا تھا۔" افغانوں میں نہیں بیان کر سکتا تھا۔

"ویسے میرا تعلق کالو ہی سے ہے۔ پہلے ہم شہر میں رہتے

تھے، میسر کا باوجود ادا دے کالو بسایا اور یقیناً ان سے پہلے کے لوگ آدم خوری کرتے ہوں گے لیکن انہوں نے اب یہ شوق عام لوگوں میں ختم ہو گیا ہے۔" اس نے کہا اور میں نے ایک بار پھر اس کی شکل دیکھی، پتا نہیں اس نے یہ الفاظ کیوں کہے تھے۔

لینڈ روور کی رفتار کی حد تک سست ہو گئی تھی پروفیسر ڈھوک نے اسے بارڈر رائیونگ کرنے والی لڑکی کا چہرہ دیکھنے کی بھرپور کوشش کر ڈالی۔ وہ جس سید پر بیٹھا ہوا تھا اس کی پشت اور ڈرائیونگ سید کی پشت ایک ہی تھی اور اپنے بھاری بھر کم و جوں کے ڈھوک کو پٹ کر دیکھنے میں خاصی دشواری کا سامنا تھا۔

"میڈم ڈرائیور آپ کا ڈیڑھی سست رفتار سے چلا رہی ہیں، آخر اس کی وجہ؟"

"لڑکی نے آہستہ سے گردن گھائی اور پروفیسر ڈھوک کی خواہش پوری ہو گئی۔ وہ نرمی سے بولی: "جی آگے راستہ زیادہ بہتر نہیں ہے۔"

"لیکن گاڑی بہت تھکا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے آپ رفتار تھوڑی سی تھکیں۔" میں جانتا تھا کہ پروفیسر کا مقصد صرف اس لڑکی سے گفتگو کرنا تھا، وہ کچھ اور نہیں چاہتا تھا۔ لڑکی نے اب رفتار تیز کر دی تھی لینڈ روور کے ٹیڈیوں سے باہر کے مناظر آ رہے تھے۔

بلکی ہلکی ہلکا ہلکا شروع ہو گئی تھی جس نے موسم کو اور خوشگوار بنا دیا تھا۔ تارینا چند لمحات باہر دیکھتی رہی پھر ایک گہری سانس لے کر جاری طرف متوجہ ہو گئی۔

"گنگو کرتے رہتے، مجھے خاموشی ناپسند ہے۔"

"مجھے بھی، ڈھوک نے جواب دیا اور وہ ڈھوک کو دیکھ کر ہنس پڑی۔

"آپ کو کون سی چیز ناپسند ہے، میں اس کے بارے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پائی۔"

"کسی نوعیت کا خون کا عدم اتفاقات، ڈھوک نے جواب دیا۔

"گویا آپ تمام خوب صورت خواتین کے اتفاقات کے پچھڑے سرگرم ہیں؟"

"تمام نہیں، میرا ایک میاں ہے۔"

"اور آپ کا مسٹر ایچی؟" اس نے میری طرف رخ کر کے کہا اور میں اس غیر متوقع سوال پر چونک پڑا۔

"بہت سستی سے میں ان دلچسپیوں سے محروم ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ پروفیسر ڈھوک کی بلبری میں بالکل نہیں کر سکتا۔"

"آپ خاصے محتاط انسان معلوم ہوتے ہیں۔"

"نہیں، آپ اسے احتیاط نہ کہیں میڈم تارینا! جس نظر میں بہت زیادہ بولنے کا عادی نہیں ہوں۔"

"ویسے آپ کی شخصیت بے حد شادمانہ ہے، آپ کے بدن کی ناراضی ظاہر کرتی ہے کہ آپ ورزشی انسان ہیں بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کافی سخت جان اور محنت کش ہیں۔"

"پروفیسر ڈھوک کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گی۔"

"بسمول کی ناراضی سے آپ کو خاصی دلچسپی معلوم ہوتی ہے۔ پروفیسر نے کسی قدر ناگاری سے کہا۔

"ہاں۔ یہ میری ہالی ہے، میں نے کئی بیلوں کا ملازم رکھے ہیں۔ وہ جسمانی طور پر بہت شادمانہ ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ ایک دو دن کالو میں میسر ساتھ قیام کریں، اگر چاہیں تو شکار سے بھی شوق فرمائیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا وقت بہت عمدہ گزرے گا۔"

"خوب! خوب! عجیب شوق میں آپ کے میاں خیال ہے کہ افریقی کی تمام دولت مند عورتیں ایسے شوق نہیں رکھتیں۔"

"ہاں! میں عام عورت نہیں ہوں۔ تارینا کے بچے میں پروفیسر ڈھوک۔ میں اس کی لمحہ لمحہ بدلتی ہوئی شخصیت پر غور کرتا رہا تھا۔

کافی دیر کے بعد ہم کالو میں داخل ہو گئے۔ گاڑی اب مختلف موڑ کاٹ رہی تھی اور کالو کی آبادی نگاہوں کے سامنے آتی جا رہی تھی جیسے کی نسبت یہ شہر خاصا جدید نظر آ رہا تھا اور اس کے مکانات کافی خوب صورت اور ایک مخصوص طرز کے بنے ہوئے تھے۔ تارینا میں شہر کے بارے میں بتانے لگی۔ اس نے بتایا کہ یہاں افریقی موسم کے بالکل برعکس آب و ہوا بہت خوشگوار اور دلکش ہے کیونکہ اوقات کے علاقے مینور زار سے لے ہوئے ہیں۔ دور دراز سے ستیاں یہاں آتے رہتے ہیں۔ یہ موسم خاص طور سے سفید بالوں کے شکار کا ہے۔ اس موسم میں شکاری اس جڑن ڈوٹ پڑتے ہیں کہ ہڈیوں و خیر میں تل دھرتے کی جگہ نہیں رہتی۔ شہر کے مختلف سطحوں میں رہنے والے اپنے مقامات کا رے پراٹھا لیتے ہیں اور اس طرح انہیں بہت اچھی آمدنی ہو جاتی ہے۔ گوشت کی حکومت نے یہ صورت حال دیکھ کر یہاں سیاحوں کے لیے مزید سہولتیں مہیا کی ہیں۔ کالو میں کئی چھوٹے چھوٹے ہوٹل قائم کیے گئے ہیں۔ کیونکہ یہاں غیر ملکی ہٹوں کی گھاس نہیں ہے۔ زلزلے کی مخصوص بج پیر کالو واقع ہو ہے اور کئی بار یہاں شدید زلزلے بھی آچکے ہیں۔ سال کے نو بیسے شکار بند رہتا ہے اور صرف تین بیسے کے لیے

شکار کر کے لائنس جاری کیے جاتے ہیں۔ اس طرح حکومت کو کافی زیادہ مال حاصل ہو جاتا ہے۔

لینڈ روڈ اور پٹی بیج سڑکوں سے گذر کر ایک خوب موٹ عمارت کے بڑے چھانک میں داخل ہو گئی جس کا ماحطہ بے حد وسیع تھا۔ سامنے دو دروازے تھے جن کی گھاسی ترتیب سے لگائی گئی تھی۔ دیواروں کے کنارے کنارے گھنے اور قد آور درخت ایک دوسرے سے جڑے جڑے تھے اور اتنے نزدیک

نزدیک تھے کہ دیواریں چھب گئی تھیں۔ ان کے آگے ایک وسیع پورب تھا جس میں کئی قیمتی کاربن کھڑی تھیں اور یہی اسی پورب میں لینڈ روڈ رک گئی۔ فوراً ہی دونوں طرف سے لازم لپکے اس آستان میں ڈرائیور لڑکی بھی دروازہ کھول کر نیچے آرائی تھی۔ تارینا نے ملازموں سے کہا: "ان لوگوں کو دو آرام دہ کمروں میں بٹھا دو۔ میرے خاص مہمان ہیں، خیال رکھنا، انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔" ملازموں نے گروہ میں خم کیں اور تارینا ہم سے مزید گفتگو کیے بغیر اندر چلی گئی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" پروفیسر ڈھوک نے میسرے ساتھ ساتھ پلٹتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں پروفیسر! تم نے اس کی میزبانی قبول کی تھی۔ میں نے شائے نہ چکا تے ہوئے کہا۔

ہم ملازموں کے ساتھ عمارت کے باغی حصے میں پہنچ گئے پھر میں ایک دروازے سے گزرا کہ عمارت کے ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ پورا کمرہ انیس فریج سے آراستہ تھا، بستر گئے ہوئے تھے، باختر روم بھی ملحق تھا اور آرائشوں کا پورا بندوبست کیا گیا تھا۔ ملازم نے کہا: "عشقیہ موجود ہے جناب اگر آپ سفر سے تھک گئے ہوں تو غسل کریجیے اور فرمائیے کہ میں آپ کے لیے مزید کیا کر سکتا ہوں؟"

"ابھی کچھ نہیں۔" میری طرف سے بھی ڈھوک نے جواب دیا اور ملازم گروہ جھکا کر باہر نکل گئے۔ میں نے خیال انداز میں پروفیسر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا: "کیا تم اب میسرے دماغ کو پڑھنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"نہیں پروفیسر ڈھوک۔ نہ مجھے اس کا کوئی شوق ہے اور نہ میں اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں لیکن کیا تم نے اس عورت کے دماغ کو پڑھنے کی کوشش نہیں کی؟"

"افسوس! عورت اور پھر حسین۔ پروفیسر ڈھوک کا دماغ حزن کے سامنے سوجاتا ہے۔ میں نے غور ہی نہیں کیا کہ میں اس کے ذہن کی گمانوں میں بھی جھانک سکتا ہوں۔"

"کوشش کرنا پروفیسر! اس کے بارے میں معلومات

حاصل کر سکو۔"

"تم دیکھتے ہو، میں تو اس کا پورا شجرہ نسب اس کی کھوپڑی سے باہر نکال لوں گا۔" پروفیسر نے جواب دیا۔

"اس کا اس انداز میں چلے جانا مجھے کھل رہا ہے۔ وہ نہیں اصرار کرے یہاں لٹی تھی اور پھر اس طرح نظر انداز کر کے اندر چلی گئی! کچھ نہ کچھ تو اسے کہنا چاہیے تھا جیسے ہمارے پاس ہے۔"

"تھیک ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عشوہ دانا نہ دکھائے گی تو کیا کرے گی اور پھر پروفیسر ڈھوک کے سامنے عورتوں کو پانے حزن کا کچھ زیادہ ہی احساس ہو جاتا ہے۔ بات یہ ہے ڈیکر کسی بھی لڑکی کو اپنا دوست بنانا ہو تو سب سے پہلے اس کے حُسن سے متاثر ہو جاؤ۔ خواہ اس کی ناک چھٹی ہو، آنکھیں جھینگی ہوں، کچھ بھی ہو لیکن اس طرح تم اس کی توجہ حاصل کر سکتے ہو۔ اس بات پر میں صرف مسکرا کر رہ گیا تھا۔ پروفیسر ڈھوک نے اپنی بات جاری رکھی: "لیکن اس سے قطع نظر وہ تو حسین و پرکشش بھی ہے تمہارا کیا خیال ہے کیا تم نے شافری عورتوں میں، بلکہ ہر جگہ کی عورتوں میں ایسا حُسن دیکھا ہے؟"

"نہیں، مجھے اس سلسلے میں تم سے اتفاق ہے۔"

"حیرت انگیز طور پر حسین ہے! اس کی شخصیت میں کوئی خاص بات ہے۔ دیکھو اس کا طرز عمل بتاتا ہے کہ وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں رکھتی۔ اولاً یہ حق اس نے دو تین لوگ کہہ ہی ہوئے ہیں۔"

"اچھا! میں اس بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔" میں نے جواب دیا۔

"ویسے میں نے سنا ہے کہ جنت کا لہو کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا، مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ اس راستے پر ہے۔ یہ اس ملک کا منگاترین شہر ہے یہاں اتنی بڑی عمارت کسی کوڑ پتی ہوا کی ہو سکتی ہے اور اگر اسے برسی لی گئی ہے تو کئی سو ڈالر مانا نہ لڑا ہو گا اس کا۔ پوری عمارت شاندار فریج اور انیس چیزوں سے آراستہ ہے یہ معمولی بات نہیں ہے ویسے وہ کہہ رہی تھی کہ اسی علاقے کی رہنے والی ہے۔ یقیناً ہماری بیٹی سے باہر کی عورت ہے۔ کیا خیال ہے تمہارا کیا ہم یہاں وقت نہیں ضائع کریں گے؟"

"یہ فیصلہ تو تمہیں ہی کرنا ہے پروفیسر۔"

"میرا خیال ہے تو سب سے دن یہاں گزاریں اور اگر اس کے ملاز میں بڑی پائی میں گئے تو پھر یہاں سے چل پڑیں گے۔ دنیا بہت وسیع ہے۔ پروفیسر نے اس انداز میں کہا کہ مجھے ہنسی آگئی تھی۔

شام کی پانچ بجے کے لیے میں لان پر دعوت دی گئی تھی۔ تارینا اس وقت چلے پر ہمارے ساتھ شریک ہوئی تھی۔ اس نے پہلے کی مانند مسکراتے ہوئے کہا: "سیلو۔ مجھے یقین ہے کہ تم

خوش ہو گے۔"

"ہم مطمئن ہیں لیکن معاف کیجیے گا میڈم تارینا! ہم یہاں آکر زیادہ خوشی بھی نہیں ہوتی ہے۔" ڈھوک نے کہا۔

"کیوں! کوئی تکلیف پہنچی ہے آپ کو؟" وہ چونک کر بولی۔

"آپ کے ہیں اس وقت قطعی نظر انداز کر دیا تھا جب ہم یہاں پہنچے تھے۔"

"اوہ..." وہ پر خیال انداز میں ڈھوک کو دیکھتی رہی پھر نامت آمیزہ سے میں بولی: "یہ میری کمزوری ہے۔ کسی الجھن میں چھٹس جاذب تو بالکل ہی حواس باختہ ہو جاتی ہوں۔ تمہاری شکایت درست ہے پروفیسر! میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔" اس نے کہا۔

"تمہاری پہلی مسکراہٹ پر ہی میں نے تمہیں معاف کر دیا تھا اور میرے دوست نے بھی۔" پروفیسر ڈھوک بولا۔

"تم اپنے دوست کی نمائندگی بار بار کیوں کرتے لگتے ہو! انہیں بھی اولیٰ بننے کا موقع دو۔"

"وہ ذرا کم گو ہے۔"

"غیر! مجھے یقین ہے کہ کسی قسم کی کوئی کوفت نہیں محسوس کرو گے۔ میں چاہتی ہوں کہ کسی ہوٹل میں قیام کرنے کے بجائے تم زیادہ وقت میسرے ساتھ گزارو۔ میں عموماً غار رہتی ہوں۔ بس کبھی کبھی مسافر قیامت بڑھ جاتی ہیں ایسا ہو تو میری غم جو ہو گی تو محسوس نہ کرنا۔ تم میسرے رہمان بن کر رہو یہ عمارت تمہارے لیے ہے آرام سے یہاں بیٹھو سناحت کرو۔ پورب میں تم نے کئی گاڑیاں دیکھی ہوں گے۔ باہر جانے کا خیال دل میں آئے تو کسی سے بھی کہہ دینا تو تمہیں یہاں کی سیر کا رعبے گا۔"

"ہم آپ کو اتنی زحمت نہیں دینا چاہتے میڈم تارینا۔"

"مزدورت سے زیادہ خود پسندی بھی اچھی چیز نہیں ہوتی سٹر ایلی۔" وہ عجیب سے جیسے میں بولی اور میں خاموش ہو گیا۔ کافی دیر تک ہم ساتھ بیٹھا اور اس کے پس اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔

کمرے میں اگر میں نے پروفیسر ڈھوک سے پوچھا: "کیا خیال ہے پروفیسر! تم نے اس کے ذہن میں جھانکنے کی کوشش کی؟"

"نہیں ابھی نہیں۔ میری نگاہیں تو اس کے چہرے تک پہنچ کر ہی رک جاتی ہیں اور ہر بار وہ مجھے پہلے سے زیادہ دلکش محسوس ہوتی ہے۔"

"لہجے جاؤ گے، اپنے آپ کو سنبھالو۔" میں نے کہا اور پروفیسر شش چڑا۔

"اسی طرح ہمارے جانے کے لیے تو بیڈا ہوا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ ہم لوگ کافی دیر تک اس کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ پروفیسر ڈھوک دلچسپ آدمی ثابت ہوا تھا

اور اب یہ احساس میسرے ذہن سے نکلتا چلا جا رہا تھا کہ وہ کوئی غلط شخصیت ہے۔ مجھے اس کا ساتھ کافی پسند آیا۔ ویسے تارینا کے بارے میں میل ذہن جب بھی سوچتا، مجھے محسوس ہوتا کہ وہ ایک چراسر عورت ہے۔ میں صرف اتفاقی طور پر ہی ملی تھی اس لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ میسرے کی کسی طور نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے یا میری تاک میں ہو گئی شخص کے بارے میں میں سوچ لیتا محنت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اور پھر میں بھی یہاں تفریح کرنا چاہتا تھا، اپنے ذہن کو تنہا م خدشات سے پاک کر کے۔ اگر کوئی غلط شخصیت اس دوران مجھے کسب پہنچ بھی ملے تو دیکھا جائے گا۔ مجھے جھلا اس کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔

رات کو آستانہ پر تکلف ڈرنا کا اتمام کیا گیا تھا لیکن طویل بین میز پر تارینا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس نے مسکرائی نگاہوں سے ہم دونوں کا استقبال کیا۔ اس وقت اس کی شخصیت میں کافی جاذبیت نظر آرہی تھی، سفید لباس میں وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی میں پروفیسر ڈھوک کی اس بات سے متفق ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ افریقی عورتوں میں شاید ہی اس سے دلکش شخصیت کسی اور کی ہوگی۔ پروفیسر ڈھوک تو اسے دیکھ کر تڑپا کر کر رہا تھا اور پھر بڑے محتاط انداز میں اس کے بالکل سامنے جا بیٹھا تھا۔

"ہیلو پروفیسر! کیسے ہیں آپ؟"

"بہت خراب ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ... کچھ نہیں۔" پروفیسر نے آہستہ سے کہا اور تارینا جیسے لگی پھر میری طرف متوجہ ہو گئی۔

"مسٹر ایلی۔ آپ کے دوست خالص دلچسپ آدمی ہیں۔"

"جی ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔ ملازموں نے کھانا سروس کرنا شروع کر دیا تھا، یہ حیرت انگیز بات تھی کہ کھانا سروس کرنے والی تمام لڑکیاں ہی تھیں۔ میں نے گیٹ پر صرف ایک چوکی اور کو دیکھا تھا پھر وہ دو ملازم ہوں، میں یہاں تک چھوڑنے آئے تھے جبکہ ڈرائیونگ کرنے والی بھی لڑکی تھی۔ تارینا کی شخصیت مجھ پر لمحہ میسرے کیلئے پراسرار ہوتی جا رہی تھی اور میں اس کے بارے میں جاننے کا خواہشمند تھا۔ ڈرنے کے بعد بھی کافی دیر تک ہم لوگ ساتھ بیٹھے رہے۔ تارینا نے کہا کہ اگر موسم اتنا ہی خوشگوار رہا تو کل وہ سفید لڑکیوں کے شکار کے لیے چلی گئی۔

"کیا آپ کو شکار سے دلچسپی ہے مسٹر ایلی؟" اس نے وال کیا۔

"کیوں نہیں میڈم تارینا؟"

"میں آپ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان لینا چاہتی ہوں لیکن میں محسوس کر رہی ہوں کہ آپ اپنے بارے میں بہت محتاط ہیں۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں جو کچھ آپ میرے بارے میں جانا چاہیں مجھ سے پوچھ لیا کریں۔"

"نہیں۔ اگر سوال کر کے کچھ جانا تو پھر جاننے کا لطف باقی نہیں رہتا۔" اس نے صنفی خیر انداز میں کہا۔

"اگر کوئی ایسی بات ذہن میں آئے جس کا جاننا آپ کے لیے ضروری ہو تو میں ضرور بتا دوں گا۔" میں نے کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"دو چھپ بات بھی آپ نے ذہن میں آئے تباہ۔۔۔ اور جب کچھ آئے ہی نہیں تباہ؟"

"آجائے گا آجائے گا جو آپ چاہیں گی وہ ان کے ذہن میں آجائے گا۔" پروفیسر ڈھوک نے کہا اور تارینا جو تک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ کس طرح؟"

"اس کا جواب میں آپ کو ذرا دیر سے دوں گا۔" پروفیسر ڈھوک بولا اور اس کے بعد ہم لوگ ڈزیمبل سے اٹھ گئے راستے میں ڈھوک نے کہا۔ "جتنی بار دیکھتا ہوں دل ڈوبتا ہی چلا جاتا ہے۔"

"میرا خیال ہے میں سنجیدگی سے اس پر عاشق ہو گیا ہوں۔ اپنی نسل کی عورتوں میں میں نے اتنی حسین عورت نہیں دیکھی۔"

"ہوشیار ہو پروفیسر! وہ کافی خطرناک ہے۔"

"مجھے اندازہ ہے لیکن اس دل کو کیا کروں؟"

"سنجھا لو پروفیسر! ویسے ہم اسے ٹرائس میں بھی ٹولا سکتے ہیں۔"

"ہمت نہیں کر سکا۔ ایسی عورتیں ذرا دست قوت ادا کی ناگ ہوتی ہیں۔" اس نے کہا اور میں اس کے الفاظ میں کھو گیا۔

پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر فرڈ ہے اور مجھ پر خواہ مخواہ لپٹے ہوئے کا ذریعہ ڈال کر میرے قریب آیا ہے۔ اسے پہلے سے میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہے اور یہ بات خطرناک تھی درجہ پھر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ کون ہے؟

کمرے میں پہنچ کر میں نے کہا۔ "میں نے تمہیں ہوشیار کر دیا ہے پروفیسر! باقی تم بہتر جانتے ہو۔"

رات کو دیر تک میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ پروفیسر خزانے پھر تارینا تھا۔ صبح سویرے محول بھی البتہ رات کو میں نے سوچا تھا کہ کس سے اچھے بغیر مجھے خاموشی سے یہاں سے نکل جانا

چاہیے۔ مگر پروفیسر غلط بھی تھا تو اس وقت میں کسی سے اچھے کے موڈ میں نہیں تھا۔

مانٹے پر تارینا موجود نہیں تھی۔ اس کی ملازمہ نے بتایا کہ وہ کسی کام سے چلی گئی ہے۔ پروفیسر نے اسے غمور تے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہماری خدمت کے لیے کدہ گئی ہوں گی؟"

"جی ہاں سنی سے ہدایت کی ہے کہ آپ لوگوں کو کوئی تکلیف نہ ہوئے دی جائے۔" ملازمہ مسکراتی ہوئی۔

"مگر مجھے تکلیف ہے۔"

"فرمائیے، کیا خدمت کروں میں آپ کی؟"

"سواری ایل! اچھے سواری دیر کے لیے اجازت دوں گے۔"

پروفیسر نے کہا اور میرے کچھ بولنے سے قبل ملازمہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا۔

میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر اپنے کمرے کی طرف واپس آ گیا لیکن یہاں آئے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ وہی لڑکی واپس آئی جو پروفیسر کے ساتھ گئی تھی۔ اس نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ نکالا اور میری طرف بڑھا کر بولی۔ "یہ آپ کے لیے ہے۔"

"کس نے دیا ہے؟"

"ادام جاتے وقت ہدایت کر گئی تھیں کہ آپ کو تنہائی میں دیا جائے۔ میں پروفیسر کو باتوں میں مصروف رکھوں گی، اطمینان رکھیں۔"

اس کے جانے کے بعد میں نے پرچہ کھولا۔ انگلیش میں ایک تحریر لکھی ہوئی تھی۔

"ایلی! کارلے کرو اولڈ رولس آج آؤ۔ تنہائی میں تم سے ایک اہم بات کوئی ہے۔ اولڈ رولس کا نقشہ موجود ہے۔"

اس کے ساتھ ہی پرچے پر نقشہ بنا دیا گیا تھا۔ میں حیرت زدہ رہ گیا۔ اس کا مطلب؟ میں نے خود سے سوال کیا لیکن کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آخر فیصلہ کیا کہ اس سے ضرور ملوں گا اور اس کے بعد یہاں دکن مناسبت نہیں تھا۔ پروفیسر کسی بھی وقت واپس آ سکتا تھا میں تیار ہو کر باہر آیا تو ملازموں میں سے ایک نے مجھے گاڑی چابی دے دیتے ہوئے کہا۔ "وہ شرج گاڑی جناب آپ کو پسند آئے گی۔" میں نے شرجیہ ادا کر کے چابی لے لی اور پھر باہر نکل آیا۔ میرا ذہن غبش کر چکا تھا۔ تارینا مجھ سے کہا کہ چاہتی ہے؟ وہ عورت۔۔۔ اس کے ہر انداز سے چال چلتا تھا کہ معمولی شخصیت نہیں ہے۔ نقشے کے مطابق سفر کرتا ہوا میں آبادی سے باہر نکل آیا۔ علاقے کے حرم کے بارے میں کچھ مکتا سورج کو چراغ دکھانا تھا۔ بالآخر میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں کی کشادہ گی کی

گئی تھی۔ یہاں میں نے کارڈوک دی اور اسٹیرنگ پر بیٹھے بیٹھے اطراف کے مناظر دیکھنے لگا۔ اونچی نیچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور دور تک کسی انسان کا وجود نہیں تھا۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد میں نے اپنے آؤ آؤ آؤ کا رگ چابی انکلی میں گھماتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ایک کے بعد ایک حسین منظر مجھے اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ کافی کی دور نکل گیا۔ پھر مجھے تارینا کا خیال آیا۔ وہ کہاں ہے؟ کوئی دھوکا؟

اس تصور نے میرے سر پر تمام دیر سے تھے۔ میں نے پلٹ کر دیکھا اور دوسرے لمحے چونک پڑا۔ میرے عقب میں ایک طویل القامت سیاہ فام کھڑا تھا۔ بدن تانے کا بنا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ سر پر رولٹی افریقیوں کی مانند پھول کا تاج تھا۔ پچھلے بدن پر چھتے کی کھال کا لباس۔ اوپری حصہ پر لباس تھا اور اس پر رنگین مٹی سے نقش بنے نظر آ رہے تھے۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سپاٹا اور بے جان نظر آ رہا تھا۔ آنکھیں میری طرف نہیں دیکھ رہی تھیں بلکہ اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے ہمت کر کے کہا۔ "کیا بات ہے، کون ہو تم؟"

"جیو ہے اس کا نام، تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ قربت کو ان سے غمرو ہے۔ ایک ٹیلے کے عقب سے آؤ اور میں چونک کر بے اختیار پلٹ پڑا۔ تارینا اس ٹیلے کے عقب سے نکل آئی تھی۔ اس کے بدن پر چھتے لباس تھا مگر میں بلیٹ بندھی ہوئی تھی جس کے دونوں طرف پتول اٹکے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر ایک خاص قسم کا چشمہ چڑھا ہوا تھا۔ پتھروں پر چڑھے ہوئے جوتوں پر سنری زرکاری تھی۔ بڑی ڈرامائی سی کیفیت تھی۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ہنتر تھا جو خاصا بڑا تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل سی ہوئی تھی۔

میں عجیب سی نگاہوں سے اُسے گھومنے لگا۔ اس کے خدو خال کے بارے میں کچھ اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا اور میں اس وقت اس کی سوچ سے ناواقف تھا۔ تم نے مجھے بلایا تھا تارینا؟" میں نے پلٹ کر بے میں کہا۔

"ہاں۔ بس یوں مجھ کو تمہیں یہاں بلانے کا مقصد یہی تھا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پچھلے ہی میں پوچھا۔

"مطلب تمہیں مجھ جانا چاہیے تم میں سے ایک شکار ہے اور دوسرا شکاری، فیصلہ کرو کہ کون شکار ہو سکتا ہے اور کون شکار کر سکتا ہے؟"

"کیا حاققت ہے تارینا! کیا میں سکر اور تمہارے دریاں کوئی دشمن ہے؟"

"دشمن ہوتی تو میں تمہیں بڑے آرام سے اپنی رہائش گاہ میں ایک دوست کی حیثیت سے رکھتی، کھلائی پلائی اور تمہارا وزن اتنا بڑھا

دی کی اس کے بعد کسی قابل ہی نہ رہتے لیکن میری تم سے دوستی ہو گئی ہے اور جو لوگ میرے دوست ہوتے ہیں وہ پوری طرح مستعد اور چاق و چوبند ہوتے ہیں تاکہ خود کو میری دوستی کا اہل ثابت کر سکیں۔"

"تم مجھے بالکل معلوم ہوتی ہو؟"

"یہاں ہم تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تم مجھے جو چاہو کر سکتے ہو لیکن یہ شخص میری توہین برداشت نہیں کر سکیں گیٹو! میں نے غلط تو نہیں کہا؟" اس نے سیاہ فام پہاڑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میری آنکھیں بھی ایک بار پھر اس کی جانب اٹھ گئی تھیں اس کی جسمانی ساخت میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ کم بخت کا بدن اتنا ٹھوس تھا کہ گوشت پوست کا معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔ ایک ایک رگ بٹھانیاں تھا۔ قد بھی غیر معمولی حد تک لمبا تھا۔ وہ ابھی خاموش کھڑا ہوا تھا لیکن تارینا کے سوال کے جواب میں اس کے منہ بند دانت ایک لمحے کے لیے جھلکے تھے اور پھر چھپ گئے تھے۔ گلاب آسمان کی جانب ہی اٹھی ہوئی تھیں۔ جیٹو! فیصلہ ہو نہ پتہ شکار اور شکاری کا کلیان تم تیار ہو؟"

اس بات کے جواب میں پہلی بار اس شخص نے گردن خم کی اور یہاں کھڑا ہو گیا۔

"تارینا میں اس مذاق کا متعلق نہیں ہو سکتا۔" میں نے کہا۔

"تو پھر جہاں تم جیسے تندہ دست و توانا لوگوں کا بزدلوں کی حیثیت سے جینا چاہتے ہو؟"

"مگر میں۔۔۔ میں۔۔۔"

"میں تمہیں بتا چکی تھی کہ میری تفریحات اسی قسم کی ہیں علم عورتوں سے مختلف ہوں تم نے مجھے متاثر کیا ہے؟ پناہ پھر میں تمہیں اس امتحان میں ڈالنا چاہتی ہوں اور اس کے بعد تم تارینا سے دوستی کے حقدار بن جاؤ گے۔"

"تم نے یہ کیوں سوچ لیا تارینا کہ میں تمہاری طرف دوستانہ قدم بڑھانا چاہتا ہوں؟"

"سوچ نہیں لیا بلکہ وہ لوگ مجھے تک آنے کے لیے مجبور ہو جاتے ہیں جو مجھے پسند آجائیں۔ جیٹو! تم کی دیکھ رہے ہو، تمہیں اجازت ہے۔" تارینا ایک سمت ہٹ کر پتھر کی پٹان سے جا لگی۔ اسی وقت سیاہ فام جیٹو نے دونوں ہاتھ پھیلانے اور آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔

"تمہیں اس کے نتائج جھگڑا ہوں گے تارینا! میں نے فراتے ہوئے کہا۔ حالانکہ میں سکر ہوئی دو حواس گم ہوئے جانتے تھے یہاں تو کوئی میری مدد کو بھی نہیں آ سکتا تھا اور یہ سیاہ فام جسمانی طور پر بہر حال مجھ سے برتر تھا۔ میں خواہ مخواہ اپنے بارے میں غلط فہم کرنا شکار نہیں تھا لیکن اب۔۔۔ بڑی تھی تو کچھ نہ کچھ قابل ہی تھا۔"

میں نے اتنا ہی سوچا تھا کہ سیاہ فام نے مجھ پر بھلائی لگا دی میں
بھرتی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور وہ جھونک میں آگے بڑھتا
چلا گیا۔
مجھے دماغ کو ٹھنڈا رکھ کر متبادل کرنا تھا، چنانچہ میں نے دل
ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اس پر حملہ کرنا میرے لیے خاص خطرہ نہ تھا۔
البتہ صرف یہ کوشش کا اگر ہو سکتی ہے کہ میں اسے ٹھکانا ہوں اور
جب بھی کمزور یا وہ کم بخت کا حساب کتاب کروں، اس کے لیے
مجھے نہایت بھرتی سے کام لینا تھا۔ تاریا پر شدید غصہ آ رہا تھا لیکن
اس وقت اسے نظر انداز کرنا ضروری تھا، ذہن گرم ہوتا تو مار کھا
سکتا تھا سیاہ فام جو بھونک میں آگے بڑھ گیا تھا اپنے آپ کو
سنبھال کر پھر پٹا۔ اب اس کے دانت باہر نکل آئے تھے اور
ایک وحشت خیز آواز اس کے منہ سے نکل رہی تھی۔ تاریا نے کہا تھا
کہ وہ بولی نہیں سکتا لیکن یہ آوازیں بہت خوفناک تھیں۔ تاریا اچھل
کر چٹان کے اوپر سی سے بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں پاؤں نیچے لٹکا
دیے تھے۔ میں سیاہ فام پر نظر نہیں ملتا تھا۔ ایک بار
پھر اس نے بڑی شدت سے مجھ پر حملہ کیا تھا لیکن میں نے اس کا
اندازہ پورا نہیں ہونے دیا۔ اس بار میں اچھلنے کے بجائے پیٹھ کی تھا
اور جو میری وہ مجھ سے ٹکرایا، میں پوری قوت صوف کے آگے اٹھ گیا۔
سیاہ فام میرے کندھے سے گزر کر دوسری طرف اٹھ گیا تھا۔
تاریا نے ایک زوردار آواز منہ سے نکالی اور قہقہہ لگا
کر ہنس پڑی۔ "واہ جیٹو! یہ پہلا پوائنٹ ہے جو اس نے تمہارے
خلاف حاصل کیا ہے۔" جیٹو نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں زمین پر
دو تین پاؤں مارے اور اس کے بعد ہاتھوں کے ذریعے قباز کی کھن
اس بار میں چھلانگ مار کر بالکل پیچھے ہٹ گیا تھا میرے ذہن میں
ایک ترکیب آئی تھی چنانچہ جس طرف میں ہٹا تھا اس طرف مسلسل
پیچھے ہٹتا رہا اور جیٹو میرے نزدیک پہنچ گیا تھا میں نے اس
چٹان کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا جو اب میری پشت پر تھی
اور اس سے میں پورا پورا فائدہ اٹھا سکتا تھا۔
سیاہ فام جب میری طرف بڑھا تو میں نے اس قسم کا اظہار
کیا جیسے میں اس سے خوفزدہ ہو گیا ہوں۔ وہ منہ سے کہہ رہا آوازیں
نکالتا ہوا کسی گڑبڑ کے طرز پر حملہ آور ہوا تھا لیکن نتیجہ اس
کے حق میں برآمد ہوا۔ وہ بڑی طرح چٹان سے ٹکرایا تھا اور اس کی
پیشانی زخمی ہو گئی تھی۔ وہ سینکھنے بھی نہ پایا تھا کہ میں نے پوری قوت
سے دونوں ٹانگیں جوڑ کر اس کے سینے پر فحاشی لگا دی تھی۔ اس
بار وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ چٹان سے ٹکرایا تھا دوبارہ
آٹھایا تھا کہ میں نے اس کے قریب پہنچ کر دونوں ہاتھ اس کے
سینے پر رکھے اور پوری قوت سے اسے ایک بار پھر چٹان سے ٹکرایا۔

یہ میری ضرب پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک تھی اس کے حلق سے
ایک دھڑکنی، پہلی بار چٹان سے ٹکرانے پر اس کی پیشانی بڑی طرح
جھٹ گئی تھی اور خون بہہ بہہ کر اس کی آنکھوں میں آئے لگا تھا جس
کی وجہ سے اس کی بصرات متاثر ہوئی تھی لیکن اب اسے موقع دینا
زخمی شہر کو کھلا چھوڑ دینے کے مترادف تھا چنانچہ میں نے مسلسل اس
کی پیشانی شروع کر دی کوشش یہی کر رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں کی
زبردستی نہ آؤں۔ ایک بار موقع ملا تو میں نے پھر اس کی گردن پر پڑی
اور اس کا چہرہ چٹان سے ٹکرایا۔ اس وقت میرا واحد ہتھیار ہی چٹان
تھی اور اسے صحیح طور سے استعمال کرنے کے لیے میں چٹان کے پاس
سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی سیاہ فام کو اس کا موقع ملے تھا۔
وہ کافی زخمی ہو گیا تھا اور اس کے ذہن میں لڑھکھڑاہٹ
سی محسوس ہو رہی تھی، میرے گھونٹے مسلسل اس کے جوتے اور بدن
کے نازک حصوں پر پڑ رہے تھے۔ جو میری وہ چٹان کے پاس سے
ہٹنے کی کوشش کرتا میرا کوئی گھونٹا اسے دوبارہ چٹان کی طرف لے
جاتا اس دوران میری ہر بار کی کوشش بدی تھی کہ میرے بدن کا
کوئی حصہ اس کے ہاتھوں کی گرفت میں نہ آسکے اس حالت میں ہی
اگر وہ مجھے پکڑ لیتا تو اس وقت ہی چھوڑنا مجھ پر لازم تھا۔
تاریا چٹان سے نیچے آ کر آئی تھی اور کچھ فاصلے پر کھڑی جیت
زور لگا ہوں۔ سیاہ فام کی پیشانی دیکھ رہی تھی۔ وہ فحاشی نے
ایک اور چال چلی میں آہستہ آہستہ اس انداز میں پیچھے ہٹا، جیسے
سیاہ فام پر حملہ کرنے کے لیے کوئی خاص منصوبہ بنا رہا ہوں لیکن اس
طرح میں تاریا کے بہت زیادہ قریب پہنچ گیا تھا اور پھر اچانک
میں نے ہٹ کر اس کے منہ والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے
ہی مجھے منہ میں سے قابو میں آ گیا تھا۔ چنانچہ تاریا کے خلاف
کچھ کرنے کے بجائے میں منہ سے سیاہ فام پر پل پڑا۔ اب
وہ پوری طرح نڈھال ہو چکا تھا۔ میرا پہلا وار شام کی آواز
کے ساتھ اس کے بدن پر پڑا تو وہ زچہ پڑ گیا۔ دوسرے لمحے وہ
نیچے گر پڑا تھا میں نے منہ پر مار کر اس کے بدن کی کھال جگہ جگہ سے
اوجھڑ دی اور چند لمحوں کے بعد وہ مارت ہو گیا۔
میں نے جھبک کر اسے دیکھا، پھر منہ پر ہاتھ میں لیے ہوئے
تاریا کی طرف مڑا۔ تاریا کے چہرے پر عجیب تاثرات تھے۔ اس
نے اپنا پیٹھ انکار کر ایک طرف پھینک دیا اور بے اختیار میری
طرف بڑھی۔ اس کی آنکھوں میں شرابیوں کی سی کیفیت تھی اور
اس کی کیفیت کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی تب وہ پھیل
آوازیں بولی: "میرا اندازہ... میرا اندازہ تمہارے پاس سے غلط
نہیں تھا... تم واقعی وہ ہو جو میں نے سوچا تھا تمہارے بدن
نہ ناوٹ دیکھ کر ہی میں نے اس بات کی پیشین گوئی کر دی تھی کہ

تم عام آدمی نہیں ہو، وہ میرے بالکل قریب پہنچ گئی اور اس
وقت اسے جیت کا منہ دیکھنا لگا جب میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر
اس کے بال پکڑ لیے اور پھر ایک زوردار جھٹکا دے کر اسے زمین
پر پھینک دیا۔
"ہاں، میں واقعی وہ نہیں ہوں جو تم نے سوچا تھا تاریا، میں
نے غصہ ناک لمحے میں کہا، تمہاری اس حرکت کا تمہیں پھر پور
انعام ملے گا۔ پھر میں نے منہ کھولا اور دوسرے ہی لمحے منہ پر پڑا
کے بدن پر پوری قوت سے پڑا۔ اس کے حلق سے ایک دھڑکنی
جیت نکل گئی۔ وہ فوراً ہاتھوں کے بل پیچھے کھسکے۔
"سنو تو اہل! بات تو سنو! ہم... میں... میں... میں نے بہت
ہی اذیت زدہ سمجھیں کچھ کرنا چاہا لیکن دوسرا ہنٹر اس کی آنکھوں
پر پڑا تھا۔ وہ اچھل کر زوردار جاکر میرا پیٹھ پر اس کے شانے
پر پڑا اور وہاں سے لباس جھٹ گیا، وہ کہنے لگی تھی۔
"آہ پلیر... پلیر سنو! مجھے نہ مارو... نہ مارو پلیر میری
بات تو سنو! وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر فریاد کرنے والے انداز
میں بولی۔
"تمہیں اس کیفیت سے گزرنا ہو گا میڈم تاریا جس کیفیت
میں تمہارا یہ غلام ہے، میں نے سیاہ فام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا تھا۔
"نہ مارو پلیر نہ مارو" وہ فریاد کرنے والے انداز میں بولی
لیکن میرا غصہ عروج کو پہنچ گیا تھا، میں اسے مارنا نہ سہا... سنو! سنو!
تمہیں وہ کچھ دیا جائے گا جو میں نے آج تک کسی کو نہیں دیا۔
مارو پلیر مت مارو، اس نے کہا لیکن میرا غصہ کم نہیں ہوا تھا میں
نے لگا کر کوئی ہنٹر اس کے بدن پر رسید کیا اور پھر بال پکڑ کر اسے
اٹھالیا۔ تاریا کی شکل بگڑ گئی تھی، تمام تفریح بھول گئی تھی وہ۔ بال
پکڑ کر میں پھرتی سے دوڑا اور میں نے اس کا سر چٹان سے ٹکرایا۔
اس کے دونوں ہاتھ پھیلے چہرے پر وحشت نظر آئی اور اس کے بعد
آہستہ آہستہ وہ ہلچلی ہوئی نیچے آ رہی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ
اسی سیاہ فام کے نزدیک پہنچے جہاں میری پڑی تھی۔ میں نے منہ پر اس کے
اوپر پھینک دیا۔ اس کے بعد سالوں تک مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ میں
کار سے لوٹاں چل پڑا لیکن ابھی میں زیادہ دور نہیں پہنچا تھا کہ
مجھے ایک اور کار نظر آئی جس سے پروفیسر ڈھوک نیچا تر رہا تھا۔
ڈھوک کو دیکھ کر میں نے اپنی کار اس کے برابر لے جا کر کھڑی کر دی۔
"خیریت، خیریت، کوئی خاص بات؟" ڈھوک نے پوچھا۔
"مجھے بھرتے ہوئے پوچھا۔
"کوئی خاص بات نہیں مگر ڈھوک لیکن آپ اس طرف کیسے
آنکے؟"

"بس تمہارے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ تمہیں اس طرف
بلایا گیا ہے، میں ذرا الجھن کا شکار ہو گیا۔ یہ جو میری چھٹی حس ہے نا،
یہ بڑی کارآمد چیز ہے خائے کیوں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی خاص
ہی بات ہے اور جب کوئی خاص بات ہوتی ہے تو پھر میں صرف
پروفیسر ڈھوک ہوتا ہوں باقی کچھ نہیں۔"
"تمہیں کیسے معلوم ہوا پروفیسر ڈھوک کہ میں اس طرف آیا ہوں؟"
"وہی لڑکی... تم سمجھ سکتے ہو نا، جس نے تمہیں پیغام دیا
تھا، دراصل کوئی لڑکی کتنی ہی چالاک کیوں نہ ہو، جب اسے ڈھوک
کی الفت کا یقین ہوتا ہے تو اس کی زبان کھل جاتی ہے۔ پھر
ایسا کیسے ہوتا کہ مجھے تمہارے بارے میں تفصیل نہ معلوم ہوجاتی ہیں
تمہارا پتا لگاتا ہوا ایسا ایک ایسا پتا لیکن بات کیا ہے واپس جانیے
تھے کیا؟"
"ہاں اور میرا خیال ہے کہ اب یہ علاقہ تمہارے لیے خطرناک
ہو گیا ہے۔"
"کیوں؟ ابھی سے؟"
"ہاں۔"
"وجہ تو بتاؤ؟"
"وجہ یہ ہے کہ میڈم تاریا اس چٹان کے عقب میں بے ہوش
پڑی ہیں اس لیے ایک سیاہ فام پٹوان کے جس کا اس نے تذکرہ
کیا تھا۔
"کیا وہ تمہیں قتل کرنا چاہتی تھی؟"
"نہیں صرف تفریح کر رہی تھی اپنے طور پر بہتر یہ ہو گا مگر
ڈھوک کے سامنے سے راہ فرار اختیار کریں ورنہ ہوش میں آنے کے
بعد اس کی تفریح ذرا مختلف قسم کی ہو جائے گی۔"
"تھیک ہے چلو، ابھی چلتے ہیں۔"
"وہاں واپس نہیں جاؤ گے؟"
"میں نے کہا نا کہ تم ڈھوک کو معمولی درجے پر ہے ہو لیکن
حقیقت یہ ہے کہ بہت سے ایسے کام میں پہلے ہی کر لیتا ہوں جو
بعد میں کرنے کے ہوتے ہیں۔"
"یعنی؟"
"مطلب یہ کہ ہمارا مختصر سا سامان کار میں موجود ہے۔"
"گڑ، ویری گڑ۔ واقعی کام کے آدمی ہو مگر ڈھوک، اگر تم
اس وقت یہاں نہ پہنچتے تو شاید اس کے بعد ہماری ملاقات کبھی
نہ ہوتی۔"
"ہاں میں جانتا ہوں، مجھے اندازہ ہے کہ تم بے مروت قسم
کے آدمی ہو اور میں تمہیں قطعی متاثر نہیں کر سکتا، تاہم میں اس وقت تک
تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میں یہ محسوس نہ کر لوں کہ تم

میرے دل سے نہیں آسکتے۔

میں نے مسک کر ڈھوک کی بات ٹال دی تھی، پھر ہم دونوں ایک ہی کمرے میں آگئے اور میں نے کارٹا اشارت کر کے آگے بڑھا دی کسی خاص سمت کا تعین نہیں کیا گیا تھا جس مقصد یہی تھا کہ یہ علاقہ چھوڑ دیں۔

پروفیسر ڈھوک اگر اس وقت یہاں پہنچ جاتا تو میرا اور اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا لیکن اس شخص کے بارے میں یہ اندازہ ہونے لگا تھا مجھے کہ یہ آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ویسے عمومی طور پر کام کا آدمی تھا اور خاصی دلچسپ شخصیت کا مالک تھا۔ میری تنہائی کچھ دن کے لیے تو دور ہو رہی تھی مگر جتنی باتیں میں اس نے مجھ سے یہاں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں تفصیلات چھین تو میں نے اسے ساری حقیقت بتا دی۔ پروفیسر ڈھوک یہ سن کر افسردہ ہو گیا تھا کہ میں نے تارینا کے بدن پر ہنر کے نشان تباہ کر دیے تھے۔

”آہ.... تمہیں ہنر سے نہیں ملنا چاہیے تھا اس کے چہرے پر تو کوئی نشان نہیں پڑا؟“ ڈھوک نے افسردہ لہجے میں کہا۔

”مستر ڈھوک! آپ میری دشمن سے بھڑکی کا اندازہ کیسے ہیں؟“ نہیں بھائی! بھرت کبھی کسی کی دشمن نہیں ہو سکتی، بس اسے غیظناں کرنے کا فن آنا چاہیے۔

”میرا خیال ہے پروفیسر ڈھوک کہ تم واپس چلے جاؤ وہاں جا کر اس کی تیار داری کرو، یقیناً وہ تم سے تڑاڑ ہو جائے گا۔“ ”اب آگیا ہوں تو واپس نہیں جاسکتا“ ڈھوک نے کہا اور پھر چونک پڑا لیکن یہ کار کمال تک بھارا ساتھ دے گا یہ کیا یہ ہمارے لیے خطرناک ثابت نہیں ہو سکتی؟“

”کسی دن سب جگہ چھوڑ دیں گے۔“ ”عزیزم! ایک بات میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ غصہ کبھی کسی چیز سے نہیں آتا اگر زندگی ہی کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو پھر باقی تفصیلات آدمی قبر میں تو نہیں کر سکتا؟“

”بھرا ارشاد کیا آپ نے اس میں کوئی شک نہیں؟“ ”کار ہنر ہے کہ ابھی کسی مناسب جگہ چھوڑ دو اور یہ بھی اچھا ہوگا کہ ہم پھر اپنی اوقات پر آجائیں۔“

”یعنی؟“ ”جی ہاں پیرل مارچ اور پھر یقیناً یہاں لفٹ دینے والے مل ہی جائیں گے۔“

”مگر چلو گے کہاں؟“ ”اس کا تعین بعد میں کر لیں گے بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور ہی ہماری رہنمائی کر دے“ ڈھوک کی بات میں وزن تھا میں جانتا تھا

کہ تارینا ہمارا کی متحمل شخصیت ہے اور کافی حد تک سہرا سہرا بھی۔ اس بات کے امکانات بھی موجود تھے کہ کسی طور اس کا تعلق میرے دشمنوں سے بھی ہو تو میں اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکا تھا خواہش کے باوجود۔ صورت حال ایسی ہو گئی تھی کہ اب تارینا کی کھوج میں رہ کر میں اپنی زندگی کا خطرہ محسوس نہیں کر سکتا تھا لیکن اس کے لگاؤ تھے کہ وہ شدت سے ہمیں تلاش کرے اور کار کی وجہ سے ہماری نشاندہی ہو جائے چنانچہ ایک بھری پوری باتوں پر مرگ پر کا جھوٹ دی گئی اور اس کے بعد ہم لوگوں نے پھر ایک راہ اختیار کر لی جس کے بارے میں ہمیں کوئی اندازہ نہیں تھا کہ کہاں جاتی ہے۔

پیدل سفر کرتے ہوئے کافی وقت گزر گیا تھا۔ اگر یہ ایک باقاعدہ مرگ نہ ہوتی تو ہم یقیناً آگے نہیں بڑھ سکتے تھے کیونکہ پھر ہمیں اپنے سفر کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا تھا تارینا نے بھی یہ کہہ کر ڈرا دیا تھا کہ مرگ پر درندہ بھی مل جاتے ہیں۔

کافی دور چلنے کے بعد پروفیسر ڈھوک نے اس سلسلے میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مزید آگے جانا خطرناک ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دوران یہاں سے کوئی گاڑی نہیں گزری۔

”مرگ کی حالت تو یہ نہیں بتائی مرگ ڈھوک! میں نے کہا اور جھک کر مرگ کو دیکھنے لگا۔ مرگ پر گاڑیوں کے ٹائر روڈ کے نشانات بنے ہوئے تھے اور زیادہ پرانے نہیں تھے اس کا مطلب ہے کہ یہاں سے گاڑیاں گزرتی ضرور ہیں اب یہ اتفاق ہے کہ اس دوران کوئی گاڑی نہیں گزری۔ ابھی ہم یہ سوچ رہے تھے کہ دفعتاً انجن کی آواز سنا دی اور ہم جو کسٹھوڑے پیچھے سے ایک ٹرک آ رہا تھا ہم مرگ کے بچوں کی آکھڑے ہوئے۔

ٹرک ٹھوڑی دیر کے بعد ہمارے نزدیک آکر رگ گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سیاہ فام آدمی بیٹھا ہوا تھا، بوڑھا اور بھول سا آدمی جو مشکل ہی سے نشے کا عادی معلوم ہوتا تھا اس نے گردن نکال کر ہمیں حوٹی نگاہوں سے دیکھا اور غرالی ہوئی آواز میں بولا کہ تمہیں تارینا کی مصیبت نازل ہوئی ہے تم دونوں پر یہ مرگ کیوں بند کر رکھی ہے؟“

”ہم پریشان حال لوگ ہیں مرگ! تم ہمیں اپنے مرگ پر بٹھا کر وہاں تک نہیں چھوڑ دو گے جہاں تم جا رہے ہو؟“ ”اور اگر تم ٹھیک سے نہ لے لو؟“

”تو تم ہمیں گولی مار دینا؟“ ”میرے پاس پستول موجود ہے اس بات کا خیال رکھنا۔“

بوڑھے نے کہا۔ ”یقیناً خیال رکھیں گے تم فکر نہ کرو“ پروفیسر ڈھوک نے کہا

اور بوڑھے کے برابر والے دروازے کی جانب بڑھا۔ بوڑھے نے پستول نکال لیا اور اس کا رخ ہماری طرف کر کے بولا اے.... اسے یہاں بیٹھ کر تو تم یہ آسانی بھر پر قابو پا سکتے ہو۔ میرا پستول بھی چھین سکتے ہو۔ اگر مرگ کرنا ہی ہے تو یہ بھی جاؤ، چلو۔

”ٹھیک ہے پیچھے چلے جاتے ہیں لیکن اس دوران تم مرگ جلا مت دینا۔“ پروفیسر ڈھوک بولا اور چند لمحوں بعد مرگ ٹرک کے پیچھے چھپے میں پہنچ گئے۔

ٹرک کے پیچھے چھپنے میں ہزاروں ترکاریاں اور ضروریات زندگی کا دوسرا سامان بھرا ہوا تھا جو یہ بوڑھے کے کہیں جا رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد ٹرک آگے بڑھ گیا۔ میں نے مسکاتے ہوئے پروفیسر ڈھوک کی طرف دیکھا اور پھر بولا ہم یہاں بیٹھ کر بھی بوڑھے پر قابو پا سکتے ہیں کیا خیال ہے؟“

”ارے ارے! اگر اس نے ہماری آواز سن لی تو بلاشبہ خائف کر دے گا، ایسا ہی آدمی معلوم ہوتا ہے مجھے۔“

”لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریف بھی ہے کیونکہ اس نے ہماری درخواست مسترد نہیں کی۔“

”بس بہتر یہ ہے کہ خاموش بیٹھے رہو ویسے اس سامان میں کھانے پینے کی کافی چیزیں موجود ہیں۔“

”اے مرگ ڈھوک! کسی قسم کی بیماریاں نہیں چلے گی، ہم اس شریف آدمی کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے جس نے ہماری مدد کی ہے۔“

ہم ٹرک میں غرق کرتے رہے سفر خاصا لمبا معلوم ہوتا تھا اور یہیں اس بات کی خوشی ملتی کہ کم از کم ہم تارینا کے علاقے سے بڑھا خطہ تکل آئے ہیں۔ بوڑھے سے تو ہم کچھ بچے بھی نہیں سکتے تھے بس اب تقدیر جہاں لے جا رہی تھی وہیں جا رہے تھے لیکن یہ زندگی مجھے پسند آئی تھی پیچھے دنوں جن ذہنی الجھنوں کا شکار رہا تھا، اب یہاں آکر یہ الجھنیں دور ہو گئی تھیں۔ تارینا یا پروفیسر ڈھوک کے بارے میں بھی میں اپنے ذہن کو معروض نہیں رکھنا چاہتا تھا جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا اور جو کچھ ہو چکا ہے اس میں بھی میری مرضی کو دخل نہیں تھا۔ گویا تقدیر خود راستے منتخب کر رہی ہے اور یہ نیا راستہ اس طرف جاتا ہے اس کا اندازہ اس منزل پر پہنچنے کے بعد ہی ہوگا جہاں ہمیں لے جایا جا رہا تھا۔ راستے کے بارے میں جو کچھ تارینا نے کہا تھا وہ بھی درست ہی تھا۔ ہم نے کئی خطرناک درندے راستے میں دیکھے، ویسے علاقے کا حسن تمام راستے اپنی جگہ بدستور برقرار تھا یہ علاقہ بلاشبہ قدرتی حسن سے مالا مال تھا۔ یہ طویل سفر شام کے چند گھنٹوں میں ختم ہوا اور ٹرک آگے

گیا۔ ہم لوگ پھر قی سے نیچے اتر آئے تھے۔ بوڑھا بھی اس منزل تک سے نیچے اتر آیا تھا اور اب وہ خاصا مستند نظر آ رہا تھا۔ اس نے ہم دونوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تم لوگ واقعی شریف آدمی نکلتے ہیں اپنے پیچھے الفاظ پر شرمندہ ہوں۔

”آپ کا بہت بہت شکریہ مستر! ویسے اس جگہ کا نام کیا ہے؟“

”کالمو کمپو۔ یہاں سے شکاری آگے کی پہاڑیوں پر سفید لومڑوں کا شکار کھیلے جاتے ہیں، بہت خوب صورت علاقہ ہے، سفید لومڑیاں یہاں بکثرت پائی جاتی ہیں، ویسے تم لوگ کیا سیاح ہو؟“

”ہاں، سیاح ہیں ہم لوگ کالمو کمپو آگے کے علاقہ مستند تھے لیکن یہاں کا راستہ نہیں معلوم تھا ویسے آپ....؟“

”میں یہاں سامان سپلائی کرتا ہوں۔ ہفتہ وار میرا ایک بھر لگتا ہے۔“ بوڑھے نے کہا اور پھر ہم ساتھ مل کر ایک طرف بڑھ گیا۔ غالباً جن لوگوں کے لیے وہ سامان لایا تھا، انھیں اپنی آمد کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ ہماری تہاڑیں چاروں طرف بھینکنے لگیں، قرب و جوار میں چھوٹے چھوٹے بازار نظر آ رہے تھے اس طرح کہ چند دکانوں کے ایک جھرمٹے سے کچھ فصلیں پر ایسا ہی ایک دوسرا مجموعہ واقع تھا۔ لوگ اپنی ضروریات کی چیزیں خرید رہے تھے جگہ جگہ پتی عمارتیں نظر آ رہی تھیں ان میں بعض عمارتیں تین چار منزلہ بھی تھیں جنھیں خاصی خوبصورتی سے بنایا گیا تھا اور ان پر ہونٹوں کے بورڈ لگائے تھے، یہاں سے بہت دور ایک خیموں کی پتی نظر آ رہی تھی۔

”بڑی عمدہ جگہ ہے اس سے پہلے میں کالمو کمپو نہیں آیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم یہاں کچھ وقت سفید لومڑیوں کا شکار کرتے ہوئے گزاریں تو کیا لطف نہیں آئے گا؟ پروفیسر ڈھوک نے کہا۔

”یقیناً آئے گا لیکن اس سے پہلے ہمیں قیام کے لیے کوئی بندوبست کر لینا چاہیے۔“

”یہاں چھوٹے موٹے ہوٹل بھی موجود ہیں اور تم جلتے ہو کہ ایسی جگہوں پر ہوٹل نہایت قیمتی اور سگے ہوتے ہیں۔“

”پر وہ ان کرو، میسٹر پاس کرنی موجود ہے۔“

”کتنی کرنی ہوئی تمھارے پاس؟“

”اس کا میں نے اندازہ نہیں لگایا، دیکھا ہوں میں نے کہا اور خیموں میں کرنی ملوٹے لگا۔

بہت زیادہ رقم نہیں تھی میسٹر پاس تب پروفیسر ڈھوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں تم سے پہلے بھی کرچکا ہوں، میرے بینک جگہ جگہ کھلے ہوئے ہیں تو کیا خیال ہے تمھارا، میرے بینک

یہاں نہ ہوں گے۔
 "یقیناً پرو فیسر! اب تو تمہارا ساتھ کافی دلچسپ محسوس ہو رہا ہے۔"
 "تو آؤ۔ پہلے کسی ہوٹل میں جم اپنا بندوبست کر لیں۔"
 جس ہوٹل کو کم نے اپنے لیے منتخب کیا تھا وہ نہایت خوبصورت تھا۔ کاؤنٹر پر بھی چابی مل گئی اور ہم اپنے کمرے میں پہنچ گئے۔ کشادہ اور خوبصورت سے آراستہ کمرہ، ہمیں پسند آیا تھا۔ پرو فیسر ڈھوک نے واجبات کی ادائیگی کر دی تھی۔ ایک خوبصورت سی افیلقی دہلی نے ہمارا سامان ہمارے کمرے میں بھجوا دیا۔
 "ذرا سوچو سسر! اگر اس کائنات میں یہ حسین پھول کھلے ہوتے تو اس کا رنگ کیا ہوتا؟" اس نے واپس جاتی ہوئی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور میں صرف مسکرا کر رہ گیا۔
 اس گول منٹول شخص کے بارے میں صحیح طور پر کوئی فیصلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔ بظاہر تو وہ ٹھیک ہی نظر آتا تھا۔ اس کے بعد ہم مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے پھر ڈھوک نے اپنے سوٹ کپس سے ایک لباس نکالا اور اسے تبدیل کر کے کمرے سے نکل گیا۔
 "میرا انتظار نہ کرنا" باہر جاتے ہوئے اس نے کہا۔ جس وقت بھی واپس آ جاؤں لیکن آؤں گا ضرور" میں جانتا تھا کہ وہ پھول کی اس وادی میں اپنے لیے کوئی پھول تلاش کرے گی تھا۔ کافی دیر تک میں آرام کر رہا تھا تاہم اس کے بارے میں سوچنا بڑا عجیب کیسی صورت تھی اور کس صورت حال کا شکار تھی۔ اس کے بعد مجھے یہاں وحشت ہونے لگی اور میں باہر نکل آیا۔
 کالونیو کے بازار ہر چند کہ بے ترتیب تھے لیکن ان میں جو اشیاء تھیں وہ نہایت اعلیٰ معیار کی تھیں۔ غالباً اس ملک کا سامان یہاں آتا تھا۔ آزادانہ خرید و فروخت ہو رہی تھی کافی فاصلے پر بہتے ہوئے ایک چھوٹے سے اوپن ایر ریسٹورنٹ میں پہنچ کر میرا دل کافی پیٹنے کو چاہا۔ کچھ میزوں سے کافی کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ یقیناً انھیں قسم کی کافی تھی۔ میں سیٹ پر بیٹھ گیا اور اپنے لیے کافی طلب کر لی۔
 کافی آنے کے بعد ابھی میں نے اس کے چند ہی گھونٹ لیے تھے کہ ایک سیاح فام لڑکی میرے نزدیک پہنچ گئی اور مکرانے ہوئے بولی "تم یہاں ہو اور میں تمہیں کتنی دیر سے تلاش کر رہی ہوں" میں نے چونک کر اسے دیکھا۔ لڑکی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی۔
 "کہاں کہاں تلاش کیا آپ نے؟" میں نے سوال کیا۔
 "کائنات کے ہر ذرے میں زمین و آسمان کے درمیان جتنی جگہیں ہو سکتی ہیں وہاں میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا تھا" لڑکی مسکرا کر بولی "میں اس کا مقصد یہ تھا کہ شکاری لڑکی تھی۔ تھوڑی دیر کی

دلچسپی خاطر میں نے اس کا ساتھ قبول کر لیا اور اس سے پوچھا۔
 "کیا مگلو آؤں تمہارے لیے؟"
 "کافی ہی مگلو" اس نے بے تکلفی سے جواب دیا اور نے دے دے کو مزید کافی لانے کو کہا۔
 "سیاح ہو؟" وہ کافی کا گھونٹ پھرتے ہوئے بولی۔
 "ہاں" میں نے گردن کی جنبش کے ساتھ کہا۔
 "یہاں کب پہنچے ہو.... میرا مطلب ہے کیسے؟"
 "زیادہ وقت نہیں ہوا"
 "تہنا ہو؟"
 "نہیں" میرے ہمارا ایک ساتھی موجود ہے" میں نے جواب دیا۔
 وہ کافی پیتے پیتے رنگ گئی میری طرف دیکھا اور پھر ہر سے بولی "گو یا میری گنجائش نہیں ہے؟"
 "ہاں" یہی کچھ لو" میں نے جواب دیا۔
 "تب میں تمہیں پریشان نہیں کروں گی۔ کافی پی کر اٹھ جاؤں گی اس کے لیے تمہارا شکریہ"
 "نہیں تم چاہو تو تھوڑی دیر بیٹھ سکتی ہو" میں نے جواب دیا۔
 مگر لڑکی کافی پینے کے بعد نہیں بیٹھی، وہ اٹھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک میں وہیں بیٹھا رہا۔ لڑکی کے بارے میں کوئی خاص خیال نہیں میں نہیں آیا تھا پھر وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آیا اور کیمپو کے باسے میں مزید تفصیلات معلوم کرنے لگا۔ انھوں نے شرمین ہر طرح کے لوگ ٹھہرے ہوئے تھے گوشتے ہل کے دار الحکومت کی نسبت یہاں بول محسوس ہوتا تھا جیسے انقلاب کا کوئی اثر نہ ہو۔ شکاری اور سیر و سیاحت کے درمیان اپنے اپنے گھر و دے بندھے بیٹھے تھے۔ ہزار لڑکیاں تھیں تنہا بھی اور وہ جو اپنے اپنے دوستوں یا ساتھیوں کے ساتھ آئی تھیں۔ میں ان کے درمیان بھٹکتا رہا۔ سفید لومڑیوں کے شکار کے لیے یہاں شکاری دفاتر موجود تھے جہاں سے شکار کا لائسنس حاصل کیا جاتا تھا گھوڑوں کا بندوبست بھی تھا اور شونگ کے لیے انھیں بھی کرانے پر مبنی تھیں۔ گویا آخر حیات کے لیے ہر سامان مہیا تھا۔ مجھے یہ جگہ بہت پسند آئی بشرطیکہ یہاں کوئی مداخلت نہ ہو اور پھر میں واپس ہوٹل آ گیا۔
 ات بوجھ تھی۔ ڈھوک نہیں لگ رہی تھی۔ میں آرام کرنے کے لیے بست گیا۔ پرو فیسر ڈھوک کا کوئی پتا نہیں تھا میں نے اپنے بیٹے فیصلہ کیا کہ سفید لومڑیوں کے شکار کے لیے تھوڑا سا وقت صرف رکھوں گا۔ ذرا سا زمین پر سکون ہو جائے گا اور اس کے بعد اپنی منزل کے لیے کوئی صحیح فیصلہ کروں گا۔ یہاں تقریبات میں بھی زیادہ وقت نہیں ضائع کر سکتا تھا جب ایک کام شروع

کیا تھا تو اسے جاری رہنا چاہیے تھا۔ رنگ جیسے کا مقصد یہ ہوگا کہ کموت سوار ہو جائے۔ میں نے نہیں جانتا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ یقیناً پرو فیسر ڈھوک ہو سکتا تھا یا پھر ہوٹل کا کوئی ملازم۔ پہنچا میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جو شخصیت اندر داخل ہوئی تھی اسے دیکھ کر ایک لمحے میں میں نے پہچان لیا۔ یہ وہی لڑکی تھی جو اوپن ایر ریسٹورنٹ میں بیٹھ ملی تھی۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میرے قریب آ گئی۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔
 "مجھے انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کو پریشان کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک درخواست بھی ہے کہ میرے بارے میں غلط نہ سوچنا"
 "بیٹھو" میں نے سرتے ہوئے کہا۔ "اگر کسی پر بیٹھ گئی۔"
 "میں نے تمہارے بارے میں غلط انداز میں تو نہیں سوچا"
 "لیکن تمہاری ساتھی میرا مطلب ہے وہ نہیں ہے جس کے بارے میں تم نے کہا تھا"
 "میں نے یہ کہہ کہا تھا کہ وہ کوئی لڑکی ہے؟"
 "کیا مطلب؟" وہ چونکی۔
 "ہات ساتھی کی ہوئی تھی، میرا ساتھی ایک مریض ہے"
 "اوہ.... اتو.... تو.... تو...."
 "نہیں بے لپی اس قسم کا ساتھی تمہارے تصور میں ہے؟"
 اس کا عادی نہیں ہوں۔
 "بلیز" میں خود تھیں اس انداز میں متاثر نہیں کرنا چاہتی ہوں کیا تم یقین کر کے کہ میں صرف اتفاقی طور پر یہی تمہارے پاس آ گئی وہاں سے رخصت ہونے کے بعد میں ڈی فلورین آئی تھی اور یہ وہ وقت تھا جب تم یہاں داخل ہو کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے یوں میرے ذہن میں تجسست جاگا اور میں نے تمہارا کمرہ دیکھ لیا۔ پھر تمہارا سہارا میں ملو جو کہ تمہارے ساتھ کوئی لڑکی مقیم نہیں ہے۔"
 "تو تم میری جاسوسی کرتی رہی ہو؟" میں نے کہا اور اس کی گردن کچھ اڑھک گئی۔
 "اسے جاسوسی نہیں" مجھ پر کسی کو سارا دن کسی ناظر گاہ کی تلاش میں گھومتی رہی ہوں لیکن اپنے لیے کوئی ٹھکانا تلاش نہیں کر پائی میرے پاس اتنی دقت بھی موجود نہیں ہے کہ اپنے طور پر کچھ کولن میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نظر آ رہے تھے پھر میں نے پوچھا "میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

"سنو! ضروری نہیں ہے کہ جو شخص جس کا وہ بارے تعلق رکھتا ہو ہمیشہ اس کے بارے میں سوچتا رہے کیونکہ انسان ہر روز کی زیادہ پر میری کچھ مدد نہیں کر سکتے؟"
 "کچھ رقم چاہیے؟"
 "رقم کے ساتھ ہی ٹھکانا بھی" اس نے جواب دیا۔
 "اس کے لیے تم میرے عذر سے محروم رہا ہو" جہاں تک رقم کا تعلق ہے تھوڑی سی مدد میں کر سکتا ہوں" میں نے کچھ کولن نکال کر اسے دیے اور اس نے شکر کے ساتھ انھیں قبول کر لیا۔
 "میں تمہیں یہ رقم بھی واپس نہیں کر سکتی"
 "میں نے یہ رقم واپس لینے کے لیے نہیں دی ہے اور کیا خدمت کر سکتا ہوں تمہاری؟" میں نے حال کیا اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

"نہیں" میں نے شکر یہ باتا ہم ایک دوست کی حیثیت سے ہیں تمہیں یاد رکھوں گی کہ میں نے اسے پر خلوص انداز میں رخصت کیا۔ انسان کے مسائل سے جاملے کیا کہتے ہیں اس چھوٹی سی رقم کا مجھے کوئی انھوں نہیں تھا۔
 رات کو تقریباً ڈیڑھ بجے جب میں گری نیندور ہا تھا کہ پرو فیسر ڈھوک نے دروازے پر دستک دی اور میں نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ ڈھوک شرم نہ نظر آ رہا تھا کہنے لگا "معافی چاہتا ہوں اور یقین دلانا ہوں کہ کل سے اتنی دیر نہیں ہوگی"
 "خاموشی سے سوجھائیے سسر ڈھوک! آپ نے مجھے فیصلہ سے جگا دیا ہے۔ میں نے کسی قدر تلخ لہجے میں کہا اور ڈھوک کان دہانے ہوئے اپنے بستر کی طرف چل پڑا۔
 دوسری صبح جب میں جاگا تو ڈھوک غائب ہو چکا تھا۔ میں نے ایک گری سائیکل، بمبخت عجیب انسان ہے اپنی عمر کو بیچو لا



”شاہد بھاری زندگی باقی تھی جو اس طرح ہماری ملاقات ہو گئی۔“

”تعلق کہاں سے ہے؟“

”پاکستان کا باشندہ ہوں۔“

”اس کے باوجود دشکاری نہیں ہو رہی تھی تو بڑے بڑے

شکاری گروہ ہیں۔“

”میرے شخص ان جیسا نہیں ہوتا۔“ میں نے سکر کر کہا۔

”بالکل استعمال کر لیتے ہو؟“

”ہاں کسی حد تک۔“ میں نے جواب دیا اور جوگن ہلنے لگا۔

خوش مزاج انسان تھا میں نے بھی سوچا کہ یہاں کے حالات کے

بارے میں معلومات بھی حاصل ہو جائیگی۔ ہمارے اطراف میں اور بھی

شکاری ٹولیاں سفر کر رہی تھیں۔ بوقت سے ڈھکی ہوئی گھٹیاں شروع

ہو گئی تھیں۔ کافی طویل سفر کرنے کے بعد ہم شکاری حدود میں داخل

ہو گئے۔ یہاں شکاریوں کے لیے یہ بات کہ بڑے بڑے گروہ ہوتے تھے۔

مستر جوگن نے یہاں تک سب کو قریب بلایا اور پھر انھوں نے

ان سب کو بلے قابو نہ ہونے کی بات کی اور اس کے بعد ہم لائنیں

چیک کر کر شکار کے علاقے میں داخل ہو گئے۔ یہاں سے راستہ

غلط ناک ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے برفانی تودے اور ان کے دامن میں

گہرے گڑھے پھیلے ہوئے تھے۔ ہم ان گڑھوں کو بڑھ کر کے آگے

بڑھتے ہوئے پھر ایک جگہ قیام کا فیصلہ کیا۔

”شکار رات کو کیا جائے گا؟“ مسٹر جوگن نے اعلان کیا۔

میں نے محسوس کیا کہ اس فیصلے پر نوجوانوں کے ذہن گہکے ہیں۔

رات ہوئی تو سب نے فحش کا اعلان کر دیا۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا اس لیے

میں مسک کر رہ گیا۔ ”کیا تم بھی میرا ساتھ نہیں دو گے؟“ مسٹر جوگن نے پوچھا۔

”کیوں نہیں؟ میں آپ کے ساتھ جیوں گا۔“ میں نے مستند سے

کہا۔ ہم دونوں گھوڑے پر چڑھ کر چلے گئے۔

سفیہ برف پر چاندنی منکس ہو کر عجیب لگ رہی تھی۔ گہرے سناٹے

میں کہیں اور سے انفل کی آوازیں ابھرتی تھیں تو عجیب سا احساس ہوتا

تھا۔ میں ماحول کے سحر سے آواز نہ کر سکا۔ اس طبعی ماحول نے مجھے

خود بھی الجھا دیا تھا۔

”بوسہ شیار! وہ دیکھو۔“ دفعتاً مسٹر جوگن نے ایک سمت اشارہ

کیا۔ چاروں طرف بیاں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔ ہم نے گھوڑے

روک لیے۔ مسٹر جوگن نے کہا: ”فائر میں کروں گا۔“ ابتدا غلط نہیں

ہوئی۔ چاہیے میں نے خاموشی سے گردن ہلادی تھی مسٹر جوگن نے

کئی بار پوزیشن تبدیل کی اور پھر اچانک ان کی انفال گرج اٹھی۔ لیکن

اس کے ساتھ ہی ایک دلدوز انسانی چیخ سنائی دی تھی اور ہم دونوں

بے رحم طرح اچھل پڑے تھے۔

”یہ کیا ہوا؟“ مسٹر جوگن کی خوفزدہ آواز ابھری۔

چم

میں نے اس کی گولی کسی انسان کے لگ گئی ہے۔ چند لمحے اسی

طرح گزرتے پھر یائیں سمت ایک برفانی تودے کے پاس ایک

انسانی جسم نظر آیا۔ وہ بے تحاشہ دوڑ رہا تھا۔

”آؤ۔“ مسٹر جوگن نے کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ میں نے

بھی اپنا گھوڑا ان کے عقب میں ڈال دیا اور آواز کی آن میں ہم اس

کے قریب پہنچ گئے۔ دوڑتے ہوئے اس جسم نے گھوڑے کو کھائی

اور برف پر لڑھکتا ہوا دور تک چلا گیا۔ چاندنی میں اب اس انسانی

وجود کو صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ ہم اس کے نزدیک پہنچ کر گھوڑوں

سے اتر گئے۔ مسٹر جوگن جلدی سے اس پر چبک گئے۔ میں بھی ٹھوٹھ نہ

انداز میں ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔

”خون... خون تو نہیں ہے؟“ مسٹر جوگن کی آواز ابھری اور

انھوں نے بے سندھ لڑکی کو آہستگی سے پٹ دیا۔ میری نگاہیں

کے جسم پر پڑی اور دوسرے ہی لمحے میرے سامنے بدن کی

حالت آنکھوں میں سمٹ آئی۔ یہ سب میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔

یہ صورت اچھی طرح شاسا تھی۔ تہذیب مانکر ایس تھی یا بے مروت

نہیں تھی۔ بے حواس نظر آ رہی تھی۔ کھلی ہوئی آنکھیں آسمان کی طرف

اٹھی ہوئی تھیں۔ میں میں عجیب سی کیفیت نظر آ رہی تھی۔

میں نے منظر یاد انداز میں اسے دیکھا لیکن خود پر قابو نہ رہا۔

کسی کو میں اس کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا۔

”نہیں! یہاں پہنچائی ہوئی گولی سے زخمی نہیں ہوئی۔ ہمارا

خیال غلط تھا۔ جن پر شیش ضروری گولی کا کوئی زخم نہیں ہے۔“

مسٹر جوگن کی آواز ابھری۔

”اسے زخمی امداد کی ضرورت ہے۔“ میں نے کہا۔

”ہاں مگر یہ تنہا...! بات سمجھیں نہیں آئی۔“ مسٹر جوگن

نے کہا۔

”ہیز مسٹر جوگن! ہم اپنا شکار جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ آئیے

اسے لے لیں۔“ میں نے کہا اور مسٹر جوگن تیار ہو گئے۔ ابھی چلے

آجھا ہی نہ پائے تھے کہ عقب سے کچھ آہٹیں ابھری اور پھر ایک

آواز آئی۔

”گریزی! مگر کشتی کہاں ہو تم... گریزی! ہمارے گریزیوں

لے اختیار لگھو گئیں۔ وہ تین آدمی تھے شکاریوں کے لباس میں

تھے لیکن سیکوں سے خطرناک نظر آتے تھے۔

”دور رہی۔“ ان میں سے ایک نے تہذیب کی طرف

اشارہ کر کے کہا اور تینوں بھڑکی سے اس کے قریب پہنچ گئے۔

”اٹھاؤ اسے اٹھاؤ،“ یہ زخمی ہو گئی ہے۔“ ایک آواز

سنائی دی۔

”کیا یہ تم لوگوں کے ساتھ تھی؟“ مسٹر جوگن نے اسے نہیں گھونٹے

ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید ان لوگوں کی طرف سے مشہور ہو چکے تھے۔

”میرے خوف لڑکی ہے۔ سفید روڑیوں کے شکار کے شوق

میں جنونی ہو گئی تھی۔ میں نے کچھ پھوڑا کر دوڑی چلی آئی اور اس کے

گھوڑے سے اسے پھینک دیا۔ اگر خالی گھوڑا نہیں نظر آ جاتا

تو ماری گئی تھی۔ تم لوگ نہ دیکھو یہ بڑا اٹھاؤ۔“

دوا دیموں نے تہذیب مانکر ایس کو اٹھا لیا۔ میرا ذہن

برقی رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ تہذیب کا اور میرا ساتھ مختصر

نہیں تھا اور پھر میرے دل میں اس کے لیے ایک ڈکھ بھی تھا۔

میں بھلا اس کی شکل بھول سکتا تھا وہ لوگ اسے گریزی کے نام سے

پکار رہے تھے جب کہ وہ گریزی نہیں تھی۔ تہذیب ضرور خطرے

میں ہے۔ وہ یقیناً جان بچانے کی کوشش میں مصروف تھی جب

جوگن نے لوڑیوں پر نافرمان کیا۔ اسی وقت وہ میری اس کی طرف

دوڑ پڑے۔ یہ لوگ اس وقت تہذیب سے دور نہیں تھے لیکن

ہماری وجہ سے پوشیدہ ہو گئے اور جب انھوں نے ہماری گفتگو

سن لی تو ایک بہانہ سوچ کر آگے۔ سو فی صدی یہی بات تھی۔ گریزی

تہذیب سے واقف نہ ہونا قرآن کی ہمت پر کئی شے نہیں ہو سکتا تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر کہا: ”آپ لوگوں کے پاس سواری

نہیں ہے جناب! اگر آپ جاہلی قوم پر اٹھوڑا استعمال کر سکتے

ہیں کہاں لے جائیں گے؟ آپ انہیں؟“

”شکر ہے! زحمان دوست! اہلے پاس گاڑی موجود ہے۔“

اسی شخص نے کہا جو اس گفتگو میں پیش پیش تھا۔

”گاڑی کہاں ہے؟“

”اس طرف... یہ بڑے برفانی ٹیلے کی آڑ میں۔“ اس نے فوراً

فاصلے پر اشارہ کیا۔

”اوکے! بلیز جلدی لے جائے۔“ میرا خیال ہے انہیں فوری

طبی امداد کی ضرورت ہے۔“ میں نے نرم لہجے میں کہا اور پھر اسی

جگہ رک کر انہیں چلتے ہوئے دیکھتا رہا۔

جب وہ تھوڑی دیر بعد نکل گئے تو مسٹر جوگن نے میرے

شلے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: ”مجھے کچھ وال میں کالا نظر آ رہا ہے

ڈیز، آخر لڑکی سینی ہوئی کیوں دوڑ رہی تھی۔ کوئی گھپلا

ضرور معلوم ہو گا۔“

میں نے مسٹر جوگن کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا: ”میں

آپ سے متفق ہوں مسٹر جوگن! مجھ کا کیا جانے؟“

”یہی میں بھی سوچ رہا ہوں! لڑکی خطرے میں معلوم ہوئی

ہے۔ تم نے دیکھا نہیں! دو لوگ شکل ہی سے خطرناک معلوم ہو رہے

ہوایے۔ بہر طور جو کچھ بھی تھا میرے لیے دلچسپ تھا۔

میں پروردگرم بنا چکا تھا کہ لوڑیوں کے شکار کو نکلوں گا چنانچہ

میں تیار ہوئے۔ بوسے کے بعد اس جگہ پہنچ گیا جہاں شکاریوں کے کیمپ

لگے ہوئے تھے۔ یہیں وہ دفاتر بھی موجود تھے جو شکار کے لائسنس

جاندار کرتے تھے۔ میں ایک دفتر میں داخل ہو گیا اور وہاں سے میں

نے ماضی لائسنس حاصل کیا۔ اس وقت میں نے اپنے عقب میں

ایک شاندار شخصیت کے ایک ٹیکہ کی کو دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ

چند اور افراد بھی تھے جن میں دو تین لڑکیاں اور تین نوجوان بھی

تھے۔ لڑکیاں خاصی خوش شکل اور اساتذہ تھیں۔ شکاری لباس

پہنے ہوئے تھیں۔ عمر شخص نے سہری نگاہ مجھ پر ڈالی اور اپنے

کام میں مصروف ہو گیا۔ میں نے اپنی پسند کی انفال اور ایک

گھوڑا حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں گھوڑے

پر سوار ہو کر چل پڑا۔ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ وہی عمر شخص

اپنے ساتھیوں کی ٹولی کے ساتھ میرے قریب گزرا اور میری

طرف دیکھ کر مسکرایا۔

”ہیلو۔ بہت سست رفتاری سے سفر کر رہے ہو؟“ وہ بولا۔

”ہاں۔ یہ میری عادت ہے مسٹر۔۔۔“

”البرٹ ہوگن۔ برطانوی ہوں! اس نے جواب دیا: ”سست

رفتاری بدولت کی علامت ہے اور ایک شکاری کو کبھی سست رفتار

نہیں ہونا چاہیے۔ تم تیار ہو؟“

”ہاں۔“

”اگر چاہو تو تم تمھیں کہیں دے سکتے ہیں۔ یہ سب میرے بچے

ہیں۔ ہم لوگ ہر سال اس موسم میں گوتے ہل بلکہ یوں سمجھو کہ لوگ

آتے ہیں۔“

”میں پہلی بار آیا ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ آؤ ہمیں شکار کھلاؤ۔“ اس نے کہا اور میں نے

گھوڑا آگے بڑھایا۔ لڑکیاں اور نوجوان بھی رگ گئے تھے۔ ہمیں

آگے بڑھتے دیکھ کر وہ بھی چل پڑے۔ راستے میں مسٹر جوگن نے

میرا آن سے تعارف کرایا اور میں نے خوش اخلاقی سے گردن خم کی۔

”شکار کے بارے میں تمھارا کیا تجربہ ہے مسٹر ایلی!“ اس نے پوچھا۔

”بالکل ناٹری ہوں۔ لیکن سمجھ لیں کہ یہاں آیا تو اس تفریح

میں بھی حصہ لینے چاہیے۔“

”خطرناک بات ہے۔ شکار اس قسم کی تفریح نہیں ہے جیسے

فیئر گولڈ۔ یہاں کی کچھ تنگدستی ہوتی ہے۔ تم ناٹری ہیں کسی

شکاری کی ٹولی کا بھی شکار ہوسکتا ہے۔“

”اوہ! بھگے! کا اندازہ نہیں تھا۔ میں نے خوفزدہ ہونے کی

آکاری کی۔“

تھے۔ شکاریوں کے لباس میں ضرورت تھی لیکن شکاری نہیں معلوم ہوتے تھے۔ ہوں گے تھا جیسے وہ کوئی غریب مزدکار ہو جائے گا۔ ان کے چہروں کے تاثرات ان کے بھروسے ہم آہنگ نہیں تھے۔ مسٹر ہوگن نے کہا۔

”ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ میرے ذہن میں ایک تجربہ ہے مسٹر ہوگن“

”کچھ نہ کہہ کر“ وہ بڑی عجیبے طور سے میں معلوم ہوتی ہے کیا تجویز ہے تمہارے ذہن میں؟

”میں ان کا تعاقب کرتا ہوں۔ میں نے ٹیلی گراف دیکھتے ہوئے کہا اس کے نزدیک وہ لوگ تہذیب مالک ہیں جس کو کسے کر پہنچ چکے تھے۔

”اس سے کیا ہوگا؟“

”پتا لگاؤں گا کہ وہ کسے کہاں سے جا رہے ہیں“

”ٹھیک کہہ رہے ہیں، چلوں بھی تمہارے ساتھ چلا ہوں“ مسٹر ہوگن نے کہا اور میں ہمدی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ مسٹر ہوگن نے میری تقلید کی لیکن یہ تعاقب آسان نہیں تھا۔ ہمیں اس محدود ریل زمین پر کسی گاڑی کا تعاقب کرنے میں کافی مشکلات پیش آتی تھیں۔

تھوڑے دیر کے بعد ہم نے کسی گاڑی کا انجن اشارے کرنے کی آواز سنی اور مسٹر ہوگن بول پڑے۔ ”وہ لوگ چل رہے ہیں۔“ ”ہاں مسٹر ہوگن“ جب کہ اس سے قبل ہم نے یہاں کسی گاڑی کے انجن کی آواز نہیں سنی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ گاڑی کافی دیر سے یہاں موجود تھی۔

ہم نے اپنے طور پر ایک راستے کا تعین کر لیا تھا۔ گاڑی ٹیلی گراف سے نکل آئی تھی، یہ ایک طاقتور جیپ معلوم ہوتی تھی جو اپنی ساخت میں ذرا منفرد تھی اور عام جیپوں کی بہ نسبت کافی بڑی معلوم ہوتی تھی۔ سادہ سے وہ کھلی ہوئی ہی تھی اور دور سے اس میں ٹھیکے والے لوگوں کو دیکھا جاسکتا تھا۔ تہذیب مالک کی نظر نہیں آ رہی تھی۔ ایک شخص ڈرائیونگ سیٹ پر تھا اور باقی دو شاید پہلی سیٹ پر اس کے پاس کے پاس موجود تھے۔ جیپ کی روشنی کمزور تھی، ہماری رہنمائی کر رہی تھیں۔ فاصلہ اتنا بڑھ گیا تھا کہ جیپ دائیں کو گھوڑوں کے دوڑنے کا اندازہ نہ ہو سکے۔ اتنے فاصلے سے اس جیپ پر نگاہ رکھنا مشکل کام تھا کیونکہ بعض جگہ راستے میں ایسے برفانی ٹیلے بھی آ جاتے تھے جو جیپ کو چھپا لیتے تھے۔ ویسے مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس طرف آئے کے لیے کئی باقاعدہ راستہ بھی موجود ہوگا۔ مسٹر ہوگن نے بھی اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے

کہا تھا۔

”کسی جیپ کا ان برفانی گھوڑوں کے علاقے میں نکل آنا بڑا تعجب خیز ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جیپ کے راستے پر نہیں جا رہے بلکہ ان کی منزل میں اور سب سے دیکھا انھوں نے جیپ کا رخ بدل لیا ہے۔ یہ راستہ جیپ کی طرف نہیں جاتا۔“

میں نے بھی فوراً گھوڑے کا رخ تبدیل کر لیا اور اس وقت جس راستے سے ہم گزر رہے تھے وہ کافی خطرناک تھا۔ وقفے وقفے سے شکاریوں کی رائفلوں کی گرج سنائی دیتی تھی اور بعض جگہ شعلے لگتے ہوئے بھی نظر آتے تھے۔ یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ گولی کس طرف چلائی گئی ہے کسی بھی وقت کوئی بھی گولی ہمارے جسموں کو چاٹ سکتی تھی۔

مسٹر ہوگن کو بھی اس خطرے کا شدید احساس تھا انھوں نے چند لمحوں بعد سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ ”یہ صورت حال بہت خطرناک ہو گئی ہے۔ ہمیں اس علاقے میں آج ہی شکاری علاقہ کھلا ہے، یعنی یہاں سفر کرنا مناسب نہیں ہوتا۔“

اس وقت ہمیں قدر بندی پر مجبور تھا اور جیپ میں خاصی پریشانی جاری تھی، اگرچہ اس تعاقب کو دس منٹ گزر چکے تھے کہ وقتاً بوقت ہم نے ہمدی سے جیپ کو گھڑے بھیج دیا۔ جیپ برگ گئی تھی اور تہذیب مالک ہمیں اس میں سے کوئی چیز ڈروڑی تھی۔ نیچے کے رہنما صاف نظر آ رہے تھے۔ جیپ دوڑتا ایک فائر ہوا اور پھر کسی کی جگہ سے آواز ملنے لگا۔ پھر کسی کی جگہ سے تہذیب مالک ہمیں نے کہا تھا اور پھر جیپ میں بیٹھ ہوئے ڈرائیوگر کی جگہ سے جیپ اس طرف دوڑا دی تھی جہاں تہذیب مالک ہمیں دوڑی تھی۔

چند ہی لمحوں میں جیپ ایک برفانی ٹیلے سے ٹکرا کر اٹھ گئی لیکن اس سے قبل باقی دو فائر آ دی نیچے کو پڑے تھے اور اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ہم اوپر سے تہذیب مالک ہمیں کی دھڑکیں۔ اس نے پلٹ کر پھر ایک فائر ان دونوں کی طرف جھونک دیا جو اس کا تعاقب کر رہے تھے لیکن برفانی ٹیلے کا دریا تھا۔ دوسری طرف سے بھی ایک آ دی نے فائر کیا اور تہذیب مالک ہمیں ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ وہ لوگ طوفانی رفتار سے تہذیب کا تعاقب کر رہے تھے۔ تب میں نے رائفل سیدھی کی اولی وقت مسٹر ہوگن پیچ پڑے۔

”نہیں... نہیں... یہ مناسب نہیں ہوگا“ میں نے ان کی طرف دیکھا مگر دوسرے ہی لمحوں میں ان میں سے ایک آ دی کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ میں نے اس شخص کو اچھل کر برف پر گرتے دیکھا تھا۔ دوسرے آ دی نے جلدی سے پوزیشن لے لی

اور یہ اندازہ لگانے لگا کہ فائر کس طرف سے ہوا ہے۔ اسی وقت تہذیب مالک ہمیں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پھر دوڑنا شروع کر دیا تھا۔

مجھے ہوتے آ دی نے تہذیب کی جانب فائر کیا اور اس کی رائفل سے نکلے ہوئے شعلے سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اندھا دھند اس ٹیلے کی جانب فائرنگ شروع کر دی تاکہ تہذیب مالک ہمیں کو جگہ گئے کا موقع مل جائے۔ اس میں مسٹر ہوگن نے بھی میری مدد کی تھی، اس طرح ہم نے ٹیلے کے پیچھے چھپے ہوئے شخص کو فائرنگ کرنے کا موقع نہیں دیا۔ پھر میں نے اس کے ساتھ ساتھ ہی نیچے کی طرف اترنا شروع کر دیا۔ گھوڑے کی لگام میں لے کر دوڑنے میں ڈوبی تھی۔ میں تہذیب مالک ہمیں کی ہر حرکت پر مدد کرنا چاہتا تھا۔

”سنبھل کر، سنبھل کر،“ عقب سے مسٹر ہوگن کی آواز ابھری۔ وہ غالباً اس خوفناک انداز میں اپنے گھوڑے کو ان دھڑکیوں پر نہیں دوڑنا چاہتے تھے اس کے باوجود وہ سنبھل سنبھل کر گھوڑے کو آہستہ آہستہ مجھے آگے سے تعجب کر رہے گھوڑے کے پیچھے آگے کی رفتار کافی تیز تھی پھر میں نے اس آ دی کو ٹیلے کے عقب سے نکل کر مخالف سمت موڑتے ہوئے دیکھا۔ جو فائرنگ کر رہا تھا۔ غالباً اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ صورت حال اس کے حق میں خراب ہو گئی ہے اور اگر وہ وہاں بچتا تو یقینی طور پر میری گولیوں کا نشانہ ہو جاتا۔

ابھی تک میں اتنی ہمدی پر تھا کہ تہذیب مالک ہمیں کی ہمت کا اندازہ کر سکتا تھا۔ رائفل کو میں نے اسی طرح گھوڑا دوڑانے ہوئے لوڑ کیا اور دو فائر اٹھایا اس سمت کر کے بعد صرف وہ شخص دوڑ رہا تھا۔ مقصد یہی تھا کہ اب وہ پلٹنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی لیے میری چلائی ہوئی گولیاں برف میں لگی تھیں۔ تھوڑی دور پہنچنے کے بعد میں نے گھوڑے کا رخ تبدیل کر دیا اور اس طرف چل پڑا۔ اس طرف تہذیب مالک ہمیں جاری تھی۔ ایک بار پھر اس نے پلٹ کر فائر کیا اور یہ فائر میری طرف کیا گیا تھا۔ وہ مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ تہذیب نے غالباً پستول سے یہ تیسرا فائر کیا تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ یہ پستول چلنے اس کے پاس موجود نہیں تھا بلکہ جیپ میں ہے۔ ہوش کی اداسی کرتے ہوئے اس نے اسی لوگوں میں سے کسی کا پستول نکال لیا تھا اور اس کے بعد جیپ سے چھلانگ لگا دی تھی لیکن اگر اس وقت بھی تہذیب مالک ہمیں ہوش میں تھی جب ہم نے دیکھا کہ جیپ ٹوٹا اس نے مجھے نہیں پہچانا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو کم از کم وہ میری سمت فائر نہ کرتی لیکن میری یہ سوچ احمقانہ تھی۔ تہذیب پر جو کچھ بیت رہی

تھی اس کے تحت اس وقت صورت حال ایسی نہیں تھی کہ وہ سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کر پاتی۔ میں نے اس کی طرف دوڑنے کا سلسلہ جاری رکھا اور تہذیب مجھ پر مسلسل فائر کرتی رہی۔ التیراب میں بہت محتاط ہو گیا تھا اور گھوڑے کو اس طرح ادھر ادھر ہٹا کر دوڑا رہا تھا کہ میرا نشانہ نہ لیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی میں اس کے پستول سے چلنے والی گولیاں کو بھی گتاجار رہا تھا اور جب مجھے اندازہ ہو گیا کہ تہذیب کا پستول خالی ہو گیا، تو میں نے گھوڑا اس کی سپرد میں ڈال دیا اور ان کی آن میں اس کے سر پہنچ گیا۔ تہذیب خوفزدہ انداز میں دوڑ رہی تھی۔ اس نے ٹھیک کر میری طرف پستول تانا اور پھر فائر کیا۔ لیکن پستول سے جھجک کی آواز نکل کر رہ گئی تھی۔ تب میں نے اسے آواز دی۔

”تہذیب... تہذیب مالک ہمیں اخوت زدہ مت ہو، مجھے بچاؤ میں کون ہوں؟“

پتا نہیں اس نے میرے الفاظ اور میری آواز پر غور کیا یا نہیں۔ لیکن ایک بار پھر وہ ٹھوکر کھا کر گئی تھی، تب میں گھوڑے کی پشت سے کود کر اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ ”میں علی ہوں تہذیب! علی بارخان!“ میں نے کہا اور وہ بڑی طرح متحوش ہو گئی۔ اس نے گمنیوں کا سہارا لیا اور اٹھ کھڑے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر شناسائی کے آثار تھے پھر اس نے جلدی سے میرا گریبان پکڑ لیا۔ اس کے دانت چمکنے ہوئے تھے اور پھر پھنچے ہوئے منہ سے آہستہ سے آواز نکلی۔

”علی، علی، علی... اور اس کے بعد اس کی گردن ایک سمت ڈھلک گئی۔ میں نے اسے گردن سے پھلانگے کے لیے اپنے بازوؤں کا سہارا دیا تھا۔ تہذیب کی گردن جیسے بازوؤں میں جھول رہی تھی۔

مسٹر ہوگن ابھی کافی دور تھے لیکن آہستہ آہستہ میرے قریب آتے جا رہے تھے۔ میں نے آہستگی سے تہذیب کو برف پر لٹایا اور ان کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد مسٹر ہوگن جیسے قریب پہنچے گئے اور انھوں نے مضطر بنا لیے میں پوچھا۔ کیا ہوا؟

”یہ بے ہوش ہو گئی ہے“ میں نے جواب دیا۔

”میں نے اسے تنہا آ دی کو پھانگتے دیکھا تھا اور وہ دونوں باقی دونوں“ میرا خیال ہے... ”مسٹر ہوگن“ میری مدد کیجیے، اب میرے ساتھ گھوڑے پر سوار کر دیجیے۔ میں نے کہا اور مسٹر ہوگن گھوڑے سے اتر آئے۔ تب میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ میں نے تہذیب کی رائفل میں آہدہ دے کر اڑھائی مسٹر ہوگن نے مجھ سے سہارا دیا اور

[illegible]

اسی ان کو خلافتوں کی طرف رخ کرنا سب نہیں تھا کیونکہ
اس طرح تہذیب کو منہمالے رکھنا مشکل ہو جاتا چنانچہ ہم نے
یہی نیچے سامنے کی سمت چلی ڈیسٹر ہو کر میری رہنمائی کر دی ہے
تھے۔ انھوں نے راستے طے کرتے کرتے کہا یہ جو اس طرف ہے
مجھے بھی راستہ نہیں معلوم لیکن اتنا ہی جانتا ہوں کہ اگر ہم اسی سمت
چلتے رہے تو کمپ تک پہنچ جائیں گے اور خلافتوں کی ہو سکتا ہے
اور شکاریوں کی خاطر بھی بدستور رہے گا۔
اس کو کہہ کر بھی بدستور ہو کر اسے سمجھاؤں ہے کہ آپ کو
پریشان ہونا پڑا۔

”خیر۔ میں تو صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ وہ لاشیں! وہ دونوں لاشیں مقامی پولیس کے لیے تشویش کا باعث بن جائیں گی، کہیں ہر کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں؟“

اسپاؤنڈر چلے ہیں مگر یونکر لڑائی کی زندگی خطرے
 تھی، وہ اسے اٹھا کر بچے تھے، پتا نہیں ہے چار دیوے کے ساتھ
 کیا واقعات پیش آئے ہیں کیا ایک غلام لڑائی کی مدد کرنے
 کے لیے ان غلاموں کو کبیر کر داتا تک پہنچانا مناسب نہیں تھا؟
 ”نہیں نہیں“ مجھے تم سے اختلاف نہیں ہے مگر ان کی
 رست... کچھ اور کیا بھی تو نہیں ہاں سکتا تھا فوری طور پر اگر کم
 سب کچھ نہ کرتے تو وہ لڑائی کو مارتے۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے،
 کچھ ہونا تھا ہرچیز اس کے بارے میں سوچنا ہے کہ اسے

وہ شریف افسوس آدمی ان دونوں کی موت پر افسوسہ تھا۔
 اس کی موت حال کا احساس بھی اسے تھا۔ پھر بھلا وہ کیا بل
 تھا۔ ہمیں کافی فاصلہ طے کرنا پڑا اور اس کے بعد ہم اس
 پانچ گنٹے جہاں مشربوگن نے اپنا پڑاؤ ڈالنا تھا اور جہاں سے
 سکار کے لئے نکلے تھے۔ لو کے اور لوکیاں ابھی تک جاگ
 تھے اور چاندنی راست کا جشن منایا جا رہا تھا۔ رقص و موسیقی
 واپس آ رہی تھیں۔

”ادب و جود جو اہم نے دیکھا“ یہ وہی شخص تھا کہ پڑھ جانے کی
 سب کے سب نکالت گئے تھے۔ جو کہ جو ہم اچانک اور غیر متوقع
 طور پر اس پہنچے تھے اس لیے سب کے سب بھروسہ ٹکڑا گئے

اور یہ جو اس ساتھ ایک تیسرا مرد دیکھ کر ان کی آنکھوں میں
حیرت کے آثار نظر آئے تھے۔ تب مشرعوں نے کہا دیکھو کیا
مجھے ہر اولیٰ کو سہلانے کے نیچے آگاہ ہے ؟
چنانچہ سب دوڑ پڑے اور تندیابان گھبراہٹ میں کھاتھوں
آٹھ پیچے میں لے جایا گیا۔ سب کی آنکھوں میں دلچسپی کے
آثار تھے۔

محبوب سے پہلے تم اس کی چوڑوں کو دیکھو۔ مسٹر ہوگن نے
مجھ سے کہا۔ "میں سکر پاس فرسٹ ایڈ کس ہے۔ پاسکل اڈرا
جلدی سے فرسٹ ایڈ کس اٹھاؤ۔"
لوہاڑوں نے جھاگ جھاگ کر ہوگن کے حکم کی تعمیل کی تھی
میں میں ایک لڑکی شاید آکر بھی تھی مسٹر ہوگن نے نعدا س کے
پیر و کردی تھیں۔ تہذیب انکا ایکس کے بدن پر کوئی خاص چرٹ
میں آئی تھی، اس گسٹے سے جسم کے بعض حصے چھل گئے تھے جن
سے خون بوس رہا تھا، چٹا نیچرواں پر لڑکھائی کر دی گئی اور اس کے کمر
تھر پڑا کر مومر کے کبل سے ڈھک دیا گیا۔

سب کو مطمئن کر دیا۔ یہ لڑاکا ایک حادثے کا شکار ہو گئی تھی،
لیے جاری کچھ ایسی حالت میں تھی کہ ہمیں اس کے لیے اپنا پروگرام
تعمیل کرنا پڑا۔“

اس وضاحت کے بعد کسی نے کوئی سوال کرنے کی ہرارت
کی تھی۔ میرے تہذیب دانکم ایس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ وہ
بہوش تھی میں جانتا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ جوش میں آجائے
گا، حال اسے اسی طرح آرام کرنے دیا جائے۔

سرسبز ہونے کی آواز دے رہا تھا جیسے کہ پاس بیٹھنے لگے تھے پھر
نے ان سے کہا کہ مسٹر جوگن! آپ آرام کیجیے، میں اس کے
وجود ہوں۔“

میرا خیال ہے تم بھی اگر رام کرو تو کوئی ہرج نہیں ہے بولے
سے منتر پڑھاؤں دیر، کیونکہ اسباق چار دی کے لیے
مکمل خطہ میں ڈال دینا عام لوگوں کا کام نہیں ہوتا۔ تم نے
رج شدہ خطہ ہولے میں کس لڑکی کو رکھ رکھاؤں سے میرے
تہا راری وقت پر جمع ہو گئے ہیں۔“

”فکر بہ فطر ہو گن! میں سمجھتا ہوں کہ میری جگہ آپ بھی ہوتے تے۔“

”ہاں کرنا تو کسی چلبیسے تھا لیکن بیٹے کے عمروں کا فرق بھی ایک
دیکھنا ہے۔ میں اتنی مستعدی سے وہ سب کچھ نہیں کر سکتا
نہے کر لیا۔“

ایک بار پھر شکریہ ستر ہو گئی۔ براؤن کم اسب آپ

۱۲۸

”میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔“

”اگر وہ لوگ لڑکی سے کوئی خاص ہی نسبت رکھتے ہیں تو کیا وہ ہمیں تلاش کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ ان میں سے ایک شخص فرار بھی تو ہو گیا تھا؟“

اس کا ارکان کو بے ستر چھوٹا ایسا ایک بات کا ہے
 یقین ہے کہ وہ یہ کہ ان میں سے کوئی بھی نہیں پہچان نہ سکا تھا۔
 ظاہر ہے کہ گھوڑوں کی بھی کوئی پہچان نہیں تھی کیونکہ اس قسم کے
 بے شمار گھوڑے ان میدانوں میں دوڑ رہے ہیں اس لیے اس
 وقت تک جب تک کہ یہ لڑکی سامنے نہ آجائے گا اس لیے
 کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جس کا خیال رکھیں گے؟
 ”محبوب کو گئے کیا؟“

”کچھ نہیں؟ اس کے ہوش میں آجائے گا انتظار اور اس کے بعد جو بھی صورت حالات ہوگی اسی کے مطابق کام کیا جائے گا۔ اگرچہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑی ہوئی ہے تو ہم ملے ان کے پاس پہنچا دیں گے اور اگر کوئی اور دیکھ روائی اس سلسلے میں ضروری ہوئی تو وہ بھی کی جائے گی۔ میرا خیال ہے تھوڑی سی کنفی الحال کوئی بات نہیں ہے۔“

”ٹھیک ہے، تم اس کیس پر جو اداس کا خیال رکھو۔ اگر ہوش میں نہ آئے تو تم بھی یہیں سو جانا۔ بھئی شکاری زندگی میں نہ کیلینف تو اٹھنا ہی پڑتی ہیں، تم اس لیے کوئی بستر مہیا نہیں کیا جا سکتا۔“

”کوئی بات نہیں مسٹر ہوگن! مجھے اس کی حاجت بھی نہیں ہے۔ میں نے کہا اور مسٹر ہوگن خیمے سے نکل گئے۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ لوگ میرے ساتھ آئے ہوں۔“

کے ساتھ ایک بیکہ کے لیے ضروری تھی۔ تندرہب نامک ایک کھوکھلا گھاس کا حال میں دیکھ کر میرے دل پر جو بیت مدی تھی وہ میں ہی جانتا تھا۔ اس لڑکی سے مجھے عشق نہیں تھا، مجھے اس سے بہت زیادہ آنکسیت بھی نہیں تھی، بس اس کے فوہیے میری کچھ ضرورتیں پوری ہوتی تھیں۔ ہاورٹس جان نغنی تھی، گھاس کام کے لیے مجھے ایک طویل وقت گھمٹے دل میں گزارنا پڑا تھا اور نہ جلتے کیسے کیسے ہر کام

مختصر یہ ہے کہ مجھے اپنے ان جذموں کی اس کمین کا موقع ملا تھا جو میرے سینے میں موجزن تھے۔ میرے وجود کا ایک ایک ذرہ اس مقصد کے لیے وقف تھا جس کے لیے میں نے اپنا مستقبل تیار کر لیا تھا اور اس کے بعد انہر برق سے ملاقات اور باقی جو تمام

افغان پش آئے تھے، وہ میرے لیے خاصی دلکش کامنت تھے۔
 لیکن ان سب کا سبب تہذیب نامکرم اور میری نئی اور اسباب یہ
 است میرے لیے بہر حال ایک غلط سبب تھی کہیں لے اس
 بچی لڑکی کو دھوکا دے کر اپنا مقصد پورا کیا۔ اب جب مجھے وہاں
 حال مل ہی تھی تو میں کسی طور پر غظ اناز نہیں کر سکتا تھا جب کہ
 بیسکرول میں یہ خواہش تھی کہ زندگی کے کسی بھی حصے میں
 تہذیب نامکرم ایچس کے اس نقصان کا ازالہ کر دیا جائے یہ ہے
 انھوں پہنچا تھا۔ اور اتفاقات نے مجھے فوراً ہی یقین فراہم کر دیا
 تھا لیکن صورت حال خاصی الجھی ہوئی تھی وہ کوئی لوگ تھے جو
 تہذیب نامکرم ایچس کو نقصان پہنچا چاہتے تھے اور اس نقصان
 کی نوعیت کیا تھی؟ کیا وہ اسے ہلاک کرنا چاہتے تھے یا صرف گزند
 کرنا چاہتے تھے اور اگر تو میری کرنا چاہتے تھے تو میں، لیکن یہ سب
 کچھ تو تہذیب کے گوش میں آئے کہ بعد ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

رات تقریباً تین بجے بھی اور اس بدوش کی گاہِ اعلیٰ چاند
چھپ گیا تھا اور سناٹا پانچا دن بہت پہلے ہوا تھا۔ بدوشاں نے
تہذیب کے حلق سے کراہ کی آواز سنی اور چونک کر سیدھا ہو گیا۔
میری بی بی نکلا جی اس کے کمرے پر جی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ اس
کے نزدیک پہنچ گیا۔ میٹھے میں ایک چھوٹا سا بیڑی لبیب بدوشن تھا
جو میدانِ خاص طور سے بدوشن رکھا گیا تھا اور نہ دوسرے خیموں
کے لبیب کچھ جیکے تھے۔ اس لبیب کی مدھم بدوشنی میں اس نے
تہذیب کو انھیں کھولے ہوئے دیکھا اور اس کے بالکل زندہ
کھسک آیا۔ چند لمبے وہ بالکل خالی الدین کے عالم بھی نیچے کی چھت
کو گھومتی رہی پھر مجھے اسے جوش نکلیا اور اس نے توشہ افرازا
آٹھنے کی کوٹیشن کی عمر میں سے نہایت نرمی سے اپنا ہاتھ اس سے
کانٹھے پر رکھا۔

”تمذیبِ اہلِ علی نے فکرِ دین کو مجھے بچاؤں کی بجائے بچاؤں سے بچا دیا۔ تمذیبِ اہلِ علی نے میرے ساتھ جو کچھ اس نے مجھے دیکھا، وہ جتنی دیر اور جہمِ راستہ آہستہ آہستہ انھیں بند کر دیں۔ اس کے چمے پر عیسیت سے تاثرات ابھر کر آئے تھے۔ ”تمذیبِ اہلِ علی اگر پوش میں لٹکی ہو تو قاب انھیں کھولو، مجھ سے باتیں کرو، مجھے بچاؤں سے بچاؤں میں علی بارِ حالان ہوں۔ کیا تمھارے ذہن میں میرا نام نہیں ہے

اس نے انھیں کھول دیں اور میں نے اس کی آنکھوں کی
 ٹہنی دیکھی وہ وہوں کو رو سے آنسوؤں کے دو قطرے جیسے
 اور اس کے دونوں سمت بہہ گئے۔ میں نے ان آنسوؤں کو دیکھ کر
 لیا تھا اور مجھے بے پناہ غمازت کا احساس ہوا۔ یہ آنسو
 بہت سی کہانیاں سناتے تھے۔

میں نہ ہوئی سے کسی دیکھتا ہوں اور پھر میں نے اس کو دیکھا ہے
میں کہا: "تہذیب ملیر! پلیر تہذیب! اچھے بات کرو۔ تھکے
اس کو دیکھنے کے لیے بہت قیمتی ہیں، کیا میری یہ درخواست قبول
کر لو گ تہذیب؟"
اس نے انھیں کھولیں مجھے دیکھتی رہی اور پھر دونوں ہاتھ
اٹھا کر سونٹک کر لیے پھر ہر دستے ہلکی سی سوری علی اسوری ا
میری وجہ سے تمہیں پریشانی اٹھانا پڑی ہے؟"
"نہیں تہذیب مجھے ذلیل نہ کرو" ایسی کوئی بات نہ کر میری
درخواست ہے تم سے؟"
وہ عجیب سی لگا ہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر ہلکی سی علی اہم یہاں
کیسے پہنچ گئے؟ میں تو غائب دنیا میں ہی کبھی یہ نہیں سوجھ سکتی
تھی کہ تم مجھے اس طرح، اتنی جلد دوبارہ مل جاؤ گے۔ منصوبے کو
بہت سے تھکے میرے ذہن میں، سوچا یہی تھا کہ ملوں گی ضرور تم سے
خواہ کچھ بھی ہو جائے تم سے ملاقات ضرور کروں گی لیکن اتنی جلد میری
یہ خواہش پوری ہو چکی تھی اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا؟"
"تہذیب! اگر مجھ سے بوجھ تو درحقیقت یہ میری زندگی کی
سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ میں نے ایک نازک مرحلے پر نہیں
مصیبت سے بچا کر یوں بھولنے آپ با احسان کیا ہے؟"
"میں اٹھ کر بیٹھ جاؤں؟ میرا خیال ہے میرے جسم پر کوئی گدا
زخم نہیں ہے مجھے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا؟ تہذیب
نے کہا۔
"ہاں اٹھ جاؤ، میں تمہاری کوئی مدد کروں؟"
"نہیں پلیر! بالکل نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟"
"یہ کہاں ذرا تفصیل سے ہی سناؤں گا۔ تم اگر بے بسی وقت
محسوس کر رہی ہو تو آرام سے لیٹی رہو کوئی جلدی نہیں ہے بہت
وقت ہے ہمارے پاس؟ میں نے کہا۔
"نہیں میں ٹھیک ہوں علی یقین کرو بالکل ٹھیک ہوں اس
نے جواب دیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ عجیب سی حالت ہو رہی تھی اس
کی اندھیرے ایسا بھی احساس تھا۔ میں بھی یقیناً اس وقت عجیب سی
کیفیات کا شکار تھا۔ دل کی گڑبگ میں درحقیقت تہذیب
ماں کیسے کے لیے کوئی ایسا جذبہ موجود نہیں تھا جسے عشق کا نام دیا
جاسکے لیکن اس کے باوجود مجھے اس سے بے پناہ دوست محسوس
ہو رہی تھی دل کا ہر تھکا کر اس کے لیے وہ سب کچھ کروں چاہنے
کسی عزیز اپنے کسی پیارے کے لیے کیا جاسکتا تھا۔ بہت عزمانی
سی کیفیت ہو رہی تھی میری جس کا اظہار شاید میرے ہر سے بھی
ہو رہا تھا تہذیب کی بارگاہ میں اٹھا کر مجھے دیکھ چکی تھی اور پھر اس کے
ہاتھوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"علی تم... تم عجیب سے انداز میں مجھے دیکھ رہے
ہو؟" اس نے کہا۔
"ہاں تہذیب! اس میں کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار
تھیں تاہم یہ تھا؟"
"ہاں؟ اس نے ناز بھرے انداز میں کہا۔
"یہ بتاؤ کمزور کروں تم سے، معافی مانگوں یا پھر
یا پھر...؟"
"اگر تم نے ایسا کیا علی تو میں خود اپنی ہی لگاؤ میں ذلیل
ہو جاؤں گی میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ غلطی میری ہی تھی۔ میں بہت
کچھ نظر انداز کر چکی تھی، میں بھول چکی تھی بلکہ کافریتوں کا ذہن میں
طالب علم جو زمانہ طالب علمی میں اپنا ایک مقام رکھتا تھا اس کے
آپ کو منہ اچکا تھا اگر وہ کسی مقصد کے لیے اپنا مستقبل قرب
کر دے تو پھر وہ اس مقصد سے کیسے ہٹ سکتا ہے۔ مجھے بالکل
چاہیے تھا کہ غلطی تو میری ہی تھی۔ میں نے یہ بات کیوں نظر
کر دی تھی کہ تم فلسفین مفادات کے لیے اپنی زندگی وقف کر کے
کسی ایسے سلسلے میں بھلا کسی کی مدد کیسے کر سکتے ہو جس میں فلسفین مفادات
کو خطرہ لاحق ہو گئے ہیں بلکہ جو کچھ ہو رہا تھا وہ اسراہیلیوں کے حق
میں جانا تھا، میں یہ بات بالکل بھول گئی تھی کہ میرا حق جس میں
نئے تھیں شریک کیا تھا صرف والٹومبا کے کام میں ہے بلکہ
اس کے لیے پشت اسراہیل حامد کی کارفرما ہیں جب تھیں اس وقت
کا جو حق تھا اس طرح اسراہیلیوں کو گھٹے ملی ہیں ایک اہم کام کے
کا جو حق تھا اسے تو تم اس سلسلے پر دو گرام کے خلاف ہو گئے
اور تھیں بڑا بھی چاہیے تھا۔ تمہاری یہ سوچ بھی درست تھی علی
کہ میں تمہارا حق اٹھانے دار نہیں تھی اور وہ سب کچھ میرے لیے تھا
نہیں ہو رہا تھا اس لیے تم مجھ پر اعتماد نہیں کر سکتے تھے۔ سنا علی
تم نے، میری باتوں کو بھول نہ جھٹا مجھے آج بھی یہ اعتراف کرنا
اگر معاشرہ میری ذات کا ہوتا تو تم مجھ سے ضرور کر دیتے
کہ والٹومبا کے امداد سے اٹھتا تھا لوں اور اس انقلاب کو
کامیاب ہونے دوں۔ اب اس موضوع پر مزید کچھ نہ کہنا
تم... اور یہ بھی موت سوچنا کہ تمہاری ذات میرے لیے کسی قدر
کا باعث بنی ہے۔ میں تو ان چیزوں کی بے پناہ قدر کرتی ہوں
تھا میرے سینے میں جو زبان ہیں۔ غلطی میری ہی تھی، تم نے مجھے اپنے
میں سب کچھ بتا دیا تھا لیکن میں اس نقطے پر غور نہ کر سکی اور ایک
بات اور بھی سن لوں! میں بھی کسی غلطی فطرت کی مالک نہیں ہوں
اگر مجھے اس بات کا احساس ہو جاتا تو یقیناً میں تمہارے جذبات
کو ٹھیک سے پہچاننے کی کوشش نہ کرتی۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا
کہ میں ذاتی طور پر اس شخص سے کنارہ کش ہو جاتی اور تمہاری ہر

بن جاتی۔ ہاں علی! اس کے دل میں تمہاری ایسی ہی وقت، ایسی
ہی محبت ہے؟"
تہذیب مالک آپس نے مجھ پرانی پانی کدیا تھا دل کے
کچھ ترس گوشوں میں ایک جھوک سی اٹھی تھی وہ احساسات جن
سے میں ہمیشہ دور رہنا چاہتا تھا؟ آہستہ آہستہ بھرنے لگے تھے۔
زندگی میں کسی ایسی شے کا وجود نہیں تھا جسے میں اپنی زندگی کے
مقصد پر فوقیت دوں۔ محبت نہیں ہوتی تھی کسی سے۔ ہاں، کچھ
کردار سامنے آئے تھے جو مجھے متاثر کر گئے تھے اور صرف انہیں
ان میں سب سے نمایاں ویژگیت رکھتی تھی لیکن وہ بھی میرے دل
کے ان نازک گوشوں کو نہیں چھو سکی تھی جن میں محبت پرورش پاتی
ہے۔ تہذیب مالک آپس کا یہ پناہ اعتماد اور اس کی زبان سے
نکلے ہوئے یہ الفاظ بڑی اہمیت رکھتے تھے اور مجھے ان کے لیے
یہ آواز میرے سینے کے خول میں داخل ہو کر دل کے ان نرم گوشوں تک
پہنچ رہی تھی جو اتنا ہی حساس ہوتے ہیں۔
میرا ہاتھ بے اختیار اس کے بالوں پر پہنچ گیا، میں نے
زیر ہوشیوں میں کہا: "ہاں تہذیب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں
نے اپنی زندگی فلسفین مقامات کے لیے وقف کر رکھی ہے تم سب
کچھ جانتی ہو تہذیب میرے لیے میں بلاشبہ تم سب کچھ جانتی ہو۔
میں تمہارے سامنے ایک غلطی غلط نہیں ہوں گا۔ درحقیقت اس
وقت تک میں تم سے بالکل غلط تھا جب تک مجھے یہ علم نہیں
ہوا تھا کہ والٹومبا کے اسراہیلی مفادات کا حامی ہے۔ میرے ذہن
میں تبدیلیاں اسی وقت رونما ہوئیں جب یہ بات میرے علم میں
آگئی کہ ایک اسراہیلی منصوبہ گھٹے میں ہی جی میل پارلہ ہے اور
والٹومبا کے اس کا سرپرست ہے۔ میں یہیں سے میری زندگی رو
بیلٹ گئی اور تہذیب! تم خود سوچ سکتی ہو کہ جس مقصد کے
لیے میں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے مجروح ہوتے ہوئے
میں کبھی نہیں دیکھ سکتا تھا؟"
"اس سلسلے میں مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ کیا یہ
بستر نہیں ہو گا کہ تم اب اس خیال کو ذہن سے بالکل نکال دو؟"
"بہت شکوہ تہذیب! بہت بڑی بات ہے یہ۔
اس سے تمہاری عظمت کا احساس ہوتا ہے اور اس کے بعد
میرے ذہن میں جو سوالات پیدا ہوں گے ان میں انھیں تم سے
ضرور پوچھوں گا اور مجھے یقین ہے کہ تم ان کا بالکل صحیح جواب
دو گی؟"
"ہاں کیوں نہیں؟ تہذیب نے اسی اعتماد سے کہا۔
"یہ سب کیا تھا تہذیب؟ وہ کون لوگ تھے تم اس طرف
کیسے نکل آئیں؟ میں یہ سب کچھ جاننے کے لیے بے چین ہوں؟"

تہذیب کے ہاتھوں پر ایک آواز سی مسکراہٹ پھیل
گئی، پھر وہ ہلکی سی گزرتی ہوئی والٹومبا کے کدو کے لیے میں نا کام
ہو گئی اور اس کی تمام تر فتنے داری مجھ پر ڈالی گئی۔ حقیقت بھی
یہی تھی علی کی میری وجہ سے گرین پول کو کتنی منصوبہ بندی نہ کر سکی۔
ان لوگوں کے اختیارات لامحدود ہیں اور وہ بہت کچھ کر سکتے ہیں
میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اگر والٹومبا کے زندہ ہونا اور کسی طرح اپنے
جان بچانے میں کامیاب ہو گیا ہوتا اور اس کے تمام وسائل ختم
ہو گئے ہوتے تب بھی گرین پول اپنی طاقتوں سے کہہ جاتا کہ وہاں
کے لیے کوئی زبردست منصوبہ بندی کر سکتی تھی۔ اس شکست
اور اس ناکامی کے اسباب کا تجزیہ کیا گیا اور اسی وقت مجھے
ترکست میں لے لیا گیا جب ہمیں گھٹے ملے نہ لگا لگا تھا۔ ہم
میں سے کچھ لوگ صرف دکھاوے کے لیے ملک بدر ہوئے لیکن
مجھے تحقیقات کے لیے نہیں رکھا گیا۔ البتہ گھٹے مل کے دارالحکومت
سے ہٹ کر ہم اس طرف آ گئے تھے یہاں مجھے زیر نقشہ دکھا گیا اور
وہ تمام معلومات مجھے حاصل کی گئیں جو اس سلسلے میں کی جاسکتی
تھیں اور اس کے بعد انھوں نے مجھے جرم گردانا اور میرے تمام
اختیارات چھین لیے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے موت
کی سزا بھی سنائی گئی۔ اس علی مارنے کو بھی نہیں چاہتا تھا اس لیے
کوشش کر کے ان کے درمیان سے بھاگ نکل، اس کے بعد ان
سے مجھے کا مسئلہ تھا جو سب سے زیادہ دشوار ثابت ہوا۔ وہ
مستقل میرے تعاقب میں تھے، خاص طور پر آنکھ چولی ہوتی رہی۔
آخر میں ان سے جان بچانے کے لیے ان برٹانی علاقوں کی سمت
نکل آئی لیکن یہاں بھی انھوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس پر مختصر
سی کہانی ہے۔ مقصد یہی تھا کہ مجھے گرفتار کر کے گرین پول کے
پر دو گرام کے مطابق نزلے کو موت دی جائے لیکن تم نے مجھے پھر
بچا لیا؟ وہ بہت سے مسکرائی اور میرے چہرے پر کرب کے آثار
ابھر آئے۔
"تہذیب! معافی نہیں مانگوں گا تم سے کیونکہ تم نے منع کر
چکی ہو لیکن ایک بات کا اظہار ضرور کر دینا چاہتا ہوں۔ تم تک
پہنچنے سے پہلے انھیں مجھ تک پہنچنا ہو گا۔ میرے لیے میں بلا
کی کتنی اور کتنی اللہ تہذیب کی جوشیہیت ہونا تھا۔ وہ کبوں
نہ ہوتی اس نے میرا بازو پکڑ کر اپنا رخسار میرے بازو پر لگا دیا تھا۔
"میں نے تم سے کہا تھا علی کہ میں جینا چاہتی ہوں اور یہ بھی
کستی ہوں کہ ایک مضبوط سہارا مل گیا ہے۔ اب مجھے کسی بات
کی کوئی فکر نہیں رہی۔ ہاں اس کے باوجود اگر موت مقصد ہے تو
یقین کرو کہ اس کے لیے لگاؤں گی۔"
"ہاں تہذیب! ہم یہ جذباتی گفتگو اب ختم کرتے ہیں یوں

بہت ہی سادہ اور سادہ راستے آپ الگ الگ جہیں ہیں بہت اچھا ہوا اگر گرین پول نے خودی تمہیں آزاد کر دیا اور نہ اگر تم مجھے کسی اور پر نشہ میں مل جاتیں تو دوسری درخواست میں تم سے یہی کرنا کہ گرین پول کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ زندگی بسر کرو۔ میرے ان الفاظ نے تہذیب کی انکھوں میں عجیب سی چمک پیدا کر دی تھی۔

”بہت بڑی بات کہی ہے تم نے علی! بہت بڑا سہارا دیا ہے مجھے۔ تمہارے ساتھ زندگی بسر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ہمیشہ کے لیے تمہارا اعتماد حاصل ہو گیا۔“

”ہاں تہذیب! ہم دو دوستوں کی مانند دوسرا سہیلوں کی طرح وقت گزاریں گے اور تہذیب... مجھے اب تم سے یہ کہنے میں کوئی غار نہیں ہے کہ تمہارے لیے میرے دل میں ایک خاص جگہ بن چکی ہے لیکن پہلے ان تاثرات کو کوئی اور رنگ نہیں دے سکتے اس لیے تہذیب کی میری زندگی کا شوق مختل ہے! میں ابھی بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔“

”علی! تم مجھ میں کوئی فرق نہیں کا مقصد یہ نہیں ہونا کہ تمام فاصلے ختم ہو جائیں، پاکیزہ جذبات اپنی ایک الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ اس تمہارا ساتھ ہی میرے لیے کافی ہے۔“

”میں نے اس کا شانہ چھپھپھایا اور آہستہ سے بولا ”ٹھیک ہے، ہمارے درمیان یہ ایک معاہدہ اس وقت تک کے لیے ہے تہذیب جب تک سانسیں ہمارے سینوں میں موجود ہیں اور اگر حالات سے اور وقت نے ہمیں موقع دیا تو ہم اس ساتھ کو دائمی بنا لیں گے۔“ تہذیب کی انکھوں میں مسرت کے آنسو چمکنے لگے تھے اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا تھا۔

”بس اتنا کافی ہے علی! میں اپنا تقدیر پر بھولی نہیں سمجھتی۔“

”چلو چھوڑو! ان باتوں کو! اب میں تمہیں موجودہ صورت حال سے آگاہ کر دوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ گھٹنے بل میں ہنرل ٹیرس کے برسر اقتدار آنے کے بعد میری ملاقات ایک فلسطینی مجاہد سے ہوئی تھی۔ وہ مجھ کو آپس پر دست لے جانا چاہتی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ دراصل اب میں ان لوگوں سے علیحدہ رہ کر کام کرنا چاہتا ہوں اپنی خدا کا رشتہ میں تاکہ میرے اوپر پابندیاں نہ رہیں۔ وہ لوگ اس بات کے خواہش مند تھے کہ میں پہلے کی طرح ان میں سے رہوں میں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہاں سے نکل آیا۔ میں کوئی تلاش میں سرگرداں تھا، مختلف دروازے میں آئے ان میں سے ایک مسٹر ڈی۔ ایچ۔ جی ہیں جو ابھی تک میرے ساتھ ہیں۔ پھر جب میں اس شکار کا وہی حرف آیا تو میری ملاقات

میں کوئی ایک شخص سے ملے گا جسے میں اپنی جان کا نذرانہ دے سکتا ہوں یہاں سفید لوگوں کے شکار کے لیے آیا ہوا ہے۔ یہ کیسب اسی کا ہے مشر جوگن سے میرا کئی گرام رابطہ نہیں ہے بلکہ صرف ہر وہ شکار والی بات ہے۔ جب میں مشر جوگن کے ساتھ سفید لوگوں کے شکار کی تلاش میں سرگرداں تھا تو ہم نے تمہاری بیٹی جینی تھی اور ہم اس تصور کے ساتھ آگے بڑھے تھے کہ میں کسی کو بھاری راضی سے ملے تھی ہونی کوئی زندگی ہو۔ اس کے بعد ان تینوں آدمیوں کا معاملہ درخش آیا جن میں سے دو ہلاک ہو گئے۔ ایک تمہارے ہاتھوں اور ایک میرے ہاتھوں، ایک لڑا کر ہوا میں جاتا ہوں تہذیب کو گرین پول کے نام سے ان اطراف میں تمہیں عزت و تکرار کریں گے۔ لہذا اب میں ایک خاص پروگرام کے تحت یہاں سے نکلتا ہوں۔ جس کی روشنی میں مشر جوگن تمہاری خیریت معلوم کرنے آئیں گے، بہتر یہ ہوگا کہ تم ان کے سامنے ہی ہوش میں آؤ۔ میں ان سے یہی کہوں گا کہ تم رات بھر بے ہوش نہ رہو یا سوئی نہ رہو۔ صبح کو تم ہوش میں آؤ گی تو بہت خوف نہ ہو گے کا مظاہرہ کرو گی۔ تم یہاں کو گی کہ تم کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتیں، پس اتنا ہی بتا سکتی ہو کہ وہ خطرناک لوگ تمہیں اغوا کر کے کہیں لے جانا چاہتے تھے اور تم جان بچا کر نکل بھاگ جاتیں۔ اس کے بعد تم یہ درخواست کرو گی کہ تمہیں کالو کیپو پینچو یا جیلے ڈوال سے تمہارا دستہ خود منتخب کرو گی اور پھر میں تم کو لے کر روانہ ہو جاؤں گا۔ یوں ہم کسی کو شبہ کا موقع دینے بغیر یہاں سے نکل جائیں گے۔“

”ٹھیک ہے“ تہذیب نے جواب دیا اور پھر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ”اب تم بھی تھوڑی دیر آرام کرو، بہت شفقت کی ہے تم سے۔“

”شکر یہ! ہم شکریہ! آپ بھی کوٹ بیل کر سولہ بجے اور اس کوئی زخم تکلیف تو نہیں دے رہا؟“

”نہیں! اس نے کہا اور میرے کہنے کے مطابق کر دیا۔“ لی۔ میں اس سے کچھ فاصلے پر بیٹ کر لیٹ گیا تھا لیکن ذہن پول کی عجیب کیفیت تھی اور میں اس کیفیت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔ صبح ہو چکی تھی اور باہر آوازیں سنائی دے رہی تھیں پھر کسی نے شیعہ کا پردہ اٹھا کر اندر بھاگتا میں جان بوجھ کر انکھیں بند کر کے پڑا ہوا تاکہ کوئی دیر اور سکون سے لیٹا رہوں۔ پھر اس وقت تقریباً آٹھ بجے تھے جب مشر جوگن میرے عجیبے کے اندر داخل ہو گئے۔ فینڈ کا کچھ سا ہو گیا تھا اور مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں کب سو گیا۔ مشر جوگن نے مجھے جھنجھوڑا تو میں نے انکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے بشر پر بڑی تہذیب فائز کیا کہ آپ کو دیکھا وہ بھی شاید گہری نیند سو رہی تھی۔

”دوسری شہر! میں تمہیں جگہ لے پر مجبور تھا، اس طرح بچے ہیں۔“

”کوئی خاص بات تو نہیں مشر جوگن؟ میں نے پوچھا۔“

”نہیں۔ تمہارے نزدیک جو بات خاص ہو سکتی ہے، وہ نہیں ہے۔“

”شکر یہ! آپ نے مجھے جگہ دیا اچھا کیا۔“

”یہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی! کیا اس کی یہ طویل بے ہوشی قابلِ توجہ نہیں ہے؟“

”کیا کیا جا سکتا ہے؟ میں کافی دیر تک جاگتا رہا لیکن اس کے جسم میں جھنجھٹ نہیں ہوتی۔“

”ایک منٹ! میں ریٹا کو بلانا ہوں۔“ ریٹا وہی لڑکی تھی جو ڈاکٹر تھی اور جس نے رات کو تہذیب کی دیکھ بھال کی تھی۔ ریٹا کے ساتھ دوسرے تمام لوگ بھی اندر آ گئے تھے اور اس کے بعد ریٹا نے تہذیب کا جانچنا شروع کیا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تہذیب اس وقت سو رہی ہے یا صرف اداکاری کر رہی ہے لیکن چند ہی لمحات کے بعد ریٹا نے اعلان کیا کہ وہ بالکل ناطل ہے اور ابھی چند لمحات کے بعد جاگ اٹھے گی۔

چند منٹ بعد تہذیب نے ایسا ہی کیا تھا۔ اس نے انکھیں کھول دیں پھر اسے جو کچھ کرنا چاہیے تھا اس نے ہی کیا شدید حیران کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس نے اپنی مختصر کمال نشانی اور خوف زدہ عجیبے میں بولی۔ ”آپ لوگوں نے مجھ پر احسان کیا ہے، ایک آخری احسان اور کروں، مجھے کالو کیپو پنچاویں، پینچ! میں فوراً وہاں جانا چاہتی ہوں۔“

”تمہاری خواہش پوری کی جائے گی لی! اب لوگ اسی لیے تمہیں جان لائے تھے کہ ہوش میں آنے کے بعد تمہیں تمہاری منزل پر پہنچا دیا جائے لیکن ان لوگوں کے خلاف اگر کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہو تو ہم سب تمہاری مدد کرنے کو تیار ہیں مشر جوگن نے کہا۔

”آپ کا بے حد شکریہ جناب! لیکن میرے لیے سب سے موزوں بات یہی ہے کہ آپ مجھے فوراً کسی کے ہمراہ کالو کیپو بھیجا دیں۔“

”کیا خیال ہے؟ مشر جوگن نے مجھ سے پوچھا۔“

”میں یہ فرض انجام دینے کے لیے تیار ہوں مشر جوگن! مجھے اس میں کوئی وقت نہیں ہوگی۔“

”تب پھر تم ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا لے جاؤ اور اسے کالو کیپو پنچاؤ۔ اگرچہ ہوتو میں بھی تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔“

”نہیں نہیں زیادہ کچھ بھڑکاؤ! سب جہیں پہنچیں اور میں آپ کو زیادہ تکلیف بھی نہیں دینا چاہتی۔“ تہذیب نے بے بسی سے کہا۔

”ٹھیک ہے لی! اب میں بے حد افسوس سے ہلاش کر رہا ہوں۔“

”پینچ! دیر نہ کیجیے، مجھے بہت جلد واپس پہنچ جانا چاہیے ورنہ میرے لیے خطرات بڑھ سکتے ہیں۔“

”کچھ ناشتا وغیرہ تو کرو۔“ مشر جوگن نے پیش کش کی اور اسی وقت ہوش میں آئی ایک بیٹی اٹھ کھڑی لیکن ایک جگہ بے اندر آ گئی۔

بالآخر ہم دونوں نے ایک ایک کپ کافی لی۔ مشر جوگن کا گھوڑا میں نے شکر کے ساتھ قبول کر لیا تھا۔ اس طرح میں.....

تہذیب فائز ہو کر کالو کیپو پنچاؤ۔ میں نے راضی ہو کر بولی تھی اور راستے کے ہر لمحہ خطرے کے لیے تیار تھا لیکن دن کی روشنی میں شکار یوں کی زیادہ تعداد یہاں گردش کرتی ہوئی نظر نہ آئی تھی اور کسی ایسے حادثے کی افواہ بھی نہیں ہو رہی تھی جو ہمارے لیے پریشان کن ہو سکے۔

کالو کیپو پنچاؤ کا سفر طے کر لیا گیا اور اس کے بعد میں نے گھوڑے وغیرہ واپس کر دیے۔ کالو کیپو پنچاؤ کے بعد میں نے برق رفتاری سے ہنرل کرنا کیا اور بغیر کسی خاص وقت کے ہنرل پہنچ گیا۔

میرے ہنرل کے کمرے میں پہنچنے کے بعد تہذیب فائز ہو کر اس نے سکون کی گہری گہری سانسیں لی، اور گھٹنے ”یقین کرو میں اس قدر خوف زدہ تھی کہ بیان نہیں کر سکتی عجیب بات ہے، اس سے قبل میں نے اپنی زندگی میں اتنا خوف کبھی محسوس نہیں کیا تھا علی۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ تم سے بچھڑنے کے بعد سے میں مسلسل خوف زدہ رہی ہوں علی۔“

”شکر یہ تہذیب! اس میں بھی میری ہی سائنس کا پہلو چھپتا ہے میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔“

”تو پھر اس میں شکریہ لے کر کیا بات ہے! شکر یہ کہ تم میرے الفاظ کے اثر کو ہلکا کر رہے ہو۔“ تہذیب نے بے بسی سے کہا۔ اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور میں بیچھل گیا۔

دروازہ کھولا تو مشر ڈھک کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا اور پھر اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ تہذیب کو مختصر ڈھک کے بلے میں

مارشل آرٹ

کے ذریعے اپنی اور
دوسروں کی حفاظت کیجیے



ابتداء سے
ایک بیلٹ تک
کراٹے
سیکھیے

- اس کتاب میں وہ تمام مشقیں دی گئی ہیں جو کہ ابتداء سے ٹیک بیلٹ تک کی جاتی ہیں۔
- ان مشقوں پر عمل کرنا انتہائی آسان ہے کیوں کہ ہر مشق تصویر کے ذریعے بھی دکھائی گئی ہے۔
- ۶۵۰ سے زائد تصاویر۔
- ہر تصویر کی مکمل وضاحت آسان اردو میں کی گئی ہے۔

قیمت ۳ روپے ڈاک خرچ ۱۰ روپے

مکتبہ نفیس : پوسٹ بکس نمبر ۹۴۴، کراچی ۱

بتا چکا تھا لیکن اس وقت وہ یہ نہیں سمجھی کہ یہ کون ہے ڈھوک
اندرا داخل ہوا ایک لمحے کے لیے غمگینا اور دفعتاً اس کے
حلق سے قہقہہ آزاد ہو گیا۔
”میں جانتا ہوں میں جانتا ہوں کہ انسان کی فطری
جہالت“
”اس سے آگے ایک لفظ بھی نہ کہنا مسٹر ڈھوک! عورتیں
کے صحیح طور پر تجویز کرنے سے پہلے فضول بکواس سے گریز کرنا
چاہیے۔ میں نے اس کی بات ورمیان سے کاٹ دی اور پھر
تندیب کی طرف رخ کر کے بولا: ”یہ مسٹر ڈھوک ہیں جن کا
میں نے نہیں بتا چکا ہوں۔“
”اوہو اوہو سوری میڈم! اگر میرے دوست اہلی سے
تھکارا کوئی رشتہ ہے تو واقعی میں نے اپنے بصر سے اس جملہ بازی
کو ڈال دیا۔ تندیب ڈھوک کو سر سے پاؤں تک دیکھ کر میری
طرف رخ کر کے مسکراتے لگی۔
”تو یہ مسٹر ڈھوک ہیں؟“
”ہاں تندیب! میں تمہیں ان کے بارے میں بتا چکا
ہوں۔ تمہارے آہستہ سے کہا۔
”تندیب! اپنی کھوپڑی میں اس کا مطلب نہیں آیا۔ کیوں
میں تندیب! آپ خود ہی بتا سکتی ہیں؟ ڈھوک بولا۔
”نہیں مسٹر ڈھوک! میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی معذرت خواہ
ہوں۔ تندیب نے کہا۔
”اور میں بھی تم سے معذرت خواہ ہوں مسٹر ڈھوک! اب اس
کو سے میں تمہارا گراؤ نہیں ہوگا۔“
”دیکھو دیکھو! میں بھر کو ایسی بات کہہ دوں گا جس پر تم
مجھے ڈکے لگو گے۔ اب دیکھیے نا! آپ یہ میڈم! اس سے پہلے یہ
صرف میرا دوست تھا اور اب“
”نہیں مسٹر ڈھوک! پھر آپ شمس ذکر کریں، تشریف دیکھیے۔
تندیب نے کہا۔
”شکر یہ شکر یہ! کسی خوب صورت لڑکی کی پیش کش میں کبھی
نہیں ٹھکرا سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ میرے دل میں اس کے
لیے صرف احترام ہو چکا ہے۔ میں تندیب! آپ کا تعارف مجھے
مکمل ہو چکا ہے، میں آپ کو ناشتے کی پیش کش ضرور کر سکتا ہوں اور
مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا ہوگا۔“
”کیوں؟ کیا یہ ناشتے کا وقت ہے؟“
”جیسے تو نہیں۔ لیکن بس مجھے یہی یاد دل چاہتا ہے کہ
ناشتہ کیا جائے۔“
”اچھا دل ہے آپ کا! پہلے ناشتا منگوا لیجیے۔ تندیب

”دہ کیا؟“

”پروفیسر ڈھوک کی شہریت کے ساتھ ساتھ اسے تھماری
نشیت سے بھی آگاہ کر دیا جائے۔“

”اگر تم اس بات کو غیر مناسب نہیں سمجھتے تو مجھے کیا اعتراض
ہو سکتا ہے؟ تمہیں یہ خبر دینا اور اس کے بعد ہم نے فیصلہ کر لیا
کہ پروفیسر ڈھوک کو اپنا راز دار بنالینا مناسب ہے۔ حالانکہ
وہ بعض معاملات میں ایک انتہائی غیر سنجیدہ آدمی ثابت ہوا تھا
لیکن اس بات کے بھی امکانات تھے کہ اگر اس سلسلے میں وہ
سنجیدہ ہو گیا تو کوئی کارآمد مشورہ دے سکتا ہے۔“

اسی رات ہم نے اپنے کمرے میں اسے ڈر پر مدعو کر لیا۔
ڈھوک اتفاقاً طور پر یہ خود تھا اور اس رات اس کا کوئی پروگرام
نہیں تھا۔ ہم نے کمرے میں پہنچا تو کسی قدر ناخوش ہوا۔ مجھے یہ بولا۔
”دیکھو، میری زبان ہندی کر دی گئی ہے“ یہ کہہ کر تھمکے درمیان
”اے“ کے شستے ہیں اور مجھے بھی اس کا احترام کرنا ہے لیکن میری
بات کہنے پر مجبور ہوں کہ مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔“

”سوری ڈھوک اور اصل کم صورت حال سے واقف
نہیں ہو۔ ہم نے اس وقت یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں صورت حال
سے آگاہ کر دیا جائے۔“

”دکرو، دکرو،“ مجھے اس کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ تمہارا
کیا خیال ہے کیا میں اس دوران اس باسے میں سوچتا نہیں
رہا ہوں؟

”کیا سوچتے رہے ہو؟ میں نے مسکاتے ہوئے پوچھا۔
”میں کسی ساتھی لڑکی کے مل جانے کے بعد کم نے بالکل مجھے
دودھ کی کھچ کی طرح نکال پھینکا ہے۔“

”غیر ملکی اتنی بڑی نہیں ہوتی پروفیسر ڈھوک! اس لیے
یہ تشبیہ بے کلام ہے۔ اس کے علاوہ یہ شکایت تو میں بھی آپ
سے کر سکتا ہوں، پچھلی رات آپ کہاں گئے تھے؟ مجھے ساتھ
لیا تھا آپ نے؟“

”میں کیا کروں؟ تم اس دنیا کے آدمی ہی نہیں ہو میں میں رنگ
بکھرتے ہیں۔ سب تم خود سوچو، موت کس وقت لوگس جگہ آجائے
آدمی اس کے بارے میں کیا جانتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ پیدا کیا گیا ہے
انسان کے لیے ہی ہے یا؟ تمہارا مذہب بھی یہی کہتا ہے اور
میرا مذہب بھی پھر انسان ان تقریبات سے اتنا دور کیوں ہے؟
”ٹھیک ہے بھائی! تمہاری منطق تمہارے ساتھ، اصل
معاملہ کچھ اور ہے۔“

”اور وہی میں جانتا جا رہا ہوں کہ وہ کیسا ہے اور وہ کون
سی خاص بات ہے جس کی وجہ سے ایک اچھے دوست ایک
اچھے ساتھی کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ دیکھیے میڈم! میں آپ سے

یہ شکایت کیے بغیر نہیں رہوں گا کہ آپ نے مجھے میرے
دوست کو چھین لیا ہے۔“

”میںیں مسٹر ڈھوک! آپ کا دوست صبح سا لڑکے پاس
موجود ہے۔ آپ اسے حاصل کر لیجیے میں اعتراض نہیں کروں گی۔
تمہیں یہ سمجھنا پڑے گا۔“

”اچھا لڑکی ہو، اچھی بات کی ہے۔ چلو ٹھیک ہے ملگرم اگر کم
ہوں تو کم کر کے بھی اپنا گمراہ دوست بنا لو۔ تم کیا سمجھتی ہو بلکہ تم
دلوں کی سمجھتے ہو مجھے کیا میں اپنا ہی گمراہ آدمی ہوں کہ ہر جگہ
مرغا کی ایک ہی ٹانگہ اٹھتا ہوں پچھلے پچھلے۔ محترمہ اور شرمہ
مجھ سے ملنے کے لیے ملنا مشکل ہے آپ لوگوں کو اس دور میں۔
زندگی میں چند ہی لوگوں کے ساتھ غلط ہوا ہوں اور ان میں سب
صرف تم ہی تنہا آدمی ہو سکتے ہو۔ تم تنہا آدمی ہو۔ اگر میرے
ساتھ ہے اعتنائی کا یہی دور اختیار کیے ہے تم تو بالآخر میں کہیں
چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور اس کے بعد... اس کے بعد میں سمجھ لو کہ
دنیا میں کسی کو اپنا دوست نہیں بنانا پڑے گا۔“

”اے نہیں نہیں مسٹر ڈھوک! چلیے کھانا آگیا، پہلے ہم
آپ کا قصہ نفیس کھاؤں گے۔ تمہارا کھانا کھانسی کو شش کرتے ہیں۔
اس کے بعد آپ کو اصل بات بتا دی جائے گی۔ میں نے ہنستے
ہوئے کہا۔“

ڈھوک خاموشی سے کھانے میں مصروف رہا تھا۔ اس
دوران اس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر میری بات نہ دیکھ لی
نہیں دیکھا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم نے کالنی پنا اور پھر
میں ڈھوک کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”پروفیسر ڈھوک! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ خبر
یوں پھیل رہی ہے زندگی میں ایک گمراہ گھڑی کی نشیت کہتی ہیں۔
”کہتی ہوں گی، مجھے کیا؟“ ڈھوک نے کہا۔

”اے، تم ابھی تک جھٹکے ہوئے ہو۔ اگر میں یہ کہوں کہ
ان کی زندگی شدید خطرے میں ہے تو کیا تم پھر بھی سبے پروا
رہو گے؟“

”کیا خطرہ ہے؟ خطرے کی نوعیت تو بتاؤ؟“
”کچھ ایسے اتنا خطرناک لوگ ان کی تاک میں ہیں وہ انہیں
ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔“

”وجہ؟“ ڈھوک نے پوری توجہ ہماری طرف مبذول
کر دی تھی۔

”ان سے دشمنی۔ یوں سمجھو میڈم تمہیں ہلاک کیا کسی ایک
گروہ سے خشک تھیں۔ میری وجہ سے انہوں نے اس گروہ سے
علیحدگی اختیار کر لی اور اس کے بعد گروہ ان کے پیچھے چلا گیا۔ اتفاقاً

تھا کہ میں نے بروقت موقع پر پہنچ کر ان کی زندگی بچائی۔ ورنہ
شاید وہ کم نعت انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مجھے
”ادھو! اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے ہڈی تو چھوڑنا
پڑے گی۔ سوری میڈم سوری! اور سوری مشراہی! تم لوگوں کی
گوشہ نشینی کی وجہ اب میری سمجھ میں آئی۔“

”بات مذاق میں اڑانے والی نہیں ہے ڈھوک! ہم لوگوں
کو کسی نہ کسی طرح ان کے گھر سے سے نکل جانا ہے۔“
”کیا! خیر اس بات کا علم ہے کہ تم اس چوڑی میں مقیم ہو؟“
”نہیں، قطعی نہیں۔“

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ فوراً ان کے یہاں پہنچنے
کا کوئی امکان نہیں ہے۔“

”ہاں! اس کا امکان تو نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسی
چھوٹی سی جگہ میں کسی کو تلاش کرنا جو تو بھولوں میں ہی تلاش کیا جا
سکتا ہے اور یقیناً وہ اپنے اس فرض سے غافل نہیں ہوں گے۔“
”بات وزن دار ہے۔ تو پھر اس کا کیا خیال ہے؟ اس
تقریب نامک صورت حال سے کس طرح نمٹو گے؟“

”اسی سلسلے میں آپ سے مشورہ کیا جا رہا ہے پروفیسر ڈھوک۔
”صورت حال یہ ہے کہ اگر کم کا لکھنوی سے نکل کر کسی اور
جگہ جانے کی کوشش کریں تو راستے میں دشواریاں پیش آ سکتی ہیں۔“
”ہم گھٹے ہل سے ہی نکلتا چاہتے ہیں پروفیسر ڈھوک۔“

”کہاں جاؤ گے؟“
”اطراف کی کسی بھی ایسی ریاست میں جہاں سے ہم کسی
نہ سہ سفر کا آغاز کر سکیں۔“

”ہوں اور ڈھوک کا کیا ہو گا؟“
”ڈھوک ہمارے ساتھ رہے گا۔“

”راستے میں چھوڑ کر تو نہیں بھاگ جاؤ گے؟“
”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب تو ڈھوک بھی زندگی کا ایک
حصہ ہی ہے۔ میں نے سنا سنا ہے جوئے کا اور ڈھوک کے ہنوں
پر جن مسکراہٹ پھیل گئی۔“

”یار میں ایک تنہا آدمی ہوں، زندگی کی تقریبات میں
اکیسے خود کو بہت زیادہ مصروف کر لیا ہے کہ تنہائی کا احساس نہ
کرتے پائے۔ ہم جیسے لوگ کسی کے لیے نقصان دہ نہیں ہو
سکتے۔ ہاں، یہ دوسری بات ہے کہ کوئی خود ہی نہیں ہر چیز بنانے
کی کوشش کرے۔ اگر تم لوگ واقعی ڈھوک کو اپنے ساتھ رکھنے
پر آمادہ ہو تو اس بات پر یقین کر لو کہ ڈھوک تمہارے لیے
زندگی کی بازی لگا دے گا۔“

”اس لیے تم سے یہ گفتگو کی جا رہی ہے پروفیسر ڈھوک!

جہاں تک ساتھ رہنے کا معاملہ ہے تو یہ بات ہمارے درمیان
طے ہے کہ جب تک میں کسی بھی ہو کر ساتھ رہوں گے یعنی اس
وقت تک جب تک تم خود ہی، ہم سے جدا ہونے کی کوشش نہ کرو۔“
”اچھا اچھا، چھوڑو یہ باتیں، مسئلہ یہ ہے کہ میں یہاں سے
نکلنا ہے۔“ ڈھوک پر خیال انداز میں ٹھوڑی کھانے لگا پھر اس
نے ایک اور گریٹ سلگائی اور اس کے گھرے گھرے کش
لینے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ ”ایک ترکیب اور ہے۔“

”کسی غشیات کے اسمگلر سے رابطہ قائم کیا جائے۔“
”کالو کیپو کے جنونی حصے میں یعنی اس حصے کی مخالف سمت جہاں
برقیاتی نوٹروں کا شکار کیا جاتا ہے، پتا نہیں کتنا فاصلہ طے کرنے
کے بعد سرحدی علاقہ شروع ہوتا ہے اور یہ سرحدی علاقہ کسی قدر
دشوار گزار راستوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ یہاں عام آمد و رفت نہیں
ہے۔ البتہ اسمگلروں کے لیے یہی علاقہ کارآمد ہوتا ہے اور وہ
یہاں سے غشیات کی اسمگلنگ کرتے ہیں۔ یہ بات بس اتفاقیہ
طور پر ہی مجھے معلوم ہوئی اور اس لڑکی سے معلوم ہوئی جو پچھلی رات
میری ساتھی تھی۔ وہ خود بھی اسمگلروں کے ایک ایسے ہی گروہ
سے تعلق رکھتی تھی لیکن تقریباً پندرہ لڑکی کو میری غیب دانی پسند
آگئی تھی۔ اس لیے اس نے میرا ساتھ قبول کر لیا میں نے اسے
اس کے مستقبل کے بارے میں بہت سی باتیں بتائی تھیں اور

”سلی میچی“ پانچ غشیات دوسروں تک بٹھانے اور
”دوسروں کے تون کا مال جانے کا نامی طریقہ“

آسان و مفید نسخہ

سلی میچی کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

سلی میچی کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

”سلی میچی“ کی حیرت انگیز حقیقت

اس نے اپنے ماضی کے بارے میں بھی تفصیلات پر بھی نہیں
سمجھ وہ مجھ سے اپنا راز چھپاتا نہ سکی اس نے مجھے بتایا کہ یہاں
امگڑوں کے بست سے گروہ کام کرتے ہیں اور آپس میں ایک
دوسرے کے تلوں سے امگڑوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ ان میں
ایسے لوگ بھی ہیں جو بڑے بڑے امگڑوں کے آزاد کار ہیں لیکن
چھوٹے موٹے کام اپنے طور پر بھی کر لیا کرتے ہیں۔ ان چھوٹے
موٹے کاموں میں یہ کام بھی شامل ہو سکتا ہے کہ کسی کو امگڑ کر کے
سرحد پار پہنچا دیا جائے اور اس کے عوض کچھ سونے وصول کر
لیا جائے۔

”تم جانتے ہو ڈیئر ڈھوک کہ ہمارے پاس معاوضے کے
لیے کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔“ میں نے کہا۔
”ڈھوک تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ وہ چلتا پھرتا ایک
سہیہ بیوں کی فکر مت کرو یہ بتا دیکھو یہ طریقہ کار مناسب ہے گا؟“
”بظاہر انتہائی مناسب۔ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب
نظر نہیں آتی۔“

”تو پھر تم تیار ہو میں بات کروں کسی سے؟“
”کس سے بات کرو گے؟“
”سونیا سے۔ وہ ہمارا یہ کام بخوبی کر دے گی۔ آج رات
میں ۱۲ سے ملنے کا وعدہ تھا لیکن اچانک ہی تم لوگوں نے
مجھے طلب کر لیا۔ وہ میرا انتظار کرے گی؟“

”کماں؟“
”آئرن سائڈ نامی ایک کیف میں؟“
”کس وقت؟ میں نے سوال کیا۔
”میں اب بھی اس کے پاس جا سکتا ہوں، اگر تم لوگ
اجازت دو۔“ مرڈ ڈھوک نے کہا۔

”اوہ ڈیئر ڈھوک! میرا خیال ہے تم سے انتہائی کارآمد
گفتگو ہوئی ہے، سونیا سے گفتگو کر کے اس بات کے امکانات
کا جائزہ لو کہ کیا ہم یہاں سے سرحد پار منتقل ہو سکتے ہیں یا کوئی مناسب
سمجھو تو کچھ ایسے خطرناک لوگوں کا حوالہ بھی دے دینا جو ہماری
تاک میں ہیں۔“ میں نے کہا۔

”اب تو یہ سب کچھ کرنا ہی بڑے کا کیونکہ یہ خاتون
جن کا نام اتفاق سے بہت ٹھیک ہے اور جسے زبان سے ادا
کرتے ہوئے مجھے انتہائی دقتوں سے گزرنا پڑتا ہے مجھے اپنا
دوست بنانا چاہیے۔“ لوکیوں سے میری دوستی و مخالفت قسم ہی کی
ہوتی ہے۔ خاتون آپ یوں بھی کہیں کہ آپ میری بہی دوست ہیں
جن کا مجھے احترام بھی کرنا پڑ رہا ہے۔ اچھا اب میں زیادہ دیر
آپ لوگوں کے ساتھ نہیں رکوں گا مجھے اور بھی بہت سے

کام کرنے ہیں۔“

پروفیسر ڈھوک کے جانے کے بعد ہم کافی دیر تک
کی شخصیت پر گفتگو کرتے رہے اور اس کے بعد آرام کرنے
لیٹ گئے۔ ڈھوک سے اب رات میں ملاقات ہونے کی
توقع نہیں تھی۔
دوسری صبح وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور تقریباً
سائے آٹھ بجے اس سے ہمارے کمرے کے دروازے
پر دستک دی۔ میں نے اسے دیکھ کر ہی اندر بلا دیا تھا لیکن
پروفیسر ڈھوک کو دیکھ کر ہم دونوں ہی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ
پھیل گئی۔

”کیا لاؤں آپ کے لیے؟“ ناشتا؟ اس نے ہماری طرف
دیکھتے ہوئے کہا اور تہذیب نامہ کہیں نہیں پڑی۔
”میں مرڈ ڈھوک! بشرط لائسنس۔“ دراصل اتنی جلد آپ
کی آمد کی توقع نہیں تھی۔
”اب اتنا کیا کرنا آدھی نہیں ہوں میں۔“ ناشتا منگو لو۔
ڈھوک نے کہا۔

میں نے ویز کو طلب کر کے ناشتے کا آرڈر دے دیا۔
”سونیا سے میری بات چیت ہوئی ہے اس موضوع پر
اور تم لوگوں کو یقین کر لینا ضرورت ہوگی کہ اس نے اس کام
کے جو جانے کی خوشخبری سنائی ہے۔“

”گڈ! ویری گڈ! کیا سارا کام قابل اعتماد افراد میں ہو سکتا ہے؟“
”ہاں۔“ وہ لوگ ہر طرح کے کام کرتے ہیں۔ انسانوں کی
امگڑوں میں باقاعدگی سے کی جاتی ہے اور اس کے لیے انھوں
نے کچھ ریٹ مقرر کر رکھے ہیں۔ آج کا دن انہی ضروریات میں
گزرتے گا۔ رات کو سونیا سے چہر ملاقات ہوگی اور وہ مجھے اپنے
چیف سے ملائے گا جو ہماری یہاں سے روانگی کا بندوبست
کر سکتا ہے۔“

”ٹھیک ہے مرڈ ڈھوک! باقی معاملات کا کیا ہو گا؟“
میں نے سوال کیا۔
”سب ہو جائے گا۔ اب ڈھوک جیسا ہے وہ وقت
دوست تھا اسے ہاتھ لگ گیا ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے۔ البتہ دوپہر کا کھانا اور شاید رات کا کھانا میں تمہارے
ساتھ نہ کھاؤں ممکن ہے کل صبح ناشتے پر ہی ملاقات ہو۔“

ڈھوک تقریباً دس بجے تک ہمارے ساتھ رہا اور پھر
وہاں سے چلا گیا۔ ہم نے یہ دن بھی اپنے کمرے میں ہی گزارا
تھا۔ تہذیب نامہ کہیں کے لیے اب میں کوئی نظر مول لینا
نہیں چاہتا تھا اور پھر یہاں کچھ اس انداز میں بے دست پا ہو

گیا تھا کہ بظاہر کوئی بہتر صورت میرے سامنے نہیں تھی۔ ہاں
آرڈھوک کا سہارا نہ ہوتا تو پھر ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے نہیں بیٹھ سکتا
تھا لیکن اب میں نے اس پر اعتبار کر لیا تھا اور دیکھنا یہ تھا کہ
وہ اس سلسلے میں کیا انتظامات کرے گا۔

رات کو تقریباً گیارہ بجے ڈھوک واپس آیا، اس کے
چہرے پر بڑا اطمینان تھا، ہم لوگوں کو اس سے مل کر حیرت
ہوتی تھی۔
”کیسے مرڈ ڈھوک! آپ کو بہت جلد فرسٹ مل گئی؟“
تہذیب نے پوچھا۔

”ہاں۔ آج سونیا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔“
”بات چیت ہوئی اس سے؟“
”ہاں ہو گئی اور میں مرڈ گرام سے مل بھی آیا ہوں۔“
”تم نے شاید اس کا نام سونیا گرام ہی بتایا تھا؟ میں نے
چونک کر کہا۔

”جی ہاں۔ مرڈ گرام اس کے والد بزرگوار ہی ہیں لیکن کسی
معاہدے میں رعایت کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ اپنے ریٹ
سے کچھ زیادہ ہی طلب کر رہے تھے کیونکہ سونیا نے انھیں بتا
دیا تھا کہ کچھ خطرناک لوگوں کی مداخلت کا خطرہ بھی ہے۔“
”تو پھر؟“

”سمجھ گیا، میں نے ادائیگی کر دی ہے۔ اب پروگرام ان کی
خوف سے طے کیا جائے گا اور اس وقت تک ہمیں انتظار
کرنا ہے۔“
”کیا وہ شخص قابل اعتبار ہے؟“

”ان لوگوں میں سے کوئی باقی جاتی ہے کہ جو بات طے کر
لیتے ہیں اس پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔ بڑے لوگوں میں یہی
تو ایک اچھا ہی ہوتی ہے۔“
”گویا ہمارے یہاں سے نکلنے کے امکانات سپرد ہو
گئے ہیں۔“

”امکانات سے کیا مطلب! سب کچھ مکمل ہو چکا ہے
بس ان لوگوں کو اپنے انتظامات کرنے ہیں۔ اس سلسلے میں
ہم ان سے اڑتا نہیں گھنٹے تک لگ سکتے ہیں۔“
”اور تم نے ادائیگی کر دی ہے مرڈ ڈھوک!“

”ہاں۔ بغیر پیسے کے وہ کوئی بات بھی کرنا پسند نہیں کرتے
سونیا کی وجہ سے صرف اتنا ہو سکا ہے کہ ہمیں وہ تفصیلات نہیں
بتانا چاہیں جن کا بتانا ضروری تھا۔ ہمیں مارل پوائنٹ تک پہنچنا
پڑ جائے گا اور مارل پوائنٹ سے آگے ٹھہرنا اس قدر خطرناک
خود جہاز دہنے دار ہوگی البتہ کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی

سرحدوں پر اس کے لیے ہمارے پاس اجازت نامہ موجود ہو گا۔“
”اور اس کے بعد ہم کہاں پہنچ جائیں گے؟“
”ایک اور افریقی ریاست میں۔ وہاں داخل ہونے
کے بعد ہمیں خود ہی اپنے لیے انتظامات کرنا ہوں گے۔ ہاں،
اتنا ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ہمیں وہاں قید کرنے میں مدد دے
سکیں لیکن اس کے لیے انھیں وہیں کی کرنسی میں ادائیگی کرنا ہوگی۔“
ڈھوک نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

میں نے تہذیب نامہ کہیں کی طرف دیکھا اور وہ کہہ کر کہہ کر
”زندگی میں یہ ایڈوانس بھی نہایت دلچسپ رہے گا۔ اس سے قبل
ہم لوگ دوسروں کے لیے سب کچھ کرتے رہے ہیں اور اب اپنی
زندگی بچانے کے لیے ہمیں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہو گا۔“
ڈھوک تقریباً آدھے گھنٹے تک ہمارے ساتھ رہا۔ اس
نے بتایا کہ اتفاقاً طور پر سونیا سے جلد ہی ملاقات ہو گئی۔ وہ
صرف مہذرت کرنے کے لیے آئی تھی اور جب میں نے اسے
اپنا پروگرام بتایا تو وہ فوراً اس مجھے مرڈ گرام سے ملائے پر آمادہ
ہو گئی۔ دراصل یہ بات اس نے چھپائی تھی کہ مرڈ گرام بھی امگڑوں
کے ایک گروہ کے سرغنہ ہیں اور یہ کام کرتے ہیں لیکن کاروباری
باپ کی کاروباری بیٹی نے کاروباری سونے کو ہاتھ سے نہ جانے دیا
اور اسی وقت مجھے لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچ گئی۔

علمی و تربیتی پر ایک بے حد کارآمد کتاب

ٹیلی ویژن اور مستقبل بینی

ایک نیا بین دوست ہیں

اپنا پیغام دوستوں کے ذہنوں تک پہنچانے اور
ان کے دلوں کا حال جاننے کا سائنسی طریقہ

قیمت ۱۰/- روپیے

مکتبہ نعتیہ، پوسٹ بکس نمبر ۸۲۸۲ کراچی

فحشوں کے جاننے کے بعد میں اور ترمذیہ اس مسئلے میں گفتگو کرتے رہے پھر ترمذیہ نے مجھ سے کہا "اعلیٰ میں اپنے لیے کچھ تجویز دلا کر بندوبست کر لینا چاہیے اور اس کے لیے انک سے ادائیگی کرنا ہوگی اور ان پر مشورہ فحشوں کو رقم کا بندوبست کس طرح کرتے ہیں؟"

”میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ ایک عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے۔ اپنی آنکھوں کی قوت کے لیے تو مجھے سوچنا پڑتا ہے اور کسی کو سوچنا کہ اس سے کچھ حاصل کرنا اس کے لیے مشکل نہیں ہے جو اچھلتا ہے لیکن صورت حال یہ ہوتی ہے کہ اس کے درمیان کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بے ایمانی کر رہا ہے جبکہ وہ کلمہ ٹھٹھاتا ہے ایمانی کرتا ہے۔ یہ اس کا اپنا فن ہے اور اس کی مدد سے وہ اپنی ضروریات کے لیے رقومات حاصل کر لیتا ہے یعنی آج کا دن اس نے خاصا بنگالی گزارا ہوگا۔ ورنہ رقم کا اتنا اثر ایسا کہ اس کا من میں تھا۔“

”تب تو عرص آدمی ہے کیونکہ یہ سب کچھ ہمارے لیے کر رہا ہے۔ ورنہ ایسے آدمی بھلا کب کسی کو خاطر میں لاتے ہیں۔ اپنا ہی آئینہ دکھا کرتے ہیں۔“

”یاں تہذیب! میرا جو بھی خیال ہے۔ میں نے کہا نا بڑی
انوکھی فطرت کا مالک ہے وہ اور یقیناً اس کا ساتھ ہمارے لیے
ہے گا۔“

ایک ایک لڑا بوجھ بن کر گزر رہا تھا۔ یہ بات
بہید از قیاس نہیں تھی کہ وہ لوگ کلونیکس کے ایک ایک ہونے
اور ایک ایک گوشے میں تہذیب کو تلاش کریں گے۔ ان کے
دو آدمی ہلاک ہو گئے تھے اور گرین پول کے باس میں تہذیب
نے جو تفصیلات بتائی تھیں، اس کے پیش نظر یہ ارادہ مولدیت
نہیں رکھتا تھا اور تہذیب کو زندہ چھوڑ کر واپس لینے مشکلات نہیں
پیدا کرنا چاہتے ہوں گے۔ لہذا اسے غم کرنے کے لیے ہلکے گوشے
کی جدت کی۔ میرے لیے یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت کا حامل تھا۔
دوسری طرف اپنی حالت کا تجزیہ کرتا تو عجیب و غریب کیفیت
ذہن و دل پر طاری ہو جاتی تھی۔ وہ سب کچھ جو میں نے کبھی نہیں کیا تھا
اچانک ہو گیا تھا تہذیب کے لیے میرے دل میں پیدا ہونے
والے جذبات بہت پرانے نہیں تھے۔ بنجانے کیوں اس کے
انسوؤں نے مجھے متاثر کر کے ایک ایسے راستے پر ڈال دیا تھا
جسے میں شاید زندگی کے آخری وقت تک فتنہ نہ کرتا لیکن جو
ہونا ہوتا ہے، وہ ہو جاتا ہے اور پھر اس سے مفکر نہیں ہوتا۔
ڈھونک کا ساتھ اتفاقہ طور پر اتنا پر اثر ثابت ہوا تھا کہ
میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ یہ شخص جمعی طور پر مجھے زیادہ

پسند نہیں آیا تھا اور میں نے یہی سوچا تھا کہ جب تک وہ میرے
ہے تو گڑبگڑا جائے کسی بھی لمحے اس سے علیحدہ ہوا جا سکتا تھا لیکن
حق آدمی اتفاقاً طور پر آسمانی مخلص نکل آیا تھا اور کسی کے غلوں
کو نظر انداز کر دینا مستحسن فعل نہیں ہوتا۔

دوسرے دن بھی وہ انتہائی مصروف رہا۔ شام کو تقریباً پانچ بجے واپس آیا تو اس کے ساتھ سونیا بھی تھی۔ خوب محبت و خدو حال کی ایک پرکشش لڑکی لیکن پھر سے پراس کے درنگی تھی محسوس ہوتی تھی۔ میں نے اس کی غفلت کا تجزیہ کرنے میں غلطی نہیں کی تھی، یقیناً غور پر وہ انتہائی نڈر لوگوں میں سے تھی۔
 دھوکہ جیسی شخصیت، وہ اسے قابو میں لے آئی تھی۔ ورنہ وہ عام لوگوں کے بس کی چیز نہیں تھی۔ ہم لوگوں سے البتہ خلوص سے ملی۔ دھوکہ نے مجھے بتایا کہ سونیا کے ذریعے ہم لوگوں کی وفا کی کے انتظامات ہو گئے ہیں۔

”ڈیڈ می نے کہا ہے کہ آپ لوگ سارا حصہ اٹھ بچے
بارہ ہیں، یہیں سے آپ کو لے لیا جائے گا۔“

”شکریہ سونیا! اچھے میرے دوست نے آپ کی تعریفیں کی ہیں کہ میں خود آپ سے ملنے کا شائق ہو گیا تھا میں نے کہا۔ سونیا کے ہونٹوں پر کوئی مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔

یہاں آپ کا دوست حیرت انگیز شخصیت کا مالک ہے
 انھیں ان کے صلاحیتوں نے مجھے دنگ کر دیا ہے۔ اس سے
 کوئی میرے لیے کافی تکلیف دہ ہوگی۔ کیا آپ ایسا نہیں کر
 سکتے کہ اسے میرے ہاتھوں میں فروخت کر دیں؟

یہ قابلِ فروخت شخصیت نہیں ہے مگر سوچو! اگر آپ
جستِ سرِ ڈھوک کور وکاسکے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ
کا جائیگا میں نے سنا ہے کہ وہ بھولے ہوئے ہیں۔

ڈھونک نے عجیب سی نگاہوں سے سونیا کو دیکھا تھا اور
کے بعد میری طرف رخ کر کے مسکانے لگا تھا۔
سونیا تنہا دوسرے کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی۔

لے کے گھاٹی ڈھوکا ہمارے لیے اسے کا بند و بست ہو
نہیں؟

”کیونکہ یہاں اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ عالم پوائنٹ
تو یہ لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے اور اس کے بعد کوئی
نہیں رہے گا کیونکہ ہم دوسری ریاست کی سرحد میں داخل
کے ہوں گے۔“

”لیکن عالم ہوا ٹوٹ تک سفر کے دوران میں بالکل ہی دوسری
 قسم کو کم پر نہیں رہنا چاہیے۔ میں نے کہا۔
 تو اس میں کوئی قہرست نہیں۔ ہر گز نہ ہو۔“

کی فراہمی کے سلسلے میں بات چیت کر سکتے ہیں۔ دھموک نے جواب دیا۔

”یہ تمھاری ذمے داری ہے مسٹر ڈھوک :-“

”یقیناً نام فکرمت کرو۔ ویسے بھی سرحد پار کرتے ہوئے ہم ہتھیار ساتھ نہیں رکھ سکتے کیونکہ سرحدی عافاں کی اجازت نہیں دیں گے لیکن دوران سفر ہتھیاروں کی ضرورت پوری ہو جائے گی“ ڈھوک نے کہا۔

اس کے بعد ڈھوک ہمارے ساتھ ہی رہا۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے سونیا ہمارے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے کہا کہ نیچے گاڑیاں ہلدا انتظار کر رہی ہیں اور میں احتیاط سے پینپلے کے تمام انتظامات کر دیے گئے ہیں۔ ہم سونیا کے ساتھ باہر نکل آئے۔ ہوٹل کے بل وغیرہ کا ادائیگی ڈھوک نے لی اور اس کے بعد ہم باہر پہنچ گئے جہاں دو گاڑیاں ہمارا انتظار کر رہی تھیں۔ اس میں میں آدمی موجود تھے۔

سو نیا نے اسی جگہ ڈھوک سے آخری ملاقات کی اور
س کے بعد سیاہ رنگ کی ایک کار میں بیٹھ کر واپس چلی گئی۔

دنوں بچپن میں آگے بڑھ کر تھیں۔ دھوکہ سننے ان کا طریقہ میں
وجود لوگوں سے اسلحہ کے بارے میں بات چیت کی اور فوراً
یہ اسلحہ ہمارے سپرد کر دیا لیکن اس شرط پر کہ عالم یونائٹڈ

بچنے کے بعد یہ یو۔الورہم سے واپس لے لیے جائیں گے۔ راستے میں اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو ہم انہیں ہتھیلی پر لے کر لے سکتے ہیں۔ چھ افراد جو دو گاڑیوں میں سوجھ بکھڑے ساتھ

حکایتِ رزمِ روی سے پیش آرہے تھے اور انھیں یقین طور پر ہدایت کر دی گئی تھی کہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔ دونوں دریاں اگلے مجھے دورِ بوقتِ تھوڑی دیر کے بعد وراں علاقے

ن نکل آئیں رغام بڑک چھوڑ کر کچے راستے کا انتخاب کیا گیا تھا
 ر کچے راستے کا یہ سفر خاصا تکلیف دہ تھا کیا ہم جلد سے
 مر رہے تھیں ایک غصہ راستہ استعمال کرنے کے بعد ہم

لیف برواشت کرنا ہی ہوگی۔ ہم ایک جیب میں بیٹھے ہوئے
 تھے جو آگے جا رہی تھی۔ ہمارے پیچھے ہماری نگرانی کے لیے
 ایک جیب آری تھو جس میں لقمہٴ افراد سوار تھے۔ اطراف کا

دل بالکل تاریک تھا۔ تاحقہ نگاہ سناتے اور ویرانی کا راج تھا۔
پس کے آنکھوں کی آوازوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی
سے سی تھی۔ رونق دھوکا ہم اس وقت بالکا جامہ شامیہ

اسحاق ایشی غور پر ماحول کے اثرات اس کے ذہن پر بھی عکاسی
تھے۔ سفر کافی لمبا تھا اور جیپوں کی رفتار کچھ راستوں کی وجہ سے
بہت زیادہ تھیں۔ ہم تقریباً ایک مضمضہ جگہ پہنچے جہاں ایک گاڑی

بند کر دی گئیں۔ اچانک روشنیاں بند کر گئی تھیں، اسی لیے ہم
 جو تک پڑے لیکن اس سے قبل کہ میں دریاؤں تک کرنے والے
 کے کوئی سوال کروں، اس نے خود ہی جواب دیا۔

اب اس سے آگے روشنیاں جلا کر سفر کرنا مناسب نہیں ہوگا جناب !

”ہوں... لیکن کیا تم ان راستوں سے بخوبی واقف ہو۔ میرا مطلب ہے کہ تاریخی میں بھی سفر کر سکتے ہو؟“

”یقیناً جناب! ہم ان راستوں پر آتے جلتے رہتے ہیں۔
تھوڑی دیر کے بعد ہمیں ایک جنگل سے گزرنا ہوگا۔ اس جنگل
میں بھوکہ لگنے کے بعد کوئی خاص خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ اس

کے علاوہ وہاں سے آگے کا سفر اس سفر کی نسبت آرام دہ ہوگا کیونکہ وہ چیل بہاڑی راستے ہیں جو ہموار ہیں۔ ذرا غور کرنے بتایا دور میں خاموش ہو گیا۔ اس بات کا مجھے یقین تھا کہ اس سنگسار کرنے

اے یقینی عہد پر ان راستوں سے بخوبی واقف ہوں گے۔
 قہر و آفتابیں منٹ گزر گئے تھے ہمارے اس سفر کو اور
 مشکوں سے بڑا حال تھا لیکن خود کو سنبھالے ہوئے تھے ہر جنگ

وہ حصہ آگیا جہاں سے ہمیں گزنا تھا۔ یہاں روشناں جلائی تھی تھیں تاکہ اگر کوئی درندہ سامنے آئے تو روشنی دیکھ کر فرار ہو جائے۔ میں نے ایک بار پھر ایسے خدشات کا اظہار کیا کہ کھل

بچوں میں درندوں کا خطرہ پیش آسکتا ہے کسی بھی اونچے جگہ سے
وئی پھینکا وغیرہ چھلانگ لگا کر نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس پر

[illegible]

یہی پتہ کی حقیقات

ہم نے یہی سوچا کہ اگر سب لوگ روٹنے والی کجی ہے۔
آپ اس پر کوئی تحقیقات اور مشق کر لیں۔

● **مذہبی** کے ہر مسئلے میں ایک مفصل باب میں سوال و جواب
● مذہبی تفریق کے ہر مسئلے میں بہ شمار قارئین کے جوابوں میں ملے ہوئے ہیں

اس طرح یہ بھی پرایک مکمل اور جدید موضوع کا بیان کی ہے

مرتبہ نفسیات سے مراد ہے۔

ڈرائیور نے کہا کہ اس جنگل میں زیادہ سے زیادہ چرخ اور کسی بھی بھیڑیے نظر آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی خوفناک جانور اب ان جنگلوں میں نہیں ہے۔ اگر کبھی تھے تو ان کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ یہ بات سن کر مجھے اطمینان ہوا تھا۔

تہذیب کا کم ایکس میسر سے پاس بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ اس دوران اس نے کوئی بات نہیں کی تھی اس صورت حال کا جائزہ لیتی رہی تھی۔ ہم جنگلوں کے سلسلے کو عبور کرتے رہے اور پھر ڈرائیور کے کہنے کے مطابق وہ میدانی حصہ آگیا جو واقعی کسی شہر کی طرح ساٹا و شگاف تھا۔ یہاں پہنچ کر ہم نے سکون کی گہری سانس لی تھی۔ اب سفر زیادہ اطمینان بخش تھا خاص طور سے پچھلے سفر کے مقابلے میں۔ ڈرائیور نے تاجدار گاہ چھیلے ہوئے میدان کے آخری حصے کی طرف اشارہ کر کے کہا: "معاذ اللہ تاریکی کی وجہ سے آپ کو وہ پہاڑیاں نظر نہیں آسکیں گی جناب لیکن اس میدان کا سلسلہ جہاں ختم ہوتا ہے، وہیں مالم پوائنٹ ہے اور پہاڑیوں کے ایک درے سے نکلنے کے بعد آپ اس ملک کی سرحد کو عبور..." ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً ہم تیز روشنی میں نہا گئے۔ یہ روشنی اتنی اچانک اور غیر متوقع تھیں کہ ہم ایک لمحے کے لیے ساکت و جامد ہو گئے۔ ڈرائیور نے فوراً ہی بریک لگا دیا اور نو فزودہ انداز میں ان روشنیوں کے خیرِ خیر کی طرف دیکھنے لگا جس کے بارے میں یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ طاقتور ٹارپس ہیں پھر غالباً میگا فون پر ایک آواز ابھری۔

"تم لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے، اگر زندگی چاہتے ہو تو ہاتھ اٹھا کر نیچے آؤ۔"

لیکن جواب میں پچھل جیب سے زبردست فائرنگ شروع کر دی گئی۔ یہ فائرنگ برین گن سے کی جا رہی تھی۔ ان کی آن میں کئی روشنیاں بچھ گئیں لیکن اس کے باوجود چند روشنیاں اس طرح جلتی رہیں کہ ہم ان کی زد میں رہے۔ دوسری طرف سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی تھی، ہم اندھا دھند نیچے اتر کر جیب کے نیچے گھس گئے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں تھا۔ فائرنگ چاروں طرف سے ہو رہی تھی اور اندازاً اس خوفناک تھا جیسے وہ ہم سب کو زندگی سے محروم کر دینا چاہتے ہوں۔

جیب میں موجود ہمارے محافظ پوری شد و مد سے حملہ کر رہے تھے اور انھوں نے چند ہی لمحات میں بالی روشنیوں کو بھی بجھا دیا اور اس طرح تاریکی پھیل گئی پھر ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا: "جیسوں کو واپس جنگل میں لے جاؤ۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔ جو اب ایک آواز ابھری کیونکہ اب

کھل جیب میں بیٹھا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے ہم جیسوں کو واپس نہیں لے جاسکتے۔ بہتر یہی ہے کہ ریگتے ہوئے خنہ سی جنگل میں داخل ہوا چلے۔ ان کی تعداد کافی ہے۔" میں خود بھی سوچ رہا تھا کہ اب صورت حال ان لوگوں کے قابو میں نہیں رہی ہے کیونکہ ہم کھلے میدان میں تھے۔ ہمارے دشمنوں نے اتنی بہترین حکمت کا انتخاب کیا تھا کہ ہر حملہ کرنے کے لیے کہ ان کی ذہانت کو دلو دینا پڑتی تھی۔ یقیناً وہ راستہ بھر جائے مگر ان رہے تھے اور یہ اندازہ لگاتے ہوئے آگے آگے تھے کہ ہم کس طرح سفر کر رہے ہیں اور ہماری پوزیشن کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جنگل کی سمت سے فائرنگ نہ ہوتی۔ گویا ہمارے پیچھے پیچھے انھوں نے ہمارا راستہ بھی بند کر دیا تھا اور اب چاروں طرف موت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اگر جیب کے پٹرول ٹینک میں کوئی گولی آگئی تو پھر ہم اس آگ کے جہنم میں ہی دم توڑ دیں گے۔ میں نے تہذیب کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ ایک سمت رہ گئے۔

"کہاں؟" اس نے سانس پر سکون لیجھ کر پوچھا کہ میں جہنم کی آگ کے آگے بڑھتے ہیں تہذیب! شاید کوئی مناسب جگہ پناہ کے لیے مل جائے۔ ہر چند کہ یہاں چٹانیں نہیں ہیں لیکن ممکن ہے زمین میں کوئی ایسی دراڑ یا گڑھا کہیں ہو جہاں ہم محفوظ ہو سکیں۔" کچھ لمحوں کے بعد اس کی گت سے علی بصورت حال کافی خراب ہو گئی ہے۔ تہذیب کا لہجہ بدستور بر سکون تھا۔

"خوفناک فزودہ تیں جو تہذیب آپ میں نے سوال کیا اور جواب میں تہذیب کا لہجہ سا قہقہہ کو بج گئی۔

"خدا کی قسم بہت دیر ہوئی میں مصائب سے کبھی نہیں گھبراؤں لیکن بعض لمحات ایسے ضرور آتے ہیں جب میں نے خود کو خوف کا شکار محسوس کیا لیکن آج سے زیادہ بڑے میں پہلے کبھی نہیں رہی۔ دراس کی ایک خاص وجہ ہے۔"

"میں اس کی وجہ تم سے ضرور پوچھوں گا مگر اس وقت نہیں۔ آؤ پلیز آؤ۔" میں نے کہا اور ڈھوک بھی ہمارے ساتھ آگے بڑھنے لگا لیکن ہمارا خیال خام ثابت ہوا۔ "میں کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکی جو ہمارے لیے عارضی پناہ گاہ ہو یا ثابت ہو سکتی۔ میری نگاہیں چاروں طرف کسی ایسی جگہ کی تلاش میں مصروف تھیں جو کم از کم تھوڑی سی ہی مہلت کا فریاد بن جائے اور دفعتاً میں نے محسوس کیا کہ میں اس طرح کھٹکے کھٹکے اس جگہ سے کافی دور نکل آیا ہوں جہاں جیب موجود تھی اور اس طرف سے اگر میں یہاں سے گھر کرنا تو جنگل کا ہی حکم ہو سکتا تھا یعنی جنگل کے اختتامیہ دشمنوں کے قریب پہنچنے میں اس ذرا کی کوشش دیکر تھی اور جس راستے سے ہم آئے تھے یقیناً ہمارا تاقب کرنے والے اب

بھی اسی راستے پر موجود تھے۔ ان سے ہٹ کر اس طرف کسی درخت کے نزدیک پہنچ جاتے تو ہمیں سہارا مل سکتا تھا۔ پروفیسر ڈھوک نے بھی اچانک یہی تجویز پیش کر دی۔

"بہتر یہ ہے کہ ہم اس تناور درخت کی طرف کھکیں جو سامنے نظر آ رہا ہے، زیادہ فاصلے پر نہیں ہے وہ۔"

جنگل کے اس حصے کے بارے میں ہمیں کوئی صحیح اندازہ نہیں تھا جس راستے پر ہم آگے بڑھ رہے تھے۔ وہاں سے ایک وسیع میدان شروع ہوتا تھا لیکن اگلے کئی سمت ہمیں پناہ دینے کے لیے درخت موجود تھے بشرطیکہ ان تک پہنچا جاسکے۔ اسی وقت ایک خوفناک دھماکا ہوا اور وہ جیب کے نیچے تھوڑی دیر پہلے ہم موجود تھے آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی یقیناً اس کے پٹرول ٹینک میں گولیاں لگی تھیں اور اس نے آگ پکڑ لی تھی۔ ایک اور خوفناک دھماکا ہوا اور جیب کے جلتے ہوئے ٹھوسے فضا میں اڑنے لگے۔ اس روشنی میں ہم نے جنگل کے اس حصے کا مشاہدہ کر لیا تھا جو ہماری پناہ گاہ ثابت ہو سکتا تھا اور اس کے بعد ہم پچھلیوں کی طرح چاروں ہاتھوں پر دوں کے بل رہ گئے ہوئے بالآخر اس درخت تک پہنچ گئے جو سب سے پہلا درخت تھا لیکن اس درخت کے پاس رکنا نامناسب سمجھ کر ہم نے آگے کا سفر جاری رکھا اور بالآخر گھاس کے ایک ایسے جھڑ میں پہنچ گئے جو ایک درخت کی چڑھیں آگاہ تھا۔

دوسری جیب ابھی تک میچ و سالم تھی اور اب شاید ہمارے محافظ اسمگلر آوروں کے سامنے غلبہ ہو چکے تھے کیونکہ اب جو گولیاں چل رہی تھیں وہ ایک طرف تھیں۔ میں اس خوفناک صورت حال کا پوری طرح جائزہ لے رہا تھا۔ پتوں کے پاس موجود تھے اور میں نے احتیاطاً ابھی تک ایک بھی گولی خارج نہیں کی تھی۔ کم از کم ہم عارضی طور پر پناہ پانچاؤ کر سکتے تھے۔ محافظ اسمگلروں کے بارے میں تو اب یہ بات دھم سے سے کسی جاسکتی تھی کہ شاید ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا ہو یا اگر زندہ بچا ہے تو یقیناً طور پر گرفتار ہو گیا ہے یا ہو جائے گا۔ گولیاں پلٹنے کی رفتار آہستہ آہستہ شست ہونے لگی اور بالآخر معدوم ہو گئی۔ غالباً حملہ آور اپنی کارکردگی کا جائزہ لے رہے تھے اور پھر یقیناً ان لوگوں پر قنایا پانے یا ان کی تلاش دیکھنے کے بعد ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔

اس صورت حال سے بچنے کے لیے ہم ذہنی طور پر تیار تھے۔ دفعتاً پروفیسر ڈھوک کی آواز ابھری: "ہیل کا پٹر؟"

"کیا؟" میں چونک اٹھا۔

"ہاں۔ ان لوگوں نے زبردست انتظام کیا ہے۔ وہ ہیں

بھوتوں کے نہیں! پروفیسر ڈھوک کی آواز میں بھی خوف کا عنصر نہیں تھا۔ اس ایک سادہ اور سادہ سی آواز تھی۔ میں کان لگا کر اس آواز کو سننے لگا جو ابھی ابھی غایاں ہوئی تھی۔ یہ آواز بہت دور سے آ رہی تھی پھر آہستہ آہستہ قریب آئی چلی گئی یقیناً وہ پہلی کا پٹر تھا اور اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہ تھی کہ وہ انھی حملہ آوروں کا ہوگا اور حملہ آوروں کے ہمارے میں بھی میرا خیال تھا کہ وہ گرین پول کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں جنھوں نے ہم پر نگاہ رکھی اور ہمیں پالنے میں کامیاب ہو گئے۔ دفعتاً پہلی کا پٹر کے پچھلے حصے سے ایک اتنی تیز روشنی پھوٹی جیسے سورج جھلک اٹھا ہو، گو ہم درختوں کی چھاؤں میں تھے لیکن روشنی اتنی تیز تھی کہ اطراف کا ماحول پوری طرح روشن ہو گیا تھا اور اس روشن ماحول کا جب ہم نے جائزہ لیا تو بے شمار راستے ابھر اُھر دوڑتے ہوئے نظر آتے۔ یہ سامنے ملتی ہوئی جیب اور اس کے اطراف میں دوڑ رہے تھے۔ ان لوگوں کو اس طرح بدحواس دیکھ کر ہم جہرانی کا شکار ہو گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ پہلی کا پٹر ان لوگوں کا نہیں ہے پھر اچانک ہی پہلی کا پٹر سے مٹھیں گئی گرجا اٹھی اور نیچے سے پچھلیں بلند ہونے لگیں۔ وہ لوگ بھی درختوں کی سمت بھاگ رہے تھے اور شاید انھی کی آڑ میں پناہ لینا چاہتے تھے لیکن یہ پہلی کا پٹر... بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی! ہم سب جہرانی نگاہوں سے ان کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔ پہلی کا پٹر کافی نیچے آ رہا تھا اور تیز روشنی میں وہ ان لوگوں پر پیشیوں گونے گولیاں برس رہا تھا جو ابھر اُھر دوڑ رہے تھے اور اپنے لیے پناہ گاہ تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے چند افراد ابھر بھی نکل آئے جہر ہم لوگ پوشیدہ تھے۔ وہ بری طرح خوفزدہ معلوم ہوتے تھے اور پناہ گاہ کی تلاش میں ابھر اُھر دوڑ رہے تھے لیکن اس کے بعد ہمارا خاموش رہنا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ ہم نے گولیاں چلا کر ان لوگوں کو وہیں ٹھنڈا کر دیا۔

پہلی کا پٹر سے فائرنگ جاری رہی اور کچھ دیر بعد وہ زمین پر اتر آیا۔ ہم اس جگہ سے بر آسانی لے دیکھ رہے تھے کیونکہ سامنے کا راستہ صاف تھا۔ پہلی کا پٹر انھیں بھی ٹھنڈا کر دیا تھا اور وہ خاصی جدید ساخت کا معلوم ہوتا تھا۔ اب اس کے سامنے والے حصے سے بہت تیز، چند عیاد پینے والی روشنی پھوٹ رہی تھی اور جنگل میں گویا دن نکل آیا تھا کیونکہ روشنی کا رخ اسی جانب تھا۔

کافی دیر تک خاموشی رہی پھر روشنی بجھ گئی اور کوئی پہلی کا پٹر سے نیچے آ رہا۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد اس نے

سانے کو آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ ان میوں کی طرف جا رہا تھا۔ جو اب بری طرح تباہ و برباد ہو چکی تھیں۔ میوں کے اس پاس لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو جھپٹوں کی شکل میں ہیں یہاں سے نظر اُٹری تھیں۔ ہم دم سادھے خاموش بیٹھے رہے اور انتظار کرتے رہے کہ اب کیا نظر میں آتا ہے۔

سایہ دور دور تک روشنی چھینک کر لاشوں کو دیکھتا ہوا ان میں یقیناً مسکلوں کی لاشوں کے علاوہ گرین پول کے ان اکوڑوں کی لاشیں بھی تھیں جنہوں نے ہمارا گھیر لیا ہوا تھا۔ پتا نہیں وہ سب بیل کا پٹھر سے ہونے والی فائرنگ کا شکار ہو گئے تھے یا ان میں سے کوئی فرار ہونے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ وہاں اب اس سانے کے علاوہ اور کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔ سایہ خاصی دیر تک ادھر ادھر چکر مار رہا تھا اس کا رخ جنگل کی جانب ہو گیا۔

”کیا خیال ہے“ بیل کا پٹھر کے ذریعے آنے والے اندازاً گنتے افراد ہو سکتے ہیں؟ تہذیب نامک اکیس نے میرے کان میں روٹی کی۔ ”یقیناً طور پر تو کچھ نہیں کہا جاسکتا مگر بیل کا پٹھر میں اور لوگ بھی موجود ہوں گے جو اطراف کا جائزہ لے رہے ہوں گے۔ اگر اس سانے کو کوئی خطرہ پیش آیا تو وہ پھر شین گون کے دہانے کھول دیں گے۔“

”ابھی کیا کرنا چاہیے؟ پروفیسر ڈھوک نے سوال کیا۔
”مڑو ڈھوک! بہتر یہ ہے کہ ہم اس بھاڑیوں کے چھوڑ میں چھپے بیٹھے رہیں اور جب بیل کا پٹھر والے ہماری تلاش میں ہوں جو جائیں تو ہم اس میدان کو عبور کر کے ان پھاڑیوں تک پہنچنے کی کوشش کریں“ انی المال اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔
”مگر یہ بیل کا پٹھر والے کون ہو سکتے ہیں؟“

”کوئی بھی ہوں۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے۔ ممکن ہے یہ لوگ گوسے مال کے سرحدی محافظ ہوں اور ہنگامہ آرائی کی آواز میں کھنکھارے ہو گئے ہوں۔ سب بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ یہ فوجی بیل کا پٹھر ہو۔ میں نے کہا۔“

”اوہ دیکھو! وہ... وہ اس طرف آرہے ہیں۔ ڈھوک نے سانے کو دیکھتے ہوئے کہا جو ٹارچ روشن کیے اب ہماری جانب بڑھ رہا تھا۔

”جب تک خطرہ بالکل ہی سر نہ آجائے ہم میں سے کوئی گولی نہیں چلائے گا۔ میں نے کہا۔ فوجیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا مطلب موت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ لوگ تو آپس میں دوسرے کو ختم ہو گئے تھے یا بھاگ گئے تھے۔ لیکن اگر ایک

بھی فوجی کو ہمارے ہاتھوں نقصان پہنچا تو فوجی ہمیں کبھی نہ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں نے دل میں سوچا پروفیسر ڈھوک اور تہذیب نامک اکیس نے دم سادھا لیا تھا، میں نے بھی اپنی سانس روک لی اور سایہ ہمارے بالکل قریب سے گزر گیا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی لگا کر اس کے اس جھڑ پر ہونے والی ایک جگہ اٹا لگنا تھا کہ ہمارا دیکھا جانے نہ ہو سکا۔

کافی دیر تک وہ ادھر ادھر روشنی ڈالتا رہا اور اس کے بعد واپس پلٹ پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بیل کا پٹھر کے نزدیک تھا اور چند لمحات کے بعد ہم نے بیل کا پٹھر کو فضا میں بلند ہوئے دیکھا۔ بیل کا پٹھر فضا میں بلند ہو کر ایک سمت کھرختی کر چکا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد اس کی روشنیوں بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

ہم اپنی جگہ خاموش بیٹھے حالات کی کسی نئی کرکٹ کا انتظار کرتے رہے لیکن تقریباً بیس منٹ گزر گئے اور اطراف میں کسی ہمارے کسی آواز تک نہ سنائی دی۔ میں نے پروفیسر ڈھوک سے کہا: ”کیا خیال ہے پروفیسر! آپ میری تجویز سے متفق ہیں یا نہیں؟“

”سو فیصدی میں بھائی! اب تو یہاں آگ اور خون کے سوا کچھ رہا نہیں گیا۔ اس لیے میرے لیے کچھ سوچنا حاق ہے۔“
”تو پھر ہم ان پھاڑیوں کی جانب رخ کریں؟“
”ہرگز! ہرگز! پروفیسر ڈھوک نے کہا۔

”کیونکہ ہم درختوں کے بائیں سمت کا یہ راستہ اپناؤں؟ تہذیب نامک اپنی طرف اٹھنے سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
”اور میدان کے ساتھ ساتھ جہاں تک یہ جنگل پھیلا ہوا ہے اس کے بڑھتے جائیں۔ جب جنگل ہمارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر اس کھلے میدان میں باہر نکل کر پھاڑیوں کی طرف رخ کریں۔ تہذیب نامک کی تجویز سے میں نے اتفاق کیا۔ چنانچہ ہم تقریباً جھکے جھکے درختوں کی آڑ میں ہونے اس سمت بڑھنے لگے۔ یہ فاصلہ مزید میں یا پچیس منٹ میں طے ہوا اور اس کے بعد ہمیں کھلے میدان میں نکلنا پڑا۔ چنانچہ ہم کافی تیز رفتاری سے ان پھاڑیوں کی جانب دوڑنے لگے۔

”جو کا عالم طاری تھا صرف ہمارے قدموں کی آوازیں ہی اس بیکار شلے کو بھی کر رہی تھیں اور کوئی آواز دور دور تک سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ہم کھلے میدان میں آگئے تھے۔ پھاڑیوں کی طرف دیکھا تو اندازہ ہوا کہ وہ ابھی اتنے فاصلے پر ہیں کہ ان تک پہنچنے پہنچنے غالباً مع ہوجائے گی۔ اس صورت حال کو ہم تینوں ہی نے ایک وقت میں دیکھا تھا۔

چنانچہ پھر ہماری رفتار میں وہ تیزی نہ رہی جو ابتدا میں تھی۔ تہذیب نامک نے کہا: ”ان پھاڑیوں تک بہت زیادہ فاصلہ ہے، میوں سے یہ فاصلہ طے کرنا دوسری بات تھی لیکن اگر ہم دوڑتے بھی رہے تو کب تک دوڑیں گے آخر تک جانیں گے۔ ہر گز اگر کسرت رفتاری سے سفر کریں اور کسی ایسی جگہ کی تلاش جاری رکھیں جہاں پوشیدہ رہ کر آرام بھی کر سکیں۔ اس طرح یہ سفر فزوں کی روشنی میں ملو کر دیا جائے گا اور رات کو پھر جاری ہوجائے گا۔ کیونکہ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ساری رات بھی سفر کرتے رہے تو ان پھاڑیوں تک اتنی جلد پہنچنا آسان نہیں ہوگا۔“

”میرا بھی یہی انداز ہے تہذیب نامک لیکن اس سپاٹ اور بے آب و گیاہ میدان میں جس کا تذکرہ ہمارے اسلگنا تھی بھی کر سکتے تھے۔ میں کوئی پناہ گاہ مٹا مشکل ہے۔“
”تاہم کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار بھی تو نہیں ہے علی۔ تہذیب نامک نے کہا۔

”ٹھیک ہے“ چلتے رہو۔
پروفیسر ڈھوک بھی غیر متوقع طور پر خاموش نظر آ رہا تھا اس کی بڑبڑی رخصت ہو چکی تھی، وہ بالکل چپ تھا لیکن ہمارا ساتھ مسلسل دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد میں نے اسے مخاطب کیا اور وہ چونک کر رک گیا۔
”نہیں نہیں“ چلتے رہو۔ میں میں تو تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا خشک گئے ہو؟“

”نہیں بھائی! ابھی بات بھی نہیں ہے۔ تم لوگوں نے مجھے بھروسہ تو کر لیا ہے حالانکہ میں اتنا لودھو نہیں ہوں۔“
”نہیں پروفیسر! آپ کو پوچھا کون کتنا ہے؟ تہذیب نامک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جے بی! تمہارے بچے میں بھی ہوتی ٹوٹی میں صاف محسوس کر رہا ہوں لیکن کچھ بولوں گا نہیں۔“
”ارے نہیں نہیں پروفیسر! پلیز! محسوس نہ کریں۔ میں یہ سوچ رہی تھی کہ آپ ہم دونوں کے درمیان پھنس کر ملا وجہ پریشان ہوتے ہیں۔“

”جی ہاں! آپ دونوں تو ساتھ ساتھ ہی پیدا ہوئے تھے نا اور پروفیسر آپ سے بہت دور کی چیز ہے۔ پروفیسر کا لوجہ طنز یہ تھا۔

”نہیں پروفیسر! تمہاری محبت سے انکار نہیں کیا جاسکتا جو شخص مصیبت میں بھی ساتھ دے اس پر ہمیشہ اٹھا کر چاہیے۔“
”سوچ لو! اگر بار بار مجھے یہ احساس دلاتے رہو گے کہ

میں کوئی دور کی چیز ہوں تو میں بد دل ہوجاؤں گا۔“
”سوری پروفیسر! واقعی میں نے غلط چلے استعمال کیے تھے۔ تہذیب نامک نے مسکرا کر کہا۔

”اگر احساس ہو گیا ہے تو مابولت معاف کرتے ہیں لیکن آئندہ احتیاط رکھنی چاہئے۔ پروفیسر کے بچے میں خوشگوار کیفیت تھی۔ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ تہذیب نامک پروفیسر اس پریشان کن صورت حال سے بد دل نہیں ہوئے تھے اور یہ خوش آئند بات تھی۔ ہم لوگ اب اپنا سفر کچھ آہستہ روی سے طے کر رہے تھے جو تازہ صورت حال کا تقاضا تھا۔ بلاوجہ کا خوف ذہن پر طاری کر لینا مناسب نہیں تھا۔ جو ہونا ہوگا وہ ہر قیمت پر ہو کر رہے گا۔

کافی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر پروفیسر ڈھوک نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ ایک بار پھر ہمیں جو کچھ پڑا بہت دو دغرونی لائق کی جانب سے ایک روشنی ہمیں نظر آئی تھی اور اس کے ساتھ ہی رات کے نشانے میں بیل کا پٹھر کی غصوں آواز مدھم مدھم ہمارے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔ بیل کا پٹھر ہر اس طرف آ رہا تھا اور اس بار صورت حال خاصی مختلف تھی کیونکہ اس کھلے میدان میں ہمارا دیکھ لیا جانا بالکل یقینی تھا۔ ہم اپنی جگہ ساکت ہو گئے تھے۔ اس وقت کوئی بھی حرکت نہیں کیا اور وہ چونک کر رک گیا۔
”نہیں نہیں“ چلتے رہو۔ میں میں تو تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ کیا خشک گئے ہو؟“
”نہیں بھائی! ابھی بات بھی نہیں ہے۔ تم لوگوں نے مجھے بھروسہ تو کر لیا ہے حالانکہ میں اتنا لودھو نہیں ہوں۔“
”نہیں پروفیسر! آپ کو پوچھا کون کتنا ہے؟ تہذیب نامک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جے بی! تمہارے بچے میں بھی ہوتی ٹوٹی میں صاف محسوس کر رہا ہوں لیکن کچھ بولوں گا نہیں۔“
”ارے نہیں نہیں پروفیسر! پلیز! محسوس نہ کریں۔ میں یہ سوچ رہی تھی کہ آپ ہم دونوں کے درمیان پھنس کر ملا وجہ پریشان ہوتے ہیں۔“
”جی ہاں! آپ دونوں تو ساتھ ساتھ ہی پیدا ہوئے تھے نا اور پروفیسر آپ سے بہت دور کی چیز ہے۔ پروفیسر کا لوجہ طنز یہ تھا۔
”نہیں پروفیسر! تمہاری محبت سے انکار نہیں کیا جاسکتا جو شخص مصیبت میں بھی ساتھ دے اس پر ہمیشہ اٹھا کر چاہیے۔“
”سوچ لو! اگر بار بار مجھے یہ احساس دلاتے رہو گے کہ

تحقیق و تفتیش بھی ہوگی۔ جیسا کہ تاریک خان نے کہا کہ سرحدی محافظ اس ہیل کا پٹر کی سیما آمد سے غافل نہیں ہوں گے تو کیا حقیقت کے نتیجے میں تاریک خان پر نہیں آسکتی بہت سے خیالات تھے میرے ذہن میں۔

ہم لوگ اندر پہنچ گئے، تاریک خان ہیں۔ پیسے ہوئے ایک ہال میں داخل ہو گئی۔ ہم پہلے بھی سیما آپ کے تھے اور اس عمارت کو کافی حد تک دیکھ چکے تھے۔ اس نے اندر پہنچنے کے بعد کہہ دیا "اگر اجازت ہو تو میں لاس ترحل کر آؤں۔ اس کے بعد ہم لوگ ایک ایک کاپی میس گئے اور پھر تم آرام کرنا۔"

"میدم تاریک خان! آپ کو یقیناً اندازہ ہوگا کہ ہمارا ذہن کس کیفیت کا شکار ہے؟ میں نے کہا اور: "یہ آہستہ سے مسکراتی اور کوئی جواب دیے بغیر باہر نکل گئی۔"

پروفیسر ڈھوک نے کمری کی پشت سے گردن لگا لی تھی۔ تاریک خان کے جانے کے بعد وہ آہستہ سے بولا "میں نے پہلے ہی کہا تھا، اسے نہ چھوڑو! کام کی عورت معلوم ہوتی ہے۔"

"آپ تو یہاں آکر بہت خوش ہوں گے پروفیسر؟ میں نے سنا ہے کہ وہ۔"

"ہاں بھی! یہاں میری پوری فیملی آباد ہے۔"

"آپ کی؟" تنذیب مالک نے اس نے تعجب کے انداز میں کہا اور پروفیسر ڈھوک مسکراتے لگا۔



ہیل کا پٹر کی موجودگی ان لوگوں کو ہوشیار کر سکتی ہے اور یہ نہ سمجھو کہ وہ ہم سے خبریں۔ یقیناً تمہارے محافظ اس مسئلہ سے استعنا کو استعمال کرتے ہیں لیکن دوسرے مقاصد کے لیے۔ جملہ اطلاعات سرحد تک پہنچائی گئی ہیں اور وہاں انہیں ہیں کہ سرحد کے دھوکے لے رہے ہیں۔ ان کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور یہ کارروائی گرین پول کے ان آدمیوں نے کی ہے جو تمہیں یہاں سے زندہ نہیں جانے دینا چاہتے۔ مزید انتظامات یہ کیے گئے ہیں کہ اگر تم سرحد پار کرنے کی کوشش کرو اور خوش قسمتی سے بچ نکلو تو آگے تمہارا استقبال شاندار طریقے سے کیا جائے گا۔ آخری جملہ اس نے بڑے طنز سے بھیجے میں ادا کیا تھا۔

اب کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی تھی میں نے پُر سکون انداز میں تنذیب مالک کیس کے شانے پر ہاتھ لگا اور ہیل کا پٹر کی جانب بڑھ گیا۔ تاریک خان ہیں، آمادہ یا کو تیز قدم اٹھاتی ہوئی ہیل کا پٹر کے قریب پہنچ گئی اور پھر اس نے، ہمیں اندر بیٹھنے کی پیش کش کی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیل کا پٹر فضا میں بند ہو رہا تھا۔ پروفیسر ڈھوک تاریک خان کے پاس بیٹھ گیا تھا اور ہم دونوں پیچھے۔ ہیل کا پٹر فضا میں سیڑھا ہو کر ایک سمت پرواز کرنے لگا۔

ڈھوک چند لمحوں کو خاموش رہا۔ پھر بولا "آپ سے دوبارہ مل کر واقعی مسرت ہوئی ہے میڈم تاریک خان آپ نے تمہاری یہ ہم سر انجام دے والی؟" تاریک خان نے کوئی جواب نہیں دیا اور یہ سفر خاموشی سے جاری رہا۔ خاصا حویل فاصلے طے کرنے کے بعد لاٹھریں دیں واپس پھینکا پڑا جہاں ہم تاریک خان کے ساتھ مختصر وقت گزار چکے تھے، یعنی اس عمارت میں جو تاریک خان کی اپنی رہائش گاہ تھی۔

عمارت کے احاطے سے باہر ایک سپاٹ میدان میں تاریک خان نے ہیل کا پٹر اتار دیا اور فوراً ہی دو آدمی دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔ تاریک خان، ہیل کا پٹر کی مشین بند کر کے نیچے اترا آئی، ہم لوگ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی نیچے اتر گئے، دوڑنے والے تاریک خان کے نزدیک پہنچ گئے تھے پھر اس نے انہیں حکم دیا: "ہیل کا پٹر سے جاؤ۔"

وہ دونوں ہیل کا پٹر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ پھر جب ہم تاریک خان کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تو ہیل کا پٹر فضا میں بند ہوتا نظر آیا۔ سچا ہے وہ کس طرف چل پڑا تھا۔

رہائش گاہ کا اندرونی ماحول پُر سکون تھا۔ میرا ذہن تجزیاتی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ تاریک خان اس طرح ہمارے راستے پر چڑھ گئی اور اس نے ہماری مدد کیوں کی؟ یہ معمولی بات نہیں تھی۔ اتنے لوگوں کی ہلاکت نظر آ رہی تھی منظر عام پر آجائے گی اور اس کے بعد

پڑا سرحدی عورت ایک شاندار لباس میں لبوس ہمارے سامنے کھڑی ہوئی تھی، اسے دیکھ کر ذہن پر مرعب طاری ہوتا تھا۔ یوں بھی شاندار قد و قامت کی مالک تھی اور اس وقت اس کے بدن پر موجود قیمتی لباس سے اس کی شخصیت میں چار چاند لگا دیے تھے، ہاتھ میں جدید ساخت کی برین گن موجود تھی۔ پروفیسر ڈھوک پہلے اس کے قریب پہنچ گیا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے ہم دونوں بھی تاریک خان کے آہستہ سے کہا۔ "آؤ! اگر کچھ کی روشنی پھیل گئی تو تمہارے لیے زندگیوں کا بچاؤ ہو جائے گا۔"

تنذیب مالک ایک عجیب سی لنگیوں سے تاریک خان کو دیکھ رہی تھی۔ میں اس کے چلنے پر غور کرنے لگا اور چھوٹے سے پُر سکون جگہ میں پوچھا: "کیا آپ اپنے چلنے کی وضاحت کریں گی میڈم ہارڈو؟"

تاریک خان نے گردن کھاکر میری طرف دیکھا اور پھر سپاٹ پیچھے میں بولی "سرحد پر تمہارے بارے میں اطلاع دے دی گئی ہے، مالم پوائنٹ پر پہنچتے ہی تمہارے اوپر گولیوں کی بارش کر دی جائے گی اور تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اگر میری بات پر یقین کر سکتے ہو تو کرلو، ورنہ تمہاری مرضی۔"

میرے بدن میں سختی دو گئی تھی۔ تاریک خان جس انداز میں یہ الفاظ کہتے تھے، اس سے جان کا احساس ہوتا تھا تاہم میں نے کہا: "آپ یہ بات کیسے کہہ سکتی ہیں میڈم! آپ کو اس سلسلے میں کیا معلومات ہیں؟"

"جن لوگوں سے تم نے رابطہ قائم کیا تھا، وہ تمہارے معاملے میں مخلص تھے لیکن تم نے دیکھ کر تمہارے دشمن مسلسل تمہاری تاک میں لگے ہوئے تھے اور اگر میں بروقت نہ پہنچ جاتی تو شاید تم ان کی نگاہوں سے محفوظ نہ رہ سکتے۔ تم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ میں نے سترہ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور یہ سب کچھ میں نے صرف تمہاری زندگی کے لیے کیا ہے۔ ورنہ مجھے ان سے کوئی نہیں تھی۔"

"کیا آپ یہ بھی بتا سکتی ہیں میڈم تاریک خان، اگر وہ سترہ آدمی جو ہمارے دشمن تھے اور ہمیں ہلاک کرنا چاہتے تھے، کون تھے؟"

"تم میرا امتحان لے رہے ہو، تو سنو! ان کا حلق اس ادارے سے تھا جو میاں والٹو موہاٹے کی مدد کرنے کا تھا، یعنی گرین پول۔ اور اگر اس کے علاوہ بھی اور کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے اس جگہ کا انتخاب نہ کرو، یہاں سے جس قدر جلد نکل چلو بہتر ہے کیونکہ سرحد کے آس پاس کسی

وہ ہمارے اوپر سے گزرتا ہوا تھا اور اس آگے گیا اور پھر رفتہ رفتہ نیچے اترنے لگا۔ گویا ہمیں دیکھ لیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے چند لمحے بے حس و حرکت پڑے رہنا مناسب سمجھا۔ ہیل کا پٹر کی روشنی بند ہو گئی، پھر اس کی مشین بھی بند ہو گئی۔ ہیل کے دروازے سے کوئی نیچے اترا اور میرا فون پر ایک آواز سنائی دی: "پروفیسر ڈھوک، اب کوئی غلط حرکت مت کرنا، میں تاریک خان ہاؤس ہوں اور تم لوگوں کی مدد کرنے آئی ہوں۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے، تم تینوں کو دیکھ لیا ہے۔ پلے! اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔"

یہ آواز ہمارے لیے کسی خوفناک دھماکے کی مانند تھی۔ تنذیب مالک ایک تو اس آواز کو پہچانتی نہ تھی لیکن میرے اور پروفیسر کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اب ہم کئی صحبت سے دوچار ہونے والے ہیں۔

اس کا مطلب تھا کہ پہلے جس شخصیت نے ہماری مدد کی تھی اور گرین پول کے ایجنٹوں کو اندھا دھند فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، وہ بھی تاریک خان ہاؤس ہی تھی۔ اس نے ہماری جان بچائی پھر ہمیں تلاش کیا اور جب مایوس ہو گئی کہ ہم اس طرح ہاتھ نہیں آئیں گے تو چالاکانہ سے ہیل کا پٹر لے کر واپس چل گئی۔ شاید اس یقین کے ساتھ کہ ہم سکون ہو جانے کے بعد آگے کا سفر کر سکیں گے اور وہ ہمیں کھلے میدان میں دوبارہ آسے گی۔ یقیناً یہ بات تھی۔ پروفیسر ڈھوک اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ میں نے بھی اٹھ کر کھڑے ہونے میں تاخیر نہ کیا اور ہم دونوں کو اس طرح کھڑے ہوتے دیکھ کر تنذیب مالک ایک عجیب سی کھڑی ہو گئی۔

"گڈ... اگر تم لوگ مسلح ہو تو اس وقت تک جب تک مجھ سے بات چیت نہ کرو! فائرنگ مت کرنا۔ ورنہ صرف تم کو نقصان پہنچے گا! اس بات کو ذہن نشین کرلو۔"

"اوہو میڈم تاریک خان! آپ کی آمد ہمارے لیے باعث خوشی ہے! آپ پر فائر کرنے کا کیا سوال.....؟" پروفیسر ڈھوک نے چمکتے ہوئے کہا اور تاریک خان کی جانب بڑھ گیا۔

میں تنذیب مالک کیس کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ میجران لیجے میں بولی "یہ... یہ سب کیا ہے؟ کون ہے یہ تاریک خان؟ اس نے سوال کیا۔"

"بتا دو! تنذیب مالک آؤ میرے ساتھ۔" تاریک خان نے کہا اور تنذیب مالک کا ہاتھ پکڑ کر تاریک خان کی طرف چل پڑا۔ اس کی آمد اس وقت میرے لیے انتہائی حیرت کا باعث تھی اور میرا ذہن اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ

ثرانی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس وقت وہ شبِ خواتی کے لباس میں تھی اور تھوڑی دیر پہلے سے بالکل مختلف نظر آرہی تھی۔ اس کا انداز بالکل دستاورد تھا۔

”چائے کا یہ دور میں نے اس لیے رکھا ہے کہ تمہارے ذہنوں سے ابتدائی الجھنیں دھو کر دوں۔ درنہ اصولاً تو یہ چاہیے تھا کہ میں تمہیں آرام کرنے دیتی۔“

”آپ کا شکریہ میڈم تارینا! بلاشبہ ہم شدید ذہنی دہش کا شکار ہیں۔ آخر آپ کو ہمارے بارے میں معلوم کیسے ہوا؟“

”کوئی خاص بات نہیں اس وقت میں کالموکیو ہی میں موجود تھی جب مشرڈھوک نے گراہم سے ملاقات کی تھی۔ اس کی بیٹی سونیا گراہم کو میں اچھی طرح جانتی ہوں مشرڈھوک کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی اور اس کے بعد میرے لیے یہ سب کچھ مشکل نہیں تھا کہ میں مشرڈھوک کی گراہم سے ملاقات کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں۔ مجھے علم ہوا کہ مشرڈھوک گراہم سے اس لیے ملے ہیں کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو مرحد پارکرا دی جائے اور اس کے لیے مشرڈھوک نے مشرڈھوک کو ایک مستقل رقم پیش کی تھی۔ ایک ساتھی کے بارے میں تو مجھے اندازہ تھا کہ وہ آپ ہوں گے لیکن دوسرے ساتھی سے میں ناواقف تھی چونکہ میرا آپ لوگوں سے رابطہ نہ چکا ہے اس لیے یہ خبر سنا کر آپ اس طرح مرحد پارکرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں اور پھر اپنے لامحدود ذرائع سے مجھے وہ کافی معلوم ہو گئی جو آپ لوگوں سے متعلق ہے۔ میرے علم میں گرین پول بھی آئی اور یہ بھی پتا چل گیا مجھے کہ گرین پول کی ایک خاتون رکنِ تہذیبِ مالکرمیں اس سے ایک ہو کر فراریا جاتی ہیں۔ میں نے گرین پول کے لوگوں کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں اور ان کی کارروائیوں کی تفصیل میرے علم میں آگئی مجھے پتا چل گیا کہ وہ کیری کین جنگلات کے دوسری طرف والے میدان میں آپ لوگوں کا استقبال کریں گے اور اس کے بعد کے حالات آپ کے علم میں ہیں۔ میرے لیے یہ ضروری تھا کہ میں آپ لوگوں کی مدد کروں اور میں خوش ہوں کہ اپنے مقصد میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔“

ہمارے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔ تہذیبِ مالکرمیں بھی شہرہ گئی تھی۔ گرین پول ایک اہم ادارہ تھا اور تہذیبِ مالکرمیں ایک رکن ہونے کی حیثیت سے کم از کم یہ بات جانتی تھی کہ وہ احمقوں کا کھانا نہیں ہے لیکن تارینا بارڈو نے اتنی آسانی سے اس کے بارے میں یہ سب کچھ معلوم کر لیا تھا۔ میں اس

لیے حیران تھا کہ میرے ہاتھوں تارینا بارڈو کو شدید تکلیفیں اٹھانا پڑی تھیں اس کے باوجود وہ میری مدد پر آمادہ ہوئی! باقی برو فیئر ڈھوک کا مسئلہ کچھ مختلف تھا۔ وہ فوجی صورت عورت کے لیے بے ضرر انسان تھا۔ اگر میرا ساتھ نہ ہوتا اور اس طرح میں اسے اپنے ساتھ آجاتے پر مجبور نہ کرتا تو یقیناً وہ اب بھی تارینا بارڈو کے قدموں میں پڑا ہوتا چونکہ تارینا بارڈو کی اس رہائش گاہ میں موجود کئی لڑکیوں سے اس کا شناسائی ہو گئی تھی اور غالباً اس نے انہیں کو اپنی فیمل سے منسوب کیا تھا۔

چلنے لگتی تھی اور اس کے بعد تارینا بارڈو نے کہا: میں جانتی ہوں میرے ان الفاظ نے آپ کو مکمل طور پر مطمئن نہ کیا ہوگا لیکن ایک آخری بات کہنے کے بعد میں آپ سے اجازت چاہوں گی صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں رہے گی۔ آپ لوگ اپنے اپنے بسترروں پر آرام کریں اور اس اطمینان کے ساتھ کہ اب آپ انتہائی محفوظ جگہ پر ہیں اور آپ کو کسی بھی سمت سے کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں ہے۔ وہ آخری بات یہ ہے کہ ثقافت نے آپ لوگوں کو میرے لیے اہم بنا دیا ہے اور میں ایک ایسے سلسلے میں آپ کی مدد چاہتی ہوں جو صرف میرے ذاتی مفاد سے تعلق رکھتا ہے اور یہی وجہ آپ کی اس امداد کی بنیاد بنی۔ اس سے زیادہ تفصیل اس وقت نہیں بتائی جاسکتی، شبِ بخیر۔“

وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ تہذیبِ مالکرمیں نے چونک کر پوچھا: ”اور وہ ہمارے بسترکون سے ہیں جن پر ہمیں آرام کرنا ہے؟“ انہیں اس نے یہ سوال بھی نہیں کیا تھا کہ ایک اندر داخل ہوئی اور برو فیئر ڈھوک کی ہانچیں کھل گئیں۔

”اوہ اتم... تم غیر متیت سے تو ہونا؟“

”تشریف لائے“ لڑکی نے خشک لہجے میں کہا اور ہم تینوں اٹھ کر باہر نکل آئے۔

”کیا آپ تین الگ الگ کمرے میں قیام کرنا چاہتے ہیں یا...؟“

”میرے اور میری ساتھی کے لیے ایک ہی کمرہ دیا جائے۔ ہاں مشرڈھوک الگ کمرے میں آرام کریں گے۔ میں نے کہا اور تہذیب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ڈھوک غفیل لگا ہوں سے مجھے دیکھنے لگا تھا لیکن پھر اس نے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا کہ ”مجھے تم سے ضروری کام ہے ان لوگوں کو ان کا کمرا بتا دو اور اس کے بعد مجھے میرے کمرے میں لے چلو۔“ مخاطب لڑکی کو کیا گیا تھا جو ہاری رہا تھا کہ وہ اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ میں نے اس کے

چہرے پر ایک ٹیکہ پڑا جس سے اس کا منہ کھل گیا تھا۔ غالباً ڈھوک کی بات سے ناگوار گزری تھی۔

مجھے اور تہذیب مالکرمیں کو ایک کمرے تک پہنچا دیا گیا جس میں دو خوب صورت مہربان موجود تھیں۔ کمرہ خاصا کشادہ اور خوب صورت فرنیچر سے آراستہ تھا۔ اس سے پہلے یہاں رہتے ہوئے میں نے یہ کمرہ نہیں دیکھا تھا۔ پہلے مجھے جو کمرہ دیا گیا تھا، وہ دو مہربان تھا۔

اندر داخل ہونے کے بعد میں نے دروازہ بند کر لیا اور پھر تہذیب مالکرمیں کی طرف مڑ کر بولا: ”سوری تہذیب! مجھے بعد میں احساس ہوا کہ مجھ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی ہے۔“

”کیا؟ تہذیب سے چونک کر پوچھا۔“

”بڑے اعتماد سے میں نے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہم دونوں کو ایک ہی کمرہ دے دیا جائے، تمہارے اسے محسوس تو نہیں کیا؟“

میرے اس سوال پر تہذیب کے چہرے پر ایک رنگ سا آگیا، وہ آگے بڑھ کر ایک آرام دہ سی پوزیشن میں آکر بیٹھ گئی اور پھر کرسی پر چڑھتے ہوئے بولی: ”اب اس بات پر انصاف کیوں ہو رہا ہے؟“

”صرف تمہارے خیال سے تہذیب کیونکہ بہ طور...“

”علی بیٹھو“ اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور میں آگے بڑھ کر اس کے سامنے جا بیٹھا: ”یہ تمام باتیں بالکل بے کار ہیں، ہمیں حقیقتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جو باتیں میرے درمیان ہو چکی ہیں، ہم انہیں اس وقت تک نہیں دہرائیں گے جب تک کہ اس کا موقع نہ آئے۔“

”بس یونہی تہذیب، میں نے سوچا، دوسروں کے سامنے...“

”نہیں۔ تم نے دوسروں کے سامنے یہ کہہ کر میری وقت بڑھائی ہے۔“ تہذیب نے سنیہ لہجے میں کہا۔

”بہت بہت شکریہ۔“

”اور سنو! آئندہ کبھی اس تکلف کو درمیان میں نہ لانا۔“

”بہتر ہے، حکم کی تعمیل کی جائے گی۔“ میں نے خوشی سے کہا۔

”اب جلدی سے یہ مسئلہ حل کر دو میرا ذہن کسی پھوڑے کی مانند پک رہا ہے۔ یہ تارینا بارڈو کون ہے؟ اس عورت کے بارے میں یہ اندازہ تو میں لگا چکی ہوں کہ انتہائی پرامن اور بڑے اثر و رسوخ کی مالک ہے، عام عورتوں سے بے حد مختلف، سترہ قتل کر دے ہیں اس نے ہمارے لیے! یہ معمولی بات تو نہیں ہے۔ تم اسے کب سے جانتے ہو؟ بہت قدیم شناسا ہے کیا؟“

”مجھ میں ہی گفتگو کر رہی تھی وہ، جو میری کچھ میں

نہیں آئی۔“

”اس کی پوری کہانی صرف اتنی سی ہے کہ جرنل میر کیٹھی براؤن کا مسئلہ حل ہونے کے بعد میری تم سے ملاقات ہوئی تھی، تھوڑی سی تفصیل تمہیں بتا چکا ہوں۔ اولیو پورٹ کے میں بھی اور یہ بھی بتا چکا ہوں کہ ڈیوین ہیلے کی طرف سے قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ ان تمام باتوں کے بعد میں نے یہ سوچا کہ کچھ عرصہ کی پرسکون گوشے میں گزاروں اور دنیا کے ان جہاز سے دور ہوں تاکہ خود کو آئندہ پروگرام کے لیے تیار کر کے میرے ذہن میں جو آئندہ پروگرام ہے تہذیب اس کی ترقی بھی میں تمہیں بتا دے دیتا ہوں۔ وہ مشن جسے میں دینی زندگی گزار رہی ہوں، اس پر کام جاری رہنا چاہیے۔ کم از کم وقت تک جب تک کہ کوئی اور بہتر صورت میرے نہ آجائے یا میں یہ نہ سوچ لوں کہ اب مجھے آرام کا چاہیے چنانچہ میں اس طرف نکل آیا راستے میں برو فیئر ڈھوک جو دلچسپ شخصیت کا مالک تھا، اس یوں بھوکا ملا دیر ہی ساتھ چپک گیا۔ دلچسپ آدمی ہے اور اس کی شخصیت ایسی انوکھی چیزیں ہیں جنہوں نے مجھے اس کی طرف متوجہ اور پھر ہم دونوں کو تارینا بارڈو کی طرف متوجہ کیا۔ کو تارینا بارڈو سے ملاقات کے بارے میں تفصیلات اور پھر یہ بھی بتایا کہ وہ کس طرح ہمیں اپنی رہائش گاہ تک آئی تھی اور اس کے بعد میں نے اسے پہاڑیوں پر چلا دیا اور تارینا بارڈو کے ساتھ آخری لمحات کی فلمیں بنائی ہیں۔ اس لیے ہوش چھوڑ آیتا تھا اور میرا خیال کہ یہ خطرناک عورت یقیناً اپنی اس توہین کا انتقام مجھ لے گی۔ پھر میں کالموکیو کی طرف آنکلا اور وہاں وہ واقعہ آیا جس نے مجھے تم سے دوبارہ ملا دیا۔ یہ تارینا بارڈو ہے کی تفصیل ہے۔ اس کے بعد اس عورت نے کس طرح



بارے میں معلومات حاصل کیں، خاص طور سے میں گوبن پول کے سلسلے میں زیادہ حیران ہوں۔ میری شخصیت تو غیر کسی دیکھ کر اس کے علم میں آسکتی تھی لیکن اس نے گرین پول کے بارے میں جو تفصیلات معلوم کر لیں، وہ واقعی دلچسپ ہیں اور مجھے ان پر حیرت ہے۔

تہذیب ماکم ایکس کچھ سوچتی رہی اور پھر اس نے سکراتے ہوئے دلاؤنا ملازمین کہا۔ "کیوں تیر نظر اور درجہ جگر والا مسئلہ تو نہیں ہے؟"

"گفتگو تو نہیں ہے، تائید ذرا مختلف ہے اس صورت کا۔ اور میں نے اس دوران بھی کوئی خاص بات محسوس نہیں کی، تاہم اگر کسی کوئی بات ہے بھی تہذیب، تو تم جانتی ہو کہ ماہر ولس اب معروف ہو گئے ہیں۔ میں نے کسی قدر شوق سے کہا اور تہذیب آہستہ سے ہنس پڑی۔

"لیکن بڑا پیچیدہ معاملہ ہے آخر یہ ہم سے کیا چاہتی ہے؟ اور وہ ذاتی مفاد کیا ہے جس کا اس نے تذکرہ کیا ہے؟" اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے؟

"ایک بات بتاؤ اعلیٰ ایک یا کس موقع پر غضبناک ہو کر خطرناک نہیں ہو جائے گی ہمارے لیے؟"

"جو وقت ہم گزار چکے ہیں تہذیب! اس کے بعد خطرات ہمارے لیے تقریباً ختم ہیں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کیا خیال ہے، اب کیوں نہ واقعی کچھ دیر آرام کر لیا جائے؟" بالکل۔ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔ تہذیب نے کہا اور ہم دونوں جوتے اتار کر اپنے اپنے بستروں پر چلیے جلیے خراب ہو رہے تھے لیکن دل میں چاہ رہا تھا کہ اس وقت باقہ روم میں جا کر صلیب درست کیا جائے۔ میں بچلے کئی دیر تک بستر پر لیٹا تازہ صورت حال کے بارے میں سوچتا رہا۔ آخر کار نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

دوسرے دن تقریباً ساڑھے گیارہ بجے اچھ کھل تھی۔ دیوار گر کھڑی تھی وقت بتا رہی تھی۔ تہذیب مجھ سے کچھ پہلے جاگ چکی تھی اور صبح میں جاگا تو وہ باقہ روم سے باہر نکلی تھی۔ دھل دھلا کر کھڑی تھی میں نے مسکاتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ شرمائے ہوئے انداز میں بولی "باقہ روم سامنے ہے تم بھی..." اور میں اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے اچھ کر باقہ روم میں چلا گیا۔

واپس آیا تو تارنیا بارڈو کی ایک ملازمہ تہذیب سے باتیں کر رہی تھی۔ تہذیب نے مجھے اطلاع دی کہ تارنیا بارڈو ڈانگ نام میں ہمارا انتظار کر رہی ہے۔

ہم دونوں ڈانگ روم میں پہنچے تو تارنیا بارڈو ایک خوب صورت لباس میں بیٹھ کر دو دروازے پر آنکھیں لگائے بیٹھی تھی۔ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی اس نے ملازمہ کو اٹھاتا دیے اور تھوڑی دیر کے بعد ہی ہمارے سامنے انواع و اقسام کی چیزیں آئیں۔

تارنیا بارڈو کہنے لگی: "دراصل میں نے ناشتے اور دھیر کے کھانے کا مشترکہ انتظام کر لیا ہے کیونکہ ہر ایک اتنی شدید ہے کہ صرف ناشتے سے کام نہیں چلتا۔"

"شکر میڈم، ایک ہی پروویڈر فووک کہاں ہیں؟" "اُسے روکیاں کھلا رہی ہیں، تارنیا بارڈو نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی۔ میں کچھ گھبراہٹ سے تارنیا بارڈو نے پروویڈر فووک کو اپنی ملازمتوں کے ساتھ مصروف کر دیا تھا۔ دراصل میں نہیں جانتی کہ وہ پھر مجھے کس قسم کی شرمیلیں شریک ہو۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں میڈم؟ میں نے ساگو سے کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس شاندار ناشتے سے فارغ ہو گئے اور تارنیا بارڈو میں لے کر ایک اور کمرے کی طرف چل پڑی۔ یہ کمرہ ابھی میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔ یہ تارنیا بارڈو کی خصوصی نشست گاہوں میں سے معلوم ہوتا تھا لیکن یہاں کچھ ایسی چیزیں بھی موجود تھیں جنہیں دیکھ کر میں نے اپنے ذہن میں کچھ عجیب سے احساسات محسوس کیے تھے۔

کمرے کے عین وسط میں ایک سفیدی مشین رکھی ہوئی تھی اور سامنے ہی ایک چھوٹا سا اسکرین جو اس مشین سے منسلک نہیں تھا بلکہ بالکل ہی غیر متعلق انداز میں رکھا ہوا تھا لیکن مشین کے سامنے لگے ہوئے ٹیبلٹ سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی جدید ساخت کا پروجیکٹر ہے۔

تارنیا بارڈو نے دروازہ بند کیا اور پھر مشین کے پیچھے آ بیٹھی، ہم دونوں کو اس نے دو الگ الگ نشستیں دے دی تھیں اور پھر اس کی آواز ابھری۔

"اس اسکرین کی طرف دیکھیے سر، اعلیٰ آپ کو کچھ دلچسپ چیزیں نظر آئیں گی۔ میری نگاہیں اسکرین کی طرف اٹھ گئیں تارنیا بارڈو نے سفید مشین کے کچھ بٹن دبائے تھے اور اسکرین پر نیکیاں سی نظر پہنے لگی تھیں۔

میرے ذہن میں بڑا تجسس پیدا ہو گیا تھا۔ یہ عورت شروع ہی سے پرامن تھی اور اب اس کی یہ تازہ حرکات بھی مجھے استغناء کی پرامن لگ رہی تھیں۔ میری نگاہیں اسکرین پر جم گئیں۔ تہذیب ماکم ایکس بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی، بچلے کیا نظر آنے والا تھا اس اسکرین پر۔

اسکرین

آہستہ آہستہ صاف ہو گیا پھر اس پر مجھے اپنی تصویر نظر آئی۔ پرانی تصویر تھی جو لباس اس تصویر میں پہنا ہوا تھا بہت عمدہ تھا اور میں نے سے پہچان لیا اس دور کی تصویر تھی جب میں امریکا میں قانون کا طالب علم تھا۔ چند لمحات تصویر اسکرین پر رہی پھر غائب ہو گئی۔ اس کے بعد ایک انگریزی تحریر ابھری۔

"نام علی بارخان، قومیت پاکستانی، قد چھ فٹ ڈیڑھ انچ آنکھیں گہری سیاہ، بدن سڈول، دندنی، شگفتہ مزاج، ذہین اور خطرناک، سفاک، اندر سے باگ، شدید منتقم المزاج، وقت پر پڑنے پر طوفانی فوج سے محروم جانے والا، پھر تحریر بدل گئی۔

"فلسفہ معاشقہ کے لیے سرگرم، شاندار کارنامے انجام دے چکا ہے۔ اس وقت کہاں ہے پتا نہیں چل سکا ہے بیروت میں موجود نہیں ہے۔"

میری نگاہیں اسکرین پر جمی ہوئی تھیں اور ذہن پرستوریات کی آماجگاہ تھا میرے بارے میں یہ مکمل معلومات تھیں لیکن "تارنیا بارڈو نے کہاں سے حاصل کیں؟ خاص طور سے میری تصویر اس کے بعد تارنیا نے مشین بند کر دی اور میری طرف دیکھ کر مسکراتے لگی۔ پھر بولی، "یقیناً اس خاکے میں بہت سی چیزوں کی کمی ہوگی۔"

"آپ نے مجھ پر کافی محنت کی ہے میڈم بارڈو!" "ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس نے سکراتے سے کہا۔

"وجہ؟"

"طویل داستان ہے، تو پھر نہیں ہو گئے؟"

"پہلے یہ بتائیں کہ یہ تفصیل آپ کو کہاں سے موصول ہوئی ہے؟"

"خاص طور سے یہ تصویر جو بہت پرانی ہے؟"

"سلان فرانکو سے، تصویر یونیورسٹی کے ریکارڈ سے نکلائی گئی ہے۔"

"آپ کا تعلق امریکا سے ہے؟"

"بارڈو سے بالکل نہیں جو تمہارا دشمن ہے، تارنیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے امریکی ہی ہیں؟"

"نہیں۔"

"مقامی ہیں؟"

"میری مقامی بھی نہیں ہیں، یوں سمجھو، اچھی اپنے ملک کا نام نہیں بتا سکتی، کچھ معلومات ہیں لیکن اگر میرے اور تمہارے مابین کوئی معاہدہ ہو گیا تو تمہارے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔"

"کوئی معاہدہ کرنا چاہتی ہیں آپ میڈم بارڈو؟"

"ہاں علی، اتفاقات بعض اوقات بڑا دلچسپ کھیلے کھیلنے ہیں، مجھے تساری تلاش تھی، تم مجھے ملے لیکن میں تمہیں نہیں پہچانتی تھی اس کے بعد وہ ہوا شاید تمہارے لیے کوئی اہم بات ہو لیکن میرے لیے صرف اتنی اہمیت رکھت ہے کہ تمہاری شخصیت پر ایک تجربہ ہو گیا۔"

"آپ کو میری تلاش کیوں تھی میڈم بارڈو؟"

"اس سے قبل ایک سوال کرنا چاہتی ہوں علی کیا مس ماکم ایکس کی موجودگی میں تم ایسی ذاتی گفتگو کرنا پسند کرو گے جو صرف تمہاری ذات سے متعلق ہو؟"

"ہاں میں بارڈو اپنی ذات سے متعلق ہر گفتگو میں مس تہذیب کی موجودگی میں کر سکتا ہوں؟"

"ملازمہ گرامت تنظیم آزادی فلسطین کے اعراض و مقاصد کی ہوتو؟"

"جو کچھ مجھ سے کہا جاسکتا ہے، اسے تہذیب سے چھپانا ضروری نہیں ہے۔"

"ایک اور سوال جو معاف کرنا بالکل ذاتی نوعیت کا ہے؟"

"جی، فرمائیے۔"

"مس ماکم ایکس کے اور تمہارے درمیان محبت کا رشتہ ہے یا صرف دوستی کا اور کیا یہ رشتہ اس وقت بھی قائم تھا جب آپ دونوں دو مختلف مقاصد کے تحت کام کر رہے تھے؟ میں اس سوال کے لیے معافی مانگ چکی ہوں۔"

دراصل یہاں میری معلومات کچھ ناقص ثابت ہو رہی ہیں۔ میں ان کی تصدیق چاہتی ہوں میں نے موبائے کیس کی رینڈمک ہے گرین پول اور ایف آئی اے اس سلسلے میں سرگرم عمل تھیں اور ان دونوں اداروں کی کادشوں کو میں روکنے والا علی یا رفا تھا۔ کیا اس کو شش میں مس ایکس شریک تھیں؟"

"تہذیب سے میرا رشتہ نہایت غیر معمولی نوعیت کا ہے یوں سمجھو میرا ایک جان دو قاتل ولی بات ہے۔"

"مناسب جواب ہے، مجھے بے حد پسند آیا، بات صرف اتنی ہی ہے کہ میں مس ماکم ایکس کی شخصیت کا تعین چاہتی ہوں۔"

ہر چند کہ میں ان معاملات کے بارے میں پوچھنے کا کوئی اختیاق نہیں رکھتی، میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ میں ابھی اپنے ملک کا نا نہیں جانتی تھی اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں، امید ہے کہ تم اس بات کو زیادہ محسوس نہیں کرو گے۔"

"میڈم! تارنیا بارڈو آپ یقین کریں، میرے ذہن میں آپ کی اس بات سے کوئی خاص اثر نہیں پیدا ہوا تھا کیوں کہ

ابھی تو ہم کسی ایسے معاملے پر نہ سوچ سکے ہیں نہ متفق ہو سکے ہیں جو ہم دونوں کے درمیان مشترکہ حیثیت رکھتا ہو۔ ہاں آپ کا یہ احسان مجھ پر قرض ہے جو آپ نے مجھے ان لوگوں کے مشکل سے بچا کر کیا ہے اور اس احسان کے عوض میں فی الحال آپ کو کچھ ادا کرنے کے قابل بھی نہیں ہوں لیکن اپنا قرض لچکا دینے کی نیت ضرور رکھتا ہوں۔“

”اب قول کر گنگو کہ رہے ہو علی! اس سے قبل بھی تو ہم متغور اس وقت کے ساتھ گزار چکے ہیں۔ مگر اس وقت کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن جلد ہی حوائج سے جو تم نے ابھی دیا ہے تم کو لوگ اپنے پیسے میں دوستانہ انداز تو یہاں کر لو۔ مجھے تمہارا بھرپور شک محسوس ہو رہا ہے۔“

”سوری میڈم! دیکھنا میں اس کے لیے مسرت خواہ ہوں لیکن یہاں ابھی اپنے تعارف کے اسی مقام پر نہیں پہنچے ہو جہاں سے گنگو کی ابتدا ہوتی تھی یعنی نہ ابھی آپ نے اپنے بارے میں کچھ بتایا نہ میں نے آپ کو اپنے بارے میں۔ آپ نے میرے بارے میں یہ معلومات کیوں حاصل کیں اور آپ کیا جانتی ہیں؟“

”علی! میں ایک ایسے اہم مسئلے میں تمہارا تعاون اور تمہارا ساتھ چاہتی ہوں جو دونوں کے مفاد میں ہے۔ فلسطین کو میرے ذاتی طور پر ایک ملک قرار دیتی ہوں جو عربوں کا ہے۔ قیام اسرائیل کے مسئلے میں دو ہزار سال سے جو کاد وائیاں ہو رہی ہیں وہ میں توجہ پر توجہ اور جس انداز میں پہنچیں، میرا ملک اور میں انہیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور ایک ایسے ملک کی ہاندہ ہونے کی حیثیت سے میری حدود یاں اور دیکھنا ابھی عربوں کی کے ساتھ ہیں اور جو حکومت اتفاقیہ طور پر عرب نہیں بلکہ گنگو کی ہوں ہمارے درمیان ایک قدر مشترک ہو رہی یعنی وہ بالکل غلطیہ ملک کے لوگ فلسطین سے وہی حدودی وہی حثیت اور وہی عقیدت رکھتے ہیں جو عربوں کے دل میں ہو سکتی ہے۔ تو علی! ایک ایسی مشترکہ صورت حال پیش آگئی جس میں ہم دونوں کے درمیان صرف ایک گنگو کی ہی بات مختلف ہے۔ یعنی میں جو کام کرنا چاہتی ہوں وہ صرف فلسطینی عربوں کے ہی نہیں بلکہ عرب ملک کے مفاد میں بھی ہے اگر میں تم سے یہ کہوں علی کہ ایک خوفناک منصوبہ جو عربوں کے لیے مستقبل میں تباہ کن ہو سکتا ہے میرے سامنے آیا ہے اور تمہارے ساتھ مل کر اس منصوبے کو ناکام بنانا چاہتی ہوں تو کیا میں اس بات کی توقع رکھوں کہ تم اس کام میں دلچسپی لو گے؟“

”میڈم! بارڈو! مجھے اس معاملے میں ہونے کی اجازت دی جائے یا نہیں اسے اندازہ نہ ہو۔ دونوں نے ہی جو ملک کر

تنبیہ ہو گئی کہ کو دیکھا، وہ کہہ رہی تھی بد علی کے بارے میں آپ سان فرانسسکو سے جو معلومات حاصل کر چکی ہیں ان کے تحت آپ نے اپنے طور پر یہ یقین کر لیا ہو گا کہ پاکستانی فوجوں اپنے جذبہ اخوت سے سرشار ہو کر جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اگر اس کے سامنے کچھ رکاوٹ آئے تو وہ انکار نہیں کر سکتا۔ علی آپ کے سامنے مجھے اپنے وجود کا دھماکہ کہہ چکے ہیں۔ چنانچہ بات دونوں حضرات میں سے کسی کی زبان سے نکلے اس وقت تک ہے اگر مسئلہ فلسطینی مفاد کا ہے تو تم آپ سے صبر طرح کے تعاون پر تیار ہو۔ جذبوں کی تخلیق عجیب انداز میں ہوتی ہے۔ تہذیب نامک ایکس مجھے بہت پہلے ہی ملتی تھی لیکن نہ معلوم وہ کون سا محلہ تھا جب اس طرح غلے کے بعد تہذیب نامک ایکس میرے سر پر جوڑ دیا۔ گریٹوں میں اگر تھی تھی اور اس وقت وہ بولی تھی تو اتنا اعتماد تھا اس کے لیے میں اتنا یقین تھا اس کے لفظوں میں کہ تردید کا کوئی تصور ہی نہیں اچھڑتا تھا۔

تاریا بارڈو نے میری طرف دیکھا، غور کرتی رہی اور پھر تہذیب کی طرف رخ کر کے بولی۔ ”میں یہ اعزاز حاصل کرنے پر تمہیں مبارکباد دیتی ہوں، بہت مشکل بات ہے اس معیار کا پیدا ہو جانا۔ تو سر علی! بارخان! بات ایسی ہی ایک مشترکہ مفاد کی ہے جس میں نہ یہ فیصلہ کیسے کر سکیں تمام صورت حال سے آگاہ کر دوں۔ ہاں اگر اس پیش کش کے مسئلے میں تم لوگ آپس میں کچھ مشورہ کرنا چاہو تو میں تمہیں وقت دے سکتی ہوں۔“

”ابھی تو پیش کش ہی ہمارے سامنے نہیں آئی میڈم! بارڈو میں نے کہا۔

”منو علی! میں گوئے بل کی باشندہ نہیں ہوں، امریکہ سے بھی نہیں ہوں۔ جیسا کہ میں نے تم سے کہا کہ میرا ملک فلسطین اور اسرائیل کے معاملات میں غیر متعلق رہا ہے۔ ہم نے کبھی اسرائیل کی براہ راست کوئی مدد نہیں کی بلکہ بعض مواقع پر ہم نے عربوں کے مفادات کے لیے ایسے کام کیے جن پر وہیں بیرونی زیادہ کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ قبل چند ملکوں کی ایک مشترکہ کانفرنس میں کیا دی ہتھیاروں کو محدود کرنے کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ میرا ملک کیا دی ہتھیاروں کی تیاری میں پیش پیش تھا اور ہم نے اس مسئلے میں دنیا کے سامنے جو کچھ پیش کیا تھا وہ انتہائی خوفناک اور تباہ کن تھا۔ تباہ کن ہتھیار جن جنہوں کے تحت تیار کیے جاتے ہیں وہ پندرہ نہیں ہوتے لیکن بعض گنگو کی بقا کا انحصار بھی رہے ہیں۔ اپنے ملک کی سیاسی حیثیت تمہارے سامنے کبھی پیش نہیں کر سکتی کیونکہ مجھے جو کچھ معلوم ہے وہ میرے پاس اپنے وطن کی امانت ہے۔ مختصر یہ کہ اس

پروگرام کے سلسلے کی ایک ذمہ داری میرے ملک نے قبول کی۔ ہم نے کیا دی ہتھیاروں کو اور ان کے فارموں کو غناہ طور پر ایک جا کیا اور انہیں خالص کر دینے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ایک آب و ہوا کے تیزوں کو لے کر سمندر میں بیچ گئی اور اس مخصوص سمت بڑھتے جاتے جہاں میں یہ تمام چیزیں سمندر کی گہرائیوں میں دفن کرنا تھیں۔ اس آب و ہوا کا سفر تیز و خوبی جاری تھا کہ کچھ لوگوں نے مداخلت کی اور اب دور کو اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی انکار کیا۔ آب و ہوا کے غلے کے کچھ پر مشن کر کے ایک ویران جزیرے پر ڈال دیا گیا قلعہ لوگ اس جزیرے پر ترے رہے ہمارا ملک آب و ہوا کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ ہم نے بہت سے ملک سے اس مسئلے میں امداد بھی طلب کی تھی مگر یہ مشترکہ مسلم ملکوں سے دو چار رہی۔ ہاں آب و ہوا کے غلے کا سراغ ہم نے لگایا تھا۔ آب و ہوا جو کچھ تھا سر علی! وہ ہے حد خطرناک تھا اور وہ جس کے ہی ہاتھ لگا جائے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر اس کے بعد تمام الزام ہمارے ملک پر آئے گا کیونکہ کیا دی ہتھیاروں کو محدود کرنے والے ملک کی مشترکہ کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے تھے ان کے مطابق یہ ذمہ داری ہمارے ملک کی تھی کہ وہ کیا دی ہتھیاروں اور ان کے فارموں کو اس مخصوص طریقے سے خالص کر دے۔ ان ملک نے شیعہ کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے ملک نے کسی جاری معاوضے کے عوض یہ سب کچھ کسی کے حوالے کر دیا ہے۔ ہمارے پاس اپنی صفائے پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ ہم ہماری کوششیں مسلسل جاری ہیں اس کے بعد باقی جو شیعہ نے ہم سے رابطہ قائم کیا یہ سر علی! نہ نہ ہے آپ نے اس شخص کا نام سنا ہو۔ باقی جو شیعہ ایک بین الاقوامی دہشت پسند ہے اس کا نام کچھ چند سال سے یورپ کے مختلف ممالکوں میں سنا جا رہا ہے۔ چند بین الاقوامی سازشوں میں اسے مؤثر سمجھا گیا ہے بعض ملکوں کے اہلکاروں نے جو معلومات پیش کی ہیں ان کے تحت باقی جو شیعہ کا تعلق کسی خاص ملک سے نہیں ہے بلکہ وہ معاوضہ لے کر دہشت پسند کاٹھن ہے۔ باقی جو شیعہ کی طرف سے ہیں جو ہر نام ملانے سے مدد و تک عتلا سے ہم سے کہہ کہ آب و ہوا موجود کیا دی ہتھیار، ان کے فارموں اور ہونے اس کی تحویل میں ہیں، ہمارا ملک چاہے تو ان چیزوں کا سودا کر سکتا ہے۔ البتہ مدد و دیکھنا چیزوں کو اسرائیل کے ہاتھوں فروخت کر دیا جائے گا کیونکہ اسرائیل دہشت بھی اس مسئلے میں دلچسپی سے رہے ہیں۔ یہ صورت حال میرے ملک کے لیے انتہائی تشویشناک تھی۔ ہم نے اپنے طور پر وہ کوششیں کر ڈالی جو کر سکتے تھے اور تمام صورت حال ان پر واضح کر دی گئی۔ دیر مسٹر علی! میں

اپنے ملک کے ایک خصوصی مجھے کی سربراہ ہوں اور یہ ذمہ داری بہت پہلے میرے سپرد کر دی گئی تھی کہ میں کیا دی ہتھیاروں سے لیس اس کم شدہ آب و ہوا کے لیے کام کروں۔ میں نے اپنا کام جاری رکھا لیکن باقی جو شیعہ کے بارے میں مجھے مکمل معلومات حاصل نہ ہو سکیں اور میں ابھی تک اس مسئلے میں کوئی کیا کام نہیں کر سکی ہوں۔ میرے ذاتی مسلسل اس ملک میں مصروف ضروری فلسطینی اس مسئلے میں دلچسپی تو پوری پوری ہے لیکن جن لوگوں کا انہوں نے ہمارے ملک میں بیجا بے وہ اس معیار کے لوگ نہیں ہیں کہ اتنا کام کام انجام دے سکیں۔ میں نے اپنے ملک کے سرکردہ افراد سے کہا کہ مجھے انسانوں کا ایک عجیب غریب بلکہ ایک ایسی اہم اور عجیب شخصیت درکار ہے جو بے شک انسانوں کا بدلہ ثابت ہو۔ اس مسئلے میں چند افراد میں نے منتخب کیے تھے اسی دوران تمہارا نام بھی میرے سامنے آیا، مجھے تمہاری شخصیت میں دلچسپی محسوس ہوئی اور میں نے تمہارے بارے میں ہر وقت سے رپورٹ طلب کر لی۔ مجھے جو معلومات حاصل ہوئیں ان کی روشنی میں میں نے سان فرانسسکو کی فوریٹا سے تمہارے بارے میں مکمل تفصیلات طلب کر لیں۔ پھر میرے علم میں وہاں ہونے والے اور جنرل ٹیرس کی کچھ تشکیلاتی باتوں کے انقلاب اور اسرائیلی ایجنسی بروکھٹ کی تباہی کے مسئلے میں بھی تمہارا نام سامنے آیا۔ پھر بالکل اتفاقیہ طور پر تم بھل بھی گئے لیکن جب تم مسٹر وھوک کے ساتھ جو تک پہنچے تھے اس وقت میں تمہیں پہچانتی تھی نہیں تھی اور میں نے تمہیں ایک آواز کی حیثیت سے خوش آمدید کہا تھا۔ میں نے شاید اس وقت مجھے تمہیں بتایا تھا کہ انسان شناسی میرا محبوب مشغلہ ہے اور وہ کھیل جو ہزاروں میں کھیلا گیا صرف ایک ذاتی بات تھی جو میرے اپنی دلچسپیوں تک محدود تھی۔ اب جب تمہارے بارے میں مجھے سان فرانسسکو اور کی فوریٹا سے رپورٹ موصول ہوئی اور تمہاری تصویر میرے سامنے آئی تو میری آنکھوں نے تمہیں پہچان لیا اس وقت یقین کر دیا کہ مجھے خود پر محسوس ہو گا کہ میں نے ایک شاندار شخصیت کو پایا تھا لیکن پھر تمہیں کوئی دیر سے یہ انتہائی نرسج کا باعث تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ تمہارے کو چاروں طرف چھلایا اور اپنے اندازوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہ لوگوں میں تمہاری تلاش خاص طور سے جاری رہی اور نتیجہ نام نہم مجھے مل گئے جو مسٹر علی! ہے وہ کمالی ہو سکتا ہے اس وقت تمہارے لیے حیرت انگیز ہو لیکن شاید آنے والے وقت میں ہمارے درمیان ایک بہتر سے تعاون کی فضا پیدا کر دے۔ تم چاہو تو تعلیم آزادی فلسطین سے رابطہ قائم کیا

جاسکتا ہے، بیروت سے ان کے نمائندہ سے یہاں طلب کیے جاسکتے ہیں۔ ہمارے لیے قہاری معنی کے مطالق سے احکامات منگوائے جاسکتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ ہی میرا اپنا ملک ہمارے ساتھ ہر وہ تعاون کر سکتا ہے جس کے تم خواہشمند ہو۔ اگر تم تنظیم آزادی فلسطین کے لیے کام نہ کرنا چاہو تو مجھے ذاتی طور پر اپنے ملک سے اس کی درخواست کر سکتی ہوں کہ جو گران قدر معاوضہ تم اس سلسلے میں طلب کرو وہ تمہیں دیا جائے۔ ہم ہائل پوشوکی بینک بینک کا شکار نہیں ہونا چاہتے کیونکہ اس طرح ہمارا ملکی وقار مروج ہوتا ہے۔ ہر مفصلہ صرف یہ ہے کہ ہمارے وہ فارمولے اور کیریوری تھادوں کے منونے ہیں مل جانے چاہئیں۔ انہیں ہائل پوشوکی گرفت سے نکال کر سندھ کی شہرین دفن کر دینا ہمارے ملک کے لیے ضروری ہے تاکہ ہم اپنے ملک کا وقار بحال کر سکیں۔

”میزم نامکم ایکس آپ نے بھی یہ تمام تفصیل سن لی ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کہیں آپ لوگوں کے لیے کوئی پریشان کن پہلو نہیں نکلتا سوائے اس کے کہ ایک ہولناک ہم آپ کی منظر سے یہ وضاحت بھی کروں کہ گرین پول کے بارے میں معلومات مجھے بہت ہنگامی طور پر حاصل ہوئی تھیں اور وہ موبائے کیس کی ریڈنگ کے بعد مجھے یہی اندازہ ہوا تھا کہ گرین پول اب منتشر ہو گئی اور یہ کہ گولڈن ہل میں اس کی ناکامی کی ذمہ داری صرف تہذیب نامکم ایکس پر ہے۔ اندازہ مجھے نہیں تھا کہ گرین پول والے جو اوروں کو ہائے کے سلسلے میں نامکم رہنے کے بعد جزیل پیرس کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے تھے اور پھر شاید سببیں علی باخان کے ایار پر لایا گیا تھا، ہم سے انتقام لینے پر تیار ہیں گئے۔ مجھے یہ سب کچھ ہنگامی طور پر معلوم ہوا اور میں خصوصی انتقام کے ساتھ تم لوگوں کی امداد کے لیے پہنچی۔ اس میں میری ذاتی غرض بھی چھپی ہوئی تھی۔ میں اس سے انکار نہیں کروں گی۔ تو ڈیٹر تہذیب نامکم ایکس! ابھی تم نے طے و وثوق اور بڑے اعتماد سے کہا تھا کہ علی تنظیم آزادی فلسطین کی صلاح و وجود کے لیے ہم کام کرنے کو تیار ہیں۔ چنانچہ اب میرا خیال ہے کہ کل دن کے کسی بھی حصے میں تم ضرور مجھے خوش خبری سنا دو گی کہ علی میرے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ یہ کہہ کر تارینا بارڈو ہستہ سے ہنسی پھر بولی: ”علی آئی ایم سوری! میں نے تمہاری دھکی رنگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔“

میں پچھلے سے انداز میں مسکرا کر رہ گیا تھا، اس بات کا کوئی جواب میں نے نہیں دیا تھا۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد تارینا دوبارہ تجویدہ کیے ہوئی۔ ”ہاں! میں سب کے لیے جی اے! تم نے اس پر غور کر لیا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ کچھ وقت اور سوچ لو، معاملہ

دونوں ہی کے مفاد کا ہے۔ میرا ملک پوری طرح میری خواہشات کا احترام کرتا ہے اور مجھے ہر طرح کے اختیارات دیے گئے ہیں کہ اس مشن پر کام کرنے کے لیے جو کچھ کرنا چاہوں، کر سکتی ہوں۔ یہ صرف ایک دوستانہ پیش کش ہے۔“

”جیکب ہے میڈم! بہتر یہی ہوگا کہ آپ کو کل جواب دیا جائے۔ میں نے کہا۔“

”میں جانتی ہوں علی کہ اس دوران اگر تم محدود ہی رہو تو زیادہ بہتر ہوگا اور ہاں اس سلسلے میں پروفیسر شوک کی کہیں گنجائش نہیں نکلتی، یہ آری کسی قدر غیر پیچیدہ ہے۔ لیکن ہے تمہارا اس کے ساتھ کوئی خلعنا نہ رابطہ ہو لیکن جہاں تک میں اسے سمجھ سکتی ہوں، کچھ اچھی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک وافر ہے اور کسی بھی لمحے تمہارے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے چنانچہ اپنے اس پروگرام میں اس کی شرکت پر غور دکرنا، میں نے گردن ہادی تھی۔ اس کے بعد تارینا بارڈو ہم سے رخصت ہو گئی۔ اس نے کہا تھا کہ اب ڈیٹر پر ملاقات ہوگی لیکن اس موضوع پر کوئی گفتگو آج نہ ہوگی۔

میں اور تہذیب نامکم ایکس اپنی آرام گاہ میں آگئے۔ پروفیسر شوک کو تارینا بارڈو نے واقعی اس کے پسندیدہ کام پر گھرا دیا تھا اور وہ اس میں مصروف تھا۔ ظاہر ہے ایسے اوقات میں اسے اور کوئی یاد نہیں آتا تھا۔

تہذیب نے کمرے میں داخل ہو کر مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولی: ”جلد بازی تو نہیں کر ڈالی میں نے علی کوئی ایسی بات تو نہیں کہہ دی جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو؟“

”نہیں تہذیب! ایسی تو کوئی بات نہیں۔“

”ہم تنظیم آزادی فلسطین کے لیے کام کریں گے، تم بھی کرتے رہے ہونا علی!“

”ہاں تہذیب، فلسفینوں سے، اپنے ان عرب بھائیوں سے جو بے گھر، بے وطن ہو گئے ہیں مجھے دلی ہمدردی ہے۔“

”کچھ دن کچھ ایسے واقعات ہوتے تھے جن کی بنا پر تنظیم کے اور میرے درمیان کچھ شہادت پیدا ہو گئے تھے میں نے احتجاجاً بیروت چھوڑ دیا تھا۔ اولیو بارڈو کے بارے میں، میں نہیں بتا چکا ہوں کہ وہ امریکا سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے اور اس نے مجھے اپنی انا کا مسکھ پایا ہے۔ یہودی ہونے کی وجہ سے وہ سارے معاملات کو پس پشت ڈال کر تنظیم کو ترسار لیکل کے لیے کام کرتا ہے۔ امریکا میں یہودیوں کو ہر مراعات حاصل ہیں ان کی وجہ سے عربوں کو مثلاً نقصان پہنچ رہا ہے کسی اور طریقے سے نہیں پہنچ رہا۔ میں ہر چند کہ تنظیم سے دور ہو گیا ہوں لیکن فلسفینوں کے

مطالقات کے لیے میری وہی وہاں وقت ہے۔ میں اس مذہب کے کہنے سے کبھی نہیں بھاگ سکتا جو اسلامی بھائی چارے کا جذبہ ہے اور میں کے لیے میں نے اپنی زندگی تیار دی ہے۔“

”میں جانتی ہوں علی، یہ سب کچھ ہونے کے باوجود جب تمہیں اس بات کا علم ہو کہ گولڈن ہل میں اسرائیلی پروویکٹ کام کر رہا ہے تو تم نے باقی تمام معاملات پس پشت ڈال دیے تھے۔ آج میں ہے پناہ سرور ہوں علی کہ تمہارے ساتھ شامی ہو کر وہ سب کچھ کرنے جاری ہوں جو تم تنہا کرتے رہے ہو۔ میں تمہیں تنہا اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اگر فلسفینی مجاہدین ان کاموں میں تمہارے ساتھ ہے ہوں تو رہے ہوں لیکن تہذیب نامکم ایکس ان میں سے کوئی نہیں تھی، غلط تو نہیں کہہ رہی علی؟“

”ہاں تہذیب! یہ غلط نہیں ہے۔“

”تو توں بھوکہ کریم میرے نام ہے، تہذیب علی بارخان کے نام۔“ تہذیب نے کہا اور مجھے ہوں محسوس ہوا جیسے دل کے تپتے ہوئے صحرایں ہمارا آجائے۔ بڑی اپنا نیت تھی ان الفاظ میں وہ اپنا نیت جس سے میں برسوں سے محروم تھا۔ اب اندازہ ہو رہا تھا کہ کاشی ہے لذت آشنائی۔

چند لمحے خاموش رہ کر میں احساسات کے سمندر میں غوطہ زن ہا پھر میں نے کہا: ”گرین پول میں رہ کر تم نے کبھی ہائل پوشو کے بارے میں نہیں سنا تہذیب؟“

”کیوں نہیں! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہائل پوشو ایک انتہائی خطرناک انسان ہے بلکہ شاید تمہیں یمن کی حیرت ہو کر وہ اپنا گروہ رکھنے کے علاوہ مختلف بھوکوں میں کام کرنے والے مختلف اداروں سے بھی رابطہ قائم رکھتا ہے۔ خود گرین پول ایک بار ہائل پوشو کے لیے جنوبی افریقہ میں کام کر چکی ہے۔ گو میں اس نام میں شریک نہیں تھی لیکن ہلکے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے۔ ہائل پوشو کے بارے میں مجھے زیادہ معلومات تو نہیں ہیں لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔“

”دہشت پسندوں میں اس کا نام ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے۔“

”اس نام میں تم میرے ساتھ شریک رہو گی نا تہذیب؟“

”ہاں! اس سوال کی ضرورت کیوں پیش آئی تمہیں؟ تہذیب نے کچھ حیران ہو کر پوچھا: ”دعا ہے اب تم کسی بھی سسٹم میں تنہا نہیں رہ سکتے۔“

”یہ بڑا دلچسپ اتفاق ہے تہذیب کہ تم جیسی شخصیت اہلک اور نہ جانے کون سے راستے سے میری زندگی میں داخل ہو گئی۔ میں تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو ایک ایسا احساس ہوتا ہے جیسے صبح الفاظ نہیں دے رہے ہاں سکتے۔ پس میں یہ کر سکتا

ہوں کہ شاید میری تہذیب زندگی تمہاری اخطار کر رہی تھی۔ اب میرے ذہن میں یہ خیال تو رہے گا کہ میرے سوا کسی ایک ہستی ایسی ہے جس کا تحفظ مجھ پر مقدم ہے اور جس کے نزدیک میری ذات اسی قدر اہم ہے جیسے خود میرے لیے ہو سکتی ہے۔“

”علی! بعض واقعات کچھ احساسات انسان کے جو کھڑا کرنا زیادہ طاقت ور کرتے ہیں جن پر خیال ہے کہ کم تیار ہوا وہ کس کو بھولے کر لیتے ہیں اور اس سلسلے میں کام کرنے کا اعلان کر دیں گے۔“

”جیکب ہے تہذیب! یہ فیصلہ تو ہم نے پہلے ہی کر لیا تھا اور مجھ میری مجال تھی کہ میں اس سے انکار کر دیتا اور اتفاقات ایسے ہیں تہذیب کہ معاملہ اسی انداز میں میرے سامنے آیا ہے جس طرح کہ میں جانتا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں تنظیم آزادی فلسطین پر کوئی احسان کروں۔ ان لوگوں نے گولڈن ہل میں بھی انتہائی گوشمالی کی تھی کہ میں ان سے اپنا اختلاف معلوم کران میں شامل ہوں ہواؤں لیکن میں نے اسے منظور نہیں کیا، میں نے واپسی قبول نہیں کی۔“

”کیسے قبول کرتے علی! میں جو تمہارا رستہ دے کے بیٹھی تھی، تمہیں مجھ تک جو پہنچنا تھا، تہذیب نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں اسے دیکھنے لگا۔

پھر ہم نے وقتی طور پر یہ موضوع ختم کر دیا۔ بہت سے معاملات ابھی تشنہ تھے سب سے پہلے تو یہ معلوم کرنا تھا کہ تارینا بارڈو کا تعلق کون سے ملک سے ہے۔ مجھے یقین تھا کہ تارینا مجھے یہ تفصیل بتا دے گی، ایک لمحے کے لیے ذہن میں یہ خیال بھی ابھرا تھا کہ کہیں یہ سب کچھ میرے خلاف اولیو بارڈو کی سازش نہ ہو لیکن حالات بتاتے تھے کہ ایسا نہیں ہے۔ تارینا بارڈو نے میرے لیے جو کچھ کیا تھا اس کے پس پشت اولیو بارڈو نہیں ہو سکتا تھا، اگر اولیو بارڈو ہوتا تو وہ مجھے کسی اور انداز میں الجھانے کی کوشش کرتا۔

اس کے بعد ہم لوگ اپنے طور پر مختلف قسم کی گفتگو کرتے رہے، پروفیسر شوک بھی زیر بحث آیا اور یہاں میں نے تارینا بارڈو کی بات سے اتفاق کیا کہ پروفیسر شوک ایسے معاملات میں ایک مؤثر آدمی ثابت نہیں ہو سکتا اور میں اسے یہیں چھوڑ دینا ہوگا۔ اس سے میرا کوئی تکیہ یا مبنی تعلق بھی نہیں تھا۔ ہاں! ایک اچھا سا تعلق ضرور تھا وہ لیکن ایسے حالات میں انتہائی غیر فائدہ دار ثابت ہوتا اور ظاہر ہے ہم ایک غیر فائدہ دار شخص کو ساتھ لے کر اپنے سر کوئی عذاب نہیں مولیے سکتے تھے۔

تارینا بارڈو سے حسب پروگرام ڈیٹر پر ملاقات ہوئی۔

پرو فیئر ڈھوک بھی وہاں موجود تھا اور بہت چمک رہا تھا۔ یہاں اسے کھل کھلے کا موقع ملا تھا اور چونکہ تاریا بارڈو اسے ہم سے الگ رکھنا چاہتی تھی اس لیے اس نے اپنی ملازمتوں کے لیے پرو فیئر ڈھوک کر دی ہوگی۔

پرو فیئر ڈھوک کو اب ہمارا کوئی خیال نہیں رہا تھا، ہاں، ڈسٹرکٹ پراس نے انہیں بچا رہے ہوئے کہا، "یوں لگتا ہے جیسے آپ لوگوں کو ضرورت سے زیادہ اطمینان نصیب ہو گیا ہو۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، انسان کو اپنے طور پر مطمئن بننا ہی چاہیے۔"

"اپنی کو پرو فیئر ڈھوک تو مجھے ضرورت سے زیادہ ہی مطمئن نظر آ رہے ہو؟"

"جہاں برات میں میں قسم کے خوف ناک حالات سے دوچار ہو چکا ہوں اس کے بعد یہ کون مجھے خواب کی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈم ہارڈو کے پاس سے فرار ہو کر ہم نے انسانیت کا ثبوت نہیں دیا تھا۔ تاہم اب جب ہم اس کے اڑانے کا موقع ملا ہے تو ہم کیوں اس سے گریز کریں۔ پرو فیئر ڈھوک نے جواب دیا تاریا بارڈو اس دولان خاموش رہی۔

ڈنر کے بعد ہم عورتی دین تک ساتھ رہے اور اس کے بعد پرو فیئر ڈھوک نے کہا، "اگر آپ لوگ اجازت دیں تو..."

"ہاں، ضرور،" تاریا نے کہا اور پرو فیئر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ تاریا ہمیں دیکھ کر مسکرائی۔

"یہ شخص ایسا عجیب کا باشندہ ہے۔ میں اس کے بارے میں بڑے خیالات نہیں رکھتی لیکن یہ بہت عجیب ہے۔ ہر حال ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں دنیا میں۔"

"میڈم آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ بذات خود کون ہیں، افریقہ کے کون سے خطے سے آپ کا تعلق ہے؟"

"ابھی نہیں اس اختلاف کے لیے مزید سولہ گھنٹے درکار ہوں گے۔" تاریا نے جواب دیا، وہ اپنے قول کی پابند تھی۔ ہم نے بھی مزید اصرار نہیں کیا کہ اس سے زیادہ اس موضوع پر کچھ گفتگو کی جائے اور اس کے بعد ہم اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے۔ دوسرے دن تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ناشائیا گیا۔

پرو فیئر ڈھوک بھی ساتھ تھا اور پھر دس بجے تاریا بارڈو نے ہمارے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ ہم نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ تاریا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ دروازہ بند کر کے وہ ہمارے سامنے آئی۔

"دقت پورا ہو چکا ہے علی تمہیں ہاں یا نہیں میں جواب دیتا ہے۔"

"میڈم تاریا! بات اتنی بڑی تو نہیں تھی، آپ نے چونکہ اس سلسلے میں خود ہی دقت کا تعین کیا تھا اس لیے ہم نے تسلیم کر لیا۔ تمہیں نے اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ میں کیا کرنا ہے؟"

"گیا... گویا علی آپ لوگ؟"

"ہاں میڈم تاریا! البتہ ایک بات پر ہمیں حیرت ہے۔"

"کس بات پر؟"

"آپ نے ہم پر بہت زیادہ انحصار بہت بڑا بھروسہ کیا ہے، کیا آپ کا تمام تجربہ... معاف کیجیے گایہ بات میں اس لیے کہ ہمارے آپ نے خود کو ایک ایسے اہم شخص سے متعلق بتایا ہے جو اس قسم کے حالات میں یقیناً نکل ہو گا تو آپ کا تجربہ کیا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ میں اس اتنے بڑے مشن میں کامیابی حاصل کر سکوں گا؟"

"علی، اے کھو انسان کی اپنی ایک پہنچ ہوتی ہے، وہیں تک وہ سفر کر سکتا ہے۔ تمہاری زندگی سے متعلق جو معلومات میں نے حاصل کی ہیں ان کے تحت میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ اگر ممکن طور پر نہ بھی ہو سکتا ہے بھی تم اس سلسلے میں اتنا کچھ کر سکتے ہو جتنا کوئی عام آدمی نہیں کر سکتا۔ ہم کسی بہت بڑے کردہ کو اسے کام کرنے کے لیے کام کر سکتے ہیں لیکن اس طرح کچھ ایسی الجھنیں پیش آئیں گی جنہیں ہم سنبھال نہیں سکیں گے۔ اس کے برعکس اگر صرف چند افراد زیادہ ذہانت اور زیادہ ہوشیاری سے کام کریں تو میرا اندازہ ہے کہ ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، مجھ پر اعتبار کرنا آپ کا کام ہے۔ ہاں، میں اس بات کا وعدہ کر سکتا ہوں کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس مشن کے لیے کام کروں گا۔"

"بس، اتنا کافی ہے علی۔ بعد کے معاملات تو قدر کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ پہلے میں تمہیں اپنے ملک کا نام بتاتی ہوں مگر اس سے بھی پہلے ہمتی ہے کہ تم میری اصلی شکل دیکھ لو۔"

"اصلی؟" میں نے اور تمہیں نے چونک کر کہا۔

"ہاں، یہ میری اصلی شکل نہیں ہے۔ گوشتے بن میں قیام کے دوران مجھے یہ حید اختیار کرنا پڑا تاریا بارڈو نے اپنی گردن کے پاس کچھ ٹول کر ایک میک آپ ماسک اپنے چہرے سے اُتار دیا اور ہم نے ایک پرتھکنت اور دل کش صورت اپنے سامنے پائی۔ محدود حال بالکل شبہ میں ہو گئے تھے یہ اعلیٰ پائے کا ماسک تھا۔ اتنا نفیس میک آپ ماسک اس

سے پہنے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ تاریا بارڈو کی شخصیت ہی ایک مہربان ہو گئی تھی۔ وہ ہر اس چیز کو اب بھی جوں کا توں تقابلی سن کر کی دل کشی میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔ رنگ بھی انتہائی ساف تھا۔ میں نے نظری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا کہ کمال ہے میڈم بارڈو! میں نے واقعی اتنا کچھ نہیں سوچا تھا۔"

"اب اجازت دو تو میں یہ ماسک اپنے چہرے پر لگاؤں۔"

"نہیں، تمہیں اسے ہاتھ سے لے کر سامنے جا کر اپنی پرانی شکل میں رکھنا چاہیے۔"

تمہیں بالکل ایکس آہستہ سے بولی، "بہت دل کش ہے یہ علی، واقعی اتنا دلچسپ چہرہ بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔" تاریا بارڈو والیں آکر میڈم کی جگہ پر اس نے اپنے ملک کا نام بتایا اور ہمیں حالات و شواہد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات تسلیم کر لینا پڑی کہ اس کے بیان میں کبھی کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ تاریا بارڈو نے کہا، "تم جانتے ہو علی کہ امریکا میں تعمیر ہو رہی بہت بڑی طاقت رکھتے ہیں ان میں بڑے بڑے سرمایہ دار موجود ہیں اور یہ سب کے سب اسرائیل کی بقا کے لیے ہر طرح سب کچھ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ شاید تم اس بات پر تعجب کر دو کہ ان کا بوس نامی ایک شخص نے یہ پیش کش کی ہے کہ وہ امریکی مفاد کے حق میں ہاں ہو کر وہ سب کچھ ادا کرنے کو تیار ہے جو وہ طلب کرتا ہے لیکن ان کا بوس کی اس پیش کش کو رد کیا گیا ہے اور اس کا پیغام ہاں ہو کر وہ سب کچھ نہیں پہنچ سکا۔ البتہ اسرائیلی مشن امریکا پہنچ چکا ہے اور ان کا بوس سے اس نے کئی خفیہ طاقتیں کی ہیں جس سے وہ کچھ ہے اب تمہارے سامنے ہے، تمہیں انتہائی چھتری سے کام کرنا ہے تاکہ ان کے درمیان کوئی سودا ہوئے سے قبل ہم اپنے طور پر کامیابی حاصل کریں۔"

میں نے ان تمام اقدامات کی تفصیل بتا دی کہ جو میں نے سب تک اس سلسلے میں کیے ہیں۔ تم یہ سمجھ لو کہ ہاں جو شیو کسی بھی وقت کوئی کارروائی کر سکتا ہے۔ اس لیے میں جو کچھ بھی کچھ ہو گا اسانیت برقی رفتار سے کرنا ہو گا۔ اگر تم اس سلسلے میں مکمل طور پر اپنی آگاہی کا اظہار کرتے ہو تو مجھے مجھے اجازت دو کہ میں اپنے ملک سے رابطہ قائم کر کے اس قسم کے بے بقیع اشتغالات کرنے کی درخواست کروں؟

"ٹھیک ہے، آپ نے خود ہی میں یہ دقت دیا تھا۔ میڈم تاریا بارڈو نے ہم پہلے ہی فیصلہ کر کے تھے کہ آپ کے مقاصد کے لیے کام کریں گے۔ آپ اس سلسلے میں جو کچھ بھی چاہیں کر سکتی ہیں۔"

"شکریہ علی! اب میں ایک لمحہ بھی تمہارے پاس صرف

نہیں کر سکتی۔ اپنے طور پر اپنی مصروفیات کو جاری رکھو اور ذہنی طور پر اس بات کے لیے تیار ہو کر کسی بھی لمحہ نہیں ہمارے سے روانہ ہو جائے۔ وہ ہمارے پاس سے اٹھ گئی اور ہم دونوں مسکرائیں گے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے کہا، "پرو فیئر ڈھوک سے اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہ کرنا۔ اسے نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے درمیان کسی بھی خفیہ شخص کو ہم ان حالات کی ہوا بھی نہیں لگنے دینا چاہتے۔"

"بالکل اطمینان رکھیں میڈم تاریا! میں نے جواب دیا اور وہ ہیں خدا حافظ کہہ کر ہر نکل گئی۔ تمہیں بالکل ایکس ایکس ایکس سانس سے کچھ دیکھنے کی تھی۔"

تاریا بارڈو اس کے خیر حاضری ممکن ہے کچھ طویل ہو جائے۔ ہم لوگ اسے محسوس نہ کریں بلکہ اپنے طور پر گفتگو جاری رکھیں، اس نے کہا کہ یہ بات وہ اس لیے کہ میری ہے کہ اس سے قبل جب ہم پہلی بار یہاں آئے تھے تو پرو فیئر ڈھوک نے اس سلسلے میں اعتراض کیا تھا۔

پرو فیئر ڈھوک جلدی سے بولا، "نہیں میڈم! اس وقت کی بات اور تھی۔ اب تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم آپ کے خاندان میں ہی شامل ہیں۔ آپ اطمینان سے اپنا کام کیجیے، تاریا مسکرا کر کہہ گئی تھی۔

دوسری صبح اس سے ناشتے کی میز پر ملاقات نہیں ہوئی، پتا چلا کہ وہ جا چکی ہے۔ پرو فیئر ڈھوک سے بھی دن سہر ملاقات نہیں ہوئی۔ پھر تاریا دوسرے دن بھی واپس نہیں آئی تھی لیکن تیسرے دن صبح وہ ناشتے کی میز پر موجود تھی۔

اس نے مسکراتے ہوئے ہم لوگوں سے دونوں کی غیر حاضری کی معذرت طلب کی اور ہم سے ہماری خیریت دریافت کرتی رہی۔

اسی دن دوپہر کو دو بجے پرو فیئر ڈھوک بیچ سے فارغ ہو کر ہمارے ساتھ ساتھ ہی ہمارے کمرے میں آگیا اور بھارت آمیز لہجے میں بولا، "دوستو! میں تو رہے ہو گئے کہ میں کتنا غلط آدمی ہوں لیکن یہ بات نہیں ہے۔ عمر کا ایک بڑا حصہ سینوں کے معیت میں گزارا ہے اور یہ جانتا ہوں کہ جب دو نوجوان دل یک جا... ہوتے ہیں تو کسی تیسرے کی مداخلت کس قدر

185

”جی، میں حاضر ہوں“

”آپ کو یاد ہے کہ آپ نے جن راستوں پر سفر کیا تھا وہ کون سے تھے؟ کیا آپ ایک باتا حدہ نقشے کے تحت روزانہ ہوتے تھے یا پھر آپ کا یہ خیال تھا کہ دورانِ سفر کے جس جھٹے میں آپ جائیں، اس آب و ہوا کی اشیاء کو خالص کر دیں گے۔ کیا پروگرام تھا آپ کے ذہن میں؟“

”میں وہ نقشہ اپنے ساتھ لایا ہوں جس کے تحت میں نے سفر کیا تھا،“ ایٹن کراؤز سے نے اپنی خاکسے سے ایک بڑا سا کاغذ نکال کر میز پر پھیلا دیا اور پھر کھڑے ہو کر شرحِ پیش سے ان نشانات کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا جو نقشے پر لگائے گئے تھے۔ ماس نے کہا: ”میں ساؤتھ سی کے سیدھے راستے پر تقریباً دو ہزار میل کا سفر کر کے ایڈم پیا سلو پہنچا اور ایڈم پیا سلو سے میں نے بائیں سمت کا رخ اختیار کیا۔ بائیں سمت کا علاقہ جیٹھی کی لکھتا ہے۔ جیٹھی کی آزاد سمندر ہے اور یہاں سامنے کی سمت میں چوتھے چوتھے جزیروں کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ مان میں بے شمار جزیرے آئے ہیں جن کا دنیا کے نقشے پر کوئی ذکر نہیں ہے۔ ادنا سے جزیرے ہر جہاز کے لیے کام کر رہے ہیں اس علاقے کے خصوصیات یہ ہیں مشرقی جہاں دنیا کا کوئی بھی ملک اپنی کسی بھی نوعیت کی مصروفیات یا کسی کی مداخلت کے جاری رکھ سکتا ہے۔ عموماً یہاں بحری تحقیقاتی مشن بھیج جاتے ہیں جو سمندر میں مختلف تجربات کرتے ہیں۔ بعض جگہ یہاں زیرِ آب ایچی دھماکے بھی کیے جاتے ہیں۔ بعض جگہ مصیقات کی تلاش کی جاتی ہے۔ ان علاقوں میں اکثر کھوکھوں کے جہاز نظر آتے ہیں اور بعض اوقات ان جہازوں کو خوف ناک حادثے بھی پیش آ جاتے ہیں جو ان جزیروں میں مصروف غریبوں کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔“

”میں نے جیٹھی کی لکھنے کے بائیں سمت تقریباً دو ہزار ایک سو میں کا سفر کیا تھا کہ مجھے وہ حادثہ پیش آیا جس کے لیے مجھے قتل طے پڑا۔ میں تھے، ہماری تاب و دو سمندر کی گراہیوں میں اپنا سفر کرتے ہوئے تھے۔ ہم نے اس راستے میں روسی آب و ہوا کی بھی دیکھی تھیں جن سے ہمیں پہچانات موصول ہوئے تھے۔ یہ پہچانات قطعی و دوستانہ تھے اور ہمیں ان پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اچانک ہم نے محسوس کیا کہ سمندر میں کچھ برقی مہرین خود بخود جاری ہیں۔ ہمارے آلات ان برقی مہرین کی نشان دہی کر رہے تھے۔ لیکن پھر ہماری آب و ہوا کو جھٹکے گئے اور ہم نے ان افراد کو ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئے۔ ہمیں یوں لگا جیسے ہمارے ذہن کو قید ہو سنے جارہے ہیں ہر ممکن کوشش کی مگر کم از کم اپنے آپ کو

اس انوکھے سفر سے آزاد کر لیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے آخر کار گری بند ہو گئے۔ پھر جب ہماری آنکھ کھلی تو ہم جیٹھی کی لکھنے ایک جزیرے پر موجود تھے۔ یہ جزیرہ عام جزائر کی جی سے ہٹ کر تھا اور یہاں ہماری زندگی کے لیے ضرورت کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آب و ہوا کی باتیں نہ تھیں، کافی عرصہ میں نے وہاں کچھ کرنا کی حالت میں گزارا، کچھ حادثے بھی ہوئے اور غلے کے کئی ادھو ان کا شکار ہو گئے لیکن زندگی نے ہمارا ساتھ دیا اور بالآخر ہم اپنے وطن واپس پہنچ گئے۔“

”جیٹھی کی لکھنے کے جس علاقے تک ہماری آب و ہوا نے پہنچا ہوش و حواس کے عالم میں سفر کیا تھا، آخری سرخ نشان اسی علاقے کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس کے اطراف میں سب سے بڑا جزیرہ ایٹن کہلاتا ہے۔ بائیں سمت تقریباً سو میل دور ایک اور جزیرہ ”کراؤز“ کہلاتا ہے۔ باقی تین ادھو تھے چوتھے جزیرے تقریباً تین جہازوں کی فاصلے پر تھے۔ علم میں نہیں ہے۔ جزیرہ ایٹن کا ایک آزاد جزیرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ دنیا کے تمام جرائم پیشہ لوگ وہاں پائے جاتے ہیں ایک باتا حدہ نظام ہے اس جزیرے کا، جیسے کسی جدید ملک کا نظام کہ جاسکتا ہے۔ چوتھے جزیرہ ایک ایسے سمندر میں واقع ہے جہاں تک پہنچنے کا کوئی عام ذریعہ نہیں ہے اس لیے اس جگہ ملک و ملک کے تمام لوگ اس کے بارے میں جانتے ہی نہیں ہیں، صرف اطراف کے لوگ یادہ موجود ہیں۔ جیسے جیسے حادثے کا شکار ہو کر اس جگہ پہنچ جاتے ہیں، اس ذمہ کے دیں کی خبر لیتے ہیں یہ خبریں یہاں سے کہ ہماری تحقیقات کے آغاز کے لیے یہی جزیرہ سب سے زیادہ کھرا ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ اس سلسلے میں مجھ سے کوئی اور سوال کرنا چاہتے ہیں مشرقی جیٹھی کی لکھنے کے بارے میں؟“

”نہیں،“ فکر یہ تھا کہ ہم اس نقشے کو دیکھیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔“

”یہ آپ کی خدمت میں پیش ہے،“ ایٹن کراؤز سے نے کاغذ تہ کے کے برقی جانب بڑھادیا۔

”مجھے وہاں پہنچانے کے لیے کیا انتظام ہو گا؟“ میں نے پوچھا۔

”نہایت احتیاط سے وہاں آپ کو پہنچا دیا جائے گا۔ اس ملک ایٹن کے لیے بھی ایک خاص بندوبست کیا گیا ہے۔“

”وہ کیا؟“

”ایٹن کے، کے ایک مقام پیلو سائن میں ایک دولت مند بوڑھی عورت کو سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ اس عورت کا تعلق ہمارے ملک سے ہے۔ اس لیے میں اس کی اس کی

سکرٹری کے لیے نہایت موزوں رہیں گی۔ مادام مارٹینا لیکن ہماری ساتھی ہیں۔ آپ دونوں کے درمیان فاصلہ تو ہو گا لیکن مس ایٹن وہاں قدم جما کر زیادہ بہتر انداز میں اپنے کام کا آغاز کر سکتی ہیں۔“

”گذا بہت عمدہ۔ میں اس پروگرام سے مطمئن ہوں۔“

”بھری تحقیقاتی مشن کے سلسلے میں ایک سمندری جہاز مارشل جزیرے کے آس پاس موجود ہے۔ اس جہاز پر ہماری حیثیت ریجن آفیسر کی ہوگی اور تمہیں یہاں ہر ممکن سہولت ملے گی۔ جہاز پر لوگ تمہارے خصوصی معاون ہوں گے، ان کی ضرورت اور شناخت میڈم ہارڈ وینس کر دیں گی۔ کوئی اور سوال؟“

”میں مطمئن ہوں۔“ میں نے لمبی سانس سے کہا۔

کافی دیر تک بیٹھ جا رہی تھی، بے شمار معاملات زیرِ بحث آئے اور ہر قسم کی باتیں بھرے آئے گئے۔ ہم انہیں بابرنگ چھوڑنے آئے۔ ادب بے پناہ کا پٹر فضا میں بند ہو کر گھر پر سے اوجھل ہو گئے تو ہم اندر واپس آ گئے۔

”شاید تم سے میری خوشامد محسوس کر دلی و تیار ہارڈ ورو نے کہا۔“ لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمہیں میرے ملک میں ایک ایسا اہم مقام ملے گا جس کا کوئی اور تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شاید کسی اتنے بڑے ملک کے لیے یہ سہارا موقع ہے کہ وہ کسی نئی قسم کے لیے ایک برقی شخص پر انحصار کرے۔ ہمارے ہاں بھی بہترین مداخلت موجود ہیں لیکن ہم پر جو سب سے بڑی بات ہے اس سے اندازہ لگا لیا کہ تم اس کام کے لیے موزوں ترین انسان ہو۔ اہم تمام لوگوں سے زیادہ بہتر لوگوں کا مظاہرہ کر سکتے ہو۔ تمہیں اس سلسلے میں منتخب کیا جاسکتا تھا۔ میں تمہیں اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ اس قسم کی کامیابی کے بعد کم از کم میرے ملک میں تمہاری اتنی وقعت ہوگی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ نے فانی طور پر بھی اپنے ملک کے ان اہم ترین لوگوں سے گفتگو کی ہے۔ اہم ان کے ذہنوں میں تمہارے لیے نہایت نیک جذبات پائے ہیں۔ تم ایک پُر وقار انسان ہو علیٰ اہم اور تم نے جس طرح بے غرضی سے صرف اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اس چیز نے سب ہی کو متاثر کیا۔ تم یقین کر دلی و خوشامد نہیں بلکہ ایک دوست جذبات ہیں۔“

”میں تم تیار ہارڈ ورو آپ سے سب کہہ کر مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا ہی ہے اور مجھے انہی کی کسرت ہوگی اگر میں اس مشن کو کامیابی سے سرانجام دوں حالانکہ اس سے معاملات میرے ذہن میں ابھی ہوئے ہیں اور میں

آپ کو اس سلسلے میں تکلیف دوں گا۔“

”تکلیف نہ کو، تم نے میرے سر کا ایک بڑا بوجھ ہٹا کر دیا۔ میں اپنا ایک ایک لمحہ تمہارے لیے وقف کرنے کو تیار ہوں۔ ذہن میں ہو بھی آئے مجھ سے ضرور پوچھ لینا کیونکہ اس کے بعد ہمارے راستے مختلف ہو جائیں گے۔“

”عجیب ہے ابھی ہمارے پاس وقت ہے۔ اس مشن پر زیادہ سے زیادہ کب تک روزانہ ہو جانا چاہیے؟“

”تیار ہیں مکمل ہو جائیں، اس کے ذرا بعد باقی کام ہو جائے گا۔ اس میں کوئی وقت نہیں پیش آئے گی۔“

”ہم لوگ واپس آ گئے اور پھر صرف رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ باقی کام دوسرے دن کے لیے اتحاد دیا گیا تھا۔ تنہائی میں تہذیب نامک ایٹن نے مجھ سے کہا: ”میں نے اپنی زندگی میں گریں پول کے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ ملی لیکن محسوس کر رہی ہوں کہ یہ ہم میری زندگی کے ان تمام کاموں سے زیادہ خطرناک ہے۔“

”میں اب بھی اس سلسلے میں کچھ ایسا ہوا ہوں تہذیب! سوچتا ہوں کہ میری وجہ سے تم خاصی مشکلات کا شکار ہو جاؤ گی۔“

”تمہاری وجہ سے میں زندگی بھر مشکلات کا شکار ہونے کے لیے تیار ہوں۔“ تہذیب نے جواب دیا اور میں مسکالنے لگا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے علیٰ کہ میں کرنا کیا ہو گا؟ میں نے اس تمام گفتگو میں کوئی دخل نہیں دیا۔ اس لیے کہ تم جو کچھ انتہا لوگوں سے پوچھ رہے تھے وہ ضروری تھا۔ البتہ۔“

”سوال میں نے تم سے تھا، میں پوچھنے کا فیصلہ کیا تھا۔“

”میرا خیال ہے اس سلسلے میں میں مکمل پلان تیار ہارڈ ورو سے موصول ہو گا۔“

”عجیب ہے، میں جانتی ہوں جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ وہ تمہیں ہر پہلو سے مطمئن کرنے کی کوشش کرے گی۔“

”تہذیب بولی۔“

”تمہیں وہاں مجھ سے علیحدہ رہنا ہو گا تہذیب یہ بات تمہارے ذہن میں جمی ہو رہی ہے۔“

”نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ یہ ہماری ضرورت ہے اور چہ علیٰ ہمارے ذہن یک جا ہیں، ہوں بھی ہمارے درمیان محبت کے وہ دھڑکنے والے رشتے قائم ہیں جن کے ہر ایک دور سے مجھ سے ہوئے ہیں۔ ہم ذہنی طور پر ایک دوسرے کے قریب رہیں گے۔ میں صرف اس کام میں تمہاری کامیابی کی خواہش ہوں۔“

”شکر تہذیب تمہارے ان جذبات سے جو معاملات

میرے دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں الفاظ کی شکل دینا ان کے توہین ہوگی۔

”تو تم ان کی توہین نہ کرو، تنہا یہ مسکراتے ہوئے بولی اور دم دونوں ہنسنے لگے۔

دوسرے دن ناشتے سے پہلے ہی تاریا بارڈو ہمارے پاس پہنچ گئی، ہم دونوں جاگ گئے تھے اور کالوں کے سے انداز میں بستر پر لیٹے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ تاریا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”بھئی سادھت کی سمانی چاہتی ہوں لیکن بس پونہی دلے چاہا کرتا۔“ اسے پاس آجاکوں، مدنی طور پر اپنی معروف رہی ہوں کہ رات کو خواب میں بھی کام ہی کرتی رہی ہوں۔

”آہستہ میڈیم بارڈو یہ بات جان لیجیے۔ کہ آپ کے قریب سے بہن خوشی ہوتی ہے۔“

”پتا نہیں کیوں ہم اس طرح ایک دوسرے سے بہت زیادہ قریب آگئے۔ زندہ رہے تو یہ دوستی تاحیات جلتی رہے گی۔“

”یقیناً کیوں نہیں۔“

”میں نے رات کو تم لوگوں کے خواب گاہ میں آنے کے بعد کافی دیر تک کام کیا ہے اس کے باوجود سارے چہرے صبح ہی آنکھ کھلی تھی۔ تمہیں کیا خیال ہے، ایک غیر رسمی سمے چاہتے ہی جاتے۔“

”یقیناً میں نے کہا کہ تاریا بارڈو نے اپنی جگہ سے ٹھاکری ملازمہ کو آواز دی اور جاتے کے لیے کہہ دیا۔ چاہے تکلف ماحول پیدا ہو کیا تھا، ہم لوگ دیر تک بیٹھے گھنگھوکرتے رہے۔ میں نے تاریا سے پوچھا، وہ میرا خیال ہے آج کا دن آپ مجھے دس کی میڈیم جو سوالات اس سلسلے میں میرے ذہن میں آئے ہیں وہ بھی آپ سے کہنے میں اور پھر وہ تمام مزدوری اشیا بھی آپ مجھے دینا کریں گی جو اس سلسلے میں درکار ہیں۔“

”یقیناً بات کو اس کی تیاریاں تو کرتی رہی ہوں، تاریا نے کہا۔

ہم لوگوں نے چائے پی پھر باغ و حمام میں جا کر منہ ہاتھ دھو کر دھوا اور لباس تبدیل کر کے تاریا کے ساتھ اس کی خصوصی نشست گاہ میں پہنچ گئے۔ نشست گاہ بھی ہم نے پہلی بار دیکھی تھی پھر یہ بالکل اندوئی سٹے میں واقع تھی۔ یہاں دیکھا جسے ایک سفید پردہ جیکڑ رکھا ہوا تھا جیسا تاریا ہمیں پہلی بار دکھائی تھی یہاں تک کہ اس پر دیکھ کر وہاں سے آگیا ہوا۔

تاریا نے فیصلہ کیا کہ ناشتا یہیں کیا جائے گا لیکن ابھی

اس کی مزدورت نہیں محسوس ہو رہی تھی چنانچہ ہمارے کام کا آغاز ہو گیا۔

”سب سے پہلے میں تمہیں ان لوگوں سے روشناس کروا دیا علی جو ہمارے مساوی ہوں گے۔ تاریا نے کہا اور پردہ جیکڑ کے

پچھے جا بیٹھی ایک تصویر اسکرین پر نظر آئی۔ یہ ایک بڑی عورت کی تھی جو بڑا نرم چہرہ رکھتی تھی تاریا کی آواز ابھی۔ ”یہ میڈیم مارٹینا سکن ہیں اور مس ماگم ایکس آپ کو ان کی سیکرٹری کے

جیتیت سے ان کے پاس پہنچنا ہے۔“ ان کے جانے کے لیے ایک مخصوص فلائٹ موجود ہے جس کے ذریعے ہم جو افراد وہاں پہنچتے ہیں اور پھر وہاں بھی آسکتے ہیں یہ مخصوص فلائٹ ہوتی ہے جس کے لیے خصوصی اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے ہیں، میڈیم مارٹینا جیسا کہ آپ کو بتایا گیا ہے کہ ہماری ہی کارکن جہان کاعلق میرے اپنے می

ڈیپارٹمنٹ سے ہے، وہ آپ کو خوش آمدید کہیں گی اور موجودہ سلسلے میں جو ہمیں اتمام آپ کرنا چاہیں گی، وہ آپ کی مکمل طور پر معاونت کریں گی اگر آپ چاہیں تو ان کی تصویر بھی آپ کو فراہم کر سکتی ہوں۔“

”میرا خیال ہے اب اس کی مزدورت نہیں ہے۔“ تنہا نے کہا۔

”آپ کو بس ممتا نظر انداز میں وہاں تک پہنچنا ہوگا۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ ایک طرح سے علی سے الگ رہیں اور کچھ اس قسم کا اظہار کرتی رہیں جیسا آپ علی کے خلاف کسی پراسرار دشمن سے مشکوک ہوں یہ انداز علی کے دشمنوں کو آپ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دے گا بلکہ یہی سوچا جائے گا کہ ممکن ہے آپ کسی اور سلسلے میں کام کر رہی ہوں۔“ ان علی اس بات کے پورے پورے امکانات موجود ہیں کہ ان کے فرائز اور ان جواز کے اطراف میں بالکل خوشیوں کی طرف سے ایسے لوگوں کو متنبہ کر دیا گیا ہو جو وہاں پہنچنے والے انجنیوں پر پوری پوری نگاہ رکھتے ہوں۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ وہاں تم دنیا کی ہنگاموں سے محفوظ ہو جاؤ گے بلکہ ہر لمحہ کس رہنے کی مزدورت ہوگی۔“

”ٹھیک، بالکل درست۔“

”اب یہ تمہیں مارشل کے محلے کے ان افراد سے روشناس کروا دوں جو ہمارے معاون ہوں گے، یہاں سے ان لوگوں کو انیس طور سے وہاں بھیجا ہے اور اس کے لیے مجھے خاموش شکایت اٹھانا پڑی ہیں۔ ان افراد میں بڑے بڑے ہم لوگ بھی ہیں جو مارشل پر حملہ خدایوں کی حیثیت سے ہی کام کر رہے ہیں لیکن یہ تمام افراد میری انجنیوں میں، سب میری انجنیوں میں

اور اپنے شہ کے مکمل کو انٹ سے آگاہ ہیں۔ مزدورت پڑنے پر وہ اب دو گونہ دنیا کے کسی بھی حصے میں سے جاسکتے ہیں ان کی تعمیر و ترقی نہیں کریں۔“

تاریا بارڈو نے ایک اور فلم پر دیکھ کر پوچھا تھا اور پردہ جیکڑ چلنے لگا، ہر شخص کی تصویر اور اس کے بارے میں تفصیلی معلومات اسکرین پر نمودار ہونے لگیں اور بڑی وضاحت کے ساتھ تاریا بارڈو مجھے ان کے بارے میں سے بتاتی رہی تیسری اور آخری فلم اس سب میرن کے بارے میں تھی جس کے لیے یہ سارا جیکڑ آگیا ہوا تھا۔ مجھے سب میرن کی تصاویر مختلف پیلووں سے دکھائی گئیں اس کی اندرونی اور بیرونی ساخت، تیز رفتاری اور اس پر موجود نشانات کی مکمل تفصیل بتاتی تھی پھر یہ عمل بھی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد تاریا بارڈو نے پردہ جیکڑ بند کر دیا۔

”اب اس سلسلے میں تمہارے سوالات لیکن پہلے یہ بات بتاؤ کہ ان لوگوں کی تصاویر بھی کیا نہیں دکھا رہی ہوں؟“

”نہیں میں نے ان تصویروں کو اپنے ذہن پر نقش کر لیا ہے۔“ اسی کوئی چیز میں اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا جو شے کا باعث بن سکے۔“

”ٹھیک۔“ ایڈیٹ میڈیم ماگم ایکس سے رابطے کے لیے نہیں ایک خصوصی ٹرانسمیٹر دیا جائے گا تاکہ تم دونوں کے درمیان رابطہ قائم رہے۔“

”ہاں۔ یہ مزدوری ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”کوئی اور سوال؟“

”یقیناً۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس آب روز کے سلسلے میں مجھے اصل کارروائی کیا کرنی ہے؟“

”اس کی تلاش، تاریا ہی یا پھر وہاں۔“ تاریا بارڈو نے جواب دیا۔

”والہی کے لیے علی ہرے بھر مارشل پر وہ لوگ مل جائیں گے جو سب میرن چلا سکتے ہیں۔“

”وہاں یقیناً تمہیں اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اصل مسئلہ اس کی تلاش کا ہے۔“ تاریا نے جواب دیا۔

”آخری اور سب سے اہم سوال یہ ہے میڈیم تاریا کہ آپ رگن نے یہ کیے یقین کر لیا کہ گشتہ آب دوڑا اس علاقے میں سے۔ ممکن ہے اسے کہیں اور سے جایا گیا ہو اور ہم لوگ غلط فہمی کا شکار ہوں۔“

”نہیں علی ابھی تو ایک کام ہم نے اب تک کیا ہے۔ ہماری تمام تر قوت اس کوشش پر صرف رہی ہے کہ ہم اس جگہ کے اسے جیسا ارادہ کریں جہاں آب دوڑکھی تھی ہے۔“ اس خوشیوں والا وہ غم ہے اور اس نے انہی معلوم جزائریں سے کسی چیز سے پر

اپنی رہائش کا بندوبست کیا ہے۔ یہ بات بھی مکوں کی متفقہ رائے کے مطابق ہے پھر میں اس کی جانب سے جو پیشکشات وصول ہوئے ہیں، ہم نے ان کے راستوں پر بھی کافی محنت کی ہے اور اس کے بعد تمام تر نشان دی ای علاقے کی ہوتی ہے چنانچہ یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کر لی گئی ہے کہ بالکل خوشیوں نے ہماری آب دوڑ کو اس علاقے میں محفوظ کیا ہوا ہے۔“

”اور کیا یہ ضروری ہے کہ وہ سمندر میں ہی ہو؟ لیکن ہے اسے بھی پر اٹھایا گیا ہو جیسا کہ آپ نے بتایا کہ بالکل خوشیوں سے پناہ وسائل کا مالک ہے۔“

”اس کے امکانات یقیناً ہیں لیکن یہ تمہاری ذمہ داری ہو گی کہ تم اس کی صحیح جگہ کا سراغ لگاؤ۔“ تاریا نے جواب دیا۔

”ایک اور سوال۔ کیا وہاں آپ سے رابطہ طریقہ تم کیسے جا سکے گا؟“

”اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی علی۔ چھپانے کی کوئی بات نہیں ہے اس میں لیکن چند خاص وجوہات کی بنا پر مرادوں جانا مناسب نہیں ہوگا۔ تاہم اگر آپ کی مزدورت پیش آگئی تو پھر اس بارے میں فیصلہ کر دیں گی۔“

”ہوں۔“ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔



دست شامی کے نئے نسخے

ان کے لیے جو دست و پاشی کے ہنر کی تہذیب میں آئے ہیں

☆ فرمودہ اور پرائی کتبوں سے بالکل مختلف

☆ ماضی حال اور مستقبل کی اسرار کشا

☆ دنیا کے عظیم ماسٹروں کی آواز دہریج کا پچھڑ

اور ساتھ ساتھ

دست شامی کی لغت

جس کے ذریعے کوئی بھی اپنے ہاتھ کو فوراً پڑھ سکتا ہے

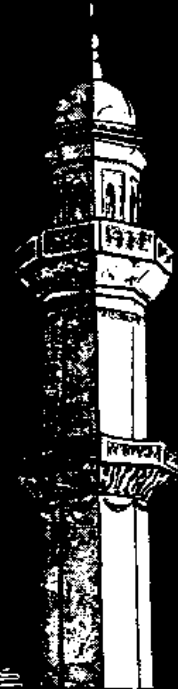
قیمت: ۲۰ روپے ڈاکسٹریج ۱۰/۱

مکتبہ نفسیات اینڈ بکس ۱۹۲۲

کراچی

سلام کے
نیوٹن مغنول
کے پڑا اثر
وقیات

کہانیوں سے
زیادہ دلچسپ
دستاویزوں سے زیادہ
شرکت گیند



اولیائے کرام کی سوانح نگار ضیاء التسنیم بلگرامی کے ضامین کا مجموعہ

عظمت کے مینار

قیمت ۸۰ روپے

اولیائے کرام جو مینارِ رشد ہدایت تھے
ضیاء التسنیم بلگرامی نے انہیں اپنے قلم کا موضوع بنایا ہے۔

اُن دنوں جب ہر طرف حرص و طمع، عیش کو شوق
خود غرضی اور فسادِ انفسی کا دور دورہ تھا۔ انسان
دنیا داری، حبابِ طلبی اور حبابِ پرستی میں مبتلا
تھا۔ روشنی کے ان میناروں نے انسانیت کو
نجاتِ ابدی کی راہ دکھائی۔ دکھی انسانوں
کی راہ نجاتی کی اور اُن کے کام آئے۔

عظمتوں کے ان میناروں کے کارنامے

اُن کی منور زندگی آج بھی ہماری رہنمائی
کدر رہی ہے۔ وہ ہم میں موجود نہیں لیکن
اپنے کام میں موجود..... ہمیں بتا رہے ہیں
کہ دنیا سائے کی طرح ہے، اس کے پیچھے بھاگو گے
تو یہ آگے ہی آگے رہے گی۔ ہمارے ہاتھ کچھ
نہیں آئے گا لیکن اگر اس سے بھاگو گے تو یہ
تمہارے پیچھے دوڑے گی۔ ایک ایسی چیز جو
سائے کی طرح ہو، اس کے پیچھے بھاگنے سے کیا حاصل؟

مستفہ کی ایک اور کتاب روشنی کے مینار بھی دستیاب ہے

کتابیات پبلی کیشنز ۰ پوسٹ بکس ۲۳ سید نشین ٹیلیو اسٹریٹ آئی آئی چند گیز روڈ کراچی

”یہ سوال تم نے کیوں کیا ہے علی؟“

”کوئی خاص مقصد نہیں ہے۔“

”مسو علی! اس سلسلے میں جتنے لوگوں سے تمہاری ملاقات
ہوگی وہ تمہارے ماتحت ہوں گے۔ تم اس آپریشن کے با اختیار
کا تقرر ہو گے۔ تمہیں تمام اختیارات حاصل ہوں گے اور کسی بھی
صورت حال میں تم بھی پر دوگرام میں تبدیلی کرنے کے مجاز
ہو گے۔“

”اے کہو میرے مہاراجا! میں مسلمان ہوں۔ میں نے کہا اور نہ مہاراجا
مسکرانے لگی۔“

”تو مجھے اجازت دے مہاراجا! میں نے کہا اور تم لوگ وہاں سے
اٹھ گئے۔“

زندگی کے اس انوکھے رخ کے بارے میں کبھی سوچا بھی
نہیں تھا۔ وطن کی زمین پر کچن کے حسین دور کے نقوش کشیدہ
تھے۔ ایک سادہ سی پڑ سکون وادی میں آنکھ کھولی، سادہ لوح گونا
کے ساتھ دنیا کے رنگ دیکھے، جڑوں اور پلوں کی کہانیاں سنیں اور
خوابوں میں ان کے انوکھے دلیوں کی سیر کی۔ اس کے بعد خواص
کی دنیا میں قدم رکھا اور بہت سی نصیحتوں کا پلندہ سے کرام بکا
آگیا۔ امریکا کی رنگین زندگی کو پیشہ اجنبی آنکھوں سے دیکھا، یہ
سوچتے ہوئے کہ اپنے آپ کو اس کچھ کے سرور نہیں کرنا۔ یہ
احساس دل کے ہر گوشے میں جاگزیں رہا کہ میں ایک پُر وقار
قوم کا فرد ہوں جس کی روایاتِ مانت کی شکل میں میرے
پاس ہیں۔ دوستوں کی رنگین غفلتوں میں اپنے کردار کے ستون
جماے رکھے اور تسلیم کر لیا کہ راکو کو بیچہ جوتی ہے لیکن
زندگی کی اس کڑوت کا گمان بھی نہیں تھا۔ اب تو یہ نامعلومی بار ایک
موجودہ سے نکلنے کی شکل میں رو گیا تھا۔

تہذیب کو یہ ہم بے حد خطرناک لگ رہی تھی کیونکہ اس
نے براہِ راست اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اس سے قبل
کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا۔ مینار میں نے زندگی کے ایک معمولی
سے کچھ بڑا کر تھیر۔ وقت موت کی پیشانی میں ہی گزارا تھا۔
موت کو اتنے قریب سے دیکھا تھا کہ دوسروں نے نہ دیکھا
ہوگا۔ قید خانوں میں زندگی سے فراق، وہاں سے فرار جتے ہوئے
موت کے مختلف روپ، کیا کیا نہیں دیکھا تھا میں نے۔
زندگی کتنی بے وقعت ہے، مجھ سے زیادہ کون جان سکتا
تھا مہاراجا! سے ذرا میں اس نئی ہم کے بارے میں خوف
کا کوئی احساس نہیں تھا۔

تاریا ہارڈو کے بارے میں اب یہ سوچنا ہے کہ ہمارے
اس کے دساتل کتنے ہیں۔ گوشتے ہیں وہ بہت با اختیار تھے

پہنچا مقررہ پر دوگرام کے تحت ہم دونوں کو گونے میں سے نکال کر
ایک اور ملک میں لایا گیا جہاں ایک رات ایک شان دار ہوٹل میں
قیام کیا اور دوسرے دن شام کو پانچ بجے ایک چھوٹے سے ہوٹل
سفر کے بعد ہم کچھ کچھ کچھ گئے جہاں سے تہذیب مجھ سے ملے
ہو گئی۔ اسی رات تقریباً ایک بجے ایک خصوصی ایر پورٹ سے
میں اڑیں گے، جہاں سے دسے طیارے میں سوار ہو گیا تہذیب ہم
انہیں کے لیے خصوصی طور پر میرے برابر کی سیٹ کا انتظام کیا گیا تھا
ایک حسین سیرنگار کی اسکرٹ میں ہوس وہ بہت شان دار نظر آ رہی
تھی، ہم دو اجنبیوں کی طرح بیٹھ گئے۔ اس تقریبی سفر کے مسافر
عام لوگ نہیں تھے۔ برابر کی سیٹ پر ایک ساٹھ سالہ شخص کا ٹیگر
بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا دھماکہ اور اتنا خوف ناک تھا کہ اس پر کچھ نہیں
ٹالی جا سکتی تھی۔ یہ چہرہ بری طرح کچلا ہوا تھا۔ دوڑنگائی باشندے
ہمارے بالکل آگے والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے کچھ پرے
چہرے کو دیکھ کر ہوتے تھے خواتین جو عین ایک سیٹ پر دو چھوٹی سی
لڑکیاں بیٹھیں جو مسلمان لڑکیوں میں ذاتی کیے جاری تھیں۔

سفر جاری رہا۔ دورانِ سفر میں نے تہذیب سے باتا اور
تعارف حاصل کیا اور اس نے بھی بالکل اجنبی انداز میں مجھے
سننے بارے میں بتایا۔ کچھ کی کے باہر شدید دھند چھیلی ہوئی تھی
لیکن ہوشیار ری ایکٹ کئی وقت کے بغیر طیارہ اڑا رہا تھا۔ یہ سفر
پورے چار گھنٹے کا تھا اس کے بعد مسافروں کو ٹیلیٹ باندھنے
کی ہدایت کی گئی اور متروکی ارب کے بعد طیارہ رن وے پر اتر گیا۔
اب ہم لوگ جموں کے جزیروں پر رہتے۔

ٹرین میں سے گزرتے ہوئے لوگ باہر نکل آئے۔ کسم و فریو کا
ذکر ہی نہیں تھا۔ بڑا اجنبی ماحول تھا اس وقت تقریباً پانچ
بجے تھے۔ تاریکی چھٹی جا رہی تھی۔

میں نے تہذیب کو پیشکش کی۔ ”وہاں ہم اگر آپ
پسند کریں تو میرے ساتھ کسی ہوٹل میں قیام کریں۔“
”کوئی ہرجا نہیں ہے۔“ تہذیب نے جواب دیا۔ اسی وقت
عقب سے ایک آواز ابھری۔

”ہوٹل گیلنڈ اجنبی دوستوں کو ایک دوسرے کے قریب
لانے میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ جناب اگر آپ اسے
روشن بخشنا پسند کریں تو ہماری خوش بختی ہوگی۔“
ہماری گردنیں گھوم گئیں۔ چھوٹے سے قیامت کی ٹوکی
خدا خاں سے تھا۔ معلوم ہوتی تھی لیکن نہایت شکستہ لہجہ
بول رہی تھی۔

”اگر بات ہے تو ہمیں تمہاری مہمان نوازی قبول ہے۔“
میں نے کہا۔

”تو پھر تشریف لائے؟“ اس نے موڈ بانڈ انداز میں کہا اور ہم مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔

”تھائی لڑکی نے ایک ایسی سی خوبصورت کار کا دروازہ کھولا اور ہمیں اندر بیٹھنے کی پیشکش کی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہمارا سامان ہمارے ہاتھ سے لے کر گاڑی کی ڈکی میں رکھ دیا تھا۔ وہ خود ہی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھی پھر اس نے پوچھا۔

”آپ دونوں کو الگ الگ کمرے درکار ہوں گے یا ایک ہی کمرے کا بندوبست کروں؟“

”نہیں پلیز وہیں الگ کمرے چاہئیں۔“ مجھ سے پہلے تنزیب ہلکے سا بول بڑی اور میں صرف مسکرا کر رہ گیا۔

”حالانکہ ایسا نہیں ہوتا تو دلچسپ دوست جو ایک دوسرے کو ذہنی طور پر قبول کر کے نزدیک آتے ہیں، ابتداء میں ساتھ ہی وقت گزارتے ہیں، یہ تھائی لڑکی نے کہا۔

”کیا یہ بھی تمہارے ذہن میں شامل ہے کہ کم گینٹ میں ٹھہرنے والوں کے لیے بد فکرام منتخب کردہ؟“ تنزیب نے کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”نہیں یہ ہم امانی چاہتی ہوں۔“ لڑکی ہلکی سے بولی اور اس کے بعد اس نے ہماری گفتگو میں کوئی دخل نہیں دیا۔

”اوپر کے کمرے میں جو کچھ بھی میں نے سنا تھا، وہ بہت دلچسپ تھا۔ کسی بھی طرح آزاد یہ جزیرہ عجوبوں کا گہرہ کہلاتا تھا۔ لیکن یہ حقیقت تھی کہ اسے بے حد حسین بنایا گیا تھا۔ سڑکیں، گلیاں اور بازار اس طرح صاف و شگافت نظر آ رہے تھے کہ اسے ملاؤں سٹی کہا جاسکتا تھا۔

گینٹ کی عمارت چار منزلہ تھی اور ایک نفیس دائرے کی شکل میں پھیلی ہوئی تھی۔ سامنے کے حصے کو بہت خوبصورتی سے پارک لگ لگا کی حیثیت دی گئی تھی۔ ایک سمت بہت کثادہ لان مشعل کی شکل میں بنا ہوا تھا جس میں سوئنگ پول بھی تھا۔ لان کے تین حصوں میں بڑی خوبصورتی سے کرسیاں جمائی گئی تھیں تاکہ شام کو کھلی ہوا میں بیٹھنے والے یہاں کی تفریحی حالت کھلے آؤں ہو سکیں۔ یہی نہیں بلکہ لان پر باقاعدہ تفریحات کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ایک طرف آکر کھڑے لیے آسج بنا ہوا تھا اور دوسری طرف ڈاننگ فلور تھا۔

ہمیں تیسری منزل پر دو کمرے دیے گئے۔ تنزیب نے مجھے دیکھا اور سر ہلاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ ہول کی ابتدائی شکل ہم نے دیکھی تھی۔ کراچی اتھارٹی کی خوبصورت تھا۔ میرا طور خاصی دیرم نہ اپنے کمرے میں وقت گزارا اور اس کے بعد تنزیب میرے پاس پہنچ گئی۔ ہمارے درمیان یہ بات طے ہو چکی

تھی کہ قیاس سے میں سواری ہونے کے بعد ہم لوگ ذاتی گفتگو بالکل نہیں کریں گے اور اس طرح ایک دوسرے سے پیش نہیں آئیں گے جیسے دو شناسا ہوتے ہیں۔

تنزیب نے کمرے میں داخل ہو کر کہا، ”سوری ڈنیر! مجھے کچھ دیر ہو گئی۔ بستر پر ہم کچھ وقت ساتھ گزاریں جو کمرے کے بعد میری مصروفیات کا آغاز ہو جائے گا۔“

مجھے آپ کے ساتھ گزیرے ہوئے لمحات بہت عزیز ہیں۔ میں نے کہا اور رسمی گفتگو ختم ہو گئی۔ پھر بقیہ وقت ہم لوگ ساتھ ساتھ رہے۔ موسم بے حد خوشگوار تھا اور رات کے سفر کی تھکن نے ہم لوگوں کو شائرمیں کیا تھا۔ کافی دیر تک ہم اپنے کمرے میں گفتگو کرتے رہے، اس کے بعد باہر نکل آئے۔

ہول کے ڈاننگ ہال میں کافی رونق تھی اور یہاں بھانت بھانت کے لوگ نظر آ رہے تھے لیکن میرا وہ نظریہ اب بھی قائم رہا کہ یہاں آنے والے شریف لوگ نہیں ہوتے بہت کم لوگ ایسے تھے جو ساحت کی مرضی سے ادھر کا رخ کر لیتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ وہ جو بڑے وچرہ ہی کے شائق ہوں اور اس جزیرے کے بارے میں سن کر اسے دیکھنے کے لیے چلے آئیں۔

ڈاننگ ہال کی ایک میز پر بیٹھ کر ہم نے کچھ کھا پایا اور اس کے بعد باہر کی سیر کے لیے نکل آئے۔ ابھی گینٹ سے باہر جانے کا کوئی بد فکرام نہیں تھا۔ روش پر چل قدمی کرتے ہوئے تنزیب آہستہ سے بولی۔ ”یہاں کا ماحول واقعی بڑا دلچسپ ہے۔“

”ہاں۔“ یقیناً ایسا ہی ہے۔ سوئنگ پول پر لوگ خوش فعلیاں کر رہے تھے۔ ہم اس کے کنارے جا کر کھڑے ہو گئے ایک آزاد ماحول تھا جسے گرمی نگاہ سے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

دو پہر کو ایک بچے کے قریب ہم اپنے اپنے کمرے میں واپس آ گئے۔ واپسی میں میں نے تنزیب سے کہا تھا کہ ہمارا بہت زیادہ ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے اب صرف رات ہی کو ملاقات ہوگی۔ تنزیب اپنے کمرے میں چلی گئی اور میں اپنے بستر پر گریٹ کیا۔ کھانے کے بعد ملکی سی حکومت محسوس ہونے لگی تھی۔

بد فکرام کے مطابق ابھی ہمیں چوبیس گھنٹہ اسی طرح گزارنے تھے پھر جب ہلکے آدھے پانچ بجے اور دگر کی صورت حال سے مطمئن ہو جاتے تو ہمیں اپنا کام شروع کرنا تھا۔

رات کو تنزیب ڈاننگ ہال میں آ گئی اور اس کے بعد ہم نے وہاں کی تفریحات میں پھر پورے حصہ لیا۔ ڈاننگ ہال سے ہم کھلے آسمان کے نیچے نکل آئے جہاں لان پر بہت سی چٹا

ہو رہا تھا۔ ہم نے عام لوگوں کی مانند رقص میں بھی حصہ لیا اور پھر رات کو تقریباً دو بجے اپنے اپنے کمرے میں واپس چلے گئے۔ اس وقت تک کوئی ایسی صورت پیش نہیں آئی تھی جسے قابل ذکر کہا جاسکتا۔ کوئی خاص طور سے ہماری طرف توجہ نہیں دیتا تھا، یہاں بیٹھنے والے لوگ مجھے سب اپنے اپنے طور پر تفریحات میں مشغول رہے تھے۔ تفریحات بھی بے سکون گزری اور دوسرے دن صبح تمام ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ ناشتا تنزیب کے ساتھ ہی کیا جائے۔ چنانچہ میں اپنے کمرے سے نکل کر تنزیب کے کمرے کی جانب چل پڑا لیکن کمرے کے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔

”اسی صبح تنزیب کہاں چلی گئی؟“ میرے ذہن میں ایک دھماکا سا ہوا۔ ابھی میں دروازے کے سامنے کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ دفعتاً عقب سے ایک ویٹر تیز قدموں سے چلتا ہوا میرے نزدیک پہنچ گیا۔

”جناب عالی، یہ ہم صبح ہی صبح چلی گئیں اور آپ کے لیے ایک پیرا دے گئی ہیں؟“ اس نے بتایا۔

”کہاں ہے پیرا؟“ میں نے سوال کیا اور ویٹر نے فوراً جیسے ایک پیرا نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا، بلکھا تھا۔

”معذرت چاہتی ہوں۔ دراصل ڈیوٹی ڈیوٹی ہوتی ہے آج ہی میری مالکہ نے مجھے فوراً طلب کر لیا ہے۔ اس لیے جاتے ہوئے آپ سے ملاقات بھی نہ کر سکی۔ خدا حافظ۔“

میں نے پیرا چھوڑ کر گہری سانس لی، اسے جیب میں رکھا اور ایک نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ میں بٹھا دیا۔ ویٹر ادب سے گردن خم کر کے واپس چلا گیا تھا۔ تنزیب چلی گئی۔ میرا حال بدوگرا میں یہ تبدیلی کوئی ایسی قابل ذکر بات نہیں تھی چنانچہ مجھے اس کا خیال ذہن سے نکال کر اپنے معاملات کی طرف توجہ ہونا پڑا۔ کمرے میں واپس آ کر میں نے ناشتا طلب کیا اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر کافی دیر تک کا پوں کے سے انداز میں ایک آرام گئی میں دانا رہا۔

”تھائی خیالات کو جنم دیتی ہے اور خیالات بعض اوقات ذہن کو پرانہ کر دیتے ہیں۔ اس لیے میں اپنے ذہن کو صاف رکھنے کی غرض سے لباس تبدیل کر کے باہر نکل آیا اور کمرے کو تالا لگا کر ہول کے چلنے چھٹنے میں پہنچ گیا۔ جاپانی کاؤنٹر پر رکھ کر میں باہر نکل آیا اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ آئین کے کیسے کروں گا۔

جدید ترین شہر کی مانند یہاں ضروریات زندگی کا تمام ملان موجود تھا۔ خوبصورت ٹیکسیاں ادھر سے ادھر جا رہی تھیں۔

ہم لوگوں میں شوکیں بھرے ہوئے تھے۔ بھانت بھانت کے لوگ سڑکوں پر کھڑے ہوئے تھے۔ جزیرے کے طول و عرض کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا کیسے کیسے بند جا کر کھڑے ہو کر دیکھا جاتا تو یہ جزیرہ کافی کثادہ محسوس ہوتا تھا۔ میں نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی میرے قریب آ کر رُک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص زرد رو تھا، غائب کسی ایسے نشے کا عادی جو اس کی صحت کو تباہ کر رہا تھا لیکن اس کے ہاتھ پاؤں چہرے کی نیت مضبوط نظر آتے تھے، ملک کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا کہ کون سے ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ چوڑی سفید تھی لیکن اس پر زردی چھائی ہوئی تھی۔

میرا ڈاؤن کرنے کے بعد اس نے مجھ سے میری منزل کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا۔ ”مجھے اس جزیرے کے دلچسپ مقامات کی سیر کراؤ۔“

”بہتر جواب؟“ اس نے شکستہ انگریزی میں کہا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے میں ایک پارک کے نزدیک پہنچ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیونے اس پارک کے بنے میں مجھے تفصیلات بتائیں۔ پھر وہ مجھے ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں کے علاقے کی جانب لے گیا۔ یہاں ان کی بہتات تھی، ظاہر ہے ایسی ہی تفریح گاہیں جمجموں کے اس جزیرے پر ہو سکتی تھیں۔ لاتعداد چوٹے خانے پھیلے ہوئے تھے۔ مجھے تعجب تھا کہ یہ ملک کون سے نظام کے تحت یہاں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ خاص طور سے یہ سب کچھ جاننے کے بعد کہ یہاں کوئی کسی قانون کے تابع نہیں ہے ٹیکسی ڈرائیور ایک بہترین گائیڈ ثابت ہو رہا تھا۔ وہ مجھے ان کے، کے بارے میں تمام تفصیلات بتا رہا تھا اور ان کے بعد ہم بازاروں وغیرہ سے گزر کر یہاں کے رہائشی علاقوں کی جانب چل پڑے۔

خوب صورت مکانات زیادہ تر فلیٹوں پر مشتمل تھے لیکن کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے ہنگے بھی نظر آ رہے تھے۔ ہر مکان رنگین چھوٹوں سے لدا ہوا تھا۔ ہم کافی دیر تک نکل آئے پھر ایک موڑ گھومنے کے بعد ایک چھوٹا سا باہری علاقہ آ گیا۔ یہاں چوڑی سڑک سیدھی چلی گئی تھی لیکن ٹیکسی ڈرائیونے ٹیکسی کو فیملی سڑک پر موڑ دیا اور میں اس سے سوال کر بیٹھا۔

”یہ سڑک کہاں جاتی ہے؟“ ذیلی سڑک چلی اور کسی قدر ناہوار تھی۔ ڈرائیونے ادب سے جواب دیا۔ ”جناب عالی اس طرف

ایک خوب صورت فارم پاؤس ہے جہاں بہترین گھڑ سواری کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ میں آپ کو ایک حسین علاقہ دکھانے کے لیے لے جا رہا ہوں۔ میں خاموش ہو گیا۔ گھڑی کے دونوں سمت کے مناظر دیکھتا جا رہا تھا۔ اس طرف آبادی بالکل نہیں تھی۔ بس بھری برہنہ چٹائیں سر اٹھائے گھڑی تھیں۔ کہیں کہیں سبز بھی نظر آتا تھا۔ آخر ہم ایک ایسے میدان میں پہنچ گئے جو کسی اسٹیڈیم سے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ وسیع و عریض میدان چاروں طرف سے چٹانوں سے گھرا ہوا تھا اور اس میں داخل ہونے کا بھی ایک راستہ تھا۔ بالکل سوار لیکن کیا میدان تھا اور اس کے چاروں طرف چٹانوں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی میدان کے عین درمیان سے جا کر روک دی۔

”کہاں ہے فارم پاؤس؟“ میں نے سوال کیا۔

”جناب عالی! بیچے تشریف لے آئے ہیں آپ کو دکھانا ہوں“ ڈرائیور نے کہا اور ایک پتول اپنی جیب سے نکال لیا۔ میرے چہرے کے مضامات تن گئے تھے۔ ڈرائیور کی آنکھوں میں مکاری کے آثار نظر آ رہے تھے۔ میں نے سر دہلے میں کہا کیا چاہتے ہو؟

”مافی ڈیوٹر جو کچھ دے سکتے ہو، دے دو۔ میں جھگڑاؤ کی نہیں ہوں، میں چاہتا ہوں کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر کام ہو جائے۔ تم یہاں اجنبی ہو اور سزا اگر آئندہ کبھی باہر نکلو تو کسی ٹیکسی ڈرائیور سے یہ مدت کتنا کہ وہ تمہیں جہیز دے گی سیر کر دے۔ میرا مقصد یہی ہوتا ہے جو میں اس وقت کر رہا ہوں۔ کسی بھی جگہ جاؤ اور اقیقت کا اظہار کرو، پتھر رکھو گے۔ میں اب زیادہ وقت ضائع نہ کر دوں۔ آہ! تھکادی کلائی بد بندھی گھڑی میں شاید یہ ختم نہیں ہے میرے چلے گا رہے ہیں۔ خاصی قیمتی ہوگی۔ جیوں میں جو کچھ ہے نکالو اور میرے حوالے کر دو۔ بس میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا“

میں نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اٹار لی جیسے پر س نکالا اور دوسری چیزیں ٹوٹنے لگا۔ اس دوران ایک بار بھی میں نے اس کی جانب نہیں دیکھا۔ چہرہ تمام چیزیں میں نے اس کی طرف بڑھا دیں اور وہ ایک قدم آگے بڑھ آیا۔ اس نے اپنا ہاتھ میری چیز میں لینے کے لیے آگے بڑھایا اور یہی لمحہ میری مستعدی کا لمحہ تھا۔ میری دھماک ایک مخصوص زاویے سے گھومی اور اس کی اچھل کے پاس بڑی نشانہ پتول والا ہاتھ تھا، چنانچہ ہاتھ خود بخود اوپر ہو گیا اور وہ بائیں طرف کو جھک گیا۔ دوسری لات اس کے سینے پر پڑی اور وہ چاروں شانے چت گر پڑا۔ میں نے پھر سے آگے بڑھ کر اس کے پتول والے ہاتھ کی کلائی پر اپنا پاؤں رکھ دیا تھا۔ ڈرائیور بڑی طرح چیخا۔

”ارے ارے! بڑی ٹوٹ جائے گی۔۔۔ بڑی ٹوٹ جائے گی۔ پاؤں ہٹاؤ“ میں نے ایک ٹھوکرا اس کی پٹلی میں ماری اور وہ ڈگر کر گر گیا۔ پتول اب اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ میں نے جھک کر پھر تپ سے اسے اٹھایا لیکن اس کا وزن دیکھ کر میری جیہت کی انتہا نہ رہی۔ وہ صرف ایک ٹوٹے پتول تھا جو اصلی کی مانند تھا۔ ڈرائیور نے کروٹ بدل کر کہا ہے ہونے کہا“ نقلی ہے، نقلی ہے۔ کوئی اصلی کام تو توڑا ہی ہو رہا تھا یہ۔ بس میں تو تمہیں اس جہیز سے کے قوانین سمجھا رہا تھا۔“

”اور اب میں تمہیں اپنا قانون سمجھا رہا ہوں“ میں نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پینز جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور جھک کر ڈرائیور کا گریبان پکڑ لیا۔

”ماسٹر۔۔۔ ماسٹر! ضروری تو نہیں ہے کہ تم اپنی تمام طاقت کا مظاہرہ مجھ پر ہی کرو۔ لو۔ بس جو ہونا تھا ہو گیا“

”ہاں“ جو ہونا تھا، ہو گیا“ میں نے کہا اور اپنا ہاتھ اس کی گردن کی ایک مخصوص جگہ پر سید کر دیا۔ ڈرائیور اندھے منہ نیچے کر پڑا تھا۔ اس نے دہن بار ہاتھ پاؤں مارے اور پھر ساکت ہو گیا۔ ہاتھ ایسا ہی تھا کہ اس کے ہوش ہونا لازمی امر تھا، جو کچھ ہوا تھا اس میں تھوڑا سا اتفریق کا طعنے بھی تھا لیکن یہ کم بہت اس طرح لوگوں کو خوف زدہ کر کے انھیں ٹوٹ لیتا ہوگا۔ اگر کوئی طاقتور مل گیا تو پھر مزاج کا سہارا لے لیا اور نہ کام تو ہو ہی جاتا ہے۔ اس کے لیے تھوڑی سی سزا ضروری تھی۔ جتنا فصل طے کر کے وہ مجھے یہاں لایا تھا اس پر یہ قاعدہ اسے واپس پیدل ملے کرنا ہوگا۔ میں نے سوچا اور اس پر ایک نگاہ ڈال کر واپس پلٹ پڑا۔ ٹیکسی کی چابی انگلیش میں لگی ہوئی تھی، اسے اشارت کیا اور وہاں سے واپس پلٹ پڑا۔ خاصی سیویا صحت کر چکا تھا اور پھر میں نے اس جہیز سے کا ایک نمونہ بھی دیکھ لیا تھا۔ اب ہونٹ واپس ہی مناسب تھی۔ سڑکوں اور سمتوں کی مجھے کوئی خاص شناخت نہیں تھی پھر بھی میں نے ان بازاروں کو پہچان لیا جس سے گزر کر یہاں تک پہنچا تھا۔ ایک جگہ پر گاڑا اور ٹیکسی فٹ ہاتھ کے سہارے کھڑی کیو کے اسٹیڈنگ اور انگلیش میں لگی ہوئی چابی سے اپنی انگلیوں کے نشانات مٹا دیے پھر وہاں سے پیدل گئے بڑھ گیا۔

تھوڑے فاصلے پر جا کر ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور سے مل گینٹ کے بارے میں کہہ کر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی نے مجھے گینٹ پر اتار دیا تھا۔ گینٹ کی تعریحات زوروں پر تھیں اور خوب ہنگامے ہو رہے تھے۔ موسم کی خوشگوار کیفیات انسانوں پر اثر انداز تھیں۔ سوئٹنگ پول کے گرد سب سے زیادہ مجمع لگا ہوا تھا۔

میں نے اس طرف کا رخ نہیں کیا اور دوسری سمت پڑی ہوئی بیڑوں میں سے ایک میں منتخب کر کے اس پر جا بیٹھا۔ پھر دیر کو بارگاہی مکانی اور اس کے چھوٹے چھوٹے گھوٹ بٹنارہ۔ ابھی کافی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دہلے پتلے بدن کا ایک خوش رو نوجوان میرے نزدیک پہنچ گیا۔ بیٹھے کی اجازت چاہتا ہوں نہایت میں نے چونک کر اسے دیکھا اور کافی کا آخری ٹرا سا گھونٹ لے کر سے اشارہ کر دیا۔ وہ ٹھیکرا ادا کر کے بیٹھ گیا تھا۔

”موسم بے حد حسین ہے سڑکی“ چند لمحات کے بعد اس نے کہا میں بیٹھ کر بیٹھ گیا۔ میری جیب میں ایک پلو کا روٹ ہے جس پر تین سڑخ تارے بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ جگہ کارڈ دکھانے کے لیے بوزوں ہے؟“

”کیا چاہتے ہو؟“

”اگر کوئی تاقب نہ ہو تو یہ وقت سمندری سفر کے لیے ہے۔ نا بوزوں ہے۔ شے ہوئے چلیں گے، راستے میں ایک کار میں پک کر لے گی“

”میرا سامان؟“

”مارشل برپا پ کو ل جاسے گا“

”کافی بیو گے؟“

”دیر ہو جائے گی، دیوے جو کم ہاں نے کہا میں نے ایک لمحے کیلئے ہونچا اور پھر دیر کو ملا کر مل نکوایا۔ بل سائن کر کے میں اس کے ساتھ آگے گیا۔ ہم لوگ تھوڑی دیر سوئٹنگ پول پر رے کے اوپر ٹھٹھنے کے انداز میں آگے بڑھ گئے۔ نوجوان نے کہا میرا نام بل سائن ہے سڑکی“

”جو میں گھٹنے پورے نہیں ہوں۔ تم بہت جلد آگے سڑک“

”میں نے اس کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔“

”اس کی ایک وجہ ہے“

”کل ٹوٹ مار کا دن ہے۔ ممکن ہے ایک اجنبی کی حیثیت سے آپ کو پریشانی اٹھانا پڑ جائے“

”کیسا دن؟“ میں نے تعجب سے پوچھا۔

”ٹوٹ مار کا دن“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس میں کیا ہوتا ہے؟“

”اس جہیز سے کا وادہ لانا تو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تنواریاں نہیں مٹایا جائے کل کا دن لاکھوں کو نکال کر دے گا اور لاکھوں کو دولت مند بنا دے گا۔ اس دن نام ٹوٹ مار ہو جاتی ہے۔ گردہ جن جاتے ہیں غرضی طور پر خوب مار پیٹ، خچر زنی، چوریاں، ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ سال بھر سے

پردہ گرہ بنائے جاتے ہیں۔ کسی کو بھی زخمی کیا جاسکتا ہے لیکن قتل ایک بھی نہیں ہوتا اس پر پابندی ہوتی ہے۔ اگر کوئی کسی کو قتل یا زخمی کر دے تو اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔ ہاں ٹوٹ مار بہ آسانی کی جاسکتی ہے جو کس کو ٹوٹ سکے ٹوٹ لے“

”اور یہ تمہارا ہوتا ہے؟“ میں نے تعجب سے کہا۔

”مجھوں کے جہیز سے پر ادا کیا ہو سکتا ہے۔ اس دیکھو کی جہاز ساحل پر نہیں ہوتا“ سب کچھ سز میں نکل جاتے ہیں“

”بڑا اٹوٹا کھو رہا ہے۔“ میں نے دلچسپی سے کہا۔ ہم بائیں کرتے ہوئے کافی دیر نکل آئے تھے پھر بے رنگ ایک لکڑی کا۔ ہمارے نزدیک اگر ڈک گئی اور ڈرائیور نے غلطی دواؤں کھول دیا۔

”آئیے“ اس نے کہا اور امداد بیٹھ گیا میں نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ کار جلدی سے آگے بڑھ گئی۔ راستے میں ہم خاموش رہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ساحل پر جا کر۔ اطراف میں پھلی کی لہند پھلی ہوئی تھی۔ لوگ مختلف کاموں میں مصروف تھے مٹھے مانے ہی کھڑی کے ایک غازی پل کے ساتھ سفید رنگ کی بوٹ نظر آ رہی تھی جس پر دو آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ ایک شخص کے بال بالکل سفید تھے لیکن اس کے نیچے چہرہ صحت مند نظر آ رہا تھا۔ دوسرا بھاری بدن کا توند آدمی تھا جس نے جہاز یوں پیسی ڈھپائی ہوئی تھی۔ اس کے منہ میں ایک ٹوٹا سا گار دیا ہوا تھا جسے وہ چوڑی طرح چار رہا تھا۔

سفید بالوں والے نے میرا استقبال کرتے ہوئے مسکرا کر کہا ”بل نے آپ کو بتایا ہوگا سڑکی کہ ہم کچل کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے“

”ہاں! اٹوٹھی کافی مٹائی ہے سڑکی نے۔ میں نے مسکرا کر کہا اور اس کا معاملہ کے لیے پھیلایا ہوا ہاتھ لینے ہاتھ میں لے لیا۔

اس کا نام کانن مور تھا اور وہ جہاز کا فرسٹ آفسر تھا۔ بھاری بدن کا گینڈا نما آدمی شارٹ کٹھا۔ میں اور بل بوٹ پر پہنچ گئے اور شارٹ ٹوٹ نے بوٹ اشارت کر کے آگے بڑھا دی۔

”آپ کی آمد سے مجھے مسرت ہوئی ہے سڑکی! اقیانوس ٹرکریٹ کو بھی آپ سے مل کر خوشی ہوگی“ مور نے کہا۔

”شکر ہے سڑکی! میں نے مسکرا کر کہا۔ میں جانتا تھا کہ گینٹ اس مشن کیلئے فرسٹ آفسر کی حیثیت رکھتا تھا۔ جن تصویروں کی مجھے شناخت کرنی تھی ان میں مور کی تصویر بھی تھی لیکن مل یا شارٹوٹان میں موجود نہیں تھے تاہم تیار بنانے سے بھی تیار تھا کہ جن لوگوں کی مجھے شناخت کرنی تھی میں نے یہ ہم لوگ ہیں۔ زنی لوگوں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

بوٹ کا سفر دس منٹ سے زیادہ کا نہیں تھا۔ میں نے دُور ہی سے مارشل کو دیکھ لیا بہت بڑا جہاز تھا۔ بوٹ کے جہاز تک پہنچنے

سے قبل ہی دہلی کی میرٹھی لٹکا دی گئی تھی اور پھر ایک ایک کھجور کا
دیا گیا جس کے ذریعے ٹوٹ جہان سے منسک ہو گئی۔ ایک ایک کے
ہم سب جہاز پر پہنچ گئے عرش پر صرف ایک آدمی نظر آیا تھا جس
نے یہ کاروائی کی تھی۔

بل اور شارو وہیں رہ گئے اور مور بھگے لیے برے بخی منزل
کے ایک کیمین کے سامنے پہنچ گیا۔ اس پاس دو سیکرین بھی نظر
آئے تھے جہاز بہت شاندار تھا اور کسی فائو اسٹار ہوٹل کے
کمرے کی طرح سجایا ہوا تھا۔ ہاتھ دھو چھوٹا تھا اور فریج شاندار۔
”یہ آپ کی قیام گاہ ہے“

”فکر یہ مشرور میں نے کہا اور مور بھگے ضروری معاملات
بھالنے لگا۔

”آپ آرام کریں۔ میں نے ایک آدمی کو آپ کے سامان کے لیے
مخصوص کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے اسے پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی
اور کوئی ضرورت....“

”میرا خیال ہے یہاں سب کچھ ہے“
”جینس آپ کو کسٹ کرے گی اس وقت وہ جہاز پر موجود
نہیں ہے جو جی آئی اسے آپ کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ میں اجازت
چاہتا ہوں۔“

مور کے چہرے کے بعد میں اعلیٰ نمان سے ایک آرام کری میں دراز
ہو گیا اور ان معاملات کے بارے میں سوچنے لگا۔ یہ بڑی امرا کی بات
تھی کہ ایک اتنے بڑے ملک کے اپنے ذہین ترین لوگوں کو نظر انداز کر کے
مجھے اس کام کے لیے مخصوص کیا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی
کہ اس ملک کی ناکامیوں کے پیش نظر انھوں نے کسی ایسے آدمی کو منتخب
کر کے ناکامیوں کو جو جہازوں کے لیے بالکل اچھی ہو۔ کچھ بھی ہو
یہ کام بہر حال فلسطینی مفاد کے حق میں تھا، چنانچہ مجھے اپنا فرض انجام
دینے میں کوئی عار نہیں تھا۔

کافی دیر گزر گئی، میں اپنے کیمین ہی میں موجود تھا پھر تجربے کے
طور پر میں نے دیوار میں جھکی ہوئی بیل بجائی اور چھوٹے سے قاتم کا
ایک نوجوان لڑکا فوراً ہی میسکے پاس پہنچ گیا۔ اندر آکر اس نے
گردن جھک کر تھی۔

”کافی چاہیے“ میں نے کہا اور خاموشی سے وہ کسی دو لوٹ
کی مانند باہر نکلی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میسکے سامنے کافی
کے برتن سجادیے گئے جو نہایت نفیس تھے۔ میں کافی پی پی رہا تھا
کہ دو دانہ سے پہلی ہی دستک ہوئی اور میں نے دستک دینے والے
کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اندر داخل ہونے والی ایک
خوبصورت سی دھلی دھلی سی شکل کی لڑکی تھی۔ سفید اسکرٹ اور سفید
ہی بلانڈ میں بلوس۔ گلے میں سفید موتیوں کی مالا پڑھی ہوئی، بال

نہایت سلیقے سے بندھے ہوئے اور آنکھوں پر سنہرے فریم کی عینک
لگی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر ذہن کو ایک عجیب سی فرحت کا احساس
ہوتا تھا۔

”سرمیرا نام جنس ہے“ اس نے کہا۔ میں ذرا ”ایں کے گئی
ہوئی تھی مجھے علم ہوا تھا کہ آپ کی تشریف لاء ہے میں اس لیے میں اپنے
کچھ معاملات نمٹانے میں مصروف ہو گئی تھی۔ اگر آپ کو میری غیر موجودگی
کی وجہ سے کوئی تکلیف اٹھانا پڑی ہو تو میں اس کے لیے معذرت خواہ
ہوں۔“

”اوہ نہیں جنس! پلینز! آئیے“ میں نے کہا اور وہ میرے سامنے
ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

”میرے فرائض میں ہے جب کہ میں آپ کو اپنی تمام معلومات
سے آگاہ کر دوں۔ یوں مجھ میں کہ میں آپ کی سیکرٹری ہوں اور آپ کے
تمام معاملات کے لیے وقف ہوں۔“

”آپ کی شخصیت بے حد دلکش ہے جس جنس، مجھے آپ کے
ساتھ کام کر کے خوشی ہوگی“ میں نے کہا اور پھر چونک کر جنس کو دیکھنے
لگا۔ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ میرے اس جملے سے وہ کسی غلط فہمی کا
شکار تو نہیں ہو گئی۔ میں نے تو بڑے سادہ سے لہجے میں یہ سب کچھ کہا
تھا اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ چھلی ہوئی تھی۔

”تیرے مددگار یہ مشرعلی یاد خان۔ فرمائیے مجھے کب سے اپنی
خفہ داریوں کا آغاز کرنا ہے؟“

”ابھی سے جس جنس۔ میں آپ سے تھوڑی سی معلومات حاصل
کرنا چاہتا ہوں۔“

”جی فرمائیے“ اس نے سادگی اور دلچسپی سے کہا۔
”مجھے جہاز کے ماحول کے بارے میں بتائیے؟“

”یہ جہاز ایک ایسی کیمین کا ہے جو دوسرے تمام معاملات کے
ساتھ مختلف کاموں کے لیے جہاز کر کے پر بھی مینا کر دیتی ہے۔ تعلق
اٹلی سے ہے اور اٹلی میں ہی اس کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ جہاز کا
کیمین اٹالین ہے، سخت گیر اور ڈیپلن کا پابند اس کے اپنے عملے
لوگ بھی اپنے معمولات سے نہیں ہٹتے، دوسروں کے معاملات میں وہ مداخلت
داخل نہیں دیتا، اسے جس جہاز پر نظم و ضبط سے دلچسپی ہے۔ جہاز کا
فرسٹ آفسر ہمارے اپنے آدمیوں میں سے ہے اور اسے نہایت اعلیٰ
کے ساتھ یہاں رکھا گیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مفادات کا تحفظ ہے۔
”کیا تمہارا تعلق بھی اسی ملک سے ہے جس جنس میں کا معاملہ
ہاں جو شیوسے ہے؟“

”جی ہاں“ میں وہیں سے تعلق رکھتی ہوں۔
”تب تو آپ بہت زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ یہاں کم از کم کتنے
افراد ایسے ہیں جو آپ کے ملک سے تعلق ہیں؟“

”تقریباً نو افراد۔ لیکن آپ نے لفظ متعلق استعمال کیا ہے
اس لیے میں انہیں ٹھکر رہی ہوں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف ہمارے
یہ کام کر رہے ہیں لیکن ان کا تعلق ہمارے ملک سے نہیں ہے۔“
جینس نے جواب دیا۔

”کیا وہ لوگ کیمیری حیثیت رکھتے ہیں؟“
”جی نہیں، انہی حیثیت“ اس نے جواب دیا۔
”مور کا تعلق....؟“
”ہمارے ملک سے ہے۔“
”اور سرکینٹ؟“

”سرکینٹ بھی ہمارے ہی آدمی ہیں۔ بہت آہستہ آپ کو ان
تمام لوگوں کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔“
”ٹھیک ہے سر جنس، اپنی معاملات وقت کے ساتھ ساتھ
رہیں گے۔ یہ قسمتی سے اس وقت میرے پاس کافی کا ایک اور
بیانی نہیں ہے ورنہ میں آپ کو کافی کی پیشکش کرتا۔“

”نہیں جناب، یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے جس میں اس
وقت کافی پیتا بھی نہیں چاہتی۔“ اس نے کہا۔ ”اب آپ کی مصروفیت
کیا رہی گی؟ کیا آپ مجھے اس سلسلے میں تفصیل فوٹ کر میں گے؟“
”ہاں۔ میں چاہتا ہوں رات کو کام کے لوگوں کے ساتھ
ایک میٹنگ ہو جائے اور اس میٹنگ میں ہم اپنے آئندہ پروگرام
کا تعین کر لیں۔“

”بہتر آپ کی ہدایت کے مطابق میں یہ میٹنگ ترتیب دے دے
لیتی ہوں اور تمام لوگوں کو اطلاعات فراہم کر دیتی ہوں۔“
”ٹھیک ہے جنس، آپ یہ کام کر لیجیے۔ اس سے پہلے میں
کچھ اور نہیں کرنا چاہتا۔“ میں نے کہا۔

”اگر آپ چاہیں تو یہاں کیمین میں وقت گزارنے کے بجائے
جہاز کی سیر کر لیں۔ میرا مقصد ہے یہاں کے ماحول کا تھوڑا بہت
اندازہ آپ کو ہو جائے گا۔“
”اچھا مشورہ ہے لیکن کیا آپ اس دوران میرے ساتھ نہیں
ہوں گی مس جنس؟“

”اگر آپ کا حکم ہو تو میں حاضر ہوں۔ اس نے کہا۔
”نہیں، بہتر ہے ہو گا کہ آپ اپنا کام کر لیں۔ میں نے کہا اور مل
میں اس تاثر کو کم کرنا چاہتا تھا جو میرے تشریفی الفاظ نے اس
کے ذہن میں پیدا کر دیا ہو گا اور ممکن ہے وہ یہ سوچ رہی ہو کہ
اس سے متاثر ہو کر میں زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ
گزارنے کا خواہش مند ہوں۔ چنانچہ جنس چلی گئی۔ اس کے جانے
کے بعد تھوڑی دیر تک بیٹھا حالات بدستور گزرتا رہا اور پھر باہر
نکل آیا۔

میں نے جہاز کا جائزہ لیا۔ بچی منزل دیکھی اور پھر عرش
پر آ گیا۔ لوگ معمول کے مطابق کھول میں مصروف تھے۔ میں نے
محسوس کیا کہ کوئی کسی کی طرف توجہ نہیں دیتا، سب کو اپنے سلسلے
سے غرق ہے۔ دیے ہمارے مختلف نشانات کی موٹر بوس
آتی تھیں اور لوگ ان کے ذریعے آتے جاتے نظر آ رہے تھے۔
کئی ملکوں کے لوگوں کا اجتماع تھا اس جہاز پر۔ میں نے سوچا کہ
آہستہ آہستہ یہاں کے حالات سے واقف ہونے کے بعد میں
کچھ لوگوں سے رابطہ بھی برپا کر دوں گا، بشرطیکہ مجھے اس کا موقع ملے۔
رات کو تقریباً آٹھ بجے جینس نے مجھ سے میرے کیمین میں
ملاقات کی اور مجھے کئی یہ جناب عالی اور آپ انہی لوگوں کے
ساتھ کریں گے اور ڈرامہ میں ہی یہ میٹنگ کر لی جائے گی۔
آپ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اسے اسے لوگوں کی موجودگی
میں ہمیں محتاط رہنا ہوتا ہے۔“

”ہاں مس جنس، یہ ایک مشکل کام ہے۔“ میں نے جواب
دیا۔ جینس حسب معمول کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ میں نے اس سے کہا
”جینس، یہاں کچھ ایسے لوگوں کی موجودگی کا بھی شہ کیا جاسکتا ہے
جن کا تعلق ہاں جو شیوسے ہو؟“
”ہاں جو شیوسے کے بارے میں اگر آپ کی معلومات محدود ہیں
تو میں آپ کو اس کے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔“
”ضرور ضرور مس جنس، آپ نہایت کام کی خاتون ہیں۔“
میں نے کہا۔

”ہاں جو شیوسے ایک نامعلوم شخصیت ہے۔ آج تک کسی نے
یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ہاں جو شیوسے کو دیکھ چکا ہے۔ وہ صرف ایک
نام کی حیثیت سے سامنے رہتا ہے اور اس کے نام پر بڑے بڑے
جرام ہوتے ہیں۔ بہت سے بین الاقوامی جرائم اس کے نام پر کیے
جائ چکے ہیں۔ کون ہے؟ کیا ہے؟ کس ملک سے تعلق رکھتا ہے؟
کیا شکل و صورت ہے؟ اس بارے میں کوئی صحیح بات اچھی؟
منظر عام پر نہیں آ سکی۔ لوگ طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے
ہیں لیکن کوئی بھی دعویٰ سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ وہ ان
جزیروں کا بے تاج بادشاہ ہے۔ ایں کے بے شمار غیر ملکی جزیر
آتے ہیں مقامی مجرم بھی ہیں۔ ہاں، شاید آپ کو کل کے دن کے
بارے میں معلوم ہو، کل کے دن یہ لوگ ایک سالاد تلوڑناٹے
ہیں، جسے لوٹ مار کا دن کہا جاتا ہے۔ آپ تعین کیجیے کہ جو لوگ
اپنی آنکھوں سے یہاں آکر روٹ مار کا یہ دن دیکھ چکے ہیں وہ
سال بھر تک تیاریاں کرتے ہیں اور دروازوں کے دروازوں سے یہاں
آتے ہیں تاکہ یہاں سے کما کر لے جائیں۔ بڑی بڑی کینیاں،
بڑے بڑے اسٹورز، ٹیلیفون تہذیب کر لیتے ہیں۔ یعنی جس کا۔۔۔

قیضے میں کر لی تو یہ ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ اس کے تمام
سستم بند کر دیے جائیں۔ اس کے علاوہ وہ نشریاتی آلہ جو بیگانہ
و تباہی کے باعث بن رہا تھا، اس سے ان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے
یہ وہ اپنا کام جاری رکھتا ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس کے
برقانات موصول ہوتے رہتے ہیں۔
”میں وہ آلہ دیکھنا چاہتا ہوں جو بیانات دے رہا ہے۔“
میں نے کہا۔

”ٹھیک ہے کیا آج ہی بات ہے؟“
”ہاں، میں چاہتا ہوں کہ کل صبح سے اپنے کام کا آغاز کروں۔“
”مورلیز، کینٹ نے مورے کا اور مورڈال سے جلا لیا۔“
”مورلیز دیر کے بعد وہ تقریباً سہ ماہی کے حجم کا ایک چوکور
بکس لے کر اندر آ گیا جس سے پانچ باریک باریک ایریل
نکلے گئے تھے۔ اس کے دو تین آن کر دیے گئے۔ اُس کے
نچھے سے سپر کے مخصوص قسم کی کٹی بلی آوازیں اُٹھنے لگیں جو
آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک نیا
سائبرج بلب بار بار جلنے اور بجھنے لگا۔ میں غور سے اُسے دیکھتا
رہا۔ پھر میں نے کینٹ سے پوچھا۔

”کیا یہی وہ آواز ہیں، میرا مطلب ہے نکلے؟“
”ہاں۔“

”تو زیریں دروازے کا کام کرتا ہے؟“
”جوشیہ! یہ بنایا ہی اسے مقصد کے لیے کیا ہے۔“
”کیا یہ سمتوں کا تعین نہیں کرتا؟“
”نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہم اب تک آبدوز کے بارے میں
معلومات حاصل کر چکے ہوتے۔“

”کیا ان آوازوں اور روشنی سے بھی سمتوں کا اندازہ نہیں
لگایا جاسکتا؟ میرا مقصد ہے کسی خاص سمت میں بڑھنے سے آواز
یا روشنی تیز ہوتی ہو۔ اس طرح ہم آبدوز کی سمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔“
”یہ تمام کوششیں کر لی گئی ہیں۔ دیے بھی اس آلے میں
تمام چیزیں نہیں رکھی گئیں، کینٹ نے جواب دیا۔

”کیا یہ آلہ میں اپنے پاس رکھ سکتا ہوں؟“
”آپ بہرہ چیز اپنے پاس رکھ سکتے ہیں مگر علی جو آج
تک ہم استعمال کرتے آئے ہیں۔“
”میں چاہتا ہوں کہ آبدوز کی تلاش کے لیے ہمارے
پاس کیا کیا انتظامات موجود ہیں؟“

”ہائی اسپڈ ٹیلوس جو تمام ضروری چیزوں سے لیس ہیں
اس کے علاوہ غوطہ خوری کے لیے انتہائی مناسب انتظامات ہیں
اور ایک سیل کا پٹر بھی آپ کو فراہم کیا جاسکتا ہے جو دراصل بجری

لگا لیکن اس کے انداز میں طنز نہیں تھا۔ اس نے یہ جملہ مادگی
سے کہا تھا۔

”رات کے وقت تو یہ سب کچھ ممکن یا ناممکن نہیں ہوگا لیکن
صبح ناشتے کے بعد میں اپنی اس مہم کا آغاز کروں گا۔ میں نے کہا۔
”میں اس سلسلے میں ہر تعاون کے لیے تیار ہوں، آئے
پہلے کھانا کھا یا جائے اس کے بعد ہم اس موضوع پر مزید گفتگو
کر سکیں گے۔“

پُر تکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس میں موکینٹ
ایک دراز قامت خوب صورت عورت جسے کینٹ کی بیوی کی
جینیت سے روشناس کرایا گیا تھا، اس کے علاوہ دو افراد
تھے جن سے میرا تعارف ہو گیا تھا، یہ سب ان معاملات میں شریک تھے
جس میں باخار ڈو غیرہ کو اس ڈیز میں مددیں کیا گیا تھا غالباً اس میں جینیت کا نیا
رکھنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن میں بھی ابھی اس سلسلے میں کوئی
اعتراف نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی ان چیزوں کی گنجائش تھی۔

ڈنر کے بعد میں نے دوبارہ مڑ کینٹ سے اس سلسلے
میں رجوع کیا اور وہ بولا۔ ”جیسا کہ آپ کے علم پر مشرعی یا زمان
کہ متعلقہ آبدوز، بائبل جوشیہ کے قبضے میں ہے اور وہ اس کے لیے
سودے بازی کر رہا ہے۔ اسرائیل بھی اس سلسلے میں مصروف کا رہی
وہ بائبل جوشیہ کے قبضے میں ہے۔ لیکن معاملات کاملاً مختلف ہیں
ہم ان کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ آبدوز کی تلاش کے
سلسلے میں ہم میں سے کسی افراد کو کوشش کر چکے ہیں لیکن ناکام رہے
ہیں۔ ابھی تک یہی اندازہ نہیں ہو سکا ہے کہ بائبل جوشیہ نے اُسے
کس علاقے میں رکھا ہے۔ البتہ ایک ایسا ذریعہ ہمارے پاس
موجود ہے جس کے سبب ہم یہ بات کر سکتے ہیں کہ آبدوز ہے
انہی اطراف میں کہیں۔“

”وہ کیا ذریعہ ہے؟“ میں نے سوال کیا۔
”ایک مخصوص آلہ جو آبدوز کے سنگل وصول کرتا ہے آبدوز
میں یہ نظام ایک خاص مقصد کے لیے رکھا گیا تھا اور تاخیر کرکے آبدوز
کے اندر کو اس کے بارے میں معلوم تھا کہ ایک آلے کے ذریعے
آبدوز دوسری آبدوزوں سے رابطہ قائم کر سکتی ہے۔ وہ آلہ مجھے
فراہم کیا گیا ہے۔ وہ یہ بتاتا ہے کہ آبدوز ہمیں موجود ہے۔ یقیناً
بائبل جوشیہ کو اس کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔
درنہ آبدوز میں موجود اس نظام کو ناکارہ کرنے کی کوشش ضرور
کرے گا جب آبدوز کو قابو میں کیا گیا تھا تو کچھ ایسے ممکنہ ہتھیار
کیے گئے تھے کہ علی کے لوگ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے اور
ساکت و جامد ہو گئے تھے۔ اس وقت آبدوز کی تمام نشریات جام
کردی گئی تھیں لیکن اس کے بعد جب انھوں نے آبدوز اپنے

میرے ذہن میں چکر لگے۔ تب میں نے جنس سے کہا: ”اگر
حالات میں تو جنس ہمارے لیے کام کرنا ہے حد مشکل ہو جائے گا
بائبل جوشیہ سے براہ راست کھلی جنگ کو اس صورت میں ممکن ہوگا۔“
”میں صرف اپنی ذہانت پر انحصار کرنا ہوگا مگر مشرعی! اپنی ذہانت
سے ہر جوشیہ کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں تو
سب کو بھٹو کر دیا جائے گا۔“

جنس کے الفاظ پر میں دیر تک غور کرتا رہا تھا۔ پھر میں
نے کہا: ”اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ بائبل جوشیہ بیاں ہونے والی ہر
کارروائی پر نگاہ بھی رکھتا ہوگا۔“

”یقیناً اس جواز پر بھی ہم نہیں کر سکتے کہ کوئی اس کا
آدمی ہے اور اس کے لیے کام کر رہا ہے۔“ جنس نے کہا۔
”صورت حال جیسے جیسے واضح ہو رہی تھی اُسے ہم کی اہمیت
کا احساس ہو رہا تھا۔ درحقیقت یہ ناکوں چنے جانے والی بات تھی
اور اگر یہاں کامیابی نصیب ہو جائے تو اسے صرف اپنی خوش فہمی
ہی کہا جاسکتا تھا لیکن میں بد دل یا بد بوس نہیں تھا۔ اپنی کوئی
توکرنا ہی تھی کامیابی یا ناکامی تو خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔
جنس نے باقی وقت میرے ساتھ ہی گزارا۔ میں اب
اس سے گفتگو میں محتاط ہو گیا تھا تاکہ اسے یہ احساس نہ ہو کہ میں
خصوصی طور پر اس سے اپنا نیت کا اظہار کر رہا ہوں۔

وقت مقررہ پر ہم چلے گئے۔ چل پڑے۔ جس جگہ کو
ڈانگ ڈم بنایا گیا تھا وہاں پہنچ گئے۔ اندر مور نے اس استقبال
کیا کینٹ بھی موجود تھا۔ کینٹ بھاری تن و نوش کا مالک اور
خالصہ قدر و قامت کا آدمی تھا پھر سے پرفرج اسٹائل کی داڑھی
اور سفید مونچھیں تھیں۔ مگر کا صیح اندازہ نہیں ہو پاتا تھا۔ آگے
بڑھ کر اس نے اپنا چوڑا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ ”دیکھتے ہوئے کہ
”آپ سے مل کر یہ حد مسرت ہوئی ہے مشرعی اور خاص طور سے
یہ جان کر کہ آپ کا تعلق فلسطینی تنظیم سے ہے۔ دراصل فلسطینی اپنی
بقا کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس کے دل سے مسرت ہیں اور
ہماری دعائیں مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہیں۔ بہر طور جس مقصد
کے لیے آپ یہاں نشریات لائے ہیں وہ ہمارا اور آپ کا مشترکہ
مشروع ہے اور اس کے لیے ہم آپ سے ہر ممکن تعاون کرنے کو
تیار ہیں۔“

”میں چاہتا ہوں مڑ کینٹ کہ اس سلسلے میں زیادہ وقت
ضائع نہ کیا جائے۔ سچ کچھ بھی کرنا ہے اس کا آغاز کر دینا زیادہ مناسب
ہوگا۔“

”بالکل بالکل کیا آپ آج ہی رات سے اپنے کام کا آغاز
کرنا چاہتے ہیں؟“ کینٹ نے کہا اور میں چونک کر اس کی شکل دیکھنے

جس چیز پر قبضہ ہو جائے گا اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ دوسرے
دن اُسے چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ کی
ایک دکان ٹوٹ لی جائے اور اس پر قبضہ کر لیا جائے اور آپ
اسی دن رات تک میرا مطلب رات کے بارہ بجے تک واپس
اپنے ساتھیوں کے ساتھ اگر اس دکان کو دوبارہ حاصل کر لیں
تو پھر وہ آپ کی ہو جائے گی۔ لیکن اگر بارہ بج کر ایک منٹ بھی
ہو گیا تو پھر آپ کسی ملک کی فوج کو بھی کیوں نہ لیں اس
دکان کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے۔“

”عجیب سی بات ہے! اس کا مقصد ہے کہ یہاں ملکیتیں
تبدیل ہوتی رہتی ہوں گی؟“
”ہر سال بڑی منفرد تبدیلیاں ہوتی ہیں اور بارہ بجے کے
بعد یہاں کا انتظامی عملان تمام نشریات کو مٹا دیتا ہے جو اس
لوٹ مار سے پیدا ہوتے ہیں۔“

”دھچپ، نہبت، دھچپ، واقعی بہت دلچسپ۔“ میں
نے شکوے کرتے ہوئے کہا: ”اپنے اپنی آنکھوں سے کبھی یہ لوٹ مار
دیکھی ہے؟“

”جی ہاں، پچھلے سال دیکھی تھی۔“
”سنا ہے یہاں کوئی قتل نہیں ہوتا اس سلسلے میں۔“
”ہاں، مار پیٹ ہوئی ہے، زخمی کیا جاتا ہے لیکن اس امر
کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی مرتد نہ ہو۔“

”کیا کبھی کوئی مرتد بھی گیا ہے؟“
”معمولاً ایسا ہو جاتا ہے لیکن جن لوگوں کے ہاتھوں یہ قتل
ہوتا ہے وہ خود کو چھپا نہیں پاتے۔ علی کے لوگ ان کی نگرانی
کرتے رہتے ہیں اور انھیں گرفتار کر لیتے ہیں۔ پھر انھیں موت
کی سزا دی جاتی ہے۔ کوئی مقدمہ نہیں چلا، بس یہ ثابت کرنا ہوتا
ہے کہ بلا گرفتاری انھیں لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہے اور علی کے افراد
کا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔“

”گدا! عجیب بات ہے!“
”اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ انتظامی عمل
بائبل جوشیہ کے آدمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔“

”اور کیا مطلب؟“
”اُسی کی زیر نگرانی! ان چیزوں کے انتظامات ہوتے ہیں۔“

جنس نے کہا اور میں حیران رہ گیا۔
بائبل جوشیہ کی اصل اہمیت کا احساس مجھے اب پورا تھا یہ بات
تو واقعی قابلِ تشریح تھی اور اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ میرے
مقابل کوئی معمولی فوج نہیں ہے۔ کیا ایک ایسے آدمی سے میں
مکمل سکون کا؟ کیا میں اس طرح اپنا مقصد حاصل کر سکوں گا؟ یہ سوال

تحقیقاتی کمات کے لیے ہم نے حاصل کیا ہے۔ اس کے ذریعے ہم دودھ دیکھ کر جاننے بھی لے سکتے ہیں۔
 "شکر میسر کنیٹ امیر خیالی ہے کل صبح میں اپنا پہلا سفر ہائی اسپید بوٹ سے کروں گا۔"
 "جیسا آپ مناسب سمجھیں۔"
 "مجھے کتنے کی اجازت دی جائے۔" مور بولا۔

"ہاں ہاں، ضرور۔"
 "کل ہائی اسپید بوٹ کے ذریعے سفر کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں کل کے دن کا اہمیت کو ملحوظ رکھا جائے۔ سمندر میں بھی کافی لوٹ مار ہوتی ہے۔"
 "اس کے باوجود میں بوٹ ہی استعمال کروں گا۔" میں نے سر دھجے میں کہا اور مور نے شانے ہلا دیے۔
 "یقیناً یقیناً جیسا آپ پسند کریں۔ میں نے تو صرف ایک اشارہ دیا تھا۔" مور نے کہا۔
 "اب یہ میٹنگ متوی کی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے خاصا وقت ہو گیا، آپ بھی آرام کریں، کل صبح جس وقت آپ رینڈ کریں اپنے کام کا آغاز کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص آپ کی معاونت کے مستعد ہو گا۔"

ڈنر ہال سے ہم باہر نکل آئے اور منتظر ہو گئے۔ میں ہاں اپنے کہیں کی طرف جارہا تھا کہ جینس کسی طرف سے نکل کر میرے پاس پہنچ گئی۔
 "ہیلو! میٹنگ ختم ہو گئی؟ اس نے کہا۔"

"ہاں۔"
 "کیا اب آپ آرام کرنا چاہتے ہیں؟ جینس نے پوچھا اور میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔
 "میں۔۔۔ کچھ سمجھا نہیں میں جینس۔۔۔؟"

"ادھر آرام۔۔۔ معاف کیجیے گا۔۔۔" واصل صرف ایک سوال بھیجیں اسے۔ وہ کسی قدر بکھلا سی گئی۔
 "نہیں میں جینس امیر سے ذہن میں بھی کوئی خاص زاویہ نہیں تھا اس سلسلے میں۔ میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"وہ جناب! یہاں کلب وغیرہ بھی ہیں، تقریبات کے دوسرے انتظامات بھی ہیں۔ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر آپ کوئی تفریح کرنا چاہیں تو میں آپ کی رہنمائی دہان تک کر دوں۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، جینس کی بکھلاہٹ خاصی دلچسپ تھی۔ چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد میں نے کہا۔
 "کم از کم آپ کے ساتھ ان جگہوں کو ضرور دیکھوں گا۔ میں جینس،

اور جینس نے گردن ہلا دی۔ ہم نے وہاں بیٹھ کر ایک مشروب پیا اور اس کے بعد وہاں سے اٹھ گئے۔
 جینس مجھے میرے کہیں ہنسے ہوئے کی اتنی ہی اس نے منوانے پر کھڑے ہو کر پوچھا۔ صبح کو کس وقت حاضر ہوجاؤں جناب؟
 "جینس، میں صبح کو بوٹ کے ذریعے تھوڑی سی منزلت کے لیے جاؤں گا، بہتر یہ ہے کہ تم صبح مجھ سے ملو۔ والیں کتنے کے بعد ہی تم سے ملاقات ہوگی۔"
 "موجودہ حکم اس نے کہا اور وہی کے لیے طرگئی میں نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا تھا۔

دوسرے دن تقریباً ساڑھے پانچ بجے ہی آکھ کھ گئی۔ وجہ کچھ نہیں تھی، میرے ذہن پر کچھ کی قسم سوار تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اپنی تمام کا آغاز شاندار طریقے سے کروں۔
 پھر نیچے میں کہیں سے باہر نکل آیا، پوری طرح تیار تھا۔ ٹیڈا ہوا میں چلنے پر آیا اور سب سے پہلے شادو سے ملاقات ہو گئی۔ وہ ریڈنگ پر گلاسز کی لہروں کو دیکھ رہا تھا، میرے قدموں کی چاپ پر اس نے چونک کر مجھے دیکھا اور پھر مسکرا کر بولا۔ "وہ سر آپ بہت جلدی کر رہے ہیں؟ کیا آپ سحر خیزی کے حامی ہیں؟"
 "نہیں شادو! عام حالات میں دیر تک بھی سوتا رہتا ہوں لیکن تمہیں موجودہ صورت حال کی اہمیت کا اندازہ تو یقیناً ہوگا۔"
 "اندازہ ہی نہیں جناب بلکہ میرے سپرد کچھ فرائض۔۔۔ بھی کی گئی ہیں۔"

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔
 "اسپید بوٹ مجھے ہی ڈرائیو کرنی ہے۔ مسٹر کنیٹ کا خیال ہے کہ میں سمندر میں سفر کا ماہر ہوں۔ انہوں نے میری ڈرائیو لگائی تھی اور مجھے کہا تھا کہ میں جلد جاگ کر تیار رہوں کہ لوں تاکہ مسٹر علی کو جس وقت بھی ضرورت ہو، میں فوراً بوٹ پانی میں تار سکوں۔"

"تو تم نے تیاریاں مکمل کر لیں؟" میں نے کہا۔
 "بالکل جناب! افادہ ہوئے بھی ایک گھنٹہ گزر گیا۔"
 "کیا میں اس بوٹ کو دیکھ سکتا ہوں؟"

"ضرور ضرور، تشریف لائیے۔" اس نے کہا اور مستعدی سے مجھے ساتھ لیے ہوئے جہاز کے ایک حصے میں پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ ایک بوٹ موجود تھی جو لائف بوٹ کی طرح بیگ میں پھنسی ہوئی تھی۔ ہم لوگ لوہے کی بیڑیوں کو طے کر کے اوپر پہنچ گئے۔ انتہائی مضبوطی سے بوٹ اس بیگ میں پھنسی گئی تھی چنانچہ کوئی نظر نہیں تھا۔ میں نے بوٹ کا جائزہ لیا، بہت ہی شاندار چیز تھی۔ شادو مجھے اس کی خصوصیات بتانے لگا، ضرورت پڑنے پر اس بوٹ کو اوپر سے بند کیا جاسکتا تھا اور سمندر میں قریباً

پچھوٹ نیچے اتاراجا سکتا تھا۔ مسٹر کنیٹ اس امر سے متحیر نہ ہو سکتا تھا کہ اس کے لیے کیا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد اسے سطح پر لانا ضروری تھا۔ یہ صرف اس کے انجن کی قوت تھی کہ وہ پانی کے نیچے بھی تھوڑی دیر تک چل سکتی تھی لیکن انجین وغیرہ کا اس میں کوئی بندوبست نہیں تھا اور نہ ہی ایسے انتظامات تھے کہ وہ آبدوز کی شکل میں تبدیل ہو سکتی۔

شادو نے مجھے بتایا کہ وہ اس قسم کی بوٹ کنٹرول کرنے میں ماہر ہے وہ کہنے لگا اس میں یہ خصوصیت اس لیے رکھی گئی ہے کہ جناب کہ اگر کسی خاص موقع پر ضرورت محسوس ہو تو چند لمحات کے لیے غلط لگا کر ہم دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں۔ یہ خصوصاً مسٹر کنیٹ نے منگوائی تھی۔

"گڈ، ویری گڈ، اور تم اسے ابھی طرح آپریٹ کر لیتے ہو؟"
 "جی ہاں میں نے اپنی ساری زندگی اسی قسم کی مصروفیات میں گزاری ہے۔ شادو نے جواب دیا۔
 "شادو! بوٹ میں یہاں سے پاس تیار ہوں وغیرہ کا بھی بندوبست ہے؟"

"جی ہاں۔ یہ دیکھیے یہ مخصوص بلننگ ہوئے ہیں۔ اس میں کو دہانے سے بوٹ کے سامنے کے حصے میں دو دائیں نکل آتی ہیں جو اپنی انٹر کرافٹ گن کی طرح فائرنگ کر سکتی ہیں اور اینڈ زد میں آتی ہوئی کسی بھی موٹر بوٹ کو تباہ کر سکتی ہیں۔ ان کی قوت بس اتنی ہی ہے۔ اگر ہم انھیں کسی ٹینکر یا کرورپر استعمال کرنا چاہیں تو یہ ناکام رہیں گی۔ ایسی ہی ٹینکس پچھلے کیمت بھی لگی ہوئی ہیں اسٹیونگ کے ذریعے ان کے رخ تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔ آگے اور پیچھے لگی ہوئی یہ ٹینکس بخوبی چاروں جانب فائر کر سکتی ہیں۔ البتہ انہیں استعمال کرنے کے لیے اوپر لکانا پڑتا ہے۔"
 "گڈ، ویری گڈ! اس کے علاوہ؟"

"کانی کے پتھر اس اور کھانے کے بیڈوں کے یہ تین بنڈل جو چوبیس گھنٹوں کے لیے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ پانی اور ایسی ہی ضرورت کی چند دوسری چیزیں۔ یہ کچھ مخصوص قسم کے بیٹول بھی ہیں جو خاص طور سے آپ کے لیے رکھوائے گئے ہیں۔ اور کچھ جناب؟"

"میرا خیال ہے ہمارا کام تو مکمل ہے کیا اب مسٹر کنیٹ سے ملنا ضروری ہے؟"
 "ہرگز نہیں۔ مجھے مسٹر کنیٹ نے اجازت دے دی تھی کہ آپ کے حکم پر فوراً ہی روانہ ہو جاؤں۔"
 "گڈ، ایک اور چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے شادو۔"
 "وہ کیا جناب؟"
 "ایک مخصوص کیمرا جس سے ضرورت کے وقت تصویریں لگی

جاسکیں؟
 شاردو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، اس نے بوٹ کا ایک خانہ کھولا اور ایک چھٹا سا داڑی پروفٹ کیر انکال کر میرے حوالے کر دیا۔ یہ لوٹو ہے جناب! آپ اس سے پانی کے نیچے بھی تصویریں کھینچ سکتے ہیں؟
 میں نے ایک گہری سانس لی اور پھر شاردو کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا: "انتہائی شاندار! میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں شاردو!"
 "شکر ہے جناب۔ اب کیا پروگرام ہے؟ کیا ناشتے کے بعد ہم اپنی مهم پر روانہ ہوں گے؟"
 "بھئی اگر ہم کے دوران ہی ناشتا کیا جائے تو کیا ہرج ہے؟"
 "کوئی ہرج نہیں ہے۔" وہ بولا۔ "اب تو ہمیں نیچے اترنے کی بھی ضرورت نہیں، کیا خیال ہے؟"
 "بالکل" میں نے کہا اور پھر شاردو کے ساتھ بوٹ میں آبیھا۔ صرف دو آدمیوں کے پیچھے کے گنیا لٹن تھی، باقی بوٹ میں مشینیں وغیرہ پھیلی ہوئی تھی۔ شاردو نے پیگنگ کے ہک کھولے اور اس کے بعد ایک کرن بوٹ کو نیچے اتارنے لگی۔ کرن نے پہلے بوٹ کو آگے بڑھا کر جہاز کے کنارے سے سمندری اوڈری سبک مچھاپا، اس کے بعد وہ اسے نیچے اتارنے لگی۔ تمام کام آٹومیکس تھے، اوڈر سے کسی کو کنٹرول کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ نیچے پہنچنے کے بعد شاردو نے ہک نکال دیے اور آٹومیکس کرن واپس اپنی جگہ پلٹ گئی۔ اب بوٹ سمندر میں تھی۔ شاردو نے اسے اشارت کیا اور پھر نشست و دفاری سے آگے بڑھا دیا۔
 مانی اسپید بوٹ آہستہ آہستہ رفتار پر چل رہی تھی اور اب وہ صرف پانی کی سطح کو چھوئی ہوئی چل رہی تھی۔ شاردو نے ایک ڈور میں نکال کر میری طرف بڑھا دی اور میں نے فکر کے ساتھ اسے قبول کر لیا۔ اب تک سب کچھ میری مشاک کے مطابق ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود بھی میں محتاط ہی تھا۔ جہاز پر میرے معاون جینٹل لوگ تھے لیکن اتارنا ہارڈ ہونے لگیں، اچھی طرح چیک کر لیا ہوگا اور ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس مشن کے لیے خطرناک ہو۔ اس کے باوجود ہائل جو شیشوی قوت کو بھی نہ نگاہ رکھتا تھا۔ اتنا با اختیار شخص اپنے تحفظ کے لیے جس طرح بھی بذاتیت کرنا چاہے کر سکتا تھا۔
 شاردو نے جس رخ پر کشتی کو موڑا تھا میں نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ کافی دیر پہنچنے کے بعد شاردو ہی کو اس کا خیال آیا اور اس نے میری طرف رخ کر کے پوچھا: "مشرعلی! آپ کسی خاص سمت جانا چاہتے ہوں تو کچھ کاغذ لکھیں؟"

پورا پکے سینہ دھڑکا دکھا ڈالا اور کافی کے دو دوپ پینے کے بعد چست و چالاک ہو گئے۔ شارٹو مجھے سمندر میں ڈالنے پر دل کے بارے میں بتا رہا تھا۔

”مجھے بکری تحقیقاتی مہم کے سلسلے میں کوئی سرگرمی کہیں نظر نہیں آئی شارٹو؟“ میں نے کہا۔

”آپ بائیں جانب جو ایک جہاز کا بیولا دیکھ رہے ہیں، وہ آج کل زیر سمندر تحقیقات میں مصروف ہے۔ ہم جس علاقے میں ہیں یہاں کچھ نہیں کیا جاتا، یہ علاقہ پیسے ہی چھان مارا گیا ہے۔ جہاں پر ہمارا جہاز ننگر انداز ہے وہاں اور اسی طرح این کے کے اطراف میں اتنے ہی مواصلوں پر کسی سمندری تحقیق کی اجازت نہیں ہے جو کچھ ہوتا ہے اس سے آگے ہوتا ہے“

سمندر کا ایک طویل جھکر لگانے کے بعد ہم واپس پلٹے اور دفعتاً ہی مجھے ٹوٹ مار کا دن یاد آگیا، میں نے مسکراتے ہوئے شارٹو سے کہا۔ ”این کے کے عجیب تنوار کے بارے میں لوگوں نے مجھے بتایا تھا کہ میں نے فحش کے آثار سمندر میں کہیں نہیں بنائے“

”جو کچھ ہو رہا ہوگا اس کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے“

سر علی کا شہ میں آپ کو وہاں کی جنگی کیفیات دکھا سکتا“

”کیا ہم اس کے قریب سے بھی نہیں گزر سکتے؟“

”مناسب نہیں ہوگا کسی بھی طرح یہ خطرہ مول لینا ٹھیک نہیں ہے ورنہ میں آپ کی خواہش ضرور پوری کرتا“

”کاش میں ایک سال تک یہاں رہ سکتا۔ ان معاملات کی وجہ سے مجھے محتاط ہونا پڑا ہے ورنہ اس دلچسپ دن کو مجھے کی آزادی میرے دل میں بار بار ابھر رہی ہے۔“ شارٹو نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم لوگ بہت دیر تک اطراف میں گھومتے رہے اور اس کے بعد واپس اپنی جگہ پر آ گئے۔

دوسرے لوگوں کو چونکہ اس بات کا علم تھا کہ ہم سمندر کی سیر کو نکلے ہوئے ہیں اس لیے وہاں سب ہی مستعد تھے۔ مورنے دور ہی سے ہمیں دیکھ لیا اور ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا کہ وہ شقی کو آ رہا تھا نے کا بندوبست کر رہا ہے اور چند لمحات کے بعد ہی مخصوص

بچوں کے لئے دلچسپ تحفہ

شکیل انجم کی کزنل پرویز اور قابول سیریز کے پتھار ناول شائع ہو گئے ہیں :

<p>کرنل پرویز سیریز نمبر ۱۵</p> <p>چاند کا عوا</p> <p>چاند کے آسمان پر ایک عجیب و غریب دنیا ہے۔ وہاں کی مخلوق کی زندگی بڑی دلچسپ ہے۔ اس سیریز کے ناول کی کہانی ایک شگفتہ شخصیت پر مبنی ہے۔ قیمت: ۱۰ روپے</p>	<p>کرنل پرویز سیریز نمبر ۱۶</p> <p>شیشے کے انسان</p> <p>اس ناول کی کہانی شیشے کے انسانوں کے بارے میں ہے۔ یہ ایک ایسی سیریز ہے جس کی کہانی ایک شگفتہ شخصیت پر مبنی ہے۔ قیمت: ۱۰ روپے</p>	<p>کرنل پرویز سیریز نمبر ۱۷</p> <p>آنکھ کی پوہی</p> <p>یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کی کہانی ایک شگفتہ شخصیت پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسی سیریز ہے جس کی کہانی ایک شگفتہ شخصیت پر مبنی ہے۔ قیمت: ۱۰ روپے</p>	<p>کرنل پرویز سیریز نمبر ۱۸</p> <p>مفرد و مجتہ</p> <p>یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کی کہانی ایک شگفتہ شخصیت پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسی سیریز ہے جس کی کہانی ایک شگفتہ شخصیت پر مبنی ہے۔ قیمت: ۱۰ روپے</p>
--	---	--	---

کتابیات پبلیکیشنز * پوسٹ بکس ۲۳ * کراچی ۷

جدا ہوتے ہوئے بھی اس سلسلے میں کوئی پروگرام ترتیب نہیں پایا تھا، وجہ یہی تھی کہ وہ اچانک چلی گئی تھی۔ میں نے سوچا کہ خود ہی کیوں نہ اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ نیا سٹارٹ اپ بنانا بارڈر سے مجھے دیا تھا نکال کر میں نے کہیں کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پھر اس کی فریکوئنسی سیٹ کر کے لگا۔

چند لمحات کے بعد اپنی اس کوشش میں مجھے کامیابی نصیب ہو گئی پھر چند ہی منٹوں کے بعد سے تھے کہ دوسری طرف سے تہذیب عالم کیس کی آواز سنائی دی۔ ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ تہذیب عالم کیس! اور تم جانتی ہو کہ کون بول رہا ہے؟ میں نے کہا۔

”نہیں، میں نہیں جانتی۔ نام بتاؤ؟ تہذیب نے کہا۔“

”علیٰ خاں؟“

”گڈ، علیٰ! میں رات ہونے کا انتظار کر رہی تھی اور انھیں یہ بھی کہنا نہیں تھا کہ مصروفیات کا فکرا ہو، جلدی سے مجھے اپنی خیریت بتاؤ۔“

”کیا رات کو تم مجھ سے رابطہ قائم کرنے والی تھیں؟ میں نے کہا۔“

”ہاں۔ تم خیریت سے تو ہونا؟“ تہذیب کے لیے میں نے چینی تھی۔

”ہاں! بالکل ٹھیک ہوں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل ذکر ہو۔“

”کمال سے بول رہے ہو، این کے سے؟“

”نہیں مارشل سے؟“

”اوہ! اچھا اچھا۔“ تہذیب کی آواز سنائی دی۔

”تم سناؤ تہذیب کس پوزیشن میں ہو؟“

”نہایت پرسکون، بہت کمزور۔ وہ شخص وقت سے کچھ پہلے میرے پاس پہنچ گیا جو مجھے میڈم مارشیل سے ملنے والا تھا۔ اس وقت میں تم سے رابطہ نہیں قائم کر سکی چونکہ یہ اصول خلاف تھا۔ بہر حال میں انتہائی پرسکون انداز میں میڈم مارشیل کی رہائش گاہ پر پہنچ گئی ہوں۔ بڑی عمدہ جگہ ہے یہ، زندگی کی تمام سہولتیں مہیا ہیں۔ میڈم مارشیل ایک پرخوش اور تعاون کرنے والی خاتون ہیں اور سب بڑی بات یہ ہے علیٰ کہ یہاں ایک ایسا باغیچہ لکھنؤی نظام موجود ہے جس کے ذریعے تم ٹارنٹا بارڈر سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ میڈم نے اس کی تمام تفصیلات مجھے بتا دی ہیں۔ میڈم کی یہاں آمدی سلسلے میں ہوئی ہے اور انھوں نے نہایت مہارت سے یہاں اپنے لیے ایک مقام بنالیا ہے۔ دراصل اس جگہ کو ہیڈ کوارٹر بنانے کے لیے میڈم بارڈر سے یہ انتظامات کیے ہیں۔ میڈم مارشیل

بورجی اور بے ضرر خاتون ہیں اس لیے کوئی ان کی جانب پر توجہ نہیں دے سکتا کہ وہ کسی خاص معاملے میں موش ہوں گی۔“

”تمام پوزیشن کا انھیں علم ہے؟ میں نے سوال کیا۔“

”بالکل بالکل! وہ خوب جانتی ہیں کہ ہم لوگ کس مقصد کے کام کر رہے ہیں اور ان کا مکمل تعاون ہمیں حاصل رہے گا۔“

”ٹھیک ہے میں تمھاری طرف سے ذرا بے چین تھا تہذیب یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تم مطمئن ہو۔“

”ہاں۔ ایک بات اعلیٰ اسٹاف موجود ہے یہاں اور یہ تمام لوگ ہمارے لیے کام کرنے کو تیار ہیں اور ہاں علیٰ مجھے تم سے یہ بھی کہنا تھا کہ کوئی ایسا کام جو تم اپنے طور پر نہ کر سکتے ہو اور اس میں تمھیں مشکلات پیش آئیں مجھے بتا سکتے ہو، میں اسے انجام دینے کی کوشش کروں گی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی پیغام میڈم بارڈر تک پہنچانا ہو تو وہ بھی تم مجھے ہی دے۔“

”بہن! میں ان تک پہنچاؤں گی۔“

”ٹھیک تہذیب! اچھا اب میں رابطہ منقطع کرتا ہوں۔“

زیادہ گفتگو کرنا مناسب نہیں ہوگا۔“

”اوکے علیٰ۔ اپنا پوری طرح خیال رکھنا، افسوس میں تم سے دور ہوں۔“

”خدا حافظ! میں نے کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔“

تہذیب کی طرف سے اب سکون ہو گیا تھا، کم از کم وہ محفوظ جگہ تھی۔ ان تمام کاموں سے خارج ہونے کے بعد میں باہر نکلا تو بیس نظر آئی۔ جینس کے بارے میں اب میں نے سوچنا چھوڑ دیا تھا۔ اس نے مجھ سے کسی ضرورت کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے شکریہ کے ساتھ اس سے کہہ دیا کہ میں بالکل ٹھیک ہوں، اب اس وقت کوئی ضرورت نہیں ہے۔

رات کے پندرہ گھنٹوں میں، میں نے اسے شامل کرنا تھا۔

میں نے سمجھا تھا تقریباً ساڑھے سات بجے میں باہر نکل آیا تھا۔ حضورؐ کی دیرینک عرشے کی سیر کرتا رہا اور اس کے بعد اس طرف بڑھ گیا جہاں اوپن ایئر ریسٹوران اور سوا خانہ تھا۔

ریسٹوران میں بھی ہوئی کہ سبوں پر لوگ بیٹھے مشروبات سے شغل کر رہے تھے۔ میں جوا خانے میں داخل ہو گیا اور اندر کا منظر دیکھ کر میری آنکھیں توجہ سے پھیل گئیں۔ یہ تو باقاعدہ ایک قمار خانہ معلوم ہوتا تھا۔ یہاں کافی لوگ میزوں پر بٹوے اکھیل رہے تھے۔ میں ان میزوں کے درمیان چکر مارا۔ ایک دو جگہ مجھے پیش کش بھی کی گئی لیکن میں نے منکر کر معذرت کر لی اور تھوڑی دیر بعد وہاں سے نکل کر چلی گئی۔

ایک دیر میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے اسے ایک

مشروب کا آرڈر دے دیا اور وہ چلا گیا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دفعتاً تہذیب ایک آواز سنائی دی۔ شناسائی کے لیے طویل ملاقاتیں ضروری نہیں ہیں، بس ایک ہی ملاقات کافی ہوتی ہے۔ مشرعلیٰ۔ اور تمہا بیٹھے ہوئے لوگ کچھ زیادہ مطمئن نہیں ہوتے۔“

گردن کھا کر دیکھا تو کینٹ کی بیوی کھڑی تھی، اس عورت سے میری ملاقات اسی مینگ میں ہوئی تھی، بس سرسری سا تعارف کر لیا گیا تھا، اس کا نام بھی یاد نہیں تھا۔ تاہم میں نے شناسائی کے انداز میں منکر کر کے خوش آمدید کہا اور وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

”یقیناً آپ تنہا ہی محسوس کر رہے ہوں گے مشرعلیٰ! اس نے کہا، اس کی آنکھوں سے ایک عجیب سی کیفیت کا اظہار ہوتا تھا، پلکیں جھکی جا رہی تھیں۔ غالباً وہ چپے ہوئے تھی۔“

”میری ہاں۔ تشریف رکھیے۔“

”میرا نام شیریں ہے۔ آپ مجھے بھول تو نہیں گئے مشرعلیٰ؟“

”نہیں میڈم۔ آپ کو بھولنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میں نے کہا اور پھر خود ہی اپنے الفاظ پر کچھ شرمندگی ہوئی، بلاوجہ ایسی بات نہ کی گئی تھی۔ وہ میز پر کرسیاں لگا کر بیٹھ گئی۔“

”کچھ کنگ بھول جانے کے عادی ہوئے ہیں، پتا نہیں کیوں؟“

”کیا مٹکواؤں آپ کے لیے؟“

”میں آپ کے سامنے رکھے ہوئے مشروب کو پی رہی ہوں۔“

”مشرعلیٰ! اس میں نہیں ہے، آپ اس بدنامی سے کیوں شغل کر رہے ہیں، کیا آپ کو حسین بچوں سے ملنے نہیں ہے؟“

”کیوں نہیں ملتی؟ اس کے بچے وقت کا انتخاب ملزوم ہوتا ہے۔“

”میں زندگی میں وقت کے انتظار کی قائل نہیں ہوں۔“

”براؤ کم میرے لیے میری ہی ہم نام شے منگوائیں۔“

”دادہ شیریں! میں نے نہیں کر لیا۔“

”جی! وہ بولی اور میں نے وہ ٹکڑا اشارہ کر کے اس کے لیے شیریں طلب کر لی۔“

اس عورت کی کیفیت کچھ عجیب سی نظر آرہی تھی۔ مینگ میں جب بیل بائیر میری اس سے ملاقات ہوئی تھی تو میں نے اس پر توجہ دی تھی اور نہ وہی میری طرف خاص طور سے متوجہ ہوئی تھی لیکن اس وقت وہ اتنی ہی بے تکلفی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ شیریں کی چکیاں لیتے ہوئے اس نے کہا۔ ”مشرعلیٰ! آپ بے حد خوبصورت آدمی ہیں۔ جسمانی طور پر فٹ، چاق و چوبند۔ آپ کی زندگی میں ٹکڑوں کی تو بھر مار ہوگی؟“

”نہیں مرنے کینٹ! بس بول مجھے کیسے میری مصروفیات

نے مجھے اس طرف متوجہ ہی نہ ہونے دیا۔ میں نے جواب دیا۔

”بات آپ کی توجہ کی نہیں ہے، وہ جھجھولنے آپ پر توجہ دی ہوگی ان کا کیا حشر ہوا؟“

”ظاہر ہے میں انھیں کوئی جواب نہیں دے سکا۔ میں نے کہا۔ اب مجھے کچھ اکھن محسوس ہو رہی تھی۔ شیریں شراب کی چکیاں لیتی رہی اور آخر اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی پوری بوتل ہی ختم کر ڈالی۔ پھر مجھ سے گفتگو کرتے کرتے اس نے میز کی سطح پر سر رکھ دیا۔“

اندھیرا اچھی طرح پھیل گیا تھا اور ہم دونوں ہم دونوں جل اٹھی تھیں۔ یہاں خاص طور سے ان ہم دونوں کا بندوبست کیا گیا تھا تاکہ سول روم ملے جو سکے۔ میں نے اسے ایک دو آئینے دیں اور پھر اچھی ہوئی لگا ہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا، خواہ مخواہ مصیبت گئے دیکھتی تھی۔

”دفعتاً اس نے سر اٹھایا اور نشہ آلود لہجے میں بولی۔ علی!

مجھے میرے کہیں تک پہنچاؤ۔“

”ادھر ضرور ضرور۔“ اسے بس شیریں۔ پلینز خود کو سنبھالنے میں نے کہا اور بازو سے پکڑ کر اسے سہارا دیا۔ وہ لڑکھاتے قد میں سے میرے سامنے چل پڑی تھی۔ کینٹ کی بیوی نہ ہوتی تو میں ایک لالت اس کی کر رہا ہوتا اور اپنے کہیں کی طرف بڑھ جاتا۔ لیکن اب مجبوراً مجھے اس کی طرف توجہ دینا پڑی۔ میں اسے سہارا دیتے ہوئے اس کے کہیں کی طرف لے آیا جس کا نشانہ ہی خود اس نے کی تھی۔ کینٹ اپنے کہیں میں موجود نہیں تھا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی اور پھر اس نے میسر کوٹ کا کارڈ پکڑ کر مجھے بھی اندر گھسیٹ لیا۔ میں اس لیے ہودہ عورت کی حالت کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ ام الغماش مکمل طور پر اسے اپنے حصار میں لے چکی ہے۔

”کیوں کے وسط میں کھڑے ہو کر عجیب سی لگا ہوں سے اس نے مجھے دیکھا اور بولی۔ ”جی لوگوں کو تم فکرتے رہے ہو میں ان ہی سے نہیں ہوں علی۔ میں تمھیں اس کا موقع نہیں دوں گی۔“

پلینز! مجھے جاؤ پلینز۔۔۔“

”میڈم شیریں! میں بہت مصروف انسان ہوں۔۔۔“

”یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی، مصروفیت کا تعلق انسانی ضروریات سے ہے اور یہ ایک الگ بحث ہے کہ کب انسانی ضروریات کس نوعیت کی مصروفیت کی تقاضا ہیں۔“

”آپ مجھے کچھ دیر کے لیے کوئی دیکھیے، میں اب جا رہا ہوں میں نے کہا۔“

”نہیں، سنو! پلینز! میں تم سے صرف باتیں کرنا چاہتی ہوں۔“

لوگوں کو... بڑا غلط اور ایک دوسرے سے لافعلی محسوس کرتا ہوں؟
"خود ہی ہے مارشل صرف ہمارے ہی زیر تسلط نہیں ہے۔
ہست سے لوگ ہیں یہاں، کون کیا ہے، اس بارے میں کچھ نہیں کہا
جاسکتا۔ اس لیے محتاط رہنا ضروری ہے۔"

"بظاہر کوئی کسی کی کھوج میں نہیں محسوس ہوتا؟ میں نے کہا کہ
"ہاں، دیکھنے والی آنکھ پوشیدہ ہوتی ہے۔ کون کسی کی کھوج
میں ہے، اگر یہ معلوم ہو جائے تو پھر بات ہی کیا رہی؟ پھر جلدی
سے بولا: "اے، میرا تعاون حاضر ہے کسی بھی وقت؟ اور تیری
سے آگے بڑھ گیا اس کا رخ ایک بدست قامت اور بھاری بدن کے
آدمی کی طرف تھا جو محسوس فاصلے پر نظر آ رہا تھا۔ میں سو کر دیکھتا
ہو اداں سے آگے بڑھ گیا۔"

عرشے پر دھوپ پھیلی ہوئی تھی لیکن اس میں... تیری نہیں
تھی بلکہ ایک خوشگوار کیفیت تھی۔ میں دینگ کے نزدیک کھڑا ہو
گیا۔ سمندر میں دور دور تک آمدورفت نظر آ رہی تھی۔ کشیدار دھیر
سے اُدھر آ رہی تھیں۔
"سیلو" عقب سے آواز آئی اور میں گردن گھما کر دیکھنے لگا۔
وہ شیریں تھی۔

"سیلو شیریں" میں نے گری سانس لے کر کہا اور وہ مسکراتی
ہوئی میرے نزدیک آکھڑی ہوئی۔
چند لمحے غمی ہی پھر اس نے کہا: "کچھ بولو گے نہیں مشرعلی؟"
"کیسے مزاج ہیں آپ کے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"اچھے نہیں ہیں، رات سے پریشان ہوں۔"
"کیوں خیریت؟"

"لوگوں کا خیال ہے میں وہ ہری شخصیت کی مالک ہوں کبھی
کبھی مجھ پر ایک جنون کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اس
کے بعد جب یہ جنون ختم ہو جاتا ہے تو... تو مشرعلی میں خود
اپنی نگاہ میں حقیر ہو جاتی ہوں۔"

میں نے بغور سے دیکھا اور پھر سمندر کی طرف رخ کر لیا۔
"لیکن علی! دوسرے تم جیسے نہیں ہوتے۔ وہ بولی اور میں پھر
اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں سیکھ شیریں؟" میں نے کہا۔
"مگر یہ رات کی بات کر رہی ہوں۔"
"آپ نقشے میں بہک گئی تھیں، میرا فرض تھا کہ میں آپ کو
سنبھالوں؟" میں نے کہا۔

"آکائیں نقشے میں نہیں تھی، شراب بھہر کر کوئی اثر نہیں کرتی۔
لیکن... میں یوں بھوک لایک نفسیاتی ریشہ ہوں اور اس کی وجہ...
میں خمر سے یہ کہنا چاہتی تھی علی کہ مجھے غلط نہ سمجھنا۔"

احکامات پر سرخم کرنے والا اس سے مذکبھی رائے مانگتی گئی۔ نہ
اس نے ان معاملات پر توجہ دی۔ میرا کام صرف تبادلوں ہے۔
بے تکلف فطرت کا مالک ہوں، کوئی لفظ دیتا ہے تو کھسکتا ہوں
ورنہ اپنے کام سے سوا کچھ نہیں ہوں۔"

"ممکن ہے دوسرے لوگوں نے تھیں اجمیت ندی ہو
شارٹو۔ لیکن میں ذرا مختلف آدمی ہوں میں نے کہا۔
"گویا تم مجھے کوئی اجمیت دیتے ہو؟ شارٹو جلدی سے
بولا۔ اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی۔
"یقیناً تم میرا دلایاں بازو ہو۔"

"گڑا کہاں ہے؟ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ یہ تو بالکل نئی بات
ہے جو اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی؟ شارٹو کا یہ انداز خود کامی کا سا
تھا۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کیا۔ "حقیقت یہی ہے چیف، تم مجھے
جو حیثیت دو گئے وہ اسی کے مطابق سوچو گے۔ لوگ مجھ پر اعتبار
کرتے ہیں کیونکہ میں کسی کتے کی طرح دغاوار ہوں۔ جس کے ساتھ
ہوتا ہوں، اس کا غلام ہوتا ہوں لیکن ایک کتے کے بھی کچھ اپنے
احساسات ہوتے ہیں۔ بہر حال، اب مجھے سوچنا پڑے گا۔"
"صورت حال تمہارے علم میں ہے شارٹو؟"

"ہاں، مسٹر کیپٹ مجھ پر اعتبار کرتے ہیں۔ وہ جانتے تھے
کہ میں کان استعمال کرتا ہوں تو زبان بند کر لیتا ہوں اور پھر زبان
صرف اس کے سامنے نکلتی ہے جو میرا مالک ہو۔ چنانچہ مسٹر کیپٹ
نے بار بار میرے سامنے اس موضوع پر بات کی ہے البتہ براہِ رمت
مجھے اس بارے میں کچھ بتایا گیا نہ اس کی ضرورت پیش آئی۔"
"مگر میں تمہاری مدد چاہتا ہوں۔"

"شارٹو تمہاری ضرورت خدمت کرے گا چیف۔ دوپہر کے
بعد چلنا ہے نا؟"
"ہاں، آج دوپہر کے بعد نکلیں گے،" میں نے جواب دیا۔
شارٹو تھوڑی دیر مزید گفتگو کرتا رہا پھر چلا گیا۔ میں نے محسوس
کیا تھا کہ ایک آدمی تو کام کا مل گیا ہے مگر وہ خوشی کی بات تھی۔ چند لمحے بعد
جب میں کہیں سے باہر نکلا تو حیرت سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مسکرا
کر مجھے سنبھال لیا اور پھر میرے ساتھ آگے بڑھنا بولا: "کیسے مشرعلی؟"

مارشل پر آپ کیسے محسوس کر رہے ہیں؟"
"میرا مارشل پر محسوس کیا جاسکتا ہے؟" میں نے جواب دیا اور
وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر مسکرا دیا۔

"بہت خوب اداقی ایک بے معنی سوال کا اس سے بہتر جواب
اور کوئی سنبھال سکتا تھا۔ تاہم آپ کس سلسلے میں کوئی وقت محسوس
کر رہے ہیں تو..."

"نہیں، ابھی تک سب ٹھیک ہے۔ البتہ میں یہاں موجود
ہوں۔"

ایک جگہ دینگ کے پاس پہنچتے ہی وہ اچھل کر دینگ پر چڑھ گیا اور
پھر اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ میں دوڑ کر اس جگہ پہنچ
گیا جہاں سے وہ نیچے کودا تھا۔ میری نگاہوں نے پانی کی سطح پر
دور دور تک دیکھا لیکن کوئی سر کوئی بدن یا کہیں کوئی پھل نظر نہ
آئی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سمندر کی گہرائیوں میں گم ہو گیا ہو۔

کافی دیر تک میں اس طرح کھڑا رہا تاہم تارک سمندر کو تھوڑا سا
لیکن اب یہاں کھڑے رہنا بے سود تھا میں واپس چل بڑا۔ ذہن اس
واقعے سے اچھڑ کر رہ گیا تھا۔ یہ شکل نیکرو نے جہاز میں میرے ساتھ سفر
کیا تھا شکل ہی سے وہ ایک خطرناک جرم نظر آتا تھا لیکن میرے
کیبن میں وہ کیا تلاش کر رہا تھا؟ اس جہاز پر بتایا جا رہی تھی جگہ سے
آیا تھا۔ ذہن نے فیصلہ کیا کہ وہ مارشل پر نہیں ہو سکتا اور دینگ جیسے
کی کوشش کرنا اور کم از کم ایسا کوئی کام کرتے ہوئے اپنا چہرہ چھپانے
رکھتا تاکہ بچا نہ جا سکے۔ ویسے تعجب کی بات تھی، سمندر میں ہوتے
گرمال بھگ جائے گا کیونکہ کتے کے بہت مشکل شکار۔ ممکن ہے
کہیں آس پاس سمندر میں اس کے مددگار موجود ہوں۔

انہی خیالات میں آج بھلا ہو اکیں میں آگیا روشنی کی اور کہیں
کا جائزہ لینے لگا۔ ایک نگاہ میں ہی اندازہ ہو گیا کہ میرے سامان
کی اچھی طرح کاغذی ٹی گئی ہے لیکن میں نے بھی کچھ گویاں نہیں کھلی
تھیں۔ ایسی کوئی چیز نہ تھی جو کسی کو شے کا موقع دیتی منتشر سامان کو
سنبھالا اور پھر تشریف بردار ہو گیا کوئی بات تعجب خیز نہیں تھی، سب
کچھ ہو سکتا تھا اور مجھے خود کو سنبھالے رکھنا تھا لیکن ایک خیال جب
مجھ پر چڑھا تو ایک عجیب سا احساس ہونے لگا۔ میری یہ جدوجہد
فلسطینی مفاد میں خالی تھی ہے یا نہیں؟ کہیں میری جذباتی کیفیت
سے فائدہ اٹھا کر توجہ آنکار نہیں بنایا گیا؟ اس کا کوئی اطمینان نہیں
جواب نہیں تھا۔

دوسری صبح معمول کے مطابق تھی۔ ناشتے سے فارغ ہو کر
تھا کہ شارٹو آگیا۔ یہ شخص آہستہ آہستہ میرے دل میں جگہ بنانے لگا
تھا۔ مستند اور چوکس آدمی تھا۔ میں نے اسے خوش آمدید کہا۔

"آج کیا پروگرام ہے چیف؟"
"لنچ کے بعد چلیں گے شارٹو۔" میں نے نرمی سے کہا۔
"رخ کدھر ہو گا؟" اس نے پوچھا۔
"ناگ کی سیڈھ میں۔" ناگ جہر بھی اٹھانے کرے،" میں نے
مسکراتے ہوئے کہا اور شارٹو بھی مسکرائے لگا۔

"گڑا گویا کسی سمیت کا تعین نہیں ہو گا۔"
"کیا ضرورت ہے شارٹو؟ سمیت اسی وقت متعین کی جاسکتی
ہے جب منزل کا کوئی سراغ ہاتھ میں ہو۔ ویسے تھا انجیر پر کیا کتا ہے؟
چیفٹ! اشارہ بہت ہے حیثیت انسان ہے صرف

دل سے یہ بات نکال دو کہ میں کوئی غلط عورت ہوں۔ مجھے صرف
ایک دوست چاہیے، ایک ایسا ساتھی جو مجھ سے اپنائیت سے گفتگو
کر سکے۔ بیٹھ جاؤ علی، کیا تم میری اتنی خواہش بھی پوری نہیں
کر سکتے؟ علی بیٹھ کر دنگھی ہوئی آواز میں بولی۔

حالات اتنے عجیب تھے کہ میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا
تھا لیکن بلاوجہ اپنی شخصیت مشکوک کرنا مجھے پسند نہیں تھا۔ لہذا
میں اس کی التجا کی پروا اس کے بغیر تیزی سے باہر نکل آیا۔ پیچھے سے
اس کی دو تین آوازیں سنائی دیں، میں ان آوازوں کو نظر انداز
کر کے برق رفتاری سے اپنے کہیں کی طرف چل پڑا۔

راستہ نشان تھا، کہیں کے نزدیک پہنچ کر میں نے دروازہ
کھولا، اندر تاریکی تھی، میں نے سوچ بوجھ کر روشنی کی طرف ہاتھ بڑھایا
اور روشنی کر دی لیکن دوسرے ہی لمحے میری ٹھوڑی پر ایک
گھونٹا پڑا اور میں اچھل کر پیچھے جا پڑا۔

مجھ پر حملہ کرنے والے نے شاید اپنی شکل چھپانے کے لیے
فوراً سوچ بوجھ کر ہاتھ مارا تھا۔ کہیں میں تاریکی میں پھیل گئی لیکن
میں اس کا چہرہ دیکھ چکا تھا۔ ایک لمحے کے لیے مجھے اس کی شکل
نظر آئی تھی، دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ یہ
وہی سیاہ فام تھا جسے میں نے جہاز میں اپنا مسافر دیکھا تھا اور
جس کا اُدھا چہرہ اس طرح بکھلا ہوا تھا کہ اس کی طرف دیکھا بھی
نہیں جاسکتا تھا۔

بے شک یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا اور اتنی جلدی کسی بھی
انسان کا سنبھال جانا ناممکن نہیں تھا لیکن میں دوسرے ہی لمحے اپنی
جگہ سے اٹھا اور کہیں کے دروازے کی جانب دوڑ پڑا جیسے کھول
کر سیاہ فام باہر نکل گیا تھا۔ جب میں باہر نکلا تو رامداری کے
آخری سرے پر وہ مجھ پر مڑتا ہوا نظر آیا اور میں نے پوری قوت
سے اس کی جانب دوڑ لگا دی۔

کے دوسری طرف پہنچا تو اُسے عرشے کی
رامداری سمت دوڑتے پایا لیکن میں نے بھی ہمت
نہیں ہاری تھی، کہاں جائے گا اس کے دوڑنے کے انداز سے ظاہر ہوا
تھا کہ وہ عقب سے فائرنگ کی توقع رکھتا ہے، اس لیے اس طرح
لہر کر دوڑ رہا تھا کہ پستول سے اس کا صبح نشانہ نہ لیا جاسکے لیکن
میں ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اول تو اس وقت پستول میرے
پاس نہیں تھا، ہوتا بھی تو یہ جانے بغیر کہ اس نے میرے کہیں میں
کیا کارروائی کی ہے، میں اس کی زندگی لینے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا
البتہ یہ خواہش ضرور تھی کہ وہ ہاتھ لگ جائے۔

لیکن وہ کھلتا پھلا تھا۔ ہیروں میں پیسے لگے ہوئے تھے۔
عرشے پر نکل آیا۔ وہ شاید اپنا ایک باقاعدہ پروگرام رکھتا تھا۔ کیونکہ

علم ہینازم ایک نئی کتاب

ایک ماہر ہینازم نے تحریر کیا ہے

ہینازم کی جدید حقیقت

قیمت ۲۰ روپے۔ ڈاک خرچ ۱۰ روپے

اردو زبان کی پہلی کتاب جس میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔



- ہینازم کے بارے میں آج تک کی تمام تحقیقات کا پختہ
- جدید طریقے اور مشقیں
- ہینازم کی مشقوں کے لیے مکمل لائحہ عمل اور پورا پروگرام
- بے شمار سوالات کے جواب
- ہینازم کے موضوع پر ایک مکمل اور مستند کتاب جس میں مصنف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

ڈاکٹر زونیر کے لیے سیاہ دائرہ اور مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

نئے کاہتہ

مکمل نفسیات اور سائنس کی روشنی میں

کراس کی طرف بڑھاتے ہوئے کماؤ ڈیڑی پلینز آپ اپنے دماغ کو تھکا دیکھیے جائے جا کر آرام کیجیے۔ جائے پلینز۔
"ہاں اور تم میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کہیں انکو کیوں بڑھا نا خوشگوار انداز میں بولا۔

"نہیں کہتیں نہیں ہانوں گی۔ آپ جائے تو مسمیٰ"
"نہیں جاؤں گا۔" بڑھا ہندی بچوں کے سے انداز میں بولا۔
"نہیں گری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا بظاہر اس کے ہرے پر کوئی ایسی کیفیت تھی جس سے یہ اندازہ جو کے کردہ محفلوں کے ہے بلکہ پہلے اس نے جس انداز میں گفتگو کی تھی اس میں ذرا بھی کوئی عجیب بات نہیں تھی لیکن لڑکی کے آنے کے بعد وہ اپنے آپ کو کسی قدر ضبط الحواس ظاہر کرنے لگا تھا۔
لڑکی دو قدم آگے بڑھ کر ہمارے نزدیک آگئی۔ آپ نے دیکھ لیا۔ آپ نے دیکھ لیا۔ ڈیڑی ذرا۔۔۔۔۔ پلینز آپ لوگ محسوس نہ کریں۔"

"نہیں نہیں کوئی بات نہیں۔ تم بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھو شاد نو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ٹھیک ہے بس! آپ بے فکر رہیں، ہم لوگ صرف اتفاقی طور پر اس طرف نکل آئے تھے۔ یہی بات ہم نے آپ کے ڈیڑی کو بتائی تھی۔ پتا نہیں کیوں وہ ناراض ہو گئے۔"

"ہاں، پتا نہیں کیوں میں ناراض ہو گیا تم لوگ۔۔۔ تم لوگ یہاں بھی مجھے جیسے سے نہیں رہتے دو گے میں جانتا ہوں کہ تم کیوں جکر لگا رہے ہو۔ دیکھ لیا ہو گا کہ میں ادھر سے گزرتے ہوئے ٹریسی کو اس کا رنگین لباس نظر آیا ہو گا، بس دوڑے چلے آئے، بڑھے نے چڑچڑے لیے میں کہا اور لڑکی کر پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے گھومنے لگی۔

"آپ واپس نہیں جائیں گے ڈیڑی؟"
"نہیں جاؤں گا۔ بس یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ نہیں جاؤں گا۔ بڑھا چٹان پر بیٹھ گیا اور اس نے اس طرح رزخ تبدیل کر لیا جیسے اب وہ ہماری طرف متوجہ نہ ہونا چاہتا ہو۔
"آپ لوگ اس طرف کیسے نکل آئے؟"

"ہم بتا چکے ہیں کہ میں اتفاقی طور پر۔ ہم لوگوں نے یہ بہتر تھی دیکھی تو اسے قریب سے دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔"

"میں اپنے ڈیڑی کے ساتھ یہاں تقریباً پانچ دن سے مقیم ہوں۔ ڈیڑی سمندری پودوں پر دیسرج کر رہے ہیں۔ ہم نے کچھ سلمان جمع کر کے یہیں چٹانوں کے درمیان اپنے لیے ایک جگہ بنالی ہے۔ جہاں ڈیڑی آتی پودوں کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر چکے ہیں اور مزید کر رہے ہیں۔ ان اطراف میں کچھ ایسے پودے

"یہ راجزیرہ سنان معلوم ہوتا ہے،" میں نے کہا شاد نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں پیش آئی کیونکہ میں فوراً ہی ایک آرٹ سٹائی دی تھی۔ آنے والا قوی، ہیکل بدن کا مالک ایک بوڑھا شخص تھا۔ بدن پر ڈھیلے ڈھالا لباس اور آنکھوں پر مخصوص قسم کی عینک تھی وہ ایک چٹان پر سر کھٹے ہو کر ہمیں گھورنے لگا۔

شاد نے میری طرف دیکھا اور میں نے بوڑھے کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ وہ چٹان سے اتر کر ہمارے پاس آ گیا تھا۔
"سیلو! میں نے کہا۔

"کیسے! آہو ایسا، کیا تکلیف ہے تم لوگوں کو؟" بوڑھے نے خوشگوار لہجے میں کہا۔
"کیا یہ جزیرہ تمہاری ملکیت ہے؟" شاد بھی خشک لہجے میں بولا۔

"ملکیت تو نہیں ہے لیکن تھا اب یہاں تا کیا ضروری تھا۔ کس اور نہیں رہ سکتے تھے۔ یہ ٹاپو اس علاقے کا سب سے گنداپلو ہے۔ اور یہاں میں نے اسی لیے قدم جمائے تھے کہ کوئی اور اس طرف نہ آئے۔ اب کیا یہاں سے بھی چلا جاؤں؟"

"نہیں مشرب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم اتفاقی طور پر ہی ادھر نکلے تھے، یہاں اس طرف آنے کا خصوصاً کوئی ارادہ نہیں تھا۔ آپ کو اگر کوئی رحمت ہوئی ہے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔"

"فعلوں لوگوں کا یہاں آنا مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔ بہتر یہی ہو گا کہ تم واپس چلے جاؤ، بوڑھا دستور نا خوشگوار لہجے میں بولا۔

"اسے مشرب غلط باتیں مت کرو چلو یہاں سے چلے جاؤ، میں اپنے دماغ کا آدمی ہوں، شاد کو بوڑھے کا کلمہ پسند نہیں آ رہا تھا۔ بوڑھا تھپتھپانے لگا۔ پھر اس نے اپنے کٹ کے مین کھولے اور کوٹ اتار کر ایک طرف اچھال دیا۔

"اس لیے میں بات کرنے والوں کو نہیں ٹھیک کر دیتا ہوں مجھے وہ سخت لہجے میں بولا اور شاد تو بڑا سادہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ دفعتاً ایک نازک سی مٹی کی سیج سٹائی دی اور پھر دوڑے ہوئے قدموں کی آواز بوڑھا چونک کر اس طرف دیکھنے لگا تھا۔

آنے والی ایک ایسی شکل تھی کہ شاد کو کاغذ کا فور ہو گیا، سرخ اسکرٹ میں بیوس۔ سہو سے لیے لیے بال، جو ایک مخصوص انداز میں ترشے بھٹے تھے، چہرہ بہت ہی خشک نقوش لیے ہوئے دونوں کی وجہ سے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ اس نے ہی اس نے کہا یہ آپ نے کیا شروع کر دیا ڈیڑی! یہ سب کیا ہے؟ پلینز مشرب آپ ڈیڑی کی بات کا بڑا نہ سائیں پلینز، وہ طبعی لہجے میں شاد نے بولی میں کے یور اچھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ ہمارے بوڑھے کا کوٹ اٹھا

"مجھ آپ سے ہمدردی ہے،" میں نے جوب دیا شیری خاموش کھڑی سمندر کی طرف دیکھی رہی پھر ایک جھٹکے سے مشر کر واپس چل دی۔ میں خاموش کھڑا رہا، فعلوں باتوں کی میری زندگی میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔

بچ کے فوراً بعد شاد نو میرے پاس پہنچ گیا میری تیار تھا چنانچہ ہم دونوں پروگرام کے مطابق سمندر میں اتر گئے اور ہماری بوٹ برق رفتاری سے سفر کرنے لگی۔ شاد نے مجھے بتایا کہ اس نے جو رزخ اختیار کیا ہے، اسے شمال مغربی سمت کہہ سکتے ہیں۔ اس طرف بھی چند جھوٹے جھوٹے ٹاپو ہیں۔ جن پر درختوں کی بہتات ہے۔ تم نے یہ علاقے بہت اچھے طرح دیکھے ہیں شاد نو؟
"نہیں مشرب! لیکن میری ساری زندگی سمندر میں گزری ہے۔ یہاں میں صرف اس حد تک گھومنا چکا ہوں جس حد تک دوسروں کو ضرورت محسوس ہوئی ہے۔"

"سجری حقیقتی مہم کے سلسلے میں بھی تم نے کام کیا ہو گا؟"
"ہاں، مشرب اصل کا سٹریٹکٹ بھی ہے میرے پاس اپنے ملک میں تیراکی کے شہنشاہ سمجھے جاتے تھے لیکن میری غوط خوری کے قابل ہو گئے۔ شاد نے جواب دیا میں اس کی شخصیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں کامی باتیں بھی معلوم کر رہا تھا۔ غوط خوری کا پس ہے۔ تمہارے پاس؟"

"ہاں، اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے؟" اس نے پوچھا۔
"نہیں، ابھی نہیں۔ میں نے ویسے ہی پوچھا تھا میں نے جواب دیا اور سمندر پر نگاہ دوڑانے لگا۔ ہائی اسپڈ بوٹ بہت دوڑ نکل آئی تھی کہیں کہیں بہت فاصلے پر جہازوں کے تیزوے نظر آ رہے تھے ورنہ سمندر سنان تھا پھر بائیں سمت سمندر کے درمیان ایک سبز رنگہ نظر آئی اور میں اسے بغور دیکھنے لگا۔
"جزیرہ ہے؟" شاد نو بولا۔

"آؤ دیکھیں اسے" میں نے کہا اور اس نے شانے ہادیے۔
ہائی اسپڈ بوٹ برق رفتاری سے اس طرف مڑ گئی۔
جزیرے کا رقبہ بہت کم تھا ساحل کے قریب درخت بہت گھنے تھے۔ لیکن ان کے درمیان چٹانیں بھی ابھری ہوئی تھیں، جو ہرے میں اس طرح چھپی ہوئی تھیں کہ جب تک غور سے نہ دیکھو پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ چٹانیں ہیں۔ میں اور شاد نو آگے بڑھتے رہے اور جزیرے کے نیچوں بڑھتی گئے۔ جزائر الاذن کی بہتات سمجھی مگر جگہ سانپ اور دوسرے پر پکے والے کیڑے کوڑے نظر آ رہے تھے۔ ویسے ہم نے کئی ناگمانی افادے پہننے کے لیے انتظامات کر لیے تھے۔

دریافت ہوئے تھے چونکہ سبک بیماریوں کے لیے کارآمد تھیں۔ ڈیڑی کو دراصل اس دنیا سے کھائے گئے تھے مگر وہ تھیں ہی ہو گئی تھیں کہ وہ تھیں ہی ہو گئی تھیں۔ ہم ان کی سیکرٹری کی حیثیت سے ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ ہمارا تعلق یونان سے ہے۔ ڈیڑی فاروس کے نام سے وہاں کے حلقوں میں جانے جلتے ہیں اور میرا (سولیتا ٹریس) ہے اس سے زیادہ اگر آپ کو جاننا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔

”نہیں، شکریہ؛ ویسے کیا تمہیں یہاں زندگی گزارنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی مس سولیتا؟“ نہیں نے سوال کیا۔

”یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں، ان کے بارے میں ہم کسی کو کچھ بتانا پسند نہیں کرتے۔ آپ اگر مزید سے کسی سیکرٹری کو جاننا چاہتے ہیں تو ضرور کریں۔ میں ڈیڑی کو واپس لے جاتی ہوں۔ میں نے اس وقت صرف اس لیے مداخلت کی ہے کہ ان سٹرکے اور ڈیڑی کے درمیان تلخ کامی ہو رہی تھی، لڑکی نے کہا۔

صاف ظاہر تھا کہ اس کے بعد وہ نہ ہمیں اپنے سر پر مسلط کرنا چاہتی تھی اور نہ ہمارے اوپر مسلط ہونا چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ واپس مڑی اور اپنے ڈیڑی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”آئیے ڈیڑی! اس انٹی سی بات بھی جیسے آپ خواہ مخواہ انسانہ بننے ہوئے تھے۔“

یوڑ جیسے گھوڑے پر ہم دونوں کو دیکھ کر شاد و مسرور ہوئے۔ ہاتھ ڈال کر آسمان کی سمت دیکھ رہا تھا۔ ہمیں خاموشی سے لڑکی کو گنگے بڑھتے ہوئے دیکھنا رہا۔ اصولاً اب اس کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ ایک غیر شریعتی حرکت ہوتی، لیکن دل میں یہ خواہش ضرور جاگ اٹھی تھی کہ اگر ہم اس کی رہائش گاہ دیکھ لیتا۔ مجھے شہر تھا کہ پورے شخص نے لڑکی کے آنے کے بعد اداکاری شدہ روم کر دی تھی اور وہ درحقیقت وہ نہیں تھا جو نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس جزییرے پر اس کی موجودگی بہر صورت پر اسرار تھی۔

میں نے اشارہ کر دیا کہ وہاں کیا اشارہ کیا اور ہم دونوں ساحل پر پہنچ گئے۔

”کیا خیال ہے اشاروں ان لوگوں کے بارے میں؟“

”فراڈ، سو فی صدی فراڈ۔“ وہ منہ بند ہوئے بولا۔

”ہماری مہم سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے ان کا؟“ میں نے سوال کیا۔

”میرا خیال ہے مشرعلی! اس چکر میں اس طرح نہ پڑیں۔ یہ دیوانوں کی مزید ہے، بلکہ جگہ جگہ ایسے لوگ بکھرے ہوئے ہیں جو کسی نہ کسی اعتبار سے آپ کو مشکوک اور عجیب کر دے گا۔ مالک نظر آئیں گے۔ بہتر ہوگا کہ آپ صرف تنہا بنیادوں پر کام کریں۔ ایک ایک فرد کے پیچھے بھاگنے میں تو پوری زندگی ہی گزر جائے گی۔“

”واقعی اشاروں! مختصری بات درست ہے آؤ چلیں۔“ ہم دونوں کشتی میں بیٹھے اور کشتی تیز رفتاری سے واپس چل پڑی۔

فاروس اور سولیتا دونوں پر اسرار تھے۔ حضرات الارض سے بھرے ہوئے اس چھوٹے سٹاپ پر ان لوگوں کی زندگی بڑی عجیب تھی۔ بقول سولیتا، خطہ الحواس فاروس آبی پودوں پر دیر سیر کر رہا تھا۔ ظاہر ہے یہ بات لڑکی نے صرف ہم لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہی تھی۔ میں اس کی اس وضاحت سے مطمئن نہیں تھا اور اس پر غور کر رہا تھا کہ یہ دو چہرے اسرار کردار اس جزییرے پر کیا کر رہے ہیں؟

سوالات تو بے شمار تھے ذہن میں، لیکن ان کا جواب کبھی کبھی سے مل سکتا تھا۔ میں نے اشارہ کر دیا کہ مارشل برادرس چلنے کی ہدایت کر دی۔

واپس کے سفر میں، میں نے خاص طور سے اسپید بوٹ کی آبرنگ دیکھی اور یہ محسوس کیا کہ اگر مقصدی سی کوشش کریں تو میں اسے تنہا کر سکتا ہوں۔ لیکن کام چلا جا سکتا تھا۔

مارشل برادرس ہمیشہ کی طرح تھے۔ اپنے کہیں میں پہنچا تو جنیس میرے پاس آگئی۔ اس نے مجھ سے میری ضروریات کے بارے میں پوچھا تو میں نے شکریہ ادا کر کے اسے ٹال دیا۔

کینٹ، موریا دوسرے کسی آدمی سے اس کے بعد ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مجھے میرے معاملات میں بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا تھا۔

شام کے ساڑھے چھ بجے پانچویں سات بجے میں عرش پر نکل آیا۔ موسم گرم اور تھکا۔ اس لیے جہاز پر درشتیاں کر دی گئی تھیں۔ ان کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی کہ کوٹ مار کا تیار وہاں کیسا گزرا۔ دل تو جانتا تھا کہ ان کے جا کر کچھ وقت گزرا۔ یہ تہذیب بالکل ایکس سے ٹالسٹیرنگ ٹنگو کرنے کا خیال بھی آیا۔ پھر یہ سوچ کر ادا ہوئی کہ کیا کوئی کام میں کیا جائے تو پھر وہ دونوں کے لیے شے کا باعث بنے۔ حالات ابھی کھل کر میرے قابو میں نہیں تھے۔ ایک خاص بات میں نے بھی محسوس کی تھی کہ اس شخص کی تمام فتنے واریاں میرے سپرد کرنے کے بعد مارشل برادرس کو ہارنا پڑے گا۔ فتنے کا فائدہ بالکل بے پروا ہو گئے تھے۔ ممکن ہے ان لوگوں کو میری اس طرح شمولیت پسند نہ آئی ہو۔

میں نے کب تک رینگ کے سماسے کھڑا سمندر کی لہروں کو دیکھتا رہا۔ واپس پٹا تو دیکھا کہ جنیس میری طرف تڑپ رہی تھی۔ میں اسے دیکھ کر مسکرایا۔

”آؤ جنیس! آؤ پھر کہ باتیں کریں گے کچھ دیر میں نے کہا وہ

اپنے اثر و استبداد کی جانب چل پڑا۔

”انتے میں مجھے فیری کینٹ کا خیال آیا تو میں ٹھٹھک کر ٹپک گیا۔“

”کیوں؟“ جنیس نے سوال کیا۔ ہوں سے میری طرف دیکھ کر ”جنیس! ہم ریتوتلان میں نہیں بیٹھیں گے۔ کوئی پڑ سکون کوٹھ نکاش کر بیٹھتے ہیں۔ ریتوتلان میں کچھ لوگ بلاوجہ پریشان کرتے ہیں خاص طور سے مسٹر کینٹ کی بوی ٹیری!“

جنیس نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ اتفاق سے اس وقت میری نظر اس کے چہرے پر پڑی تھی۔ اس نے جھجک کر نگاہیں جھکا لیں۔ لیکن اس کے دیکھنے کے انداز میں کوئی ایسی ہی بات تھی کہ مجھے چونکا پڑا۔

”کیوں جنیس! تم کچھ کنا چاہتی تھیں؟“ میں نے اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا اور عرش پر ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔

”نہیں مشرعلی! کوئی بات نہیں، بس موسم کے بارے میں کچھ رہی تھی۔“ جنیس نے جلدی سے کہا۔

”تم اگر ہدایت محسوس کر رہی ہو تو میں تمہیں اپنے ساتھ رہنے پر مجبور نہیں کروں گا۔ کوئی خاص کام بھی نہیں ہے مجھے تم سے۔“ میں نے گھڑے سے لیے میں کہا اور جنیس عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے اپنا رخ اس کی طرف سے تبدیل کر لیا تھا۔

”آپ کچھ ناراض ہو گئے مشرعلی!“

”نہیں! اسے ناراضگی نہ کہو، ہم لوگ اجنبی ہیں، ضرورت کے علاوہ اور کیا گفتگو کر سکتے ہیں؟“

”کسی کی ذاتیات کے بارے میں کچھ کہنا مناسب ہوتا ہے کیا؟“

”یہ فیصلہ خود ہی کیا جا رہا ہے۔“ میں نے جواب دیا اور وہ سکوڑی۔

چند لمحے خاموشی سے مجھے دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی پھر بولی۔

”وہ بری عورت ہے۔ بول رہی ہوں تو اب کھل کر ہی بولوں گی۔ بہت بری عورت ہے وہ۔ بٹل گرین کا جھنگ کوئی پتہ نہیں چل سکا، وہ ایسی کشاکش ہو اتھا۔ اسے کسی ایسی جگہ ڈبو کر مارا گیا ہے جہاں اس کی بیاں بھی دستیاب نہ ہو سکیں۔“

”کون تھا وہ؟“

”مسٹر کینٹ کا اسٹنٹ اور ان کی بوی کا منظور نظر۔“

”شیر کی کاہ؟“

”ہاں اور یہ بات سب جانتے ہیں۔“

”لیکن شیر نے اسے کیوں قتل کر دیا؟“

”اس لیے کہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا۔“ جنیس نے کہا اور پھر

ادھر گھوم دیکھنے لگی۔

”یہ خبر صرف تمہیں ہے یا دوسرے لوگوں کا بھی خیال ہے؟“

”خود مسٹر کینٹ بھی اسی شے کا شکار ہیں، میں نے اپنے کانوں سے ان کی گفتگو سنی ہے۔ لیکن شیر نے ان پر حاوی ہے۔ مسٹر کینٹ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیلوں سے ڈرا ضروری سمجھتے ہیں۔“

”اس قتل کے سلسلے میں چھان بین نہیں ہوئی؟“ میں نے سوال کیا۔

”ہوئی تھی کچھ ثبوت ثابت کہاں ہوا اور تو لا جاپتا تھا۔ مشرعلی! میں جنیس نے کہا اور گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شیر کی شخصیت کا کایہ نیا پہلو میرے علم میں آیا تھا۔ کچھ عجیب سی عورت تھی، ذہنی مضامین معلوم ہوتی تھی لیکن یہ بھی کیا ضروری تھا کہ ان لوگوں کا اندازہ درست ہو۔

مور کی خاص مقصد سے نہیں آیا تھا۔ بخوشی دیر میرے پاس رک کر ادھر ادھر کی باتیں کر کے لگا بکھر آگے بڑھ گیا۔ میں بہت سے خیالات ذہن میں لیے رینگ سے ٹکا سوچتا رہا تھا۔

سولیتا اور فاروس کا خیال کئی بار ذہن میں آیا، اشاروں کی ہدایت بھی یاد آتی پھر خیال آ کر اب کچھ ہونا چاہیے۔ اگر بونی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہا تو میری حالت بھی ان لوگوں سے مختلف نہیں ہوگی جو آج تک ہائیل جوشیو کے خلاف یہاں مصروف عمل رہے ہیں۔

میں واپس اپنے کہیں کی جانب چل پڑا۔ لیکن ابھی کہیں کے نزدیک پہنچا بھی نہیں تھا کہ دفعتاً چونکا پڑا۔ یقیناً وہ شیر کی تھی تیراکی کے مختصر لباس میں بیٹھیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں رینگ ایک چھوٹی سی کشتی اٹھا رکھی تھی جس میں پوری طرح ہوا بھری ہوئی تھی۔ وہ انجن روم کے اوپر سے گھوم کر دوسری طرف لگا ہوں سے اوجھل ہو گئی۔

میرے ذہن میں اچانک ایک برقی سی کوڈ گئی، دوسرے ہی لمحے میں اپنے کہیں کی طرف بھاگا۔ کہیں میں پہنچ کر نہایت آفریقی کے عالم میں قدم بڑھایا۔ میں نے مسکراتے ہوئے مسکراتے ہوئے پناہ دہرے میں سے تپ کر بھاگ کر نکل آیا۔ عرش پر پہنچ کر میں نے تاریک بادلوں کی چھاؤں میں ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو شیر کی چھوٹی سی کشتی جہاز کے خلاف سمت ترقی ہوئی نظر آگئی۔ بس ایک منہ سی ذہن پر سوار ہو گئی تھی ورنہ اس گمراہ کو درات میں سمندر میں اترنا مناسب نہیں تھا۔ میں نہایت خاموشی سے پانی میں اتر گیا اور تھوڑا فاصلہ کر کے اس کشتی کا تعاقب کرنے لگا۔

میں بہت محتاط اور چوکنا رہا۔ کتا رہا تھا۔ میں نے من رکھا تھا کہ اس علاقے میں آدم خور چھپائیں بھی پائی جاتی ہیں۔ لہذا کسی بھی لمحے مجھے کوئی خطرہ پیش آ سکتا تھا لیکن شیر کے بارے میں میرے ذہن میں جو شبہات پیدا ہو گئے تھے، ان کی وجہ سے مجھے یہ غلطی

لیتا ہی پڑا۔

یہ تعاقب بہت زیادہ طویل نہیں ثابت ہوا۔ دربر کی کشتی ایک چھوٹے سے ٹاپو کی طرف بڑھ رہی تھی جس پر کچھ درختوں کے ہونے نظر آرہے تھے۔ ٹاپو کے نزدیک پہنچ کر شیر کی کشتی سے اتر گئی اور کشتی کو اٹھا کر ریت پر ڈال دیا۔

نیں بھی نہایت احتیاط سے ساحل پر پہنچ گیا اور شیر پر نگاہ جمائے ہوئے اس کا تعاقب کرنے لگا۔ شیر چند لمحے ریت پر کھڑی ادھر ادھر دیکھتی رہی۔ میں نے اس وقت اپنے آپ کو ایک جگہ ساکت کر لیا تھا، پھر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

اس چھوٹے سے سٹاپو کو میں نے دن کی روشنی میں دیکھا تھا۔ یہ واحد ٹاپو تھا جو رات سے بہت زیادہ قریب تھا۔ شیر وہاں سے آگے بڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک درخت کے نزدیک پہنچ گئی۔ چند لمحے درخت کی آڑ میں رہنے کے بعد جب وہ دوبار آگے بڑھی تو میں نے دیکھا کہ وہ اب ایک باقاعدہ لباس میں ملبوس ہو چکی تھی۔ یہ لباس وہ ساتھ لائی تھی یا میں سے اس نے حاصل کیا تھا یا میں نہیں سمجھ سکا۔

شیر کا تعاقب پھر سے شروع ہو گیا۔ وہ درختوں کے آس پاس کی جانب جا رہی تھی جو ایک چھوٹی سی کھاڑی میں نظر آ رہا تھا۔ کھاڑی کے کنارے درختوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ شیر وہاں ایک چٹان پر بیٹھ کر کچھ کرنے لگی۔ میں انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ کر اس کے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔ تب مجھے شیر کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دی اور یہ اندازہ لگا نے میں مجھے کوئی وقت نہیں ہوئی کہ وہ لڑھکے پر کسی سے گفتگو کر رہی ہے۔

کھاڑی میں مجھے ایک چھوٹی سی سفید موٹر بوٹ دولتی نظر آ رہی تھی جو رستے کے ذریعے ایک درخت کے تنے سے بندھی ہوئی تھی۔ بیک لمحے کے لیے میرے ذہن میں ایک نیا خیال آیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کشتی سے سیاہ اور بد شکل چٹانوں کی آڑ لپٹا ہوا کھاڑی کے پچھلے حصے میں اترنے لگا۔ پھر مجھے پانی میں اترنا پڑا تھا کیونکہ اس کے بغیر میں موٹر بوٹ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ موٹر بوٹ کے کنارے کچھ صرف ایک لمحے کے لیے میں اوپر اٹھا اور پھر موٹر بوٹ میں اتر گیا۔ اب مجھے چھپنے کے لیے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں سے مجھے دیکھا نہ جاسکے اور یہ جگہ سوائے اس چھوٹے سے رستوں کے دھیرے کے اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی جو ایک سمت پڑا ہوا تھا۔ رات کی تاریکی نہ ہوتی تو رستوں کا دھیرے مجھے چھپانے میں ناکام رہتا کیونکہ اس کا حجم زیادہ نہیں تھا۔ میں رستوں کے دھیرے کے ساتھ اس طرح مڑ مڑ کر لیٹ گیا کہ بادی لنگھ میں مجھے نہ دیکھا جاسکے۔

رستوں کو میں نے اپنے اوپر کسی حد تک پھیلا لیا تھا۔ امکان میں تھا کہ شیر اس موٹر بوٹ پر ضرور آئے گی لیکن اگر وہ آتی تو نہ پھر چم ہوگا دیکھا جائے گا۔

میرا اندازہ غلط نہیں نکلا، تھوڑی دیر بعد ہی شیر کی منہل کر نیچے اترتی ہوئی نظر آئی اور بالآخر موٹر بوٹ تک پہنچ گئی۔ یہاں تک پہنچنے کے لیے اسے پانی سے نہیں گزرنا پڑا تھا کیونکہ موٹر بوٹ ایک درخت کے سلسلے سے بندھی ہوئی تھی۔ اس نے دستی کھولی اور پھر ان اشارت کر کے بوٹ آگے بڑھا دی۔

میں اپنے آپ کو اچھی طرح سے سنبھالے ہوئے تھا اس وقت اس کا بھی موقع نہیں تھا کہ گردن اٹھا کر اطراف کا جائزہ لے سکوں۔ خاموشی کسی جگہ سانس روکے پڑا رہا۔

موٹر بوٹ کا سفر تھوڑی دیر کے بعد ختم ہو گیا۔ انہیں بند ہو چکا تھا۔ پھر وہ ایک ٹکے سے جھٹکے سے رگ گئی۔ شیر نیچے اتری اور اس نے زور لگا کر بوٹ کو ریت پر چڑھا دیا۔ پھر وہ بوٹ سے آگے بڑھ گئی۔

میں جانتا تھا کہ وہ کچھ دور نکل جائے تب باہر نکلوں۔ اس کے لیے چند لمحے مجھے انتظار کرنا پڑا، پھر میں بھی موٹر بوٹ سے باہر نکل آیا۔ اس جزیرے کو دیکھتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ جگہ میرے لیے اچھی نہیں ہے۔ شارٹ کے ساتھ میں یہاں آچکا تھا اور میں میری ملاقات فارنوس اور سولیتا سے ہوئی تھی۔

شیر میری نگاہ میں اور پرامن رہی۔ وہ درختوں میں گم ہو گئی تھی۔ میں ایک صحت اختیار کر کے آگے بڑھ گیا اور اسے تلاش کرتا ہوا کافی دور نکل آیا۔ درختوں کے جھنڈ، ان کے درمیان چٹانیں لیکن شیر کی نظر نہیں آئی۔ بوٹ سے اتر کر نہ جانے اس نے کون سی صحت اختیار کی تھی۔ اتنی دور تک آنے کے باوجود اس کے نظر دگنے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ میں نے صحیح سمت نہیں اختیار کی ہے۔ میں رک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ فضا خاصی کراؤد تھی۔ اندھیری رات میں زیادہ دور تک دیکھنا ویسے ہی ممکن نہیں تھا۔ میں نے سمت بدلنے کا فیصلہ کر لیا۔

میرے لیے اب یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہو گیا تھا کہ وہ یہاں کیا کرنے آئی ہے۔ چند لمحوں کے اس سے رابطے کا اندازہ تو اس کے یہاں آنے سے ہی ہو گیا تھا۔ ایک چٹان سے نیچے اتر ہی تھا کہ دفعتاً ایک ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چٹان کی چند کچیاں ٹوٹ کر پھرن گئیں۔ یہ ہلکی سی آواز کس قدر مسلک خطرے کا سبب تھی۔ اس کا اندازہ پہلے نہیں ہو سکتا تھا لیکن اب میں اسے اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ دوسری آواز ابھری اور گولی میرے پردوں کے بالکل قریب زمین سے گزری۔ میں نے ہندروں کی طرح چھلانگ لگائی اور پھر چلن

گرتا تھا وہ جگہ جگہ فوراً ہی چھوڑ دی اور نہ لپٹنا دو گولیاں میرے جسم میں چبوست ہو چکی ہوئیں۔ اس کے بعد میں ایک تیز سفید روشنی چمکی اور صدمہ ہو گئی۔ اس بار تک مجھے کسی دیر کرنا تو یقیناً اس سائنٹرنگی رائل کا نشانہ بن جاتا جو مسلسل مجھ پر گولیاں برسا رہی تھی۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ میں اپنی جان کی فکر کروں کیونکہ مجھے دیکھ لیا گیا تھا، یہاں رکنے کی کوشش کرتا تو گھر لیا جاتا۔ چنانچہ ہندوں کی طرح قانچیں مارا ہوا بوٹ کی طرف دوڑا اور اس کے نزدیک پہنچنے میں اس میں کوئی گولیاں تیز روشنی کئی بار چمکی اور میں ہر بار اس کی زد میں آیا لیکن رائل کی گولیاں مجھے نشانہ نہ بنا سکیں۔

موٹر بوٹ پہلے کوشش میں اشارت بوٹ ہوئی بوٹوں نے اسے پوری رفتار سے آگے بڑھا دیا۔ ممکن ہے تعاقب کیا گیا ہو۔ لیکن میں اس کا اندازہ نہیں کر سکا۔ میں سمندر میں دوڑ نکل آیا۔ سمندر دی راستوں کے بارے میں میری معلومات کچھ نہیں اور پھر یوں بھی رات تاریک اور کراؤ تھی کہ صحیح سمت نہیں تلاش کر سکتا تھا۔ ہر حال اپنے طبع پر کوشش کر رہا تھا کہ صحیح سمت تلاش کروں لیکن اس میں سخت دشواری پیش آرہی تھی۔

بالآخر کافی دیر کے بعد مارشل نظر آیا۔ اسے اچھی طرح پہچانتے کے بعد میں نے بوٹ کا رخ اس کی مخالف سمت کر لیا۔ اور پانی میں چھلانگ لگادی۔ اب بوٹ کا کچھ بھی مشربوہ میں اس سلسلے میں کہ نہیں کر سکتا تھا۔ میں مارشل کی طرف تیرتا رہا اور پھر اوپر پہنچ گیا۔ بالکل خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔

کیپٹن میں داخل ہو کر میں نے سکون کی گہری سانس لی پھر لباس تبدیل کیا اور بستر پر لیٹ گیا۔

شیر، پہلی مشتبہ شخصیت۔ لیکن وہ کینٹ کی بوی ہے! کیا کینٹ بھی... میں نے سوچا کہ اگر ایسا ہے تو پھر میری کامیابی مشتبہ ہے۔ کینٹ کی طرح مجھے اس دشمن میں کامیاب نہ ہونے دے گا۔ اس طرح مارشل پر رہ کر کام کرنا تو وقت برباد کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟ بہت دیر تک سوچتا رہا پھر تندیب کا خیال آیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ اس سے بات کروں۔ ٹالسٹیر ایسی معوضہ جگہ چھپا ہوا تھا میں نے کہ اسے تلاش کرنا کسی جگہ کے لیے ناممکن تھا۔ اسے نکال کر میں نے آن کر دیا اور تندیب کو کال کرنے لگا۔ دوسری طرف سے کافی دیر کے بعد تندیب کی آواز سنائی دی تھی۔

”ہیلو... علی“

”ہاں تندیب! میں ہی ہوں! ہاں! سو رہے تھے وقت تمہیں جگایا“

”انسوس تو مجھے ہے علی! میں سو گئی تھی۔ تم نے بہت اچھا کیا

کچھ مناظرہ کر لیا۔ تم سے باتیں کرنے کو بہت جی چاہ رہا تھا!“ کوئی خاص بات تو نہیں ہے تندیب! میں نے بوجھل کر کہا۔ ”تم سے باتیں کرنا خاص بات نہیں ہے کیا؟ ویسے دوسری کوئی خاص بات نہیں ہے۔ کوئی بیخام ہو تو بتاؤ؟“

”ابھی نہیں تندیب، چند روز اور گزر جائے دو اس کے بعد میں میڈم ہارڈو کو پورٹ پیش کر دوں گا۔“

”کیسی گزر رہی ہے مارشل پر؟“

”بورر سمندر گردی کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے؟“

”کامیابی کی کوئی امید؟“

”ابھی تک نہیں... باب اتنا آسان بھی نہیں ہے۔“

”میڈم مارشیل! تم نے جو شیوہ کے بارے میں کچھ باتیں بتائی ہیں، انہیں تمہیں ان سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔“

”ہاں تندیب! کو!“ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

”اس کے بارے میں دھم سے یہ بات نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس علاقے میں ہی رہتا ہے۔ ان کے میں اکثر سوئے

اس کے نام سے ہوتے ہیں لیکن آج تک وہ کسی نگاہ میں نہیں آیا۔ دنیا کے بہت سے ممالک اس سے رابطہ رکھتے ہیں اور اکثر بہت بڑے بڑے لوگ اس سے ملاقات کرتے آتے ہیں۔“

”ایک منٹ تندیب! اگر کوئی اس سے ملاقات کرنے یہاں آتا ہے تو کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ اسی علاقے میں رہتا ہے؟“

”تندیب نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔“

”ہیلو تندیب!“

”ہاں! میں اس بات پر غور کر رہی تھی۔ واقعی یہ تو عجیب بات ہے لیکن اس کا کوئی صورت آشنا آج تک نہیں مل سکا۔“

”یہ دوسری بات ہے۔ مقام مارشیل ہمارے مشن کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟“

”خود انھوں نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ البتہ ہر تھانہ کی پیش کش کی ہے۔“

”ابھی ایسی کوئی ضرورت تو نہیں پیش آئی، اگر کوئی تو ضرور انھیں تکلیف دی جائے گی۔ ویسے ان کے ساتھ تھوڑی سی گزر رہی ہے؟“

”ٹھیک ہوں بالکل، تھوڑی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔“

جگا تھا۔ دیر تک سوئے رہنے کی وجہ سے اس نے پوچھا۔
 "طبیعت تو خشک ہے آپ کی مشعل؟"
 "ہاں جیسی، بس آنکھ نہیں کھلی" میں نے جواب دیا۔
 ضروریات زندگی سے فخر ہونے کے بعد میں باہر نکل
 آیا۔ مور سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: "میں تمہاری تلاش
 میں تھا۔ آؤ کینٹ تھیں یا دکر تھے؟"

"خیر بہت؟"
 "ہاں، کوئی خاص بات ہے شاید" میں نے جواب دیا۔
 جہاز کا کینڈا فیسر کینٹ اپنے منہ میں لباس میں تھا اور
 ایک بڑے کین میں میرے کچھ پیچھے بیٹھا کسی فائل کی ورق گردانی
 کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے کسی گرم جوش کا مظاہرہ نہیں کیا،
 بس سرسری انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ
 کیا۔ مور بھی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"ڈیڈارٹس نے آپ کو کھل، اختیارات سونپ دیے
 ہیں مشعل! وہ بولا: اس لیے میں آپ سے آپ کی مصروفیات
 کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن اس کے
 ساتھ ہی کچھ اور دے دیا اب بھی بھر جائے ہوئی ہیں۔ میں چاہتا
 ہوں کہ آپ مجھے اپنے پروگرامز سے آگاہ کرتے رہیں تاکہ آپ
 کے تحفظ کا انتظام کیا جاتا رہے۔"

"ڈیڈارٹس نے مجھے جو اختیارات دیے ہیں میری کینٹ
 میں انھیں ایک ثانوی حیثیت دیتا ہوں۔ درحقیقت میں آپ
 کے ذریعے ہی کام کرنے کا خواہش مند ہوں۔ آپ کو جب بھی
 موقع ملے آپ میری رہنمائی کریں۔"

"میرا خیال تھا آپ یہ بات پسند نہیں کریں گے، کینٹ
 کا انداز کچھ بدل گیا۔"
 "نیوٹر مشین کینٹ! ایسی بات نہیں ہے۔"

"تو مجھے بتائیے اس سلسلے میں آپ نے اب تک کیا
 کیا ہے؟"
 "سمندر گردی کے علاوہ کچھ نہیں۔ میں ابھی یہاں کا جائزہ
 لے رہا ہوں اس کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔"
 "گو یا کوئی اندازہ نہیں لگا سکے آپ؟"

"ہاں۔ ابھی تک کچھ نہیں لیکن کوشش کر رہا ہوں ممکن ہے
 جلد ہی کوئی کامیابی نصیب ہو جائے۔"
 "امکانات پیدا ہونے ہیں؟"

"فی الحال کوئی بات یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ آج رات کو بھی
 میری ہم جلدی رہے گی۔"

سلسلے میں جو بھی ضرورت پیش آئے اس میں تکلف نہ کریں۔"
 "یقیناً مشین کینٹ۔"
 "رات کا کیا پروگرام ہے؟"
 "بس ابھی طے نہیں کیا ہے لیکن آج ساری رات معروف
 رہوں گا۔ میں نے جواب دیا اور کینٹ پُر خیال لگا ہوں سے
 مجھے دیکھنے لگا۔ لید کا ماحول بہت خوشگوار رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ ذہن میں
 بہت سے خیالات تھے ان لوگوں کے بارے میں، شری مشتبہ
 ہو چکی تھی۔ اس کے بعد یہ سوچا کہ اس کا مشورہ کینٹ اس سلسلے میں
 غلط ہوگا حالت کی بات تھی تاہم بارڈر نے اپنے مشن کے
 سلسلے میں جن لوگوں کا انتخاب کیا تھا، وہ قابل اعتماد نہیں تھے۔
 کامیابی کس طرح ممکن ہوتی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ بذات خود
 تاہم بارڈر کو کسی ذہنی صلاحیتوں کی ہلکے سے شخصیت کا شاندار
 ہونا صلاحیتوں کی نادرنگی تو نہیں کرتا۔ اگر کسی عمل طور پر کسی
 دے کر دیا گیا ہے تو پھر یہ بات کھل کر کہی جاسکتی تھی کہ تاہم بارڈر
 اس کی اہل نہیں تھی۔ اتنی ناقص منصوبہ بندی کسی کامیابی سے ہمکنار
 نہیں کر سکتی تھی۔ میرا مسئلہ یہ نہیں تھا کہ میں تاہم بارڈر کے لیے
 کام کروں بلکہ میرے ذہن میں تو صرف وہی کی دوسری غبار تھا۔ میں
 اپنی ذات میں ایک الگ دنیا لہا سے ہونے لگا تھا۔

فیصلہ کیا کہ بارڈر کے علاقوں میں بسنے والے لوگوں کے بے گھر افراد
 میری منزل کا نشان تھے اور میں جب بھی ان کی جانب نگاہ اٹھاتا،
 میرے وجود میں چنگاریاں لگنے لگتیں۔ مجھے جیسی صورت کے بلند
 میدان نظر آتے، میں تو صرف ان میں نہ دیکھتا تو گرنے والوں میں سے
 تھا۔ کسی کی خوشنودی کسی کی بھلائی کے لیے نہیں بلکہ اپنے پیسے
 میں بھرتی ہوئی آگ کو شہرہ کرنے کے لیے۔ بلاشبہ امرائیل کو
 بڑی بڑی طاقتوں کی پشت پناہی حاصل تھی اور اس کے مقابل
 غلطی حوام ہر چند بہت سی ہمدردیاں حاصل کیے تھے لیکن ان
 کے وسائل اب بھی امرائیل کے مقابلے میں کچھ نہیں تھے۔ ایسے
 حالات میں اگر اس خطرناک ملک کو کچھ اور خطرناک خاموش ملے
 جائیں تو وہ یقیناً سب کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ یہ تمام
 صورت حال میری نگاہوں کے سامنے تھی اور اس کے بعد تاہم بارڈر
 یاد دہانی کوئی شخصیت بالکل بے معنی ہو کر بھلا تھی ایک طرح سے
 یہ میرا ذاتی کام بن جاتا تھا۔ ہاں صرف اس بات کا ثبوت مل جائے
 کہ امرائیل براہ راست اس معاملے میں ملوث ہیں یا نہیں۔

شام کو پچھلے کے قریب شام بول گیا۔ وہ مجھ سے کچھ
 فاصلے پر بیٹھ کر سے نکلا ہوا تھا۔ میں خود اس کی جانب بڑھ
 گیا اور وہ چونک کر جواب دیا۔

"میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس پہنچنے والا تھا۔
 آج کوئی پروگرام ہے آپ کا؟"
 میں نے چونک کر اشارہ کر دیا۔ پھر پوچھا: "تھیں کیسے
 علم؟"

"کچھ چیزوں کا علم ہو جاتا ہے، وہ مسکرایا۔
 "کیا مشین کینٹ کی طرف سے کوئی اشارہ ملا ہے؟"
 اشارہ نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر میری طرف دیکھ کر
 مسکرا ہوا بولا: "ہاں، یہ حقیقت ہے لیکن اس اشارے میں بہت
 سے دوسرے اشارے پناہ ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں آپ کے ساتھ جانے سے انکار کرتا
 ہوں آج کی سہم تھا آپ کی ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ آپ
 تنہا نہیں جائیں گے اور آپ کو تنہا جانا بھی نہیں چاہیے اتنی
 غم کر رہے ہیں کہ میں مجبور ہو جاؤں۔ میرے بغیر آپ سمندر
 میں پاؤں نہ اتاریں۔ اشارہ نے کہا اور میں عجیبانہ انداز میں
 اسے دیکھنے لگا۔

"زیادہ دیر رکوں گا بھی نہیں آپ کے پاس۔ چلتا ہوں۔
 مجھ سے میرے کہیں ہی میں ملاقات کیجیے پلے۔" اس نے کہا اور
 تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے اس کی طرف سے رخ ہی بدل
 لیا تھا۔ اشارہ کے انداز میں کچھ ایسی بات تھی کہ مجھے فوراً ہی غماظ
 ہو جاتا تھا۔ اس صورت حال پر میں غور کرتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر
 کے بعد میں اس کے کہیں کی طرف چل پڑا۔

اشارہ نے اپنے کہیں میں ہی ملا اس نے پرتپاک انداز میں میرا
 استقبال کیا تھا۔
 "کیا پروگرام ہے مشعل؟ آج آپ کہیں جانے کا ارادہ
 رکھتے ہیں؟" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس نے
 اپنی ایک آنکھ دبا دی۔

"ہاں اشارہ تو ابھی میرے ساتھ ہی چلنا ہے۔" میں نے
 اس کا اشارہ دیکھتے ہوئے کہا۔
 "کیا یہ ممکن نہیں ہوگا مشعل؟ آج آپ تنہا ہی جائیں۔
 دراصل میں اپنے آپ کو کچھ تھا تھا کا سامھوں کر رہا ہوں۔"

"تم جانتے ہو اشارہ تو سمندر اور خاص طور سے ان اطراف
 کے بارے میں میری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مجھے کسی
 ایسے ماہر آدمی کی ضرورت ہے جو میری رہنمائی کر سکے۔"

"معلومات تو میری بھی خاصی محدود ہیں مشعل! بس یوں
 کچھ لیجیے کہ ایک اچھا لوٹ ڈرائیور ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔"
 "اس کے باوجود تھیں میرے ساتھ چل رہے ہیں۔"

"میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس پہنچنے والا تھا۔
 آج کوئی پروگرام ہے آپ کا؟"

217

نے کہا۔
 "کیا یہ ممکن نہیں ہے...؟"
 "پلے اشارہ۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ایک انجارج کی
 حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔ تھیں خاموش ہو جانا چاہیے۔"
 "بہت بہتر ہو آپ کا حکم۔" اشارہ نے مودہ سے لہجے
 میں کہا۔ "کتنی دیر کے بعد یہاں سے چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"
 "میرا خیال ہے آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے ہم سمندر میں
 اتر جائیں گے۔"

"میں آپ کو تیار ملوں گا۔ حالانکہ میں اپنے آپ کو بہتر
 محسوس نہیں کر رہا۔"
 "بس جو کچھ میں کہہ چکا ہوں، تھیں اس کی قبول کرنا ہوگی۔"
 میں نے کسی قدر سخت لہجہ اختیار کیا اور اشارہ نے ہلکی انداز
 میں گردن ہلا دی۔

"جو حکم جناب۔"
 میں اٹھتے قہقہوں کے ساتھ باہر نکل آیا تھا۔ اشارہ نے
 کہیں میں مجھے بلا کر اس سلسلے میں گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں
 محسوس کر رہا تھا۔ اس کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا تھا کہ اس
 کے کہیں میں ہونے والی گفتگو کہیں ہی جاری تھی۔ ذریعہ کیا ہوگا؟
 غالباً ڈکٹافون یا کوئی ایسی چیز جس سے دوسری جگہ گفتگو کی جا سکے۔

یہ سب کچھ تو میرے کمرے میں ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے سوچا
 اور اس کے بعد میں اپنے کہیں میں داخل ہو گیا۔ اس کا جائزہ
 لینا ضروری تھا کیونکہ تدریب بالکم ایک اس طرح روشنی میں
 آسکتی تھی کہ کہیں میں داخل ہونے کے بعد میں نے دروازہ بند
 کر لیا۔ پھر اس سے ملحق باقیہ روم میں جا کر نل کھول دیا تاکہ
 محسوس ہو کہ میں غسل خانے میں ہوں۔ نل کھول کر میں باہر نکل
 آیا اور اس کے بعد میں نے کہیں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

جن لوگوں نے بھی یہ کام کیا تھا، وہ شاید بہت زیادہ
 ذہین نہیں تھے۔ کوئی ایسی جگہ تلاش نہیں کر سکے تھے جو میری
 نگاہوں سے محفوظ رہے۔ ایک خوب صورت سے ڈیکوریشن
 پر اس کے پچھلے حصے میں وہ چھوٹا سا سیاہ گول بیڈ تھا
 چمکا ہوا تھا جسے ایک نگاہ دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا
 تھا کہ یہ ڈکٹافون رکھی ہو رہے۔ میرے ہونٹ پھینک گئے۔

اس کا مطلب تھا کہ میرے خلاف باقاعدہ عمل شروع ہو
 چکا ہے لیکن میں بھی اس حق نہیں تھا۔ ایسے حالات سے نمٹنا
 خوب جانتا تھا بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ابھی تک مجھے صبح
 طور پر کھل کھینے کا موقع شاید اس لیے نہیں ملا تھا کہ میرے
 دشمن سامنے نہیں آئے تھے۔ وہ سیاہ تھوڑے شخص جس نے

216

میرے کہیں کی تلاشی لی تھی اور جہان سے اتر کر بھاگ گیا تھا، یقیناً یہ اس کی کارستانی رہی ہوگی۔ بہر حال اب جب کہ یہ کھیل شروع ہو چکا ہے تو پھر مجھے محتاط رہنا ہوگا۔ البتہ شارٹو کے بارے میں میرا ذہن اب کچھ سنے فیصلے کر رہا تھا۔ ممکن ہے شارٹو قابل اعتماد ہی ثابت ہو۔

سازھے آٹھ بجے میں کہیں سے باہر نکل آیا۔ شارٹو بوٹ کے قریب میرا انتظار کر رہا تھا۔ چند لمحات کے بعد بوٹ پانی میں اتر گئی اور شارٹو اسے اشارت کر کے چل پڑا۔ پھر اس نے کہا: "میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے بوٹ کے پاس موجود ہوں صرف اس خیال سے کہ کہیں اس میں کوئی گڑبڑ نہ کر جائے۔"

"تم کچھ شکوک و شبہات محسوس کر رہے ہو شارٹو؟"

"جو کچھ آج میں نے جارا ہوں، وہ میرے لیے شدید نقصان کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ میری مرضی لیکن ذرا مختلف قسم کا آدمی ہوں جب ایک کام اپنے ذمے لے لیتا ہوں تو پھر اس کی انجام دہی چاہتا ہوں میرا پناہن سازشی نہیں ہے لیکن سازشیوں کے درمیان کام کرنے میں مجھے بہت لطف آتا ہے۔ دراصل مرگینٹھ نے مجھ سے اشارتاً کہا تھا کہ آج میں آپ کے ساتھ سمندر کا سفر نہ کروں۔ حالانکہ اس کہنے میں کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن میرا ذہن بھانسنے کیوں چٹک گیا اور مجھے مرگینٹھ کے اس انداز پر کچھ شبہ سا ہوا۔ میرا خیال ہے مرگینٹھ اپنے مشن کے لیے غفلت نہیں کرے گا۔"

"واقعی تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو شارٹو۔ کیا تم مرگینٹھ کی طرف سے مطمئن نہیں ہو؟"

"اس کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ لوگ مفید اپنی ذات کے لیے کچھ کرتے ہیں۔ ہم جیسے نیکیا سطح کے لوگوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ مرمورو کے بارے میں ابھی تک میں کوئی بات دعوے سے نہیں کر سکتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ کینٹھ کے دست راست ہیں۔ میں نے کچھ اختلافات کر لیے ہیں مرمو علی آپ مطمئن رہیں۔ ہم کسی کے لیے نرم چارہ ثابت نہیں ہوں گے۔ مجھے مرگینٹھ پر مزید شبہ اس لیے ہوا کہ مرگینٹھ کی خصوصی ملازمت نے گزرا ہوا طور پر میرے کہیں میں کچھ ایسی چیزیں پہنچائیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں پہنچائی گئی تھیں اور پھر وہ واپس آکر وہ چیزیں لے گئی اس نے مجھ سے معذرت کر سکتے ہوئے کہا کہ غلطی سے وہ انہیں یہاں رکھ گئی تھی۔ درحقیقت اس دوران ایک چھوٹا سا کشتیوں میرے کہیں میں لگا دیا گیا تھا۔"

کر دار میری نگاہ میں مشکوک ہیں اور اس پر اصرار جزیرے پر وہ آئی پودوں پر ریسرچ نہیں کر رہے بلکہ وہاں ان کی موجودگی کا کچھ اور ہی مقصد ہے۔"

"تو کیوں نہ آج ہم پورے جزیرے کی تلاشی لے ڈالیں؟" شارٹو بولا۔

"ہاں، جزیرے کو دیکھنا ضروری ہے۔"

میں نے شارٹو کو شہری کے بارے میں نہیں بتایا بلکہ سوچنے لگا تھا کہ اسے اس سے آگاہ کروں یا نہیں۔ پھر میں خاموش ہی رہا۔ شارٹو بھی بہت کا تین کر کے جزیرے کی جانب چل پڑا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم جزیرے پر پہنچ گئے۔ اس دوران میں نے اطراف کے ماحول پر پوری طرح نگاہ رکھی تھی۔ کسی کو اپنی جانب خصوصی طور پر متوجہ نہیں پایا تھا۔ سمندر تقریباً سناں ہی تھا۔ آج موسم بھی صاف تھا اور آسمان پر آہستہ آہستہ ستارے ابھرتے آ رہے تھے۔

جزیرے کے ساحل پر کوٹھے ہو کر ہم نے دور دور تک نگاہ دوڑائی، پڑا ہوا خاموشی اور تڑپ کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ درخت خاموش کھڑے تھے البتہ حشرات الارض کی سربراہت سناں کی جاتی تھی۔ سانپوں کے رینگنے کی لکیریں جزیرے کی زمین پر جگہ جگہ نمایاں تھیں۔ ہم نے خصوصاً ایسے جگہ استعمال کیے تھے جن کی وجہ سے رینگنے والے جانوروں سے ہم کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے۔ تقریباً دو گھنٹے تک ہم جزیرے کے مختلف حصوں کا جائزہ لیتے رہے۔ کوئی ایسی خاص بات نظر نہیں آئی جو قابلِ توجہ ہوگی۔ کچھ فاروس اور سولیتا کا بھی ہل کوئی نشان نہیں تھا۔

بہت دیر تک ہم اندرونی حصوں میں رہے اور اس کے بعد وقتی ساحل پر پہنچ گئے۔ وہاں سے ہوتے ہوئے واپس اس سمت آنے لگے جو ہم نے سوشلٹ پھوڑی تھی۔ شارٹو نے کہا: "یوں لگتا ہے جیسے ان لوگوں نے بے جگہ پھوڑی ہے۔" "ہاں۔ ویسے بھی مجھے تعجب ہے کہ آخر ان لوگوں نے اپنی قیامگاہ کہاں بنائی تھی۔ یہاں تو کوئی ایسی جگہ بھی نہیں ہے جہاں قیامگاہ کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔ بہر حال حشرات الارض کا خطرہ رہتا ہوگا۔ سانپ اور دوسرے کڑے یہاں ہیں تو خدا میں موجود ہیں اس سے تم نے اندازہ لگایا ہوگا شارٹو۔"

"ممکن ہے اس روز وہ کسی خاص مقصد کے تحت یہاں آ گئے ہوں اور فضولی باتیں کہہ رہے ہیں بے وقوف بنا دیا ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ ان کا قیام بھی یہیں ہو۔"

بوٹ اپنی جگہ موجود تھی۔ ساحل دور دور تک سناں

تھا۔ سولٹھ لہروں کے شور کے اور کوئی آواز نہیں سناں دی تھی۔ ہم یہاں سے واپس چل پڑے۔ میں نے شارٹو سے کہا: "شارٹو! اس جزیرے سے بالکل قریب کون سا جزیرہ ہے؟"

"اس کا کوئی نام نہیں ہے۔ یہاں سے بائیں سمت تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک اور چھوٹا سا جزیرہ موجود ہے۔ مجھے اندازہ ہوا کہ شاید شارٹو اسی جزیرے کی بات کر رہے ہیں جس پر میں نے شیریں کو دیکھا تھا" جہاں سے وہ بوٹ لے کر اس سمت آئی تھی۔ میں نے کسی خیال کے تحت شارٹو کو اسی سمت چلنے کے لیے کہا اور شارٹو نے گردن ہلا دی۔

راستہ خاموشی سے طے ہوا۔ میں نے جزیرے کے آثار محسوس کر لیے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے کہ فاصلے پر شارٹو نے مائی اسپیشل بوٹ کا انجن بند کر دیا تھا لیکن ابھی ہم سال پر پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ دفعتاً کوئی چیز شاہین کی ہوا کے ساتھ موٹر بوٹ کے اوپر سے گزر گئی۔ انجن بند تھا اس لیے گزرنے والی چیز کی آواز صاف سناں دی تھی۔ شارٹو نے حیرت سے مجھے دیکھا آواز اس نے بھی سنی تھی پانی میں ایک بڑا زوردار چپکا کا سناں دیا اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ ہم ابھی اندازہ بھی نہ کر پائے تھے کہ دفعتاً ایک ننھا سا سرخ شعلہ چپکا اور کوئی چیز پھر ہمیں بوٹ کی طرف آتی نظر آئی۔ سرخ بالکل ہماری ہی سمت تھا ادھاب، ہمیں یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوئی کہ کوئی مشک ہتھیار ہمارے خلاف استعمال کیا جا رہا تھا۔

شارٹو نے پھر کسمے انجن اسٹارٹ کر دیا اور بوٹ کو اتنی تیزی سے چکر دیا کہ مجھے اپنا توازن سنبھالنا بھی مشکل ہو گیا۔ سرخ شعلہ جو اپنی جگہ سے پرواز کرنے کے بعد مجھ گیا تھا شاہین کی آواز کے ساتھ پھر ہمارے قریب سے گزرا اور پانی میں غائب ہو گیا۔ اس بار شاید انھوں نے ہمارا نشانہ درست کر لیا تھا۔ ویسے یہ شعلہ اس چھوٹے سے جزیرے کی جانب سے لپکا تھا جس کے قریب ہم جا رہے تھے اور خاموشی بلندی پر نظر آیا تھا۔ یہ اندازہ ہمیں ہو سکا تھا کہ کون سی جگہ سے ہم پر یہ ملک چیز فائر کی جا رہی ہے۔ شارٹو نے بوٹ کو ایک لمبا پکڑ دیا کیونکہ ہم تیسرے شعلہ دیکھ چکے تھے۔ میں نے پھر قریب سے ایک طاقتور دور بین نکال کر انھوں سے نکال تھی اور میرا رخ جزیرے ہی کی جانب تھا۔ شعلہ کافی بلندی سے چمکا تھا۔ میں نے فوراً ہی شارٹو کو اطلاع دی اور شارٹو نے ایک دم سے رخ بدل لیا۔ شاید وہ بوٹ ڈرائیو کرنے کا ماہر تھا۔ بوٹ اس وقت ایک سانپ کی طرح بن کھاتی ہوئی پانی کے سینے کو چرتی ہوئی دوڑ رہی تھی۔ شاہین کی آواز اس بار ہم سے خالصتہ فاصلے پر نکل گئی تھی۔ شارٹو ان

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ میری جانب سے کچھ مشکوک ہیں۔ پس یہی بات مجھے مرگینٹھ سے برگشتہ کرنے کا باعث بن گئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ہر طرح آپسکا ساتھ دوں گا۔ موٹر بوٹ میں میں نے کچھ ایسی چیزیں رکھ رکھ ڈی ہیں جو ہمیں خطرے کے وقت خطرناک حالات سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ آپ یقیناً سوئنگ ڈریس نہیں لائے ہوں گے لیکن میں نے ایسے دو لباس مہیا کر لیے ہیں جن کے ساتھ کچھ سلیڈز موجود ہیں اور اس کے علاوہ پانی کی سطح کے اندر متولی کی جانے والی خصوصی گیس بھی میں نے رکھ لی ہیں۔ بہتر یہ ہوگا مرمو علی کہ ہم دونوں یہ لباس پہن لیں۔ بہر حال ہمیں خلافت کا سراں رکھنا ہوگا۔ شارٹو نے ایک سمت اشارہ کیا اور مجھے ایک پیکٹ نظر آگیا۔

پیکٹ کھولا تو اس میں غوط خوری کے خصوصی لباس موجود تھے۔ ایک بہن سلیڈز الگ پیکٹ میں رکھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی چھوٹی ساخت کے خصوصی لیٹول جو پانی کے اندر کام آتے تھے۔ میں نے دلچسپ نگاہوں سے ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے شارٹو سے کہا: "ان کے حصول میں تمہیں کوئی دشواری پیش نہیں آتی؟"

"نہیں۔ بحری تحقیقاتی ہم کے سلسلے میں یہ تمام چیزیں یہاں موجود ہوتی ہیں۔ البتہ یہ گئیں میں نے چرائی ہیں۔"

"کہاں سے؟"

"ایک اور کہیں سے۔ جو ہم سے متعلق نہیں ہے۔"

"اوہ گڈ شارٹو۔ تم تو میرے بہترین معاون و مددگار ثابت ہو رہے ہو؟"

"کھل کر اعلان کر رہا ہوں مرمو علی کہ میں آپ کے مشن میں آپ کے ساتھ ہوں اگر بہتر مجھیں تو مجھے اپنے شانہ نشانہ رکھیں۔"

"شارٹو! آج سے اس مشن کے سلسلے میں میری شخصیت تنہا نہیں ہے۔ ہم دونوں اس کے اہم کارکنوں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔"

شارٹو نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا اور ہم دونوں نے گڑبڑ سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد ہم غوط خوری کے لباس پہن کر پوری طرح تیار ہو گئے۔ اب ہم کسی بھی خطرناک مرحلے سے ٹھٹھنے کے لیے مستعد تھے۔

شارٹو نے سمت کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُسے اس جزیرے پر چلنے کے لیے کہا، "جہاں ہم نے فاروس اور سولیتا کو دیکھا تھا۔ میں نے شارٹو سے کہا: "شارٹو وہ دونوں

لوگوں کو چکر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس کے بعد زنا ب
یہی تھا کہ ہم اس جزیرے کا رخ نہ کر سکے، ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ
اس شے کی ریت کتنی ہے چنانچہ ہم جزیرے سے زیادہ سے
زیادہ دور نکل جانا چاہتے تھے لیکن دفعتاً شارو کی ہلکی آواز
ابھری اور اس نے ایک بار پھر بوٹ بٹھا دی۔

”کیوں کیا ہوا؟ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
”ہمیں گھیر لیا گیا ہے۔“ اس نے کہا اور میں تاریکی میں
آنکھیں پھاڑنے لگا۔ پھر میں نے جہاں ان چار پانچ بیویوں کو
دیکھ لیا جو سمندر کی سطح سے سراجدارے ہیں گھور رہے تھے لیکن
یہ کچھ خصوصی قسم کی پوش تھیں جو مختلف سمتوں سے ہماری جانب
بڑھ رہی تھیں۔ ان کے عقب میں پانی کی سفید کیڑی پیدا ہوتی
جاری تھیں جن سے ان کی اسپید کا اندازہ ہوتا تھا۔ شارو نے
ایک لمحے کے لیے مجھے دیکھا۔ پھر بولا: ”بہتر یہی ہے کہ اب
ہم ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ میں بوٹ کو پانی کے نیچے
لے جا رہا ہوں۔“

”گڈ“ میں نے گردن ہلائی اور شارو نے وہ ڈیٹن دیا دیا
جن سے ہماری اس خصوصی بوٹ کی چھت ڈھک جاتی تھی۔ آن
کی آن میں ہم شے کے نخل میں قید ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے
شارو نے بوٹ کو پانی میں نیچے اُتار دیا۔ نیچے آتے ہی اس
نے انجن کی اسپید فل کر دی تھی۔ سمندر کے نیچے ہی نیچے وہ
دور نکل جانا چاہتا تھا۔ بوٹ اتنی رفتار سے آگے بڑھی کہ دریا
چکر کر رہ گیا۔ زیادہ دیر چکر ہم پانی میں نہیں رہ سکتے تھے اس
لیے تھوڑی دور پہنچنے کے بعد شارو کو بوٹ پانی کی سطح پر اچھلنا
پڑی لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں ایک خوفناک صورت حال کا
سامنا کرنا پڑا۔

جوئی بوٹ سطح پر ابھری ہم نے صرف چند گز کے
فاصلے پر دشمنوں کی ایک چھوٹی سی اسٹار بوٹ دیکھی جو ہمارے
بالکل قریب تھی۔ اس در سے ابھرنے والی آوازیں تو ہماری
سمجھ میں نہیں آئیں لیکن شاید انہیں گولوں وغیرہ سے زبردست
فائرنگ کر رہی تھی کیونکہ چند ہی لمحے بعد ہمارے سروں پر
لگا ہوا شیشے کا حصہ ٹوٹا محسوس ہوا۔ شیشہ کچی کچی ہو گیا تھا۔
اب ہم بوٹ کو نیچے پانی میں نہیں لے جا سکتے تھے۔ شارو
نے البتہ ایک بار پھر مارت کا ثبوت دیا اور بوٹ کو اس اسٹار
بوٹ سے دور لے جانے کی کوشش کی لیکن دفعتاً ایک شدید
جھٹکا لگا۔ بوٹ کا پچھلا حصہ فائرنگ سے متاثر ہو گیا تھا۔ اب
اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ہم پھرتی سے پانی
میں کود پڑیں۔ شارو نے مجھے یہی ہدایت کی اور ہم نے

فوراً ہی ماسک اپنے چہروں پر چڑھا لیے۔ اس کے بعد ہم
برق رفتاری سے اپنا اس بوٹ سے بچنے کو دگئے۔

ہمارے نیچے کو دجانا ہمارے حق میں انتہائی بہتر ثابت ہوا
بصورت دیگر ہم بوٹ کی تباہی کی لیٹ میں آ جاتے۔ بوٹ ہم
سے کچھ فاصلے پر جا کر تباہ ہو گئی تھی۔ اگر شارو انتہائی برق رفتاری
سے آئے بالکل مخالف سمت میں نہ موڑ دیتا تو یہ بوٹ ہمارے
سروں پر ہی تباہ ہوتی اور اس کے بعد ہمارا کیا ہوتا یہ خدا ہی
جانتا تھا۔ ہم دونوں نے ایک بار پھر غوطہ رگیا اور پانی کے
نیچے نیچے ایک سمت بڑھتے گئے۔ مقصد یہی تھا کہ ان لوگوں
سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جائیں۔ کیونکہ سلاٹر کام کر رہے
تھے اس لیے سطح پر اُبھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بجائے کئی
دیر ہم اسی طرح تیرتے رہے۔

شارو میرے قریب قریب ہی تھا لیکن دفعتاً ہم نے
کچھ فاصلے پر پانی کی کچھ ہلکی سی دھیمیں اور اب جو نگاہوں
تو سامنے ہی کچھ غوطہ خیز تیرتے نظر آئے۔ یقیناً ہمارے
بارے میں یہ اندازہ لگا لیا گیا تھا کہ ہم سمندر میں اتر چکے ہیں
اور یہاں بھی ہماری تلاش شروع ہو گئی تھی۔

جن طرح ہم نے ان لوگوں کو دیکھ لیا تھا اسی طرح
چند لمحوں کے اندر وہ بھی ہمیں دیکھ لیں گے۔ شارو نے
میری جانب دیکھا اور پھر ایک اشارہ کیا۔ میں نے گردن ہلا دی
تھی۔ چنانچہ چند ہی لمحوں کے بعد میں اور شارو دو مختلف سمتوں
میں تیرنے لگے۔ ایک ہی جگہ رک کر ہم ایک ساتھ ان کا شکار
نہیں بننا چاہتے تھے۔

زیر آب استعمال ہونے والے پستول ہمارے پاس موجود
تھے۔ شارو نے پستول انتظام کیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد
مجھے پستول استعمال کرنے کی ضرورت پیش آگئی۔ ان میں سے
ایک شخص نے مجھے دیکھ لیا تھا اور اپنی جگہ رک گیا تھا لیکن
دوسرے لمحے میں نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا
میں نے پانی میں ہلچل سی دیکھی تھی اور اس کے بعد میں نے
اس کو بے جان ہو کر گمراہیوں میں اترتے دیکھا۔

میں نے اپنا رخ بدل لیا تھا۔ اب شارو کی طرف توجہ
دینا ممکن نہیں رہا تھا کیونکہ دوسرے کچھ لوگ بھی میری طرف
متوجہ ہو گئے تھے۔ دو افراد تیزی سے میری جانب بڑھ رہے
تھے اور میں انہیں کسی مناسب جگہ لے جا کر نشانہ بنانا چاہتا
تھا۔ اگر انہوں نے بھی میں ختم کرنے کی کارروائی شروع کر دی
تو ظاہر ہے ان سے مقابلہ مشکل ہو جاتا کیونکہ ان کی تعداد کے
بارے میں کوئی صحیح اندازہ نہیں تھا۔ ویسے یہ بات بھی یقینی تھی

کہ وہ لوگ مجھے نکل کر دینا چاہتے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو موٹر بوٹ
کو اس طرح تباہ کرنے کی کوشش نہ کی جاتی۔ چنانچہ جان بچانے کے
لیے اس وقت ہر کوشش فروری تھی۔ میں نے تیرنے کی رفتار
تیز کر دی اور اچانک ہی میں سطح پر ابھرا۔ یہ ان لوگوں کو
خارج دینے کی ایک کوشش تھی لیکن اس کا ایک اور فائدہ ہوا۔
مجھے جزیرہ نظر آ گیا جو بہت قریب تھا۔ زیر سمندر ان لوگوں
کی کارروائی جزیرے کی زمین کی نسبت زیادہ خطرناک ثابت
ہوتی۔ اس لیے میں نے خوفناکی رفتار سے جزیرے کی طرف
تیزانہ شروع کر دیا اور ان کی آن میں ساحل پر آ گیا۔ یہاں ایک
لحہ رک کر میں نے ادھر ادھر دیکھا اور ایک بار پھر موت زندگی
کو چھوٹی گزری گئی۔ کوئی سا لٹیرے لگے پستول سے چلائی گئی تھی اور
میرے قریب سے گزری تھی۔ میں نے ایک سمت پھلانگ

لگادی اور پھر دوڑتا ہوا درختوں کی آڑ میں چلا گیا۔ مجھے جو پہلا
درخت نظر آیا اس کی آڑ لے کر میں نے آس پاس کا جائزہ لیا۔
اصولاً بھاگنے والے کو اندر درختوں میں گھس جانا چاہیے تھا لیکن
میں نے اس کے برعکس کیا اور وہیں رک کر جائزہ لینے لگا۔ ابھی
چند لمحے ہی گزرے تھے کہ دو درختے ہونے قدوں کی آوازیں سنائی
دی اور جن جگہ سے میں جنگل میں داخل ہوا تھا اُسی جگہ
سے تین افراد اندر آئے اور درختوں میں گھستے چلے گئے۔ میں
نے سانس روک لیا تھا۔ وہ تینوں دور تک چلے گئے اور پھر
نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ شارو کا نہ جانے کیا حشر ہوا تھا۔
ویسے وہ قابل اعتماد انسان تھا اور اب اس پر کوئی شبہ نہیں کیا
جاسکتا تھا۔

جو لوگ درختوں کے درمیان داخل ہوئے تھے ان
کی واپسی بھی ممکن تھی۔ اس دوران مجھے اپنے آئندہ اقدام کا فیصلہ
کرنا تھا لہذا اس جگہ کو چھوڑ دوں اور کوئی نئی جگہ پکڑوں یا پھر یہیں
رکوں؟ ابھی ہی سوچ رہا تھا کہ ایک سرسلاٹ سنائی دی اور
میں سانپ کی طرح پلٹا۔ اسی وقت ایک سرگوشی سی ابھری۔

”اس سمت آجھاؤ... ادھر پھرتی سے“ ایک بہت ہی
باریک روشنی ایک لمحے کے لیے چمکی۔ ذہن میں شارو کا خیال
آتا تھا لیکن روشنی سے بچنے کی گنجائش نہیں تھی۔ میں نے اس سمت
دوڑ لگادی۔ اس طرف سے سرگوشی پھر ابھری لیکن اس مرتبہ مجھے
احساس ہو گیا کہ وہ شارو نہیں ہے۔ ”آجھاؤ سر علی... پلٹ کر آن!“
سرگوشی دوبارہ ابھری اور میں نے غوطہ خوری کے لباس میں لمبوں
اس شخص کو دیکھ لیا جو اپنے حق و توں کے اعتبار سے بھی شارو
جیسا نہیں تھا لیکن اس بار اس نے مجھے نام لے کر پکارا تھا۔
ذہن میں فیصلہ نہ کر پایا کہ کیا کروں۔ ممکن ہے دھوکا کیا جا رہا ہو

پھر ایک ہلکی سی بیٹی کی آواز ابھری جو بائیں سمت سے آئی
تھی۔ جواب میں مجھے پکارنے والے نے بھی واپس ہی آواز
لگائی اور میرے بالکل قریب پہنچ گیا پھر اس نے میرا بازو پکڑا
اور مجھے گھسیٹا ہوا بولا: ”اب تمھارا دل چاہے تو مجھے گولی
مار دو مگر تمھارے لیے ادھر تو آجھاؤ“ اس بار اس نے جھلائی
ہوئی آواز میں کہا تھا لیکن... لیکن یہ آواز بھی میری سمجھ میں نہیں
آئی تھی۔

میں اس کے ساتھ کھینچ چلا گیا۔ ایک تناور درخت کی
آڑ میں بہت بڑی چٹان نظر آئی جس کے بالکل زیریں حصے میں
تقریباً ڈھائی فٹ کے قطر کا ایک سوراخ موجود تھا۔ عام حالات
میں اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ جب تک
کر کسی کو اس کا پتہ نہ ہو۔

”اس میں رینگ جاؤ... ٹھہرو پہلے میں اندر داخل ہونا ہوں۔
اس نے کہا اور پھر بوٹ کو سوراخ میں داخل ہو گیا۔ میں نے
بادل ناخواست اس کی تقلید کی تھی۔

اندرا کا ماحول حیرتناک تھا۔ سوراخ میں داخل ہو کر آگے
بڑھتے ہی کافی کٹا کٹا دیگی محسوس ہوتی تھی۔ نیچے زمین کافی گہری تھی
اور اوپری حصے کی گتہ کا پچھلا حصہ محسوس ہوتا تھا۔
”کون ہو تم؟“ میں نے سوال کیا۔ تاریکی کی دجہ سے مجھے

اس کی شکل اور وضاحت کا اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔
”کیٹنٹ“ جواب ملا اور میرے ذہن کو ایک زبردست
جھٹکا لگا۔ ذہن واقعی محفل تھا۔ کیٹنٹ کی آواز مجھ میں نہیں آئی
تھی لیکن اب میں نے اسے پہچان لیا تھا۔

”سوری مشر کیٹنٹ! میں آپ کو پہچان نہیں سکا تھا۔ آپ
یہاں کیسے؟“ میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔

”آپ کی کوششوں کو ناکام بنانا میری ذمہ داری ہے۔“ کیٹنٹ
نے بھاری لہجے میں کہا۔
میں خاموشی سے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ یہ
چلے بھی عجیب تھے۔

چند لمحات کے بعد وہ پھر بولا: ”اور میرا خیال ہے آپ
بھی یہ بات اچھی طرح محسوس کر چکے ہیں۔ مشر علی۔ بہر حال، ہم
دونوں کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ مجھے ابھی اپنے ساتھیوں
سے جاملنا ہے۔ آپ نے بیٹیوں کے تباہی کے آوازیں سنی ہوں
گی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ اس طرف سکون ہے۔“

”تو کیا سمندر میں...؟“ میں نے شبہ کر لیا۔
”ہاں وہ میرے ہی آدمی تھے جو آپ کو قتل کر دینا چاہتے
تھے۔ آپ ان کا شکار ہو جاتے تو مجھے کوئی ٹکڑہ نہ ہوتی مشر علی

لیکن نہ جانے کیوں میری طبیعت کچھ کہہ رہی ہے اور میری چھٹی حس کبھی غلط نہیں کہتی۔

”کیا مطلب؟“

”ممکن ہے کبھی دوبارہ گفتگو کا موقع مل جائے۔ اس وقت آپ کو تفصیل بتاؤں گا۔ اس وقت صرف چند باتیں سن لیجیے۔ آپ پر سے ڈیڑھ گھنٹے اسی جگر ہیں۔ باہر نکلیں گے تو درخت کے پاس آپ کو ایک بندوق ملے گی۔ یہ بندوق کشتی ہوگی جس کے ذریعے آپ وہاں مارشل پر پہنچ سکیں گے۔ مارشل پر آپ کو خاص طور سے میری بیوی شیری سے محفوظ رہنا چاہیے۔ وہ مائل جوشیو کی طرف سے مارشل پر اپنا چارج ہے۔“

”آپ کی بیوی مشرکینٹ؟“ میں نے حیرت سے کہا۔
”حیرت کی کوئی بات نہیں، وہ میری بیوی نہیں ہے میرے بیوی بچے ان کی قید میں ہیں اور وہ بد مذمت میری زبردستی کی بیوی ہے۔ میں ان کے جھگڑے میں جھنسا ہوا ہوں اور ان کے اشاروں پر ہلنے چلنے پر مجبور ہوں اسی اس وقت اتنا کافی ہے۔“
”مور کی کیا پولیٹیشن ہے مشرکینٹ؟“

”جو کچھ بھی ہے، میرے علم میں نہیں ہے، اچھا خدا حافظ! اس سے زیادہ خطرہ میں مول نہیں لے سکتا۔ ڈیڑھ گھنٹے کے اندر اندر میں انہیں میٹ کر لے جاؤں گا اس کے بعد... اوسکے سے وہ باہر ریگ کیا اور میں انھوں کی طرح آنکھیں پھاڑتا رہ گیا۔“

ان واقعات نے میری کچھ معلومات کے لیے مشکل کر دیا تھا۔ کینٹ خود میری نگاہ میں شکوک تھا لیکن اصل صورت حال مختلف تھی۔ اسے سمجھنے کے لیے جو کچھ وہ کہہ گیا تھا، بہت تھا۔ مجھے ختم کرنے کے پروگرام کا وہ انچاسج تھا لیکن اس کا اصل کردار دوسرا تھا۔ ذہنی کشمکش کی طرف مڑ گئی۔ وہ کہاں ہے؟ بہترین ساتھی تھا۔ کہیں...؟

قدموں کی چاب سناٹی دی تو میں اس طرف متوجہ ہو گیا۔ کئی آدمی تھے، دہانے کے بالکل پاس سے گزر رہے تھے۔ چاب دور ہوتی چلی گئی۔ کینٹ نے کہا تھا کہ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد یہاں کے حالات پر سکون ہو جائیں گے اور اس کے بعد میں بڑی کشتی کے ذریعے یہاں سے نکل سکوں گا لیکن... کیا مارشل پر جاننا ضروری ہے۔ وہاں کی صورت حال تو بہت خدوش ہے۔ کافی غور کیا، مارشل کے بجائے اگر این کے نکل جایا جائے؟ لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔ ڈائریکٹر جہاز پر ہی تھا۔ اس کے علاوہ میرے دوسرے ڈرائیو بھی نہیں تھے جن کی مدد سے اپنا کام کر سکتا۔ اس لیے مارشل پر فوری ہی ضروری تھی۔

ڈیڑھ گھنٹے کے بعد دہانے سے باہر نکلا۔ وہ بندوق موجود تھا جس کے بارے میں کینٹ نے کہا تھا کھول کر دیکھا، کشتی ہی تھی چنانچہ وہاں بیٹھ کر اس میں ہوا بھری اور پھر اسے شانے پر رکھ کر ساحل کی طرف بڑھ گیا۔ غریب شارٹو کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا لیکن اب اس کا انتظار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کشتی سمندر میں ڈلگ چلی پڑا اور بالآخر اپنا سفر طے کر کے مارشل پر پہنچ گیا۔ ذہن میں شدید جھست تھا۔ خاص طور سے شارٹو کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ سمجھ میں نہ آئی کہ اس طرح اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ بالآخر کہیں میں آ گیا۔

دوسری جمع اندازہ ہو گیا کہ شارٹو جہاز پر موجود نہیں ہے۔ وہ ہوتا تو مجھے ضرور ملتا۔ دوسرے محمولات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ میں نے کین کا جائزہ بھی لے لیا تھا۔ ٹرانسپورٹ ٹرانا محفوظ کر دیا تھا میں نے کسی کو اس کا نشان بھی نہیں مل سکتا تھا۔ عرصے پر چیل قدمی کر رہا تھا کہ مور میری طرف بڑھتا ہوا نظر آیا میرے ہونٹوں پر استغیاب ایسے سکرابٹ پھیل گئی تھی۔

”ہیلو مور!“ اس کے قریب آنے پر میں نے کہا۔
”ہیلو مشرعل!“ وہ بھی گرجوٹی سے بولا۔
”کیسے مزاج ہیں؟ تم بہت معروف رہتے ہو مور؟“

”میں نے کہا۔“
”ماں مریض بات یہ ہے کہ میں صرف ایک ہی کام میں مصروف نہیں ہوں، دوسری بہت سی فیسے داریاں بھی میرے سپرد ہیں۔ آپ سناٹے کیا ہو رہا ہے؟ ہمدردی کا کوئی نیچر نکلا یا نہیں؟“ مور نے سوال کیا اور میرے ہونٹوں پر سکرابٹ پھیل گئی۔

”نتیجہ بھی نکل ہی آئے گا مشر مور!“ لیکن جن معاملات میں آپ اتنے طویل عرصے تک کامیاب نہ ہو سکے، ان کے سلسلے میں، میں بھلا چند روز کے اندر اس طرح کامیاب ہو سکتا ہوں۔ میرے ذہن میں بہت سے شکوک و شبہات ہیں مشر مور، اس موضوع پر کسی سے بات کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھ میں نہیں آتا کہ کس سے کروں۔“

”کیا مطلب؟“ اس قسم کی الجھن محسوس کر رہے ہیں آپ؟“
مور نے تشویش زدہ لہجے میں سوال کیا۔
”ظاہر ہے مشر مور، جس مقصد کے لیے میں یہاں آیا ہوں اس میں کامیابی چاہتا ہوں لیکن کچھ عجیب سا احساسات کا شکار ہوتا جا رہا ہوں۔“

”مشرعل!“ بہتر ہوگا اگر آپ اپنی بات کی وضاحت کر دیں۔“
”میرا خیال ہے مشر مور کہ جس شخصیت نے مجھے یہاں

اتنے بڑے کام کے لیے بھیجا تھا وہ شاید خود بھی یہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر نہیں تھی۔ میری مراد تارینا ہارڈو سے ہے۔ بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہاں موجود لوگ صرف بحری تحقیقات سے ہی دلچسپی رکھتے ہیں اور اسی سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ تارینا ہارڈو کے معاملات سے کسی کو کوئی غرض نہیں محسوس ہوتی۔“

مور نے چاروں طرف دیکھا پھر آہستہ سے بولا: ”کسی حد تک آپ کا کنڈا درست ہے مشرعل۔ یہ سچ ہے کہ یہاں صرف برائے نام کام ہو رہا ہے۔ یہ لوگ تنخواہیں وصول کرتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔“ این کے اور اس کے اطراف کے تمام علاقے اس کی ملکیت ہیں جس کا نام یقیناً آپ کے ذہن میں ہوگا۔ اگر کوئی اس کے مفادات سے ٹکراتا ہے تو نقصانات اٹھاتا ہے۔“

”میں تو کچھ اور بھی سوچ رہا ہوں مور۔“
”وہ کیا؟“

”کہیں میں غلط راستوں پر نہ ڈال دیا گیا ہو، یہ کہہ کر کہ حائل جوشیوان اطراف میں ہوتا ہے اور درحقیقت اس نے کسی اور جگہ اپنا ڈاکٹریا ہوا۔“
مور پر خیال انداز میں چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا: ”اس کے باوجود میں یہ کہوں گا مشرعل کہ آج روز ممکن ہے کہیں اور ہو لیکن حائل جوشیو کے مستقل ٹھکانے انہی اطراف میں ہیں پس انہیں ہی تلاش کرنا اصل معاملہ ہے۔“

”جب کوئی بات دعوے سے نہیں کی جاسکتی تو پھر یہ سمندر گردی بھی کس کام کی؟ میں نے کہا اور مور شانے ہلا کر خاموش ہو گیا۔ اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے مزید کہا: ”تاہم، میں مایوس نہیں ہوا ہوں صورت حالات کا مشاہدہ کر رہا ہوں، اگر کامیابی کی کوئی شکل نکل تو شک ہے۔ وہ نہ میرا خیال ہے یہاں وقت ضائع کرنا ہے کہ ہوگا۔ میڈم ہارڈو نے مجھ سے کہا تھا کہ یہاں موجود لوگ مکمل طور پر میرے ساتھ تعاون کریں گے لیکن مشر مور! میں تو یخ کو سس کر رہا ہوں کہ اگر میں کسی حد تک کامیابی کے قریب پہنچ بھی جاتا ہوں تو اس کے بعد اپنے آپ کو تنہا محسوس کروں گا۔“ میں نے کہا۔

”نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ کامیاب لوگوں کے ساتھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ آپ اگر کامیابی کے نزدیک پہنچ گئے تو پھر دیکھیے، یہ سب آپ پر کس طرح جان نثار کرتے ہیں۔ فی الحال آپ کو صرف اپنی زندگی داؤ پر لگانا ہوگی، مور نے کہا اور میں گردن ہلانے لگا۔

”شک کہتے ہو مور! ان حالات سے میں کسی قدر بد دل ہو گیا ہوں۔“
”نہیں مشرعل!“ اس کی ضرورت نہیں ہے، لا مور نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر تک مور مجھ سے گفتگو کرتا رہا۔ پھر اجازت لے کر چلا گیا۔ میں یونسی ٹنٹا ہوا عرصے کے دوسری سمت آ گیا۔ یہاں میں نے ایک چھوٹی سی کشتی دیکھی جو موٹر بوٹ تھی اور جس کا اسٹینڈنگ شیری منہا لے ہوئے تھی۔ رخ اس جزیرے کی جانب نہیں تھا جہاں یہ سارا ہنگامہ ہوا تھا بلکہ شاید وہ این کے جاری تھی۔ میرے ذہن میں ایک لمحے کے لیے خیال ابھرا کہ میں خود بھی این کے جاؤں اور شیری کا قاتل کروں لیکن ایک اور خیال اس خیال پر حاوی ہو گیا۔ وہ یہ تھا کہ شیری اس وقت موجود نہیں ہے تو کیوں نہ اس کے کہیں کی تلاش لے ڈالی جائے۔ دن کی روشنی میں یہ بے شک ایک مشکل کام تھا۔ لیکن میں نے اس کا ارادہ کر لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں شیری کے کہیں کے اندر تھا۔ کہیں میں داخل ہونے کے بعد میں نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پورے کہیں کا جائزہ لینے لگا۔ پھر میں نے اس کے سامان کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ زیادہ وقت نہیں ہوئی ایک چھوٹے سے اشیائیں میں سب سے اوپر مجھے تصویریں کا ایک لفافہ ملا اور جب میں نے اس لفافے کو کھول کر تصویریں نکالیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ میری ہی تصویریں تھیں لیکن میری اصل شکل میں نہیں۔ اپنے آپ کو اور اپنے سونگ کے لباس کو پہچاننے میں مجھے کوئی وقت نہیں ہوئی تھی، یہ اس وقت کی تصویریں تھیں، جب شیری اس جزیرے پر گئی تھی جس پر میری ملاقات فارلوس اور یونسی سے ہوئی تھی۔ روشنیوں کے وہ جھلکے مجھے اب تک یاد تھے، میں انہیں بھولی نہیں سکتا تھا۔ گو میرے پورے بدن کی کوئی تصویر نہیں تھی لیکن اپنے آپ کو پہچاننا اتنا مشکل کام نہیں تھا۔ شیری کے بارے میں حیرت تو اس وقت ہوتی جب مجھے اس کا کچھ نہ معلوم ہو چکا ہوتا۔ کینٹ نے مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی۔ سوچا یہ تھا کہ اب کیا کروں؟ مزید تلاش لینے سے کوئی لسی بچہ ویتاب نہ ہو سکی جو کار آمد ہوئی، چنانچہ باہر نکل آیا اور اس کے بعد میں ایک موٹر لائچ کے ذریعے این کے چل پڑا۔

شارٹو کے بارے میں اب بھی تک جہاز پر کوئی تشویش نہیں پائی جاتی تھی اور نہ ہی کسی نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تھا لیکن مجھے دلی دکھ تھا۔ اگر شارٹو زندہ ہوتا تو

وہیں ضرور آچکا ہوتا۔

میں اطراف کے ماحول کو دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ بے شمار چھوٹی کشتیاں، موٹر لائیں ادھر سے ادھر آ جا رہی تھیں ماحول بہت پرسکون تھا۔ لوٹ مار کا دن گزر چکا تھا۔ دل میں یہ خواہش تھی کہ میں اس کے لہجہ اثرات دیکھوں کہ بعد میں کیا صورت حال رہتی ہے۔ بالآخر این کے ٹک پہنچ گیا۔ اس بار میں ضرورت سے زیادہ پر اتماد تھا۔ یہاں آتے ہوئے میں نے اپنے سامان میں سے صرف چند چیزیں لی تھیں، کرنسی، ہلکا سا اور وہ ٹرانسپیرینٹ بنڈبند، ہلکا سا کپڑا، بات ہو سکتی تھی۔ یہ طے کر کے آیا تھا کہ اگر این کے پر کام کی کوئی مناسب جگہ مل تو ضروری نہیں کہ مارشل برسی واپس چلا جاؤں۔ مارشل سے مجھے اتنی زیادہ دلچسپی نہیں تھی بلکہ ایک طرح سے میں غمگین کر رہا تھا کہ وہاں پر رہ کر میں خاص رنگاہوں میں رہتا ہوں اور میرے لیے کام کرنے میں زیادہ دشواریاں ہوتی ہیں جبکہ این کے پر رہنے کے بعد میں اگر اپنے بھائی کو ان لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو زیادہ موثر اور جامع انداز میں کام کر سکوں گا۔

این کے اپنی شاندار روایت کے ساتھ میرے سامنے تھا۔ پہلے میں یہاں ایک اجنبی کی حیثیت سے آیا تھا لیکن اب اس دوران مجھے اس کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہو چکی تھیں۔ یہ معلومات میں نے شائق اور دوسرے لوگوں سے روبرو میں حاصل کی تھیں اور اس وقت میرے لیے انتہائی کارآمد تھیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ این کے پر ایک پر اعداد آدمی کے لیے تمام تر گنجائش موجود ہے۔ ہاں وہ جو شکل و صورت ہی سے پہلے دیکھنے نظر آتے ہیں انھیں این کے پر جینس کا ہارٹ نہیں ہوتی اور کہیں نہ کہیں ان کے لیے مصیبت تیار کھڑی ہوتی ہے۔ چنانچہ اب جب میں نے یہاں قدم رکھا تھا تو کوئی بھی یہ اعتراض نہیں کر سکتا تھا کہ میں اس علاقے سے پوری طرح واقف نہیں ہوں یا یہاں کی رسم و رواجیات کے بارے میں مجھے معلومات نہیں ہیں۔ خوب صورت عمارت اور پُر رونق سڑکیں میری نگاہوں کے سامنے تھیں مگر عام انداز میں اس جگہ سے کی آبادی کو دیکھا جاتا تو یہ کہنے میں کوئی غار نہیں تھا کہ یہ دنیا کے خوب صورت ترین جزائر میں سے ایک تھا۔ عجوبہ کی سرزمین ہونے کے باوجود یہاں کا نظم و نسق قدیم دیکھتا تھا۔

ایک تین منزلہ رہائشی گھر ان کے سامنے پہنچ کر میں چند لمحات کے لیے رکا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ شہری یہاں کیوں آتی تھی اور کہاں گئی؟ اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا۔

این کے میں اب اسے تلاش کرنا مشکل کام تھا۔ کافی کے بہت لیتے ہوئے سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ شہری اگر این کے پر مل جائے تو ممکن ہے کچھ دلچسپ حالات پیدا ہو جائیں۔ قیام کے لیے میں نے کسی جگہ کا بندوبست نہیں کیا تھا، بس یہی سوچا تھا کہ ضرورت کے وقت دیکھا جائے گا یا پھر اگر کوئی واضح اور بہتر صورت نظر نہ آئی تو واپس مارشل پر پہنچ جاؤں گا۔

شاید تقدیر یا روٹی کہ اس رات ایک شہنشاہ کا کلب کے سامنے شہری سے ملاقات ہو گئی۔ وہ انتہائی خوب صورت لباس میں ملبوس انتہائی تیز میک اپ کیے ہوئے تھے اور کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار نظر آ رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر مشکل میں نے بھی اسے دیکھ لیا تھا لیکن اندازاً لیا رکھا تھا جیسے اسے دیکھ نہ پایا ہوں۔ پھر شہری خود ہی میرے پاس پہنچ گئی اور میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی: "ہیلو!"

میں اس طرح چونک کر بیٹھا جیسے کسی اجنبی کا انداز غلطی مجھے پسند نہ آیا ہو۔ میں شہری کو دیکھ کر میری آنکھوں میں پستلیرت اور ہر سرت نظر آنے لگی۔

"ہیلو شہری،" میں نے آہستہ سے کہا۔
"تمہیں دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کب آئے یہاں؟"
"کافی دیر ہو گئی لیکن میری کیفیت بھی تم سے زیادہ مختلف نہیں ہے،" میں نے کہا۔

"کیفیات کو چھوڑو، بڑا اچھا ہوا جو تم مل گئے۔ میں بڑی طرح تمہاری محسوس کر رہی تھی یہ شہری نے کہا اور میں مسکرایا: "آؤ پھر یہاں نہیں بیٹھیں گے، کہیں اور چلتے ہیں۔"
میں نے آواز کا اظہار کر دیا۔ شہری مجھے لیے ہوئے اپنی پسند کے ایک رہسوران میں پہنچ گئی۔ خاصی پرسکون جگہ تھی۔ ایک مین کے گرد بیٹھنے کے بعد اس نے کہا: "زندگی بعض اوقات کچھ عجیب سی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے، میں بھی ان فلوڈ ہائیڈرو پے حد پریشان ہوں۔ کیا ہو گئے؟ شاید تم شراب نہیں پیتے۔ میں نے اس دوران تمہیں ایک بار بھی شراب پیتے نہیں دیکھا۔"

"لیکن تمہیں منہ نہیں کرنا گا،" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شہری سے میں نے بے تکلفی کا اظہار شروع کر دیا تھا۔
"نہیں، تم نہیں پوچھ گئے تو میں بھی نہیں پوچھتی گی۔" وہ بھی اسی بے تکلفی سے بولی۔ اور پھر اس نے ایک مشروب کا آرڈر دے دیا۔

خوش رنگ مشروب ہمارے سامنے آ گیا تو میں نے اپنا گلاس اٹھا کر اس کی چھوٹی چھوٹی چند چٹکیاں لیں اور بڑا مارشل

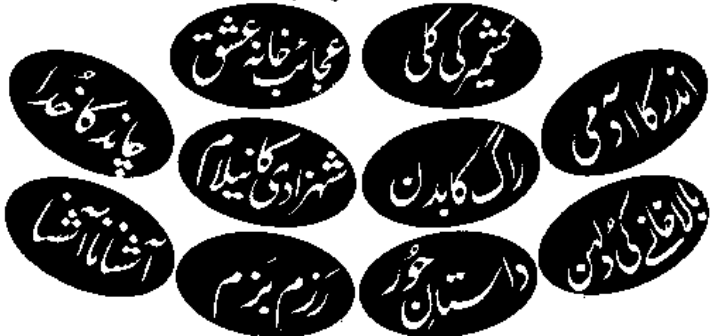
بزرگ کے چادو نگار، تاریخی کہانیوں کے جامع تصانیف کی سیٹ اپوری

تمام کتبوں کے تصانیف شائع ہو گئے ہیں

انسان جو کبھی نہیں بدلے گا اور کبھی بدلا نا نہیں ہوگا، اسی طرح یہ کہانیاں بھی کبھی بدلائی نہیں ہوں گی کیوں کہ یہ کہانیاں انسانوں کی کہانیاں ہیں۔

انسان! جو بادشاہ تھے وزیر تھے، امیر تھے، فاتح تھے، ظالم تھے، رحم دل تھے، انسانی جذبات، احساسات، فطرت اور جبلت جو آدم میں تھی، وہی آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ جس ماحول حالات، معاشرتی مقام اور تہذیبوں کے عروج و زوال کے مطابق ان کا طریقہ اظہار بدلتا رہے گا۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ الیاس سیٹاپوری نے ماضی کے بادشاہوں کی نہیں انسانوں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ انسانی جبلت اور فطرت کے ساتھ زندہ رہنے والی کہانیاں۔ ان کہانیوں میں وہ سب کچھ ہے جو انسان میں ہے۔ حسد، رشک، قہارت، رقابت، دوستی، دشمنی، جفاکاری، وہنا شعاری، سادگی، ریاکاری، ایشار، غداری، مسرت، انکساری، بہادری اور رینزدلی۔

انسانوں کی اشارت گیز کہانیوں کے مجموعے



قیمت فی کتاب ۲۵ روپے ڈاک فروغ کی کتاب خریدیں
تین کتابیں ڈاک فروغ کے پُر ڈاک فروغ ۶۷

آج ہی اپنا آرڈر بھیج دیجیے کیوں کہ یہ کتابیں محدود تعداد میں شائع ہو رہی ہیں

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس ۲۷۷ سیدین ٹیپا اسٹریٹ آئی ڈی جیڈ گڑھ لکھی

اس شکل میں منظور نہیں ہے۔ ہاں جو شیوہ کے بارے میں تم اپنی زبان بند کر دو گی۔ ہاں میں تم سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اب تم ہاں جو شیوہ کا ساتھ چھوڑ دو۔ مجھے میرے کشمکش سے ناراض ہونے دو۔ وہی شکل میں تھکا رہا ہے۔ دیکھتا ہوں جو تم نے جویری کی تھی، اگر زندہ نہ ہو تو تمہیں اپنا ہون کا۔ اس وقت تک تم اپنی صداقت کرو، یہاں سے کہیں علی صباؤ کسی ایسی جگہ جہاں تم جو شیوہ کی نگاہوں سے محفوظ رہو۔ میری امانت کے طور پر زندگی بسر کرو شیریں۔

شیری مجھے دیکھتی رہی۔ عورت آسمان کی بلندیوں پر کیوں نہ پہنچا کر نہ گئے، عداوت اسے ایک بے حس و سخت پتھر ہی کیوں نہ بنادیں لیکن مرد کی زبان سے نکلے ہوئے ہمدردی و اپنا بیت کے الفاظ اسے موم کی طرح پگھلا کر رکھ دیتے ہیں۔ شیریں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری ٹپک لگتی تھی۔

میں نے اس کے بازو پر قبضہ کر لیا۔ "نہیں شیریں! پتھر ایسا بیک پیس ہے، انھیں رونا نہیں چاہیے۔"

اس نے جلدی سے ایک چھوٹے سے دستی رومال سے اپنے آنسو خشک کر لیے اور میری آنکھوں میں انگلیاں بھسک کر لولی۔ "کاش! یہ مجھے تمل سے کہہ رہے ہو علی۔۔۔ کاش!"

"شیری! اتفاقاً کی سچائی پر کچھ جملوں میں نہیں ہوتی۔ بس اب میں جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔ آؤ، انھیں یہاں سے۔"

"کہاں؟۔۔۔ کہاں قیام کیا ہے تم نے؟"

"کہیں نہیں۔۔۔ ابھی تو میں لڑی۔۔۔"

"تو پھر آؤ۔ ہم پورل کینٹن چلتے ہیں۔ وہاں ایک کمرہ میرے لیے ہمیشہ مخصوص رہتا ہے۔ وہیں رہو گے تم میرے ساتھ جب تک بھی ایسے کے چرہ نہ چاہو۔" اس نے کہا۔

"مفید ہے شیریں، اس میں کوئی ہرج نہ نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔ شیریں کے لیے مسکول میں ہمدردی جاگ اٹھی تھی۔

جو کچھ میں نے اس سے کہا تھا، وہ میرے لیے خوف کا باعث تھا۔ لیکن جب زندگی کی بازی لگی ہوئی تھی تو باقی خطرات کیا حیثیت رکھتے تھے۔

کینٹن کا وہ کمرہ جو خوب صورت تھا اور شیریں کو شاید یہاں اچھی طرح پیمانہ جاتا تھا۔ کیونکہ وہ پیرز و خیر و اس سے بڑے احترام سے پیش آتے تھے۔ شیریں نے لباس تبدیل کیا اور پھر آرام کر لی پر میرے سامنے آ بیٹھی۔

"علی! تم بھی جذباتی ہو۔" اس نے کہا۔

"کیوں نہیں شیریں! جذبات ہی تونہنگی کی علامت ہوتے ہیں، انسان جذباتی نہ ہو تو کچھ کیا ہوتا ہے؟" میں نے کہا۔

"تم نے ایک گھانٹے کا سودا منظور کر لیا۔ میں ایک ہفتہ۔"

عورت ہوں، ہلاکوں کی پورٹ۔۔۔ خواہ مخواہ تم پر مسلط ہوگی ہوں۔ میں علی! پیرز یا گل ہوگی تھی میں اس وقت۔ ذہن پر چھوڑ دینا میں تھکے لیے کبھی غلاب نہیں ہوں گی۔ بھلا میں اس کا دل کھلی ہوں! اتنے میری خوشی کے لیے بہت جرات کا مظاہرہ کیا اور بہت بڑا کام کیا۔ مجھے سمجھ اڑ کہ یہ تو کام کرتے مجھے کسی لڑکے کی پٹیا چاہتے ہو اس کے بعد مجھے شاید وہ سب کچھ مل گیا جس کی دنیا توقع نہیں رکھتی تھی اور اب میرا دنیا کام شروع ہوتا ہے۔

"تم پھر جذباتی ہو گئیں شیریں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے تم سے کچھ نہیں معلوم کرنا۔ میں مرد ہوں اور تم عورت۔ میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ ہمارے ہاں، ہمیں کچھ دن میں تمام ہمدردی و اپنا بیت مرد پر ہوتی ہیں، وہ اپنی عورت کو کبھی میدان عمل میں بھی کھڑے سکون کے راستے نہیں اپناتا۔ میں اسی ملک کا باشندہ ہوں اسی قوم سے میرا تعلق ہے۔"

"عورت تھکے گھر کو تو نہ جاتی ہوگی، تھکے ہوئے بچوں کی پرورش تو کرنی ہوگی؟" اس نے کہا۔

"ہاں ایسی اس کا منصب ہے۔"

"تو پھر میں اپنے گھر کو منتقل رہی ہوں علی! اس حیثیت سے علی جو تم نے مجھے اچانک سے دی ہے۔ شیریں مسکرائی۔

"میں سمجھا نہیں؟ میں نے تم سے حیرت کا اظہار کیا۔"

"میں اس مشن کے بارے میں اپنی معلومات تم تک پہنچا چاہتی ہوں جس کے لیے تم سرگرم عمل ہو۔" اس نے کہا۔

میں نے ایک گہری سانس لی، وہ لمحے کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "میرے دل میں ڈرا باہر کا جائزہ لے لوں۔ میں اتنا ہی محتاط رہنا چاہیے۔"

"مرد۔۔۔ شیریں بولی اور میں دروازے کے باہر آ گیا۔ ذہن میں عجیب سے خیالات چکا رہے تھے۔ شیریں جو کچھ بتائے گا، یقیناً کارآمد ہوگا۔ اپنا اطمینان کرنے کے بعد میں اس کے سامنے موصوفہ پڑا بیٹھا۔

شیری چند لمحے خاموشی سے سوچتی رہی۔ پھر اس نے کہا۔

"علی! تم جس ملک کے نمائندے بن کر ہاں جو شیوہ کے مسئلے میں کم کر رہے ہو، اس میں تھکے اپنے فائدہ کیا کیا ہیں؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"مطلب یہ کہ تمہاری اپنی ذات اس معاملے میں کس حد تک مؤثر ہے؟"

"تم جاننی ہو کہ مجھے اس مشن کا انچارج بنا کر بھیجا گیا ہے۔" ہاں لیکن جن لوگوں کے درمیان تم آئے ہو، ان میں سے شاید کوئی بھی اس مشن سے غصے نہیں ہے۔ شیریں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" میں نے تیز انداز میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ یہاں جو لوگ موجود ہیں، وہ تقریباً تمام ہاں جو شیوہ کے زیر اثر ہیں اور اسی کی ہدایت کے تحت کام کرتے ہیں۔ ہاں جو شیوہ کی ہدایت یہ ہے کہ وہ اس کے خلاف مصروف عمل رہیں، جگہ جگہ انہیں نقصانات پہنچاتے رہیں لیکن جہاں وہ اشارہ کر لے، وہیں تم جاؤ۔"

"کیا کینٹن بھی اس میں شریک ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کینٹن۔۔۔ علی! تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ جب میں اپنے آپ کو تمہاری زندگی میں شامل کرنے کی بات کر رہی تھی، میرے ذہن میں یہ بات کیوں نہیں تھی کہ کینٹن میرا شوہر ہے، میں شادی شدہ ہوں؟"

"مجھے یہ سب سوچنے کی صلت کہاں ملی۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو! کینٹن میرا شوہر نہیں ہے۔ میں اس کی ذمہ داری ہوں۔" اس کی نگاہوں سے کتنی دلچسپی نکلتی تھی۔

میں ہاں جو شیوہ کی خاص نمائندہ ہوں۔ کینٹن ذات خود جڑا آدمی نہیں ہے۔ اس کے بوی بچے ہاں جو شیوہ کے قبضے میں ہیں، اور اس کے بعد ہی مجھے کینٹن کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

میں ہاں جو شیوہ کے معاملات کو بے آسانی کٹرلوں کر سکتا ہوں، مگر ادا دوسرے تمام لوگ میرے سب میری زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔ ہاں جو شیوہ میں جو ہاں جو شیوہ چاہتا ہے، میں بھری حقیقتی مشن اور اس کے دماغ ہر شخص کے بارے میں مفصل رپورٹ فراہم کرتی ہوں۔

اب انھیں اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اس رات بھی میں غافل نہیں تھی جب تم نے میری رات گزر کر اس وقت بھی جب تم پر لے ہوئے تھے۔ میں تمہاری مصروفیات کے بارے میں مفصل رپورٹ فراہم کرتی تھی۔ یہ سب کچھ ہاں جو شیوہ کے لیے تھا۔

"گڈ! تو تم نے میرے بارے میں جو شیوہ کو کیا رپورٹ فراہم کی؟"

میں نے سوال کیا اور شیریں مسکرائی۔

"میں اتنی معمولی حیثیت کی مالک نہیں ہوں علی کہ خدا ہی ہٹا کر رپورٹیں فراہم کرتی رہوں۔ مجھے۔۔۔ اختیارات حاصل ہیں کہ اگر کسی شخص کو ہاں جو شیوہ کے مقابل پائل تو لے کر نکال دوں اور اس مسئلے میں اپنے ہاتھوں سے میں چھوڑ دوں تو کچھ بھی ہو۔ یہ سب وہی تھے جو ہاں جو شیوہ کے خلاف ہٹا کر انہیں کارروائی کر رہے تھے۔ تمہارے بارے میں ابھی میں نے کوئی رپورٹ پیش نہیں کی۔"

"شیری! یہ بتاؤ، فارنوس اور سولیا کون ہیں؟ کیا وہ ان کے ساتھ سے تعلق ہیں؟"

"نہیں۔۔۔ فارنوس اسرائیلی سیکورٹ سروس کا ایک رکن تھا۔ سولیا اس کی اسٹنٹ۔ یہ دونوں ایک تحفیہ مشن پر یہاں آئے۔"

ہوئے ہیں جس کی تفصیل میرے سر پر نہیں ہے۔ مجھے صرف ہدایات ملی تھیں کہ ان کی کسی ضرورت پر ان سے تعاون کروں لیکن انھیں نے ابھی تک مجھ سے کوئی خاص درخواست نہیں مانگی۔"

"فارنوس اسرائیلی سیکورٹ سروس کا آدمی ہے؟" میں نے تیز انداز میں کہا۔

"ہاں علی! وہ ایک آپ میں ہے، جو ان آدمی ہے اور خاصا جاگ ملک معلوم ہوتا ہے۔ یہی کیفیت اس رات کی ہے۔"

"کیا وہ دونوں اسی جزیرے پر ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں! ابھی وہ وہیں مقیم ہیں، جزیرے سے میں چٹانوں کے درمیان انھوں نے اپنی رہائش گاہ بنائی ہوئی ہے۔ میں اس کی نشاندہی کروں گی۔ کیا تمہیں اس شخص سے پوچھنی ہے؟"

"ہاں، یقیناً۔ یہ جاننے کے بعد تو مجھے اس سے مزید پوچھنی ہوگی ہے کہ وہ اسرائیلی ہے۔"

"نہا اسرائیلی گردہ یہاں مسلسل مصروف عمل ہے اور اسے کچھ ایسی سہولتیں حاصل ہیں کہ وہ خاصی اچھی پوزیشن میں ہے۔ تم نے سمجھ میں ڈالنا میرا ایک ہمارا دیکھا ہوگا، وہ تمام لوگ اسی جہاز پر ہیں۔

ہاں جو شیوہ اس آبدوز کے بارے میں دنیا کے ہر ملک کو سوسے جاز کر رہے ہیں اور علی! ان میں سے میں ایک یہ کام اسرائیل کے لیے کر رہے ہیں۔ وہ آبدوز اور کیمادای ہتھیاروں کے فارمولے پر تحقیق پر اسرائیلی کے حوالے کر دیتا چاہتے ہیں۔"

"ہاں! ایک کتاب بتا رہے شیریں، تو یہ بھی بتا دو کہ ان عربوں کی طرف سے۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ کیا فلسطینی تنظیم نے بھی اس مسئلے میں ہاں جو شیوہ سے رابطہ قائم کیا ہے؟"

"ہاں۔ اس کے بارے میں میں آبدوز کیمادای ہتھیار کے مقرر میں سفر کر رہی تھی، عربوں کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا تھا چنانچہ عربوں کی ایک مشن کو کافر میں میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس آبدوز کے حصول کے لیے وہ بھی کوشش کریں۔ بد قسمتی سے اس قوم کے ہمدردوں کی کمی ہے اس کا پس منظر کچھ بھی ہو لیکن غلوں سے کوئی بھی فرق مسلم ان کے لیے کام نہیں کر رہا۔ اب وہ خود بھی اتنا سرمایہ فراہم کرنے کو تیار ہیں کہ ہاں جو شیوہ کی مالک پوری کر دی جائے لیکن ان کے لیے منقول انداز میں کام نہیں کیا جا رہا۔ تو آدمیوں کا ایک وفد ان کے پر اتار تھا لیکن چند گھنٹوں کے بعد اس کا پتا نہیں چلا کہ وہ لوگ کہاں گئے۔ اس طرح عربوں کی نمائندگی تم گھر دی گئی۔ اس کے بعد سے میرا بابت کام کوئی وفد کام کرنے نہیں آیا۔ البتہ کچھ فرانسیسی ہاں جو شیوہ ملک عربوں کی پیش کش پر پہنچ گئی ہے لیکن فیصلے کے لیے کون سے عوامل تاخیر کر رہے ہیں، اس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔"

قیری سے حاصل ہونے والی معلومات پر قیری نے قہقہے سے دل سے وہ چھانسی بھی نکل گئی تھی جس کی گھٹک بچھے بے چین کیے ہوئے تھی اور میں ہی سوچ رہا تھا کہ میں سب مجھے بے وقوف بنا کر میری جذباتی کیفیت سے فائدہ تو نہیں اٹھایا گیا لیکن یہ حقیقت تھی کہ ایک بار پھر میری تقدیر نے مجھے سلائی کے نیلے کلسٹیوں کے لیے ایک قدرت انجام دینے کا موقع فراہم کیا تھا احباب میں نہایت دلچسپی سے اور محسوس انداز میں اس کام کے لیے اپنی جان کی بازی لگا سکتا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا۔ "میں شیری اب تو آپ پر کھیرے دینا کی سب سے قیمتی شے بن گئی ہوں۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد میں نے کہا۔ "شیری تم سوچ رہی ہو گی کہ لگا کر کرنے کے باوجود میں تم سے معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ لیکن یقین کرو اس میں کوئی بددیانتی نہیں ہے۔"

"اس کے کچھ نہ کہنا علی اس بارے میں پلیرا" شیری نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔
"اچھا اب یہ بتاؤ کہ ہال جو شو کے سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟" شیری اس سوال پر سرکائی لگا چوں سے مجھے دیکھنے لگی تھی۔
"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اب تک اس سلسلے میں کیا کیا ہے؟ ہزار کے درمیان آمدورفت سے تمہیں کچھ معلومات حاصل ہوئیں یا نہیں؟"

"تم جانتی ہو شیری ابھی تک مجھے اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں حاصل ہو سکی۔" میں نے جواب دیا۔
"سب سے پہلی بات میں تمہیں یہ بتا دوں مگر ہال جو شیو بہت بڑا سارا شخصیت کا مالک ہے۔ میں نے اب تک بے شمار اغوار سے ملقات میں کہا ہے، وہ جو ہال جو شیو کے لیے بڑے بڑے کام انجام دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایسا مجھے آج تک نہیں مل سکا جس نے یہ کہا ہو کہ وہ ہال جو شیو سے واقف ہے۔ ہال جو شیو آج تک کسی کے سامنے نہیں آیا۔ وہ صرف ایک نام ہے ایک ایسا خوفناک نام جس سے وقت بھی اور جہاں بھی لیا جائے وہاں وہ موجود ہوتا ہے۔ ہم اکثر اسے کسی بددور کی حیثیت سے یاد کرتے ہیں البتہ میں آنا ضرور جانتی ہوں کہ وہ اپنے ماحول سے ایک وہمیں اور چالاک انسان ہے جو اپنے ساتھیوں کو ترسوا کرنا جانتا ہے۔ اس کی اپنی شخصیت بالکل عام سی ہوگی۔ وہ یقیناً لوگوں کے درمیان رہتا ہو گا اور لوگ یہ سوچ بھی نہیں پاتے ہوں گے کہ ان کے اہل اس کے اطراف میں بکھرے ہوئے جڑیوں کا مالک وہ شخص ہے جسے وہ ایک انتہائی معمولی آدمی سمجھتے ہیں۔ یہ میرا تجربہ ہے کہ وہ ہر ایک کو دوسرے لوگ بھی میری اس بات سے متفق ہیں اور خود بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ علی یہ سوچا کہ ہال جو شیو

آسانی سے تمہارے ہاتھ لگ سکتا ہے، حماقت کی بات ہو گی۔ کے خلاف وسیع میدان پر تمہیں کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ تمہارے لیے یہ ممکن نہیں ہو گا۔ تم صرف جس مقصد کے تحت آئے ہو اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو اس کے خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ۔ یہی زیادہ مناسب ہو گا اور میں تمہیں ایک دوست کی حیثیت سے یہی مشورہ دے سکتی ہوں ہال جو شیو کے چکر میں زیادہ گمراہیوں تک نہ پہنچ جانا نقصان اٹھاؤ گے۔"

"میں اس شو سے کو فلوں میں سے تسلیم کرتا ہوں۔ وہ حقیقت ہال جو شیو سے میری کوئی ذاتی پر خاش نہیں ہے کہ میں صرف اس کی موت کا خواہاں ہو جاؤں۔ میں تو اپنے مقصد حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" اور یہی عقل مندی کی بات ہے علی۔" شیری نے جواب دیا۔
"لیکن میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اجتہاد اگلاں سے کروں؟"

"جو کچھ میں کہہ رہی ہوں علی، تمہیں اس پر پورا اُتھو کرنا ہو گا۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا۔"

کھنے کی کوشش کر۔" میں سمجھ رہی ہوں۔" شیری سکڑا ہوا لبلی اور پھر ہنس پڑی۔
"کیوں؟ تمہاری ایسی ہی بعض اوقات بڑی بڑا سارا ہو جوتی ہے۔"

231

نہلے۔ یہ ان کے کامرت بڑا تجربے اور خاصا با اثر سمجھا جاتا ہے اور یہاں بالشر کی تعریف یہ ہے کہ اس کی تحویل میں سوچا پس راک کے مورد ہوتے ہیں جو اس کے لیے خون کی ندیاں بہاؤں، وہ فوراً کا زہریلے شہسہ اور کوئی خاص بات اس کے ہائے میں معلوم نہیں ہے۔"

230

بھی نہ کرنے دے گی بہت دیر تک مورچے سمجھا تا رہا اور میں خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ اپنے دل میں جو فیصلہ میں نے کر لیا تھا اس پر عمل کرنے کے لیے میں پوری طرح تیار تھا۔ اس کے بعد کہ وقت میں نے اپنی تیاریوں میں گزارا۔

شارڈ ٹو ایک ایسا قابل اعتماد ساتھی تھا جو میرے مقصد کی تکمیل کے لیے ہر بہترین معاون ثابت ہوتا لیکن اب اس بے چارے کا اس دنیا میں کوئی وجود نہیں تھا۔ کینٹ ڈیفو کو میں نے اس بایس میں کوئی تفصیل نہیں بتائی تھی کیونکہ کینٹ خود جانتا تھا اپنی تیاریوں کے سلسلے میں، میں نے کینٹ سے کچھ چیزوں کی لڑائی کی تھی۔ اس کی تو اس نے فحشوں دل سے وہ سب کچھ میرے حوالے کرنے کا وعدہ کر لیا۔ اس وعدے کی دہری نوعیت تھی۔ یعنی اس مشن کے سلسلے میں اسے میرے ساتھ فحش فہمی تعاون بھی کرنا تھا لیکن باقی ہارڈ پر بھی وہ مجھ سے تعاون کرنا تھا۔ چنانچہ مشن کی تفصیلات پوچھے بغیر اس نے مجھے میری مطلوبہ چیزیں فراہم کر دیں۔ دعا گئی کے لیے میں نے ایک مخصوص وقت کا تعین کیا تھا۔ شیری نے ان کے لیے مجھے بتایا تھا کہ وہ دس بجے مارشل پر پہنچ جائے گی لیکن حسب وعدہ وہ واپس نہیں آئی تھی۔

میرے ذہن میں کچھ عجیب سے خیالات آنے لگے تھے۔ لیکن میں نے خود ہی ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا۔ شیری پر شبہ کرنا اب مناسب نہیں تھا۔ وہ نہایت عرصے سے تمام منصوبات مجھے دے چکی تھی۔ ممکن ہے ان کے پر کسی خاص کام میں مصروف ہو گئی ہو۔ پھر یہ رات بھی گزر گئی۔

دوسری صبح تقریباً نو بجے میں اپنی وہ مخصوص کشتی کے سمندر میں اتر گیا جو موری سارو سامان سے لیس تھی۔ یہ سب کچھ مجھے کینٹ نے خفیہ طور پر فراہم کیا تھا اور میرے پاس میں اس وقت کی ایسی منسلک چیزیں پوشیدہ نقیب ہو کسی بھی ہنگام سے صورت حال میں میرے کام آ سکتی تھیں کہ انہیں اپنے اس مشن کی حاجت سے میں خاصا مطمئن تھا اور مجھے امید تھی کہ اور کچھ نہ ہو سکا تو کسی خطرناک مرحلے پر اپنی جان فوج بچا سکتا ہوں۔

کشتی مناسبت رفتار سے آگے بڑھنے لگی۔ میں سمندر میں ایک مخصوص وقت گزارنے کے بعد غروب آفتاب کے وقت فوراً کار کے نزدیک پہنچا جاتا تھا اور اس کے لیے مجھے یہ دن سخت دہری میں گزارنا تھا۔ میں نے سارا دن سمندر میں آوارہ گردی کرتے دہلے ایک تعویذ پسند کی حیثیت سے گزارا۔ دوپہر کے وقت میں نے فوراً کار کی طرف رخ کیا اور اس جزیرے کو کافی فاصلے سے دیکھا ہو گا اور گریا۔ پھر غروب آفتاب کے وقت میں نے فوراً کار کی طرف رخ کر لیا اور اب میں سیدھا اس کی جانب جا رہا تھا۔

میں نے دن کے وقت فوج کے اہلچالوں میں وہ دہلے دیکھا تھا جس کی سمت مجھے بڑھنا تھا۔ جیسے جیسے فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا، میں نے اس کے دور میں تیز رفتاری سے جاری تھی کیونکہ مجھے اس کے بارے میں بہت کچھ یاد آیا تھا اور میں اس وقت اپنے آپ کو ہر قسم کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ فوج میں سے ہونے والے ایک لاریچ کو لکھتے دیکھا جو تیزی سے میری طرف آ رہی تھی۔ دو دستہ تھے جن میں مختار ہو گیا۔ میں نے کشتی کا رخ فوراً تبدیل کر دیا اور سیدھا آگے بڑھا رہا۔ لیکن پھر مجھے محسوس ہوا کہ لاریچ پر موجود لوگوں کے ارادے خطرناک ہیں۔ انھوں نے میرے پاس بدھ ہوئے رخ کو بھی نظر انداز کر دیا تھا اور لاریچ سیدھی کشتی کی جانب چلی آ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی ایک چال چلی، کشتی کا رخ فوراً بدل دیا تاکہ وہ اپنے راستے پر نہ لگے۔ پھر کشتی بڑھتی بڑھتی خود بخود اپنے کمرل ریگنگ سوارینگ کی طرف بڑھنے لگا۔ ریگنگ کا یہ حصہ تقریباً لاریچ والوں کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔ چنانچہ میں ریگنگ کے قریب لیٹ گیا کہ وہ لوگوں کا جائزہ لیتا رہا اور پھر آہستگی سے پانی میں پھسل گیا۔ وہی میں کافی تیز رفتاری سے کشتی سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ پیروں میں بندھے ہوئے پلیٹیز تیز رفتاری میں خاصے مددگار ثابت ہوئے تھے۔ بلن پر بہترین خوب خوری کا لباس موجود تھا جس کے نیچے ایک پورا اسلحہ خانہ پوشیدہ تھا۔

کشتی اور لاریچ کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے آڑی بار لائے دیکھا اور اس کے بعد پانی میں غوطہ کھا دیا۔ میں نیچے نیچے ان سے کافی دور ہونے کی کوشش کر رہا تھا کہ کشتی کے قریب ایک میں نے پانی یہ کوشش جاری رکھی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ سطح پر ابھرا۔ وہ دیکھ کر مجھے کوئی تعجب نہ ہوا کہ میری کشتی تباہ ہو چکی تھی۔ پانی کی سطح پر شے دھس کر رہے تھے۔ غالباً کوئی منسلک ہتھیار استعمال کیا گیا تھا۔ میں نے دل میں دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ وقت منیصل گیا ورنہ ان فحشوں میں میرا دن بھی بل ہوتا۔

میں نے بھرتی سے پانی میں غوطہ کھا لیا اور جزیرے کی سمت بڑھنے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ لاریچ اس وقت تک یہاں ہے کہ قریب تک میری کشتی مکمل طور پر پانی میں غرق نہیں ہو جاتی۔ وہ لوگ دریچ سے گویاں بھی برسا رہے تھے۔ پانی میں تیرتی ہوئی ہر شے پر گویاں برسا کر وہ کسی ذی روع کی زندگی کا شبہ نہیں سمجھتا تھا۔ جیسے تھے۔ اس کے بعد ہی وہ وہیں دہلے کی طرف جا رہے تھے۔ بہت دور جا کر میں نے پانی کی سطح پر سر اٹھایا تاکہ اندھیرا پھیل گیا تھا اس لیے دور سے دیکھ جاتے کہ خواہ میں کتنا بھی اندازہ نہیں تھا کہ میں دہلے سے کس حد تک قریب ہوں لیکن اس کا اندازہ لگانے میں

مجھے بہت زیادہ وقت نہیں ہوا۔ وہ جگہ میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ شیری نے مجھے اس رخ کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ اوپر سے طور پر میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ جزیرے کی زمین پر دو گچھے جانے کا خطہ مول نہ لوں بلکہ صرف اس دہلے کا رخ کروں جہاں سے گزر کر میں اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ صبح طور پر اندازہ لگانے کے بعد میں پانی کے اوپر اوپر تیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

اب میرے اور جزیرے کے درمیان کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ لاریچ ابھی تک وہاں نہیں ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے کوئی خطہ مول نہیں لیا تھا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کیونکہ اس طرف آ رہا تھا ممکن ہے کہ میں فوراً کار کے دو دستہ حصوں کی طرف رخ کرتا تو شاید وہ یہ فوری اقدام نہ کرتے۔ یہ کوشش صرف اس لیے کی گئی تھی کہ میرا رخ اس دہلے کی سمت تھا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے غار کے دہلے میں جھانکا۔ ترشی ہوئی چٹانوں کے درمیان یہ دہلے خصوصاً بتایا گیا تھا۔ سامنے دہلے حصے سے ایک پختہ ڈھلوان پانی کی سمت پہنچ رہی تھی۔ اس چٹان کو درختوں اور اوپر کی جھاڑیوں نے چھپا رکھا تھا۔ چنانچہ مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ چٹان کے دوسری طرف بھی ایسا ہی راستہ ہو گا۔ جوں جوں میں آگے بڑھتا رہا، پانی کی گہرائی کم ہوتی گئی۔ قریب پہنچنے پر ایک اور رنگ دکھائی دی جو چٹان کے اندر تک پہنچ گئی تھی۔ لیکن دھشتا مجھے چونکا پڑا۔ عقب سے میں نے لاریچ کے آگے کی آواز سنی تھی۔

لاریچ واپس آ رہی تھی۔ میں تیزی سے غوطہ گر کرتا ہوا دہلے سے کافی دور نکل گیا جب تھوڑی دیر پہنچنے کے بعد میں نے پانی سے سر اٹھایا تو لاریچ سرنگ میں داخل ہو رہی تھی پھر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور میں دوبارہ دہلے کی طرف بڑھنے لگا۔ سرنگ میں تین چار دست بڑے آہنی پائپ نظر آ رہے تھے۔ ان کے قریب پہنچ کر میں ان کے بارے میں اندازہ لگانے لگا۔ یہ تو تین سو چار یا سکتا تھا کہ گزرا ہوا پائپ جزیرے کی آبادی کے گندے پانی کی نکاسی کے لیے پھیلے گئے ہوں گے۔ کیونکہ اس جزیرے پر کوئی باقا آبادی نہیں تھی۔ دہلے کے بائیں طرف پانی میں ایک مختصر سا کوبان بھی اٹھایا ہوا تھا۔

اس طرف پہنچا تو پانی کی لہریں مجھے خود بخود آگے دھکیلتے گئیں۔ میں جزیرے اور اس چھوٹے سے کوبان کے درمیان پہنچ گیا۔ ان دونوں کے درمیان یہ حصہ ایک راہداری کی طرح بن گیا تھا، چنانچہ میں پانی کی اس چھوٹی سی سرنگ پر آگے بڑھتا ہوا دہلے کے قریب پہنچ کر میں نے غوطہ کھا لیا اور مسلسل تیرتا ہوا غار کے اندر داخل ہو گیا۔ یہاں پہلے سے تاریکی چھائی ہوئی تھی اور یہ اندازہ لگانے کے مشکل کام تھا کہ آگے کیا ہو گا۔ میں اس عمارت کے بارے میں معلومات

موزور رکھتا تھا جس میں شیری کے بیان کے مطابق آبی دان فیورہتا تھا۔ لیکن اس کے داخلی راستوں کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا۔ ایک عقب سے پانی کا دباؤ محسوس ہوا اور میں چونک کر سانس روک لیا۔ میں نے گردن کھڑکی کھینچ کر دیکھا اور یہ اندازہ لگانے میں مجھے کوئی وقت نہ ہوا کہ کوئی سیولائزڈ قاتل کمرہ ہے مجھے یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ ایک آدمی تھا یا ایک کتا زیادہ۔

دھشتا میں بجلی کی سی پھرتی سے دائیں طرف پانی کے نیچے جھٹکتا چلا گیا کیونکہ میں نے ایک جلی سی شمع لکھتی ہوئی دیکھی تھی۔ یقیناً اسپرنگ سے پھر پھارنگ لگا گیا تھا۔ میں اس نشہ کی زد سے نکل گیا اور شمع کے میسرے پر دست کر رہی۔ یہ بہترین ہوا تھا۔ یہاں مجھ سے حماقت ہو گئی تھی۔ مجھے ہر قیمت پر چھپنے رہنا چاہیے تھا اور ان لوگوں کو میری زندگی کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کشتی کی تباہی کے بعد بھی اگر انھیں کسی کی زندگی کا شبہ نہ چلے تو خطرناک بات تھی۔

پہلے غار سے محفوظ ہونے کے بعد میں سمجھنے بھی نہ پایا تھا کہ زیر آب پھر روشنی سی محسوس ہوئی اور میں اس روشنی سے ناواقف نہیں تھا۔ میں نے قریب کر کے دیکھ لیا۔ اس بار وہ غار ہوئے تھے۔ تیز گہری سی مگھلائی فنڈیک سے گزر گئیں۔ صورت حال بے حد خوفناک ہو گئی تھی۔ ان کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں تھا اور میرے لیے ان سے مقابلہ کرنا سخت مشکل کام تھا۔ اس وقت اگر انھیں اطلاع دے کر یہی نکل جائیں تو بہت بڑی بات تھی۔ ان زیر آب محافظوں کے بارے میں مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ کون کون سی سامتی قوتوں سے آراستہ ہیں اور تاریکی میں دیکھنے کے اوقات ان کے پاس موجود ہیں یا نہیں۔ مقابلہ کرنے کے لیے میرے پاس بھی بہت کچھ تھا لیکن یہ مقابلہ کسی طور پر میرے سودمند نہیں تھا۔

میں نے آخری بار رنگ کر اس سمت کا اندازہ لگایا جہاں وہ اس وقت موجود تھے۔ اور پھر پانی کی گہرائی میں جتنا نیچے جا سکتا تھا چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے بغیر جان کے دوسری سمت تیرنے لگا۔ یہ کوشش کارگر رہی اور میں اس آبی سرنگ کے دوسرے دہلے پہنچ گیا۔ اس کے بعد سرنگ میں لڑنے کا کوئی حوالہ نہیں تھا۔ میں گہری ریت پر دوڑنے لگا اور وہاں سے کافی دور نکل گیا۔ جگہ کے بارے میں تو کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ اب مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں تک کہ میں اس آبی پاس سے چھوڑا جا رہا ہو۔ میں نے غار میں بھی رکاوٹیں دیکھا۔ ایسی ایک جگہ مجھے مل گئی اور میں نے نہایت چھپتی سے یہاں آ کر پھیل گیا۔ میرے پاس جو کچھ موجود تھا اس سے میں مطمئن تھا کہ کم از کم ان لوگوں سے میں ایک شاندار جنگ لڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد پھر وہاں دیکھا جیسے گا۔ لیکن میری خواہش یہی تھی کہ

مجھے ہاں کچھ وقت مل جائے میں نے لباس کا بٹل بنا کر ایک درخت کی بلند شاخ پر لٹکا دیا میں رک کر میں نے تاریکی اور وحشت میں بیٹھے اس جزیرے کو دیکھا۔ وحشت کی وجہ سے کوئی چیز واضح نہیں تھی۔ کچھ دیر میں درخت پر گر کر ادا ہو گیا ایک سمت کا تعین کر کے مجھے اتار آواگے بڑھ گیا۔ لیکن ہاں کچھ ایسا انتظام ضرور تھا کوئی ایسی چیز تھی جس کی وجہ سے ان لوگوں کو جزیرے پر نہ آتے بلکہ وہی لوگوں کا اندازہ ہو جاتا تھا کہ کون کونسی طرف سے آ رہا تھا کہ اطراف میں کچھ سرسبز تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا کی آوازیں سنائی دیں۔ کوئی پیغام دیا جا رہا تھا۔ رات کے چار بج رہے تھے میں یہ آوازیں مجھے صاف سنائی دے رہی تھیں۔ میں نے فوراً ہی طرف بدل دیا اور ادراچی جھاڑیوں کے پاس جھٹکی طرف دوڑنے لگا جو کچھ فیصلے پر نظر آیا۔ اس وقت فضا کا سا آئینہ ہو گیا اور فضا رنگ کی آواز ابھری۔ کئی گولیاں میرے پاس سے گزریں۔ تاریکی کی وجہ سے وہ لوگ بھی میرے پاس سے گزرتے تھے اندازے میں لگا پا رہے تھے۔ اور اس کا انھیں بہت جلد احساس ہو گیا۔ تیز روشنیوں میں اٹھیں اور فضا مودگر ہوئی لیکن میں فوراً زمین پر گر پڑا تاکہ انھیں فوراً ہی میری سمت کا اندازہ نہ ہو جائے۔

روشنی انھیں چھوڑے سے ہی تھی۔ گولیاں اندھا دھند چلنے لگیں اور میرے لیے ان سے بچنا مشکل ہو گیا۔ لیکن مجھے ان کی سمت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ مرگ کے دہانے کے قریب تھے اور مجھ سے ملنے پر تھے جہاں سے مجھے نشانہ بنانا ان کے لیے مشکل نہیں تھا۔ اس وقت حالات میرے خلاف تھے اور اب اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ ان سے متعلقہ کروں۔ میں زمین پر ریختی ہو جاؤں گا کہ جھٹکی کی طرف بڑھا اور اس میں گھسنے میں کامیاب ہو گیا۔ تیز روشنیوں نے ایک ایک چیز روشن کر رکھی تھی۔ اس وقت مجھے ہی ان روشنیوں سے فائدہ ہو گیا۔ وہ لوگ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور میں انھیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے جو ایک کارآمد چیز نظر آئی تھی وہ ایک انجری تھی جو چٹان سے تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر تھی۔ اس چٹان کی چوٹی ایک سوانہ نما آواز تھا جو یقیناً چٹان کے نیچے کسی غار کی نشاندہی کر سکتا تھا اگر مجھے ان کی گولیاں سے بچنے کا موقع مل جائے تو چھوڑیں ان سے ووتر متعلقہ کر سکتا تھا چنانچہ میں نے اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کر لیا چند افراد مجھے محتاط انداز میں جھاڑیوں کی طرف بڑھتے نظر آئے اور میں نے ایک مخصوص پتوں کی ناک کران پر فائرنگ کر دی۔ سب سے آواز پتوں کی محکم فائرنگ سنائی دیں۔ لیکن ان کی تعداد محدود نہیں تھی۔ انھیں وہ سب ریت پر پڑے ہو گئے۔ لیکن ان کی تعداد محدود نہیں تھی۔ انھیں ٹھکانے لگانے کے بعد میں نے جھاڑیوں سے گولیاں لگا کر اب میری

کوشش تھی کہ میں کسی طرح اس چٹان کے قریب پہنچ جاؤں جس کے نیچے مجھے وہاں نظر آ رہا تھا۔ میں نے چھوڑے سے اس طرف دوڑ لگائی لیکن میں چھوڑے میں جھاڑیوں سے نہ نکلا تھا اس سے زیادہ چھوڑے سے واپس اٹھی میں آنا پڑا۔ گولیاں کا ایک برسٹ میرے قریب سے گزر گیا۔ کچھ اور لوگ بھی اس پاس موجود تھے اور اب میرے لیے وہ آسٹیاں نہ رہیں جو تھوڑی دیر پہلے تھیں۔ انھوں نے جھاڑیوں کا نشانہ لے کر گولیاں کی بارش کر دی جھاڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں۔ اب ایک لمحے میں ان کے نیچے بڑا ہوا نہیں لی جا سکتی تھی میں تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ پھر جھاڑیوں میں ایک دو تھیم چھپ گیا اور جھاڑیوں میں گولیاں کے ٹوٹنے کے ساتھ فضا میں بلند ہو گئیں۔ ہم کی تباہ کاری سے بچ جانا تعجب تھی۔ میں نے اس گرو سے فائدہ اٹھایا اور دوڑ کر چٹان کے دامن میں پناہ لے گیا۔ وہاں میرے سامنے تھا۔ میں نے اس میں داخل ہونے میں دیر نہیں کی تھی۔ اندر ایک لمبی سرنگ دوڑنے لگی تھی۔ اس وقت اس سرنگ کے بائیں میں سوچنے کا موقع نہیں تھا۔ میں اس میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کھڑے ہو کر چلنے کی جگہ نہیں تھی بس گھٹنوں کے بل آگے بڑھنا پڑا۔ تھوڑی دیر پہنچ کر راستہ کشادہ ہو گیا لیکن اب وہ گہرائی میں آ رہا تھا۔ مجھے محتاط ہونا پڑا۔ سب کچھ تھوڑی دیر میں تھا۔ گلاب انسانی ہاتھوں کی تلاش صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ میں رک گیا۔ اس سرنگ کے دوسرے سرے پر پہنچ جاؤں یا کسی جگہ کوں فیصلہ کر نہیں میں چند لمحے صرف ہونے، باہر مروت میرا انتظار کر رہی تھی۔ اور اندہ۔۔۔ اندر کے پاس میں کچھ نہیں کر سکتا تھا تاہم کتنی ہی ہمت اب مجھ میں نہیں تھی۔ چنانچہ آگے بڑھ گیا۔

سرنگ کا دوسرا دہانہ تھوڑی دیر میں تھا میں اس سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ اندازہ ہی نہیں ہو جا رہا تھا کہ یہ کیسی جگہ ہے۔ سانپوں کی بلاؤں سے گونج رہی تھی۔ ابھی کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پایا تھا کہ دفعتاً ایک عجیب سی آواز ابھری اور پھر مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک سرخ روشنی جل اٹھی۔ آواز آ رہی تھی۔ اس سرخ روشنی اچانک گھومنے لگی۔ اور دفعتاً میرے عقب میں ایک اور آواز ابھری۔ میں اچھل پڑا۔ ایک فلائی ریل سرنگ کے اس دہانے پر رنگ آئی جس سے میں اندر آیا تھا۔ دہانہ اب پوری طرح بند تھا اس کا احساس سرخ روشنی کی وجہ سے ہوا تھا جو گھومتی ہوئی اس دہانے کے اوپر سے گزری تھی۔ میں وحشت زدہ لگا ہوں سے اس روشنی کو دیکھنے لگا جو ایک ہی جگہ گھوم رہی تھی۔ پھر ایک مٹتی آواز ابھری۔

”کیں... کیں دن... اوٹو فائو تھری فور۔ او او... ٹو تھری فو فائو کو... او فائو فور۔ تھری۔۔۔ ٹوون۔۔۔ فیرو... او او اس کے

ساتھ ہی دفعتاً آواز دو گولیاں چلیں۔ اس آواز کے رک رک کر ہونے سے مجھے کچھ شبہ ہوا تھا اس کے قریب کھینے سے قبل ہی میں اندھا جا کر چلا تھا یہی مستعدی اندر نہانت تھی کچھ ہی گھبراہٹ میں سرگردان میں اتنے سوراخ برسر تھے کہ مجھ نے جا سکتے۔

پھر روشنی کے نیچے کچھ بھی تھا ۲۰ گز بڑھنے لگا۔ اب اس کے قدموں کی دھمکے علاوہ اور کوئی آواز نہیں تھی۔ اور یہ دھمک انسانی قدموں کی نہیں تھی۔ وہ لہرے کے پاؤں تھے۔

روبوٹ! ایسے قدموں نے فوج لگائی۔ میں نے پیٹے پیٹے ایک رنگ کر وہ جگہ چھوڑ دی جہاں موجود تھا۔ یہ بھی بڑا اختیارانہ انداز میں ہوا تھا۔ لیکن اس بار بھی یہ میری جان بچانے کا باعث بن گیا۔ روبوٹ کسی خاص سمت پر سرکھول ہو رہا تھا۔ اس بار اس نے زمین پر فائرنگ کی تھی۔ اس جگہ کے بائیں میں کوئی صیغ اندازہ نہیں تھا۔ سرخ روشنی کی وجہ سے گھوڑا بڑی چھٹ گئی تھی ورنہ کچھ بھی نظر نہ آتا۔ میرے ذہن میں ایک ہی خیال آیا، اگر کسی طرح یہ روشنی تباہ کر دی جائے تو ممکن ہے روبوٹ کا کارہ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے احتیاط سے روشنی کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ سرخ روشنی ایک دم بجھ گئی لیکن اس کے بعد مجھ پر حملہ آگیا۔ روبوٹ کی گتیں سرخ بدل بدل کر اندھا دھند فائرنگ کرنے لگیں۔ وہ غار کے ہر حصے کو نشانہ بن رہی تھیں اور اب اس میں ہوا تھا کہ یہ جگہ صرف خواتین سے شیشے کی چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں ابھری تھیں۔ روبوٹ رگے رگے بن کر گولیاں برس رہا تھا پھر اچانک اس کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں اور ایک فولا دی پٹا میرے قریب سے گزر گیا۔ اگر میں اس کی پیشت میں آجاتا تو شاید بدن کی کوئی ہڈی اپنی جگہ نہ رہتی۔ پھر بھی کئی سی جھپٹ لگی اور میں اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔ سر میں چوٹ لگی تھی اور آنکھوں کے سامنے چمک چمکیاں آؤں گئیں۔۔۔ پھر ایک دھماکا ہوا۔ روبوٹ دیوار سے ٹکرایا تھا اور بس اس کے بوند کوئی ہوش نہیں رہا۔

نہ جانے کب ہوش آیا۔ وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اطراف میں کچھ نیلی روشنی بکھری ہوئی تھی۔ بدن کے نیچے آہنی زمرائیں تھیں کہ وہ جہاں بائیں محسوس ہو رہا تھا۔ احساسات جاگے تو گریسے ہوئے لمحات یاد آئے۔ اچھل کر شیشے کی کوشش کی لیکن ہاتھ نہ ٹپکے جہاں زور دیا وہیں ہاتھ دھنست چلے گئے۔ مشکل تمام سنبھل کر بیٹھ گیا۔ یہ جگہ کشادہ جگہ تھی جس میں سہری میں موجود تھا، وہ لکھنؤ کے لیے کی مالیت کی ہوگی، نہ جانے یہ کیسا گدا تھا جو اتنا ہی نرم اور شاندار تھا۔ ہر چیز بیش قیمت تھی لیکن میری نگاہ اس دیوار پر جم گئی جو شیشے کی تھی اور جس کے دوسری طرف تھی تھی خود بصورت چھیلیاں نظر آ رہی تھیں۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ چھیلیاں اس میں

ابویرم میں بند تھیں جو اس کے نما ہاں یا ہاں نما کمرے کی چھت سے زمین تک آ رہا تھا۔ اس میں بہت ہی دلکش تاریکی روشنی چھینی ہوئی تھی۔

میں چند لمحے بیماروں کے سے انداز میں باؤں دھکے دھکے اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے اس اجنبی جگہ کے دروازے کی تلاش تھی۔ لیکن سپاٹ دیواروں میں مجھے کوئی دروازہ نہیں نظر آ رہا تھا۔ میں ہال کا ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک جانے لیتا چلا گیا اور پھر ابویرم کے پاس آ کر رک گیا۔ خوب محسوس چھیلوں کو اب میں نے بہت قریب سے دیکھا تو پانچ ایک سیسے بدن میں سوہری سے دوڑ گئیں۔ ان کے بدن بہت حسین تھے۔ کچھ سے انتہائی جلیبا تک آتے۔ کاتھ سیاہ اور بہت ناک تھ۔ آنکھیں سامنے کے رخ پر تھیں اور سب سے ہونک چیز ان کے لیے طے وہ دنیا وراثت تھے جو منہ سے باہر نکلتے ہوئے تھے۔ کوئی اونکھی قسم تھی یہ چھیلوں کی۔

اس سے زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ میرے شیشے کے قریب پہنچتے ہی وہ چاروں طرف سے سٹ کر میرے سامنے برسر ہوئی تھیں ان کی آنکھوں میں ایک خوفی جھلک تھی۔ وہ سب بے نیچائی ہوئی لگا ہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ ایک لمحے میں میرے پیٹ میں خیال ابھرا۔ یہ چھیلیاں آدم خور ہیں۔ اور... اور میرا دل تو فوراً سے دھڑکنے لگا۔

پھر قریب سے ایک آواز ابھری اور میں اچھل کر ٹپٹ پر ابویرم کی بائیں کچھلی دیوار میں ایک گول دروازہ نمودار ہوا تھا میں دروازے کی طرف دیکھتا تھا مجھے ان شدید صورتوں کا غماز کا احساس تھا۔ اس وقت میری یہ ہڈ و جھڈ کوئی ہونک موٹا کرنے والی تھی۔ میں ان لوگوں کے چکل میں آچکا تھا اور اب...

دروازہ کسی سلیکٹرم کے تحت کشادہ جا رہا تھا۔ اس کے کشادہ ہونے کا

گول

بہت عجیب تھ۔ اچھلے وہ ایک چھوٹے سے سوراخ کی شکل میں نمودار ہوا تھا اور پھر لوں موس ہوا تھا مجھے تیز آوازوں کا کھلکا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی سوراخ بڑا ہوتا چلا گیا۔ پھر یہ عمل ترک کر کے دروازہ اتنا کشادہ ہو گیا کہ اس سے کوئی افراد ایک وقت میں آ سکتے تھے۔ ابھی مجھ سے آہر دیکھ رہا تھا۔ پھر دوسری طرف سے ایک ہیوا نمودار ہوا جو بہت جلد روشنی میں آگیا۔ معدودوں کی پریشانی سے اس شخص کو میں نے دلچسپی سے دیکھا تھا۔ بالکل معمولی جسم تھی۔ خود حال سے کسی جھگو جانا کا شعور تھا۔ آنکھیں دوسری کمرے کی ہانڈ تھیں چہرہ سپاٹ۔ دہانہ بہر چھوڑا۔ اس کی یہ کرسی بھی اسی کی طرح دلچسپ تھی۔ سامنے

ڈھکی ہوئی کسی آؤٹو سیکٹر کے تحت چل رہی تھی جو اس کے پیروں میں تھا ایک دو دوں ہاتھ مانتے رکھے نظر آ رہے تھے۔

”بیو“ ایک گوجر دل آواز اس کے چھوٹے سے منہ سے خارج ہوئی۔ یہ آواز اس کے جسم سے میل نہیں کھاتی تھی۔ نہایت پارٹ آنسائی پڑ رہی تھی۔

”بیو“ نہیں نے بھی اسی متانت سے جواب دیا۔
”اس وقت تک جب تک ہمارے درمیان باقاعدہ دشمنی نہ ہو جائے۔ ہمیں نرم اور متحمل رہنا چاہیے“ اس نے پیش کش کی۔
”میرا خیال ہے میرے اور آپ کے درمیان کوئی بے قاعدہ دشمنی بھی نہیں ہے۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں، لیکن آپ اپنے استقبال سے بد دل ضرور ہونگے۔“
”نہیں، میں آپ کی اہانت سے تو نہیں آیا تھا۔ اس طرح گھروں میں داخل ہونے والوں کو تو روکا ہی جاتا ہے۔“
”میرا اندازہ درست تھا؟ اس نے مسکرا کر کہا۔

”کیسا اذرا ہے؟“
”آپ ہمارے لوگوں کی مزاحمت کے باوجود یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی بات نے مجھے آپ کی طرف متوجہ کیا تھا۔ ورنہ میں عام لوگوں کے ساتھ وقت نہیں برباد کرتا۔ آپ کی گفتگو سے آپ کی سلیجی ہوئی طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے اور پریشان کن ماحول میں بڑے سکون سمیٹنے والے خطرناک لوگ ہوتے ہیں۔“

”عام سی بات ہے۔“
”آپ نے ہمارے میں بتانا پسند کرو گے؟“
”علی یار خان، پاکستانی۔“
”مجھے آئی وان ضرور کہتے ہیں۔ جہاں ہوں خود کو وہاں کھانڈو سمجھا ہوں۔“ اس نے کہا۔

میری نگاہیں اس پر مرکوز تھیں۔ اس طرح کے لوگوں کا مجھے تجربہ تھا۔ میں جانتا تھا کہ اس نے پہلے میرا شجرہ نسب معلوم کیا ہوگا۔ اس کے بعد مجھے تک پہنچا ہوگا۔ پول بھی بد دل ہونے کے بعد مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں ہمارے دوڑ کے لیے کام کرنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے برعکس ہائل جو بیو کے پاس پہنچے پہنچے پر موجود ہیں چنانچہ میری آمد کی اطلاع مب سے پہلے جو شیو کو ملی ہوگی، اس کے بعد کوئی دوسرا شخص سے واقف ہوا ہوگا۔

”آپ سے مل کر متاثر ہوا ہوں مسٹر فیرو! میں نے کہا۔“
”صحیح جملہ استعمال کیا۔ ظاہر ہے آپ خوش نہ ہوئے ہوں گے۔ آپ کے بارے میں میرے ذہن میں چند سوالات ہیں مسٹر علی۔“
”میں ان کا جواب دوں گا۔“

”آپ کا تعلق پاکستان سے ہے؟“

”جی۔“
”لیکن آپ ایک ایسے ملک کے لیے کام کر رہے ہیں جس کے مقصد سے آپ کا آپ کے ملک کا کوئی تعلق نہیں ہے۔“
”اپنا وطن چھوڑنے ہونے لگے طویل عرصہ گزر گیا۔ یوں سمجھ لیں، ہمیں سے اپنے وطن سے دور ہوں۔ اس لیے میری یہ ذہنی میرے وطن سے قطعی غیر متعلق ہے۔“

”مجھے اس کا اندازہ تھا۔ پھر یہ سب کچھ...“ اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

”صرف ذاتی مفادات سے تعلق رکھتا ہے؟“
”بہتر معاوضہ؟“
”کسی حد تک؟“

”گڈ۔ بہر حال میں آپ کو یہاں تک پہنچ جانے کی مبارکباد دیتا ہوں۔ عموماً لوگ اس حد تک کامیاب نہیں ہوتے فوراً کریمیری ملکیت ہے۔ یوں سمجھ لو میں اس چھوٹے سے جزیرے کا مطلق اعلیٰ فرمان روا ہوں۔ میں نے یہاں اپنی مضبوط حکومت قائم کی ہے۔ آپ کچھ بیٹا پسند کر دے؟“

”دوران گفتگو اگر کچھ بیٹا پانا رہے تو لطف دو بالا ہو جائے گا۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”میں شراب نہیں پیتا۔ آپ کے لیے کیا سٹو لوں؟“
”شراب کے علاوہ کچھ بھی۔“

”کافی؟“ فیرو نے کہا۔ مخاطب میں نہیں تھا، اس لیے میں خاموش رہا۔ پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔ ”انسان ظفر یا لوالوس ہے۔ میں اس کا مخالف ہوں جو کچھ کرو اپنے دائرہ اختیار میں کرو۔ شکل گردی کے بے وقوف بیٹے سے میں تمہاری کتا تھا۔ والٹ فیئرل کا یہ میانی میرا بچپن کا دوست تھا لیکن ہماری سوچ ایک دوسرے سے بہت مختلف تھی۔ میں اس سے بحث کرتا تھا تو یہی کہتا تھا کہ حکومت اگر صرف اپنے گھر کی چار دیواری تک بھی محدود ہو تو کوئی سرج نہیں ہے لیکن اتنی مضبوط ہو کر کوئی اتحادی مینا کی کی پہنچے سے دور نہ رہے۔ لیکن وہ احمق کبھی مجھ سے متفق نہ ہوا۔ پولینڈ کی سرکوں پر تصویریں بنا کر بیچ کر مانگتے مانگتے وہ جرمنی کا چانسلر بن گیا لیکن اسے عقل نہ آئی اور بالآخر زندگی گھو بیٹھا۔ وہ فنا ہو گیا لیکن میں قائم ہوں چنانچہ دوست اس کا اندازہ کر لو کہ میری اس مضبوط حکومت میں کچھ کرنا ممکن نہیں ہے۔“

”آپ ایڈولف ہٹلر کی بات کر رہے ہیں؟“ میں نے سوال کیا۔
”ہاں، ہٹلر گروپر کے ناپائیدار بیٹے کی میرا بچپن اس کے ساتھ

گزر رہا ہے۔“ فیرو نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ کا تعلق...“
”میرے والدین بولیمین تھے۔“ اس نے جواب دیا۔
”آپ کی عمر...؟“ میں نے حیرت سے کہا۔
”زیریں آسٹریا کے کوہستان میں ہم دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے۔“ اس نے جواب دیا۔
”مجھے حیرت ہوئی!“ میں نے کہا۔

”عموماً لوگوں کو ہوتی ہے۔ جس وقت جرمنی میں ہر شہر کے گھر لگاتار چارہ تھے، میں اپنی زندگی کے تجربات میں مصروف تھا اور وقت نے مجھے جرمنی پہنچا دی۔“ اس نے بتایا کہ زمین کے چند گوشے ٹکڑے پر حکومت کر و لیکن وہ ٹھوس اور مضبوط ہو جانے پر مائل رہا۔ دنیا میں بیسویں استاد کون ہوتا ہے؟“ وہ ایک لمحے کو رکا۔ اسی وقت ایک آؤٹو ٹریل خود بخود اندر داخل ہو گئی۔ اس پر کافی کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور ٹرائل کا رخ بدل گیا۔ وہ میرے سامنے آگئی اور میں نے حیرت زدہ انداز میں اس پر سے ایک کپ اٹھا لیا۔ ٹرائل ایک ٹھوس ملازم کی مانند اس کے نزدیک جا کر کھڑی ہوئی۔

”میری تہ کی ہوئی کافی بیو؟“ اس نے کہا۔
”آپ کی تیار کی ہوئی...؟“ میں نے اچھے سے کہا۔
”ہاں میرے دوست! میں نہیں ہی بتا رہا تھا۔ میں پورے فورکس میں دیتا ہوں، یہاں جو کچھ ہوتا ہے میں خود کرتا ہوں۔ میں نے ہی سمند میں تھا۔ اسے راستے روکے تھے۔ میں کی نہیں ہے بس کر کے یہاں لایا تھا۔ جان لو گے آہستہ آہستہ میرے بارے میں۔ بہت کچھ جان لو گے کافی بیو۔“

میں نے پیالی منہ سے لگائی۔ ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اس کی شخصیت کے بارے میں مجھے اندازہ ہوتا جا رہا تھا جو دنیائی کاریبہ شخص اس خود دنیائی کے حال میں پھنس سکتا تھا ورنہ اس کی شخصیت کو زیر کر کے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔ میں نے اس کے کوزہ میں محفوظ کر لیا۔ وہ میرے چہرے پر حیرت دیکھتا جا رہا تھا، مجھے عجیب کرنا چاہتا تھا چنانچہ اسے کمر و ل کرنا اب میرے لیے مشکل نہیں تھا۔

”اس نے کافی کے چند گندھوٹ لیے۔ پھر بولا۔“ تمہیں اونٹنی بھی لگتی تھی؟“ اس نے روٹاں سے روٹاں کر کے والا صرف تھا اور دشمن ہوتا ہے۔ دونوں نے تم صورت نقصانات اٹھاؤ گے۔ گھر زندگی میں کچھ سیکھنا چاہیے۔ جو تو دشمنوں کی تعداد بڑھاو۔ یہ تمہیں مستعد رکھیں گے۔ تمہیں تمہاری کمزوریوں سے آگاہ کر رہے ہیں گے میں نے لاتعداد دشمن بنائے اور آج بھی مجھے دشمن پالنے کا شوق ہے۔ کیا تم یقین

کر دے گے کہ میرے دونوں پاؤں اسی تجربے کی نذر ہوئے ہیں؟“
”اوہ؟“ میں نے حیرت نہ انداز میں کہا۔

”میں موجودہ انداز میرے برترین دشمن ہیں کسی ایک کو قوی بن جانے کو مجھے پسند ہے۔“
”میں نے ایک کتے کو بھی نقصان نہ پہنچایا ہو لیکن مجھے کچا کھالے گا۔ میں انہی کے درمیان ایک ہر طرف زندگی گزارتا ہوں۔“
”آپ کے تجربات پر گفت ہیں مسٹر فیرو! میں نے متاثر نہیں کیا۔ اور وہ مسکرا دیا۔

”میں نے جو کچھ بتایا ہے اس سے بہت مطمئن ہوں۔ زندگی مختصر ہے۔ انسان جتنی بھی پاننگ کرے، حماقت کرتا ہے۔ صرف وہ کر و جو تمہارے ہاتھ میں آجائے جو کچھ میں کر سکتا تھا کر چکا ہوں اور اب میں اس کے درمیان زندگی گزار رہا ہوں۔ ایک طویل دنیا میرے لیے ہے۔ مقصد ہے میرے فلسفے پر غور کرو اور ایسا انداز سے بتاؤ۔ منافقت تمہیں کچھ نہ دے گی؟“

”آپ کو میرے بارے میں کیا معلوم ہے مسٹر فیرو؟“
”بس اتنا کہ ہائل جو شیو کے راستے میں مزام ہونے آئے ہو کچھ نئے پروگرام لائے ہو گے لیکن بے وقوفی ہے۔ ہائل جو شیو کے خلاف ملکی بیچلے پر جنگ کی جاتے تو ممکن ہے اسے کوئی نقصان پہنچ جائے۔ ایک مام کو کشش اس کے خلاف کبھی مقرر نہیں ہوگی جو لوگ اتنا نہ سمجھ پائیں، وہ اس کے خلاف کیا کر سکیں گے۔ تم فوراً کرنا ہاں اس کی حکومت ہے۔ یہاں کے سمندر میں اس کے جال کچھ ہوئے ہیں اس علاقے کے جتنے جزیرے ہیں ان پر اس کا قبضہ ہے کیا ایک ملک کو چند لوگ تیار کر سکتے ہیں۔ یہ اس کا کاروبار ہے، اس سے سودا کر و اور مقصد حاصل کر لو یہ کارروائیاں حاصل ہیں۔“

”میں یہ کہنا چاہتا تھا مسٹر فیرو کہ آپ میرے بارے میں کیا معلومات رکھتے ہیں۔“ ہائل جیسی قوت سے مجھ نے کا تصور عا لوگ نہیں کر سکتے اور پھر وہ بھی معاوضہ کرے نہیں بھی اپنی کامنات کا شمشاد ہوں اور منافقت کی بات نہیں کر سکتا۔ آپ کے فلسفے نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ وہ حقیقت یہ تھی کہ وہ ہوں جس پر اپنا مکمل اقتدار جو کچھ آپ سے بتا چاہتا ہے وہ میرے لیے اجنبی اور دلچسپ ہے۔ میں آپ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔“

”شکریہ۔ اب یہ بتاؤ کہ یہاں کیا کرنے آئے تھے؟“
”آپ سن چکے ہیں۔ مجھے اس آبدوز کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔ سامی کے لیے کوشش کرنا پھر رہا ہوں۔“
”فد کا ذکر کے بارے میں معلومات نہیں حاصل کی تھیں؟“
”نہیں سمجھا میں۔“

”یہ علم نہیں تھا تمہیں کہ یہ بائبل جو شیو کی نہیں میری ملکیت ہے؟“
 ”علم تھا لیکن یہ بھی پتا چلا تھا کہ بائبل جو شیو آپ کے
 کا زحموں پر سفر کرتا ہے“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ان نفلوں میں مکارہ کی کوئی جھلکتی ہے۔ وہ میرے کا زحموں
 پر سفر نہیں کرتا بلکہ میں اس کے مفادات کا نگہبان ہوں۔“
 ”مجھے اس پر حیرت ہے“ میں نے کہا۔
 ”کیوں؟“

"جو کچھ آپ نے اپنے۔۔۔۔۔ ہاے میں بتایا ہے اس سے میرے ذہن میں آپ کے لیے ایک خاص مقام پیدا ہو گیا تھا۔ اپنی جھوٹی مس مطلق النعمان مملکت کا حکمران دوسروں کا اڑکھ کیسے ہو سکتا ہے؟"

یہ بھلائی ننگ نظری ہے۔ دنیا کو جتنا جانتے ہو تائی ہی بات کہتے ہو۔ قوت منشر ہو کہ آپس ہی ہیں برسرِ پیکار ہو جائے تو فنا ہو جاتی ہے ہاں قوت کو پر کھو اور اسے پہچان لو میں نہ اپنی اس حکومت کو نہیں چلا سکتا۔ این کے اور اس علاقے کے دوسرے جرنیلوں کے بہترین جرنل ہمیشہ لوگوں کا مسکن ہیں۔ اور جبر و دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں دوسرے بہت سے ممالک اپنے بحری جہزوں کی مدد سے مختلف شقیں بھی کہتے رہتے ہیں گویا کسی بھی وقت ہم کسی سازش کا شکار ہو سکتے ہیں۔ چھوٹی طاقتوں کو منتشر کرنے اور ناکام بنانے کے لیے بڑی طاقتوں کو یکجا ہونا پڑتا ہے اور اس طرح چند جہزوں سے آپس میں الحاق کر لیا ہے ہاں میرے مفادات کو بگاڑنا کسی کا ہے اور میں اس کے وہ طاقت ہے اور خود کو منوا چکا ہے میں اس سے تعاون کرتا ہوں اور ہیں۔“

”قوی بات ہے۔ بہر حال میں اس بارے میں نہیں جانتا تھا۔ لیکن ہائل جوشیو کے ساتھ بہت لمبے ہیں، اس کے برعکس...“
 ”ہاں، وہ اپنے لمبے اتھوں سے کچھ سمیٹتے ہیں اس میں ہر حقد بھی ہوتا ہے۔ میں گھر بیٹھے یہ کیوں کھیلتا ہوں؟“ فیرونے مسکرتے ہوئے کہا۔

”گوہرا آبدوز کے سووے میں آپ کا حصہ بھی ہو گا؟“
 اس کے بغیر یہ سو دایکے عمل ہو سکتا ہے۔ اس کے بارے
 میں آبدوز کے اس مضمون کی تجویز نہیں ہے جو پیش کی تھی اور جس نے
 میری ذہانت کو صراحتاً اس کے ذہن میں اس سووے کی اس حد
 تک کامیابی کا خیال نہیں تھا۔ تم سمجھ گئے ہو گے کہ جہاز سے زمین پر
 کیا تعلقات ہیں۔“

”مطر چو شیو کی شخصیت بھی اتنی ہی ستار کن ہے مگر فیروزہ“
 ”جو شیو کی شخصیت رسنو دوست! اگر جو شیو کسی شخصیت
 میں میرے سامنے آجائے تو آج اس کا وجود نہ ہوتا۔ ہر دو بین انسان

میں کچھ خوبیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انھیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ ابتداء میں مجھے اس کی تلاش رہی کیونکہ اس وقت میںاں میرا تسلط حقہ میں اسے یہاں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے ان ملاحظوں کو اس کے لیے جہنم بنا دیا لیکن وہ صبر و سکون کا مظاہرہ کرتا رہا اور صرف میری کوششوں کو ناگاہک بنا رہا پھر اس نے مجھ سے ایک بات کہی جس نے ہمارے درمیان مغایرت پیدا کر دی۔“

”وہ کیا ہے؟“ میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
 اُس نے کہا: ”وہ صحت ایک نام کر ہے گا۔ جسم کی حیثیت
 سے کبھی سامنے نہیں آئے گا۔ علاوہ کلہن میں رہوں گا۔ اس طرح دو
 دشمنوں کی حیثیت سے کہم جسم ایک دوسرے کے سامنے نہیں
 آئیں گے۔ ہات مان لینے والی سختی، مان لی گئی اور اُس وقت سے
 ہم دوست ہیں۔“

”دو آپ کا نادیدہ دوست ہے؟“
 ”ہاں، میرے سامنے آج آؤ زندہ نہ رہتا۔ یہی اُس کی عقل مندی ہے۔“
 ”کیا یہ تعجب کی چیزات نہیں ہے؟“
 ”وہ کیوں؟“

”آپ کے دل میں کبھی اس نادیدہ دوست کو دیکھنے کی خواہش پیدا نہیں ہوئی؟“

”اسی آدمی اس کوشش میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہمیں نے
 کماتا انسان کی کچھ خوبیاں ہیں اسے ممتاز کرتی ہیں۔ اُس نے اپنا
 وعدہ نبھایا۔ ایک بار بھی میرے سامنے نہیں آیا یہی نہیں بڑے
 کے کہتے ہیں کوفی بھی اس کی شناخت کر دے گا۔ ہمیں اس کی باتوں
 کو مالا مال کر دوں گا۔“

”انتہائی حیرت انگیز بات ہے، اتفاقاً بلوچستان میں نے
گروں جلاتے ہوئے کہا۔
”کیا شہبائیں محبوبوں کو رہا ہوں؟“ اُس نے غصیلے
ہونے میں کہا۔

”یہ تو نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن... شاید آپ نے صبح لوگوں کو اس کی تلاش پر نہیں دیکھا“

”جن لوگوں کو میں نے اس کام پر مامور کیا تھا وہ میرے نزدیک
بسترین دماغ تھے“

”تب پہ آپ جو شیو کے معیار کا تعین نہ کر پائے ہوں گے“
 ”کیا بکو اس کو رہنے ہوا“

”دیکھو مشر فیروز ایہ بات تو آپ کو تسلیم کر لینا چاہیے اس لیے کہ آپ اپنی ناکامی کا اعتراف کر رہے ہیں۔“

”کیا بات کہنا چاہتے ہو؟“ اس نے جھنجھلا کر کہا۔

”ایک پیش کش ہے؟“

”کیا؟“

”نیک جو شوخی شخصیت کو آپ کے سامنے ہے نقاب کھول
 گا۔ آپ جانتے ہیں مطرفیرو! کہ میں ایک غیر مطلق انسان ہوں اور
 صرف مدعا ہے ہر اس ملک کے لئے کام کرنے پر تیار ہوا ہوں۔ آپ
 نے ابھی کہا ہے کہ زمین کے کسی حصے پر کوئی ایسی شناخت کر دے
 میں اس کی پشتوں کو لالہ مال کر دوں گا۔“

”گویا تم جو شیوک شخصیت کو بے نقاب کر دو گے؟“
 ”اُسی طرح جس طرح میں بالآخر ابدوز کے مسئلے کو حل کروں گا۔“
 میں نے جبرِ اعتماد لیسے میں کہا۔

آنی وان فیرو مجھے گھوڑے لگا کافی دیر تک خاموشی سے
 اُسی طرح گھوڑا مارا پھر لولا چلا لاک ٹوڑنا اپنی زندگی بچا چاہتے ہو؟
 "ممکن ہے اسامو تیرے تو ان علاقوں کے سترے راجہ بادشاہ ہو۔"

کر رہے تھے۔ یہ انسانی زندگی کا ایک کمزور پہلو ہے۔

آئی واٹن نے پہلو ہلایا۔ اس کی آنکھوں میں سے جینی کی لہریں پیدا ہو گئی تھیں۔ دفعتاً اس نے ہاتھ اٹھا کر کرسی میں لگا ہوا ایک جتن دیا اور سر سے کانوں میں ایک ہونکاک جڑھ گونج اٹھی۔ آواز سنوائی تھی اور شاید اس کرسی سے جس کو جوئے نظر دے نے والے اسپیکر کی پرگوئی تھی۔

میری نگاہ درد پھیلوس کے اکویریم کی طرف اٹھ گئی، وہ دوسرے
 ٹیبلٹوں میں سے ایک بے لباس انسانی بدن اکویریم کی چھت سے نیچے
 اُتے دیکھا۔ چھت کسی دروازے کے دوپٹوں کی مانند کھل تھی
 وہ انسانی بدن کو بائیں میں گرانے کے بعد بائیں بجلی سختی نہیں سنے
 رخت زدہ نگاہوں سے بائیں میں گرنے والے نسوانی وجود کا تیرہ
 دیکھا اور دوسرے ٹیبلٹ میں لٹے ہوئے نگاہوں سے دیکھا۔ اس کی تحویل
 میں دہشت کے آثار مہجہ تھے۔ وہ دیوار اور چھت کی جانتی بننے کی وجہ
 سے جاگت لیکن روکیے دانوں والی پھیلاں بھی آہستہ آہستہ بلند ہوئی جا رہی
 تھیں پھر ایک پھل نے شیری کی پٹری میں منہ مارا اور گوشت کی تنہی
 سے بولی آواز پھیلے گئی۔

[illegible]

تھی۔ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ سزا اسے کس گناہ کی پاداش میں مل رہی ہے۔ پھیلیاں اب اس کے بدن سے گھٹی گھٹی تھیں۔ ان کی تعداد اتنی تھی کہ انھوں نے شیری کو پوری طرح ڈھک لیا تھا۔ کسی کس کا کوئی ہاتھ یا پاؤں پھلیوں کو ہٹانے کی جدوجہد میں مبتلا نظر آتا تھا۔ دس۔۔۔ منٹ تک یہ کھیل جاری رہا اور اس کے بعد پانی میں ایک انسانی بچہ نظر آیا جس کی ہڈیوں پر گوشت کا ایک وزہ نہیں تھا۔ پھیلیاں اس کی ہڈیاں تک جانت گئی تھیں۔

پھر ضرور کے بدن میں جنبش ہوئی، اس نے نکاح صاف کر کے کہا "یقیناً تم اسے پہچانتے ہو گے۔"

"ہاں، وہ شہری تھی۔"

”وہ جس نے تمہیں میری طرف متوجہ کیا تھا“
 ”شاید“ میں نے مضطرب لہجے میں کہا۔

”مجھے تمہاری بات پر غصہ آگیا تھا۔ یہ کیفیت تمہاری بھی ہو سکتی تھی، لیکن...“ وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا سٹریو؟“
”تمہاری کلاس نے مجھے الجھا دیا ہے۔ آؤ میرے پیچھے

جھاڑ اور سٹوا اپنی بات پوری کرنے کے لیے زندہ رہنا یہاں ہر قدم پر موت ہے۔

”میں کوشش کروں گا“ میں نے خود کو سنبھال کر کہہ دیا۔
 موت نے اعصاب کشیدہ کر دیے تھے لیکن یہ وقت خود کو سنبھالے
 رکھنے کا تھا۔ شیر کی لاش پر غیر موجودگی اب سمجھ میں آئی تھی لیکن
 یہ ناکزیر تھا۔

عمادتِ زیرِ زمین تھی۔ اسے واقعی ایک عجائب گھر ناپا گیا تھا۔ دروازے دروشتی پھوٹ رہی تھی، مگر جگہ عجیب و غریب قسم کی مشینری کا جال بچھلا ہوا تھا جو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ میرا آخری فیصلہ تھا کہ آئی وان فرد ایک خطرناک انسان ہے۔ ممکن ہے اس کی کمائی سرے سے قریب ہو ممکن ہے اہل جو شیو وہ خود ہو۔

جس بگروہ مجھے لے کر آیا وہ ایک بڑے ہال کی شکل میں تھا جس میں صرف دو دروازے تھے۔ ایک وہ جس سے ہم گزر کر اندر آئے تھے، دوسرا ہال کے انتہائی سرے پر تھا۔

ہجرت کا یہ بظہور دل اور اظہار تھی۔ اس سے بہت اہمیت سے یہ
 معاملہ کا تھا لیکن دوسرے لمحے ہال کے آخری دروازے سے ایک
 شخص پوچھا تو نامت شخص نکل آیا جس کے نچلے بدن پر ایک قدیم طرز کا لباس
 تھا اور یہی بدن پر بہت تھا اور وہ کسی پانچویں صدی کا تھا تو فلاوی مجسمہ
 محسوس ہو رہا تھا اس کا قد پوچھنے سے سات فٹ سے کم نہ ہوگا۔

”مختار اشکار جیگان : فیروکی آواز اسمیری اور میں چونک پڑا۔“

”جو شیوکی آبدوز میں کہیں سمندر میں محفوظ ہے۔ ممکن ہے؟
 نہیں انھیں اس کے بارے میں کچھ بنا سکو لیکن اس وقت جب
 تم اسے بے نقاب کرو گے۔ تمہارا خیال ہے کہ یہیں فضول گفتگو
 کر چلیجا ہوں۔ یہ بات نہیں ہے میرے دوست! تمہاری بد قسمتی
 سے یہی احمق نہیں ہوں۔ جنگی کانفرنسی کرو دو متعین زندگی کی صفات
 کی مانند تھی۔ دوسری شکل میں اپنے انجام کو پہنچ جاؤ گے۔“
 اور انہیں نے خلیفہ ابوحنوف پر زبان پھیری۔

”جیگان! آگے بڑھو اور پھیل شروع کرو ورنہ وہی آواز بجے گی اور جیگان نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ درحقیقت میں اس کی قوت کا فطرہ عشرہ بھی نہیں تھا۔ اس وقت صرف خدا کی ذات مجھے پہنچا سکتی تھی۔ اللہ کا نام ہے کہ تباہ ہو گیا۔ جیگان اطمینان سے میرے قریب آگیا تھا۔“

پہلا حملہ میں نے ہی کیا۔ میں نے انھیں کرکٹس کی پٹری پر
ٹھوکر ماری تھی۔ اس ٹھوکر سے اس کے پہاڑ جیسے بدن میں حرکت
تو ہوئی تھی لیکن وہ گریا اور کھڑا یا نہیں تھا بلکہ نہایت پتھرتی
میں نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کچھ پر مارے۔ یہ ضرب اگر گرنے پر
بڑی ہوتی تو بڑی ٹوٹ گئی ہوتی۔ میں نے پچھنے کی کوشش کی اور
اس کے ہاتھ میرے شانوں پر پڑے۔ مجھ پر اسے مسوس ہوا تھا
جیسے دو ٹھوکرے میرے شانوں کی ہڈیوں پر پڑے ہوں۔ میں
اسی ضرب سے بچنے کے چار لیکن دیر کر کہ تا تو مارا جا رہا تھا میں نے
گرتے گرتے بھی اپنے بدن کی پوری قوت سے ایک ٹھوکر اس
کے گھٹنے پر رسید کی اور یہ ضرب کا گڑ رہی۔ وہ ایک ہتلی سی مدد کے
ساتھ نیچے گر پڑا لیکن میں نے ہٹ کر دوسری ٹھوکر اس کے منہ
پر رسید کر دی۔ یہاں مزہ اس کی جسامت کو دیکھ کر ہی ہو گیا تھا
کہ اس پر فتح کو اتفاق ہی ہو سکتی ہے لہذا باقاعدہ جنگ کرنے
کے بجائے صرف ایسی کوششیں کی جا سکتی ہیں جو اسے متعلق کر دیں۔
وہ میری باتیں مانگ پر گرا تھا اور ایسا ہی مسوس ہوا تھا جیسے ٹانگ
نہیں چٹکن کے نیچے آگئی جو میں نے کروٹ بدلی اور دوسری ٹانگ
اس کی پشت پر رکھ کر اسے دھکیں دیا۔ اس کے نیچے بی ہوئی ٹانگ
آزاد ہو گئی تھی۔ میں نے اس غلابازی کھائی اور دو بار کے نزدیک
پہنچ گیا۔ جگہ انہیں رکھ کر ہوا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خون کی
سہری ہزار ہی تھی اور ہر سے پر پتھروں کی سی سستی تھی۔ حالانکہ میری
دروازہ بازوں نے اسے گرا دیا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے ابھی
کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ چہرہ آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔
میں پیچھے کھسک رہا تھا۔ پھر پشت پر دروازہ مسوس کر کے میں
ننگ گیا۔

میں سے دل میں ایک خواہش ابھڑی تھی اور میری یہ آرزو فوراً ہی پوری ہو گئی۔ اس وقت خدا سے جو مانگنا بل سکتا تھا میں

نے سوچا کہ کاش وہ دیوانگی کے عالم میں مجھ پر چھلانگ لگا دے اس طرح میں اس پر ایک تیز ضرب لگانے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ دوسرے لمحے اُس نے حضراتِ بلند جو کہ مجھ پر چھلانگ لگا دی نہیں ہرے اطمینان سے اس کے نشانے سے ہٹ گئی اور جیگان پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا۔ اُس کا سر بہت گیندِ ناک شدید زخمی ہو گئی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ چت گرا، اس دوران میں دیوار کے پاس سے کافی دُور ہٹ گیا۔

جیگان کو اس بار اٹھنے میں کچھ دقت ہوئی تھی لیکن اب وہ حواس کھو بٹھا۔ اُس نے پچھلے لباس کی ہڈی میں اڑسا ہوا خنجر نکال کر سیر کی طرف پھینکا۔ اُس وقت بھی تقدیر یہ تھی کہ میں ٹھیک گیا۔ خنجر خنجر سے ملے میں پیوست ہوا۔ وہ بالی دوسری دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ اس وقت مجھے کسی ہتھیار کی ضرورت بھی تھی چنانچہ میں نے اختیار خنجر کی طرف دوڑا۔ میں نے خنجر اٹھایا لیکن جیگان صورت حال صوبہ کر کے مجھ پر جڑھا۔ اس سے روکنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ میری استعمال کروں جو اُس نے کیا ہے۔ میں نے خنجر پھیل کی طرف سے پکڑ کر ضربی کی طرف اُس کی طرف پھینکا۔ اور خنجر اُس کے داہنے شانے میں دستے تک پیوست ہو گیا۔ جیگان کے جسم پر تکلیف کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ اُس نے دستے کو پکڑ کر خنجر باہر کھینچ لیا اور اُسے دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ خنجر پھیل سے اُس کا اپنا لو پکڑ رہا تھا۔ اُس نے دیشاندہ انداز میں خنجر کے پھیل کو زبان نکال کر چاٹا اور سیر کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ صورت حال نظر ناک ہو گئی تھی۔

میں سے عقب میں ننگہ دوڑائی۔ دو اور زیادہ دور نہیں مٹے۔
ایک بار پھر میں پیچھے کھینکے لگا۔ جینگان نے بھی اس بار علیحدگی
نہیں کی تھی۔ وہ ہاتھ پھیکے میرے رشتے بند کر رہا تھا۔ اور
ہر وقت اس کے لمبے ہاتھوں کے پھیلاؤ سے نکل جانا میرے
پے عین نہیں تھا اس میں یہ کیا تو نہ ہو بوج چکا تھا۔ اس نے مجھ
سے چند فٹ کے فاصلے پر تک کہ خنجر کو اٹھا لیا کہ دوسرے ہاتھ
میں اپنے کی کوشش کی لیکن اس موقع کو گونا گونا گئی سب سے
میری طاقت ہوئی۔ خنجر دوسرے ہاتھ میں پکڑے بھی نہ پایا تھا کہ میری
ت گھوٹی اور اس خطرے سے بے نیاز ہو کر اس کا خنجر کیا ہوگا
میں نے خنجر پر پھو کہ ماری۔ میرا نشانہ کامیاب رہا تھا۔ خنجر اچھل کر
زمین پر جا کر لیکن جینگان مجھ پر پل پڑا۔ وہ مجھے اپنے چوڑے
من سے دیکھتا ہوا دوڑا تو اس نے کیا اور مجھے ایسا ہی موس
ایسے میں دو چڑیاؤں کے درمیان پس گیا ہوں۔ میں نے شدید
ہمان کے عالم میں اس کے جبر سے پر گھوسنا مارا، ہاتھ جھینونا
رہ گیا تھا لیکن وہ افس کہ گڑا اور ایک دل خراش چیخ اس
حلق سے نکل گئی راب رکنے سے سوہ تھا۔ میں اس کے بدن پر

سولہ ہو گیا اور اس پر گھونسلوں کی بارش کر دی لیکن اس بکثرت کے
انتھوں کی لمبائی مہم آٹھ انچس نے میری گردن دلوں کی تھی۔ مجھے
لوں محسوس ہوا جیسے میری گردن شکستے میں جکڑائی ہو۔ جوہرہ سرخ ہو
گیا، آنکھوں کی پٹیاں زلزلہ ہونے لگی۔ گھٹتے ہوئے دم کے ساتھ
میں نے گھونسا بنا کر زندگی بچانے کی آخری کوشش کے طور پر اس
کی ناک پر لدا اور میری گردن اس کی گرفت سے نکل گئی۔ میں فریادیں
کی طرح جھجھکتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ انگلیں بے جان ہو رہی تھیں۔
لیکن بچکان کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر میں نے بدن کی قوت جمیع کی اور
ایک منکر اس کے سینے پر ساری روح پھیل کر بیٹھ گیا اور کرب سے
ہاتھ پاؤں پٹختے رہا۔ اس کے منہ سے خون بہا رہا تھا۔

میں نے دو تین بار گردن جھٹکی اور آنکھوں کے سامنے ہیلے ہوئے تاریک لہریے دوڑ کے مجھے حیرت تھی کہ وہ اس آسانی سے کیسے مغلوب ہو گیا لیکن دم توڑتے ہوئے وہ اندھا ہو گیا تھا تب مجھ کی پشت میں ہیل کے پیچھے لمبا خنجر دسے تک پوست نظر آیا اب مجھے صورت حال کا اندازہ ہوا جب میں نے اُس کے جبڑے پر ہونٹا مارا تو وہ خنجر پر گر اٹھا اور اُس وقت خنجر اُس کی پشت میں پوست ہو گیا تھا۔

جیگان ہلاک ہو گیا تھا لیکن حالت میری بھی درست نہیں تھی۔ دو میلہ قدم ہی چلا تھا کہ زور کا جھک آیا اور کوکھ میں کے باوجود حواس نہ سمجھاں سکا۔ دھن تار کیوں میں ڈوبتا جا گیا تھا۔ کئی دیر کے بعد ہوش آیا اس کا بھی اندازہ نہیں تھا لیکن جس جگہ ہوش آیا وہ کافی آرام نکلتی، میں یہاں تھا نہیں تھا۔ لگا ہی دوڑا کر چاروں طرف دیکھا۔ کچھ فاصلے پر آبی دان فیروزہ موج دھماکا۔ "سیلو تھیں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایہیں تو انانیاں محسوس کرو، خود کو حلق و چوہ بندھاؤ گے۔ نہیں
نئے واقعی پسندیدہ کوست بکا بھلکا محسوس کیا تھا، میرے ہونٹوں پر
مسکراہٹ پھیل گئی۔“

”آپ کا کنا درست ہے مشرفؐ؟“
 ”بے ہوشی کے عالم میں، تمہیں ہلک کیا جا سکتا تھا یا پھر تم
 غلاموں کی بستی بھیجے جا سکتے تھے۔“

”غلاموں کی بستی؟“ میں نے تعجب سے کہا۔
 ”اس جگہ سے زیادہ دور نہیں ہے۔ دیکھ لینا۔“
 ”یہ آپ کے غلام کہیں؟“

”وہ ہیں جو خود کو ناقابلِ تعمیر سمجھتے تھے۔ وہ ہیں جو مجھے فنا کرنا چاہتے تھے۔ شاید تم یقین نہ کرو، یہ دنیا کے مختلف خطوں کے لوگوں کی ہیں۔ ان میں ایک سے ایک شاطر، ایک سے ایک خطرناک شخص موجود ہے۔ ایسے ایسے فاقہ جتنوں نے انسانی زندگی

241

کو خشرات الارض سے زیادہ نہ جانتا۔ کھڑے کھڑوں کی طرح انسانوں کو قتل کرتے رہے۔ آج وہ میرے قیدی ہیں اور کھوں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔“

”مجھے کیوں زندہ رکھا گیا ہے“

”جیہاں کے قاضی کو بے بسی کی موت نہیں دی جاسکتی اور
پھر تم نے جو شیو کو بے نقاب کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا اپنا وعدہ
پورا نہیں کرو گے؟“

”خزور پر اور اکروں کا بیشتر طبقہ تم اس کا موقع دو۔“
 ”جنگل کو قتل کر کے تم نے وہ امتحان پاس کر لیا ہے جو
 معیاری زندگی کو کچھ اور مہلت دیتا ہے۔“

”اس کے ساتھ ہی تم نے دو دے دیے تھے کیسے ہیں
مسٹر فیروز؟“
”کون سے؟“

”مجھے اتنی دولت دو مجھے کہ میری پشتیں عیش کریں گی اور اُس آہوڑ کی طرف میری رہنمائی کرو گے۔“

”یہ ایک بڑے آدمی کا وعدہ ہے۔ ضرور پورا ہوگا۔“ اُمین
تھیں غلاموں کی بستی دکھاؤں۔ مٹھو میرا قہر کرو۔ اس نے خود کا
کرسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں بہتر سے اتر آیا، کرسی چوم کر دروازے سے گزر کر ایک کمرے میں پہنچ گیا اور میں بھی اُس کے ساتھ کمرے میں آ گیا۔ دروغاً یوں محسوس ہوا، جیسے کرا الیہ دہم ہو رہا ہو۔

”اس گڑھی کے بارے میں یہ بتا دوں کہ یہ تمہارے

[illegible]

2

خیالات کے ساتھ سفر کرتی ہے۔ فیروز نے کہا: "میں اس پر اس طرح محفوظ ہوں جیسے کسی آہنی خول میں۔ اگر اس طرف گویاں بھی چلائی جائیں تو وہ اس نشانے پر ہاتھیں لوٹ جاتی ہیں جہاں سے چلائی گئی ہوں۔ کوئی ہتھیار اس پر کارگر نہیں ہو سکتا۔"

"ایک برسے آدمی کو دوسرے برسے آدمی سے اس کی توقع بھی نہیں رکھنا چاہیے۔ ہمارے درمیان مغایرت کی فضا ہے۔"

نہیں نے کہا۔

کراچا لفٹ ٹرک گئی۔ ایک دواخانہ کھلا اور ہم باہر نکل آئے۔ یہ جگہ ایک ٹینس کورٹ کا ہاتھ تھا، بے حد وسیع اور شفاف۔ اس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے جن کے دروازوں پر آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ یہاں داخل ہوتے ہی لاتعداد انسانی آہن اور کارہن سنائی دینے لگیں تھیں۔ یہ رنگ و بو کی انسان تھے جو ان سلاخوں کے پیچھے بند تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر خون سموس ہوتا تھا۔ بدن جگہ جگہ سے اڑھڑے اور کچے ہونے، بے پناہ تشویش کا لگا تھا۔ ان پر، جس کے آثار ان کے وجود پر نمایاں تھے، اکثر لاعزادہ خفیت تھی اور لکھن کا فی تونڈر سے شمار لگتے ہوئے بھی تھے۔ میرا بدن لرز گیا۔ انسانیت کی یہ تذلیل ایک انسان نے ہی کی تھی۔

"یہ سب... دنیا کے خطرناک ترین مجرم ہیں لیکن اپنی زندگی کا آخری مجرم کر کے یہ یہاں تک آئے اور اب یہ کوئی مجرم نہیں کر سکیں گے۔ ان علاقوں کا انتظام نہایت سائنٹفک طریقوں سے کیا جا چکا ہے۔ یہ میری اور ہائی جویشی کی مشترکہ اسکیم تھی جس کے تحت یہ یہاں پہنچے پہلے ہم اپنے کسی مخالفت کو برواشت نہیں کرتے تھے۔ وہ یا تو ہلاک کر دیا جاتا تھا یا پھر یہاں پہنچ جاتا تھا۔ لیکن کتنے گھر بے پائے ہم لوگ! ہم نے کچھ اور طریقے دریافت کیے۔ ان کے پرقوت مار کا ہتوار منسلک جاتا ہے۔ وہاں کسی کو قتل کرنا جرم ہے لیکن مجرم ذہن کہاں باز آتے ہیں، چنانچہ ایک دشمنیوں کا حزمیرہ بھی فراہم کیا گیا جہاں ہر روز کچھ انسانی لاشوں میں اغنا ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس ہتوار کے ذریعے خطرناک لوگوں کو آہن میں دشمن بنا کر انھیں لڑاوا جاتا ہے اور وہ لوگ اپنا حساب خود کر لیتے ہیں۔ ہمیں کوئی وقت پیش نہیں آتی۔"

ایک کمرے کے سامنے ٹرک کرفیرو نے دلچسپ لگا ہوا سے اندر دیکھا۔ وہاں دس پندرہ افراد بند تھے۔ نہایت خستہ حالت تھی ان کی، لیکن ان کی آنکھوں میں شگفتگی نفرت کی جگہاں صاف دیکھی جا سکتی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: "آئی وان فیرو! آج تم ہمیں دیکھ لو، لیکن اس دن کا انتظار کرو جب ہم سب مل کر تمہیں فنا کر دیں گے۔"

"آہستہ آہستہ اپنا ذہنی تولان کھوستے جا رہے ہیں فیرو نے ان کا طرف توجہ دینے بغیر کمد دفعتاً ایک ہلکی سی آواز فضا میں ابھری اور فیرو جو تک بڑا ایک پیغام ہے میرے لیے۔ ذرا دُور ہٹ کر بیٹھو گا۔" وہ خود کار کسی کو بال کے دوسرے سرے پر لے گیا۔

نہیں نے سلاخوں کے قریب کھڑے ہوئے شخص سے کہا۔ جس نے پیش گوئی کی تھی۔ مجھے دیکھ لو مجھے پہچان لو۔ وہ دن میں تمہارے لیے لاؤن کا جب تم فیرو کو فنا کرو گے۔ خود کو اس کے لیے تیار کر لو۔ اپنے ساتھیوں کو یہ خوشخبری سناؤ۔ وہ وقت قریب آگیا ہے۔"

"تم کون ہو؟" وہ آہستہ سے بولا۔

"یہ تفصیلی گفتگو کا وقت نہیں ہے۔ شیطان ہماری آواز سن سے گا لیکن میں نے سوچا کہ اسے اسے بھر کی کثیر سمجھوتہ میں اس جگہ سے ہٹ آیا۔ اسی فیرو کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ فیرو پیغام اس چکا تھا۔ اس نے ہاتھ سے مجھ باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ اس دوران میں ان جگہوں کے دروازوں کا حاتمہ لے چکا تھا۔ باہر نکلتے ہوئے میں نے یہاں تک کے راستے کو بھی ذہن میں محفوظ کر لیا تھا۔

فیروز نے کہا: "ہائل جویشی کی طرف سے ایک پیغام ملا ہے، مجھے کچھ کام کرنا ہے۔ تمہارے پاس میں نہیں سمجھتی گی سے سوچ رہا ہوں۔ تمہیں تمہاری شرط پوری کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا لیکن اس کے لیے کچھ وقت لگے گا۔ غمی فظوں کو ہدایت کر دی جائے گی کہ تمہارا اس وقت تک احترام کریں جب تک تمہاری طرف سے کوئی غلط اقدام نہ ہو۔ اس لیے، پُر سکون رہنا ضروری ہے۔"

"اگر میری توہین کرتے رہنا ضروری ہے تو تمہیں اختیار ہے شرط فیرو؟ میں نے یہ راز لہجے میں کہا۔

تمہاری بدن والے ایک شخص کو میرے خدمت گار کے طور پر مقرر کر دیا گیا۔ یہ جلی جلی شکل والا ایک بد شکل آدمی تھا۔ اسی نے مجھے ایک آرام دہ کمرے میں پہنچایا اور شیشی انداز میں بولا: کوئی حکم ماسٹر؟"

"صدیوں سے کچھ کھایا یا پینے ہے، اس لیے..."

"ابھی حاضر کرتا ہوں۔" اس نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

"سنو! تمہارا نام کیا ہے؟"

"نام بتانے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے۔" اس نے تشریح لہجے میں کہا اور باہر نکل گیا۔

میں سنبھل رہا تھے کہ سے انداز میں چونٹ سکور کر گیا تھا۔ ان ہنگامہ خیز حالات میں مجھے اب موقع ملا تھا کہ ان کے بارے میں کچھ سوچ سکوں۔ رحمت خداوندی تھی کہ اب تک زندگی بھر ہونی تھی ورنہ موت تو بار بار قریب اگر گزر جاتی تھی۔ قدرت اسی زندگی رکھنا چاہتی تھی اور یقیناً اس زندگی کا کوئی مصروف ضرور ہوگا۔ یہ چارک فیرو پر تین سو تری گئی تھی لیکن اس بے بسی کے عالم میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

چڑچڑا خام ناشتے کی ٹرسے لے آیا۔ اس میں کافی کی پیالی بھی رکھی ہوئی تھی۔ واپس مڑا تو میں نے کہا: "تم کون سی چابی سے چلتے ہو دوست؟"

وہ رک گیا اور سوچ بوری کی طرف انگلی اٹھا کر بولا: "میری ضرورت ہو تو وہ میں دبا دینا۔ میں نے کوئی چوب نہیں دیا تھا۔"

ناشناختہ ہوئے میں موجودہ حالات کے بارے میں سوچتا رہا۔ ہائل جویشی کو بے نقاب کرنے کی بات صرف ایک ڈھکوسلا تھی۔ میں نے آئی وان فیرو سے جان بھانے کے لیے یہ کھیل کھیلنا تھا اور اتفاق سے میرا تیر نشانے پر بیٹھا تھا۔ ورنہ یہ حقیقت تھی کہ میں اس کی گرد بھی نہیں پاسکتا تھا۔ ہائل جویشی ایک عالم کے لیے مصیبت بنا ہوا تھا، میں کیا اور میری اوقات کیا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آئی وان فیرو کے چنگل سے نکلنا بھی مشکل کام تھا۔ یہاں جو قیدیوں کے بارے میں بھی میرے دل میں احساس تھا۔ ان کی زندگی کچھ بھی نہیں رہی ہو لیکن وہ جس حالت میں تھے وہ خال نفرت تھی۔ انسانیت کی یہ تذلیل مجھ سے برواشت نہیں ہو سکتی تھی۔ میں پلاننگ کرتا رہا۔ کوئی ایسی ترکیب، کوئی ایسا تکیہ جس کی بنیاد پر فیرو کو مارتا شریا جاسکے۔ دل میں کچھ اور فیصلے بھی کیے سوچا کہ ترتیب ماکم ایس کے ذریعے اب تارنیا کو پیغام دے دیا جائے۔ اس سے کہا جائے کہ یہاں کے حالات اچھے ہوئے ہیں اور جن لوگوں کو منسلک سمجھا جا رہا ہے وہ جویشی کے جاں میں بھٹے ہوئے ہیں۔ سننا کوئی کام مشکل ہی نظر آتا ہے۔

وقت گزرنا رہا۔ دوسرے دن صبح کو خام ناشتے کی ٹرسے لے کر آیا تو اس کا انداز بدلا ہوا تھا۔ فیرو سٹ آج تمہارے چوکھٹے ہیں کچھ تبدیلی نظر آ رہی ہے؟"

"کیسی تبدیلی؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"میں دیکھ لو اس وقت تم مسکرا رہے ہو۔"

"اس کی ایک وجہ ہے۔"

"کیا؟"

"وہ موجود نہیں ہے۔"

"کون؟"

"آئی وان کی بات کر رہا ہوں؟"

"اوہ! اس کی موجودگی میں تمہارا مودہ بگڑا رہتا ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"پھر کیا بات ہے؟"

"اس کی ایک خفیہ رہائش گاہ ہے جہاں اس جہیز سے کے ایک ایک چپے پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے۔ اس نے ایسا نظام قائم کر رکھا ہے جس کی بنیاد پر وہ خود کو ہر بات سے باخبر رکھتا ہے اور بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا نظام ہے۔ لوگ اسے اس کی صورت اچیز تو توں کا کرشمہ سمجھتے ہیں۔"

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟"

"بس یہ میرا اپنا کام ہے۔"

"تمہیں یقین ہے کہ اس وقت ہماری گفتگو نہیں سنی جا رہی؟"

"یقین ہے۔" اس نے پُر اعتماد انداز میں کہا۔

"ممکن ہے اس کی کوئی قائم مقام شخصیت اس کی خفیہ موجودگی میں یہ کام اٹھاتا ہو؟"

"میں تو دلچسپ بات ہے۔ بعض اوقات انسان اپنی امتیاز کے حال میں چھپس جاتا ہے اور وہیں نقصان اٹھاتا ہے۔ وہ کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس لیے اس نے اپنا یہ راز کسی کو نہیں دیا۔"

"اس طرح تو تم بہت اہم آدمی ہوئے لیکن تمہیں اس کی اس خفیہ جگہ کا علم کیسے ہوا؟"

"چھوٹا سا آدمی ہوں، معمولی سا خادام۔ ذہنی طور پر صرف ایک غلام۔ ایسے لوگوں پر کون توجہ دیتا ہے؟"

"کام کے آدمی ہو دوست۔ اب تو اپنا نام بتاؤ۔"

"شارو۔" اس نے کہا اور میں نے گردن ہلائی۔ لیکن پھر چونک بڑا۔

"شارو؟"

"آپ کا خادام مسٹر علی! جس کے بارے میں آپ کو یقین ہوگا کہ مرچا ہے۔" اس نے دبی ہوئی آواز میں کہا اور میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ شارو کی اصل آواز میں نے پہچان لی تھی۔ میرا چہرہ حیرت کا مرقع بن گیا تھا۔

"سمندر کی گہرائیاں مجھے نہ لگ سکیں جیت، اور میں ان لوگوں کو ڈراؤں دے کر یہاں تک آ گیا۔ جڑی مشکلات پیش آئی تھیں لیکن تقدیر میرا ساتھ دیتی رہی اور بالآخر میں نے یہ مشکل اختیار کر لی۔"

"خدا کی پناہ! یہ تم ہو؟"

"ہاں جیت۔"

"شارو! تمہاری زندگی سے مجھے جتنی خوشی ہوئی ہے بیان نہیں کر سکتا لیکن یہ میک اپ؟"

”میں نے خود کیا ہے جیت“
 ”بہت شاندار ہے۔ تمہیں میکس کاسلمان کہاں سے مل گیا؟“
 ”دشمن کی کھار سے۔ میں یہاں جسے سکون سے لا کر رہا ہوں۔ لیکن تم یہاں تک آ جاؤ گے جیت، مجھے اس کی امید نہیں تھی۔“
 ”شارٹو! تمہارے دل جانے سے مجھے بہت مسرت ہوئی ہے۔ میں خود کو ہزار گنا زیادہ طاقتور محسوس کر رہا ہوں۔“
 ”اب یہ بتاؤ جیت، تمہاری یہاں کیا پولیٹیشن ہے؟“
 ”بے حد خطرناک۔ کوئی بھی لمحہ میرے لیے موت کا لمحہ بن سکتا ہے۔“
 ”مجھے تو تمہاری زندگی پر ہی حیرت ہے۔ یقیناً فیو کے ذہن میں کوئی کیا منصوبہ ہو گا ورنہ وہ زندہ مصف و دشمن اپنے کسی بھی دشمن کو ایک لمحے کے لیے بھی زندہ چھوڑنے کا عادی نہیں ہے۔“
 ”میں بھی ایک پکڑ میں پھا ہوں۔“
 ”وہ کیا جیت؟“
 ”میں نے اسے چیلنج کیا ہے کہ میں ہل چوشو کو بے نقاب کروں گا اور اس نے میرا یہ چیلنج منظور کیا ہے۔“
 ”اوہ۔ مگر جیت کیا تمہیں یقین ہے کہ ہل چوشو اس کے علاوہ کوئی اور ہے؟“
 ”کیا مطلب...؟ میں چونک پڑا۔“
 ”دعویٰ سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن امکان یہی ہے کہ وہ خود ہل چوشو ہے۔ اس پرورے علاقے میں ایک بھی انسان تمہیں ایسا نہیں ملے گا جو کہ اس کے وہ ہائل سے واقف ہے اس بات سے تم کی اندازہ لگا سکتے ہو۔“
 ”تمہارا کیا خیال ہے؟“
 ”حرف ایک۔“ شارٹو انگلی اٹھا کر بولا ہل چوشو صرف ایک نام ہے جس کی آڈی گئی ہے۔ دوسرا طاقتور آدمی فیرو ہے۔ اس نے ہالاکا کھیل شروع کر کے خود کو دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے جیت۔“
 ”میں پرنیٹل انداز میں گردن ہانسنے لگا۔ شارٹو کی بات میں وزن تھا۔ اس کے امکانات ہو سکتے تھے۔ ایک بے حد جالاک انسان یہ سب کچھ کر سکتا تھا۔ فیرو نے ہالاکا نام تخلیق کیا اس کے نام سے کاروبار کیا اور خود کو دوسری بڑی پولیٹیشن دے دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہالاکا سے دشمنی کا کھیل بھی چلایا تاکہ جوشو کے دشمن اس سے رابطہ رکھیں اور وہ ان سے واقف ہو سارے۔ بڑے چمکدہ کھیل تھا۔ ہر بے قیامت تک کسی ہالاکا جوشو کو برآمد نہیں کر سکتا تھا البتہ اس سلسلے میں جو کچھ عمل کیا

جا آوے اس کا ہاتھ لے سکتا تھا اور خود کو محفوظ کر سکتا تھا۔
 ”اس طرح تو صورت حال اور غراب ہو گئی شارٹو!“
 ”تمہارا کیا پروگرام ہے جیت؟“
 ”میں اسے نکلنے کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے شارٹو؟“
 ”آج اور اسی وقت کچھ کر دیا جائے، بعد کے بارے میں کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔“
 ”اوہ کچھ مجھے یوٹین نہیں معلوم۔“
 ”مجھے معلوم ہے جیت، یہاں سخت اضطرابات ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کوشش کی جا سکتی ہے۔ میرے پاس کافی سامان جمع ہے۔“
 ”یونیٹس، دستی ہم وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک اور پروگرام بھی ہے۔“
 ”یہ چیزیں تمہارے پاس ہیں؟ میں نے متخیلہ انداز میں سوال کیا اور شارٹو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
 ”جی ہنسی کا عادت ہے جیت، اسے کچھ بھی کہ لو جس وقت ہائی اسپید بوٹ میں تم پہلی بار میرے ساتھ نکلے تھے تو تم نے یہی کہا تھا کہ کاش یونیٹس کا انتظام آؤنا اور میں نے تمہارے سامنے کشتی کے اندر ہی ایک اسلوفاد پیش کر دیا تھا۔“ شارٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں، مجھے یاد ہے۔“ میں نے جواب دیا۔
 ”میں کہہ رہا تھا، جی ہنسی کا عادت ہے۔ جہاں بھی جوتا ہوں، خوراک کے ساتھ اسلوفاد بھی فرمادی بھجواتا ہوں اور اس کے انتظام میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ ایک خدمتگار کی حیثیت سے یہاں ہر جگہ آئے جانے کی آزادی تھی۔ تھوڑا تھوڑا ایجنیشن خرابا ہوا اور اسے ایک ذخیرے کی شکل میں جمع کر لیا اور اب میں اس میں خود کو بھرتا ہوں۔“
 ”مجھے بنے اختیار ہنسی آگئی۔
 ”عمدہ آدمی ہو شارٹو؟“
 ”میں نے کہا تھا جیت، ایک اور پروگرام بھی میرے ذہن میں ہے۔“
 ”ہاں، وہ کیا پروگرام ہے؟“
 ”جزیرے پر محافظ کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہم دونوں ہر چند کہ اسلوفاد سے نہیں ہیں لیکن ان سب سے مقابلہ ڈرامٹک ہے۔ یہاں فیرو کے ذاتی دشمنوں کا ایک قید خانہ بھی ہے۔“
 ”ہاں، ہے۔“ میں نے کہا۔
 ”قید خانے کی چابیاں ان دو محافظوں کے پاس ہوتی ہیں جو وہاں پہرہ دیتے ہیں۔ سب سے پہلے انھیں ہلاک کر دیا جائے اور قیدیوں کو کھیل دیا جائے۔ یہ قیدی ہماری مشکل آسان کر دیں گے۔“
 ”کمال ہے شارٹو! میں نے ان قیدیوں سے رہائی کا وعدہ

میں کیا ہے۔ میں تمہاری تجویز سے سو فی صدی متفق ہوں مگر یہ کام...؟“
 ”آج آج ہی۔“ شارٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اس جزیرے سے نکلنے کے لیے کیا بندوبست ہو سکتا ہے؟“
 ”میں جنوبی ساحل پر چلنا ہو گا۔ وہاں کھڑی میں چند کشتیاں موجود ہوتی ہیں۔ ان میں سے کوئی کشتی ہمارے کام آ سکتی ہے۔“
 ”طیک۔“ شارٹو نے اس دوران بہت کچھ کرتے رہے ہوئے۔
 ”ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا میری عادت ہی نہیں۔“
 ”میں جاؤں؟“
 ”تمہارا اسلوفاد فز، کہاں ہے؟“ میں نے سوال کیا۔
 ”بس ابھی تھوڑی دیر کے بعد تمہارے سامنے پیش کروں گا۔ اب جاؤں؟“
 ”خدا حافظ۔“ میں نے کہا اور شارٹو ہل چلنے لگا۔ اس کے جانے کے بعد میں اس پروگرام کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کا آغاز کر کے ہالاکا کا مشدہ دیکھنا پڑا تو اس کے بعد زندگی کا کوئی چانس نہیں ہو گا۔ قیدیوں کا معاملہ بھی بے حد خطرناک تھا۔ وہ نیم دیوانے ہو چکے تھے۔ کہیں ہمارے لیے ہی خطروں میں جا رہے تھے۔ اس جزیرے سے نکال کر کسی محفوظ مقام تک پہنچانے کا تصور ہی بے کار تھا۔ ہمارے پاس اتنے وسائل نہ تھے صرف انھیں ان قید خانوں سے نکالا جا سکتا تھا۔ اس کے بعد ان کی نگہبانی شارٹو کا انتظار کرنا رہا۔ وہ تقریباً بیس منٹ کے بعد آیا لیکن بڑے دلچسپ انداز میں، ایک بڑی سی ٹرائی دھکیلتا ہوا لایا تھا جس پر برتن بچے ہوئے تھے۔ ایک قاب میں الگ الگ بو جانے لڑو کی طرح چبے ہوئے تھے۔ ایک قاب میں الگ الگ بو جانے والی خود کار رائفوں کی نالیں۔ دوسری میں ان کے کندھے پر تیری میں درمیان چیریز تھیں۔ ٹرائی کے پچھلے حصے میں کارٹوسوں کے پیکٹ بچے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کینوں کے دو پیٹلے بھی فولڈ کیے ہوئے موجود تھے۔ ہالاکا نے چھتے میں پندرہ گھنٹہ اور ڈیڑھ گھنٹہ رکھی ہوئی تھیں۔ پوری ٹرائی کچھ بھری ہوئی تھی۔
 ”میں نے میکس آپ کے سامان کا پیکٹ بھی احتیاطاً رکھ لیا ہے، ممکن ہے کہیں کام آجائے۔ کیا خیال ہے جیت؟“
 ”تم نے کمال کیا ہے شارٹو! تعریف بعد میں کروں گا کافی لالچ ہیں تیری سے کام کرنا چاہیے۔“
 ”اوہ جیت۔“ شارٹو نے کہا۔ سب سے پہلے ہم نے رائفیں اسمبل کیں۔ میگزین لگائے اور پھر مزوری سامان کے

ٹھیکے بکھرے کھنڈوں سے کس لیا۔ اب تیاریاں مکمل تھیں۔
 ”ان راستوں کے بارے میں جاننے ہو جہاں سے گزر کر قیدیوں کے کھنڈوں تک پہنچا جا سکتا ہے؟“
 ”ہاں جیت، ابھی اس علاقے کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ اس جزیرے کی کھنڈوں کا ہونا ایک ہی جگہ اس سے آگاہ کروں گا۔ ان لوگوں کو کھنڈوں کے بعد میں اپنی فکر کرنا ہوگی نہ جانے کب سے وہ چند ہند کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مجھے یوں ہمارے سامنے جانے ناموقع ملا ہے اور میں نے ان کی آنکھوں میں نفرت کی جوشعلیں روشن دیکھی ہیں۔“ اس کے الفاظ سے ہوتا ہے کہ اگر انھیں رہائی ملی تو وہ کراڑ کر اس جزیرے پر ایک بھی ذی دہن کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ جو ان کے علاوہ جو چھپا کر ہیں بہت جوشیاری سے کام کرنا ہو گا۔“
 ”تو پھر کام شروع ہوا میں نے سوال کیا۔
 ”ہاں جیت، ہر چند کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل جانے لگا اور ایک شیطان جزیرے پر موجود تمام شیطانوں سے زیادہ خطرناک ہو گا تو سب سے پہلے کیا کیا جا سکتا ہے۔ جو کچھ بھی ہاتھ آجائے۔“
 ”چلو۔“ میں نے شارٹو سے کہا۔
 ”ایک منٹ جیت، پہلے میں یہاں سے نکل جاؤں ہر چند کہ کوئی پھر نگاہ نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ راہداری کے آخری سرے پر میں تمہیں ہل چاؤں گا۔“
 ”شارٹو! اپنا احتیاطیے شانوں سے باز رہ کر ہل چاؤں کیا۔ میں بھی تیرا ہل چاؤں کہ کچھ احتیاطیہ چہنچہنوں بعد میں بھی کمرے سے باہر نکل آیا اور ہم مناسب انداز میں دوسروں کو شبہ کا موقع دیے بغیر آگے بڑھنے لگے۔ جس رستے سے آئی وہاں فیرو کے دال لے گیا تھا۔ شارٹو نے وہ راستہ نہیں اختیار کیا بلکہ وہ ایک پتلی سی سڑک سے گزر کر اس علاقے تک پہنچا جہاں وہ ٹیس کورٹ نما جگہ تھی ہوئی تھی۔ چند میٹر چھوٹے ہیں اور پری تھے تک پہنچا اور پھر ہم اس ٹیس کورٹ کے دروازے کے سامنے تھے۔ دروازے پر دو مسلح محافظ موجود تھے۔ میں دیکھ کر انھوں نے ہتھوں میں پکڑی ہوئی رائفیں برسرِ جی کر لیں۔
 ”بے وقوف آدمی مجھے نہیں پہچانتے۔ میں فیرو کے ساتھ یہاں آیا تھا اور اس وقت ہم موجود تھے مجھے کچھ کہا کہ ہے۔“ میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہہ دوں محافظوں کے ہاتھ جھک گئے۔ بس اتنا ہی کافی تھا۔ جوئی رائفوں کی نالیں ہمارے سینوں کی سمت سے نہیں، میں نے اور شارٹو نے بیک وقت ان پر حملہ کر دیا اور پھر انھیں ٹیس کورٹ کے دروازے میں رگڑتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ ہم نے اسٹیج کی رائفیں لیں اور ان کی نالیں ان کی گردنوں پر رکھ کر پوری قوت سے دبانے لگے۔ دونوں نے ایک ہی حربہ

اختیار کیا تھا۔

کندوں میں موجود قیدیوں کو جب آہٹیں مسموم ہوئیں تو وہ معمول کے مطابق جنگل کے پاس آکھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے یہ دلچسپ منظر دیکھا ہے شاعر قیصر نے اچھے سے دلی دلی سکھایا آواز میں اور تھمتے، جیسے وہ اس منظر سے بہت بھٹ اندوز ہو رہے ہوں۔ ذرا سی دیر میں ہم نے اپنے دھنوں کو ختم کر دیا۔ دونوں محافظوں کی زبانی اور انھیں باہر نکل آئی تھیں۔ آسمانی پھرتی سے میں نے اپنے تھکر کی جیبیں نکالیں اور چابیوں کا ایک گچا بھجے گا۔ دوسرے محافظ کی جیب میں ظاہر ہے چابیاں نہیں تھیں۔ میں نے چابیوں کا گچا شادلو کی جانب اچھالا اور ان قیدیوں کی رائٹیں اٹھا کر ایک سمت پھینک دیں۔ پھر ان کی لائیں بھی گھسیٹ کر ایک کو نے میں ڈال دیں۔ شادلو ان دروازوں کی جانب بڑھ گیا تھا جس میں تالے لگے ہوئے تھے۔ خونخوار دشمنوں کی آنکھوں میں انتقام کی چمک تھی میں نے کچھ چابیاں اس گچے میں سے نکال لیں جنھیں شادلو استعمال کر رہا تھا اور اس کے بعد ہم ایک ایک کسٹر سے کھانا کھولنے لگے تالے کھولنے کے بعد ہم نے آہستہ آہستہ ان کے دروازے کھولے اور آخری دروازہ کھولتے ہی ہم دونوں باہر کی طرف دوڑ پڑے۔ سڑکوں میں بندھی قیدی نے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی وہ جھمک رہے تھے لیکن پھر ایک دروازے میں سے دو آدمی باہر نکلے، ان کا انداز اتنا محتاط تھا جیسے انھیں کسی دھوکے کا شکار ہو لیکن مظاہر صاف پاکر وہ برق رفتاری سے باہر کی سمت دوڑنے لگے۔ ہڑای ہونا ک منظر تھا۔ کچھ نیم دیوانے زمین پر ریٹھے ہوئے باہر آنے کی کوشش کر رہے تھے اور کچھ ہڈیوں دوسروں سے آگے نکل جانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ ان کی بچوں سے روٹے کھڑے ہو رہے تھے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے رُکے اور پھر برق رفتاری سے باہر نکل گئے۔

میں ایک طرف سمت جانا پڑا تھا اور ہم ستونوں کی آڑ میں اپنے آپ کو چھپانے میں کامیاب ہو گئے تھے ان لوگوں سے میں بھی خوف تھا۔

پھر رماردی میں یہ سلا محافظ ان کا شکار ہوا۔ اس نے اپنی رائفل دیوار کے ساتھ ٹکا رکھی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ ہنگامے سے آگاہ ہوتا، دشمن اس پر بوٹ پڑے۔ محافظ نے آسمانی پھرتی سے رائفل اٹھا کر دو فائر کیے تھے لیکن اس کے بعد اس کے جسم کے مختلف جگہ سے فضا میں اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ اسے الارم کا سونچ ان کرنے کا موقع بھی نہیں مل سکا تھا۔

ہم دونوں اب یہاں نہیں رُک سکتے تھے چنانچہ برق رفتاری سے ہروٹی رستے کی جانب دوڑنے لگے، اس دوران تمام وحشی قیدی باہر نکل گئے تھے۔ جب ہم اس عمارت کے کھلنے والے حصے میں آئے تو ہم نے خوفناک شور اور فائرنگ کی آوازیں عمارت میں اور پھر اس کے باہر نکلیں لیکن ہم جنونی سمت میں دوڑنے لگے تھے۔ باہر موجود محافظ اب اس ہنگامے سے آگاہ ہو چکے تھے اور چیخ و پکار کے ساتھ فائرنگ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ ہم دونوں درختوں کے حصّہ کی جانب پہنچ گئے۔ دوغنا ہم نے ایک شخص کو دیکھا وہ ایک محافظ تھا اور دیوار دار دوڑ رہا تھا اور چار سات ننگ دھڑنگ قیدی اس کے تعاقب میں تھے۔ وہ پچھلے لوگوں کی پوری قوت سے پیچ رہے تھے اور محافظ کو قابو کر لینا چاہتے تھے۔ یہاں سے بھاگنے کی فکر میں سرگرداں ہونے کے بجائے وہ یہاں موجود ایک ایک فرد کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانے میں کوشاں تھے۔ ان لوگوں کو اگر کنٹرول کر کے اس جڑ سے سے نکالنے کی کوشش کی بھی جاتی تو وہ ناکام رہتی کیوں کہ جو جی انتقام نے ان کی نگوں میں خون کی جگہ آگ دوڑادی تھی اور وہ اپنی زندگی سے زیادہ اپنے دشمنوں کی زندگی ختم کرنے کے لیے تھے۔

ادھر آجیاد چیف... ادھر، پھرتی سے، شادلو کی ہواز نے مجھے چونکا دیا اور میں اس کی تابی ہوئی سمت کی جان دوڑنے لگا۔ وہ جنونی سمت جا رہا تھا اس محافظ کو دشمنوں نے پکڑ لیا اور اس طرح اچھل اچھل کر اس پر گرنے لگے جیسے شیر خنجر پر چھتا ہے تیز دانتوں سے انہوں نے محافظ کے بدن کو بری طرح اڈھیر ڈالا۔ اس کی دردناک جھنجھٹیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ قیدی اس کے جسم کے مختلف حصوں میں دانت کاڑ کر اسے اڈھیر رہے تھے ان کی لعنت انتہا پر تھی۔ بس یہی منظر میں دیکھ سکا اور اس کے بعد ہم ان لوگوں سے کافی دور نکل آئے۔ ہمیں جس قدر حد ممکن ہو سکتا تھا اس جگہ پہنچ جانا تھا جہاں شادلو کے بیان کے مطابق کشتیاں موجود تھیں۔

محافظ جو کہ قیدیوں سے آگے گئے تھے اور چاروں طرف سے سمت کر آتھی پر نگراں ہو گئے تھے اس لیے ہمیں اپنے سفر میں بہت زیادہ دقت پیش نہیں آئی اور ہم نہایت برق رفتاری سے دوڑتے ہوئے بالآخر اپنی جنونی کھانڈی تک پہنچ گئے جو سمندر سے جڑے ہیں کافی دور تک آئی تھی اس کے دونوں سمت نا جھلچٹائیں تھیں جن پر جگہ جگہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ سیڑھیاں کاہی سے اتنی غراب ہوئی تھیں کہ ان پر اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہوتا لیکن ان لوگوں نے یہ سیڑھیاں کے ساتھ ریٹنگ لگائی تھی جسے پکڑ کر یہ سیڑھیاں پر قدم ہمارے جاسکے

تھے۔ شادلو نے ایک اپنی اسپید بوٹ کی جانب اشارہ کیا اور میں نے تائید میں گردن ہلا دی۔

بوٹ میں اترنے کے بعد میں نے ادھر ادھر دیکھا اندازہ اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس نے پھرتی سے بوٹ کا محور اشارٹ کیا اور بوٹ چیف اور دو دیگر لوگ یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کریں گے اس لیے میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں تین دستی بم استعمال کر لینے چاہئیں۔

میں نے شادلو کی بات سے اتفاق کیا اسپید بوٹ اشارٹ ہو کر تھوڑا سا آگے گئی اور کھانڈی کے آخری سرے پر پہنچنے کے بعد شادلو نے دستی بم نکال کر ایک طرف کھڑی ہوئی تین بوٹوں کی طرف اچھال دیے۔ دو دستی بم اس طرف اور ایک دوسری کشتی کی طرف اچھالنے کے بعد ہم نے رافٹوں سے ان کے انجنوں کا نشانہ لے کر فائر کیا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا اور اس کے بعد شادلو نے دوبارہ بوٹ اشارٹ کر کے برق رفتاری سے تھوڑے بڑے شادلو اپنے آپ کو سمیٹاے سمندر میں ادھر ادھر نگاہ دوڑاتا ہوا اسپید بوٹ کو تیزی سے ایک سمت لے جا رہا تھا اس کا خیال تھا کہ اسے ان خطرناک کشتیوں کی زد سے باہر نکل جانا چاہیے جو جڑے کے مخصوص سرنگوں میں پوشیدہ ہیں اور جو صرف دشمنوں کا شکار کرنے کے کام آتی ہیں۔ اگر ان کشتیوں نے اس بوٹ کو دیکھ لیا تو پھر وہ اس کا پچھا نہیں چھوڑے گی۔ میں دل ہی دل میں دغا مانگ رہا تھا کہ اس وقت مزید کسی جھگڑے میں پڑے بغیر ہم کسی محفوظ مقام تک پہنچ جائیں۔ اور شاید یہ مقبولیت کا ہی وقت تھا کہ کئی دھڑکنے لگنے کے بعد جو میں ایسی کوئی کشتی نظر نہیں آئی یہاں تک کہ فوڈ کا ہمارا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

شادلو نے اطمینان کی گہری سانس لیتے ہوئے کہا: چیف تقدیر کچھ ساتھ ہی دے رہی ہے۔ دو ہی باتیں ہیں یا تو ان کشتیوں کا لہری کا حکم خود آئی دان فیرو دیتا ہو گا یا پھر ان کشتیوں کے تاج وغیرہ بھی جڑے پر ہوں گے اور ان دشمنوں کے ہنگامے میں اُبھ گئے ہوں گے۔

کچھ بھی تھا، میں اس صورت حال سے فائدہ ہوا تھا۔ سمندر میں جگہ جگہ جہاز، ٹنگ اور چھوٹی کشتیاں نظر آ رہی تھیں۔ "چیف، کیا خیال ہے، مارشل ٹنگ چلیں؟" شادلو نے پوچھا۔ "میں بھی اتفاق سے یہی سوچ رہا تھا شادلو! میں نے جوابا کہا۔

"اگر تم میرے ہی انداز میں سوچ رہے تھے چیف تو غور کرو، مارشل ٹنگ پہنچنے کے بعد ہم دونوں آئی دان فیرو یا کچھ شادلو کی نگاہ سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔"

"بالکل میرا بھی یہی خیال تھا لیکن..."

"میرے ذہن میں ایک تصویر ہے چیف، اگر تم اسے پسند کرو؟ شادلو میرا فائدہ کھل ہونے سے پہلے ہی بول پڑا۔ "وہ کیا؟" میں نے پوچھا۔

"ہم ایک جہاز سے پر گئے تھے، جہاں ہمارا واسطہ ایک خوب صورت لڑکی سے پڑا تھا۔ یلو ہے نا؟"

"اور اس کا نام سولیتا تھا؟" میں نے کہا۔ "ہاں، اور اس کے ساتھ بوڑھا فاروس بھی تھا۔"

"جوانی بچوں پر سرج کر رہا تھا،" میں نے کہا اور شادلو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ظاہر ہے چیف، لڑکی کا خوب صورت تھی اور ذرا مشکور ہی ہوتا ہے ایسے چہروں کو بچھل جانا۔"

"شادلو! وہ لوگ بہت خطرناک شخصیت کے مالک ہیں، میں ان کے بارے میں معلوم کر چکا ہوں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے چیف۔ لیکن کیا خیال ہے، وہ کسی جگہ ہے؟ جہاں سب سے زیادہ محفوظ جگہ ہے، میں اور وہ ان لوگوں نے اپنے طور پر بھی اپنی رہائش کچھ نہ کچھ بندوبست کر لیا ہو گا۔"

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ وہ لوگ اب وہاں موجود نہیں ہیں۔" اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا چیف، اگر وہ وہاں موجود نہیں ہیں، تب بھی ہم ان کی رہائش گاہ اپنے کام میں لا سکتے ہیں، یہ مطلب ہے کہ ہم وقتی طور پر وہاں پناہ لے کر کوئی مضبوط بندوبست کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، تو اسی سمت چلو۔" میں نے کہا اور شادلو نے اپنی اسپید بوٹ کو ایک لمبا چکر دیا اور اس کے بعد وہ مختصر کی طرح کوچھوٹی ہوئی گویا فضا میں پرواز کرنے لگی۔ شادلو نے اپنی رفتار آسمانی تیز کر دی تھی اسے حدش تھا کہ کہیں اپنی اسپید بوٹ میں ایندھن ختم نہ ہو جائے۔

"چیف، فیول بنانے والی سونے کام نہیں کر رہی ہے۔ اپنی جگہ ساکت پڑی ہے اس لیے یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ بوٹ میں کتنا ایندھن موجود ہے؟"

"ٹھیک ہے، چھتے رہو۔ جو کچھ بھی ہوگا، دیکھا جائے گا۔" میں نے کہا۔

زیادہ دیر نہ لگی کہ ہمیں وہ جزیرہ نظر آ گیا۔ رشتوں اور سبز بچوں سے ڈھکے اس خطہ زمین تک پہنچنے میں مزید کچھ منٹ ہوئے اور بوٹ کی رفتار نے اسے کنارے پر چڑھا دیا۔ دونوں نیچے اتر آئے تھے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر غمخوار

سلسلہ شروع ہو جاتا تھا لیکن ابھی ہم پوری طرح سنبھل کر آگے قدم بھی نہ بڑھا پائے تھے کہ ایک رنگین ساسیہ ہمیں نظر آیا۔ غالباً وہ کوئی لڑکی ہی تھی اور ظاہر ہے سولیتا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔

میں ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا۔ اگر سولیتا چلے ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ فارنوس کو ہماری آمد کا اطلاع مل جائے گا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ فارنوس امریکی ایجنٹ ہے، مجھے اس کی طرف سے ہوشیار ہونا ضروری تھا چنانچہ میں نے برق رفتاری سے اس طرف چھلانگ لگا دی، مدھر سولیتا کو دیکھا تھا۔ وہ غالباً کچھ پہلے سمندر میں نہا رہی تھی اور امیڈیٹ طور پر اس طرف آئے دیکھ کر پانی سے نکل آئی تھی۔ میں جس وقت اس کے نزدیک پہنچا تو وہ اپنا لباس پہن چکی تھی۔ مجھے دیکھ کر ایک لمحے کے لیے سہم سی گئی، لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو بھٹال لیا اور اس معصوم سی لڑکی کی شکل و صورت دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی خطرناک کام میں ملوث ہوگی۔ اپنے آپ کو بھٹالنے میں اس نے جس مہارت اور پھرتی کا ثبوت دیا تھا اس نے مجھے یہ بھی احساس دلادیا کہ وہ بہت آگے کی چیز ہے۔

"ہیلو! میں نے آس کے قریب پہنچ کر کہا۔ وہ خوف زدہ نکلا ہوں سے میرے عقب میں دیکھ رہی تھی، اشارتاً آہستہ آہستہ اسی سمت آ رہا تھا۔

"ہیلو! یہ غیر مناسب بات ہے، میں لباس پہن رہی تھی۔" میں نے تعین اس سے منع نہیں کیا ڈیڑھ "میں نے جواب دیا۔" کیوں آئے ہو یہاں پر؟" "اوپر یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ خطا سا مزیدہ تمہاری ملکیت ہے؟" "مم... میرا مطلب ہے تم شاید پہلے ہی یہاں آچکے ہو؟"

"شاید کاغذ اضافی ہے، تم مجھے پہچان چکی ہو؟" "نہیں۔ میں غیر متعلق لوگوں کو یاد رکھنے کی عادی نہیں ہوں۔" اس نے اپنے بال جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر انھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے پیچھے کی سمت کر کے باندھ لیا۔

"اور جو متعلق ہوں ان کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں جس سولیتا؟"

"تمہارے لیے میں ایک عجیب سی کیفیت محسوس کر رہی ہوں۔ یہ کیا بات ہے، کیا جانتے ہو؟" وہ سنبھل کر بولی۔ "گڈ۔ یہ بڑی ناہات۔" میں نے کہا۔ اتنی دیر میں اشارتاً بھی ہمارے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ "تم

بھی تو اس دن ساتھ تھے نا؟" اس نے اشارتاً کو مخاطب کیا۔ "آپ کی یادداشت بہت شاندار ہے بس سولیتا! اشارتاً نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

"ام! اجنبی لوگوں کو اپنے درمیان دیکھنا پسند نہیں کرتے، بہتر یہ ہوگا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ پروفیسر فارنوس مجھے بھی اجنبی شخص کے ساتھ ایک لمحہ برداشت نہیں کر سکتا۔"

"اور تم اسے مستقل برداشت کر رہی ہو ڈیڑھ سولیتا! چند روز پہلے بھی تم ہم تمہارے لیے آئے تھے۔ کماں چلی گئی تھیں تم؟" "میرے لیے کیوں آئے تھے؟"

"آہ۔ تم نے شاید اپنی رہائش گاہوں میں آگئے نہیں لگا رکھے یا پھر تم اپنے حشر سے ناواقف ہو، تمہیں دیکھنے کے بعد کس کا بار بار آنے کو مجبوز چاہے گا؟ میں نے کہا اور اشارتاً اچھل پڑا۔

"واہ چیف! اس سے قبل میں نے تمہارے منہ سے اتنی خوب صورت بات کبھی نہیں سنی تھی۔" "تم... تم لوگ... سولیتا نے کہا اور پھر جلد اور چھوڑ کر ایک جھٹکتے والے سرگرمی میں نے اب کسی تکلف سے کام نہیں لیا تھا۔ وہ دو تین قدم ہی چلی تھی کہ میں نے پیچھے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیے اور اسے اپنی گرفت میں لے لیا جو اس کے حلق سے ایک بیج سی نکل گئی۔

"تمیں ہنسی، چیخنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جس بے اعتنائی کا مظاہرہ تم کر رہی ہو وہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔" میں کہتی ہوں بد تمیزی مت کرو۔ تم... تم چھوڑو مجھے کہنے آؤ! چھوڑ دیجھے، میرے سے دونوں ہاتھوں کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوشش کر سکتے گی۔ تب اشارتاً آگے بڑھا۔ "چیف! ایسے کام میں تجویز انجام دیتا ہوں؟" اس نے کہا۔ سولیتا نے ایک بار پھر چیخنے کی کوشش کی، لیکن اس بار میں نے اس کا منہ دبایا تھا۔

"نارنوس کے علاوہ یہاں اور کون کون ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"جو کوئی بھی ہے تم کوئی بد تمیزی کر کے یہاں سے زندہ نہیں واپس جاسکتے۔"

"دیکھو سولیتا! ہم تم سے کوئی بد سلوکی نہیں کرنا چاہتے، بہتر یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں تفصیل بتا دو۔"

"تفصیل! کیسی تفصیل؟ یہاں کوئی نہیں ہے، ہم دونوں کے علاوہ اور تم جانتے ہو پروفیسر فارنوس یہاں آئی پودوں پر سرسبز کرنے آئے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت

پسند نہیں کرتے۔ پہلے بھی وہ اس سلسلے میں ناراض ہو رہے تھے۔" "یہ جبر ہے ان کے والد صاحب نے ورثے میں دیا ہے انھیں ہرگز نہیں تو پھر یہاں تو کوئی بھی آسکتا ہے، میں نے کہا۔

دفعاً سولیتا نے ایک قلم بازی سی کھائی اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں ایک نٹھاسا پستول نظر آیا۔ نٹھاسے یہ پستول اس نے کماں چھپا رکھا تھا۔ اس سے پہلے تو مجھے نظر نہیں آیا تھا لیکن اشارتاً کی پھرتی بھی قابل دید تھی۔ جو بی سولیتا کا پستول والا ہاتھ سیدھا ہوا، اشارتاً نے اپنا بیگ اس کے ہاتھ پر دے مارا۔ پستول سولیتا کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی اشارتاً نے کسی کوڑی چھپ لگائی اور پستول کو زمین پر گرنے سے پہلے پک لیا۔

"گڈ گڈ۔" میں نے دلچسپ انداز میں کہا۔

"سولیتا! اب خاصی دشت زدہ نظر آ رہی تھی۔ وہ ہمیں خوف زدہ لگا ہوں سے دیکھتی رہی، پھر بولی۔ "تم آخر چاہتے کیا ہو؟"

"فارنوس کماں ہے؟"

"ہماری رہائش گاہ میں؟"

"اور رہائش گاہ کماں ہے؟"

"وہ... وہ دونوں کے درمیان اس طرف؟" اس نے ایک سمت اشارہ کیا۔

"تو پھر جلد، ہم تمہارے سہان بنا چاہتے ہیں۔" میں نے کہا۔ سولیتا مجھے گھونسنے لگی اس کی آنکھوں میں ملی جلی کیفیات تھیں شاید غصہ، خوف، وہل اور نہ جانے کیا۔ پھر وہ گردن جھٹک کر بولی "آؤ،" اور میں اس کے ساتھ آگے چل پڑا اشارتاً اس کا پستول ہاتھ میں سنبھالے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے غالباً پستول کے چیمبر چیک کر لیے تھے۔ نٹھاسا یہ پستول انتہائی چہرہ طرز کا معلوم ہوتا تھا اور اسے بہ آسانی کسی بھی چھوٹی سی جگہ چھپایا جاسکتا تھا۔ بقا بردہ ایک کھلونا گستا تھا لیکن اس کھلونے میں جو خوبیاں تھیں اس کا اندازہ اشارتاً کو ہو گیا تھا۔

پھر کسی طرف سے ایک آہٹ سی سنائی دی اور دو آدمی ایک دم باہر نکل آئے۔ یہ دونوں چہرے کی جگہیں اور چست بتوں میں بیٹے ہوئے تھے۔ ہارڈ کاسٹ اور گوری رنگت کے مالک تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی انھوں نے اپنے پستول سیدھے کیسے اور اشارتاً کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ ان کی کسی کارروائی سے پہلے ہی ان کا کام تمام کر دے۔ دونوں گولیاں ان کی پیشانی پر پڑی تھیں لیکن سیدھے پستولوں سے دفعاً درد فائر ہوئے نہیں اور اشارتاً تو تو کچھ گھرے گرد لوگوں کو لیاں سولیتا کے حلق اور سینے میں پوسٹ ہو گئی تھیں۔ ان کے نشانے چوک گئے تھے سولیتا

کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے فضا میں پھیلے اور پھر وہ آوندھے منہ زمین پر آ رہی۔ دوسری طرف اشارتاً کی کارروائی بھی مکمل تھی چنانچہ وہ دونوں بھی زمین پر گر کر مر چکے تھے۔

"یہ بڑا ہوشیار تو! میں نے کہا۔ "چیف، جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا ہے۔ میں ذرا ان لوگوں کو دیکھوں۔" ہم اس لڑکی کو سنبھالنے کی کوشش کرو، لیکن یہ کچھ ہی جاتے۔ اشارتاً نے کہا اور ان دونوں کی سمت دوڑ گیا۔ مجھے سولیتا کی موت کا انھوں تھا۔ وقت سے پہلے ہی مر گئی تھی بیچارہ حالانکہ شیر کی بیان کے مطابق وہ اسرائیلی جاسوس تھی اور لیکن حقا کہ مجھے اس سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔

میں نے اسے جلدی سے سیدھا کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ اب اس کے بدن میں جان نہیں ہے۔ ایک گولی حلق میں فروغ ہے کے عین قریب پوسٹ ہوئی تھی اور دوسری دل کے مقام پر زمین نے اسے چھوڑ کر ایک طویل سانس لی، دوسری طرف اشارتاً پلوئی سے گردن ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"چیف! یہ دونوں بھی فضا میں پرواز کر گئے ہیں؟" اس نے ان دونوں کے پستول اور فالتوا بیٹن قبضے میں کیا اور پھر ان کی ٹانگہ گھسیٹ کر ایک جگہ کر دیں۔ کیا خیال ہے چیف، پستول دونوں کی آخری دسولت اور کمر میں اپنا مقصد مل کر رہی؟"

"انھیں چھپا دینا ضروری ہے تاکہ اگر یہاں ان کے کچھ ساتھی اور ہوں تو فوراً ہی ہماری صورت حال سے آگاہ نہ ہو سکیں۔"

"میں ابھی ان کا بندوبست کرتا ہوں۔" اشارتاً نے کہا پھر اس نے ایک چٹان تلاش کیا اور لاشیں اس کے کنارے لگا دیں اور پھر لمبی لمبی جھالوں سے انھیں ڈھک دیا۔ اب وہ کسی کی نگاہ میں نہیں آسکتی تھیں، اشارتاً پھرتی سے اس کام سے فارغ ہو گیا اور پھر ہاتھ جھاڑتا ہوا میرے پاس آکھڑا ہوا۔ سولیتا کا پستول خالی کر کے وہیں ڈال دیا گیا۔ یہاں ہم وقتی پناہ کے لیے آئے تھے لیکن اتنے ہی گڑبڑ ہو گئی تھی اب فارنوس پر قابو پانا بھی ضروری تھا ورنہ ان حالات میں وہ مصیبت بن سکتا تھا۔

"سولیتا نے اس طرف اشارہ کیا تھا نا؟" میں نے اشارتاً سے پوچھا۔

"ہاں چیف؟"

"آؤ، ہوشیاری سے فارنوس کو زندہ پکڑ لے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہم ان جھالوں کی طرف سفر کرنے لگے جو سات سات فٹ بلند تھیں اور اس قدر گہراں تھیں کہ دوسری طرف دیکھنا ممکن نہیں تھا۔ ایک جگہ سے ہم جھالوں میں گھسے تو ایک چٹان نے راستہ روک لیا۔ چٹان دوڑ تک پھیلی ہوئی تھی ہم اس کے

ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ خشک جھیلوں میں ہمارے قدموں سے سرسبز میدان پورے ہی تھے چنانچہ بار بار زمین پر پناہ پھر ایک جگہ جتان فیم ہو گئی۔ یہاں جھلیاں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں جیسے یہاں سے اکثر آمدورفت دہستی ہو۔ یہاں تک کہ ہم نے آہستہ آہستہ لیں اور پھر وہ جگہوں دوسری طرف نکل آئے۔

دوسری طرف ایک گول احاطہ تھا جس کے کنارے کھلے درخت لگے ہوئے تھے اور ان درختوں کے ساتھ ساتھ ویسی ہی بنجھاڑیاں تھیں۔ اگر سلیتا اس طرف اشارہ نہ کرتی تو شاید ہم سارا دن صرف کر کے بھی چٹانوں میں ترستے ہوئے اس مکان کو تلاش نہ کر سکتے جو انسانی ہاتھوں کا نام نہ تھا۔ جو دروازے پر کواڑ نہیں تھے۔ دوسری طرف روشنی نظر آ رہی تھی، ہم ہستول سمجھائے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

چٹان اندر سے کھوکھلی کر لی تھی اور اس کے پورے طول و عرض میں ایک لمبا کنارہ تھا۔ روشنی پر چمکیں لمپک کی تھیں۔ سرکنڈوں کے بوتلے پر فارنوس نظر آ رہا تھا جو اس روشنی میں کوئی کتاب پڑھ رہا تھا پھر اس کے حواس کا بولنے ہمارے آواز سننے اور دوسرے لمحے وہ پلٹ پڑا۔ ہم دونوں نے اس پر ہستول جان لیے تھے۔

کتاب رکھ کر ہاتھ بند کر دو۔ میں نے سر دلیس میں کہا اور وہ کہنے کے عالم میں ہمیں گھوٹا تارہ گیا۔ شارٹو نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے کتاب لے لی اور پھر اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ شارٹو کو سرت حال کا عالم نہیں تھا لیکن خیر بھی بتا چکی تھی کہ وہ جوان آدمی ہے۔ دوسرے لمحے اس نے شارٹو کو کھچکا دی اور اسے اپنی ڈھال پر لٹا کر سامنے کر لیا۔ اس نے ایک ہاتھ شارٹو کی گردن میں ڈال لیا تھا اور دوسرے سے اس کے ہستول والے ہاتھ کو قابو میں کر لیا تھا لیکن اسے شارٹو کی قوت کا اندازہ نہیں تھا۔ شارٹو تھوڑا سا جھکا اور اس نے فارنوس کو پشت پر لا کر سامنے پھینک دیا۔

خبردار شارٹو سے مارا نہ تھا۔ میں چپا اور شارٹو تک گیا در اس نے ہستول سے فارنوس کا نشانہ لے لیا تھا۔ پھر بھی اس نے فارنوس کی گریبان ایک لٹا رہ کر دی تھی۔ چوتھم آٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے فارنوس کو حکم دیا اور وہ زمین پر ہاتھ لگا کر آٹھ گیا۔

"مجھ بوڑھے پر یہ قلم کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی؟" "تلاشی کو؟" میں نے کہا اور شارٹو بے دردی سے اس کی جیبیں ٹوٹنے لگا۔ بغل پوسٹر سے ایک آؤ مینک پلو لور پکڑا ہوا تھا جسے شارٹو نے اپنے جیب سے لے لیا۔

"پہلے تمہارا بڑا بھائی آؤ کر دیا جائے۔" میں نے کہا اور آگے بڑھ کر فارنوس کا چہرہ ٹوٹنے لگا۔ اس کی گردن کے پاس کا کچھ حقیر ابھرا جو افسوس پورا فارنوس نے سمجھائے کی کوشش کی لیکن شارٹو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہستول کا دستاں کے شلے پر مارا۔ "پکڑو! پکڑو! تو پورے بدن کی کھال اٹا کر ہاتھ میں دے دوں گا۔" وہ قرائی ہوئی آواز میں بولا۔

میں نے فارنوس کی ماسک اٹا دی تھی۔ ماسک کے نیچے سے ہر آمد ہوئے والا چہرہ ایک بے بسی چالیں سالہ شخص کا تھا۔ "تمہاری نگاہیں بھی بہت قریب ہیں چھپتے،" شارٹو نے لہجے میں بولا۔ "اب مسٹر فارنوس یہ بھی نہ کہہ سکیں گے کہ وہ آبی پودوں پر ریسرچ کر رہے تھے کیوں فارنوس؟" میں نے کہا۔ "فارنوس نے کوئی جواب نہ دیا۔" شارٹو پہلے مسٹر فارنوس کو ہاتھ دیا جائے۔ ان کی کوئی حرکت ہمارے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ چوہہ کام کرو ہماری آسانی کے لیے مسٹر فارنوس نے رسی کا بندوبست کر رکھا ہے۔ وہ یہی کوئے ہیں۔" میں نے ایک طرف اشارہ کیا یہاں سفید نائیلون کی رسی کا ایک گچھا نظر آ رہا تھا۔

شارٹو جو نیکو فارنوس کے محلے کا شکار ہو چکا تھا اس لیے ابھی تک غصے میں تھا۔ اس نے کسی جانور کی طرح فارنوس کو زمین پر گرا کر اس کی لپٹ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر دیے گئے تھے۔ میں شارٹو کی کارروائی سے مطمئن تھا چنانچہ پیچھے میں نے اسے اپنی جگہ مکان کی تلاشی کی۔ کھانے پینے کی خشک اشیاء کے انبار تھے ایک آٹلی اسٹو اور برتن بھی موجود تھے۔ ایک سمت ہوا بھر گندہ رکھا ہوا تھا جس پر بلا اسکیل تھہ کیا ہوا رکھا تھا۔ دو ٹیکے تھے۔ ٹیکوں کے پاس ایک چھوٹا سا ٹیسٹر میڈٹ رک ہوا تھا جسے میں نے احتیاط سے دیکھ کر اس کی جگہ رکھ دیا۔

"یہاں اس جزیرے پر کتنے افراد موجود ہیں مسٹر فارنوس؟" "اب تم مجھ سے معلومات حاصل کرو گے کیوں؟" اس نے جبرانی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں ارادہ تو یہی ہے۔ تم زبان بند رکھنے کی کوشش نہ کرو گے کوئی ہرج نہیں ہے۔ تروان کرو۔ یہ کھیل تو معزوری ہے۔" "تم سوال کرو چھپتے، جواب میں لوں گا۔" شارٹو اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"یہاں کل کتنے افراد ہیں فارنوس؟" میں نے سوال دہرایا اور جواب میں فارنوس نے ایک گندی سی گالی کی، لیکن اس کے آخری الفاظ ایک سیج میں بدل گئے۔ شارٹو نے اس کے شیشے کی بڑی پر ہستول کا دستہ سجایا تھا۔

"اُن دو آدمیوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جو ہمارے ہاتھوں

ہاتھ ہو چکے ہیں؟" میں نے پھر کہا اور وہ اچھل پڑا۔

"تم نے... تم نے انھیں مار ڈالا...؟" وہ وحشت زدہ

ہیے میں بولا۔

"ہاں اور انھوں نے تمہاری محبوبہ کو۔" ٹوکی انھیں کے ہاتھوں

اڑی گئی ہے۔ کہ انہیں ہم اتنی حسین لڑکی کو ہلاک نہیں کر سکتے تھے۔

"کیا کواس کر رہے ہو...؟" فارنوس نے پھر گالی بنی۔ وہ

نوش ہو گیا تھا۔

"ٹوکی اس کی محبوبہ تھی چھپتے؟ یہاں اس جزیرے پر یہ پیش

ہو رہے تھے۔ کیوں؟"

"ایک بستر دو ٹیکے میری بات کی تصدیق کرتے ہیں شارٹو!

تم نے غور نہیں کیا؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے... کتو! تم نے میں کو ہلاک کر دیا۔ تم نے..."

ذیل کتو! "فارنوس بڑی طرح غملائے لگا۔

"اُس بچے کے دونوں ساتھیوں نے گولی چلائی تھی۔"

"کواس کرتے ہو... جھوٹ بولتے ہو... آؤ... آؤ!"

جینی۔ آؤ... "وہ دھمکے لہجے میں بولا۔

"ٹوکی کا نام جینی تھا۔ تمہارا اصل نام کیا ہے ڈیڑ؟" اسے

ہاں شارٹو پتر ہے تم اس مکان کے دروازے پر کو۔ فکر مت کرو

مسٹر فارنوس سے میں گفتگو کروں گا۔ یہ اتنے سے آدمی نہیں معلوم

ہوتے۔" شارٹو اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ فارنوس سسکیاں لینے لگا تھا۔

"ٹوکی کو ہم نے نہیں ہلاک کیا۔ اُن لوگوں نے دیکھے بھائے

بغیر ہم پر گولی چلا دی تھی۔ ٹوکی اُن کا شکار ہو گئی۔ بہر حال انسانی رشتے

کے تحت مجھے تم سے ہمدردی ہے۔"

"مجھے بھی ہلاک کر دو۔ وہ میری محبوبہ نہیں، یہی تھی۔ بچپن سے

بہو نوں ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔ میرے منع کرنے کے باوجود

وہ صرف میری جنت میں میرے ساتھ اس ہم پر چلی آئی تھی۔ تم خود

سوچو... تم بتاؤ، کیا یہ دیوانگی نہیں ہے؟ کیا تمہارے پسینے میں ایک

انسان کا دل نہیں ہے؟"

"انسانیت سے کہیں دور تو تم لوگ چلے گئے ہو فارنوس! کیا

منظوم فلسفینی انسان نہیں ہیں۔ کیا برہوت کی خیمہ بستوں میں جانور

رہتے ہیں جنہیں تم نے اپنی شکار گاہ بنا رکھا ہے۔ جواب دو، اس

درندگی کے جواب میں تم انسانیت کے طلب گار ہو!"

فارنوس روتے روتے جھنجھک پڑا۔ اس نے بوکھلا کر کہا۔

"میرا ان واقعات سے کیا تعلق؟"

"یہودی نفرت سے باز نہیں آئے۔ مارا بھی تو تمہاری محبوبہ

کے ساتھ رہا جس کی بات کر رہے تھے۔"

"تم کون ہو؟"

"ایک مسلمان۔ ایک فلسفینی جسے ہر یہودی سے نفرت ہے۔"

میں نے جواب دیا۔

"اُس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے۔ وہ عجیب

سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے لمبا جھٹ سے کہا۔

"جینی کے بارے میں تم نے پہلے کہا ہے یا پھر... یا پھر...؟"

"ایک آدھ جگہ تم بھی بول دو دوست! ممکن ہے میں تم سے

کچھ کا سودا کروں؟" میں نے بڑبڑا ہوا بدل دیا۔

"جینی میری زندگی ہے۔ مجھ سے جو دل چاہے پوچھ لو اگر وہ

زندہ ہے تو میرے کسی کچھ کے بدلے میں اسے میرے پتھر کو دینا

اور اگر وہ... میری جگہ ہے تو... تو... وہ خاموش ہو گیا۔

"تم اسرائیلی اینٹیف ہو؟"

"ہاں!"

"اسرائیلی سیکورٹی فورس سے تمہارا تعلق ہے؟"

"نہیں ہر سارا سیکورٹی فورس آفیسروں۔ میرا فرسٹ ڈین ملے ہے۔"

"یہاں کس مقصد سے آئے تھے؟"

"ایک آبدوز کی سوجھ باز کی کے لیے سودا کرنے والے

دوسرے لوگ ہیں۔ میں حفاظتی مشن پر آیا ہوں۔"

"یہ سودے بازی کس مرحلے میں ہے؟"

"سب کام مکمل ہو چکا ہے۔ کل سات تیکے آدائیگی کی جانے

والی ہے۔"

"کہاں ہو گی یہ رسم؟"

"ڈیڑ نامی جگہ پر۔"

"کتنے افراد شریک ہیں اسرائیلی کھرب سے؟"

"کل سات افراد۔ لیکن ہمارے ڈیڈ ٹرنٹ کے ستر افراد

یہاں کھڑے ہوئے ہیں اور وہ مختلف امور پر کام کر رہے ہیں۔"

اس نے جواب دیا۔ اس کی حالت قابلِ رحم ہو رہی تھی۔ آنکھوں میں

امید و بیم کی کیفیت تھی۔ پھر اس نے لمبا جھٹ سے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے اگر اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ لگے

تو تم جو سزا پوچھو مجھے دے سکتے ہو لیکن جینی..."

"ابھی میرے سوالات مکمل نہیں ہوئے۔" میں نے غرائی ہوئی

آواز میں کہا۔

"پوچھو، پوچھو۔" وہ ہر سال لہجے میں بولا۔

"کل ڈیڑ میرے ہاتھوں میں ڈیڑ کی کیا ہوگی؟"

"بچپن میں آدمیوں کا ڈیڑ کی انتہار کچھ ہوں گا۔ میں آدمی ڈیڑ کے

اطراف میں کشتیوں پر موجود ہوں گے۔ میں خود ہمارا افراد کے ساتھ

اس جگہ موجود ہوں گا۔"

"تمہارے آدمی تمہیں کس نام سے جانتے ہیں؟"

”میرا خیر کے نام ہے وہ لوگ مجھے اس نام سے پکارتے ہیں“
 ”یہ بے یونیتا دو کر...“
 ”وہ غلطی اور جھٹک کماں ہیں جو یہاں ہاٹل جوشیو سے
 عربوں کی طرف سے سود سے بازی کرنے آئے تھے۔“
 ”ہاٹل جوشیو کے پاس ہیں۔ ہاٹل نے پہلے ہی ہمارے حق
 میں فیصلہ کر دیا تھا۔ ان عربوں کی طرف سے ان کے ممالک کو قبضہ
 اطلاعات فراہم کی جارہی ہیں جو اطلاع ہاٹل کی طرف سے اس مشن
 کے سربراہ نے عربوں کو دی ہے اس کے تحت سودا ان کے حق
 میں ہو گیا ہے اور بہت جلد کہ لوگ مطلوبہ رقم ڈالر کی شکل میں لے
 کر یہاں پہنچنے والے ہیں۔ ہاٹل اس رقم کو حاصل کرنے کے لیے
 ایک منصوبہ بنا چکا ہے۔“
 ”گو ایسے ایمانی“
 ”یہ صرف ہاٹل کا منصوبہ ہے۔“
 ”کل تم اس وقت اپنا یہ مشن سمجھاؤ گے۔“
 ”دن کو گیارہ بجے وہ لوگ یہاں پہنچیں گے اس کے بعد
 میں ان کے ساتھ ڈیموکرائٹس سینیٹالوں گا۔“
 ”آخری سوال۔ اس وقت جزییرے پر کتنے آدمی موجود ہیں؟“
 ”وہی دو ہیں۔۔۔ اور ہم دو۔۔۔ تم نے کہا تھا آخری
 سوال ہے۔“
 ”ہاں۔ یہ آخری سوال تھا۔ میں نے گہری سانس لے کر کہا۔
 ”جینی کے بارے میں بتاؤ گے۔“
 ”تھیں اس کی لاش دکھانی جا سکتی ہے لیکن میں نے جو کچھ
 کہا تھا غلط نہیں کیا تھا۔ اُسے تمہارے آدمیوں نے گولی مار کر
 ہلاک کیا ہے۔“
 ”تھیں... ہرگز نہیں... جینی... جینی... سی... وہ
 اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر دوڑ پڑا۔ دروازے پر کھڑے شارٹو کو اس
 نے زور سے دھکا دیا اور شارٹو گرتے گرتے بچا لیکن سنبھلتے
 ہی اس نے اسٹین گن کا فائر کھول دیا اور لاقعدو گولیاں فاروس کے
 بدن میں اتر گئیں۔ وہ اپنی جگہ کھڑا کچھ دیر جھوٹا تار پاور پھراؤندھے
 منہ زمین پر آکر ہا میں باہر نکل کر شارٹو کے پاس آکھڑا ہوا۔
 شارٹو نے چونک کر مجھے دیکھا پھر میرا آئی ہوئی آواز میں
 بولا۔ ”سوری چیف۔ بس ہے اختیار ہی یہ سب کچھ ہو گیا۔“
 ”اس کا یہ انجام تو ہونا ہی تھا شارٹو۔“
 ”وقت سے پہلے تو نہیں ہو گیا چیف! میرا مطلب ہے تم
 نے اس سے پہلے کا کام باقیں معلوم کر لیں؟“
 ”کافی حد تک۔“
 ”تھیں گس کا ڈورڈ نہیں یہ سمجھا کہ یہ کسی طرح تھیں باج دے۔“

کر نکل بھاگے، بس بے اختیار ہی میں نے فائر کھول دیا تھا۔
 نے کوئی جواب نہیں دیا اور پھر اس کی لاش کے پاس پہنچ گیا۔
 ”سو لیتا ہے پیار کرنا تھا۔ پیار وہ لوگ بھی کرتے ہیں،
 جن پر ان لوگوں نے غرض حیات تنگ کر دیا ہے۔ اس وقت
 ان کے جذبات کماں سو جاتے ہیں۔ غلط نہیں ہوا اشدو سب
 ٹھیک ہے۔“
 ”تم اس کی موت سے کچھ افسردہ ہو گئے ہو چیف؟“
 ”ہاں ایک غبار سا آیا تھا دل پر۔ لیکن اب سب ٹھیک
 ہے۔ میں نے جواب دیا۔
 اس کی لاش کو ہم لوگ اندر اٹھا لائے۔ میرا ذہن گہری
 سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد شارٹو کی آواز ابھری۔
 ”اب کیا ہو کر رہا ہے چیف؟“
 ”ای... میں چونک پڑا۔ شارٹو کو دیکھتا ہوں۔ یہ
 قابلِ اعتماد شخص تھا۔ یہاں میرے پاس کوئی معاون نہیں تھا۔
 بالکل تنہا رہ گیا تھا۔ ان حالات میں کئی خوددخوش کے بعد میں
 نے کہا۔ ”شارٹو! میرا ایک کام کرنا۔“
 ”کیا چیف؟“
 ”تھیں اس جزیرے تک آئے جاتے ہیں کوئی وقت
 تو نہیں ہو گی؟“
 ”کشتی ہو تو کیا وقت ہو سکتی ہے۔“
 ”میں کچھ عجیب سی کیفیات کا شکار ہو گیا ہوں شارٹو!
 ایک بات میری طرح محسوس ہوتی ہے۔“
 ”وہ کیا چیف؟“
 ”شارٹو، مارشل پر آمدورفت کے حصول کے لیے کام کرنے
 والا پورا محکمہ ہے لیکن کیا ان میں سے کوئی قابلِ بھروسہ ہے؟“
 ”شارٹو خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے کہا۔ ”تم نے تجربہ کیا
 ہے چیف؟“
 ”اب اور کتنے تجربے کروں گا۔ تھیں یہ علم نہیں کہ میں کس
 طرح فوراً تک پہنچا تھا۔“
 ”کئی بار دل چاہا چیف لیکن کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں پڑی۔
 جہاں تک مارشل پر موجود لوگوں کا تعلق ہے، وہ بڑے بڑے
 لوگ ہیں چیف! شارٹو بہت چھوٹا آدمی ہے۔ بڑے لوگ بڑے
 جال میں گھس جاتے ہیں چھوٹے لوگ قابلِ توجہ ہی نہیں ہوتے
 کسی کے لیے اور یہ ان کی خوش قسمتی ہوتی ہے۔ میں بھی ان
 خوش قسمتیوں میں سے ہوں، اس لیے اپنے وطن کا فادہ اربوں
 ڈالر اگر کسی قابلِ ہوتا تو ممکن ہے اپنے کسی مفاد کے لیے بک جاؤ۔“
 ”ٹھیک کہتے ہو شارٹو! اچھا۔ بتاؤ کہ اتنے دن تک

مارشل سے غائب رہنے کے بارے میں باز پرس ہو سکتی ہے؟“
 ”بھروسہ چیف؟“
 ”ہاں۔“
 ”قطعاً نہیں، مجھے وہاں کام ہی کیا ہے۔ اکثرین کے پررہ جانا
 ہوں تنخواہ تو ملتی ہی ہے۔ باقی عیش میں جب بڑے کوئی کام نہیں
 کرتے تو چھوٹوں کے تو عیش ہی ہوتے ہیں۔“
 ”میری کینٹ سے گفتگو ہوئی تھی، میں نے اُسے بتایا۔“
 ”کس موضوع پر؟“
 ”شری اُس کی بچی نہیں بلکہ اُس کی گلاں تھی۔ اُس کی بچی
 اور بچے مل کر قید میں ہیں، اسی بنا پر وہ ہاٹل کے قبضے میں ہے۔“
 ”اوہ! شارٹو کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر لانا میں اُس
 کے اس بیان کی تصدیق کرتا ہوں چیف؟“
 ”وہ کیسے؟“
 ”کئی باتیں نے اُسے بچوں کی طرح دوست دیکھا ہے۔ میں
 یہی سمجھتا تھا کہ اوقات سے زیادہ پی گیا ہے۔“
 ”اُس نے مجھے یہ بات بتادی تھی، لیکن اب شیری مر
 چکی ہے۔“
 ”یہ بھی نیا انکشاف ہے میرے لیے۔“
 ”اُسے آئی دان فیرو نے میرے سامنے قتل کیا تھا۔ اس جرم
 کی پاداش میں کر اُس نے مجھے جیڑا پٹا بٹایا تھا۔“
 ”ساری باتیں ابھی ہوئی ہیں چیف، بہتر ہے میرے پیچھے
 کو خالی رہنے دو۔ مجھے صرف ایک مشین کی طرح استعمال کرو،
 مدبر بننا۔“
 ”نہیں شارٹو! پوری کمانی میں لو تاکہ اس کے بعد جو کچھ کرو،
 حالات کی روشنی میں کرو۔“
 ”پہلے ایک بات بتاؤ چیف! کیا اس سے یہ معلوم ہو سکا کہ
 یہاں اس کے کتنے آدمی اور موجود ہیں؟“
 ”بقول اس کے یہاں صرف چار آدمی تھے۔ سو لیتا، وہ
 خود اور دو وہ جو چکے ہیں۔“
 ”گویا فی الحال فرصت ہے تو پھر چیف کیوں نہ کافی بنائی
 جاتے تاکہ دل و دماغ روشن ہوں اور ان کی روشنی میں ہم بہتر
 افہامات کر سکیں۔“ شارٹو نے کہا اور میں نے اس کی تجویز سے اتفاق
 کر لیا۔ شارٹو نے یہاں سارا سامان دیکھ لیا تھا۔ اس نے کافی بنائی
 اور ہم بسکٹوں کے ڈبے کھول کر مصروف ہو گئے۔ میں نے شارٹو
 کو اُس جگہ کے بارے میں بتایا جہاں میرا اسیطر موجود تھا۔ وہ
 طائرینہ جس پر تہذیب و انکس ایکس سے گفتگو کی جا سکتی تھی۔ اس
 دوران وہ کئی بار یاد آتی تھی۔

”تم اُسے لے کر یہاں آ جاؤ گے۔ یہ جگہ فی الحال ہمدان لارڈ
 رہے گی اور ہم یہاں سے کارروائی کریں گے۔“
 ”میں یہ کام کروں گا چیف، اور کچھ؟ تم اس دوران یہیں...“
 ”ہو گئے؟“
 ”جی، میرا مشن کچھ اور ہے۔“
 ”اس مشن میں میری ضرورت تو نہیں ہے؟“
 ”نہیں، اصل مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ...“
 ”ایک منٹ چیف، میری ایک درخواست قبول کرو۔“
 ”اُس نے مجھے بات پوری دکر کرنے دی۔“
 ”کو، تم کیا چاہتے ہو؟“
 ”مجھے صرف وہ باتیں بتا دیا کرو جن کی روشنی میں مجھے اپنا کام
 کرنا ہو۔ ضرورت سے زیادہ باتیں میرے دماغ میں آگھسی ہیں تو
 گڑبڑ ہو جائی ہیں اور میں راستہ بھٹکنے لگتا ہوں۔ کچھ نہ بتاؤ مجھے،
 بس یہ کہو کہ شارٹو تمہاری بے ڈوبی ہے۔“
 ”اوہ! میں مسکرایا۔ ”ٹھیک ہے شارٹو، تمہیں یہ سب کچھ
 ہے۔ وہ طائرینہ تمہیں حاصل کر کے یہاں لانا ہے۔ دیکھا ہوا بھی
 جگہ منظر ہے لیکن تمہیں ایک اپ تبدیل کرنا ہو گا۔“
 ”ہاں چیف، یہ ضروری ہے۔ فوراً کر دیا کرتا ہوں پھیل، اس
 کی رپورٹ بھی میں تمہیں دوں گا لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا،
 فیرو ہاٹل کتوں کی طرح ہمیں تلاش کرے گا اور ہر امکانی جگہ کو چھان
 مارے گا۔“
 ”میں بھی اُسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔“
 ”کافی کے بعد ہم اپنا میک اپ تبدیل کریں گے۔ میں
 تمہارا انتظام بھی کروں گا۔“
 ”میک اپ کا سامان تو تمہارے پاس ہے؟“
 ”یہاں میں نے عقلمندی کی ہے چیف، احتیاطاً لے
 آیا تھا۔“
 ”مجھے معلوم ہے، میں نے کہا۔ اس کے بعد میں نے
 میک اپ کے سامان کا جائزہ لیا۔ شارٹو ابھی تک تو نہایت
 قابلِ اعتماد ثابت ہوا تھا۔ مجھے امید تھی کہ کام کا آدمی ہی ثابت
 ہو گا۔ میں نے شارٹو سے جہرہ تبدیل کرنے کے لیے کہا اور وہ
 غریب انداز میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔
 اُس نے مختصر سا میک اپ کر کے اپنی شکل میں نمایاں
 تبدیلی پیدا کر لی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ ”آؤ چیف، تمہارے
 چہرے کی بھی تھوڑی سی اور ہالنگ کروں۔“
 ”میں خود کو شش کروں شارٹو! کہیں غلطی ہو تو تم مجھے گائیڈ
 کر دینا! میں نے کہا۔ اور شارٹو نے شائے ملا دیے۔ میں نے

فاروس کی لاش کا چہرہ دیکھا اس کی باریکیوں کو نوٹ کیا اور پھر پلاسٹک کے ٹکڑے منتخب کر کے چہرے پر سلوشن لگانے لگا۔ میرے ہاتھ کا کر رہے تھے اور نقوش بدلتے جا رہے تھے۔ کافی دیر لگی اس کام میں اور پھر میں فارغ ہو گیا۔ اشارہ تو سنے مٹا کر چلے میں کہا۔

”سوری چیف، میں نے گستاخی کی تھی، اس پر شرمندہ ہوں۔ مجھے بات ذہن میں رکھنا چاہیے تھی کہ تمہیں بلاوجہ ہی اس مشن پر نہ بھیج دیا گیا ہوگا۔“

”کوئی خامی شاذ ہے۔“

”چہرے میں تبدیلیاں کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن اپنے چہرے کو کسی دوسرے کے نقوش دینا، ایک آپ میں ضرورت مہارت رکھنے کی نشان دہی کرتا ہے۔ شاندار چیف اور اس کے ساتھ جی میں تھا۔ ان مقصد بھی سمجھ رہا ہوں۔ خوب سوچی ہے تم نے۔“

میں نے فاروس کی ماسک اٹھائی اور اپنے چہرے پر لگائی اس ذیل میک آپ سے فارغ ہو کر میں فاروس بن گیا تھا۔

”میرے خیال میں تمہاری سوجیشن تو بالکل محفوظ ہو گئی ہے۔ کاش میں تمہاری محبوبہ کی شکل اختیار کر سکتا۔“ وہ مزاحیہ انداز میں بولا اور مجھے ہنسی آگئی۔ اس کے بعد فاروس کی لاش ٹھکانے لگانے کا مرحلہ آیا۔ ہم نے مل کر ایک چوڑا گڑھا کھودا اور چاروں لاشوں کو اس میں دفن کر دیا تاکہ ہر نشان مٹ جائے۔ اس کام کی مشقت سے ہم بڑی طرح تھک گئے تھے۔ اس لیے آرام کرنے کا فیصلہ کیا۔ کھانسی کر لیتے تو دوسری صبح اُس وقت جاگے جب سورج نکلنے والا تھا۔ گہری اور طویل نیند سے بدن سے پوری تھکن نچوڑ لی تھی۔ ناشتا وغیرہ کیا گیا۔ مجھے گیارہ بجے کا پروگرام معلوم تھا اس لیے فوجیہ کے قریب میں نے اشارہ کو چلے جانے کی ہدایت کی۔

”میری ویسی کب تک ہو جانا چاہیے چیف؟“

”تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔“

”کشتی سے جاؤں گا لیکن اگر تمہیں ضرورت پیش آجی تو؟“

”فکر نہ کرو۔ اپنا کام کرو اور ہاں اگر میں رات کو یا دو چار دن بھی تمہیں یہاں نہ ہوں تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کسی بھی وقت یہاں آ سکتا ہوں۔“

”اوہ! کوئی پروگرام ہے چیف؟“

”تم نے خود منع کیا تھا کہ تمہارے ذہن کو خراب نہ کروں۔“

”سوری چیف! اس سوال کو واپس لیتا ہوں۔“ اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھوڑی دیر کے بعد میں اسے ساحل پر الوداع کہہ رہا تھا۔ اشارہ لگا ہوں سے اوجھل ہوا۔۔۔ تو مجھ پر اپنا پروگرام سوار ہو گیا۔“

آج کل دنیا کا کام زمین و آسمان کی خلیات سمجھنا اور ان کو بھی ذہن میں رکھنا تھا اور اس میں ایسی راہیں نکالنا تھیں جو میرے مشن کے لیے کارآمد ہوں۔

میں نے واپس آکر لباس وغیرہ تبدیل کیا اور پھر ساحل کے پاس آ گیا۔ گیارہ بجنے ہی والے تھے۔ تنہیک دس بج کر پچیس منٹ پر ایک موٹر لالچ اس طرف بڑھتی نظر آئی اور میں پوشیا ہو گیا۔ اس وقت ذہن کو حاضر رکھ کر کام کرنا تھا چنانچہ میں لالچ کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا۔

لالچ اُسی جگہ آکر رُک گئی جہاں میں کھڑا تھا۔ پھلاں میں سے چند افراد نچے اُترے، دوسرے لوگوں کے اقدام کے انداز سے میں نے اس شخص کا اندازہ کر لیا جو ڈین مارشے ہو سکتا تھا۔ کھڑے کھڑے نقوش کا مالک جہاں آدمی تھا کسرتی بدن اور بہترین تندرستی رکھتا تھا۔

”ہیلو ڈیرا بہت بوڑھے ہو گئے ہو تم لیکن تمہارے کھڑے ہونے کا انداز میں جوانی ہے، اس جوان بوڑھے کو دیکھ کر بوڑھے لوگ شرمندہ ہو جائیں گے۔“

”ہیلو، میں نے مسکراتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔“

”ہا۔۔۔ کیا موسم ہے۔ کیا خوب صورت جگہ ہے، میرے خیال میں تم نے اپنا بہترین مون بھی ایسی خوب صورت جگہ پر منویا ہو گا۔ ایک ہم میں جو خود کہتے ہیں کہ دین مارشے تم بالکل اعلیٰ ہو مستقبل سے غافل۔“

میں نے دل ہی دل میں اُس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسٹر مارشے تم نے اپنا نام بے گمیری کتنی بڑی شکل مل کر دی۔

”سو لیتا کہاں ہے؟“

”وہ خود کو واقعی کسی کینک پر سمجھتی ہے۔ میرے آدمیوں کے ساتھ ان کے پرگنی ہے۔ آج کے پروگرام کی وجہ سے میں نے بھی اسے اجازت دے دی۔“ میں نے جواب دیا۔

”اپنے آدمیوں کو اس کی سخت حفاظت کی ہدایت کر دی ہے۔“

دراصل ان کے کہاوتی کسی وحشی طبیعت سے مختلف نہیں ہے جہاں کسی بھی وقت پکڑی ہو سکتا ہے۔ سنا ہے فور کا ڈپر کوئی بڑی ٹرپ بڑا ہے۔

”کینس ٹرپ؟“ میں نے سوال کیا۔ اپنے تاثرات میں نے نہایت مہارت سے چھپا لیے تھے۔

”پتا نہیں چل سکا۔ اس وقت وہ ٹرل میں بند کر لیا گیا ہے۔ کوئی اُس طرف نہیں جا سکتا۔ ساری رات وہی سے فائننگ کی آوازیں ابھرتی رہی ہیں۔“ ڈین مارشے نے جواب دیا۔

”ہمارے پروگرام پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا؟“

”میں اس سے کیا واسطہ۔ وہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اب یہاں زیادہ وقت نہ صرف کرنا پڑے حالت اب بہتر نہیں ہیں۔“

”میں جانتا ہوں جناب۔“

”تم تیار ہو کے ناؤں، یہ میک آپ آتا دو۔ تمہیں اصل فکل میں اپنا کام سمجھانا ہے۔ اپنی رہائش گاہ پر جاؤ گے یا یہیں سے چلے گے؟“

”میں بالکل تیار ہوں۔“ میں نے کہا۔

”تب پھر آ جاؤ گی گیارہ بجنے والے ہیں۔“ وہ واپس کے لیے ٹوکی اور میں اُن کے ساتھ چل پڑا۔ خدا کا احسان تھا کہ اسے کوئی ٹک نہیں ہو سکا تھا۔ لالچ واپس چل پڑی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے مارشے کے سامنے جی فاروس کا ماسک اتار دیا اور اسے جیب میں رکھ لیا۔ مارشے مجھے اُن لوگوں کی تفصیل بتانے لگا جو میرے ساتھ کام کرنے کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔

”میں ڈمپر کے اطراف میں مصروف رہوں گا۔ تم سب سے پہلے میٹنگ ہال کا جائزہ لو گے اور یہ اندازہ لگاؤ گے کہ وہاں کسی جگہ ہماری گھنگو سننے کے انتظامات تو نہیں کیے گئے۔“

”کی ڈمپر پر کچھ مشکوک لوگوں کے پہنچ جانے کی توقع ہے؟“

”ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ لیکن دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔“

”بہتر ہے۔ میں جائزہ لوں گا۔“

”صرف میٹنگ ہال کو ہی نہیں، جہاز کے ایک ایک گوشے کو چیک کرو۔ ایک ایک فرد کا جائزہ لو، رات کو میٹنگ ہال بھی تمہیں ہی سمجھانا ہے۔“

”کیا مجھے ہال میں موجود رہنا ہے؟“

”ہاں میں یہ ڈیوٹی سمجھتا ہوں لیکن مجھے تم پر اعتماد ہے۔“

”اُس کے مترادف میں نے جواب دیا۔“

ڈین مارشے نے میرے کان پر تنجک کر کہا۔ ”دراصل میری جی محبوبہ رات کو مجھ سے مل رہی ہے۔ وہ ایک ایئر کونٹریس سے کل دن میں وہ واپس چلی جائے گی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں حالات سے بے خبر ہوں۔ البتہ میں اسے ڈمپر پر کسی طرح خوش آمدید نہیں کہہ سکتا۔“

”اوہ! میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور دل ہی دل میں میں نے اس ایئر کونٹریس کا فکر یہ ادا کیا تھا جس نے میرے لیے بہت بڑا کام کیا تھا۔“

ڈمپر نزدیک آ گیا اور چند لمحات کے بعد ہم اوپر پہنچ

گئے۔ پھر ریسرچ کا جملہ تھا اور اسرائیل کے ایک حلیف ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ اندازے بے حد شاندار تھا۔ اُن بچپس افراد کا چہرہ سے تعارف کر لیا گیا جنہیں میرے چارج میں کام کرنا تھا۔ چارٹنگ ایک مختصر نشست ہوئی اور پھر ڈین مارشے نے کہا: ”مجھے اُمید ہے کہ آپ لوگ پوری جانفشانی کے ساتھ اپنا کام انجام دیں گے۔ یہ ہماری ہم کامیابی کا آخری مرحلہ ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے ملک روانہ ہو جائیں گے۔ ایک شاندار کامیابی کے ساتھ۔ اور اب مجھے اجازت دیں۔“

میں نے مارشے کو عوشتے پر کر خدا حافظ کہا تھا۔ پھر میں اُسی جگہ کھڑا اس کی دُور جاتی ہوئی بوٹ کو دیکھتا رہا اس کے بعد میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔

ہمارے پاس ریلوے اسٹیشن کا سرانجام لگانے والے آلات موجود تھے۔ پہلے میں نے اُس جیب پر کارفرم کیا جہاں آج شام میٹنگ ہونے والی تھی۔ دیکھنے کے قابل جب تھی سرانجام رسائی کئے آلات کا کر رہے تھے۔ میں نے ایک ایک چپے کا جائزہ لیا۔ شبہ چیز نہیں ملی تھی۔ پھر میں نے ایوینو طلب کیا اور تھوڑی دیر کے بعد ایوینو کی بوتل سالن کے ساتھ آگئی۔ میں نے پانچ آدمیوں کا انتخاب کیا اور وہ حیران سے میرے سامنے آ گئے۔ پھر میں نے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان پانچ افراد کے چہرے ایوینو سے صاف کر دیں۔ ان پانچوں کی پریشانی دیکھنے کے قابل تھی جب یہ اندازہ ہو گیا کہ کوئی میک آپ میں نہیں ہے تو میں نے اُن کے لباس کی تلاش کی۔ اپنے ہاتھوں سے لی اور اُن کے پاس جو کچھ تھا کال لیا۔ ”سوری دوستو اب کے بعد اُس وقت تک جب تک میٹنگ شروع نہ ہو جائے، تمہاری ڈیوٹی اسی ہال میں رہے گی۔ ہال کے دروازے باہر سے بند ہیں گے۔ تمہاری ضروریات کا سامان تمہیں اسی جگہ سے گانا کر کوئی شبہ باقی نہ رہے۔“

میرے اس اقدام کو سراہا گیا تھا۔ ہال سے باہر نکل کر میں نے دوبارہ کام شروع کر دیا اور پھر شام آگ میں بڑی ذہانت اور ہوشیاری کے مظاہرے کرتا رہا۔ چنانچہ کپتان یونین گردش نے جو خود بھی اسرائیلی تھا، شاکا کی جانے کی پیش کش کی اور چاکھے دولان اُس نے کہا: ”مسٹر کے ناؤں! میں نے آپ کی دلی بھر کی کارکردگی بطور خاص نوٹ کی ہے۔ آپ کے تمام اقدامات آپ کی بہترین صلاحیتوں کے مظہر ہیں۔ میٹنگ کی کامیابی کے بعد میں آپ کو دلی مبارکباد دوں گا۔“

یہ میری ڈیوٹی ہی نہیں جناب امیر امن بھی ہے۔ میں نے جواب دیا۔

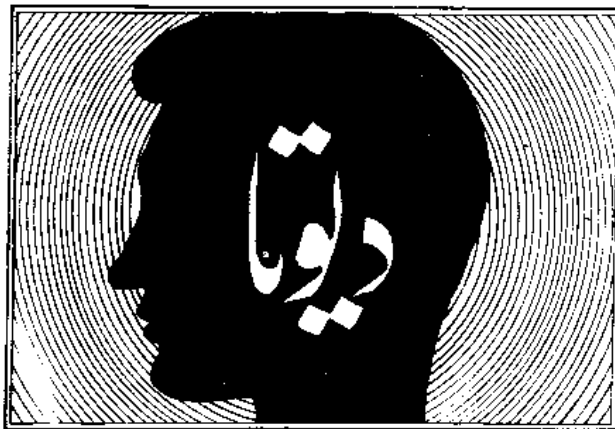
”میں سمجھتا ہوں۔ ہماری یہ مستعدی ہی ہمیں کامیابی دے سکتی

عصر حاضر کی الف لیلہ۔ اردو زبان کی طویل ترین کہانی

ایک ایسے انسان کی داستان جو سوچ کی انگلیوں سے دوسروں کے دماغ نسلوں اور لوگوں کو اپنی سوچ کے اشاروں پر نہ چاٹا۔

سلی پتھی کے ماہر فرہاد علی تیمور کی داستان حیات

سینس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ جو پچھلے کئی برسوں سے چھپ رہا ہے اور آج بھی مقبولیت میں پہلے نمبر پر ہے۔



کتابی سنگل میں اس سے تیار رہیں

دیوتانے اپنی طوالت کی بنا پر دنیا کی طویل ترین کہانیوں کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ ڈائجسٹ میں اب تک اس کے ۸۰۰۰ صفحات شائع ہو چکے ہیں، جو عکام کتاب کے ۲۲۰۰۰ صفحات ہوتے ہیں۔

قیمت فی حصہ ۲۵ روپے، ڈاک خرچ فی حصہ ۱۰ روپے

کتابیات پبلی کیشنز © پوسٹ بکس ۲۳۳ منسٹرن ٹیریوایا سٹریٹ آئی ٹی چنر گروڈ والی

ہے۔ ورنہ ہماری پوزیشن بے حد روشن ہے۔ ہماری ایک کارروائی یہاں سب کو پسند آئی ہے۔ اس میں بے پناہ ذہانت ہے۔ شکر ہے جناب! مجھے اس سے آگاہ کر رہے ہیں؟
”جہن لوگوں کو تم نے منہنگ ہل میں بند کر دیا ہے، وہ جیل میں ہوں گے اور اپنی ذہنی کو سمجھ بھی سکیں گے۔ میں نے اس کا ردی کو بہت سراہا ہے۔ شقے دلریاں اس شکل میں شاید ہی کسی کو سوجنی گئی ہوں گی۔“

سات بجے میں پانچ منٹ تھے جب ڈرین مارشے ہمازیر آیا اور اس نے یہاں کی صورت حال مجھ سے معلوم کی کپتان گردنہ اس کے ساتھ تھا۔

”ہیلو کے تائن! سنا ہے تم نے سب کچھ بڑی خوبی سے سنبھال رکھا ہے؟“

”سب ٹھیک ہے جناب!“

”اب تم ہال میں بیٹھ جاؤ۔ میں ٹھیک سات بجے ہال میں داخل ہو جائیوں گے۔“

”میں تیار ہوں جناب!“

”مجھے تمہاری بہترین کارکردگی کی رپورٹ مل گئی ہے۔ اس کے بعد میں کل دن میں کسی وقت تم سے مل سکوں گا۔ ہمارے باہر کے معاملات کی طرف سے اطمینان رکھنا۔“

”میں مستعد ہوں سر مارشے! میں نے کہا۔“

”اوکے۔ احازت! مارشے جلا گیا۔ میں ہال کی طرف آ گیا تھا۔ سات بجے میں ایک منٹ باقی تھا جب میں نے ہال کے قدیوں کو دیکھا اور وہ لوگ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئے جن لوگوں کو میں نے یہاں مقرر کیا تھا ان کی اچھی طرح کا شش سے لی گئی تھی۔

سات بجے کچھ اہم لوگ مہانوں کے استقبال کے لیے یہاں آ گئے۔ اور اس کے بعد مہانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ یہ کون لوگ تھے اور کیا حیثیت رکھتے تھے، اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں تھا۔ لیکن جب چار افراد کے ساتھ ایک مانوس شخصیت اندر داخل ہوئی تو میرے بدن کا سارا خون چہرے پر جمع ہو گیا۔ اس پر سخت کامیاب کیا گیا؟

یہ اولیہ وارڈ تھا۔ اسے یہاں دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ اچانک میں لاکھوں خطرات میں گھر گیا ہوں۔ کسی اور کی جگہ کوئی پروا نہیں تھی لیکن وارڈ ایک عزتیت تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ اب فضاؤں میں میری خوشبو کو تنگ کر لیتا ہے۔ اس لیے اس سے محفوظ رہنا سب سے مشکل کام تھا۔

مہان اپنی نشستوں پر فزکش ہو گئے۔ ایک شخص نے

”یہ میرا فرض تھا۔ صیونیت کے فروغ کے لیے میری ہمدردی کو خواہ وہ کہیں بھی ہو، کسی بھی حیثیت کا حامل ہو، مصروف عمل رہنا چاہیے۔ اور یہ وارڈ نے کہا۔“

آخری فرد کا انتظار تھا اور پھر یہ آخری فرد بھی اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک ذہنی پتلی بوڑھی عورت تھی۔ سفید بالوں والی عورت شکل و صورت سے سب حد درجہ نظر آتی تھی۔ اس کی آنکھوں پر چتر لگا ہوا تھا۔

میں نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا۔ ”میرا نام گیشی بائرن ہے اور جو شیون نے مجھے ممکن اختیارات دے کر آپ کے درمیان بھیجا ہے۔ یہ اس کا دستخط شدہ پیغام آپ سب کے لیے ہے۔ یاس نے ایک کاغذ ایک سیودی افسر کے حوالے کر دیا۔

گیشی بائرن کو مہان خصوصی کی حیثیت سے ایک نشست دی گئی۔ اور پھر جو شیون کا پیغام سنا گیا۔

”معزز دوستو! اپنی زمین، اپنے سمندروں میں جو شیر آپ کو خوش آمدید کہتا ہے، مادام گیش میری عزیزہ اور میری دست راست ہیں۔ آپ لوگوں کی پیش کش میں نے منظور کر لی ہے اور آپ دونوں آپ کے حوالے کرنے پر تیار ہو چکا ہوں، سلام سے بقیہ امور طے کر لیں اور اس سوچے کو مکمل کر لیں۔“

ہاں جوشیو!

”مادام! یہ آپ دونوں زمین کمان سے حاصل کرنا ہوگی؟“

”جگ ادائیگی کے بعد بتائی جائے گی! پورے عرصے میں“

جواب دیا۔

”ادائیگی آپ کس شکل میں پسند کریں گی؟“

”صرف سوئس فرانک کی شکل میں، کسی ملک کی کرنسی قابل قبول نہ ہوگی۔“

”ہاں اس کے لیے کتنا وقت دیا جائے گا؟“

”صرف دس دن۔ ہم اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔“

”ادائیگی کے بعد یہیں مزید کتنا انتظار کرنا ہوگا؟“

”یہ سوال مقررہ ہے، اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔“

”کیوں مادام؟“

”کیونکہ اس طرح آپ آبدوز کی بیخ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔“

پورے نے جواب دیا۔

”کیا آبدوز پوری طرح ورکنگ آرڈر میں ہے؟ ہم اسے آسانی سے جا سکتے ہیں؟“

”اسے پہلے سے بہتر بنا دیا گیا ہے۔ اس کی کارکردگی شاندار ہے اور وہ کسی بھی بڑے سفر پر سہلے جانی جا سکتی ہے۔“

”ہم یہ ادائیگی دس دن کے اندر کریں گے، کیا ہیں اس بات کا اطمینان دلایا جا سکتا ہے کہ اب سودا جلد سے طے ہو چکا ہے اور کسی اور طرف سے سورسے بازی کا کوئی خطرہ نہیں ہے؟“

”ہاں! نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک اور خوشخبری آپ کو سننا چاہتی ہوں۔“

”فریڈے؟“ لوگوں نے اشتیاق سے پوچھا۔

”عربوں نے مشترکہ طور پر ہمیں آبدوز کی خریداری کے لیے ایک متحمل پیش کش کی ہے ہم یہ بدعا ملکی نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن مسٹر ہارڈ کی خصوصی درخواست پر ہم اس کے لیے موثر ہو گئے۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ وہ سونے کو کرائیں، ہم آبدوز انھیں دے دیں گے چنانچہ مقررہ دس دن کے بعد بھی اگر کچھ وقت ان کے آنے میں لگ جائے تو آپ میں اس کی رعایت دے دیں گے۔ اس کے صلے میں ہم وہ نو قلعینی آپ کے حوالے کر دیں گے جو تنظیم

آبدوزی فلسطین کے اہم مکرم ہیں اور آبدوز کے سودے کے لیے ہمارے پاس آئے تھے۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی آپ کی ملکیت ہوں گے جو حلوہ سونے کرائیں گے۔ آپ لوگوں کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟“

”یہ وقت زیادہ طویل تو نہ ہوگا مادام؟“

”اس کا امکان نہیں ہے۔“

”تب ہمیں اس پر اعتراض نہ ہوگا۔“

”اس کے بعد کوئی بات مزید طلب نہیں رہ جاتی۔ پورے عرصے میں“

میرے سینے میں آگ کا ایک سمندر موجزن ہو گیا تھا۔ عربوں کے خلاف اس گھنائونی سازش میں ایلو ہارڈ پیش پیش تھا۔ دل ہی دل میں طیش کھاتے ہوئے میں نے کہا: ”ہاں اور بڑا خطرہ ہے“

”نہجہ۔ وہ وقت زیادہ قدر میں ہے جب میں تجھ سے انتقام لوں گا، ایسا انتقام کہ تیری پوری قوم کا آپ آٹھے گی، لیکن اب ایک اور اہم فتنے داری مجھ پر آ پڑی تھی، عربوں کو اس نئے مسئلے سے بچانے کی۔“

”میننگ برخواست ہو گئی۔ سمان ایک ایک کر کے پلٹے چلے گئے۔ رات کو گیارہ بجے میں نے وارنٹس پر اپنے چھپنے والے محلے کو اطلاع دی۔“

”میننگ ختم ہو گئی ہے، سمراسٹے اہتمام کاروائی پھر دوبارہ

برگئی۔ سمان واپس جا چکے ہیں۔“

”میری محبوبہ تمہیں سلام کہتی ہے۔ بڑے خوب صورت وقت میں تم نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔“

”میرے لیے یہ حکم ہے؟“

”ہی۔ مون۔ عیش۔ تمہاری بیوی یقیناً این کے سے واپس آگئی ہوگی، کپتان تمہیں تمہاری ضرورت کی ہر سہولت مہیا کرے گا۔“

”شکریہ سمراسٹے! میں نے سکرانے ہوئے کہا۔“

”کپتان گردش نے مجھے ایک شاندار لالچ مہیا کر دی اور میں اپنے جزییرے کی طرف چل پڑا۔ ایک طرف اپنی شاندار کامیابی پر مجھے خوشی تھی، دوسری طرف میں سخت تردد کا شکار تھا۔ نو فلسطینیوں کے اس دھند کی زندگی بچانے کی ذمہ داری بھی مجھ پر تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کے شہنشاہ کو ناکام بنانا تھا۔ یہ سب کچھ کسی ایک انسان کے لیے بے حد مشکل تھا لیکن اگر کامیابی نصیب ہو ہی جائے تو اس سے بڑی خوشخبری کیا ہوگی۔“

”جزییرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ چاروں طرف ایک صبح ہوئی تھی خاموشی طاری تھی۔ میں بیستول ہاتھ میں لیے ہوئے احتیاط سے پوشیدہ مکان کی طرف بڑھنے لگا۔ چھاؤں سے گزرنے

کے بعد ملکی سی روشنی دیکھ کر تجسس بھی ہوا اور اطمینان بھی اطمینان اس بات پر کہ شادلو واپس آ گیا ہے۔ تجسس یہ تھا کہ وہی ہے یا کوئی اور؟ لیکن اندر شادلو ہی تھا۔“

”سخت نیند آرہی تھی چیٹ! لیکن اگر تم صبح بھی واپس آتے تو میں تمہیں جاگتا ہی ملتا۔“

”شکریہ شادلو! اپنی کامیابی کی خبر سناؤ۔“

”معمولی سا کام تھا چیٹ، کوئی حیران کن نہ تھے۔ تمہاری طلب کردہ چیز لے آیا ہوں۔“ شادلو نے کہا اور طریش میرے حوالے کر دیا۔ اس طریش میرے صبح سلام وصول کر کے مجھے سب سے ناخوشی ہوئی تھی۔“

”مارشل کے حالات؟“

”حسب معمول، کوئی اہم بات نہیں ہوئی۔“

”مورخیرہ سے مذاقات، کوئی؟“

”سٹرکٹڈ ملے تھے، سمراسٹے ان کے گئے ہوئے تھے۔“

”تمہاری غیر موجودگی پر کسی کوئی تشویش؟“

”میں کہہ چکا ہوں چیٹ، میں ایک قطعی غیر اہم شخصیت ہوں، جیسا کہ میرے لیے کسی کو کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔“

”میرے لیے تم اس وقت دینا کے اہم ترین انسان، ہو شادلو! میرے تنہا ساتھی! میں نے کہا۔“

”میں ان الفاظ کو اپنے دیکر اڑیں رکھوں گا چیٹ! اس سے پہلے کسی نے یہ الفاظ نہیں کہے اور اس کے بعد بھی شاید کوئی نہیں کہے گا۔“

”میں بخیر ہوں۔ میرے لیے اجازت چاہوں گا شادلو؟“

”میں سوچاؤں چیٹ! سخت نیند آرہی ہے۔“

”بڑے اطمینان سے۔ شکریہ! میں نے کہا اور مکان سے باہر نکل آیا۔ پھر ایک سسٹن جگہ جا کر میں نے سب سے چینی سے تہذیب کو کال کیا اور چند لمحات کے بعد اس سے رابطہ قائم ہو گیا۔“

”تہذیب بول رہی ہے۔ اس کی آواز ابھری۔“

”تمنا ہو؟“

”نہیں، میرے محبوب کا خیال میرے سینے سے لگا ہوا ہے۔“

”جواب میں کیا کہوں؟“

”خاموش ہو جاؤ۔ یہی جواب ہوگا۔“

”بے حد اہم اطلاعات ہیں۔“

”ارشاد! تہذیب نے کہا۔“

”تاریخا ہارڈ سے کوئی رابطہ قائم ہوا؟“

”آج ہی ان سے بات ہوئی ہے۔ میں نے انھیں بتایا کہ علی انتہائی نامساعد حالات میں کام کر رہے ہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔“

”اس وقت ان سے رابطہ قائم کر سکتی ہو؟“

”ہاں، کیوں نہیں؟“

”تاریخا! کوئی ایک خصوصی پیغام فوراً دے دو۔ ان سے کہو کہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے، بیروت میں تنظیم سے رابطہ قائم کر کے علی یارخان کا ایک پیغام دے دیا جائے۔ یہ اندر ضروری ہے اور اس میں ایک لمحے کی تاخیر سخت خطرناک ہوگی۔“

”پیغام ڈھارڈ علی! اہم باقی باتیں پھر کریں گے۔ تہذیب سنجیدہ ہو کر بولی۔“

”نوٹ کرو۔ علی یارخان، تنظیم کا خادام اطلاع دیتا ہے اپنے دوستوں کو کہ اس کی حیات کا ہر لمحہ فلسطین کی آزادی کے لیے وقف ہے اور ہر وہ جگہ جو اس کی نگاہ میں آجائے کہ جہاں تنظیم کا مفاد ہو، اس کا مکمل حادی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں میں اس آبدوز کی نگر میں ہوں جو تنظیم کے لیے لمحہ فکریہ بنی ہوئی ہے۔“

”ہاں! جوشیو بدعہدی کر رہا ہے اور عرب دنیا کی طرف سے وصول شدہ پیش کش کو قبول کر کے دھوکا دہی کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ جو دولت سوئس فرانک کی شکل میں بھی جا رہی ہے اسے فوراً کسی مؤثر بہانے کے ساتھ روک دیا جائے۔ یہ دولت منجم کر لی جائے گی۔ اور اسے لائے والوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ ان نواہز او کی مانند جو اس کی قید میں ہیں اور انھیں جبروت شدہ کے ذریعے اس گفت و شنید پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ آبدوز کا سودا حکومت اسرائیل کے حق میں طے ہو گیا ہے اور پچھتے عشرے کے اندر وہ ان کے حوالے کر دی جائے گی، لیکن خدا کے فضل سے وہ کبھی اسرائیل نہیں پہنچے گی اور میں آپ لوگوں کو اس کی تباہی کی اطلاع دوں گا۔“

خادم، علی یارخان!

”ہاں! تہذیب نے لڑتی آواز میں پوچھا۔“

”ہاں تہذیب! یہ پیغام جس قدر جلد بیروت پہنچ جائے اتنا ہی بہتر ہے۔“

”میں ابھی تاریخا ہارڈ کو مخاطب کر کے اس سے استدعا کروں گی کہ یہ کام فوراً کر دے۔ اس ایک بات بتا دو؟“

”بوجہ تہذیب؟“

”تم یہ سب کہہ کر تے ہوئے معطوف ہو؟“

”ہاں، خدا کا شکر ہے۔“

”مجھے سب ملو گے؟“

”ملنا چاہتی ہو؟“

”ہاں، مجھے جیسا کہ اہم اطلاعات تمہیں دینا ہیں۔ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔“

”کب اور کہاں؟“

مگر تمہاری مصروفیات؟
 "چند روز میں فارغ ہوں گا"
 "تو علی اکبر مجھ سے مل لو۔ میں مادام مارٹینا کی رہائش گاہ پر آسکو گئے؟"
 "کسی لحاظ سے نقصان وہ تو نہ ہوگا؟"
 "جو کچھ میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں وہ ممکن ہے تمہارے لیے زیادہ مفید ثابت ہو۔ اس لیے یہ خطرہ مول لیا جاسکتا ہے۔"
 "کل اس وقت؟"
 "شام کو چھ بجے پہنچ جاؤ۔ مادام شام کے بعد اپنی خواب گاہ میں چل جاتی ہیں۔ میں تمہیں پورے پتے سے آگاہ کیے دیتی ہوں۔ وقت نہ ہوگی۔ یہاں میری حیثیت ممتاز ہے۔ میں خود تمہارا استقبال کروں گی۔"
 "پتا بتاؤ؟ میں نے کہا اور تمہیں مجھے پورے پتے سے آگاہ کرنے لگی۔"
 "میرا دل سرت سے لرز رہا ہے۔ تمہیں اس طرح دیکھ کر اسے کاٹنے کا شکریہ دے رہا ہوں۔"
 "اور میں اسی وقت سے کل شام کا انتظار کروں گی۔ خدا حافظ!"
 میں نے بھی اسے خدا حافظ کہہ کر ٹرانسپیرینڈنٹ کر دیا اور پھر کھینچ بند کر کے خیالات میں گم ہو گیا۔ تہذیب واقعی میرے دل و دماغ میں پرجہ لیں گئی تھی۔ اس کا تصور میری زندگی تھا۔ وہ مجھے کیا بتانا چاہتی ہے؟ ایسی کون سی بات ہے جس کے لیے اس نے ساری احتیاط ہلا کر رکھ دی ہے؟ وہ وقت گزارنا واقعی ایک مشکل مسئلہ تھا لیکن اب انتظار کی روایتی لذت کا مزہ بھی کھینچنا تھا۔ صبح ہونے کو کبھی جب اپنی جگہ سے اٹھا اور اس چٹائی مکان میں آگیا جہاں شارٹ گری نیند سو رہا تھا۔ آہٹ پیدا کیے بغیر میں ایک جگہ منتخب کر کے لیٹ گیا۔ ذہن بری طرح تھکا ہوا تھا۔ اس لیے نیند آنے میں دیر نہ لگی۔ پھر پیٹ میں گردش کرنے والے چوہوں نے جگایا اور ایک نگاہ میں اندازہ ہو گیا کہ دن کا کافی حصہ گزر گیا ہے۔
 شارٹ موجود نہ تھا۔ اگر ٹرانسپیرینڈنٹ لے کر گھر دیکھی ایک سچ رہا تھا۔ یہ بھی بہتر ہی ہوا تھا۔ آدھے دن کی تکلیف ختم ہو گئی تھی۔ ورنہ انتظار سوسائٹی روح ہوتا میرے قدموں کی آہٹ ہوتی تو شارٹ اندر آگیا۔
 "پانی تیار ہے؟ منہ ہاتھ دھو لو چیف تو بہترین کھانا پیش کروں گا اور اس کے بعد کافی۔"
 "دل خوش کر دیا شارٹ! بھاری سے کھانا نکال لو میں تیار ہوا۔"

مجھنا ہوا گوشت پینر اور باسی سلاش جنہیں مکین میں لٹک کر نرم کر لیا گیا تھا اس وقت دنیا کی سب سے لذیذ شے لگی۔ پھر گوشت پر چونک پڑا۔ شارٹ نے بتایا کہ اس نے مرغیاں شکار کی ہیں۔ میں نے اسے بھی اپنے ساتھ شریک کیا تھا۔ اس دوران کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی؟
 "قطعاً نہیں چیف! اس رات"
 "میں ان کے چلنا ہے شارٹ!"
 "ضرور چلنا ہے چیف؟ کیا رات کو روکے؟"
 "کیوں؟"
 "بس ایسے ہی پوچھا کہ ان کے کیوں چلنا ہے؟"
 "تھے۔ ورنہ یہاں شراب ضرور ہوتی۔"
 "تم نے یہ نہیں پوچھا کہ ان کے کیوں چلنا ہے؟"
 "کیوں پوچھوں چیف؟ دماغ خراب ہے شارٹ! دل اس بات ہی کافی ہے۔ شارٹ نے کہا۔"
 "تمہارے ملک میں تمہارا ایک عہدہ ہے شارٹ؟"
 "پریکٹیکل ڈیپارٹمنٹ کا کارکن ہوں۔"
 "میرے ساتھ آؤ اور گریڈ بند کر کے میرے لیے اپنا ڈیپارٹمنٹ چھوڑ سکو گے؟"
 "خواراک، شراب، صرف ان دو چیزوں سے رشتہ ہے اور کوئی نہیں ہے اپنا چیف۔ اب تمہاری جہت میں شامل ہو گئی ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کے لیے جان پر کھیل جائے، وہ جی ہوا قدر کرنا جانتا ہو تو اس کا ساتھ کون بد نصیب چھوڑنا چاہے گا۔ تم شارٹ کو قبول کرو گے چیف تو کون انکار کرے گا؟"
 "بس شارٹ! ابھی اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ تیار ہیں کرو؟"
 "اوہ۔ بوٹ سے چلو گے یا لارچ سے؟"
 "بوٹ موجود ہے ابھی تک؟"
 "ہاں! میں وہی استعمال کرتا رہا ہوں لیکن وہ پلہ شیدہ ہے تلاش کرنے پر ہی مل سکتی ہے مجھے احساس ہے کہ وہ آبی ڈال فیرو کی ملکیت ہے اور اسے تلاش کیا جا رہا ہوگا۔"
 "لے سناٹے کرو و شارٹ۔ یہ جزیرہ ہمارے لیے اہم ہے۔ اگر کسی نے اسے یہاں دیکھ لیا تو ہماری یہاں موجودگی سے واقف ہو جائے گا۔ ہماری زندگیوں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی اور اگر ایسا نہ ہو تو ہم سے یہ جھکا نہ چھن جائے گا۔"
 "کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے چیف لیکن اجازت ہو تو ایک حال پوچھ لوں؟"
 "ہاں کو؟"
 "یہ لارچ جس سے ہم سفر کریں گے محفوظ ہے۔ مطلب یہ۔"

کہ دوسرے لوگ اس کی طرف متوجہ تو نہیں ہوں گے؟"
 "نہیں۔ میں نے اپنا کارڈ بخوبی بھجایا ہے۔ تم نے دیکھا؟ اب میں بوٹ سے کی شکل میں نہیں ہوں۔"
 "اوہ! چیف! مجھے تھوڑی دیر کے لیے اجازت دو شارٹ! نے کہا اور چلا گیا۔"
 اس کے جانے کے بعد میں اپنے پروگرام کے بارے میں غور کرتا رہا۔ بہت سی چیزیں ذہن میں ابھی ہوتی تھیں لیکن ان کو کوئی حل نہیں تھا اور اس مسئلے میں میں ایک ہی طریقہ کافی تھا جو سامنے ہے۔ لے دیکھو جو اوجھل ہے اس کے لیے پریشان نہ ہو۔ ضرورتاً جیتیں اچھ جاتی ہیں اور اصل کام بھی انجام نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ انھوں کو ذہن سے دور کر دینا ہی بہتر ہے۔ شارٹ تقریباً بیس منٹ کے بعد واپس آگیا۔ کام ہو گیا یا نہیں؟ کسی چیز کا حصول مشکل ہوتا ہے۔ لے فٹا کر دینا آسان۔
 "آؤ چلیں۔ میں نے کہا اور ہم دونوں ساحل کی طرف چل پڑے۔"
 ان کے ک فضا محمول کے مطابق تھی۔ بحر میں بازار۔ بدلتی تھی ایک باقاعدہ شہر تھا اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں ایک دن دنیاؤں کا دن ہوتا ہے۔ فیروز نے اس بارے میں بڑی عجیب کہانی سنائی تھی۔
 بام! پہرنگ نامی ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ایک کمرہ حاصل کیا گیا اور ہم کمرے میں مقیم ہو گئے۔ تم رات کو کسی وقت آنا چاہو تو آرام سے یہاں آسکتے ہو لیکن اس سے پہلے کچھ وقت بٹے دینا ہوگا۔
 "حاضر چیف، یہ بھی کہنے کی بات ہے۔"
 "ایک چٹا ٹوٹ کر آ کر اور مجھے وہاں لے چلو؟ میں نے کہا اور تہذیب کا بتایا ہوا پتہ دکھا دیا۔"
 "اوہ! میں اس جگہ کے بارے میں جانتا ہوں۔ ان کے کے دور۔ منڈوں کا علاقہ ہے۔ اس طرف بوٹ مار بھی نہیں جاتی کیونکہ وہاں زبردست رکھوالے ہوتے ہیں۔ ویسے یہ علاقہ ان کے کا آخری سڑ ہے اس کے بعد سمندر ہے۔"
 "واقف لگتا ہوگا؟"
 "یہاں سے اتنی میل دور ہے۔"
 "اوہ! کیا وہاں ہوٹل وغیرہ ہیں؟"
 "نہیں چیف! وہاں ہوٹلوں کا کیا کام۔ پارک وغیرہ کچھ ہے ہوتے ہیں۔ ساحل پر ایک خوبصورت تفریح گاہ ہے جہاں لاقعداؤ گزار کر رہتے ہیں۔ وہ خاص دولت مندوں کا علاقہ ہے۔"
 "تب یوں کرو شارٹ! مجھے وہاں پہنچاؤ اور اسی ٹیکس میں

واپس آ جاؤ۔ میں بعد میں آ جاؤں گا۔"
 "اوہ! چیف! کتنی دیر میں چلو گے؟"
 "میرے خیال میں اب وقت ضائع کرنا بیکار ہے۔"
 "تو تیار ہو جاؤ چلتے ہیں؟ شارٹ نے کہا۔ میں نے میک اپ اتارا اور پھر ایک عمدہ سے سوٹ میں بلوں جو کر کمرے سے باہر نکل آیا شارٹ کو میں نے کافی تر پر چڑھائی دینے کی ہمت دیا اور خود باہر نکل آیا۔ شارٹ نے باہر آ کر ایک ٹیکس روک اور ہم اس میں بیٹھ گئے۔
 "گراس ہل؟ شارٹ بولا اور ڈرائیور چونک پڑا۔ "مرومت" والہ بھی آتا ہے۔"
 "اوہ! لارڈ! ڈرائیور نے منظر میں ہو کر ٹیکسی آگے بڑھادی۔
 "جو کچھ تم نے بتائی ہے چیف! وہ ساحل کے قریب ہو سکتی ہے۔ ہم سیدھے ساحل پر چلیں گے۔ راستے میں شارٹ نے کہا۔ میں نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ ٹیکسی سفر کرتی رہی۔ میں باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا۔ ان کے ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے دفاتر نظر آتے۔ مجرموں کے کس جزیرے پر بہترین انتظامات تھے لیکن جیٹ ایکڑ بات تھی کہ کسی ملک کے تحت نہیں تھا۔ سمندر میں کسی حادثے کا شکار ہو کر اگر کوئی اس طرف نکل آئے تو اسے گمان بھی نہ ہو کہ وہ کسی ایسی جگہ آگیا ہے جہاں سے مذہب دنیا میں واپسی کا سفر آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اسے تو ہی محسوس ہو گا جیسے وہ کسی باقاعدہ شریک پہنچ گیا ہے۔ ان کے ایک جیٹ ایکڑ جزیرہ تھا اور اس کی روایات طلسمی حیثیت رکھتی تھیں جو سننے والے کو سحر کر دیتی ہیں بھی اگر اس کی کہانیاں سننا تو میرے دل میں اسے دیکھنے کی خواہش جاگ اٹھتی۔
 ٹیکسی کا سفر جاری رہا۔ عمارتوں کا سلسلہ ختم ہو گیا خوبصورت باغات اور ان کے درمیان خالی خالی مکانات پھیلے ہوئے تھے۔ کوئی حصہ تفریح یا ڈینس چھوڑا گیا تھا۔ ظاہر ہے اس چھوٹے سے علاقے میں یہ عیاشی ممکن نہیں تھی۔ یہاں کوئی زرعی نظام نہیں تھا۔ تمام کی تمام چیزیں باہر سے آتی تھیں نہ ہی یہاں کوئی صنعت لگ ہوئی تھی۔ بس ان کے ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے دفاتر تھے یا پھر دکانیں بازار اور ہوٹل۔
 اسی میل کا سفر تقریباً پچاس منٹ میں طے ہوا۔ ٹیکسی مناسب رفتار سے سفر کر رہی تھی اور ہم اس سفر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ساحل کے قریب پہنچ گئے۔
 گراس ہل نامی علاقہ اسم بائیس تھا۔ چھوٹے پھاڑی سلسلے تاجہ نگاہ پھیلے ہوئے تھے لیکن وہ سب گھاس سے لڑے

پر پتلی کی پلیٹ کی شکل میں نظر آگیا تھا۔

”او کے شارٹو، یہی میری مطلوبہ جگہ ہے۔“

”جیف، کسی بہت دولت مند آدمی کی رہائش گاہ معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال، تم بہتر جانتے ہو۔ ہاں، یہ تو تاجی والہی کے لیے تم کی طرف توجہ دینا چاہیے کہ؟ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ یہاں ٹیکسی وغیرہ مل جائے کیونکہ یہاں رہنے والے ٹیکسیوں میں سفر نہیں کرتے۔“

”اس کی فکر نہ کرو شارٹو۔ کچھ نہ کچھ کر ہی لیا جائے گا۔“

”میں نے جواب دیا۔“

”تو پھر میں جاؤں؟ شارٹو نے پوچھا۔“

”ہاں یقیناً، تمہارا بہت بہت شکریہ میں خود ہی پاہا پرکھ پڑھ جاؤں گا۔“

”تو پھر خدا حافظ۔ حالانکہ جیف تمہیں چھوڑتے ہوئے مجھے اچھا نہیں لگ رہا لیکن یہ بھی سمجھتا ہوں کہ تم یقیناً کسی ضروری کام سے یہاں آئے ہو۔“

”جس کام سے میں یہاں آیا ہوں اس میں تمہاری ضرورت بھی نہیں ہے۔“ میں نے مسکرا کر جواب دیا اور شارٹو مجھے سلام کر کے چلا گیا۔ میں اپنی جگہ کھڑا اس ٹیکسی کو جاتا دیکھتا رہا تھا، جس میں ہم لوگ آئے تھے۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو میں گری سانس لے کر عمارت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے عمارت کے اطراف کا ایک چکر لگایا اور اس کے بعد داخل کی جانب چل پڑا۔

ساحل پر مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔ سیر و تفریح کرنے والے لوگ یہاں بکثرت موجود تھے جیسا کہ شارٹو نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں ٹرار بھی تھے لیکن یہ ٹرار یہاں رہنے والوں کی ذاتی ملکیت تھے اور کرایہ وغیرہ پر ان کا حصول ناممکن تھا میں نہیں جانتا تھا کہ کسی اجنبی کو یہاں کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے سیکس بہر طور میں ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ خوب صورت اور نوجوان لڑکیاں پانی میں خوش فحشیاں کر رہی تھیں۔ ان کے صوبوں پر پیرا کی کالیاں تھا۔ بے شمار لوگ چتر پان نگاہ سے بٹھے ہوئے تھے حالانکہ دھوپ میں قطعی تیزی نہیں تھی اور موسم خاصا خشک تھا لیکن پانی میں نہانے والے موسم کی شکل سے بے نیاز اپنے کام میں مشغول تھے اور قہقہے اُبل رہے تھے۔

میری طرف کسی نے بھی اجنبی نگاہوں سے نہیں دیکھا۔ شاید لوگ یہاں ایک دوسرے سے اخبار واقفیت نہیں کرتے تھے۔ ویسے کی بجائے اس قسم کے مواقع ملے کہ اگر میں چاہتا تو کچھ وقت کے لیے کسی کو اپنا ساتھی بنا سکتا تھا لیکن اس قسم کے ہنگاموں میں

ہوئے تھے اور ان کی ٹھولہاؤں پر چھوٹے چھوٹے چہرے چہرے اور سرو کے درختوں کی بہتات تھی جو دور سے دیکھنے پر اتنے حسین نظر آتے تھے کہ نگاہ ان پر سے نہ ہٹے۔ جگہ جگہ چھوٹوں کی کاشت کی گئی تھی اور انھیں مختلف شکلوں میں تراش دیا گیا تھا۔ وہ پارک جن کے بارے میں مجھے شارٹو نے بتایا تھا، اتنے جاذب نگاہ تھے کہ وہاں بیٹھنے کے بعد وہاں سے جانے کو بھی نہ چاہیے۔ میرے لیے ہی ایک پارک کے سامنے شارٹو نے ٹیکسی رکوا دی اور نیچے اتر گیا۔ ”تم چند منٹ انتظار کرو، میں ابھی آتا ہوں۔“ شارٹو نے ڈرائیور سے کہا اور اس نے گردن ہلا دی تھی۔ شارٹو میرے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

”کیسی جگہ ہے جیف؟“

”کمال کی جگہ ہے شارٹو۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ علاقہ اتنا ہی حسین ہوگا۔“

”ابن کے بہت خوب صورت جگہ ہے لیکن یہاں رہنا لوہے کے چھنے چبانے کے مترادف ہے جو لوگ یہاں کاروبار کرتے ہیں ان کے دل سے پوچھو جیف کہ وہ یہاں کیسے زندگی گزارتے ہیں۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو کیا وہ جینے کام کرتے ہیں اور جب لوٹ مار کا متوا کرتے ہیں تو اپنا بھاری بھرنا حال کی یہاں سے غائب ہو جاتے ہیں عجیب زندگی ہے یہاں کی۔“

”تمہارے خیال میں وہ کوئی کون سی ہو سکتی ہے جس کا میں نے تمہیں پتا بتایا ہے؟ میں نے مطلب کی بات پر آستے ہوئے کہا۔“

شارٹو ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس نے کئی کوشیوں کے نمبر دیکھے اور پھر ایک سمت رخ کر کے بولا جیف وہ جو تمہیں بلکے سبز رنگ کی ایک عمارت نظر آ رہی ہے، میرے انداز سے کے مطابق وہی تمہاری مطلوبہ جگہ ہے۔“

میں نے عمارت کی طرف دیکھا بلکے سبز رنگ کی عمارت کے سامنے ایک بہت بڑا وسیع لان پھیلا ہوا تھا جس پر سبزہ ہی سبزہ موجود تھا۔ درخت جھول رہے تھے اور ان درختوں میں مختلف پھل لگے ہوئے تھے پس منظر میں ایک چھوٹی سی گھاس سے لدی ہوئی پہاڑی تھی اور اپنی سمت ساحل۔ گویا یہ کوشی ساحل سے ملی ہوئی تھی اور ممکن ہے اس کا کوئی حصہ سمندر سے جاملتا ہو۔

اس حسین ترین جگہ کو دیکھ کر میری آنکھیں تعجب و حیرت سے پھیل گئیں۔ تہذیب واقعی ایک خوب صورت جگہ مقیم ہے۔ میں نے سوچا اور پھر حلقہ مقدم کے طور پر ہم دونوں کوشی کے قریب سے گزرے جو تہذیب نے مجھے بتایا تھا، وہ کوشی

اس کے نازک سے بھوں پر ایک ہلکی سی سکڑا ہٹ تھی۔ آنکھوں میں سناٹے سے جھک رہے تھے اور مشرق کی پروردہ نہ ہونے کے باوجود اس کے انداز میں وہ جھجکا، وہ نسوانیت، وہ حیا موجود تھی جو صرف اور صرف مشرق کی دین ہے اہل مغرب اس سے محروم ہیں۔

وہ چند قدم آگے بڑھی یہی اٹھارہ جذبات تھا۔ یہی اٹھارہ اُفت۔ میں بھی اس کے نزدیک جا کھڑا ہوا اور ہم دونوں خاموش سے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہے اور یہ خاموش احساسات، یہ خاموش جذبات ہزاروں الفاظ کا روپ رکھتے تھے۔ سب کچھ کہہ لیا ہم نے ایک دوسرے سے اور جب احساسات و جذبات کا طوفان ٹھہرا تو تہذیب آہستہ سے بولی آئی۔ ”میں اس کے ساتھ آگے بڑھ کر اس حسین عمارت کے کپڑوں میں داخل ہو گیا۔ دور وہ سبز میدان پھیلا ہوا تھا اس کے درمیان گری سرخ روشنی بنائی گئی تھی جن پر ایک بڑی چمکی ہوئی تھی۔ یہ روش آگے تک جاتی تھی اور پھر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ سامنے صدر دروازہ تھا جس تک پہنچنے کے لیے آٹھ بیڑھیاں ملے کرتا ہوتی تھیں۔ میں نے مادام مارٹینا کی ٹیبلٹ پوچھی تو تہذیب نے کہا کہ وہ ٹیکس ہیں۔“

”لیکن اتنی جلدی وہ اپنی خواب گاہ میں چل جاتی ہیں؟“

”ہاں۔ انھیں بے خوابی کی شکایت ہے، رات کے دوسرے حصے میں انھیں بالکل نیند نہیں آتی۔ اس لیے وہ شام کو جلد سو جانے کی عادی ہیں۔“ تہذیب نے جواب دیا۔

”گویا ان سے ملاقات نہیں ہو سکے گی؟ میں نے کہا۔“

”تہذیب عجیب سے انداز میں مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔“

”ہاں اس وقت تو ممکن نہیں ہے۔“

”تم یہاں کیسے گزار رہی ہو؟ میں نے سوال کیا۔“

”جس طرح ایک بڑے آدمی کی یا بڑی خاتون کی سیکرٹری گزار سکتی ہے۔“ وہ مسکرا کر بولی۔ ”مختلف راہزماؤں سے گزرتے ہوئے بالآخر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ زیادہ وسیع کونائیں تھا لیکن انتہائی لطافت سے آراستہ تھا۔“

میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا: ”عمدہ۔ اچھی جگہ ہے۔“

پسند آئی؟

”بیٹھے۔“ تہذیب بولی۔

”یہ تمہارے انداز میں تکلف کب سے پیدا ہو گیا؟“

”یاوری نہیں رہا کسی طرح غلطی کرتی تھی میں۔“

”اوہ... اوہ اتنی عورت؟ میں نے جواب دیا۔“

”ہم اسے عورت نہیں کہہ سکتے۔“

”پھر کیا کہیں گے؟“

اس وقت پڑنا بالکل بے مقصد تھا اور پھر بھی تہذیب بالکل ایک سے ملاقات کے لیے زیادہ وقت نہیں دے گیا تھا اور یہ وقت مجھے بیس گزارنا تھا۔

تین ٹیکسیوں کی ایک ٹیم پانی سے نکل اور اتفاق سے میں اس وقت ان کے سامنے ہی موجود تھا۔ وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگیں لیکن ان کے چہروں پر شرارت کے آثار نہ تھے تب ان میں سے ایک آگے بڑھ کر بولی: ”ہیلو۔“

”ہیلو۔“ میں نے بھی پرتک انداز میں کہا۔

”آپ تنہا محسوس ہوتے ہیں؟“

”صرف محسوس ہو رہا ہوں، ہوں نہیں۔“

”اوہ، اس سے پہلے ہم نے آپ کو یہاں نہیں دیکھا۔“

”میری برقعہ ہے کہ آپ کے سامنے نہیں آسکا۔“ میں نے جواب دیا۔

”کیا آپ تھوڑی دیر کے لیے ہمارا ساتھی بننا پسند کریں گے؟“

”معذرت خواہ ہوں۔ ویسے آپ کہیں باہر کے علاقے سے آئی ہوئی معلوم ہوتی ہیں؟“

”ہاں۔ ہم تینوں ڈنڈرک سے آئے ہیں۔ یہاں ہماری ایک دوست کا ٹرار ہے۔ ویسے اس خوب صورت سی جگہ میں تنہائی بڑی عجیب لگتی ہے۔ سوچا تھا کہ آپ کو پارٹنر بنالیں لیکن آپ پہلے ہی...“

”ہاں میں، اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔ ڈنڈرک والیوں نے شانے ہلانے اور آگے بڑھ گئیں گھڑی میں وقت دیکھ کر میں ساحل سے ہٹ آیا اور اب بڑے رخ براہ رست اس سبز عمارت کی طرف تھا جہاں تہذیب بالکل ایک احساس جہیزوں کو مناسب نام نہیں دے سکتی تھیں ایک احساس پینے میں جاگزیں ہوتا ہے۔ تہذیب نے اپنے دل میں میرا مقام بنالیا تھا اور اپنی تمام تر احتیاط کے باوجود میں اپنے سینے میں اس کے لیے پھل پیدا ہونے سے نہیں روک سکا تھا۔ اس کا کان ک جانب بڑھتے ہوئے قدم تہذیب کے تصور کے ساتھ ساتھ اٹھ رہے تھے اور اس تصور میں صرف تجسّس نہیں تھا بلکہ ایک دلچسپی، ایک اُٹنگ اور ایک اشتیاق تھا جسے اگر محبت کا نام دیا جاسکتا ہے تو یہ اس کے علاوہ کچھ اور نہ تھا۔

جب میں مین گیٹ پر پہنچا، تو تہذیب مجھے گیٹ کے نزدیک کھڑی نظر آئی۔ ایک خوب صورت سے لباس میں ملبوس وہ ہمیشہ سے کہیں زیادہ دلکش محسوس ہوئی یا پھر یہ صرف میری آنکھ تھی جس نے اسے محبت کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

”یہ بتایا نہیں جاسکتا کہ تہذیب نے ایک اداسے کہا۔ میں اس کی اشارہ کی ہوئی نشست پر بیٹھ گیا تو تہذیب نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔“

”بڑی خاموشی ہے یہاں۔ ملازمین بھی زیادہ تعداد میں معلوم نہیں ہوتے۔“

”ہاں میڈم مارٹینا ملازموں کی بھرپور سہولت نہیں کرتیں۔ اس کے باوجود یہاں کافی آدمی ہیں لیکن چونکہ شام کو ملازم مارٹینا کی مصروفیات ختم ہو جاتی ہیں اس لیے ملازمین بھی چھٹی کر لیتے ہیں۔ شام کے بعد یہاں کا ماحول بہت پرسکون ہوتا ہے۔“

”کیا تمہیں اس پرسکون ماحول سے وحشت نہیں ہوتی؟“

”میں جانتی ہوں یہ سب کچھ عارضی ہے اس لیے برداشت تو کرنا ہی ہوتا ہے۔ تہذیب نے جواب دیا۔

”کیا میری آمد کے بارے میں مادام مارٹینا کو معلوم ہے؟“

”ہاں۔ کوئی خاص وجہ نہیں دی انھوں نے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میرا ایک دوست مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ انھوں نے مجھ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ میرا دوست کون ہے کہاں سے آ رہا ہے؟ کیا باہر سے آیا ہے یا ان کے پرہیز رہتا ہے؟“

”اچھا مگر میں۔ ویسے تمھارا کیا خیال ہے تہذیب تارینا بارڈو کے ملک کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا کیا مقام ہے؟“

”میں نہیں جانتی کہ یہاں مادام مارٹینا کو کس حیثیت سے معتم کیا گیا ہے۔ ممکن ہے وہ باریک بین ہوں اور حالات پر گہری نگاہ رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ میں اس بارے میں صحیح طور پر نہیں جانتا سکتی۔“

”مادام مارٹینا کے اکہیوں سے تمھاری ملاقات ہوئی؟“

”نہیں۔ یہ تمام فتنے داریاں مادام نے خود ہی نبھالی ہوئی ہیں۔ میں آج تک نہ تو کسی سے مخاطب ہوئی ہوں اور نہ ہی مجھے یہ اندازہ ہو سکا ہے کہ مادام مارٹینا کے ماتحت کتنے افراد یہاں کیا کیا کام کرتے ہیں۔“

”ان کی سیکرٹری کی حیثیت سے بھی تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں معلوم؟“

”بہن! اتنا معلوم ہے کہ مادام تارینا بارڈو کے ملک کے مفادات کے لیے کام کر رہی ہیں اور انھیں ضروری باتیں بتا چکی رہتی ہیں وہ ان کا ایک باقاعدہ ریکارڈ رکھتی ہیں لیکن میرے ذریعے نہیں۔“

”تمہیں کیا کرنا ہوتا ہے؟“

”صرف ان کی نگہداشت۔ ان کے آرام و آسائش کا خیال۔“

تہذیب نے جواب دیا۔

”عجیب بات نہیں ہے تہذیب؟“

”شاید ہے لیکن میں نے تمہیں اس سے بھی زیادہ عجیب باتیں بتانے کے لیے یہاں آنے کی رحمت دی ہے۔ تہذیب نے کہا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کے بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھول کر باہر جھانکا پھر دروازہ بند کر کے واپس آکر میرے سامنے بیٹھ گئی۔

تہذیب کی یہ حرکات بتاتی تھیں کہ وہ کوئی بہت ہی اہم انکشاف کرنے والی ہے۔ میں متحسّس نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

چند لمحات کے بعد تہذیب نے کہا: ”بات یہ ہے علی کہ ہم ایک بالکل ہی غیر متعلق ملک کے لیے یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتی کہ تم نے یہاں آکر تارینا بارڈو کے مقاصد کے لیے کیا کچھ کیا ہے لیکن ایک بات کا اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ اس ملک نے یا تارینا بارڈو نے مستحکم بنیادوں پر اپنا کالم نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ اس طرح یہاں مصروف عمل ہیں جیسے صرف اخلاقی کارروائی کر رہے ہوں۔ وہ اس سلسلے میں اگر وہ اتنے ہی متوا ہیں تو پھر انھیں اتنے جگے انداز میں کام نہیں کرنا چاہیے تھا۔“

”کیا مطلب؟“

”یہ کہ تم نے اشتیاقی انداز میں پوچھا۔ میں بہت سے سوالات اپنے ذہن میں رکھتی ہوں تمھارے بارے میں۔ تم نے ٹرانسپیرینس سے جو گفتگو کی تھی اس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ تم حالات کو کافی حد تک اپنے کنٹرول میں کر چکے ہو۔ کس طرح؟ یہ صرف تم جانتے ہو گے۔ بہر حال میں تمہیں سب سے اہم بات بتانا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ میڈم مارٹینا اصل میڈم مارٹینا نہیں ہیں۔“

تہذیب کی بات میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

”ہاں اصل میڈم مارٹینا کو قید کر کے اسی عمارت کے ایک قہ خانے میں رکھا گیا ہے۔ وہ آہستہ سے بولی۔

”اوہ اور نفلی میڈم مارٹینا۔“

”وہ۔۔۔ وہ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے علی، تو وہ محنت ایک انسانی خطرناک صورت ہے۔ شاید۔۔۔ شاید بالکل جوشیو۔“

تہذیب کے یہ الفاظ کسی خوفناک ہم کی طرح میرے کانوں کے قریب پیچھے تھے۔ میرا دماغ سن ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے مجھے اپنے جوش و خواس نہشت ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ یہ ناقابل قیاس بات تھی، ناقابل یقین۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تہذیب کو غلط فہمی ہوئی ہو۔

چند لمحات خاموش رہنے کے بعد تہذیب کہنے لگی۔

”ہاں تمھارا اندازہ درست ہے۔ ہو سکتا ہے مجھے غلط فہمی ہوئی ہو لیکن میں وہ باتیں کر رہی ہوں جو سن چکی ہوں۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ آبدھار کے سلسلے میں جو سو دس ہزاری ہو رہی ہے اس میں میڈم مارٹینا ایک حلقہ العالی کی حیثیت سے گفتگو کر رہی ہیں اور ایک مخصوص ٹرانسپیرینس پر بالکل جوشیو کی حیثیت سے کچھ لوگوں کو ہدایات دیتی رہی ہیں۔ ان ہدایات میں وہ انسانی بھاری مردانہ آواز میں اپنے آپ کو بالکل جوشیو کہہ کر دوسروں سے مخاطب ہوتی ہیں۔“

”تہذیب تم۔۔۔ تمہیں کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی؟“

”شاید تم یہ بھول رہے ہو علی کہ میں نے ایک جوائنٹ پیئر ادارے میں تربیت حاصل کی ہے۔ میں وہ نہیں ہوں جو نظر آ رہی ہوں یا بن چکی ہوں جب اس طرح کے معاملات میرے علم میں آتے ہیں تو میرے اندر وہ تمام صلاحیتیں اور جیس بیدار ہو جاتی ہیں جنھوں نے مجھے گریٹ پول کا ٹائٹل دیا تھا۔ گریٹ پول اعلیٰ ترین لوگوں کو اپنے درمیان ایک عام حیثیت دیتی ہے لیکن وہ جو اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہوتے ہیں خواہ اس بھی سچ کے لوگ ہوں۔ عدلوں کے قابل قرار پاتے ہیں۔

گریٹ پول پر تو میں اہانت بیچ چکی ہوں لیکن اس حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تمہیں میری بات پر یقین کر لینا چاہیے۔“

”تہذیب، یہ تو تم نے۔۔۔ یہ تو تم نے بڑی حیرت انگیز بات بتائی؟“

”میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میں جو انکشاف کرنے والی ہوں وہ تمھارے لیے ناقابل یقین ہوگا۔“

”تہذیب اب تو میں میڈم مارٹینا سے ضرور ملنا چاہوں گا۔ لیکن ان حالات میں تم۔۔۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ تمہیں تارینا بارڈو نے بڑے اعتماد کے ساتھ اس جگہ بھیجا تھا اور تمہیں یہاں رہ کر سب سے خطرناک کام انجام دینے تھے۔

تم پر یہ انکشاف کیے ہوا؟“

”مجھے کچھ شہادت تو پہلے ہی ہو چکے تھے علی۔ میڈم مارٹینا اپناج ہیں۔ وہ پتلیوں والی کرسی پر بیٹھ کر اپنے تمام کام کرتی ہیں لیکن ایک اپناج کے اندر جو دیرانی اور بالواسی ہوتی ہے، وہ میں نے ان خاتون میں نہ پائی۔ ان کے انداز میں ایک ایسی جیتی جھرتی اور تسکری تھی کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ شاید وہ اپناج نہیں ہیں۔ میں نے اس کا اندازہ نہیں کیا۔ ہاں میڈم مارٹینا کے ذریعے تارینا بارڈو کو جو خیانات سمجھائے تھے وہ بہت دور

بھجواتی رہی اور ان میں کسی قسم کا تکلف نہیں کیا۔ البتہ میں درپردہ ان کی کھوج میں لگی رہی اور بالآخر میں نے یہ اندازہ پایا کہ وہ اپناج نہیں ہیں۔ سبب سمجھ رہا ہوں کہ انکشاف ہوا تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ تارینا بارڈو نے ایسا کیوں کیا یا میڈم مارٹینا کو ایک اپناج کی حیثیت اختیار کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور اس سلسلے میں میں نے تارینا بارڈو سے سوال کر لیا تو اس نے بتایا کہ میڈم مارٹینا مکمل طور پر اپناج ہیں اور انھیں ان کے ادارے میں تقریباً پچیس سال کام کرتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ ان کی بے پناہ صلاحیتوں کی بنیاد پر انھیں یہ اہم عہدہ دیا گیا اور صرف اس لیے کہ وہ ٹانگوں سے معذور ہو گئی تھیں اور زیادہ اہمیت کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھیں۔ یہ معلوم کر کے مجھے خیال ہوا کہ اگر میڈم مارٹینا اپناج نہیں ہیں تو کم از کم یہ بات ان کے ادارے کو تو معلوم ہونا چاہیے تھی یہاں سے میرے محسوسات کی ابتدا ہوئی اور میں نے درپردہ میڈم مارٹینا پر نگاہ رکھنا شروع کر دی اور اس کے بعد علی مجھے یہ اندازہ ہوا کہ میڈم مارٹینا بالکل جوشیو کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔ میں نے اس کے بعد بھی کافی وقت صرف کیا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ تب مجھے معلوم ہوا کہ جتنی گفتگو بالکل جوشیو کے نام پر کی جاتی ہے، وہ میڈم مارٹینا ہی کرتی ہیں۔ یہ انکشاف میرے لیے جس قدر حیرتناک ہو سکتا تھا تم اس کا اندازہ کر سکتے ہو۔ میں نے یہ راز خود تک ہی محفوظ رکھا، تارینا بارڈو تک کو یہ بات نہیں بتائی لیکن میری ذہنی حالت درست نہیں رہی تھی۔ پھر میں ایسے موقعوں کی تلاش میں رہی جب میڈم مارٹینا یہاں موجود نہ ہوں۔

جب بھی مجھے ایسے مواقع ملتے ہیں تو اس عمارت کی کاشی ل ایک شام میڈم جب کسی کام سے گئی ہوئی تھیں۔ میں ایک ایسے کمرے میں جا نکلی جہاں ناکارہ فرنیچر بٹا ہوا تھا۔ وہاں میں ملان کی تلاش لے رہی تھی کہ ایک بڑی دروازہ کھولنے پر میری پشت کی دیوار میں آہٹ ہوئی اور ایک خلا نمودار ہو گیا۔ اس کے دوسری طرف روشنی تھی۔ میں جراتی سے اندر داخل ہو گئی اور میں نے وہاں جو میڈم مارٹینا کو دیکھا۔ یہ اصل مارٹینا تھی جو ان میڈم کی قید میں تھی۔ میں نے اس سے گفتگو کی تو بتا چلا کہ وہ ایک طویل عرصے سے یہاں قیدی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اپنے خیر و کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ میں نے اسے دلائے دیے اور اپنی آمد کو راز رکھنے کے لیے کہہ کر وہاں سے نکل آئی۔

اس کے بعد میرا کام تیز ہو گیا۔ میں نے وہاں کے ایک ایک کچے کی تلاش کی ڈالی اور بہت جلد جان لیا۔ میرا دعویٰ ہے علی کہ مارٹینا ثانی اصل شکل میں نہیں ہے۔ وہ کوئی اور ہے اور

265

264

وہی ہائل جوشیو ہے ؟
 ایک بوڑھی عورت، ہائل جوشیو ! میں نے گہری سانس لے کر کہا۔
 ”ممکن ہے وہ بوڑھی نہ ہو۔“
 ”تم نے تو سارا کہیں ہی بدل دیا تہذیب۔“
 ”تھیں ان حالات سے آگاہ کرنا میرا فرض تھا۔“
 ”فرض؟ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”کیوں؟ نہیں ہے؟“ تہذیب نے عجوبہ انداز میں کہا۔
 ”وہ اسی وضاحت کرو؟ میں شہرت آمیز لہجے میں بولا۔
 ”شہر کی زندگی کو نصف بہتر کہتے ہیں، میں نصف بدترین کو زندگی نہیں گزارنا چاہتا، ہر حالت میں تمہارا آکھا بوجھ بانٹ لوں گی۔“ تہذیب نے جذباتی لہجے میں کہا۔ میں نے ان الفاظ سے ایک خوشگوار تاثر لیا تھا۔
 ”کاش میں ان الفاظ کے جواب میں ان کے ہونز پر لفظ کہہ سکتا تہذیب۔ بس یوں مجھ کو تم نے ایک کرشمہ گھوٹے کو رام کر لیا ہے۔ تہذیب اب میری زندگی کے دوہاتے ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنا مستقبل ایک مقصد کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس کے علاوہ اپنی ذات میں کوئی اور تبدیلی نہیں چاہتا تھا لیکن اب صورت حال مختلف ہو گئی ہے۔“
 ”شکر ہے علی ! میں بھی پہلے نہ جانتے تھا کہ میں اب یہ سب کچھ کرتے ہوئے مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں... جیسے میں تمہارا گھر سنوار رہی ہوں۔ تمہارے کام کر رہی ہوں اور یہ کرتے ہوئے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔“
 ”تہذیب! میں نے بھی اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ میرا خیال ہے میں اس سلسلے میں عمل کی آخری منزل میں ہوں۔“
 ”مجھے کچھ بتاؤ گے؟“
 ”ہاں کیوں نہیں؟ میں نے کہا اور پھر میں نے تہذیب کو بلوری داستان سنا دی۔
 تہذیب حیرت و دلچسپی سے سب کچھ سن رہی تھی۔ پھر اس نے کہا : ”تو اب کیا پروگرام ہے؟“
 ”کچھ وقت لگے گا فیصلہ کرنے میں، تم نے تار دنیا ہارو کو پیغام تو دے دیا ہے؟“
 ”ہاں۔“
 ”ظاہر ہے اب ان لوگوں کا انتظار کیا جائے گا اور وہ آئیں گے۔ اس کے بعد لوگ آبدوز کی ڈیویری دے دیں گے۔ بس وہیں سے میرا کام شروع ہوگا۔ تار دنیا کو اس سلسلے میں ہماری مدد کرنا ہوگی۔“

”وہ کیسے؟“
 ”آبدوز مندر میں سفر کرے گی اور جب وہ ان علاقوں سے نکل جائے گی تو ہم اسے ناکارہ بنا دیں گے اور اس بڑے ملک کی آبدوزیں اس پر قبضہ کر لیں گی۔“
 ”کیا تم اس آبدوز میں سفر کرو گے؟“
 ”ہاں۔ ایک اسرائیلی لیکٹ کی حیثیت سے۔“
 ”کیا یہ خطرناک نہ ہوگا؟ تہذیب غور فرم رہے تھے میں بولی اور میں مسکرا دیا۔
 ”یہ تہذیب مالکم ایکس آف گرین پول نہیں بول رہی۔ بلکہ وہ نصف بہتر والی بات یہاں کا فرما رہے۔“
 ”جو دل چاہے کھلو۔ کیا کوئی ایسی ترکیب نہیں ہو سکتی کہ...“
 تہذیب نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً ہم نے کچھ سربراہیں نہیں زمین کے نیچے سے ہمارے چاروں سمت فولادی دیواریں نکل رہی تھیں جس جگہ ہم بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک اور جھوٹا سا کمرہ نمودار ہو گیا اور قبضہ کر کے سے ہمارا رابطہ کر گیا۔ ہم دونوں چونک کر کھڑے ہوئے لیکن پھر ایک جھٹکا لگا اور ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا، ہم گرتے گرتے بچے تھے۔
 ”یہ... یہ... تہذیب کے منہ سے آواز نکل لیکن ایک بار پھر اس نے مجھے زور سے پکڑ کر خود کو گرنے سے روکا تھا۔ ہمارا پتھر دفعتاً اوپر اٹھنا شروع ہو گیا تھا، ایک مخصوص بلندی تک وہ فضا میں بند ہوا پھر ایک سمت بڑھنے لگا۔ مجھے احساس ہو گیا تھا کہ ہائل جوشیو جو کوئی بھی ہے ہماری گفتگو سے واقف ہو چکا ہے۔ یہ میری بات بھی تھی یا تہذیب کی یا ہم دونوں کی کہ اس کے گھر میں بیٹھ کر ہی ہم اس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، سازشیں کر رہے تھے۔ تہذیب کے اطمینان پر میں نے بھی بات نظر انداز کر دی تھی لیکن میرا تو پہلے سے کوئی پروگرام بھی نہیں تھا اگر کوئی اشارہ مل جاتا تہذیب کی طرف سے تو شاید میں یہ نادانی نہ کرتا لیکن اس انکشاف میں ایسا ہو گیا تھا کہ تمام احتیاطی خیالات ذہن سے نکل گئے تھے۔
 چند منٹ کے بعد ہم نے اس پتھر کو نیچے اتارے تو میں کیا اور پھر جو دیواریں ہمارے گرد بلند ہوئی تھیں وہ اسی طرح زمین میں گر ہو گئیں جیسے بلند ہوئی تھیں۔ ہم نے ارد گرد کا منظر دیکھا اور ہماری آنکھیں چندھیا گئیں۔ یہ ایک وسیع ہال تھا جس کی دیواریں کے ساتھ ساتھ بہت سی مینیں لگی ہوئی تھیں۔ ان پردوشیوں کے جھمکے ہوئے تھے۔ تیز روشنیوں جو مختلف رنگوں کی تھیں پھر کی سمت سے ایک ویدل چہرے آگے بڑھیں اور روشنی میں غرق ہونے لگیں۔ سنسنی فزاں لگا ہوا ہونے سے کرسی پر بیٹھے ہوئے وجود کو دیکھا اور ایک

مٹھوئی سانس لی۔ یہ بوڑھی عورت میرے لیے اجنبی نہیں تھی۔ ڈیڑھ برس سے ہائل جوشیو کی جائیداد کی حیثیت سے آبدوز کے بارے میں سوچے باز کی تھی اس کے چہرے پر بے پناہ شہید گئی تھی۔
 ”میلو! اس کی سہارا ہوئی تو آواز ابھری۔“ تہذیب مالکم ایکس علی۔ یہی نام ہیں تم دونوں کے؟“
 میں نے کچھ بولنا چاہا لیکن آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھی۔ تہذیب کا چہرہ بھی زندہ تھا۔
 چند لمحات وہ ہمارے بولنے کا انتظار کرتی رہی۔ پھر اس نے کہا : ”تم دونوں نے بڑی مہنت کی ہے اس سلسلے میں۔ میں تمہاری بوڑھی گھنٹوں سن چکی ہوں۔ میں تم سے مخاطب ہوں دلکی تمہاری کارکردگی میں تم سے کیا جس کی وجہ سے تم چہرے دان میں پھنس گئیں۔ یہ نہ سوچا تم نے کہ مجھ جیسی شخصیت جو ان پڑھ اور ناگزشتہ سنبھلے ہوئے ہے اس طرح دنیا سے کٹ کر گوشہ نشین نہ ہو سکتی ہوگی۔ یہ حالت اتنی معمولی نہ ہو سکتی تھی۔ اپنی جگہ سے اٹھو، آؤ میں تمہیں اپنی کائنات کی سیر کراؤں۔ آؤ میں تم سے خوش ہوں، تم نے پہلی بار میری شہ رگ پر ہاتھ رکھا ہے اور کوئی ہاتھ اس طرح مجھ تک نہیں پہنچ سکا۔“ ڈوکیو، اس ناگوار عورت نے کس طرح دنیا کو اپنا طمع کیا ہے۔“
 میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور میں نے سارا دے کر تہذیب کو اٹھا یا۔ بوڑھی اطمینان سے وہ چیل چیل کر ہنسی ہوئی ایک دیوار کے پاس پہنچ گئی۔
 ”یہ تمہاری دنیا کے وہ جدید اور ترقی یافتہ ممالک ہیں جو اپنی دانست میں اس دنیا کی تقدیر کے مالک ہیں۔ یہ امریکا ہے، یہاں میرے ساتھ ٹائٹس میرے مفادات کی نگرانی کرتے ہیں۔“
 اس نے ایک مٹن دیا اور ایک مٹن اشارت ہو گئی اور پھر اس بار سے تحریریں گزرتے گئیں۔ ان تحریروں میں امریکا کی تازہ ترین پالیسیاں اس کے صنعت و تجارتی اقدامات کی تحقیق تھی۔ یہ روس ہے، یہ فرانس، یہ چین، یہ ہندوستان، یہ جاپان اور یہ برطانیہ۔“
 بوڑھی ایک ایک کے دنیا کے جدید ترین ممالک کے بارے میں رپورٹیں دکھاتی رہی۔ پھر اس نے بین بند کر دیا۔
 ”اس طرح میں پوری دنیا سے باخبر رہتی ہوں تو یہ عمارت کیا چیز ہے؟“ تم نے یہ نہ سوچا، میری اربوں روپے کی دولت دنیا کے ہزاروں بینکوں میں محفوظ ہے اگر تم یقین کرو تو میں تمہیں بتاؤں کہ اس وقت میں اپنی دولت کے بل پر ایک نیا ملک بسا سکتی ہوں، ایک نئی دنیا آباد کر سکتی ہوں اور یہ میرا منصوبہ ہے۔ میں دنیا کے نقشے پر بہت جلد ایک نیا اور طاقتور ملک اٹھاؤں گی۔ زیادہ وقت نہیں لگے گا اس میں، ابتدائی انتظامات ہو رہے

ہیں، میرے ٹائٹس معروف عمل ہیں اور جب یہ ملک منظر عام پر آئے گا تو چند ملکوں کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ میں ایک دنیا کی تیار کیاں کر رہی ہوں اور تم حقیر سے لوگ میرے خلاف سازشیں کر رہے ہو۔ کیا یہ ممکن ہے؟“
 ”ہیں آپ کی عظمت کا احساس نہ تھا داماد؟ میں نے شرمندہ لہجے میں کہا۔ تہذیب چونک کر مجھے دیکھنے لگی تھی۔
 ”مگر یہ منصوبہ آپ کے ذہن میں کیسے آیا، آپ نے یہ کیوں سوچا؟ میں نے سوال کیا۔
 ”سنو گے اس کے بلے میں۔ بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں اپنے پاسے میں سب کچھ بتاؤں گی۔ غلطی کر کے بعد کوئی ایسا سلا ہے جس نے مجھ تک پہنچنے کی جرأت کی ہے۔ اس نے کہا اور میں بڑی سعادت مندی سے کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ تہذیب نے بھی میری تقلید کی تھی۔
 اور پانی کی تھلی میں اگر کچھ خصوصیات رکھیں نہ تو ہتھی تو نظام کائنات میں بڑی پیچیدگی پیدا ہو جائے گی۔ کوئی ایک دوسرے کو کچھ کا دعویٰ کر سکتا، ہر سوچ میں اختلاف ہوتا نظر آتا ہے ایک دوسرے پر عیاں نہ ہو سکتا تاثرات کے رنگ مختلف ہوتے، تجویز اور تعمیری مزاجوں کا اندازہ نہ ہو پاتا اور رائے کا سرباب نہ کیا جاسکتا۔ انسان انسانوں کی تخلیق نہیں اور دست و پا کر کے فعل میں ختم نہیں۔ اسی لیے غرور و شہادہ تاروں اور فرعون کی داستانیں عبرت ناک ہوئیں اور رہتی دنیا تک رہیں گی۔
 بوڑھی عورت جس کا ہائل جوشیو ہر ناگوار بات ہو چکا تھا، اس وقت ایک ایسی ہی انسانی کمزوری کا شکار تھی۔ وہ اپنی بے پناہ طاقت کے احساس سے شرارتا رہی۔ اس کی زندگی میں صرف کا کیا بیان تھیں۔ طاقت و اس کے سامنے فنا ہوتے رہے تھے اور وہ اس خاک کے کھیل سے کٹا ہوتی تھی۔ پانی سے گدھی ہوئی مٹی کے وجود میں خود غالی کا جذبہ پیدا ہوا تھا۔ اپنا مخالفت پاکر اصول اسے یہی چاہیے تھا کہ میں کھڑے لیکن بڑی کٹھناری کی شدید خواہش اس کے ذہن پر قابض آچکی تھی۔ اس کے بڑے حصے پر سچ کی کٹھناری غلبہ تھی، آنکھوں سے عقارت کا اظہار ہوتا تھا کہ اس کی انانکی تسکین اسی طرح ممکن تھی لیکن احمق نہیں جانتی تھی کہ اسے روکا گیا ہے کھیل ہونے کے لیے اور روکنے والی قوت وہی ہے جو شہزاد کو اس کی بہشت میں داخل ہونے سے روک دیتی ہے۔
 ہم دونوں کرسیوں پر بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ میرے بدلے ہوئے جیسے سے تہذیب نے اندازہ لگایا تھا کہ میں بوڑھا کو کوئی پکڑ دینا چاہتا ہوں۔
 ”اگر تہذیب دینا یا ہائل جوشیو کے نام کے بارے میں جاننے

اس کے نقش و نگار ختم کر دیے گئے کہ یہ نقش و نگار دہائی کاٹھ لٹا نہی کہتے تھے۔ سوئی لاش میرے پاس پہنچا دی گئی اور میرے لیے اب اس کائنات میں تائیدی کے سوا کچھ نہ رہ گیا پھر اس کے بعد اگر میں زندگی کے لیے کوئی دوسرا راستہ منتخب کرتی تو مجھ سے بدترین عورت اس روئے زمین پر اور کوئی نہ ہوتی۔ میں زندہ رہ گئی اور میں نے جہول سوسائٹی اور دوسرے تمام اداروں سے قطع تعلیق کر لیا اب میری کوششیں یہ تھیں کہ میں اپنی زندگی کے اس عمل کا آغاز کر دوں جس کے لیے زندہ رہ گئی تھی۔ میرے وجود میں نفرت اور انتقام کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں میرا معاملہ جیت اینڈ ریو ثابت ہوا شاید یہ دم لوگوں نے اس جیت اینڈ ریو دہشت گرد کے بارے میں سنا ہو۔ میں نے اس کے سامنے اپنے آپ کو اس بات کا اہل ثابت کیا کہ اس کی دست راست کھلاؤں جیت اینڈ ریو کے ذریعے میں نے ان تمام لوگوں سے رابطہ قائم کیا جو میرے شوہر اور بیٹے کے قاتل تھے پھر جب ان میں سے پہلا شخص گندھک کے نواب میں ڈالا گیا تو دوسرے لوگوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے ذرا طریقہ کار مختلف رکھا تھا صرف ایک شرط دیا تھا میں نے اسے اور اس کی بے خبر دو خان لاش جہول سوسائٹی کو اس پیغام کے ساتھ بھجوا دیا تھا کہ جو کچھ ولیم دانی کاٹھ کے ساتھ ہو جائے اس کے انتقام کا ہنگامہ نہ ہے۔

”جیت اینڈ ریو یہ تسلیم کر چکا تھا کہ میں دہشت گردی میں سے ہوں۔ مثال ہوں۔ دنیا میں یوں تو میرے لاکھوں شناسا تھے کچھ ایسے تھے جن سے مجھے کبھی پتہ نہ تھا لیکن میری زندگی کا واحد مالک میری توجہ کا واحد مرکز میرا شوہر تھا اور اس کے بعد اس کا نعم البدل یعنی میرا بیٹا۔ جب یہ دونوں اس کائنات میں نہ رہے تو میں نے دنیا کے ہر انسان سے قطع تعلیق کر لیا۔ میرے وجود میں نئی تخریبی طاقتیں پیدا ہوتی رہیں اور میں سوچتی رہی کہ اس دنیا کو ایک بدترین اذیت گاہ کیسے بنایا جاسکتا ہے۔ میرے دل میں ہر لمحہ ایک نئی تخریبی خواہش جنم لیتی تھی۔ دماغ میں اس منصوبے کی تشکیل ہوتی تھی اور پھر وہ منظر عام پر آ جاتا تھا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی مثال تو شوہر کا نام بھی تھا جو میرے لیے اپنے شوہر کے حواس سے عقیدت کا باعث تھا۔ میں نے اس مقدس نام کو اپنا لیا اور اس نے نام کو اپنانے کے بعد میں نے سب سے پہلا کام یہی کیا کہ جیت اینڈ ریو کو قتل کے گھٹا اتار دیا۔ کیونکہ یہ شخص میرا ہم پلہ ثابت ہو رہا تھا سگلاب میں اپنے آپ کو سب سے بڑا نہ دیکھتا تھا جیسا کہ میں نے برتری میرے قدموں میں لگائی۔ مہر علی اور مس تدیب اب میں نے مختلف روپ بدلانے اور ایک مخصوص طریقہ کار میں نے اپنے لیے منتخب کیا۔ میں ہمیشہ ایک ایسے روپ میں رہتی تھی جو دنیا سے گھٹا ہوا

ساتھی میں اور پھر اس وقت میرے سینے میں ایک جذبہ نے سر اٹھارنا تھا کہ میرے یہ جذبات انتقام ہی ہو سکتا تھا۔ ان لوگوں نے مجھ سے جو خط لکھے تھے وہ صرف اس مقصد کے تحت تھے کہ اگر کبھی میں قانون کا سہارا لینے پر آمادہ ہو جاؤں تو یہ سب کچھ میرے خلاف کام آئے لیکن میں جانتی تھی کہ اس دنیا کا قانون سنگڑا ہے۔ بے شک میری نشاندہی نہ ہو کہ کچھ کاروائیاں ہوں گی چند لوگوں کو گرفتار کیا جائے گا لیکن جو لوگ اس معاملے میں موثر تھے وہ بہ ذاتِ خود اسے اہم اور طاقت ور تھے کہ ان کے خلاف کوئی فیصلہ دیا نہ گیا کہ کسی بھی ملک کے لیے مشکل تھا چنانچہ یہ طاقت میں نے نہی بلکہ ان کے ساتھ تعاون کا وعدہ کیا میری زندگی تو وہ دینے بھی نہیں لینا چاہتے تھے۔ میں نے ولیم دانی کاٹھ کی موت کے بارے کو دنیا سے چھپایا لیکن میرے وجود میں دانی کاٹھ زندہ تھا۔ اس کا بیٹا جسے میں نے چند ماہ کے بعد جنم دیا اور اس کا نام سوئی دانی کاٹھ رکھا۔

”سوئی دانی کاٹھ تھے سب سے سیاہ کیڑے کی مانند میری آغوش میں کھلا رہا تھا تو میں نے اس کی صورت دیکھ کر چند فیصلے کیے۔ میں نے سوچا کہ اس معصوم وجود کو کسی کے انتقام کا نشانہ نہیں بننے دوں گی جب میں ان لوگوں کے خلاف میدان عمل میں آؤں گی تو ظاہر ہے ان کے ساتھ پاؤں بھی بندھے نہ ہوں گے۔ وہ میرے خوف کا آہ بوجا نہیں گئے اور اس طرح سوئی کی زندگی خطرے میں پڑنے لگی چنانچہ میں نے ولیم کی روح سے معذرت کی اور کہا کہ مجھے مزید کچھ عرصے کی مہلت دی جائے تاکہ میں اس کی پرورش پر توجہ دے سکوں۔ میرے لیے سوئی ولیم ہی کی دوسری شکل تھا یہ وہ سال میں نے انتقام کی آگ میں جھٹکتے ہوئے کائے اور سوئی کی تعلیم و تربیت پر اپنی تمام توجہ صرف کر دی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان لوگوں کو بھی مایوس نہیں کیا تھا جو جہول سوسائٹی کے رکن کی حیثیت سے میری صلاحیتیں مانتے تھے۔ ان لوگوں سے علیحدہ رہنا میں نے یوں ہی مناسب سمجھا کہ اس طرح یہ میری نگاہوں سے دور ہو جائے اور میں انھیں دوبارہ تلاش کرنے کے لیے خاصا ایجنٹوں کا لشکار ہوجاتی لیکن سوئی دانی کاٹھ کا تیرہواں سال اس کی زندگی کا آخری سال ثابت ہوا اور اس کا قصور یہ تھا کہ اس کی شکل میں ولیم زندہ تھا۔

”سوئی ایک اعلیٰ قسم کے اسکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اب اس کی زندگی پھر ایک معمول پر آگئی تھی لیکن وہ لوگ نہیں تھے جنہیں ولیم سے دلی نفرت تھی چنانچہ ایک دو مہر جب سوئی دانی کاٹھ اپنے دوستوں کے ساتھ اسکول سے ملحق باغ میں کھیل رہا تھا کسی نے اسے پکڑ لیا اور اس کے معصوم چہرے کو ایک پتھر سے پکڑ لیا

برف باری کا طعنے اٹھانے کے لیے ایک بری کی سب سے بڑی جڑی بکھڑے ہوئے رستوران میں بیٹھے ہوئے تھے میں جہول اسپیس سوسائٹی کے ایک اہم رکن کا بیٹا تھا۔ ملازمین کے پاس کچھ جانیں۔ کھلی چمکتی کی لمبی شورٹ میں ہم بند یوں سے چھپے ہوئے جب نیچے پہنچے تو ہم پر گریزوں کی بارش ہو گئی۔ ہمارے وہ محافظ سامنے ہو گئے۔ لینے آئے تھے وہیں ہلاک ہو گئے۔ مجھ اور میرے شوہر کو اغوا کر لیا گیا لیکن جس جگہ میں لے جایا گیا تھا وہ ٹیکسیل لیاڈری ہی تھی اور یہاں جی نقاب پوشوں نے ہمارا استقبال کیا تھا۔ ہم ان کی آواز پر پہچان گئی تھی، گو وہ خود کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ انھوں نے ہمارے ساتھ انتہائی نفرت و متحارث کا سلوک کیا مجھے ایک سیاہ رومے شادی کرنے کے طعنے دیے اور اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک ذہین سائنسدان ہونے کے باوجود ایک انتہائی احمق عورت ہونے کا ثبوت دیا ہے جس کی سزا میرے لیے شعلیں کر دی گئی ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے ایسے کاغذات پر دستخط لیے جن کی زد سے میں اپنے شوہر کی قاتل اور ایک عظیم سازش کی بانی قرار دی گئی۔ یہ سازش سیاہ فاموں کی طرف سے مفید فاعلوں کے لیے تھی کچھ ایسی فضا پیدا کر دی گئی تھی کہ میرے لیے میرے ذہن میں خوف و ہراس کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا لیکن یہ نہ بتایا گیا تھا کہ اس کے بعد ان کا منصوبہ کیا ہے پھر میری نگاہوں کے سامنے ولیم دانی کاٹھ کو تیز اس کے تالاب میں ڈال کر جلا دیا گیا پس جہول سا آٹھا تھا اور دانی کاٹھ کا بدن ایک لمحے میں خاکستر ہو گیا یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں بھی اور جب تیز اس کے تالاب کی سطح ساکن ہوئی تو اس میں صرف چند دھبوں کے علاوہ اور کچھ نہیں رہ گیا تھا اور ولیم دانی کاٹھ کی مظلومی کی داستان منسوب ہے تھی۔ میری فطرتی پیچیدگیوں بند ہو گئیں تھیں اس لیے کہ مجھ میں جینے کی سکت نہیں تھی میں نے ہر طرح سے ان لوگوں سے فریاد کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ میں دنیا کے کسی گناہ گار ترین گناہ میں زندگی کے بقیہ لمحات گزار دوں گی مجھے میرے شوہر کی زندگی دے دی جائے لیکن غناؤں اس کا شکل دے ہی سے تھا۔ جھلاہ میری بات کیسے مان سکتے تھے۔ ہاں ان کے سینے میں اپنے توئی جذبے زندہ تھے وہ مجھ سے نفرت رکھتا اور میری ذہانت کو فنانس کرنا چاہتے تھے۔ مجھے نہایت نرمی اور پیار سے سمجھایا گیا کہ اس واقعے کو بھولے جاؤں اور ان لمحات کو اپنے ذہن سے فراموش کر دوں جو میں نے اس کلمے انسان کی معیت میں گزارے ہیں۔ کیونکہ وہ میرے قابل نہیں تھا۔ ان میں سے سبھی مجھ سے احترام سے پیش آئے انھوں نے کہا کہ وہ میری ذہانت کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں زندگی کے جس مرحلے پر مجھے کوئی دقت یا الجھن پیش آئے وہ سب جیسے

کی کوشش کرتی تو اسے معلوم ہوتا کہ دوسرا لہ تھا کہ اس روحانی ہیرو کا کام بائبل جو شیوہ جس نے زندگیوں کو تہذیب کی روشنی دی اور انھیں جدید دنیا میں رہنے کے طریقے سکھائے۔ افریقہ کے شمال میں یہ واحد قبیلہ تھا جس کا کوئی جوان مذہب دنیا میں غلو کی حیثیت سے نہیں لایا گیا۔ پڑ گناہیوں کے جہاز اپنی وحشیانہ طاقت کے ساتھ دوسرا لہ کے ساحلوں پر لنگر انداز ہوتے تھے لیکن ان میں سے کوئی دوسرا لہ سے واپس نہیں جاسکا۔ انھوں نے اسی کام کے بدلے زندگی پائی کہ وہ دوسرا لہ کے جوانوں کو جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق تربیت دیں انھیں وہاں کے تمام لوگوں سے شناس کر انھیں پھر یہ لوگ اسی زمین پر فخر چوڑھائے۔ دوسرا لہ جوانوں سے تہذیب کی روشنی لے کر اٹھی کے جہازوں پر مذہب دنیا میں گئے اور وہاں اپنی جگہ بنائے اور یہ سب بائبل جو شیوہ کی کوششیں تھیں، ہر دوسرا لہ اس نام کو متنبہ سمجھتا ہے اور آج تک اس کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے۔ میرا شوہر ولیم دانی کاٹھ بھی دوسرا لہ تھا اور میرا بچہ اس نام کا اسی طرح احترام کرتا تھا جس طرح دوسرے دوسرا لہ دانی کہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے مقدس مشن کے لیے یہی نام منتخب کیا۔ پورے گھنٹے تیار۔

”آپ کے شوہر مسٹر ولیم دانی کاٹھ... پڑ میں نے سوال کیا تو پورے گھنٹے بٹھا اٹھا کہ مجھے روک دیا۔

”موت مجھے بولنے دو۔ ورنہ ماضی سے رشتہ ٹوٹ جائے گا میرا۔ میں نے سائنس میں اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کی اور ولیم جیسے ریسرچر میں ایک اعلیٰ عہدے پر کام کرنے لگی۔ یہیں میری ملاقات ولیم دانی کاٹھ سے ہوئی۔ سیاہ بدن کے اندر ایک بڑے نور دل تھا جو میری نگاہوں میں آگیا اور میں نے اس رنگ دار سے شادی کر لی۔ عصیت کی آگ میں جلنے والوں کو اس سیاہ رومے کے لیے یہ عزا پسند نہ آیا اور ہمارے خلاف سازشیں شروع ہو گئیں۔ ہم دونوں ہوائی کے ایک نوپور عورت علاقے میں رہتے تھے۔ ولیم ایک ذہین سائنسدان تھا اور ترقی کے راستے ہمارے سامنے کھلے پڑے تھے۔ ولیم کوئی ملکوں کے متفقہ فیصلے کے تحت جہول اسپیس سوسائٹی کا پیڑھی بنایا گیا اور اس اعزاز کے لیے اسے دعوت دی گئی تھی لیکن انھوں نے جوشادی کے بعد کیتھن دانی کاٹھ کھائی تھی اس کے ساتھ ہی روانہ ہوئی۔ اسپیس سوسائٹی کے ارکان نے اس دعوت کی آڑ میں ایک سازش تیار کی تھی۔ سوسائٹی کا فیصلہ لیا گیا کہ جگہ تھا اور دانی کاٹھ اس اعزاز کا جائز طور پر مستحق تھا لیکن عصیت پسند اس بات کو برداشت نہیں کر پائے اور ہم دونوں کو اغوا کر لیا گیا۔ دل جہول کے اراوے ولیم کے لیے بہت ہی خوف ناک ٹیم کے تھے۔ وہ ہر گز شام تھی جب ایک بری کی فضا ہلکی باری سے بوجھل تھی۔ ہم لوگ اس

محسوس ہوئے ہیں کہ بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں کوئی تجسس نہ ہو۔ دنیاوی دلچسپیوں سے مجھے کوئی غرض نہیں تھی۔ میں نے کسی ایسی وابستگی بھی نہیں رکھی جو دوسروں کو میری طرف متوجہ کرے۔ وابستگی مجھے صرف ان دو ہی انسانوں سے تھی جو اس دنیا میں نہیں تھے اور میرا دل یہ چاہتا تھا کہ جب وہ دونوں اس دنیا میں نہیں ہوں تو کوئی ایسا بیان نہ رہے جس میں جاتی تھی کہ میرے سر میں نہیں ہے۔ بہت آہستہ آہستہ میرے یہ زخم مندمل ہونے لگے لیکن میرے ہر قدم میں جو خشیت ابھرتی تھی وہ سننے سننے راستے جاتی تھی میں دینی روح کی تسکین کے لیے ایسے ایسے منصوبے سوچتی رہتی تھی جو مجھے اس دنیا کے لوگوں سے ممتاز کر دیں۔ چنانچہ ان علاقوں کو میں نے اپنا مستقر بنایا اور یہاں کی شہریت اپنائی۔

”ان کے فوراً زور اور ان اطراف کے دوسرے جزائر اس وقت لوگوں میں اتنے مقبول نہیں تھے جب میں یہاں پہنچی تھی۔ مجھے یہ علاقے بہت پسند آئے اور یہاں میں نے اپنی جدت طرازی سے کام لیا۔ تم کیا سمجھتے ہو؟ مذہب دنیا سے دور کسی ایسی جگہ کو عام لوگوں میں روشناس کر دینا اس کام تو نہیں ہوتا یہاں کا سفر بھی تک مشکل ترین سفر قرار دیا جاتا ہے لیکن میں نے دنیا کو اس طرف متوجہ کیا۔ یہ دراصل ایک تجربہ تھا ایک ایسی مملکت کے قیام کا جہاں میری اپنی حکومت ہو جو مستقام کر کے میں خالی طور پر مادی فوائد کی خواہشمند نہیں ہوں بلکہ ایک ایسا ملک وجود میں لانا چاہتی ہوں جہاں طاقت و لوگ موجود ہوں۔ دنیا کے بڑے بڑے سائنسدان جو کسی خاص شعبے میں نام لکھتے ہیں یا آخر میرے طبع سے جہالت ہیں۔ میں انھیں انوکھا لیتی ہوں اور اگر ان میں سے کوئی خالص طور پر مجھے اپنی خدمات پیش کرے تو پھر میں اسے اتنی دولت دیتی ہوں کہ درست کا تصور اس کے

ذہن سے محو ہو جائے۔ وہ میرے لیے کام کرتے ہیں اور جب اپنے کام مکمل کر لیتے ہیں تو اس لیے ان کا وجود باقی نہیں رہتا کہ دنیا میں وہ اس جیسا دوسرا کام انجام نہ دے سکیں۔ میں نے مختلف پروڈیکٹ بنائے ہیں جن پر کام ہو رہا ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں میرے لیے جراثیم ہوتے ہیں اور وہاں سے میرے لیے دولت بھیجی جاتی ہے۔ دولت مجھے جہاں سے بھی حاصل ہوتی ہے میں اسے حاصل کرتی ہوں۔ اپنے اس ملک کی تعمیر کے لیے جس کا نام ”سوشل ہوگا“ وہ چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔ ہاں۔ میرے اس ہمارے ہونے ملک کا نام سوشل ہوگا اور اس کی شکل میں مجھے اپنا بیٹا نظر آئے گا۔ مجھے ایم اس ملک میں دنیا کے لیے لوگوں کو منتخب کر کے رکھوں گی جو ذہنی طور پر سب سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ میرے ملک میں پیدا ہونے والے بچے بڑی

کامیابی سے پیدا ہوں گے اور اس کے لیے میرے مائندل کام کر رہے ہیں۔ میرے ملک میں بسنے والی قوم باہل جو شیوہ کھائے گی اور یہ میرے عظیم شوہر کو خراج عقیدت ہوگا۔ یہ نام دنیا کے آخری لحاظ تک زندہ رہے گا۔ میں اسی غامضے پر عمل کر رہی ہوں۔ اب تم خود سوچو؟ میرے منصوبوں پر غور کرو اور پھر اپنا جائزہ نو کیا تم اپنی اس چھوٹی سی شخصیت سے میرے وجود کو فائدہ کھینچتے ہو جواب دو؟ میں تو وہ مورچ ہوں جس تک پہنچنے کا تصور ابھی تک ذہنوں میں نہیں آسکا یا پھر لوگوں نے سوچا تو یہ کہہ کر اپنے آپ کو باز رکھا کہ اس کی تازت خاکستر کر دے گی۔ یہ ہے باہل جو شیوہ میرے بچے تم کس طرح مجھ تک پہنچ سکتے ہو؟ وہ خاموش ہو کر مسکرائی۔

ہم دونوں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ ایک انوکھی شخصیت ہلکے سلسلے تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ہم اس کے سامنے بے حقیقت تھے اور یہ بھی درست تھا کہ کیتھن وائی کانٹ اپنے اختتامی سنبے میں حق بجانب تھی کسی انسان کو اس حد تک مجبور کیا جائے کہ انسانیت کا تصور ہی اس کے ذہن سے فنا ہو جائے تو پھر اس سے ہر بات کی توقع رکھی جا سکتی ہے کیتھن وائی کانٹ جو کچھ کر رہی تھی وہ انسانی فطرت کے خلاف نہیں تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اگر اس کی منظومیت سے شغف ہو کر اس کے لیے دل میں نرمی بھی پیدا کی جاتی تو پھر اس سے فائدہ ۱۹ اس نے یہ سب کچھ ہمیں اس لیے نہیں بتایا تھا کہ ہم سے دم کسے طالب تھی بلکہ یہ صرف اظہار برتری تھی جس کے بعد وہ ہمارا تقدیر کا فیصلہ کرنے والی تھی۔ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونا حاکم تھی۔ باہل جو شیوہ یا اب موجودہ الفاظ میں کیتھن وائی کانٹ اس لیے ہیں اپنی کہانی نہیں بتا رہی تھی کہ ہم اسے منظر عام پر لا کر دنیا سے اس کی منظومیت کا اعتراف کریں بلکہ اسے یقین تھا کہ یہ کہانی اب ہمارے ساتھ ہی دفن ہو جائے گی۔

میں نے تندیب مائیکم ایچس کی طرف دیکھا اور مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ تندیب متروک نہیں تھی۔ مجھ سے لگاؤ میں طبع تو مجھ اس کے کسی تاثر کا اظہار نہ کیا بلکہ سادہ اور سادہ سی لگا ہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ جب ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو کیتھن وائی کانٹ کی نگاہیں ہمارے چہروں پر مرکوز تھیں۔

چند لمحوں کے بعد اس نے گری سانس لے کر کہا ”تو دیکھا یہ تھی میری کہانی اور اس کے بعد میں کچھ سوالات تم دونوں سے کر دیتی گی“

”ہم حاضر ہیں“ میں نے کسی قدر مضطرب لہجے میں کہا۔ ”باہل جو شیوہ کے بارے میں جاننے کے بعد تمہارے دل میں اس کے لیے کیا جذبات ہیں؟“

”اس کا اظہار ہے کہ ہر میڈم کیتھن وائی کانٹ۔ کیونکہ ہم اس وقت مطلوب ہو رہے ہیں۔ اگر ہم آپ سے ہمدردی کا اظہار کریں گے تو آپ کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں پیدا ہو سکتا کہ ہم آپ کے کسی رعایت کے طالب ہیں۔ چنانچہ جو احساس ہمارے دلوں میں آپ کی اس کہانی کو سن کر پیدا ہوا ہے اسے ہمارے ذہن ہی میں ہی رہنے دیجیے۔ ہاں حقیقت ہے اور آپ کو بھی اس کا علم ہے کہ ہم دونوں اس ملک سے متعلق نہیں ہیں جس کے مقصد کی تکمیل کے لیے یہاں تک پہنچے ہیں۔ ہم صرف معاوضے پر کام کرنے والوں میں سے ہیں۔“

”میں جانتی ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا میں اس بات سے ناواقف ہوں کیا مجھے اس کا علم نہیں ہے علی کیم یہاں کی ایک خطرناک شخصیت کو جو بار بار خود کو میرے مقابلے پر لانے کی کوشش کر کے ناکام رہ چکی ہے نقصان پہنچا کر کچھ تک آئے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ کوئی بھی شخص جو اتنے بڑے کام کی تکمیل کے لیے نکلتا ہے، اس حق نہیں ہوتا۔ تم بھی اس حق نہیں ہو اور یقیناً اس کہانی کو جاننے کے بعد اگر تمہیں موقع ملے تو میرے خلاف کچھ نہ کہہ کرے کی کوشش کر دو گے۔ میں اپنی موجودہ شخصیت سے مطمئن ہوں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ملک نے جس نے تمہیں یہاں ایک خاص مقصد کے لیے روانہ کیا ہے، مارٹینا کو بھی یہاں بھیجا تھا اور وہ بات یہ ہے کہ میں اس کی اصل شخصیت سے واقف نہیں تھی۔ وہی میں تارینا ہارڈو کو جانتی تھی میں نے مارٹینا کی شخصیت کو پسند اس لیے کیا کہ اس کا نام خیر زندہ گی میں وہ ایک بڑی عورت کی مانند زندگی بسر کر رہی تھی اور کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ میں نے اس کی اس کامیاب شخصیت کو اپنا کیا۔ اب دلچسپ بات یہ ہے کہ تم لوگ بھی اسی سے متعلق تھے تمہارا خیال بالکل درست ہے علی۔ میں نے اپنی یہ کہانی تمہیں اس لیے نہیں سنائی کہ تمہیں اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دوں اور تم یہ بھی سمجھ لو کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ اس وقت میں مارٹینا کے روپ میں یہاں موجود ہوں اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ باہل جو شیوہ کی اصل شخصیت کیلئے۔ ایک فرد ایسا نہیں ہے گا تمہیں جو میری کہانی سے واقف ہو۔ سوچو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے میرے بچہ کو تم لوگ میری کہانی جاننے کے بعد زندہ ہو۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میں اگر چاہوں تو تمہیں اپنے آدمیوں میں شامل کر کے تمہاری زندگی بخش سکتی ہوں صرف اس تصور کے تحت کہ تم میری کہانی سے

غیر ذہن ہو لیکن حاکم کا وہ دور تیس سال پہلے کا تھا۔ ان تیس سالوں میں میں نے حالات کی بستی میں اتنی تپ چکی ہوں کہ اب اگر کوئی میرے وجود میں جھانک کر دیکھے تو اس میں صرف بھڑکتی ہوئی آگ نظر آئے گی۔ نہ میرے سینے میں انسان کا دل ہے نہ میرے وجود میں انسانیت کی کوئی رفق۔ تم نے مجھے پایا میں نے تمہیں اپنے بارے میں بتا دیا اور اس کے بعد تمہارے لیے صرف موت ہے۔ مجھے معاف کرنا دنیا نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہی میں دنیا کو دے سکتی ہوں کسی کی ذات کی افزائیت اب میرے لیے ایک ناممکن عمل بن گئی ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اگر تم مجھ سے کچھ وقت مانگو، زندہ رہنے کے لیے تو میں اس پر غور کر سکتی ہوں۔ مثلاً ایک ماہ۔ اگر تم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہو اور تمہارے دل میں یہ خواہش ہے کہ کاش تم دنیا کے ہنگاموں سے ہٹ کر کچھ وقت ایک دوسرے کی معیت میں گزارا کر سکتے ہو تو میں جانتی ہوں۔ اس میں میرے جذبات کو کوئی دخل نہیں ہوگا بلکہ یہ صرف ایک رعایت ہوگی جو میں تمہیں نچانے کیوں دینا پسند کروں گی۔ اس سلسلے میں مجھے سے کوئی سوال مت کرنا بولو، کیا چاہتے ہو؟“

”کچھ نہیں میڈم۔ ہم آپ سے کوئی رعایت نہیں طلب کیتے اور ہم تمہاری کھیل کے خالی بھی نہیں ہوں تو فتح مند ہو کر یہاں سے جاتے یا پھر اگر موت تقدیر ہے تو پھر موت ہی۔ ہاں اس تندیب اگر اپنے بارے میں کسی تبدیلی کی خواہاں ہیں تو اس مرحلے پر ہر انسان کو اپنے طور پر فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ کی اس کہانی سے بے پناہ متاثر ہونے کے باوجود اگر مجھے اس کا موقع مل جائے گا میں صرف اپنا مقصد حل کر کے یہاں سے واپس چلا جاؤں تو میں آپ کو کوئی نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ سچائی ہے جسے مصنفوں کے لب و لہجے تو چھپا یا جا سکتا ہے لیکن اس کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔“

”اچھی بات کسی تم نے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اب میں دنیا میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کر سکتی۔ بے شک وہ لحاظ جو میں تمہیں دینے کی خواہاں تھی۔ کسی بھی طور میرے حق میں بہتر نہ ہوتے لیکن تمہاری ان اچھا نگوں کے صلے میں میں تمہیں یہ بات دے دے کہ اپنے ممبر کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی کہ میں نے اسے نامساعد حالات کے باوجود کھلا۔ چنانچہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ اس سے زیادہ میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔“

”البتہ ایک سوال میں آپ سے ضرور کر دوں گا، میڈم کیتھن وائی کانٹ۔“

”نہیں پلزز، مجھے باہل جو شیوہ کو صرف باہل جو شیوہ ہی نے کہا۔“

کے لیے میں ہمیشہ تیار رہی ہوں۔ بہت مختصر سے عرصے میں میں نے یہ تیار کیا کرتی تھیں۔ بہت افسانہ قوت کی ہے ہائی جو شہزادہ آپ نے کم از کم یہ نہیں کہا کہ آپ انسانی قوتوں سے بڑھ کر تھے جبریلؑ

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”بہت معمولی بات ہے۔ یہ دیکھو“ دفعتاً تہذیب نے ہاتھ اٹھا یا میری نگاہیں بھی تہذیب کی جانب اٹھ گئی تھیں۔ تہذیب کے ہاتھ میں ایک مختصر سا تقریباً ڈیڑھ انچ کے سائز کا چوکور جس تختہ پر صرف ایک سفید رنگ ہوا تھا۔ غائب یہ ایک دھڑکنے والی ٹائپ کی کوئی چیز تھی۔ تہذیب نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ میں دبا دیا اور دفعتاً گیتھن والی کانٹ کے حلقے سے ایک دھڑکنے والی ٹائپ کی کوئی چیز نکال گئی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے بدن میں شاید اتنی سخت نہیں رہی تھی ایک سفید سا شعلہ چکا اور گیتھن والی کانٹ بے جاں ہو گئی۔ اس کا جسم سفید ہو گیا تھا۔ بدن کے جتنے کھلے ہوئے تھے وہ سب کے سب سفید ہو گئے تھے لیکن لباس محفوظ تھا۔ لباس پر آٹھ ٹکڑے آئی تھی۔ یہ سفیدی میری سمجھ سے باہر تھی لیکن میں ہائی کی آنکھوں میں اب زندگی کی چمک نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے اندر وہاں جوں کے توں تھے کھلی ہوئی آنکھیں میری جانب بھراں تھیں لیکن ان کی نیلی پتیلیاں جن چکی تھیں۔ سفیدی البتہ جوں کی توں برقرار تھی اور پتیلیاں جتنے کے بعد پوری آنکھوں کے ڈیلے سفید نظر آ رہے تھے۔ جس سے اس کی شکل بے حد حد تک ناکر ہو گئی تھی۔ تہذیب عالم ایکس نے چوکور آئینے لباس میں رکھا اور کسی سے آٹھ کھڑی ہوئی۔ علی پر ختم ہو چکی ہے۔ وہ بولی۔ میرے توبہ بدن میں جان ہی نہ رہی تھی۔ کچھ مجھ میں نہیں با تھا کہ اچانک کیا ہوا کیسے ہوا، بالکل الف بیلوی انداز تھا۔ حقیقت کی دنیا سے اگر اس کا واقعی کوئی تعلق تھا تو تہذیب کو کیا کسوں کیا بھولیں! یقیناً کسی طوفان میں آ رہا تھا۔

تہذیب میرے پاس پہنچ گئی۔ اس نے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ ”علی اکبر! تم ہو چکا ہے“

”م... مگر کیسے؟“

”یہ اٹانک الیکٹروڈ ہے اور اس ٹرکھیکی اس وسیلے جبر میں اٹنی شعاعوں کا جال بھیلنا ہوا ہے۔ اٹنم کے ذریعے پیدا ہونے والی شعاعیں جو انسانی نگاہ میں نہیں آتیں ان باریک باریک تاروں میں دوڑتی ہیں اور یہ تار ایک ایسی خود کار میٹری سے منسلک ہیں جو اس وسیلے جبر کے چلنے چلنے میں بیروں کے ہائی بھیلادی گئی ہے۔ تار صرف وسیلے جبر کے ہتھوں پر ہیں جو

”ٹھیک ہے۔ ہائی جو شہزادہ تمہارے قتل کے لیے کیا طریقہ کار سوچا ہے؟ ہم کوئی ایسی موت چاہتے ہیں جو ہماری آپس کی رگ رگت میں معاون ثابت ہو۔ ہم دونوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں کہہ گا کسی ایک کی موت ایک لمحہ بھی پسپے ہو“

”خوب! میرے پاس ایسا انتظام موجود ہے۔ میں تم دونوں کو ایک ٹرک پیچ میں بھیج دوں گی۔ وہاں تم چند لمبے تھکے بھی لو گارو گے اور پھر میں ایک ٹرک پر اٹکی رکھوں گی اور مخصوص قسم کی شعاعیں تمہارے دونوں کی حرکت بند کر دیں گی۔ صرف ایک لمحے میں بالوں سمیت ڈھک جھپکنے سے قبل تم دونوں موت کی آغوش میں چلے جاؤ گے“

لیکن مشر نے کہا میرے میڈم کہ میں اگر چاہوں تو آپ کی اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتی ہوں۔ میرے ذہن میں یہ خواہش ابھرتی ہے کہ میں چند روز کی مزید زندگی پاؤں۔ تہذیب نے کہا۔ ”اگر تمہارے ساتھ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو میں جو وعدہ کر چکی ہوں اسے پورا کر دیں لیکن یوں لگتا ہے جیسے تمہارا ذہن کوئی منصوبہ سوچ رہا ہے۔ بھولی ہوئی یوں مجھ کو کہ اس مکان میں اس مختصر سی جگہ میں صرف وہ ہوتا ہے جو تباہی چاہتی ہوں۔ کسی بھی طور پر اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتیں“

”جبرستی ہے ہائی جو شہزادہ میں احمق نہیں ہوں۔ آپ فائدہ اس بات پر یقین نہ کریں کہ میں اصل میڈم مارٹینا کو زندہ خانے میں توڑ کر پکلی ہوں اور مجھے آپ کے بارے میں یہ حقیقت بہت پہلے معلوم ہو چکی تھی“

”میں یقین پکلی ہوں اور اس بات پر میں نے تھوڑی ذہانت کو دل ہی دل میں سراہا بھی تھا۔ یقیناً یہ جوڑا جو میرے سامنے ہو رہا ہے ان کے بے شمار افراد برفروقت سے جا چکا ہے جو میرے ذہن تھے اور میرا سامنے میں آنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس میں ناکام رہے“

”شکر یہ ہائی جو شہزادہ! لیکن آپ نے یہ نہیں سوچا کہ اس کے باوجود میں آپ سے مسلسل رابطہ قائم کیے رہی اور کوئی بار آپ کے ذہن میں تار تار بارڈو سے بھی رابطہ قائم کیا کم از کم اس حد تک مجھے آئینہ نہیں تھی کہ آپ ہائی جو شہزادہ کی میکینک اتنا جانتی تھی کہ ہائی جو شہزادہ سے آپ کا کوئی گہرا تعلق ہے اور آپ تار تار بارڈو کے ملک کو دھوکا دے رہی ہیں۔ وہ لوگ آپ کی طرف سے غلط فیصلوں کا شکار ہیں۔ اس صورت حالات کے باوجود بھی اگر میں آپ سے اس مسئلے میں کام لیتی رہی ہوں تو اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے طور پر آپ سے محفوظ رہنے کا بندوبست بھی کرتی رہی ہوں اور میں نے صرف اتنا پروگرام آپ کے ذہن میں کھلایا ہے جو آپ کے علاوہ کسی اور کے ذہن میں کھل گیا جاکر اس کا تعلق کسی ایسے ہی وقت

بدن کا کھلا ہوا حصہ صرف اٹنی ہتھوں سے بچ ہو سکتا ہے۔“ تہذیب کہہ رہی تھی۔ اس بات سے واقف ہونے کے بعد کوہ مارٹینا میں میرے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں اسے ہائی جو شہزادہ کوئی مخصوص فائدہ بھولوں اور یہ بھی مجھے کہنا تھا کہ اپنے پروگرام سے آگاہ کرتی رہوں تاکہ اس کو یہ خبر نہ ہونے پائے کہ میں اس پر کسی قسم کا شک کرتی رہی۔ اپنے وہ اہم ترین راز بھی میں نے اسے دے دیے جو میں صرف اپنے سینے میں ہی رکھ سکتی تھی۔ اس طرح میں نے اس کا اعتماد حاصل کیا۔ کم از کم اس حد تک کہ وہ میری ہتھوں سے کہیں بے خوف لڑکی کی اصلیت سے نا آشنا ہوں۔ میں اس پروری کو بھی میں بے کار نہیں سمجھتی رہی اس کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد میں نے ہر وہ جگہ دیکھی جہاں اس نے اپنے سائنسی شعبہ سے پیدا رکھے تھے۔ یہ بھی مجھے اعتماد میں رکھنے کے لیے بہت کچھ بتاتی رہی۔ ان شعبہ فیلڈ میں مجھے ایک ہی کارآمد چیز نظر آئی، یہ اٹانک الیکٹروڈ بیڑی۔ جس کے تار بال کی طرح باریک ہوتے ہیں اور عام حالات میں نظر نہیں آتے۔ اس کے بعد یہ میری ہنرمندی تھی کہ میں نے بیڑی ڈھیل پھیر میں اس وقت فٹ کی جب یہ کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی اور اس کے تار اس بیڑی کے ہتھوں میں پیچا دیے کہ اس کا کھلا ہوا بدن اس سے منسب ہوتا رہے۔ یہ الیکٹروڈ اٹانک بیڑی کی طرح سے بھی کٹر لڑکی کی جاکتی تھی اور یہی اس کا بیڑی کٹر لڑکی تھا جو میرے پاس موجود ہے۔ میں نے یہ انتظام ایسے ہی کسی وقت کے لیے کیا تھا کہ جب اسے یہ پتا چل جائے کہ میں اس کی حقیقت سے واقف ہو گئی ہوں اور یہ مجھ پر وار کرنے کی کوشش کرے گا تو میں جس قدر مناسب وقت پر اس کا استعمال ہوا ہے میں اس پر ہریشہ فخر کرتی رہوں گی۔ خدا کا شکریہ کہ تمہیں پہلے میں میری یہ کوششیں کامیاب ثابت ہوئیں“

میں تہذیب عالم ایکس کو دیکھ رہا تھا اور میرے وجود میں فز و فطرت کا ایک عجیب سا احساس ابھر رہا تھا۔ ایک ایسی ذہین لڑکی ایک ایسی عظیم شخصیت میری اپنی زندگی سے متعلق ہے اس پر میں جتنا بھی ناز کرنا تھا۔

چند لمحے بعد جب مجھے اس کا سانی کا یقین آیا تو میں نے گرم جوش سے تہذیب کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ وہ فرمائے ہوئے انداز میں مسکرا رہی تھی۔

”میرا کچھ میں نہیں آتا تہذیب کہ اس وقت اپنی سترت اور قم سے عقیدت کا اظہار کس طرح کروں؟ میں نے جوش جذبات سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کافی ہے کافی ہے“ وہ ہاتھ چمڑا رہے ہوئے بولی۔ اب

میں اور بھی تو کام کرنے ہیں۔“ کیا وسیلے چیز میں اٹانک شعاعیں ختم ہو گئیں؟ میں نے سوال کیا۔

”صرف ایک لمحے کا کیل تھا صرف ایک لمحے کا۔ میں نے یہ جائزہ لیا تھا کہ اس کے ہاتھ ان باریک تاروں پر رکھے ہوئے ہیں اور اس وقت میں نے یہ عمل کیا۔ مزید احتیاط کی خاطر میں نے اسے اس قسم کی باتوں میں الجھا یا کہ اس کے جسم میں تشفی پیدا ہو جائے اور وہ اپنی انگلیاں پھیلا کر کسی کے ہتھوں کو پوری طرح پکڑ لے جتنا کچھ میری مرضی کے مطابق ہی ہوا“

”بے شک بے شک“ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ”جس قدر تعریف ملتی تھی وہ میں کر چکا۔ اب اس سے زیادہ کوئی بات اس وقت ممکن نہیں کہ آپ کے اس کارنامے پر خراج تحسین کا باعث بنے،“ میرے ان معنی خیز الفاظ نے تہذیب کے چہرے پر شرم کی وہی سرخی پیدا کر دی جس کی توقع کسی مشرقی خون سے ہی کی جاسکتی تھی۔

”خیر چھوڑا دن باتوں کو۔ میں یہاں بتائیں کسی کسی مہینوں سے ٹپٹا ہے۔ وہ بولی۔ سب سے پہلے اس کی لاش ٹھکانے لگاؤ اور اس کے بعد ہم اپنے دوسرے پروگرام پر عمل کریں گے۔“ اس نے اس قسم کے تیزی سے ٹپٹوں کا ذکر کیا تھا جس میں وہ

دنیا کے حیرت انگیز فنِ تحریر سائنسی کی مدد سے

دورن کی شخصیت کو کھلی کتاب کی طرح پڑھیں

تحریر سائنس کے فن پر ایک نادر و نایاب کتاب

تحریر اور شخصیت

قیمت ۱۵ روپے ڈاک خرچ ۱۰ روپے

○ آپ کو بتائے گی کہ آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

○ آپ کی صلاحیتوں کے نام کی ۵۰ تحریر کے ذریعے اپنی کمزوریاں اور خامیاں کیسے دور کی جاسکتی ہیں

کتاب کا مکتبہ مفتیہ پوسٹ بکس ۹۲۳ کراچی

اُن سانس والوں کو جلا دیتی تھی جو اس کا کام مکمل کر دیتے تھے۔
 ”ہاں میں نے بھی وہ ہولناک جگہ دیکھی ہے۔“
 ”تو پھر میرے خیال میں اس سے بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں
 رہے ہمارے پاس۔ اس کی لاش کو ٹھکانے لگانا ضروری ہے تاکہ
 یہ کسی کو دستیاب نہ ہو سکے۔“
 ”ٹھیک ہے۔ آؤ۔“

”تمذیب! یہ بتاؤ اس عمارت میں کہاں کہاں ہماری ٹھیکری
 ان لوگوں سے ہو سکتی ہے جو اس کے لیے کام کر رہے ہیں اور
 ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں؟“
 ”اس وقت کہیں پر بھی نہیں عجیب وغریب نظام قائم
 کر رکھا ہے اس نے جو بار بار مجھے حضور بھی محسوس ہوا لیکن یہ
 معلوم کرنے کے بعد کہ یہ ہر جگہ سے پوری طرح باخبر رہتی ہے،
 میری وہ حیرت رنج ہو گئی۔ یقین کرو، بڑی عجیب وغریب عورت
 تھی یہ اور خدا کی قسم میں جانتی رہی ہوں کہ مجھ کی موت کا
 افسوس ہے۔ اگر کسی طرح اس کی زندگی محفوظ رکھی جاسکتی تو میں
 ضرور رکھی لیکن چونکہ یہ میرے علی کے لیے خوفناک ہو گئی تھی،
 تو اس کے بعد کسی طرح بھی اس کا وجود برداشت نہیں کر سکتی
 تھی۔ تمذیب نے بے اختیار یہ الفاظ کہہ دیے لیکن اس کے
 ساتھ ہی اس کا چہرہ گلانا ہو گیا تھا۔

”تیرا ب کے ٹینکوں کا کیا نظام ہے؟“
 ”ہیں اس کی لاش وکیل چیرہ بری لانا ہوگی۔ پتا نہیں
 ٹامک شعاہوں کے اثرات کیا ہوں۔ ممکن ہے اس کے بدن
 میں یہاں سے ہلنے کی سکت نہ ہو۔ ایک مخصوص جگہ تک
 اس وکیل چیرہ کو لے جانا ہے اور اس کے بعد ہم اسے ایک
 ایسے راستے پر دھکیل دیں گے جس کا اختتام ہی تیرا ب کے
 تالاب میں ہوتا ہے۔“

میں نے تمذیب کی ہدایت کے مطابق وکیل چیرہ کو وہاں
 سے دھکیلا اور اس کے بعد دو پتھر دبا دیوں سے گزر کر ہم ایک
 کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں شیشیں لگی ہوئی تھیں ایک
 بڑی سی مشین کے پاس وکیل چیرہ کو اٹھا کر دیا گیا اور دھکی کی لاش
 جوں کی توں تھی اس کے اعضا منتشر نہیں ہوئے تھے۔ تمذیب
 نے ایک بٹن دبا دیا اور دھکی کی لاش پھسلتی ہوئی کسی نامعلوم جگہ
 چلی گئی ایک ایسی عورت کا یہ انجام جس نے ایک نیا ملک بسا
 کا ایک نئی دنیا آباد کرنے کا منصوبہ تیار کر رکھا تھا، بڑا بے
 عبرت ناک تھا لیکن یہ شاندار ناکہ بھائی کے لیے بڑے شمار لوگوں
 کی زندگی کے لیے اس کی زندگی ختم کر دینا انتہائی ضروری تھا۔
 تمذیب نے کہا: ”علی! ہمارا کام نہایت سخت ہو جاتا

ہے میرے ذہن میں ایک فوری منصوبہ ہے اگر تم اسے منظور کرو
 ”جی فرمائیے، مس تمذیب، مالک ایس۔“ میں نے کسی قدر
 خوشگوار انداز میں کہا۔ ذہن پر چھانی ہوئی حالات کی گرد و صاف
 نہ کرنے کا مطلب یہی ہوتا تھا کہ دماغ پر بوجھ رہے۔ اس وقت
 تھوڑی سی شگفتگی ضروری تھی۔

”میرا خیال ہے کہ میڈم مارٹینا کو ان کی جگہ سے نکال دیا جائے
 اور انھیں فوری طور پر اس کی جگہ دے دی جائے۔ میڈم مارٹینا
 ایک ذہین خاتون ہیں اور یقیناً ساری باتوں سے واقف ہونے
 کے بعد وہ اس کا کردار سنبھال سکتی ہیں۔ تمام لوگوں کو وہی کنٹرول
 کریں گی۔ اس کے لیے ایک طریقہ کار حتمی کر لیا جائے گا اور
 سطر علی! اب تمہیں کہیں چلنے کی ضرورت نہیں تھوڑی سی تیرا ب
 پیدا کر لو اپنے جیسے میں اور اس کے بعد نہیں رہو۔ ہم یہیں
 سے اپنی لقمہ کار و انیاں شروع کریں گے۔ تم نے جو تفصیلات
 سنائی ہیں ان کے تحت ہیں بے شمار کام کرنے ہیں۔ یوں لگتا
 ہے جیسے خداوند قدوس ہمیں یہاں کا سیلاب دانا چاہتا ہے اور
 اس کے اشتغالات بظاہر تو نظر آرہے ہیں۔“

”ہاں تمذیب! واقعی ہیں بے شمار کام کرنے ہیں لیکن ان
 کاموں کو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم میڈم مارٹینا کو اس کی
 جگہ دے دیں۔ اس طرح نہ صرف ہمارے ساتھ میڈم مارٹینا کی
 عقل بھی شامل ہو جائے گی۔ بلکہ ہمارا یہ حصہ بالکل محفوظ ہو جائے گا۔“
 ”ٹھیک ہے۔ آؤ۔ میڈم مارٹینا کے پاس چلیں۔“ تمذیب
 مجھے ساتھ لے کر چل پڑی۔

یہاں آنے کے بعد میں نے ان کے نور کا زور اور اس نظام
 جزیرے پر جو کارروائیاں کی تھیں اور آئی دان فیر جیسے خطرناک
 آدمی کو جس طرح میں نے شکست دی تھی اسے میں اپنی کامیابی
 تصور کر سکتا تھا اور اگر اس کی رپورٹ باقاعدہ کسی کو پیش کی جاتی
 تو یقیناً اسے قابل تائیں سمجھا جاتا اور میری اس اعلیٰ کارکردگی کا
 اعتراف کیا جاتا لیکن میں نے دل ہی دل میں تمذیب مالک ایس
 کی اس عظیم الشان کامیابی کو سراہا تھا اور یہ تسلیم کیا تھا کہ تمذیب
 نے محدودہ رکھی انتہا کارنامہ انجام دیا ہے جس کے سامنے
 میری تمام تر کامیابییں بچھ ہو جاتی ہیں۔ ہر چند کہ وہ یہ نہ سمجھ
 پاتی تھی کہ بڑھتی تھیں والی کاٹ خود بادل جو شہر ہے لیکن اس
 نے کہیں والی کاٹ کے لیے جس طرح ہندوبست کیا تھا اس کے
 مثال ملنا ممکن تھی اور یہ اس کی ذہانت تھی کہ اس نے ایک اتنے
 بڑے شہر کو ٹال کر اس وقت اپنی اور میری دونوں کی زندگی
 بچائی تھی۔

میڈم مارٹینا کب جس قید خانے میں رکھا گیا تھا وہ انسان ہے

ضروریات زندگی سے آگاہ تھا۔ پتا نہیں کہ کون کتنی دان کاٹ
 نے اسے زندہ رکھا تھا۔ غالباً اس کے ذہن میں یہ خیال ہوگا کہ شاید
 کبھی اسے اس کی حیثیت کی ضرورت پیش آجائے۔ ہر طور میڈم مارٹینا
 نے تمذیب مالک ایس کو دیکھا اور اس کے ساتھ مجھے دیکھ کر ان
 کی آنکھوں میں سوالیہ تاثرات ابھرا آئے۔

تمذیب نے آگے بڑھ کر کہا: ”میڈم! مد علی! علی! مارٹینا
 میں آپ کو تمام تفصیلات نہیں بتا سکتی لیکن میں نے آپ سے کہا
 تھا کہ میں مارٹینا بارڈو کے لیے کام کر رہی ہوں۔ ہر چند کہ میرا تعلق
 آپ کے وطن سے نہیں ہے لیکن میں اپنے رفیق کی بجائے اوری کے
 سلسلے میں دہی جذبات رکھتی ہوں جو آپ کے سینے میں اپنے
 وطن کے لیے موجزن ہوں گے۔“

”ہاں تم نے کہا تھا۔ اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہارا دھڑلہ
 اور یہی حقیقت ہے کہ تمہارے علاوہ اور کوئی اس بات سے
 واقف نہیں ہو سکا کہ میری حیثیت کیا ہے۔ میڈم مارٹینا نے کہا۔
 ”میڈم! اس وقت میں آپ کو کوئی تسلی نہیں دے سکتی تھی،
 کچھ زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتی تھی، سوائے اس مختصر بات کے جو
 میں نے آپ کو بتائی تھی لیکن اب میں آپ کو خوش خبری دیتی ہوں
 کہ ہم نے اس محفل کو ختم کر دیا ہے جس نے آپ کو قید کر لیا تھا۔
 ”کیا...! اچھا مارٹینا نے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھنے
 کی کوشش کی اور ایک سمت لڑھک گئی۔

تمذیب نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں میڈم مارٹینا! ہم اسے ہاک کر چکے ہیں۔“
 ”شعنا! خدا کے لیے... خدا کے لیے اگر یہ کوئی غلطی ہے
 تو پھر بڑھتی کے ساتھ یہ غلطی نہ کرو میں... میں اپنی تمام شخصیت
 کھو بیٹھی ہوں مجھ میں اب اتنی بھی سکت نہیں رہی کہ میں خوشی
 کی کوئی بات برداشت کر سکوں۔ میرے ساتھ مذاق...“

”نہیں میڈم! ہم آپ کی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔ درحقیقت
 جو بات آپ سے کہی گئی ہے وہ صرف ہر طرف درست ہے لیکن
 یہ بات نہ صرف آپ کے بلکہ ہمارے حق میں بھی انتہائی ملک ثابت
 ہوگی کہ آپ اپنی وہ صلاحیتیں کھو بیٹھیں جس کے تحت آپ معذور
 ہونے کے باوجود اپنے وطن کے لیے کام کر رہی تھیں۔ یوں سمجھ
 لیجیے کہ جو دوسرے داریاں آپ کے شہر کی گلی تھیں ان کے تحت
 کچھ ناگزیر حالات ضرور پیش آگئے تھے آپ کو لیکن آپ کی فتنہ دار یا
 جوں کی توں برقرار ہیں۔ آپ کو اپنے وطن کے لیے اپنی تمام تر
 صلاحیتوں سے کام لے کر وہی سب کچھ کرنا ہے جو آپ کا وطن آپ
 سے چاہتا ہے۔“

”میں کر رہی... لیکن بس مجھے یہ پتا چل جائے کہ حالات

ہمارے کنٹرول میں ہیں۔“

”اس سلسلے میں مارٹینا بارڈو سے آپ کی گفتگو کرانی جاسکتی ہے۔“
 ”نہیں میں تم لوگوں کو مجبور نہیں کروں گی جو کچھ تم کہہ رہے
 ہو میں اس پر یقین کر لوں گی لیکن کیا ان حالات میں بھی مجھے اس
 قید خانے میں زندگی گزارنا ہوگی؟ مارٹینا نے سوال کیا۔

”بالکل نہیں! آئیے، ہم آپ کو یہاں سے لے چلتے ہیں۔“
 میں نے محسوس کر لیا تھا کہ میڈم مارٹینا اس قید خانے میں
 قید کر کے ذہنی مریض بن چکی ہیں اور اگر انھیں فوری طور پر آزادی
 کی کھل نقصان صیب ہو جائے تو ان کے اندر نمایاں تبدیلی رونما
 ہوگی۔

جب ہم انھیں لے کر ایک سکورے میں پہنچے تو میڈم مارٹینا
 نے کہا: ”مجھے وکیل چیرہ پر ہلکا کر کھل فضا میں چلاؤ میں آسمان
 دیکھنا چاہتی ہوں۔ نہ چلنے کتنا عرصہ ہو گیا مجھے آسمان دیکھتے ہوئے۔“
 میڈم مارٹینا کا اعتدال پر لانے کے لیے اس وقت ان کی
 ہر خواہش کی تکمیل ضروری تھی چنانچہ ہم انھیں ہمارے آسمان
 پر لے کر آکر دیکھا۔ فضا میں کس جھانک ہوئی تھی۔ میڈم مارٹینا وکیل چیرہ
 بیٹھی گری گری سانس لیتی رہیں۔ ان کی آنکھوں میں عجیب سی
 قدر میں جگہ گری تھیں۔ ہم دیر تک انھیں عمارت کے مختلف
 حصوں میں گھماتے رہے اور یہ یقین دلانے رہے کہ جو کچھ ان کے
 سامنے ہے وہ خواب نہیں ہے۔

کافی دیر کے بعد میڈم مارٹینا نے کہا: ”اب واپس چلو“
 مجھے خلی کا احساس ہو رہا ہے۔ چنانچہ ان کی خواہش پر ہم انھیں
 اندر لے آئے اور اس کے بعد انھیں اپنی جوتھوکی وکیل چیرہ
 دکھائی گئی جس پر کسی کتنی دان کاٹ بیٹھی تھی کتنی دان کاٹ
 کی مختصر کہانی تمذیب نے میڈم مارٹینا کو سنائی تو وہ حیرت سے
 انھیں پھاڑ کر رہ گئیں۔ اس دوران تمذیب نے وکیل چیرہ کے
 نیچے سے ٹامک بیٹری نکال دی تھی اور وہ باریک باریک تاریکی
 کھول دیے تھے جو درحقیقت بال کی مانند لیکن بے پناہ مضبوط تھ۔
 کوئی گھٹنے کے بعد مارٹینا کی حالت اعتدال پر آسکی۔ اس
 دوران ہم نے انھیں کھانے پینے کی اشیاء بھی پیش کی تھیں۔ میں نے
 اس پوری کوشش میں گھومتے پھرنے کے بعد یہ دیکھ لیا تھا کہ اس
 وقت وہاں کوئی لازم وغیرہ بھی نہیں تھا بلکہ لاڈلوں کی برائش گاہیں
 ایک سمت نظر آ رہی تھیں اور ان میں دم رشتیاں اس بات کے
 مظہر تھیں کہ وہ سب گری تیز ہو رہے ہیں لیکن ہمارے لیے یہ
 سونے کا وقت نہیں تھا۔ میڈم مارٹینا کی حالت اعتدال پر آنے
 کے بعد تمذیب کے کہنے پر میں نے انھیں سب سے پہلے یہ
 بتا دیا کہ ہم لوگ درحقیقت کیا ہیں۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گئیں کہ جلا

تعلق ان کے وطن سے نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم لوگ اتنی محنت سے یہ کام کر رہے ہیں۔

میں نے میڈم مارٹینا سے کہا: بہت جلد ہمیں آپ کی بات تازہ یاد دہانی کرنی ہوگی اور اس وقت آپ انہیں یہ بتائیں گی کہ آپ کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے لیکن اس سے پہلے تمام صورت حال کو سمجھنا آپ کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ اس کی روشنی میں آپ اپنا باقی کام کر سکیں۔

میڈم مارٹینا اب پوری طرح سنبھل چکی تھیں انھوں نے تازہ انداز میں کہا: میں اس تمام کارروائی کے بارے میں جانتا چاہتی ہوں۔
تہذیب عالم انیس نے میڈم مارٹینا سے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا آبدوز کے کسی کے سلسلے میں انہیں مکمل معلومات حاصل ہیں یا اس سے پہلے ہی وہ ہائل جو شیو کی قیدی بن گئی تھیں اس پر میڈم مارٹینا نے بتایا کہ انہیں اس کیس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔

”تو پھر ضروری ہے میڈم کہ میں آپ کو اس کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کروں۔“

تہذیب نے میری اجازت سے میڈم مارٹینا کو تمام صورت حال بتائی اور ان کی آنکھوں میں شدید تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ انھوں نے متفکرانہ انداز میں کہا: ”آہ! یہ معمولی بات نہیں ہے لیکن میری بد قسمتی کہ میں ان حالات سے پوری طرح واقف نہ ہو سکی اور اس سے پہلے ہی اس کے فکے میں آگئی۔“

”بہر طور میڈم مارٹینا! اب اس صورت حال کو آپ ہی سمجھنا سکتی ہیں جس طرح ہم نے یہاں اگر ہائل جو شیو پر قابو حاصل کیا ہے آپ کو تقریباً اس کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔ باقی حالات کو آپ اسی ساری صورت حال کی روشنی میں کنٹرول کریں گی۔“

”میں انتہائی کوشش کروں گی لیکن تم دونوں میرے ساتھ ہی رہو گے نا میں اپنے آپ کو اس وقت بہت ہی کمزور محسوس کر رہی ہوں۔ طویل قید نے میرے اعصاب بالکل مشکل کر دیے ہیں اور میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں اپنی صلاحیتیں کھو چکی ہوں۔“
”آپ بالکل مطمئن رہیں! ہم ایک ایک پوائنٹ سے آپ کو آگاہ کر دیں گے۔“

تقریباً آدھی رات تک ہم میڈم مارٹینا کے ساتھ رہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ کس طرح یہاں اسرائیلی ایجنٹ اور کچھ دوسرے لوگ مصروف عمل ہیں۔ آبدوز کے سلسلے میں معاملہ کیا صورت اختیار کر چکا ہے۔ باقی تمام تفصیلات بھی میں نے انہیں بتادیں۔
تہذیب خود بھی دلچسپی سے اس تمام گفتگو میں حصہ لیتی رہی

تھی۔ میڈم مارٹینا نے طے کیا کہ کل دن میں کسی بھی وقت اس سلسلے میں آخری پروگرام ترتیب دے لیا جائے گا تاکہ زیادہ وقت عمل میں دگڑا جا سکے۔ اس کے بعد ہم نے انہیں آرام کرنے کے لیے کنبہاں کے محلات میں کوئی نمایاں تبدیلی دوسرے لوگوں کو شک میں ڈال سکتی تھی اور ابھی ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا کہ یہاں موجود لوگوں میں سے کون کون ہائل جو شیو کے خصوصی راز داروں میں سے سے ہے۔

تہذیب مجھے اپنی خواب گاہ میں لے آئی۔ اس نے کلائی پر بندھی چوٹی گھڑی میں دیکھتے ہوئے کہا: گورنٹ کافی گزری چکی ہے اور اصولاً میرا فرض ہے کہ میں تمہیں سونے دیں لیکن کیا یہاں اوقات ہیں سونے دیں گے؟

”نہیں تہذیب! میں دہری کیفیت کا شکار ہوں۔“
”دہری کیفیت؟“

”ظاہر ہے! تمہاری خواب گاہ اور ہم دونوں اور دوسری طرف یہ تمام واقعات۔“

”میں علی بیڑا! ہم ابھی اسے اپنی خواب گاہ نہیں سمجھ سکتے ایک بہت محدود جگہ میں ہم لوگ۔“

”یقیناً! یقیناً تم کسی پریشانی کا شکار نہ ہو۔ میں نے کہا اور تہذیب دنا ویزا ملازمین مسکرا دی۔

”بس! اب اس سلسلے میں کوئی شرارت نہیں ہوگی! سمجھو! مسٹر علی!“

”بہت بہتر! میں نے مسکراتے ہوئے گردن خم کر دی۔

”یہ عام کارروائی جس انداز میں ہوتی ہے علی! کیا تم نے اس انداز میں سوچا تھا؟“

”ہرگز نہیں! تصور میں بھی نہیں تھی یہ بات۔“
”جو کچھ ہوا! انتہائی تیز رفتار سے اور ہنگامی طور پر ہوا ہے۔“

”تم نے جو کچھ کہہ رہے علی! مجھے بتاؤ کیا یہاں تک پہنچنے بغیر اس کی تکمیل آسان ہوتی؟“

”میں تمہارا قصہ سمجھ رہا ہوں تہذیب! بلاشبہ یہاں قدرت نے ہماری رہنمائی کی ہے۔“

”اس نے آگے کے بارے میں بھی بہت بات کرانی سے سوچنا ہے۔ یقیناً تمہارے ذہن میں کوئی منصوبہ ہوگا جیسا کہ تم نے کہا کہ تم تقریباً اپنا کام ختم کر چکے ہو؟“

”ہاں تہذیب! تازہ یاد دہانی کی طرف سے جن لوگوں کو یہاں متعین کیا گیا تھا وہ سب کے سب ہائل جو شیو کے کنٹرول میں تھے اور ہم نہیں جانے کہ پوری کتنی دانی کاٹ کس طرح اور کون کون لوگوں کے ذریعے اپنا یہ عمل جاری رکھے ہوئے تھی۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ

یہاں اس کے بے شمار ساتھی موجود ہیں۔ خدا کرے میڈم مارٹینا ان لوگوں کو کم از کم بیسٹین دلالت میں کامیاب ہو جائے کہ وہ۔۔۔
”کتنیں دانی کاٹ رہی ہے۔ میرے خیال میں کل ہی ہم انہیں یہ مشورہ دیں گے کہ وہ جو شیو کی سی پکار ہو جائیں اور یہاں کے عالم میں اپنی تمام سرگرمیاں ترک کر دیں اور ان لوگوں کو جو خصوصی ہدایت حاصل کرنے آئیں! اور بہت مختصر ترین ہدایت جاری کر دیں۔ اور ان میں نمایاں بات یہی ہو کہ آبدوز کو اسرائیلی ایجنٹوں کے حوالے کر دیا جائے۔“

”کیا...؟ تہذیب متوجہ انداز میں بولی۔

”ہاں تہذیب! میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں بتا رہا تھا جو یہاں مارشل نامی جہاز پر مقیم ہیں۔ یہ سب بظاہر تازہ یاد دہانی کے ملک کے لیے کام کرتے ہیں اور اس سے تمہاری وصولی کرتے ہیں لیکن دراصل یہ ہائل جو شیو کے حاشیہ بردار ہیں۔ ان میں ایک جس کا نام شارٹو ہے اور جو معمولی حیثیت کا آدمی ہے! مجھے خاص نظر آیا ہے اور درحقیقت میں اس پر ہر طرح سے بھروسہ کرنے کے لیے مجبور ہو گیا ہوں۔ میرے ذہن میں یہی منصوبہ تھا کہ تمہارے ذریعے تازہ یاد دہانی کو ایک پیغام بھیجاؤں کہ بات اسی شکل میں ہوتی جس طرح اب ہوگی لیکن اس وقت ہمیں یہ نہیں معلوم تھا۔“

کم از کم مجھے کہ میڈم مارٹینا ہی اصل میں ہائل جو شیو ہے۔ میں تمہیں بتاؤں کہ ڈومبر نامی جہاز یہاں آبدوز کے سودے کی تکمیل ہوتی ہے کتنیں دانی کاٹ رہی ہے نہ یہ سودا مکمل کیا اور ہائل جو شیو کے نام سے کی حیثیت سے۔ میں نے یہاں اسے دوسری بار دیکھا ہے لیکن اس وقت میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ میڈم مارٹینا کی شکل میں ہے۔

اب میڈم مارٹینا کو کل اپنی پیادری کا بارانداز کر کے یہ ہدایات دینا ہوں گی کہ آبدوز کو کس طرح مکمل ہو سکے اسرائیلی ایجنٹوں کے قبضے میں دے دیا جائے۔ اب مسئلہ صرف ان لوگوں کا ہے جن کا تعلق فلسطین سے ہے۔ میں تہذیب! مگر انہیں کو ایک ایک پوائنٹ سمجھانے لگا اور اب اس وقت تک گفتگو کرتے رہے جب تک کہ صبح کی روشنی نمودار نہ ہو گئی۔

تہذیب نے روشنی کی کرنوں کو کھڑکی سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو تعجب سے بولی: ”ارے صبح ہوگئی!“

”ہاں۔۔۔“

”ٹھہرو! چائے پلاتی ہوں تمہیں۔ اس کے بعد مزید گفتگو ہوگی۔“ تہذیب یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی اور میں بھی مسکراتے لگا۔

ناشتے کی میز پر میڈم مارٹینا سے ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں ان کے سامنے موزوں تھے جو کوئی دوسرے ملازمین بھی اپنے موزوں کے کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔ اس وقت میڈم مارٹینا کے چہرے

پر وہی خشونت پائی جاتی تھی جو کسی سلق انسان کے انداز میں ہو سکتی تھی۔ وہ اپنا ہر ضرورتیں ملین ذہنی طور پر نہایت مضبوط اور مکمل شخصیت کی نمائندگی کرتا تھا۔

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“

وقت کی تینوں والی کانسٹ ہوں یہ میڈم مارٹینا نے کہا۔

اس کے بعد ہم پوری توجہ کے ساتھ اس عمارت کی چنگی میں مصروف ہو گئے۔ تندرہب عالم ایس ایک انگ جسے کی سمت چل پڑی۔ میں الگ اور میڈم مارٹینا بالکل الگ۔ اس طرح ہم ٹوکنا نے اپنے کام کا آغاز کیا۔ سب سے زیادہ توجہ ایسی شخصیتوں پر دی گئی تھی جو کسی میگزین کے تحت کام کرتی ہوں۔ ان میں کس طرح دوسروں سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے ان کے بارے میں دیگر معلومات یہاں موجود ایک ایک کاغذ کی چھان ہیں۔ ان تمام معلومات میں دوپہر کے دو بج گئے۔ سب نے اپنی اپنی معلومات نوٹ کر لی تھیں۔

کھانے کی میز پر ہمارے درمیان تبادلہ خیالات ہوا۔ تندرہب نے بتایا کہ کیریڈر بلوخر نامی ایک شخص میڈم مارٹینا یعنی ہائی جوش کے معاون کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور دوسرے تمام معاملات کنٹرول کرتا ہے۔ تندرہب نے یہ بھی بتایا کہ وہ نو افراد میں کا تعلق فلسطین سے ہے۔ آئی وان فیر کے قیدی ہیں اور آئی وان نیرو، ہائی جوش کا کیش اینٹ ہے۔ وہ مکمل طور سے ہائی جوش کے معاون کی حیثیت سے کام کرتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ ہائی جوش کون ہے۔ اس کا رابطہ کیریڈر بلوخر سے ہے۔

چنانچہ ہم نسائی شخص پر خاص طور سے توجہ دی۔ کیریڈر کا ریکارڈ ایک فائل میں لیا گیا تھا جس میں اس کی تصویر بھی موجود تھی۔ چوتھے چلے جسے والاہ شخص غالباً پیرنگان کا باشندہ تھا۔ ممکن ہے اس کا تعلق کمپن اور ہے۔ سائوزل رنگت، ٹھوڑی میں گرام، نمونہ آدی تھا۔ اس کے کارناموں کی پوری تفصیل اس فائل میں درج تھی۔ بڑی تفصیل سے تمام کام کیے گئے تھے اور آج میں دیکھ کر کم شہید حیران ہو رہے تھے۔ نفرت و انتقام کے جذبے نے ایک کمزور ہستی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا اور نہ تینوں والی کا جیسی مجمل شخصیت اس عرصہ میں آرام کے قابل تھی۔

دوپہر کو ان تمام چیزوں سے اخذ کیے ہوئے نتائج ایک دوسرے کے سامنے بیان کیے گئے اور ابھی ہم کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک ملازم نے کیریڈر بلوخر کے آنے کی اطلاع دی۔ چند الفاظ میں ہمارے درمیان یہ بات طے ہو گئی کہ میڈم مارٹینا کو کیریڈر بلوخر سے کیا گفتگو کرنی ہے۔ اس کے بعد میری وہاں غیر ضروری ضروری ہو گئی۔

میڈم مارٹینا نے تندرہب کے ساتھ کیریڈر بلوخر سے ملاقات کی۔ اس شخص کو میں نے بھی ایک نگاہ دیکھا ضروری سمجھا اور اس وقت میں اس جگہ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ جہاں میڈم مارٹینا اور تندرہب عالم ایس کیریڈر بلوخر سے ملاقات کر رہی تھیں۔ کیریڈر کا

انڈاز نہایت مؤثر تھا۔ اس نے میڈم مارٹینا سے کہا "میڈم ڈیویر پر جو اسرار ایملی ایملی کے جیت نے آپ سے ایک درخواست کی ہے اس کا کہنا ہے کہ اب جبکہ فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا ہے اور تمام معاملات طے پا چکے ہیں تو وہ یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ گزرنے والا ہر لمحہ ان کے لیے سنسنی خیز ہے۔ میڈم جس طرح بھی چاہیں عربوں سے معاملات طے کریں لیکن انھیں جانے کی اجازت دی جائے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کیریڈر کہ میں فوری طور پر اس مسئلے میں ان کا کام کر دیتا جاؤں۔ میں خود بھی تم سے رابطہ قائم کر کے تفصیل کچھ دریافت کر دیتا جاؤں۔"

"میں حاضر ہوں میڈم۔"

"میرے خیال میں پرسوں تک یا اگر پرسوں تک نہ ہو سکے تو اس کے بعد انھیں سب میری کی ڈیویری سے دو۔ وہ نو افراد جو آئی وان فیر کے قیدی ہیں میرے پاس پہنچا دیے جائیں تاکہ میں انھیں بھی ڈیویر والوں کے حوالے کر سکوں۔ ان نو افراد کی منتقلی کا کام آج یا کل صبح تک ہو جانا چاہیے۔ آبدوز کے پورے نظام کو ان لوگوں کے انجینئرنگ چیک کر دیا جائے تاکہ وہ اسے سینڈل کر سکیں۔"

"بہتر میڈم۔ میں یہ کام کروں گا اور کوئی خاص ہدایت یا کیریڈر نے پوچھا۔"

"نہیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ وہ نو افراد یہاں پہنچ جانے چاہئیں اور انجینئرنگ چیک کر لیا جائے۔ میرے پاس لے آؤ تاکہ ان کا کام کر دیا جائے۔"

"ٹھیک ہے میڈم۔ مجھے اجازت؟"

"اوکے میڈم مارٹینا نے جھراٹے ہوئے ہاتھ میں کہا۔ وہ آواز بدل کر بول رہی تھی اور بار بار کھانسنے لگتی تھی تاکہ اس کی آواز پر شبہ نہ کیا جاسکے۔ میری نگاہیں کیریڈر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور میں نے محسوس کر لیا تھا کہ اس شخص کو مارٹینا پر کوئی خیر نہیں ہو سکا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں اپنی جگہ سے باہر نکل آیا۔ مارٹینا نے میری طرف دیکھا اور بولی "کیا تم میری گفتگو سے مطمئن ہو؟"

"سو فیصدی میڈم۔ لیکن اب تارنیا ہارڈو سے رابطہ فوری طور پر ضروری ہے۔ ان نو افراد کے قیام کا میں بندوبست کیا جاسے۔ کل آپ نے جن انجینئرنگ کو طلب کیا ہے ان میں کسی طرح میری ضرورت بھی ضروری ہے۔"

"کیا مطلب؟ مارٹینا نے سوال کیا۔"

"میں اس سب میں کچھ کا ہمارا لینا چاہتا ہوں۔"

"اچھا اس کے لیے تمہاری نشان لگانا ہوگی۔"

دفعتاً تندرہب بول اٹھی "مشر علی اگر آپ میڈم کی طرف

اور ہمارے وطن کی طرف توجہ کا باعث بن گئے ہیں۔ وہ رولکی ہے میری سکرپٹ کی حیثیت سے یہاں بھیجا گیا تھا اور اس کا سٹی علی بارٹا ان دونوں کو بھیج کر تم نے گمراہ ایک ہارڈو یا جرنلستان میں منتقل کر دیا تھا۔ میں اس لیے ان کی زیادہ تعریف و توصیف نہیں کروں گی کہ اس وقت وہ دونوں میرے سامنے موجود ہیں۔ بس میں کھڑا انھوں نے مل کر مجھ سے کچھ وقت قبل آزادی دلائی ہے اور شاپر تھیں یہ سن کر خوش ہو کر انھوں نے ہائی جوش کو بھی ختم کر دیا۔"

"اوہ میرے خدا۔ اوہ میرے خدا! تارنیا ہارڈو کی آواز ابھر۔ مکمل تفصیلات تو تھاں سے سامنے بیٹھ کر ہی بتائی جاسکتی ہیں۔ موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ ہم نے حالات پر تقریباً مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ میں نے ہائی جوش کی حیثیت سے جاری منصوبہ ہوا ہے اور اس وقت مکمل کنٹرول ہمارے پاس ہے لیکن صبح معزز میں اس وقت یہاں کام کرنے والے ہم میں ہی افراد ہیں کوئی ایک شخص ایسا نہیں ہے جو ہائی جوش سے مخوف ہو اور ہمارے لیے کام کرے۔"

"ہمارے ایجنٹ بھی نہیں؟ تارنیا ہارڈو نے سوال کیا۔"

"ایک بھی نہیں سب ہائی جوش کے ستارہ دار ہیں اور ان کے وفادار ہیں۔"

"خدا کی پناہ! تارنیا ہارڈو حیران ہونے کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی پھر اس نے کہا "لیکن میڈم! آپ کہہ رہی ہیں کہ پوزیشن آپ کے کنٹرول میں ہے؟"

"ہاں۔ آبدوز کی ڈیویری دی جا رہی ہے۔ مجھے وہ کہہ سہم وقت بتاؤ جب بندر کے کسی شخص سے تم اس آبدوز پر اپنی آبدوزوں کے ذریعہ کنٹرول حاصل کر سکو؟"

"ہمیں کتنا وقت مل سکتا ہے میڈم؟ تارنیا ہارڈو نے کہا۔"

"چوتیس گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ چھتیس گھنٹے۔ ہم راستوں کا تعین کیے لیتے ہیں۔ تفصیل اتنا اندازہ تو ہو گا کہ سب سکرپٹ کو اسٹو سے اسرائیل کی طرف لے جایا جاسکتا ہے۔ ان متعین شدہ راستوں کے آس پاس تھیں مکمل انتظامات کے ساتھ موجود رہنا ہو گا اور اس وقت سب سکرپٹ پر کنٹرول حاصل کرنا ہو گا جب وہ یہاں کی حدود سے باہر نکل جائے۔"

"کیا اس کے لیے ہمیں جنگی کارروائیاں کرنا ہوں گی؟ تارنیا ہارڈو نے سوال کیا۔"

"کوئی شش یہ ہونا چاہیے کہ اس آبدوز سے مقابلہ نہ کیا جائے علی اور تندرہب اس مسئلے میں کوئی مصوبہ ترتیب دے چکے ہیں اور ان کی کوشش یہ ہوگی کہ اس آبدوز سے کوئی کارروائی نہ کی جاسکے لیکن اگر ایسا ہوا بھی تو تفصیل صرف اتنی کوشش کرنی ہے کہ آبدوز پر قابو ہو۔"

"یوں دیکھ کر تم نے جن لوگوں کو اس کام کے لیے مقرر کیا تھا وہی ہاکی سے وہاں جا رہی تھیں کہ تو کیا یہ شرکت مشکوک نہیں ہو جائے گی؟ میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ ان کی حیثیت سے ممکن ہے وہ لوگ آپ کو بھی آپریشن کے لیے مقرر کریں۔ اگر آپ ان کی طرف سے جائیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔"

"میں نے ایک بار پھر تجھ پر انداز میں تندرہب کی طرف دیکھا۔ یہ تو کئی درحقیقت ذہنی طور پر بہت درستی میں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان کا شک ہے تندرہب۔ میرا خیال ہے مجھے اس مسئلے میں ابھی سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ اب تھاں کام یہ ہے کہ تم یہاں آگے والوں کو مصروف حال سے آگاہ کرو اور انھیں اطمینان دلادو کہ اب وہ محفوظ ہیں اور انھیں ایک مخصوص انداز میں عمل کرنا ہے۔"

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو علی۔ میرا خیال ہے تم اپنا منصوبہ حال نو یہاں فی الحال ضرورت نہیں ہے۔"

”ٹھیک ہے میڈم اور کچھ؟“
”نہیں۔ اس کے بعد میں تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔“

میڈم مارٹین نے میری ہدایت کے مطابق تارنیا ہارڈوسے گشتگو مکمل کرنے کے بعد اور یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ تارنیا اس مختصر عرصے میں اپنا کام انجام دے لے گی، رابطہ منقطع کر دیا اور ہماری طرف دیکھنے لگیں۔

”بہت مناسب۔ اس تارنیا ہارڈوسے طرف سے ہوشیاری سے کارروائی ہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر انجام بخیر نہ ہو گا۔“ میں نے کہا۔

”یہ بتاؤ علی کہ تم اس سلسلے میں مزید کیا کر رہے ہو؟“
”میں اس سلسلے میں ناخوشگوار حقیقت سے یہ کوشش کروں گا کہ خود بھی آپ کو یہ خبر پہنچا دوں اور وہیں اپنا کام انجام دوں۔“
”تمہیں اب تک اس کے ساتھ میری ہی گئی اور یہ آپ کی شے ڈاک ہے کہ انہیں ملاقات تک پہنچا دے اپنے ساتھ لے جائیں میں دیکھوں ان سے ملاقات کروں گا۔“

”گو یا میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی علی؟ تمہیں یہ پتہ چلا اور میں مسکراتی دکھا ہوں سے اسے دیکھنے لگا۔“
”نہیں میڈم تمہیں یہ پتہ چلے کہ میں کی اور اب مجھے خود ہی بتا دیجیے؟ میں نے بتور شراست آئینہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور تمہیں یہ پتہ نہ کروں گا۔“

میری دلی خواہش تھی کہ ان فلسفیانہ نمائندوں کی منتقلی کے بعد ہی یہاں سے جاؤں لیکن حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کام میں بے پناہ تیزی آچکی تھی اور میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے کس وقت کس کام کے لیے تیار ہونا پڑے گا۔ تمہیں یہ پتہ چلا کہ مارٹین نے گشتگو مکمل کر کے میں وہاں سے رخصت ہوا۔ اس ہول میں آیا جہاں شارٹو کے ساتھ کرو حاکم کیا تھا۔ شارٹو کا انتظار کرنا پڑا اور جب وہ مجھ سے ملے تو میں اپنے اس جزیبہ کے جانب چل پڑا۔

یہ اندازہ نہیں تھا کہ میں مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوئی کوشش کی تھی یا نہیں۔ ہر لمحہ زندگی کی بازی لگانے کی ضرورت ہونے لگتی تھی۔ مارٹین پر جانے کا سوال ہی نہیں تھا تا وقتیکہ کوئی ایسی ہی ضرورت نہ پیش آجائے اور وہ جیسے بھی وہاں موجود لوگوں سے اس سلسلے میں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔ جزیبہ سے پہنچ کر میں نے حالات کا جائزہ لیا۔ بظاہر کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی تھی۔ پھر وہ رات ہم نے وہیں گزار دی۔ شارٹو کو میں اس سلسلے میں خود بہت تفصیلات بتا چکا تھا۔ رات میں ہمارے درمیان گشتگو ہوتی رہی تھی چنانچہ وہ بھی مستعد ہو گیا تھا۔ یہ واضح نہیں تھا جس پھر ہوا

کے مجھے خوشی ہوئی تھی اور اس نے ابھی تک میرے اعتماد کو ہلکا نہیں دیا تھا۔ میں نے شارٹو کو بتایا کہ اگر سب میں ایک ہماری دلی ہوئی تو پھر پھر سے کیا کرنا ہے اور شارٹو نے چلی جاتے ہوئے کہا تھا۔
”چیتا بس شارٹو کو موقع ملنا چاہیے کاش ایسا ہو سکے کہ سب انجینئرز آبدوز کا معائنہ کرنے جائیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہی جاتا ہوں۔“ میری بھی خواہش یہی ہے شارٹو لیکن میں اس کے لیے انتظار کرتا ہوں گا۔

میری خوشی اور خداوند عالم کی مہربانی نے میری یہ خواہش بھی پوری کر دی۔ ڈین مارٹین کی طرف سے مجھے پیغام ملا اور مجھے ان کے طلب کر لیا گیا۔ ان کے ایک خوشنما عمارت میں ڈین مارٹین نے مجھ سے ملاقات کی۔ وہ ابھی تک میری طرف سے مشکوک نہیں ہو سکا تھا جبکہ میرے دل میں انھوں کو دوسرے تھے۔

اس نے مجھ سے کہا کہ ”نانی“ اب میں ہائی جینز کی طرف سے ٹیلیوڈ کی پیشکش ہو چکی ہے۔ ادا کیا گیا کہ ایک کر دی جائیں گی اور اس کے بعد انجینئرز کی ایک ٹیم سب میں کمانڈر کا جائزہ لے لے گی۔ انجمت کے ساتھ ہوشیاری سے سب میں ہر جانب مجھے یقین ہے کہ ہماری باریک میں لگا ہوں ہر قسم کے حالات پر ہرگز نہیں گی کسی قسم کی کوئی بھی سازش متوقع ہو سکتی ہے۔ ہم اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس ایب ڈیپنچ جائیں۔“

میں نے مستعدی سے اپنی خدمات پیش کر دیں اور میری مہارت کی انتہا نہ رہی۔ وہ کام ہو گیا تھا جس کا میں دلی طور پر بخوشی منہ تھا۔ شارٹو کو میرے ساتھ وہی طرح چپکا ہی ہوا تھا۔ دوسرے دن صبح دس بجے میں ایک مخصوص جگہ پہنچنے کی ہدایت کی گئی۔ پانچ انجینئرز جن کا تعلق اسرائیل سے تھا ہمارے منتظر تھے اور ہمیں سب میں ایک ایک سے جانے والا کیر پٹر بوشو تھا اس نے سب سے پہلے میری ہی رابطہ قائم کیا تھا۔ ساتھ جانے والے انجینئرز میں سے بھی کوئی میری طرف سے مشکوک نہیں تھا چنانچہ اس کے بعد ہم ایک ٹیم کے ذریعے کیر پٹر بوشو کی رہائی میں اس طرف روانہ ہو گئے جہاں آبدوز موجود تھی۔

میرے دماغ میں سناہٹ ہو رہی تھی۔ جذبہ شوق جیسے لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ ظاہر ہے میں ایک ایسی نادروایاب شے کو دیکھنے جا رہا تھا جس کی گمشدگی نے تھک چکا تھا۔ دنیا کے بہترین دماغ جس کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے اور یہ دیکھ کر مجھے شدید حیرت ہوئی کہ ہم فور کا راز کے ساحل پر پہنچے تھے۔ فور کا راز کے مشرقی علاقے میں بندر بالا سائیاں جن میں ٹور جگہ تھا ہماری منتظر تھیں۔ اس طرف کوئی مداخلت نہیں کی گئی یہاں آئی وہاں فروگے محاذ بھی نہیں تھے۔ ہائیڈروں کے ایک حصے میں اسٹیر کوٹر لگا

کر دیا گیا اور اس کے بعد کیر پٹر بوشو کی طرف سے ہم سب کو غور و خفا کے لباس پیش کیے گئے۔

انجینئرز کی جماعت غور و خور کے لباس میں سمندر کی لہروں میں اترنے لگی۔ میں اور شارٹو بھی ان میں شامل تھے۔ ہم جزیبہ کے بالکل نچلے حصے میں ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ہائیڈروں کے درمیان ایک عظیم الشان غار نظر آ رہا تھا۔ اگر کوئی اس غار کے نیچے سے گزرتا تو یہ سوجھی نہیں سکتا تھا کہ اوپر جو سیاہ جہازیں نظر آ رہی ہیں وہ قدرتی نہیں ہیں۔

بہت ہی شاندار طریقے سے یہاں ایک خول بنایا گیا تھا جو صرف ہائیڈروں کے ایک حصے کو ڈھکنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس خول کے درمیان حصے کو ایک مخصوص ذریعے سے سکھوا گیا تو دو دیو پھل حصے کے ہندو کے ڈھکنے کی طرح کھل گئے اور میں ان کے درمیان اوپر بھڑکا پڑا۔ نہایت حیرت انگیز جگہ بنائی تھی۔ پھر ایک قدرتی بیٹ فارم یہاں موجود تھا اور اس بیٹ فارم کے ذریعے ہم اس آبدوز تک پہنچ سکتے تھے جہاں خصوصی طور پر عظیم الشان بیگروں میں لٹکا دی گئی تھی۔ اسے محفوظ کرنے کا عجیب و غریب طریقہ تھا۔ ہائیڈرو کوئی بے پناہ قوتوں کا مظہر تھا لیکن اس بات پر یقین نہیں آتا تھا کہ اتنی خاموشی سے مرحلے والی ایک بڑی عورت اس عجائب خانے کی روح رواں تھی۔

بیٹ فارم کے ذریعے آبدوز میں داخل ہونے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ کیر پٹر بوشو کو یہاں کا پورا نظام معلوم تھا۔ اس کے معاون میں کے ساتھ کام کر رہے تھے اور ہم اس عظیم الشان بڑوز میں اتر گئے۔ ہول کے تانے کا باعث بنی ہوئی تھی۔ آبدوز کے اندرونی نظام کو انجینئرز کی باریک بینی سے چیک کرنے لگے۔ ہائیڈرو نے اس آبدوز کو مکمل طور پر تیار رکھا تھا اور اس میں کوئی بھی ایسی خرابی نہیں تھی جس پر نگاہ ڈالی جائے۔ میں اور شارٹو بھی ایک ایک جزیبہ کی روشنی طرح سمجھ رہے تھے۔ تقریباً پانچ گھنٹے تک آبدوز کے اندرونی حصے میں ہماری صرف جہاز رہی اور آخر کار انجینئرز نے اطمینان کا اظہار کر دیا کہ آبدوز کو بے ضرر رہے جانے میں کوئی امرائع نہیں ہو سکتا۔ اس اطمینان کے بعد ہم وہاں سے واپس چل پڑے۔

میں نے ان کے پیچ کر دین مارٹین کو پورٹ دی۔ ڈین مارٹین نے کہا کہ اب میرا اس جزیبہ سے پر جانا نامناسب ہے مجھے یہیں ان کے پر قیام کرنا چاہیے۔ ہر قسم اس کے لیے کسی عہدہ جگہ کا انتخاب کروں کیونکہ میں بھی وقت ہم یہاں سے روانہ ہو سکتے ہیں۔

یہ بات بھی میرے لیے نہایت حوصلہ افزا ثابت ہوئی

تھی۔ کوئی بڑا خطہ قبول نہیں لے سکتا تھا لیکن یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ کوئی میری طرف ٹکرائیں نہیں ہے سب سے پہلے میں نے ٹرانسپیر ہڈی تمہیں ہائیڈروں سے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے تمہیں میری کال دیکھو گی۔

”ان لوگوں کی کیا پوزیشن ہے؟ میں نے سوال کیا۔“
”آگے ہیں اور میں نے انھیں صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے۔“ ان کی ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں ہے۔ خاموشی تکلیف کے عالم میں رکھا گیا تھا انھیں لیکن اپنی کامیابی کے خیال سے وہ بہت مطمئن اور مسرور ہیں۔ کوئی بے بات ملنے کو تیار ہی نہیں تھا کہ اب حالات بدل چکے ہیں لیکن علی بارخان کا نام سننے کے بعد ان سب پر کچھ ہلکی ہو گیا اور انھوں نے غلوں دل سے میری ہر بات تسلیم کر لی۔ تمہارا نام ان کے لیے بڑے سکون کا باعث بنا ہے علی۔“

”شکر یہ تمہیں۔ تمام معاملات طے ہو گئے ہیں۔ لیکن میری تم سے ملاقات نہ ہو اور مجھے کسی بھی وقت اپنی موجودہ حیثیت میں روانہ ہونا پڑے۔ زندگی رہی تو پہل فرصت میں تم سے ملاقات کروں گا اور پھر ہم مستقبل کا پروگرام بنائیں گے۔ ورنہ ہمارا مستقبل تو ہمارے سامنے ہے۔ کسی بھی لمحے موت کی آغوش ہمارے لیے وا ہو سکتی ہے۔“

”اگر ہم مر گئے علی تو ہماری روحیں تو ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکیں گی۔ تم مجھے سے اپنا کام کرو۔ تمہیں کی ہر حوصلہ آواز سنائی دی اور میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلکا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس کے بعد میں نے شارٹو سے اس موضوع پر گفتگو کی تو شارٹو پر جوش بے پناہ ہوا۔ ”حیثیت بس مجھے آزادی ملنی چاہیے۔ انجینئرز کو آبدوز کے بارے میں جو تفصیلات بتائی گئی ہیں میرا خیال ہے ان سے زیادہ میں نے بھی نہیں اور میں نے ان تمام چھوٹی چھوٹی چیزوں کو نگاہ میں رکھا ہے جن کے ذریعے آبدوز کو کم از کم کچھ کارروائی کے لیے ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے کام کا سارا متعلق کر لیا ہے جیت۔ بس مجھے روانگی کے وقت آبدوز ہی میں ہونا چاہیے۔“

”یقیناً۔ اسکان اسی بات کا ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔ تمہیں اس سلسلے میں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟“
”جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ میرے لباس میں موجود ہیں۔“
”میں نے کہا۔“ اس اور ایسی ہی چند چھوٹی موٹی چیزیں۔“ شارٹو نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا کٹر نکال کر دکھایا اور میں نے انھیں بند کر لیں۔ ذہن شدید انتظار کا شکار تھا۔ اب وہ لمحات آگئے تھے جب یہ ہم مکمل تک پہنچ جاتی مگر آنے والا وقت اس ہم کامیاب سے کچھ وقت تھا۔

تہذیب کی طرف سے آخری پیغام دوسرے دن شام پہنچ گیا۔ میں نے خود اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا بلکہ پہلی بار میرے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ علیؑ تہذیب کی آواز نکالی۔
 "ہیو تہذیب! خیریت تو ہے کوئی پریشانی؟ میں نے خوشی سے پوچھا۔

"میں علیؑ خدا کا شکر ہے کوئی پریشانی نہیں ہے۔ میڈم ہارٹا بہت ہوشیار رکھنے والے فرانس انجام دے رہی ہیں مگر تمہیں مخاطب کہتے ہوئے مجھے بڑا خوف محسوس ہوتا رہا ہے۔ اس وقت میں کوئی آہیں تو نہیں پہنی؟"

"نہیں! اتفاق سے میں تنہا ہوں۔"

"پیغام مضامین اور کی تھا علیؑ میڈم مارٹیل نے تارنیا ہارڈ سے اپنی گفتگو مکمل کر لی ہے اور تارنیا ہارڈ کو ذی طور پر تمام انتظامات مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ چار برقی رفتار انجینی آبدوزیں اس علاقے کی طرف روانہ ہو گئی ہیں اور تارنیا ہارڈ نے اس بات کا اطمینان دلایا ہے کہ ایک مخصوص لوٹ انٹ پر وہ اسرائیلی کی جانب سفر کرنے والی آبدوز کو گھرے میں لے کے اسے قابو میں کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس کے علاوہ ڈیمبر کے لیے بھی فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اسے غرق کر دیا جائے۔ یہ تمام انتظامات تارنیا ہارڈ نے مکمل کر لیے ہیں اور ہمیں اطلاع دی ہے کہ ہم بالکل مطمئن ہو جائیں۔"

"گڈ۔ بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے تم نے تہذیب کو ہمیں تم لوگوں کی روانگی کا کیا پرگلا م ہے؟"

"آبدوز کی ڈیمبر کے چند گفتگوں بعد مجھے یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا۔ میڈم ہارٹا ابھی نہیں قیام کریں گی۔ میرے لیے انھوں نے نہایت مناسب انداز میں روانگی کی تیاریاں کر دی ہیں۔ میرا خیال ہے علیؑ اس میں کوئی دشمنی نہ ہوگی۔"

"اور میڈم مارٹیل تمہارے ساتھ نہیں جا رہے؟"

"نہیں۔ انھوں نے اپنے پروگرام میں کچھ تبدیلیاں کیں ہیں اور یہ شاید ان کے ملک کی طرف سے انھیں ہدایت ہے۔ میڈم ہارٹا کے ذریعہ وہ ابھی یہاں ایک کام کر رہے ہیں اور شاید ہائی جو فریڈ سے متعلق وہ تمام نظام اپنے کمروں میں لے گئے جو ہائی جو فریڈ کا قائم کردہ ہے۔ کوئی ٹیلی پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔ مجھے صرف یہ بتانا چاہیے کہ چند افراد خودی طور پر ان کے پیچھے دالے ہیں جو یہاں میڈم مارٹیل کے ساتھ مل کر صورت حال کو کنٹرول کریں گے۔"

"ہر ناہمی ہی چاہیے تھا۔ ہائی جو فریڈ کی حیثیت معمولی نہیں ہے۔ کون اس نوعیت کے ہاکو چھوڑنے کی کوشش کرے گا۔ ہر حال میں ان کا ذاتی معاملہ ہے لیکن تہذیب تمہیں اپنے تحفظ کے لیے

پوری طرح مستعد رہنا ہے۔"

"خدا کی ذات پر پھر وہ سارے کھوٹے میں افتاد اللہ خیریت کے ساتھ تم سے مل جاؤں گی۔"

"مکمل ہے ہمارے یہ گفتگو آخری ثابت ہو تہذیب اب بھی ٹرانسمیٹر اپنے آپ سے جدا کر رہا ہے اس کی سیر سے پاس موجود میرے لیے پریشان کن بھی ہو سکتی ہے۔"

"خدا حافظ علیؑ تہذیب نے کہا اور اس کے بعد سلسلہ گفتگو منقطع ہو گیا۔ میں نے ٹرانسمیٹر کو خارج کر دیا اور اس وقت موجود نہیں تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسے طلب کرنا پڑا جو کہ سارا پروگرام حسب معمول مکمل ہوا تھا۔

ڈین مارٹیل کی طرف سے ڈیمبر پہلی ہو گئی تھی اور مجھے تھوڑی ہی دیر کے بعد پہلی پہنچا پڑا۔ ڈیمبر کے بارے میں میں نے مکمل معلومات حاصل کر لی تھیں۔ یہ ہزار ایک اسرائیلی کی ملکیت تھا لیکن ایک دوسرے ملک کے ہمارے حیثیت سے یہاں موجود تھا۔ غالباً اس کے ذریعے اسلئے وغیرہ کا سہول ہوتا تھا۔ اس کا اسٹاف بہت زیادہ نہیں تھا جبکہ جہاز کا کافی بڑا ہوتا تھا۔ ڈیمبر ہونے والی میٹنگ میں ڈین مارٹیل نے مکمل کنٹرول اپنے ہاتھ میں لینے ہوئے دوسرے لوگوں کے آبدوز کی روانگی کے بارے میں تفصیل گفتگو کی۔ میری ڈیوٹی اس نے آبدوز پر لگائی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ انجینئر نے سب بیرون لینے کنٹرول میں لے لی ہے اور اس وقت وہ فوراً کاز کے مشرقی ساحل کے قریب موجود ہیں۔ اس نے اپنے لائق ماتحت کی حیثیت سے مجھے ہدایت دی کہ میں آبدوز کے مکمل انچارج کی حیثیت سے اس کا چارج سنبھال لوں۔ نو فسطینی جو بیڑ میری تحویل میں دیے جائیں گے جو کہ ڈیمبر کے گھنے سفر میں انھیں ساتھ لے جانا مناسب نہیں تھا۔ کسی بھی طے خطرات پیش آسکتے تھے۔ میں بس دل ہی دل میں اپنے معبود کا شکر گزار تھا کہ وہ تمام آسانیاں مجھے فراہم ہوتی جا رہی تھیں جو درکار تھیں۔ در نہ کوئی بھی پیچیدگی میرے لیے آج نہیں کا باعث بن جاتی۔

ڈین مارٹیل نے خود ڈیمبر پر رور کے بیرونی معاملات سنبھالنے کا اعلان کیا تھا اور اس کے بعد اس نے مجھے مکمل اختیارات دے کر آبدوز کی طرف روانہ کر دیا۔

فوراً کاز کے مشرقی ساحل پر مجھے ایک ایٹمر کے ذریعے پہنچایا گیا اور یہ دیکھ کر میری آنکھیں حیرت و دلچسپی سے نکلاں گئیں کہ آبی فضا وہاں موجود تھا۔ کیریلڈو شراور آبی دان فیروندہ کو لڑائی کے پس منظر کے اور مجھ سے کاغذات پر خط لے آئی دان فیروندہ پر جو خوش آمدان میں مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا کہ وہ اس سوئے

کی تشکیل پر بہت خوش ہے کیونکہ اس کے خصوصی دوست اولیو ہارڈ کی یہ خواہش تھی کہ یہ سودا اسرائیل کے حق میں ہو۔

فسطینی اس وقت بہت لباس میں تھے جس کا بندوبست دنیا تہذیب کا حکم اس نے کیا ہو گا لیکن ان کے چروں نے ان کو مال ٹپک رہی تھی۔ میں نے ان لوگوں کو مختصر بتایا کہ انھیں اسرائیلی قیدیوں کی حیثیت سے لے جایا جا رہا ہے اور کم از کم اس وقت تک ان کے لیے کوئی پریشانی یا خطرہ نہیں ہے جب تک وہ خود کوئی حرکت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میرا فرض صرف اتنا ہے کہ میں انھیں اسرائیل تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد ان کی خواہش پر ان کے حکام سے بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے اور کسی مناسب طریقے سے ان کا تبادلہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ آبی دان فیروندہ کو رٹ بوش اس معاملے سے غیر متعلق نظر آ رہے تھے لیکن انھیں فسطینی رکھنے کے لیے مجھے یہ رسمی باتیں کرنا پڑ رہی تھیں۔

میں ان نو قیدیوں کے ہمراہ آبدوز میں داخل ہو گیا۔ چند افراد اور بھی میرے ساتھ تھے جو یہاں تک میرے ساتھ ہی گئے تھے۔ یہ سب اسرائیل کے سرکردہ لوگ تھے اور اس سودے کی تکمیل کے لیے یہاں پہنچے تھے۔

آبدوز کے علیے سے میرا تعارف آبدوز کے انچارج کی حیثیت سے کر لیا گیا تھا جس نے فوری طور پر انتظامات شروع کر دیے۔ میرا انجینئر ولی کو ان کی ڈیوٹیوں پر تعینات کر دیا۔ قیدیوں کو آبدوز کے قبضے میں پہنچایا گیا۔ شاور ٹوکے ساتھ مل کر میں نے قیدیوں کے لباسوں کی تلاش لی۔ میرے راسمی میرے اقدامات کا جائزہ لے رہے تھے اور بہت فسطینی نظر آ رہے تھے۔ میں نے شاور ٹوکوں کو لوگوں کی ٹھکانی پر مامور کرنا اس سے ہدایت دی کہ وہ چھوڑ دیں۔ اس کے بعد میں نے انجینئر کو اشارہ کیا کہ آبدوز کو پانی کی گہرائی میں اتار دیا جائے۔ انجینئر نے دروازے بند کر دیے۔ آبی دان فیروندہ کو رٹ بوش نے ہاتھ ہارک میں الوداع کہا تھا۔ آبدوز پانی میں اترا شروع ہوئی۔ تقریباً دس منٹ کے مختصر سفر کے بعد میں نے خصوصی نقلی نظام پر ڈیمبر سے رابطہ قائم کیا اور ڈین مارٹیل نے فوراً میرا پیغام وصول کیا۔

"ہم سمر کی ابتدا کر چکے ہیں تمام معاملات ترقی کے مطابق ہیں۔ آپ لوگ تیار ہو گئے؟"

"ڈیمبر کے ٹنگر آٹھ لے گئے ہیں۔ ہمارے آلات تھوڑی دیر کا تعین کر رہے ہیں۔ فسطینی ہو کر اپنے راستے کی سمت سفر شروع کر رہے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ ڈین مارٹیل نے بات دوسرا پیغام میں گھنٹے کے سفر کے بعد ایک دوسرے کو دیا

جائے گا۔ اس گفتگو کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور میں انجینئر ز وغیرہ سے گفتگو کرنے لگا۔

فطیمہ انسان آبدوز کے خصوصی حصے میں کیمپ کے ڈرم نقشے اور وہ تمام چیزیں محفوظ تھیں جو اس فساد کی جڑ تھیں۔ یہ ہولناک چیزیں بلاشبہ ایک خوف ناک خطرہ تھیں اور ان کے ساتھ سفر کرنا بھی انتہائی خوف ناک تھا۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا اور پڑھا تھا ایک خواب کی مانند تھا۔ یقین نہیں آتا تھا کہ اتنے مشکل ترین حالات میں اور اتنے خوف ناک لوگوں کے درمیان ایک بے یار و مددگار انسان کی حیثیت سے مجھے یہ فطیمہ انسان کا میانی حاصل ہوئی ہے۔ کینٹا موراد دوسرے وہ تمام لوگ جو تارنیا ہارڈو کے لیے کام کر رہے تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ اصل کام خفیہ ہی خفیہ ہو گیا ہے۔ ان کے گمان میں بھی نہ ہو گا کہ ان کے اوپر اب کیا مصیبت نازل ہونے والی ہے۔ ظاہر ہے اس کام کی تکمیل کے بعد اس ملک کے حکام ان خدازوں کو محاف نہیں کریں گے جو بڑی بڑی تنخواہیں وصول کرنے کے بعد بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا رہے تھے جو کام ان کے ذمے تھا وہ ایک غیر متعلق انسان نے کیا تھا اور وہ یہاں آکر ہائی جو فریڈ کے شہر بردار بن گئے تھے۔ میں نے البتہ یہ ضرور سوچا تھا کہ کینٹ کی پوزیشن کسی حد تک محاف کو کے اس کی سفارش کروں گا کہ اسے کوئی سزا نہ دی جائے۔ وہ حالات کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا لیکن میں اس سلسلے میں صرف سفارش ہی کر سکتا تھا۔ ان لوگوں کو کسی بات پر آمادہ کر لینا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ تین گھنٹے کے بعد میرے اور ڈین مارٹیل کے درمیان پھر بیانات کا تبادلہ ہوا۔ ڈین مارٹیل نے بتایا کہ حالات بالکل پرسکون ہیں اور ہم گھنٹے سمندر میں ایک آرام دہ سفر کر رہے ہیں۔ کوئی انجینئر یا پریشانی نہیں ہے۔ میں نے بھی آبدوز کے سفر کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ اس کے بعد مزید تین گھنٹے کی مدت طہر کی گئی۔ واضح تھا کہ پچھڑ ہو چکا تھا۔ ایک ایک لمحہ سستی خیر تھا۔ میرے اور شاور ٹوکے نزدیک اس آرام دہ اور کامیاب سفر میں اب کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ پھر چھ گھنٹے گزریں۔ ڈین مارٹیل نے اس کے بعد پیغام کے لیے پانچ گھنٹے کی مدت طلب کی تھی۔

میرے پیغام کو وصول کیے ہوئے مجھے تقریباً ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ دفعتاً میں انجینئروں میں کھلی سی جگہ گئی۔ انچارج کے حیثیت سے میں نے فوراً صورت حال معلوم کرنے کی کوشش کی۔ ایک میٹرا انجینئر نے مجھے بتایا۔ "سڑھادی آبدوز کچھ پڑھار سگن موصول کر رہی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سمندر میں کچھ اور آبدوزی ہمارے ارد گرد سفر کر رہی ہیں۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ کیا ہم

ان آبد و زول سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں؟
" نہیں! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ خاموشی سے ان کے نقل و حرکت کا جائزہ لو، میں نہیں چاہتا کہ انہیں ہماری موجودگی کا علم ہو۔"

سفر میں سستی فیز لمحات شروع ہو گئے تھے۔ شاد و خرمی انداز میں میرے قریب بیٹھا اور اس نے میرے کان میں سرگوشی کی "پیچ" ایم نے اپنا کام انجام دے لیا ہے۔ سب میری میں جھٹکا رہتا ہے۔ وہ موجود تھے، میں نے ان کا سٹم نا کارہ کر دیا ہے اور ان کے رابطے کی دائرہ گام اس طرح کاٹ دی ہے کہ اگر انہیں اسے درست بھی کرنا چاہیں تو اس کام کے لیے گھنٹوں درکار ہوں گے۔ اس کے علاوہ میں نے ان قیدیوں سے صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ وہ محفوظ ہیں اور تمذیب ماکم اس میں نے انہیں اگر کچھ بتایا ہے تو وہ اطمینان رکھیں کہ پروگرام اسی انداز میں مکمل ہو رہا ہے جو جیت زندگی ہی دوڑ گئی ان کے چہروں پر میرے ان الفاظ کے بعد درنہ ایک ایک کو ہل سال نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ غالباً ان میں تھیں کش کرنا چاہتے تھے۔
"شکر یہ شاد و خرمی میں نے کہا اور شاد و خرمی خیر محسوس انداز میں میرے پاس سے چلا گیا۔"

سب میری کا علم بڑی طرح متوش تھا سنگل بارہ موصول ہو رہے تھے۔ میں خود بھی ان کے نزدیک پہنچ گیا اور جائزہ لینے لگا کہ حالات کیا ہیں۔ میری کے نظام کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا لیکن انہیں مجھے بتا رہے تھے کہ آبد و زول کا فائدہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ انہوں نے مجھے چار روشن نقطے دکھائے جو چار مختلف سمتوں میں نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان روشن نقطوں نے ان کی آبد و زول کو چار سمتوں سے گھیر لیا ہے اور ان کا انداز بہتر نہیں معلوم ہوتا۔

دفعتاً آبد و زول میں ایک بکاسا رتعاں ہوا اور انہیں زلزلہ لگنے لگا۔ انہوں نے فوراً ایک اسیروں روشن کیا اور اس کے کچھ بکھری ہوئی نظر کرنے لگیں۔ غالباً یہ جائزہ لیا جا رہا تھا کہ کیا آبد و زول پر تار پڑو تو فائز نہیں کیا گیا؟ لیکن اس کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ وہ مجھے ایک ایک لمحے کی صورت حال سے آگاہ کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ کچھ ہوا ضرور ہے لیکن آبد و زول پر نہیں اور پھر اطراف کی چیزیں آہستہ آہستہ آبد و زول کے ویزن اسکرین پر نمودار ہونے لگیں۔ دفعتاً ایک انہیں کے حلق سے ہیرت زدہ آواز نکل گئی۔ اسکرین پر ایک سیاہ خاکہ ابھر رہا تھا۔

"یہ... یہ... پھر دفعتاً دوسرے انہیں نے ڈمیر سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا اور چند لمحات کے بعد اس کی خوف زدہ

آواز ابھری۔

"ڈمیر... ڈمیر سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ ڈمیر! انتہائی کہہ پایا تھا کہ آبد و زول کو ایک اور شدید جھٹکا لگا اور کمرہ گئی۔"

وہ سیاہ چیز جو اسکرین پر نمودار ہوئی تھی واضح ہونے لگی اور میری انہیں زول نے فوراً سب میری کا راستہ بدلنے کے شروع کر دی پھر کسی نے خوف زدہ ہونے میں کہا۔ "یہ ڈمیر سے منقطع ہو رہا۔"

میرے دگ وبلے میں ترت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ پہلے ڈمیر کو تباہ کر دیا گیا تھا اور قیامتاً یہ کارروائی آبد و زول سے ہی کی گئی تھی۔ وہ دھماکے جنھوں نے آبد و زول میں ارتعاش پیدا کیا تھا، ڈمیر کو تباہ کرنے کے لیے کیے گئے تھے۔

سب میری کا رخ بدل دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چار روشن نقطے متحرک ہو گئے تھے۔ دو ایک سمت سے آبد و زول کی ایک بہت دور چلا گیا تھا اور ایک عقب میں رہ گیا تھا۔ ڈمیر کی تباہی کا یقین کر لیا گیا۔ اس سے رابطے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن اس میں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ میں نے ایک گھری اطمینان بخش سانس لی۔ بظاہر ہر شے بھی پریشان نظر آ رہی تھی۔ میری یہ پریشانی مصنوعی تھی۔ پھر اس پاس چند اور دھماکے آئے اور اس کے بعد سب میری انہیں زول میں سے دوا فروز نے مجھ سے کہا۔ "مرا اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان آبد و زول کو نشانہ بنایا جائے، ہم ان سے جنگ کریں۔"

"ٹھیک ہے لیکن کیا ہم اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔
"کوشش تو کی جاسکتی ہے سراسر اس کے سوا دوسری کوشش صورت بھی تو نہیں ہے۔ یہ گھنٹو ہو رہی تھی کہ ٹرانسیشن میں پر کچھ اشارے موصول ہوئے اور انہیں نے میری ہدایت پر ان اشاروں کا پیغام دیا۔ ایک بار ایک سی آواز آہستہ آہستہ ابھرنے لگی۔"

"تھیں پہلی وارنگ دی جا رہی ہے کہ سطح کی جانب بد ہونا شروع کر دو تین منٹ کے بعد ہم تھیں دوسری ہدایت دی گئی اور مزید تین منٹ کے بعد تھاری آبد و زول تار پڑو کو نشانہ بنایا جائے گا۔"

"تم کو کون ہو؟ پتہ چلے ہیں یا تو کہ کیا ہمارے ساتھ سفر کرنے والے ہمارے تباہ کر دیا گیا؟ میری انہیں زول انہیں نے پوچھا۔ "یہ بہت پہلے کی بات ہے۔ نیا پروگرام یہ ہے کہ ہم تھاری آبد و زول کا صحیح نشانہ لے رہے ہیں۔" جواب ملا۔ انہیں نے سوچ

آت کر دیا اور سراسر ہنگاموں سے میری طرف دیکھنے لگا۔
"کیا حکم ہے سر؟"
"کچھ توقعت کرو۔ میں نے کہا اور دوسرے انہیں تار پڑو کے نظام کو سیٹ کرنے لگے۔ دفعتاً ان میں سے ایک منقطع ہوا۔
"کچھ ہوا ہے اندرونی طور پر بھی کچھ ہوا ہے۔۔۔ ہمارے ساتھ دھماکا ہوا ہے۔ یہ تار پڑو والا فرنگے والا نظام کام نہیں کر رہا۔ یقیناً ہائل جو شیو کی طرف سے دھماکا دیں کی گئی ہے۔ وہ آجانی انداز میں اچھڑے آدھروڑنے لگا۔ تار پڑو فرنگے کرنے والے جتنے آلات تھے وہ سب نا کارہ نظر آ رہے تھے اور کارروائی ایک معمول سے آدمی ایک معمول سے تار شاد و خرمی جس نے اپنی ذہانت اور چالاکیت کا عملی ثبوت پیش کر دیا تھا لیکن یہ لوگ ہل کاروئی کو اہل جو شہر سے منسوب کر رہے تھے ان کے خیال میں آبد و زول کا معائنہ کرانے کے بعد اہل جو شہر نے ان سے بعد عہدی کی تھی۔ وہ کچھ اور چاہتا تھا۔

"تین منٹ گزرنے میں ذرا بھی دیر دہی اور اس کے بعد جواب نہیں پیغام موصول ہونے لگا۔ میں نے ہونٹ مسکڑا کر کہا۔ اب بیکہ ہم تار پڑو بھی فائز نہیں کر سکتے، ان سے کسی طرح تعاون بھی نہیں کر سکتے تو اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہے کہ ہم سطح پر آجائیں۔ انہیں اطلاع دو کہ ہم سطح کی جانب بلند ہو رہے ہیں۔"

میریں انہیں جانتے تھے کہ ان کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ موت صرف موت۔ چنانچہ وہ خود بھی بڑی طرح بدحواس ہو گئے تھے۔ میری ہدایت کے مطابق انہیں دیا گیا اور اس کے بعد اوپر جانے کی کارروائی ہونے لگی۔ سب کے چہرے ہلکے ہوئے تھے۔ وہ لوگ تو بالکل ہی ٹنگ ہو کر رہ گئے تھے جو سراسر اپنی خصوصی جگہ کے تھے، صرف سیاسی سوچ ہو چکر تھے اور اس تمام صورت حال میں کسی مداخلت کے قابل نہیں تھے۔ اپنی اس عظیم فتح کو شکست میں بدلتے دیکھ کر ان کے چہروں پر ہوا میاں اڑ رہی تھیں۔ ان سے ایک نے پھرتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہائل جو شیو ایک بدترین مجرم ہے۔ ہم اس کی طرف سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔" ہر بول سے بھی اس آبد و زول قیامت موصول کرنا چاہتا تھا۔ ہم نے بھی لیکن اصل سودا اس نے کسی اور سے کیا ہے۔

"یہ کارروائی غریبوں کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔" دوسرے نے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہم کبھی کیا سکتے ہیں؟"
"میں بے دست و پا کرنے والے سر ہار دوں۔ انہوں نے بڑی مدبرانہ رائے دی تھی کہ اہل جو شہر کی نظرت سے وہ واقعت

ہیں اور وہ اسرائیل سے کوئی بد عہدی نہیں کرے گا؟
"مشر باورڈ... پھر تھے نے سخاوت سے کہا۔ "وہی مشاورد نا جو ایک پاکستانی طالب علم کے لیے چھ ماہ سے چھو رہے ہیں اور آج تک اس پر قاپو نہیں پاسکا۔ انھی مشاورد کی بات کر رہے ہوتا، تم؟ حاکم ہمارا بھی ہے، ضروری تو نہیں کہ ہمارا کوئی پائل اپنے تمام تر خلوں کے باوجود ہمارے لیے معاون ہی ثابت ہو سکے۔ وہ لوگ طرح طرح کی گھنٹو کرتے رہے۔ آبد و زول کی جانب بند ہو رہی تھی۔ ویسے ان کی گھنٹو پر میرے کان کھڑے ہو گئے تھے اور میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ اس کا مقصد یہ کھلنا تھا کہ ان سب کے ذہنوں میں موجود ہے اور وہ لوگ آپس میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ باورڈ، علی بارخان کے مقابلے پرنا کا ہم رہا ہے۔ جیسے یہ اعزاز انہیں نہیں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آبد و زول پہنچ گئی۔ انہیں زول کے چہرے اتارے ہوئے تھے۔ آبد و زول کے محلے کے لوگ بحث کر رہے ہو گئے تھے۔ سب ہی اس بحث کا شکار تھے کہ اس کے بعد ان کے ساتھ کیا ہوگا؟ ہم نے پیغام کا انتظار کر رہے تھے اور نیا پیغام ملنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ دوسری طرف سے کھل گیا۔

"شرخا ز طور پر ہماری بات مان لینے کا شکر ہے۔ ایک ایک کر کے آپ لوگ آبد و زول کے دو دانے سے باہر آئیں۔"
انچاد کی حیثیت سے سب سے پہلے اوپر آنے والا میں تھا میرے ساتھ دوسرے افراد بھی اوپر آئے جو سیاسی حیثیت رکھتے تھے۔ اس آبد و زول سے تھوڑے ہی فیصلے پر ایک اور آبد و زول پانی سے رتھا ہوا بھی تھا۔ میں نے نگاہیں گھما کر چاروں طرف دیکھا۔ "تاجہ لگاؤ۔ نیلے ہمارے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ مزید میں آبد و زول آہستہ آہستہ سطح پر بڑھ رہے ہیں اور جب ان کے اوپر سے پانی برس چکا تو ان کے اوپر دروازے کھل گئے۔

سب سے پہلے چند سٹو لوگ باہر نکلے جنھوں نے سب مشینیں گئیں اور اس میں گئیں اس آبد و زول کی طرف تان رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک نے میرے کانوں پر کہا۔ آپ لوگوں کی اس آبد و زول میں تھیں کام ابھی چند لمحوں کے بعد شروع ہوگا کہ سب میرے کانوں سے کوئی کوشش کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہم اچھے مائل میں ہی گھنٹو کر سکتے ہیں۔ سطح سمندر پر آبد و زول کے پانی پر کسی قسم کے نشانات نہیں تھے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا کہ ان کا تعلق کس ملک سے ہے۔ یہ بات صرف میں ہی جانتا تھا۔

"اچانک میری قہقہہ آبد و زول سے مگنا فون پر ایک آواز ابھری جو تار مارا دو کی تھی۔ مشر علی ابھی آپ کی سمت ایک چھوٹی سی سیڑی بول بھی جا رہی ہے۔ بلکہ کرم آپ یہاں تشریف لے سکتے ہیں۔ میں

نے چونک کر دیکھے دیکھا اور تار تار دیکھ کر پوچھا کیا یہ آبدوز ہے
وہ موجود تھی اس کے شکم سے ایک ہائی اسپرڈ بوٹ برآمد ہوئی اور
تیز رفتار سے اس آبدوز کی جانب آئے گی۔ میرے قریب کھڑے
ہوئے لوگ یہ سمجھ کر ہنسے کہ مجھے کیا کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے
ہائی اسپرڈ بوٹ جب آبدوز سے آگے تو میں بوٹ میں منتقل
ہو گیا۔

تار تار ہار ڈونے مجھے بڑے گرم جوش انداز میں خوش آمدید
کہا تھا۔ بہت ہی جذباتی ہو رہی تھی وہ اس نے جذبات میں ڈوبے
ہوئے لیے میں کہا۔ فکر یہ علی بہت بہت شکریہ۔ تم نے مجھے
ان حالات میں سرفرو کیا جب ہم تمام امیدیں کھو بیٹھے تھے۔
"میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں میلم آبدوز کو آپ کی
کاوشوں کا مایاب رہی۔ یقیناً آپ نے اس سلسلے میں مکمل پلاننگ
کر لی ہوگی۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ ان فلسطینی افراد کو میرے ایک
خاص آدمی کے ساتھ اس آبدوز میں منتقل کیا جائے جس میں مجھے
سفر کرنا ہوگا۔"

"میں ابھی اس کا بندوبست کر رہی ہوں۔ تم میرے ہی ساتھ
رہو گے جان میں یہ تار تار نے کہا اور پھر اپنے آدمیوں کو ہدایات
دینے لگی۔ ہائی اسپرڈ بوٹ دوبارہ اس طوط روانہ ہوئی تھی اور اس
میں تار تار ہار ڈوز کے دو مسافر آدمی بھی تھے تاکہ اپنی نگرانی میں ان
فلسطینی باشندوں کو اس آبدوز میں منتقل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ
ہی تار تار ہار ڈوز اس مشن کے انچارج کی حیثیت سے دوسرے لوگ
کے بارے میں بھی ہدایت جاری کر رہی تھی۔ ان لوگوں سے
کو ان چاروں آبدوزوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں آبدوز کے اوپر
بٹھے پرکھڑا ہوا اس تمام کارروائی کا جائزہ لے رہا تھا۔

یہ جدید ترین آبدوز تار تار کے ملک کی تھیں اور اس
میں ان تمام ضروریات کا خیال رکھا گیا تھا جو یہاں پیش آ سکتی تھیں۔
فلسطینیوں کی منتقلی کا کام شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے تین افراد
کو لایا گیا اور میں نے انہیں پر جوش انداز میں خوش آمدید کہا۔ ان کی
آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے کہہ کر کہ
میں نے اپنی تمام باتیں کہہ دی ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ سن کر کہہ کر علی خان ہمارے
یہ کام کر رہا ہے خدا کی قسم ہم نے یقین کر لیا تھا کہ ہماری بدعتی
کا دور ختم ہوا اور یقیناً ہمیں آزادی نصیب ہوگی۔ میں نے اس کا کافی
تھپتھپایا اور اسے نیچے جانے کے لیے کہا۔

آخری جو دو افراد آئے تھے ان میں شاد بھی موجود تھا۔
تار تار ہار ڈوز کے سامنے اس نے اپنے وطن کا منصوبہ سلام کیا اور میں
نے تار تار ہار ڈوز سے کہا۔ جن لوگوں کو آپ نے اس مشن پر بھیجا تھا
ان میں یہ شخص ایک معمولی حیثیت کا فرد تھا، بالکل آخری درجے کا

جس کی کوئی اہمیت نہیں تھی اس شخص کے بارے میں اس شخص کے بارے میں
کہ ہے میں اسے سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ یہ
اس آدمی کی فتح کا تھا۔

"مائیکل شادو آرم یہ کیوں کہتے ہو کہ تم میرے درجے کے لوگ
ہو۔ اتنے بڑے مشن کے لیے جن لوگوں کا انتخاب کیا گیا تھا میں
نے اپنی دانست میں انہیں اس کے قابل سمجھا تھا۔ یہ دوسری بات
ہے کہ انہوں میں غدار بھی شامل آئے ہیں اور تم دیکھو گے شادو کہ
ان غداروں کے ساتھ کتنا بدترین سلوک کیا جائے گا اور انہیں تھوڑی
ان کاوشوں کا پورا پورا صلہ ملے گا۔ شادو کی آنکھوں میں مٹی اٹھتی تھی
وہ خاموشی سے بیٹھے تھے ان کی صورت ڈر رہی تھی میں یہ ساری کارروائی
مکمل کر لی گئی اور آبدوز افسانوں سے خالی ہو گئی۔

تار تار ہار ڈوز تھوڑی دیر کے بعد میرے ساتھ نیچے اتر آئی۔
اس کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو رہا تھا۔ فوراً ہی اس نے وارنٹس کا
نظام سنبھال لیا اور آبدوز کو ہدایت جاری کرنے لگی۔ جب وہ
اس کام سے فارغ ہوئی تو میں نے اس سے مزید کارروائی کے
بارے میں سوال کیا۔

"ہاں علی میں بتانے ہی والی تھی۔ ان لوگوں کو ہدایات دینا
تھیں۔ مسوے دیں۔ اس آبدوز کو چیک کرنے کے بعد مجھے رپورٹ
پیش کر دی گئی ہے۔ وہ تمام چیزیں اس میں موجود ہیں جنہیں ضائع
کرنے کے لیے ہم نے اسے سمندری سفر پر روانہ کیا تھا۔ اس کام
کی تکمیل کے بعد مجھے جو کچہ کہنا ہے اس سلسلے میں بھی ہدایات مل
چکی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنی کوششوں میں تھوڑی سی مدد سے
کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب آبدوز کے اندر موجود چھروں کی ایک
مائیکرو مودی بنائی جا رہی ہے۔ اس کے بعد اس آبدوز کو سطح سمندر
پر ہی تار تار ہار ڈوز کا رہا کر دیا جائے گا اور یوں یہ کہانی خود بخود ختم
ہو جائے گی۔ سمندر کا یہ حصہ خودوش ضرور ہو جائے گا لیکن اس
کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اس آبدوز کی تباہی کی مکمل
فہم بنائی جائے گی جو مجھے اپنے وطن کو پیش کرنا ہوگی۔ میں نے اس
کارروائی پر مطمئنان کا اظہار کیا اور اس بات پر تار تار ہار ڈوز سے متفق
ہو گیا کہ اس خطرناک چیز کا تباہ کر دینا ہی ضروری ہے۔ میں نے اس
سے درخواست کی تھی کہ اس مائیکرو فلم کی ایک کاپی مجھے فراہم
کر دی جائے تاکہ میں فلسطینی حکام کو اس بارے میں رپورٹ دے
سکوں اور تار تار ہار ڈوز نے اس بات کا وعدہ کر لیا کہ وہ میری اس
خواہش کی تکمیل کرے گی۔ بعد کی کلیدی باتوں کو ہم نے اپنی آبدوز
کے وٹرن اسکوین پر ریکارڈ کیا تھا۔

چاروں آبدوزوں سے اس آبدوز کا نشانہ لے کر تار تار
فائر کیے گئے اور آبدوز کے پچھلے اڑ گئے۔ وہ آہستہ آہستہ

کی شکل میں سمندر کی گہرائیوں میں اتر رہی تھی۔ اس کے بعد تار تار ہار ڈوز
نے ان آبدوزوں کو دیکھا کہ مکمل دیا اور ہماری آبدوز بھی اپنے سفر پر
روانہ ہو گئی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد میں ان فلسطینی
باندیوں کے پاس پہنچ گیا۔ ان کا لیڈر ایک شخص جنید جلال تھا۔
وہ تمام لوگ میرے گرد جمع ہو گئے تھے جنید جلال نے کہا کہ ہم
سفر کے دوران آپ کو نہیں پوچھا کہ تھے علی لیکن آپ کے ساتھ
شارو نے ہیں یہ بتا دیا تھا کہ ہماری زندگی کا بدترین دور ختم ہو گیا
ہے اور اب کاٹھ لیا رہا خان کے ہاتھ میں ہے۔ ایک بار مجھے اپنی
عقیدت کا اظہار کرتے ہیں آپ سے لیکن علی یہ چہرہ آپ کا اپنا تو
نہیں ہے؟

"ہاں۔ میں نے ضرورت کے تحت اپنے چہرے پر میک اپ
کیا ہوا ہے لیکن اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ میں نے اپنا
میک اپ آٹا کر کھینک دیا اور اپنی اصل شکل میں ان کے سامنے
آ گیا۔

جنید جلال ایک بار پھر اٹھ کر میرے سینے سے ہٹ گیا
تھا۔ اس نے کہا کہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمان دنیا کے
کسی بھی خطے میں ہونے والے مسلمانوں کی انکیت پر تڑپ اٹھتا
ہے۔ یہ شہداء واقعات اس بات کا ثبوت ہیں اور انشاء اللہ قاتی
اخوت کے لیے جنید جلال نے اپنی دنیا کا تمام دین گئے لیکن موجودہ دو
میں قابل فخر ملک پاکستان کے ایک ایسے علمبردار خان نے
فلسطینیوں کے لیے جس جنید جلال کا اظہار کیا ہے وہ بھی تاریخ میں ستر
حروف سے رقم کیا جائے گا۔ علی تاریخ ہمارے سامنے تھا کہ
شکل میں زندہ ہو گئی ہے۔ ہماری کچھ چیزیں آتا کہ اپنے جذبات
عقیدت کو کس طرح پیش کریں؟

• عقیدت کی ضرورت نہیں ہے میرے بھائی! یہ دل کا درد
ہے اور ایک ملک رہنا چاہیے۔ میں نے جواب دیا اور پھر میں ان
سے بیروت کے حالات کے بارے میں سوال کرتے رہے۔
جنید جلال نے عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔
کہا کہ ہم لوگ اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور زیادہ تر ہماری
شعبے داران میں وہی ملکات ہی ہیں رہتی ہیں لیکن اس بار بیروت
سے روانہ ہوتے ہوئے آپ کے بارے میں کچھ ایسی باتیں سنیں
جو قابل یقین تھیں۔ ہم نے یہ سنا کہ تنظیم سے آپ کے خاندان
ہو گئے ہیں اور آپ اس کے مقاصد سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔
یہ حقیقت کوئی بھی دل نہیں نہیں کرتا تھا۔ یہ باتیں جیل کا تھا کہ
ایسا کہ میں اس لیے یہاں آ گیا کہ یہ کوششیں دیکھ کر دل کو بے ہوش
کرتا ہے احساس ہوتا ہے کہ وہ تمام باتیں ان لوگوں پر پیش تھیں
"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میری ذات سے

باتیں منسوب کر دی گئی تھیں ان میں کوئی صداقت نہیں تھی۔ غلط
فیصل کا شکار ہونے والے اسرائیلی سازشوں کا شکار ہوئے۔
میں شکوہ شکایت کا قائل نہیں ہوں جنید جلال! میرا پنا جاذبہ
ذاتی نوعیت رکھتا ہے مجھے اپنی زندگی کی باری لگا کر ان کاموں
میں مصروف کر دیتا ہے۔ مجھے اس کے لیے کسی عقیدت اور کسی
نام کی ضرورت نہیں۔ میں صرف کام کرنے کا شوقین ہوں۔ اس کا
ثبوت خدا کے فضل سے جگہ جگہ حکیم کو دیتا رہا ہوں۔ تنظیم میری
طرف سے غلط فہمی کا شکار رہے، مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔
میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دینا کہ علی ان کے لیے نہیں تھا کیسب
اور بیروت کے دوسرے چھوٹے چھوٹے مہموں میں مقیم ان بھائیوں کا
لوگوں کے لیے سرگرداں ہے جن سے ان کے گھروں کی جمعیت
پھیلنے لگی ہے اور وہ اپنی زندگی کا مکمل مشن ان کے لیے اس وقت
تک جاری رکھے گا جب تک اس کے وجود میں سانس باقی ہے۔
"علی! آپ ہمارے ساتھ بیروت چلیں گے۔" جنید جلال نے
"یہ مشکل ہے جنید جلال! ایک اچھے دوست کی حیثیت
سے میں یہ توقع کر رہا ہوں کہ میری رائے جاننے کے بعد تم دوبارہ مجھ
سے اس کے لیے دھوکے گے؟"

جنید جلال کو میرے ٹھوس لیے سے یقینی ہو گیا کہ اب
اس موضوع پر کچھ کہنا بے سود ہے چنانچہ اس نے اس سلسلے میں
خاموشی اختیار کر لی۔ میں نے دوبارہ سلسلہ گفتگو وہیں سے شروع
کیا اور جنید جلال مجھے اپنی آمد کے بارے میں تفصیلات بتانے لگا۔
اس نے کہا کہ اسے ہدایت کی گئی تھی کہ ہاں جو شہر سے سونے باری
کو اسے اور کسی بھی مناسب رقم پر اس بات کے لیے اسے آمادہ
کے لیے کہ وہ آبدوز کو سمندر میں ضائع کرے تاکہ آبدوز اسرائیلیں کے
ہاتھ نہ لگنے پائے۔ ہماری زندگی کے مختلف مشن میں علی ایک طرف
ہم اسرائیلیں سے سیاسی غازیہ جنگ کر رہے ہیں دوسری طرف ہماری
تنظیمیں اس کی چہرہ و ستیوں سے غلام فلسطینیوں کو محفوظ رکھنے میں مصروف
ہیں۔ تیسری طرف ہم وطن تقدس کی عمارتوں اور وہاں کی زمین کے
حفاظت ہونے والے سازشوں کا مستہاب کر رہے ہیں۔ چوتھی طرف
ہم دنیا بھر میں رہنے والے اسرائیلی سازشوں کے خلاف نبرد آزما ہیں
اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری یہ کوششیں بھی جاری ہیں کہ اسرائیلی فوجیت
ان فوجوں کو نہ اچانک سے جوہروں کے خلاف استعمال ہوں لیکن
ہاں جو شہر سے غداروں کی وہ ایک مجرمانہ صورت دولت کا رسیا
اور غیر مسلم بھی۔ تمام غیر مسلم خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں۔
اس بات کا پورا پورا علم ہے کہ اسلام اپنے بنیادی اصولوں
کی بنا پر دوسرے مذاہب سے محبت ہے اور اس کے لفظ کار و خیال
ان کے لیے تشریفات کا باعث رہے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے

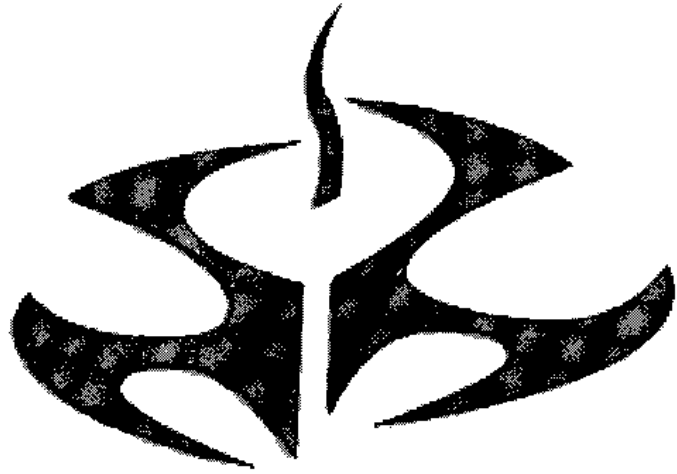


Scanned By:

Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com



Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aazzamm@yahoo.com

کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں مسلمانوں کے لیے نہیں۔ اس خدویش صورت حال میں مسلمانوں کو آپس میں بچا ہو کر یہ سوچ لینا چاہیے کہ انھیں اپنے طور پر خود کو مضبوط کرنا ہے اپنا دفاع خود کرنا ہے اور ان کا کسی بھی بیرونی مدد پر انحصار انھیں تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ دنیا سے ہمارا رابطہ منقطع رہے۔ کچھ لوگ سیاسی بنیادوں پر ہمارے ہم قزاق ہیں۔ ہمارے مقاصد سے دلچسپی رکھتے ہیں لیکن ہمارے ایسے دوست براہ راست ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتے وہ صرف ہمیں سیاسی اور مالی امداد ہی دے سکتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے، ہمیں خود کرنا ہے۔ اس آبد و زور ہم اپنے طور پر حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ابھی ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ ہم ان فادموں پر کام کریں۔ بس ہم انھیں اسٹیلوں کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتے تھے۔ ہائل جوشیو سے ہماری گفتگو کی ابتدا بہت اچھی تھی۔ اس نے ہم سے تمام دن کا وعدہ کیا تھا لیکن پھر اچانک اس کا رویہ تبدیل ہو گیا اور یہی اغوا کر کے قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد کے حالات سے ہم تقریباً علم رہے سوائے اس وقت کے جب تہذیب نامہ انکس نامی لڑکی نے ہمیں آئی وان فیرو سے حاصل کر کے اپنی کوٹھی میں منتقل کیا اور اس وقت اس نے ہمیں بتایا کہ ہمیں ہائل جوئیرو کی قید سے نجات مل چکی ہے اور علی یازخان آبد و زور کے حصول اور اس کی تباہی کے سلسلے میں کوشاں ہے اور ہماری یہ رہائی اسی کی کاوشوں کے بدلے عمل میں آئی ہے۔ ایک بار پھر اس بات کا اظہار کر دیا کہ اس وقت سے ہمارے سینوں میں اطمینان ہی اطمینان تھا اور یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

آبد و زور کی واپس کے سفر میں کوئی ناقابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا اور ہم اس ملک تک پہنچ گئے جس کا ان واقعات سے تعلق تھا۔ راست کا وقت تھا۔ تھما تھما کر گاہ کمر کی دیوار چادر پھیلی ہوئی تھی۔ وہ ایک سنسان سی بندرگاہ تھی جہاں ہم آبد و زور سے نکل کر نشی پر پہنچے۔ بے شمار افراد ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔ انھوں نے بڑی گرم جوشی سے تارنیا پارٹو اور اس کے اشرافے پر میرا استقبال کیا۔ قیدیوں وغیرہ کے بارے میں ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا کہ انھیں اس وقت کہاں منتقل کیا گیا لیکن نوٹس پلیٹی ہانڈ نے میں اور شاد تو ان لوگوں کے ساتھ ایک شاندار مائیکرو بس میں بیٹھ کر چل پڑے۔

ہماری میرانی چند افراد کے گروہ کی گئی تھی جو نہایت احترام سے ہمیں لیے ہوئے ایک خوبصورت عمارت میں پہنچے جس کے باہر فری پھوٹکا ہوا تھا۔ عمارت ہر لحاظ سے بہترین تھی ہمیں ایک بہترین اور آراستہ کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ میری خواہش

پڑا تو کو میرے ساتھ ہی رہنے دیا گیا تھا۔ جنید جلال اور اس کے ساتھیوں کو بھی میرے کمرے کے برابر ہی کر دے گئے تھے۔ رات کو جب ہم لوگوں کو خیر کر ضیافت دی گئی۔ اس ضیافت میں ہمارے علاوہ صرف دو افراد شریک تھے۔ انھوں نے ہم سے درخواست کی کہ ہم اپنی کسی بھی ضرورت کو نظر انداز کر کے فوراً ہی فوراً اس کے بارے میں بتا دیا جائے۔ کھانے کے بعد میں نے جنید جلال سے کہا کہ یہ رات بڑے سکون گزارے اور اس کے بعد شاد کو کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گیا۔

شاد تو اس وقت بھی میرے ساتھ ہی تھا وہ بے حس و سرد تھا۔ اس نے کہا کہ چیٹ، ہر چند کہ میرا تعلق اس ملک سے ہے لیکن آج میں یہاں اپنے آپ کو جس باندی اور جس منصب پر پار ہوں وہ تمہارے ہی فضل ہے۔

”نہیں شاد تو، یہ صرف تمہاری وطن پرستی اور تمہاری کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ کیا تم اپنے وطن میں اپنے لوگوں میں فوری طور پر چلنے کے خواہش مند نہیں ہو؟“

”ابھی نہیں چیٹ اجدی کیا ہے ذرا یہاں سے اعزازات وصول کر لوں۔ تمہاری وجہ سے بات کچھ بنی رہے گی۔ اس کے بعد اطمینان سے ہی جاؤں گا۔“ شاد نے کہا۔

چند لمے کی خاموشی کے بعد شاد تو دوبارہ بولا۔ بڑی پرانی خواہش تھی چیٹ کہ کسی دن ایک بڑے آدمی کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے آؤں لیکن ایسا کبھی نہ ہو سکا۔ صرف رات کو بستر پر لیٹ کر انھیں بند کر کے بڑا آدمی بن جاتا تھا اور اپنی ان تمام خواہشات کی تکمیل کر لیتا تھا جو کبھی آنکھوں پر رسی نہیں ہو سکتی تھیں۔ بہت سی باتیں اس وقت ذہن میں آتی تھیں ایسی مافوق الفطرت ہستی ان خوابوں کی تکمیل کرتی تھی جو دنیا کو نظر نہ آتی۔ حرف میں اسے دیکھتا تھا۔ خروہ ہستی تمہاری شکل میں مجھے مل گئی۔“

”سو جاؤ شاد تو میں بھی سو نچا ہتا ہوں۔“